

ردِّ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا اکرم الہی خاں وزیر آبادی

احتساب قادیانیت

جلد ۲۲

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 4514122



ردّ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا ایم ایس خالد وزیر آبادی

اختصاص قادیانیت

۲۲

دارالحدیث دارالعلوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

..... احتساب قادیانیت جلد ۲۲

..... مولانا ایم۔ ایس خالد وزیر آبادی

..... ۳۶۰

..... ۲۵۰

..... فروری ۲۰۰۸ء

..... ناصر زین پرلیس لاہور

..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدر دفتر حضوری باغ روڈ ملتان

## بسم اللہ الرحمن الرحیم عرض مرتب

لیجیے! احتساب قادیانیت کی جلد ۲۲ بھی پیش خدمت ہے۔ جو وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے ممتاز عالم دین، مولانا محمد شفیع خالد وزیر آبادی کی کتاب ”صحیفہ تقدیر“ پر مشتمل ہے مولانا محمد شفیع خالد وزیر آبادی اپنا مخفف نام استعمال کرتے تھے (ایم۔ ایس خالد وزیر آبادی) ہم نے بھی ٹائٹل پر اس کو اختیار کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۳۵ء کے لگ بھگ شائع ہوئی بہتر سال بعد اس کی دوبارہ اشاعت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اللہ رب العزت کے حضور سجدہ شکر بجالاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجلس کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں آمین! بحرمة النبی الکریم۔

فقیر اللہ وسایا

۴ صفر ۱۴۲۸ھ

۱۲ فروری ۲۰۰۸ء

## آہ! سیدِ نفیسؐ

روتے ہیں ترے غم میں تری بزم کے شیدائی  
 آئے گا سکوں کیسے؟ کیسی ہے شکیبائی  
 اے شاہِ نفیسؐ آجا، خوابوں میں، خیالوں میں  
 دنیا مری ویراں ہے، کشتی نہیں تنہائی  
 آنوار کی بارش ہو، وہی رونقِ محفل ہو  
 لاہور کی بستی ہے اور تیرے تمنائی!  
 سیدِ تری مسند میں، اللہ کی باتیں تھیں  
 گلِ پاشی محفل تھی سیدِ تری گویائی!  
 تیرا لقبِ حسینؑ ہے، اللہ یہ تری نسبت  
 آتا ہے نفیسؐ اپنا، روضے سے صدا آئی  
 ہیں ختمِ نبوتؐ پر خدماتِ تری شاہا!  
 دشمن کے مقدر میں، لکھی گئی رسوائی  
 خوشبوِ ترے لفظوں کی پھیلی ہے زمانے میں  
 ہر سمت ترے جلوے، ہر سو تری زیبائی  
 تری کلک نے دنیا میں، موتی ہی بکھیرے ہیں  
 حرفوں سے ہویدا ہے ترے حسن کی رعنائی  
 انگشتِ بدنداں سب ترے نقشِ مرقع سے  
 اس فن سے خطاطوں کو دی تُو نے شناسائی  
 محتاجِ رشیدیؒ ہے، وارفتہ دعاؤں کا!  
 دنیا میں ملے عزت، عُقبیٰ میں پذیرائی

عنایت اللہ رشیدیؒ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# حکیمہ تقدیر

ایس۔ ایم خالد وزیر آبادی

### نذر عقیدت

یارب تو کریمی و رسول تو کریم  
صد شکر کہ آمدنم بہ میان دو رحیم

خادم ملت نہایت ادب و احترام سے بڑے عجز و انکسار کے ساتھ جمع فرزند ان  
توحید کی طرف سے عموماً اور جناب شیخ الاسلام حضرت گرامی قدر مولانا شبیر احمد عثمانی مدظلہ العالی  
ڈابھیل کی طرف سے خصوصاً یہ ناچیز ہدیہ موسومہ بہ صحیفہ تقدیر جناب سید الکونین، فخر موجودات،  
آقائے اعالیاں، سید ولد آدم، سرکار مدینہ آقائے بروجر، جناب محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین،  
کافیۃ للناس، رؤف الرحیم و رحمۃ اللعالمین کی خدمت ہابرکت میں خلوص نیت و حضور قلب کے  
ساتھ بطور تحفہ پیش کرتا ہے۔

مگر قبول افتد خوشا نصیب وز ہے قسمت

خاکسار! ایم۔ ایس۔ خالد

مصنف: نوشتہ غیب، نوبت مرزا، تصویر مرزا، صحیفہ تقدیر وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى!

اما بعد! اس قادر لایزال کا ہزار ہزار شکر ہے۔ جس نے فقیر کی دیرینہ خواہش کو پایہ  
تحمیل تک پہنچایا۔ میرے جیسے کم علم و بے بساط آدمی کے لئے ایسی دقیق و علمی بحث میں الجھنا اور  
خوش اسلوبی سے تمت بالخیر کرنا ایک تعجب ہے۔ جسے میں خود نہیں سمجھ سکا۔ میرے دل میں ایک  
دلولہ دماغ میں جوش اور ہاتھوں میں حرکت خارق کے طور سے موجزن ہے جو مجھے مجبور کرتی ہے کہ  
اس بد نظمی کے عالم میں جب کہ تنظیمی مرکز فقدان اور اعلیٰ اللہ کا قحط الرجال ہے۔ لکھتا چلا جاؤں اور  
طباعت کی دشواریوں اور خرچ کی زیریاریوں میں تو کلت علی اللہ پہ بھروسہ رکھوں۔

کار ساز ما بفکر کار ما

فکر مادر کار ما ازار ما

میں نے رد مرزائیت پر مختلف عنوانات سے اس وقت چوداں مسودے لکھے جن میں  
سے الحمد للہ کہ یہ چوتھے نمبر میں صحیفہ تقدیر آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔



بزم خالد کا یہ چوتھا سال ہے اور ابھی یہ اس کے بچپن کا زمانہ ہے۔ پھر بھی ہر سال ایک تحفہ قوم کی خدمت میں گرتے پڑتے پیش کر ہی دیا جاتا ہے۔ کاش قوم تھوڑی سی توجہ کرے اور پھر دیکھے کہ دجالیہ کے بچے کس عمدگی سے بکھرتے ہیں۔

مجھ سے بہت سے احباب شکوہ کرتے ہیں کہ اخبار میں پروپیگنڈا کیوں نہیں کرتے۔ اسلامی پریس سے قوم تک آواز کیوں نہیں پہنچاتے۔ مگر میں ان بھولے بھائیوں کو کیا جواب دوں کہ اسلامی پریس ریویو کرنے سے بخل کرتی ہے اور اللہ غریقِ رحمت کرے زمیندار والوں کو جو وطن کا لحاظ بھی بھول گئے اور باقی رہا پروپیگنڈا۔

درد سر کے واسطے صندل بتاتے ہیں مفید

اس کا گھٹنا اور لگانا درد سر یہ بھی تو ہے

یہاں کتابت و طاعت و کاغذ کے لئے دام مہیا نہیں ہوتے۔ ایسی صورت میں اخبار والے ہم کو دور سے ہی سلام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جو ہم گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر دعائی پراکتفا کر لیتے ہیں۔ باقی رہی آواز تو اس کے متعلق اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جس کی ہے وہ خود پہنچا کر رہے گا۔ میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ الفاظ سادہ اور عام فہم ہوں۔ تاکہ موجودہ زمانے کو نئی روشنی سے تعبیر کرنے والے حضرات پوری طرح سے مستفیض ہو سکیں۔

اس کتاب کے لکھنے سے میرا ہرگز یہ مدعا نہیں کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس لگاؤں یا کسی کے عیب و ستم بیان کروں۔ بخدا میرا یہ مطلب ہے کہ دنیا صراطِ مستقیم پہ گامزن ہو جائے۔

اس ساری کتاب سے میرا حاصل نیا کریم ﷺ کی ایک پیش گوئی کو منظر عام پر لانا مقصود ہے جو آپؐ نے عیسیٰ ابن مریم کے لئے قسیمہ بیان فرمائی اور میری تمام جدوجہد اس چیز سے وابستہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس فرمان کو یاد دلادوں جو حضور ﷺ نے کمال شفقت و مہربانی سے امتِ مرحومہ کو بطور تنبیہ بیان فرمایا تھا۔

یہ حقیقت نفسِ امری ہے کہ ملتِ حنیف کی سب سے بڑی مصیبت آئمہ ضال کا وجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے متعلق آج سے ساڑھے تیراں سو سال قبل ان مفسد و فتن کو بیان فرماتے ہوئے تاکیدِ توجہ دلائی تھی گویا کہ حضور ﷺ کی دور بین نگاہیں ان فتن و مفسد کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

”عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ انما اخاف على امتي الائمة

المضلين (ترمذی ج ۲ ص ۴۷، باب ماجاء فی الائمة المضلین) وانه سيكون فی

امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی ج ۲ ص ۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون، ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷، باب ذکر الفتن ودلائلها) ”حضرت ثوبانؓ عرض کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنی امت کے حق میں گمراہ کرنے والے اماموں یعنی خانہ ساز نبیوں کی طرف سے بڑا کھٹکا ہے اور میری امت میں ضرور تیس جھوٹے فریسی ایسے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک اس بات کا مدعی ہوگا کہ وہ خدا کا نبی ہے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہ کیا جائے گا۔“

ایسا ہی ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ:

”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول اللہ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۷، باب فی قوله ﷺ ان بین یدی الساعة کذابین قریباً من ثلاثین، بخاری ج ۱ ص ۵۰۹، باب علامات النبوة فی الاسلام)“

زمانہ ماضی میں چند ایک سر پھروں کو زکام نبوت ہوتا تھا۔ مگر آج کل کا تو کچھ نہ پوچھو۔ جسے دیکھو نبوت کا ہیضہ ہو رہا ہے اور رسالت کے درد میں مبتلا ہے۔ جہاں جاو یہ برساتی نبی مینڈک کی طرح ٹراتے ہوئے موجود پاؤ گے۔ چنانچہ صادق المصدق نے اسی فتنہ خبیثہ کو منظر رکھتے ہوئے کمال عطوفت و مہربانی سے فرمایا۔

راوی حدیث یعنی جناب حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ تو نبی کریم ﷺ سے خیر و برکت کے متعلق استفسار کیا کرتے تھے۔ مگر شیروفتن کے متعلق اکثر پوچھا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم دور جاہلیت میں بڑے زیاں کا رہتے تھے۔ خدا نے ہمیں شرف اسلام بخشا، یہ تو فرمائیے دین حنیف میں آنے کے بعد تو کوئی شرف و قدر و نمائندہ ہوگا۔ حضور ﷺ نے جواب میں ہاں کہی، میں نے عرض کیا اس کے بعد بھلائی بھی ہوگی۔ فرمایا ہاں بھلائی ہوگی مگر کدورت آمیز، میں نے کدورت کی تعریف پوچھی تو رحمت عالم ﷺ نے جواب میں ارشاد کیا۔ ایسے ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو میری راہ ہدایت سے منحرف ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کریں گے۔ جو ان کا پیروکار بنے گا اسے اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں گے میں نے ان کی علامات پوچھیں تو فرمایا کہ وہ ہماری قوم میں ہوں گے۔ ان کا ظاہر تو علم و تقویٰ سے آراستہ ہوگا۔ مگر باطن ایمان و ہدایت سے خالی، وہ ہماری ہی زبانوں کے ساتھ کلام کریں گے۔

میں نے عرض کیا ایسے تو مسلمانوں کی جماعت میں التزامی ورزی نہ کرنا۔ میں نے عرض کی اگر حالت میں گمراہ فرقوں سے الگ رہیں جڑیں چبا کر بسا اوقات ہو۔

ایسا ہی ایک دوسرے مقالہ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں ظاہر ہو گئے۔ وہ تمہارے سامنے آئے آباد اجداد نے بھی نہ سنی ہوں گی۔ خبر تمہیں گمراہ کر کے فتنوں میں دھکیل دے یہ بتانے کی چنداں ضرورت متعلق ہے۔ جس میں مرزائیت کے جناب ابوسعید خدریؓ بیان مذاقا پوچھا تیرا ستیاناس ہو کیا تو دجال دجال کو دی جائے گی مجھے دے دی جا

جس اس حدیث

فاطمہ بنت قیسؓ عرض کر اقتداء میں نماز پڑھی بعد از فراغت عادت تبسم فرمایا اور حکم دیا کہ تمام بیٹھ وجہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور ترغیب یا ترہیب کے لئے تمہیں نہیں آغوش اسلام میں آئے۔ وہ دجال تعلیمات ربانی سے مطابقت رکھتا ہے کرتا رہا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم سفر اختیار کیا۔ قبیلہ خم اور جذام کے



ثون کلہم یزعم انه نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی  
س ۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون، ابوداؤد  
بر الفتن ودلائلہا) ﴿حضرت ثوبان عرض کرتے ہیں کہ فرمایا نبی  
امت کے حق میں گمراہ کرنے والے اماموں یعنی خانہ ساز نبیوں کی  
ریمری امت میں ضرورتیں جموں نے فرمیں ایسے پیدا ہوں گے جن میں  
ٹی ہوگا کہ وہ خدا کا نبی ہے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد  
نئے گا۔﴾

سری حدیث میں آتا ہے کہ:

سریۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی  
ین قریباً من ثلاثین کلہم یزعم انه رسول اللہ (مسلم ج ۲  
ﷺ ان بین یدی الساعة کذابین قریباً من ثلاثین، بخاری ج ۱  
نبوة فی الاسلام)۔

چند ایک سرچھروں کو زکام نبوت ہوتا تھا۔ مگر آج کل کا تو کچھ نہ پوچھو۔  
رہا ہے اور رسالت کے درد میں مبتلا ہے۔ جہاں جاؤ یہ برساتی نبی  
ئے موجود پاؤ گے۔ چنانچہ صادق المصدق نے اسی فتنہ خبیثہ کو منظر  
ربانی سے فرمایا۔

فی جناب حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ تو نبی کریم ﷺ سے  
کیا کرتے تھے۔ مگر شیر و فتن کے متعلق اکثر پوچھا کرتے تھے۔ چنانچہ  
ﷺ ہم دور جاہلیت میں بڑے زبیاں کا رہتے۔ خدا نے ہمیں شرف  
حنیف میں آنے کے بعد تو کوئی شرف و فتنہ رونمانہ ہوگا۔ حضور ﷺ نے  
عرض کیا اس کے بعد بھلائی بھی ہوگی۔ فرمایا ہاں بھلائی ہوگی مگر  
بت کی تعریف پوچھی تو رحمت عالم ﷺ نے جواب میں ارشاد کیا۔  
لے جو میری راہ ہدایت سے منحرف ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ اختیار  
بنے گا اسے اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں گے میں نے ان کی  
ی قوم میں ہوں گے۔ ان کا ظاہر تو علم و تقویٰ سے آراستہ ہوگا۔ مگر  
ہماری ہی زبانوں کے ساتھ کلام کریں گے۔

میں نے عرض کیا ایسے وقت میں ہمارے لئے کیا ارشاد ہے تو فرمایا جب یہ موقعہ آئے  
تو مسلمانوں کی جماعت میں التزامی طور پر شریک کار رہو اور مسلمانوں کے امام اور خلیفہ کی خلاف  
ورزی نہ کرنا۔ میں نے عرض کی اگر اس وقت مسلمان متفرق ہوں اور کوئی امام نہ ہو تو فرمایا ایسی  
حالت میں گمراہ فرقوں سے الگ رہو۔ اگر تمہیں یہاں تک مصیبت آئے کہ درختوں کے پتے اور  
جڑیں چبا کر بسر اوقات ہو۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۹، باب کیف الامر اذا لم تکن جمعة، مسلم)

ایسا ہی ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا۔

ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ آخری زمانہ میں دجال و کذاب  
ظاہر ہوں گے۔ وہ تمہارے سامنے ایسی ایسی باتیں پیش کریں گے جو نہ صرف تم نے بلکہ تمہارے  
آباؤ اجداد نے بھی نہ سنی ہوں گی۔ خبردار ان سے بچنا اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنا۔ ایسا نہ ہو وہ  
تمہیں گمراہ کر کے فتنوں میں دھکیل دے۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۰، باب انہی عن الرویۃ عن الضعفاء)  
یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ یہ پیش گوئی آج کل کے سرکاری برساتی نبیوں کے  
متعلق ہے۔ جس میں مرزائیت کے افعال و اشغال پر پوری پوری روشنی ڈالی ہوئی ہے۔

جناب ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ برسمیل تذکرہ میں نے ابن صیاد کو  
مذاق پوچھا تیرا استیلاں ہوا کیا تو دجال ہونا پسند کرتا ہے تو وہ جواباً کہنے لگا اگر وہ تمام قدرت جو  
دجال کو دی جائے گی مجھے دے دی جائے تو میں دجال بننے کو تیار ہوں۔

(مسلم ج ۲ ص ۳۹۷، باب ذکر ابن صیاد)

جس اسہ حدیث

فاطمہ بنت قیس عرض کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد نبوی مکی اور نبی کریم ﷺ کی  
اقداء میں نماز پڑھی بعد از فراغت نماز آنحضور فخر دو عالم گمنبر پر رونق افروز ہوئے اور حسب  
عادت تبسم فرمایا اور حکم دیا کہ تمام بیٹھ جائیں۔ اس کے بعد فرمایا تم جانتے ہو آج کے اجتماع کی کیا  
وجہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے کسی  
ترغیب یا ترہیب کے لئے تمہیں نہیں بٹھایا۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ تمہیں داری ایک عیسائی تھے جو  
آغوش اسلام میں آئے۔ وہ دجال کے متعلق تمہارے سامنے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو ان  
تعلیمات ربانی سے مطابقت رکھتا ہے۔ جیسا کہ میں اکثر دجال کے متعلق تمہارے سامنے بیان  
کرتا رہا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ تمہیں داری کا بیان ہے کہ میں نے جہاز میں سوار ہو کر سمندر کا  
سفر اختیار کیا۔ قبیلہ نعم اور جذام کے تئیں افراد میرے رفیق سفر تھے۔ سمندر میں ایسی طغیانی ہوئی

کہ ہمارا جہاز بری طرح پھولوں کی گود میں کھیلنے لگا۔ بالآخر بے خرابی بساں ایک ماہ بعد خشکی کا کنارہ دیکھنا نصیب ہوا۔ یہ ایک جزیرہ تھا۔ چنانچہ ہم وہاں اترے۔ اثنائے راہ میں ایک ایسی عورت ملی جس کے لمبے لمبے بال تھے۔ ہم نے پوچھا تم کون ہو اس نے جواب میں کہا۔ میں جسامہ یعنی مخبر ہوں جو دجال کو خبریں پہنچاتی ہوں تم سامنے والے دیر میں دجال کو دیکھو گے۔ ہم ادھر ہی ہوئے۔ وہاں پہنچے تو کٹرل جوان دیکھا اس سے مشترایا قوی ہیکل اور اس قد و قامت کا آدمی ہماری نظر سے نہ گذرا تھا۔ یہ شخص زنجیروں میں جکڑا تھا۔ اس کے ہاتھ گھٹنوں اور ٹخنوں کے بیچ میں سے نکال کر گردن سے بندھے تھے۔ ہم اس پیل تن کو دیکھ کر محو حیرت ہوئے اور پوچھا تو کون ہے۔ وہ بولا چونکہ تم نے مجھے دیکھ لیا اس لئے میرا مخفی رکھنا ٹھیک نہیں سوتا نے سے قتل تم کہو یہاں کیسے آئے اور کون ہو۔

ہم نے وہ تمام واقعہ بیان کیا جو یہاں آنے کا باعث ہوا تھا تو دجال بولا بتاؤ نخل بیسان ہنوز بار آورو ہوا یا نہیں۔

ہم: ہاں اس میں برابر پھل آ رہا ہے۔

دجال: وہ وقت آنے والا ہے جب یہ کجوروں کے درخت بے ثمر ہو جائیں گے۔ اس کے بعد پوچھا طریہ میں پانی موجود ہے یا خشک ہو چکا۔

ہم: ہاں کافی پانی ہے۔

اس کے جواب میں کہا وہ وقت دور نہیں جب یہ پانی خشک ہو جائے گا۔ اس کے بعد پوچھا کیا چشمہ زغر میں پانی آ رہا ہے اور لوگ اپنی زمینوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ عنقریب یہ خشک ہوگا۔

دجال: بتاؤ ہستیوں کے نبی نے ظاہر ہو کر کیا کچھ کیا۔

ہم: وہ قوم پر غالب لائے اور لوگوں نے ان کی اطاعت کر لی۔

دجال: ہاں ان کے لئے اطاعت و سرفندگی ہی بہتر تھی۔

اس کے بعد کہنے لگا میں مسیح الدجال ہوں۔ مجھے عنقریب یہاں سے نکلنے کی اجازت ملے گی۔ میں روئے زمین کا دورہ کروں گا اور دنیا کی کوئی آبادی ایسی نہ ہوگی جہاں میں چالیس دن کے اندر نہ پہنچ جاؤں باستثناء مکہ اور طیبہ کے کیونکہ ان دو شہروں کے داخلے کی مجھے اجازت نہیں اور اگر میں ان میں داخل ہونے کی کوشش بھی کروں تو فرشتے میری مزاحمت کریں گے۔

اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد حضور ﷺ نے منبر پر تین مرتبہ عصاء کو زمین پر مار کر

فرمایا یہی طیبہ ہے، یہی طیبہ ہے، یہی طیبہ ہے، یہی  
ناظرین! ان ارشادات  
کریں۔ انشاء اللہ! اس میں بہت  
چلنے اور عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آ  
رباعیات

ایک ر  
ہو جا  
اے  
سوچا۔

انسان  
احساس  
کر نفس  
یہ ذوق

باطل  
خواہید  
ناظر  
سن ار

دنیا اپنی بے ثباتی پر ہوا  
انسانوں کے بل نکال کر رکھ دیئے  
و فرعون ہو کر خدا کہلوائے اور عاجز  
مشق بنے۔ آہ! ان کے نوزائیدہ



فرمایا یہی طیبہ ہے، یہی طیبہ ہے، یہی طیبہ ہے۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۴، ۴۰۵، باب ذکر الدجال، ابوداؤد)  
ناظرین! ان ارشادات گرامیہ کو ذہن نشین رکھتے ہوئے صحیفہ تقدیر کو شوق سے مطالعہ  
کریں۔ انشاء اللہ! اس میں بہت سی مفید مطلب باتیں آپ کو ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر  
چلنے اور عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

### رباعیات

ایک روز عیاں ہوگا زوال ہستی  
ہو جائے گا معدوم خیال ہستی  
اے ہستی فانی پہ اکڑنے والو  
سوچا ہے کبھی تم نے مآل ہستی

انسان کو یہ کار بنادیتی ہے  
احساس خدا دل سے مٹا دیتی ہے  
کرنفس کی خاطر نہ مسرت کا خیال  
یہ ذوق یہ کاری بڑھا دیتی ہے

باطل کے حجابات اٹھاتا ہوں میں  
خوابیدہ خیالات جگاتا ہوں میں  
ناظر نہ میری ہستی ناچیز کو دیکھ  
سن اس کو جو پیغام سناتا ہوں میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

### تمہید

دنیا اپنی بے ثباتی پر ہمیشہ روئی اور روتی رہے گی۔ حوادث زمانہ نے سینکڑوں جابر و متکبر  
انسانوں کے بل نکال کر رکھ دیئے۔ بہترے سر پھرے اس نلی چھت کے نیچے شداو، نمرود، ہامان  
فرعون ہو کر خدا کھلوائے اور عاجز و بے کس بندے ان کے جو رستم، ظلم و بربریت کا شکار ہو کر تختہ  
مشق بنے۔ آہ! ان کے نوزائیدہ معصوم و بے گناہ بچوں کو صرف اس جرم کے بدلے کہ وہ سہلی قوم

ابلیس ایک ماہ بعد خشکی کا کنارہ  
ٹٹائے راہ میں ایک ایسی عورت ملی  
وواب میں کہا۔ میں جسارہ یعنی منبر  
دجال کو دیکھو گے۔ ہم ادھر ہی  
میں نکل اور اس قدم و قامت کا آدمی  
کے ہاتھ گھٹنوں اور ٹخنوں کے بیچ  
موجود حیرت ہوئے اور پوچھا تو کون  
نہیں سوچتے تھے کہ تم کہو یہاں

ہوا تھا تو دجال بولا تھا و نکل بیسان

رخت بے ثمر ہو جائیں گے۔ اس

خشک ہو جائے گا۔ اس کے بعد  
ماکر ہے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں۔

ماکر لی۔

بہ یہاں سے نکلنے کی اجازت  
ماند ہوگی جہاں میں چالیس دن  
داغے کی مجھے اجازت نہیں اور  
قت کریں گے۔

تین مرتبہ عصا کو زمین پر مار کر

میں کیوں پیدا ہوئے۔ بے دریغ قتل عام کیا جاتا۔ اس وحشیانہ طریق کار کا شکار ایک دو نہیں دس بیس نہیں نوے ہزار سے زائد خدا کی وہ ننھی ننھی مخلوق، ماں کی گودوں اور زچہ کی چھاتیوں سے جبراً و قہراً چھین کر جدا کی جاتی اور ندیدی شمشیروں کی پیاس بجھاتی۔ مامتا کی ماری ماں جب آغوش شفقت کو خالی پاتی تو جگر میں ایک بے پناہ درد اٹھتا اور دل خون ہو کر رہ جاتا۔ وہ گھٹنوں تصویر درد ساکت و صامت کلیجہ تھام کر بیٹھی آہیں سرد بھرتی اور دکھڑا روتی رہتی۔ اس جگر دوزی و جان سوزی کے باعث عرش عظیم تھرا اٹھا اور رحمت کر دگار جوش میں آئی۔ ملائکہ اللہ نے فلسفہ عالم کا حیرت سے مطالعہ کیا۔ تو کم مائیگی فرعون کی بے بضاعتی پہ خندہ زن ہوئی اور نامرادی کھل کھلا کر بنی۔ رحمانیت موسیٰ علیہ السلام کے لباس میں تشریف فرما ہو کر بنی اسرائیل کی نجات کا باعث بنی۔ اتمام حجت کے لئے بیسوں آیات اللہ معرض ظہور میں آئیں۔ مگر فرعونیت انہیں کب خاطر میں لانے والی تھی نہ ماننا تھا نہ مانا۔ بلکہ ٹھٹھا اور استہزاء کرتے ہوئے نہایت حقارت سے ٹھکراتے ہوئے کہہ دیا گیا۔ ”قال ان رسول لكم الذي ارسل اليكم لمجنون (الشعراء: ۲۷)“

جیتہ اللہ پوری ہو چکی تو فرمان ایزدی ہوا۔ اے موسیٰ! میرے بندوں کو راتوں رات نیل سے پار لے جا۔ ارشاد باری کی تعمیل ہوئی تو سمندر سدرہ ہوا اور عقب میں فرعونی ہڈی دل لشکر ساز و سامان سے لیس بڑے کروڑوں سے بھوکے شیر کی طرح شکار کے تعاقب میں آ رہا تھا۔ جونہی یہ لشکر قریب ہوا اسرائیلیوں کے ہوش گم اور اوسان خطا ہوئے اور وہ بے ساختہ پکار اٹھے ”انا المذکورون (الشعراء: ۶۱)“ موسیٰ علیہ السلام نے تسلی بخشی دیتے ہوئے فرمایا ”قال كلا ان معي ربي سيهدين (الشعراء: ۶۲)“ مگر چونکہ تمام ظاہری اسباب مفقود تھے۔ اس لئے جان جو کھوں میں پڑ رہی تھی۔ مگر وہ کوہ وقار و پیکر عزم و حی الہی پر کامل ایمان رکھتا تھا۔ لیکن نہ جانتا تھا کہ نجات کس طریق سے ہوگی۔ چونکہ راسخ الایمان تھا اس لئے اسے حق یقین تھا کہ پروردگار عالم ضرور کوئی سبیل نکالے گا۔ جونہی یہ طاغوتی سیل قریب آیا۔ ارشاد ہوا اے کلیم اپنا اعجازی عصا نیل میں ڈال دے۔ اللہ اللہ وہ لہریں اور موجیں مارتا ہوا سمندر جس میں جہاز رانی کرنے سے طراح بھی عاجز و خائف ہوتے ہیں کس طرح تعمیل رہائی کرتا ہوا بارہ صاف و شفاف سڑکوں میں بٹ جاتا ہے۔ اب نقشہ یوں سمجھئے کہ گویا پہاڑوں میں سرنگیں کھدیں ہیں، پانی کی دیواریں اور چھت ہیں جو حرکت میں ہیں اور بنی اسرائیل جو بارہ قبائل میں منقسم ہیں ان میں بلا خوف و خطر نہایت اطمینان و انبساط سے ایک دوسرے قبیلے کے جھروکوں سے دیکھتے اور باتیں کرتے ہوئے نہایت آرام سے گزر رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے۔ ”فأوحينا إلى موسى ان

اضرب بعصاك البحر فانقلب فكل  
الآخرين وانجينا موسى ومن معه اجمعين  
جب موسیٰ علیہ السلام خیر و خوبی سے در  
پہنچ کر دریائے حیرت میں غرق عقل و خرد سے مجبور  
بارہ سڑکیں ہیں جن کی آبی دیواروں پر محرابی سقف  
مار کر بند رہا ہے۔ اس عجوبہ نمائی نے ورطہ حیرت میں  
علیہ السلام کے بچپن کا وہ زمانہ جس میں ان کی والدہ  
صندوق میں بند کر کے خدا کے وعدے پر بہادیا تھا  
کے سامنے بہتا ہوا جارہا تھا اور جس کو فرعون نے  
اگٹھا چوستے ہوئے دیکھا تو دفعتاً نجومی کی پیش  
سلطنت کو الٹ کر تاج و تخت کا مالک بن جائے  
اور تصور نے ابھی خیالی تصور کو تمام نہ کیا تھا کہ فرعون  
دل خاتون بی بی آسیہ جو اس وقت کی رانی تھی۔  
لئے اچھی اچھی دایا تلاش ہونے لگیں۔ کیونکہ فرعون  
کی تمام دایاں آئیں اور دودھ پلانے میں ناکام  
بالاخر اس طریق سے اللہ نے اپنے وعدے کو بچ  
ٹھنڈک بنایا۔ اس کے بعد اس کی جوانی اور پاک  
وہ راست باز خدا کا رسول ہے۔ کبھی کہتا نہیں  
کبھی موسیٰ کا عصا اڑدھا بنا ہوا آنکھوں میں پھر  
ہوتی۔ غرضیکہ اسی تک دو دو میں وہ گھنٹوں مقید رہا  
اللہ و رسولہ کے نزدیک آنے سے یہ دوسرے  
خود بخود تمہارے لئے ہی پیدا ہوئی ہے۔ اگر  
کریں گے۔ غرضیکہ انہیں خیالات میں ایسا الجھ  
مشکل ہو گیا۔ انہیں تو ہمت کے ہیجان میں گھوڑ  
نے پیروی کی۔ چند منٹوں میں یہ تمام اعدا اللہ  
موسیٰ علیہ السلام بھی حکم کے منتظر عصا لئے کھڑے۔



دریغ قتل عام کیا جاتا۔ اس وحشیانہ طریق کار کا شکار ایک دو نہیں دس  
خدا کی وہ نعمی نعمی مخلوق، ماں کی گودوں اور زچہ کی چھاتیوں سے جبراً  
باتی اور ندیدی شمشیروں کی پیاس بجھاتی۔ ماما کی ماری ماں جب  
جگر میں ایک بے پناہ درد اٹھتا اور دل خون ہو کر رہ جاتا۔ وہ گھٹنوں  
پر بیٹھ کر تمام کرشمی آہیں سرد بھرتی اور دکھڑا روتی رہتی۔ اس جگر دوزی  
عظیم قہرا اٹھا اور رحمت کر دگار جوش میں آئی۔ ملائکہ اللہ نے فلسفہ  
تو کم مانگی فرعون کی بے بضاعتی پہ خندہ زن ہوئی اور نامرادی کھل کھلا  
سلام کے لباس میں تشریف فرما ہو کر بنی اسرائیل کی نجات کا باعث  
ہوئی آیات اللہ معرض ظہور میں آئیں۔ مگر فرعونیت انہیں کب خاطر  
نہ بانا۔ بلکہ ٹھٹھا اور استہزاء کرتے ہوئے نہایت حقارت سے ٹھکراتے  
رسول لکم الذی ارسل الیکم لمجنون (الشعراء: ۲۷)“  
یعنی تو فرمان ایزدی ہوا۔ اے موسیٰ! میرے بندوں کو راتوں رات نیل  
کی کی قہیل ہوئی تو سمندر سدرا ہوا اور عقب میں فرعونی ٹڈی دل  
بڑے کر دفر سے بھوکے شیر کی طرح شکار کے تعاقب میں آ رہا  
سرائیلوں کے ہوش گم اور اوسان خطا ہوئے اور وہ بے ساختہ پکار اٹھے  
۱۱: ۶۱)“ موسیٰ علیہ السلام نے تسلی بخشی دیتے ہوئے فرمایا ”قال کلا  
(الشعراء: ۶۲)“ مگر چونکہ تمام ظاہری اسباب مفقود تھے۔ اس لئے  
مگر وہ کوہ وقار و پیکر عزم و جی الہی پر کامل ایمان رکھتا تھا۔ لیکن نہ جانتا  
وہی۔ چونکہ راسخ الایمان تھا اس لئے اسے حق یقین تھا کہ پروردگار  
۱۱: ۶۱) جو نبی یہ طاغوتی سیل قریب آیا۔ ارشاد ہوا اے کلیم اپنا اعجازی  
اللہ اللہ وہ لہریں اور موجیں مارتا ہوا سمندر جس میں جہاز رانی کرنے  
ہوتے ہیں کس طرح قہیل رہانی کرتا ہوا بارہ صاف و شفاف سڑکوں  
یوں سمجھئے کہ گویا پہاڑوں میں سرنگیں چھیں ہیں، پانی کی دیواریں اور  
۱۱: ۶۱) اور بنی اسرائیل جو بارہ قبائل میں منقسم ہیں ان میں بلا خوف و خطر  
ایک دوسرے قبیلے کے جھروکوں سے دیکھتے اور باتیں کرتے ہوئے  
ہیں۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے۔ ”فلا وحینا الی موسیٰ ان

اضرب بعصاک البحر فانقلب فکان کل فرق کا الطود العظیم وازلنا ثم  
الآخرین وانجینا موسیٰ ومن معه اجمعین (الشعراء: ۶۳، ۶۴)“  
جب موسیٰ علیہ السلام خیر و خوبی سے دریا پار ہوتے ہیں تو فرعون مع لشکر کے کنار نیل پر  
پہنچ کر دریائے حیرت میں غرق عقل و خرد سے مجبور ہو جاتا ہے کہ سمندر اپنی روانی کو بھول رہا ہے۔  
بارہ سڑکیں ہیں جن کی آبی دیواروں پر محرابی سقف آویزاں ہیں اور اس پہ پانی ٹھاٹھیں اور موجیں  
مار کر بہ رہا ہے۔ اس عجوبہ نمائی نے درطہ حیرت میں ایسا محو کیا کہ فرعون کی آنکھوں کے سامنے موسیٰ  
علیہ السلام کے بچپن کا وہ زمانہ جس میں ان کی والدہ ماجدہ نے انہیں فرعون کے ڈر سے دریا میں  
صندوق میں بند کر کے خدا کے وعدے پر بہا دیا تھا اور جو فرعون کے محل کی باتیں نہر میں دربار خاص  
کے سامنے بہتا ہوا جا رہا تھا اور جس کو فرعون نے پکڑنے اور کھولنے کا حکم دیا اور جب معصوم بچہ  
انگوٹھا چوستے ہوئے دیکھا تو دفعتاً نجومی کی پیش گوئی کا خیال آیا کہ شاید یہ وہی بچہ ہے جو میری  
سلطنت کو الٹ کر تاج و تخت کا مالک بن جائے گا۔ یہ خیال ابھی یقین کے مراتب تک نہ پہنچا تھا  
اور تصور نے ابھی خیالی تصور کو تمام نہ کیا تھا کہ فرعون بوکھلا اٹھا اور موسیٰ کے قتل کا حکم دیا۔ مگر وہ نیک  
دل خاتون بی بی آسیہ جو اس وقت کی رانی تھی۔ آڑے آئی اور زندگی کا باعث بنی، تو پرورش کے  
لئے اچھی اچھی دایا تلاش ہونے لگیں۔ کیونکہ فرعون لا ولد تھا اور اسی بچہ کو تختی قرار دیا گیا۔ مصر بھر  
کی تمام دایاں آئیں اور دودھ پلانے میں ناکام پلٹیں۔ بچہ ہے کہ کسی کا دودھ ہی نہیں پیتا اور  
بلا خراس طریق سے اللہ نے اپنے وعدے کو چھ فرماتے ہوئے ماں کی گود میں پہنچا کر آنکھوں کی  
ٹھنڈک بنایا۔ اس کے بعد اس کی جوانی اور پاک دامنی کا دل میں مطالعہ کرتا رہا۔ کبھی خیال کرتا کہ  
وہ راست باز خدا کا رسول ہے۔ کبھی کہتا نہیں نہیں۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ بہت بڑا جادوگر ہے۔  
کبھی موسیٰ کا عصا اڑدھا بٹا ہوا آنکھوں میں پھر جاتا تو کبھی ہاتھ کی نورانیت چاند کو بچل کرتی معلوم  
ہوتی۔ غرضیکہ اسی تنگ و دو میں وہ گھنٹوں مقید رہا اور برابر کم سختی سر پر سوار رہی۔ جس نے اطمینان  
اللہ و رسولہ کے نزدیک آنے سے یہ وسوسہ پیدا کرتے ہوئے روکے رکھا کہ تم خدا ہو اور یہ دنیا  
خود بخود تمہارے لئے ہی پیدا ہوئی ہے۔ اگر موسیٰ کو سچا رسول مانو گے تو دنیا والے تم سے تسخر  
کریں گے۔ غرضیکہ انہیں خیالات میں ایسا الجھا کہ گھوڑے کی لگام تھامنا یا نیک و بد میں تمیز کرنا  
مشکل ہو گیا۔ انہیں توہمات کے بیجان میں گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ مصاحبوں نے تقلید کی اور فوجوں  
نے پیروی کی۔ چند منٹوں میں یہ تمام اعدا اللہ دریائے نیل کی انہیں محرابی سڑکوں میں تھے۔ ادھر  
موسیٰ علیہ السلام بھی حکم کے منتظر عصا لئے کھڑے تھے کہ وحی الہی ہوئی۔ ”فاضرب بعصاک

البحر“ بس جو نبی ارشاد ربانی کی تعمیل ہوئی۔ پانی کے وہ بے پناہ پہاڑ جو سروس پر حکمت الہی سے چل رہے تھے۔ سطح پر ٹوٹ پڑے اور تمام فرعونوں کو غرق کر دیا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل پر انعامات کی بارش و قافو قاف ہوئی رہی اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس قوم کو نوازا گیا اس کی مثال قرون ماضی میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ”فاخرجناہم من جنات وعیون وکنوز و مقام کریم کذا لک واورثناہا بنی اسرائیل (شعراء: ۵۷ تا ۵۹)“ ہم نے فرعونوں کو ان کے باغات، چشموں اور خزانوں اور اچھے اچھے مقاموں سے خارج کر دیا اور ان کی تمام جگہوں پر بنی اسرائیل کو وارث بنا دیا۔ مگر افسوس یہ قوم انتہائی پستی سے نکل کر بلندی کے مراتب تک تو پہنچی۔ مگر عادات و اطوار نہ سلجھے وہ لاعلمی و کم سمجھی سے طرح طرح کے جہالت کے سوال موسیٰ علیہ السلام پر کرتے اور خوارق کے عجائبات کا تقاضہ کرتے مثلاً وہ کہتے کہ اے موسیٰ ہم پر آسمان سے پکا پکایا کھانا اتار، چنانچہ قرآن شہد ہے کہ ان کی یہ آرزو بھی پوری ہوئی۔ ”وانزلنا الیکم المن والسلوی (بقراءہ: ۵۷)“ اور طرفہ یہ کہ ایسے کھلے کھلے نشانات دیکھنے کے بعد پھر وہ صراط مستقیم سے ہٹک جاتے۔ گویا غیرت الہی کو چیلنج کرتے۔ پھر کوئی تنبیہ آتی۔ جس سے وہ اپنی عافیت تنگ دیکھتے تو کہتے۔ اے جادوگر اپنے خدا سے دعا کر کہ یہ عذاب ہم سے ٹل جائے تاکہ ہم تم پر ایمان لا دیں اور جب خدا کا رسول دعا کرتا اور وہ عذاب ٹل جاتا تو پھر وہ کفر کرتے۔ غرضیکہ یہ مدد جزر یونہی چتا رہا۔ آپ تورات لینے گئے۔ قوم سامری کے دام میں آ کر گوسالہ پرست ہو گئی۔ حضرت ہارون نے بہتیری کوشش کی مگر ناکام رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فتح کا وعدہ دیا تو قوم نے ساتھ دینے سے انکار کیا اور کہا ”قالوا یموسیٰ اننا لن ندخلها ابدا مادامو فیہا فاذهب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون (مائیدہ: ۲۴)“ سچ ہے جس کو اللہ ہدایت دے۔ وہی سیدھا راستہ پاسکتا ہے۔ ”ومن ینہد اللہ فہو المہتد (بنی اسرائیل: ۹۷)“ قرون ماضی میں حضرت نوح علیہ السلام کی وہ لمبی زندگی یعنی ساڑھے تیراں سو برس اور اس میں ان کی وہ ان تھک تبلیغی دوڑ دھوپ جو برابر ساڑھے نو سو برس تک رہی کا مطالعہ کرو اور پھر نتیجہ میں فرقان حمید کو دیکھو ”وما امن معہ الا قلیل (ہود: ۴۰)“ اور پھر ان دعائیہ کلمات پر غور کرو۔ ”رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیتار انک ان تذرہم یضلوا عبادک ولا یلبدوا الا فاجراً کفاراً (نوح: ۲۶، ۲۷)“ اس کے بعد دعا کی قبولیت کو دیکھو اور خدائے جبار کا انتقام ملاحظہ کرو کہ آپ کا بیٹا کنعان احکام سرمدی سے سرکشی کرتا ہے۔ نوح علیہ السلام

سمجھاتے ہیں وہ فرمان رسالت کی تکذ سے التجا کرتے ہیں کہ مولا یہ میرا لڑکا کا حکم الحاکمین ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ ”فیعنی اے نوح یہ تیرے اہل سے نہیں کہ جس کا نہیں دیا گیا ہے تجھ کو علم، ایسا نہ ہو چوداں سو برس بعد جب یہ قوم انتہائی عصیاں کا دامن رشہ حیات کا ساتھی وقعت نہ دی۔ ان کے عزائم و حوصلے اور وہ حرص و ہوا کے بندے نفسیات کی کاہن کے لقب کو اختیار کرتے اور تو غریب اور امراء کے الگ الگ شرعی قاعدہ کا لا کرنے پر ہی اکتفا کرتے اور اگر اقوال افعال کے تابع نہ ہوتے۔ بلکہ وہ نہ کرتے۔ یہی وجہ ہے جو مقدس توریہ ہوئی اور ایسا ہی جب زبور مقدس کی پر یہ تمہید صرف اسی زمانہ کے واقعات پر اور قسمت کے بیٹوں نے مسیح علیہ السلام کی سوانح حیات پر مختصر روشنی ڈالنے کی قاطعہ دیراہین ساطعہ پیش کریں گے ہوگا۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ یکے خوب یہودیت کی تصویر کا خاکہ کھینچنا ہے

از خاتمہ اثر جتنا ہوئے اسحاق کے فرزند اسرائیل ان ہی میں حضرت یوسف نے مرسل کا لقب یہی بھائی تھے جن کے دل میں بھی بھائی کی بڑا



نی کی تعمیل ہوئی۔ پانی کے وہ بے پناہ پہاڑ جو سڑوں پر حکمت الہی سے پڑے اور تمام فرعونوں کو غرق کر دیا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل پر نئی رہی اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس قوم کو نواز گیا اس کی مثال سے نہیں ملتی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ”فاخرجناہم من جنات ریم کذا لک واورثناہا بنی اسرائیل (شعراء: ۵۷ تا ۵۹)“ کو ان کے باغات، چشموں اور خزانوں اور اچھے اچھے مقاموں سے بہکے ہوئے بنی اسرائیل کو وارث بنا دیا۔ مگر افسوس یہ قوم انتہائی پستی تک تو پہنچی۔ مگر عادات و اطوار نہ سلجھے وہ لاعلمی و کم سمجھی سے طرح طرح کی غلطیوں پر غلبہ کیا اور خوارق کے عجائبات کا تقاضہ کرتے پر آسمان سے پکا پکایا کھانا اتار، چنانچہ قرآن شاہد ہے کہ ان کی یہ نازلنا الیکم المن والسلوی (بقراءہ: ۵۷)“ اور طرفہ یہ کہ کے بعد پھر وہ صراط مستقیم سے ہٹک جاتے۔ گویا غیرت الہی کو چیلنج جس سے وہ اپنی عافیت تک دیکھتے تو کہتے۔ اے جادوگر اپنے خدا سے مل جائے تاکہ ہم تم پر ایمان لاویں اور جب خدا کا رسول دعا کرتا وہ کفر کرتے۔ غرضیکہ یہ مدوجزریونہی چلتا رہا۔ آپ تورات لینے میں آ کر گوسالہ پرست ہو گئی۔ حضرت ہارون نے بہتری کی کوشش کی نے فتح کا وعدہ دیا قوم نے ساتھ دینے سے انکار کیا اور کہا ”قالوا اابدا مادامو فیہا فاذہب انت وربک فقاتلا انا ہننا“ (۱) ”سچ ہے جس کو اللہ ہدایت دے۔ وہی سیدھا راستہ پاسکتا ہے۔“ ہتد (بنی اسرائیل: ۹۷)“ قرون ماضی میں حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے تیراں سو برس اور اس میں ان کی وہ ان تھک تبلیغی نو سو برس تک رہی کا مطالعہ کرو اور پھر نتیجہ میں فرقان حمید کو دیکھو یل (ہود: ۴۰)“ اور پھر ان دعائیہ کلمات پر غور کرو۔ ”رب لا الہ الا انت سبحانک انک انت الذی لا یغنی عنک شئ من الخلق ان تذرہم یضلوا عبادک ولا (نوح: ۲۷، ۲۸)“ اس کے بعد دعا کی قبولیت کو دیکھو اور خدائے پ کا بیٹا کنعان احکام سرمدی سے سرکشی کرتا ہے۔ نوح علیہ السلام

سمجھاتے ہیں وہ فرمان رسالت کی تکذیب کرتا ہوا موجوں کی نذر ہوتا ہے۔ نوح علیہ السلام خدا سے التجا کرتے ہیں کہ مولا یہ میرا لڑکا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ کیونکہ تو احکم الحاکمین ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ ”قال یشا نوح انه لیس من اہلک (ہود: ۴۶)“ یعنی اے نوح یہ تیرے اہل میں سے نہیں کیونکہ یہ بد عمل واقع ہوا ہے اور مت سوال کر اس چیز کا کہ جس کا نہیں دیا گیا ہے تجھ کو علم، ایسا نہ ہو کہ تو جاہلین سے ہو جائے۔ غرضیکہ موسیٰ علیہ السلام کے چوداں سو برس بعد جب یہ قوم انتہائی طور سے مجڑ چکی اور بعض کی شکلیں تک مسخ ہو چکیں۔ مگر کفر و عصیان کا دامن رشتہ حیات کا ساتھی رہا۔ انہوں نے تنبیہ الہی کو اتفاقی معاملہ سے زیادہ کبھی وقعت نہ دی۔ ان کے عزائم و حوصلے ان کے دلوں اور جوش کفر کے گہوارے میں نشوونما پاتے اور وہ حرص و ہوا کے بندے نفسیات کی پیروی کرتے۔ ان کے رہبان و احبار ان کے علماء و فضلا کا ہن کے لقب کو اختیار کرتے اور توریت مقدس کی تحریف کو خدمت خلق سمجھتے۔ انہوں نے غرباء اور امراء کے الگ الگ شرعی قانون مقرر کر رکھے تھے۔ مثلاً اگر کوئی امیر زنا کرتا اس کا منہ کالا کرنے پر ہی اکتفا کرتے اور اگر غریب مرتکب ہوتا تو اس کو سنگ سار کر دیتے۔ ان کے اقوال افعال کے تابع نہ ہوتے۔ بلکہ وہ جو کچھ کرنے کا حکم دیتے اس پر بھولے سے کبھی خود عمل نہ کرتے۔ یہی وجہ ہے جو مقدس توریت کی تحریف کے بعد زبور پاک کو نازل کرنے کا باعث ہوئی اور ایسا ہی جب زبور مقدس کی پر یہ نوبت پہنچی تو انجیل شریف نے اس کا ازالہ کیا اور ہماری یہ تمہید صرف اسی زمانہ کے واقعات پر روشنی ڈالنا مقصود ہے کہ کس طرح تاریکی کے فرزندوں اور قسمت کے بیٹوں نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ برتاؤ کیا۔ چنانچہ آئندہ صفحات میں ہم آپ کی سوانح حیات پر مختصر روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے اصل بحث یعنی حیات مسیح پر دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ پیش کریں گے اور انشاء اللہ یہ مضمون اپنی نوعیت میں نرالا اور دلچسپ ہوگا۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ وہ یکسوئی سے بنور مطالعہ فرمائیں۔ چنانچہ بھائی حفیظ نے کیا خوب یہودیت کی تصویر کا خاکہ کھینچا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

#### از خاتمہ اثر جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری

ہوئے اسحاق کے فرزند اسرائیل پیغمبر	طے فرزند انہیں بارہ بفضل حضرت داود
ان ہی میں حضرت یوسف نے مرسل کا لقب پایا	خدا نے ان کو اہل معر پر مبعوث فرمایا
یہی بھائی تھے جن کے کل میں تھی بھائی کی بدخوئی	یہی نام تھے جب یوسف نے پائی مصر کی شاہی

یہودی قوم کا آغاز انہی بارہ سے ہوتا ہے مگر اس قوم پر بھی شرک نے جب دام پھیلایا یہی لوگ اپنے لوگوں کو خدا کی قوم کہتے تھے ہوئے اس قوم میں اکثر جلیل الشان پیغمبر یہودی راہ پر آکر بھی رستہ بھول جاتے تھے کیا تھا مصر میں فرعون نے دعویٰ خدا کی کا عتاب آ کر کیا شہنشاہوں کے شاہ نے ان پر کہ یہ بھی اک طریقہ تھا نہیں رستے پہلانے کا بہت پستی دکھائی آخر اس رفتار نے ان کو مگر فرعون کے ظلم و ستم جب بڑھ گئے حد سے خدائے پاک نے موسیٰ کو ان میں کر دیا پیدا ظہور نور حق موسیٰ کو سینا پر نظر آیا دید بیضا کے ساتھ اس خطہ ظلمت میں در آئے جگایا قوم کی تقدیر کو آواز موسیٰ نے عصائے موسیٰ نے پتھروں کو موم کر ڈالا یہی مقوم ہے جس کے لئے کھانوں کے میندر سے مگر جب آزمائش آ پڑی یہ قوم گھبرائی کہا موسیٰ نے اٹھا اے قوم باطل کے مقابل ہو تو بولی قوم اے موسیٰ ہمیں آرام کرنے دے خدا کو ساتھ لے جا اور باطل سے لڑائی کر ہمیں کیوں ساتھ لے جاتا ہے دنیا سے اجڑنے کو ڈرایا بارہا موسیٰ نے ان کو قہر باری سے یہ جب رفعت پر آئی آہ سوچھی اس کو پستی کی رکھی دنیا میں راہ و رسم حرم خام سے اس نے دلائی حضرت داؤد نے اس قوم کو شاہی زبور اس قوم کو بخشی گئی لیکن نہ یہ مانی

یہودہ ان کا جد اسحاق پیغمبر کا پوتا ہے تو انہوہ کثیر اس قوم کا حق سے پلٹ آیا یہی محبوب تھے لیکن یہی معسوب رہتے تھے چلانا چاہتے تھے جو اسے حق و صداقت پر وہ اپنے راہنما کو ایک دیوانہ بتاتے تھے یہودی خوب دم بھرتے تھے اس سے آشنائی کا مسلط کر دیا فرعون کو اللہ نے ان پر انہیں ٹھوکر لگا کر خواب غفلت سے جگانے کا لگائیں ٹھوکر یں فرعون کی بے داد نے ان کو لگے عبرت پکڑنے لوگ ان کی حالت بد سے جو بچپن ہی سے آزادی پے تھے شیدا خدا نے جانب فرعون انہیں مبعوث فرمایا یہودی قوم کو آزاد کر کے مصر سے لائے کیا فرعون کو غرقاب نیل اعجاز موسیٰ نے بیابانوں کو ان کے واسطے شاداب کر ڈالا کداترے من و سلی ان کی خاطر آسمان پر سے ہوئی باطل سے خائف اور راہ حق سے کترائی تیری عزت بڑھے جگ میں تیرا ایمان کامل ہو خدا کی نعمتیں ملتی ہیں ان سے پیٹ بھرنے دے ہمارے واسطے خود جا کے قسمت آزمائی کر خدا اور اس کا پیغمبر بہت کافی ہیں لڑنے کو مگر اس قوم کو مطلب رہا مطلب برآری سے کہ چھوڑی حق پرستی اور گوسالہ پرستی کی دکھائی سرکشی تو رات کے احکام سے اس نے مگر اس نے نہ چھوڑی کم نگاہی اور گمراہی یہ اپنی حمد کرتی تھی بجائے حمد ربانی

بڑی شوکت ملی اس قوم کو عہد سلیمان میں مگر یہ قوم اکثر راہ پر آکر پلٹتی تھی اسے ایوب دیکھ کر یہی نے بھی سمجھایا ہو منزل گری جن کی وہ کیونکر راہ پر آئیں یہ جھٹلاتی رہی ہر اک نصیحت کرنے والے کو مسیح ابن مریم نے بہت اس کو ہدایت کی جھٹلاتی رہی انجیل کی سچی منادی کو غلیل اللہ سے جو وعدہ کیا تھا حق تعالیٰ نے وطن بخشا گیا اس کو نمونہ باغ جنت کا ملی اخلق کی اولاد کو شان حکومت بھی مگر اس قوم نے ٹھکرادیا ہر ایک نعمت کو نتیجہ یہ ہوا کفر ان نعمت کی سزا پائی خدا سے سرکشی کی سر جھکایا پائے دشمن پر سبھی اہل ستم کرتے رہے اس پر ستم رانی خدا نے آج تک اس قوم کے جس نے اپنے ہاتھوں

”اذ قالت امرت عمران رب انصونی منی انک انت السميع العليم“ (آل عمران: ۳۶، ۳۵)

عمران کے عالی نسب گھرانے کی وہ شہر رحمتوں کا خزینہ بننے والی تھی اور جو مقدس ہوئی۔ اے مولا جو مجھ بھی میرے پیٹ میں۔ و مطہر نام کی نذر مانتا اور اپنے تمام حقوق سے آ عطا فرما کیونکہ تو میری کمزوری و نجف آواز اور ہے اور یا اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو تیرے تو ہی محافظ و نگہبان ہے۔ یعنی تیرے نافرمان

بڑی شوکت ملی اس قوم کو عہد سلیمان میں  
مگر یہ قوم اکثر راہ پر آ کر پلٹتی تھی  
اسے ایوب دُرُیّا وِجھتی نے بھی سمجھایا  
ہو منزل مری جن کی وہ کیونکر راہ پر آئیں  
یہ جھٹلاتی رہی ہر اک نصیحت کرنے والے کو  
مسیح ابن مریم نے بہت اس کو ہدایت کی  
یہ جھٹلاتی رہی انجیل کی سچی منادی کو  
خلیل اللہ سے جو وعدہ کیا تھا حق تعالیٰ نے  
وطن بخشا گیا اس کو نمونہ باغ جنت کا  
ملی اہلق کی اولاد کو شان حکومت بھی  
مگر اس قوم نے ٹھکرا دیا ہر ایک نعمت کو  
نتیجہ یہ ہوا کفر ان نعمت کی سزا پائی  
خدا سے سرکشی کی سر جھکایا پائے دشمن پر  
سبھی اہل ستم کرتے رہے اس پر ستم رانی  
عظیم الشان ہیکل ہو گئی تعمیر کنعاں میں  
ندیداری میں بڑھتی تھی نہ بدینی سے ہمتی تھی  
چلن اس قوم کا لیکن نہ ہرگز راہ پر آیا  
ملیں اس قوم سے پیغمبروں کو سخت ایذا کہیں  
بتاتی تھی اندھیرا موند کر آنکھیں اجالے کو  
مگر یہ آخری دم تک رہی مکر رسالت کی  
یہ سولی پر چڑھانے لے گئی اس پاک ہادی کو  
وہ پورا کر دیا ہر طرح سے اس ذات والا نے  
مگر اس قوم میں جذبہ نہ تھا اس کی حفاظت کا  
متاع دنیوی بھی اور روحانی رسالت بھی  
یہ بھڑکاتی رہی ہر دور میں اللہ کی غیرت کو  
عمل جیسے کئے دیسی درحق سے جزا پائی  
رہا اغیار کا پنچہ مسلط اس کی گردن پر  
فنی، بابلی، مصری، اسیری اور رومانی

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

کہ جس نے اپنے ہاتھوں خو خصلت نہیں بدلی

”اذ قالت امرت عمران رب انی نذرت لك مافی بطنی محررا فتقبل  
منی انک انت السميع العليم . وانی اعیزھا بک وزریتھا من الشیطان الرجیم  
(آل عمران: ۳۵، ۳۶)“

عمران کے عالی نسب گھرانے کی وہ نیک بخت وصاحب نصیب بی بی جو خدا کی بے  
شمار رحمتوں کا خزانہ بننے والی تھی اور جو مقدس ہیکل کے سامنے خدا کی جناب میں یوں عرض گزار  
ہوئی۔ اے مولا جو مجھ بھی میرے پیٹ میں ہے وہ لڑکی ہو یا لڑکا میں نے اسے تیرے مقدس  
و مطہر نام کی نذر مانا اور اپنے تمام حقوق سے آزاد کیا۔ یا اللہ یہ میری ناچیز نذر کو شرف قبولیت  
عطاء فرما کیونکہ تو میری کمزوری و نحیف آواز اور میرے تمام ارادوں کو کما حقہ سننے اور جاننے والا  
ہے اور یا اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ یعنی ان کی عصمت و عفت کا  
تو ہی محافظ و نگہبان ہے۔ یعنی تیرے نافرمان و سرکش راندہ درگاہ سے ڈرتی ہوئی انہیں تیری پناہ



میں دیتی ہوں۔ یا اللہ میری ذریت کو شیطان کے وسوسوں سے بچائیو۔ چنانچہ اس کے جواب میں رب عز وجل ارشاد فرماتے ہیں۔

”فتقبلها ربها بقبول حسن وانبتها نباتا حسنا وكفلها زكريا (آل عمران: ۳۷)“ اے میری جناب میں خشوع و خضوع سے نذر ماننے والی سعید عورت ہم نے تیری التجا کو سنا اور پسند فرماتے ہوئے بدرجہ اتم قبول کیا اور شر شیطان سے محفوظ و مامون کیا اور وہ یوں بڑھے گی جیسا کہ سبزیاں جلد جلد بڑھتی ہیں۔ یعنی وہ جلد جلد جوان ہوگی اور میرے پیارے بندے زکریا علیہ السلام کی کفالت میں نشوونما پائے گی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عمران کی بیوی بیت المقدس کے سامنے جب کہ وہ حاملہ تھی۔ دستور زمانہ کے مطابق ایک نذرمانتی ہے اور مبہم الفاظ میں اشارہ اپنے دلی راز کو آشکار کرتی ہے کہ مولا کریم مجھے اولاد دینے عطا کرتا کہ وہ تارک الدنیا ہو کر تیری خلوص نیت و حضور قلب سے عبادت کرے اور تیرے مقدس گھر کا جاذب کش بنے۔ اس زمانہ میں ایسی نذریں عموماً مانی جاتی تھیں اور وہ شریعت موسوی میں جائز تھیں۔ یہ لوگ تارک الدنیا کہلاتے اور رشتہ ازدواج میں منسلک نہ ہوتے۔ بلکہ دنیا سے الگ تھلگ رہتے تھے اور لذات و نیوی سے کنارہ کش رہتے۔ گاڑھے کے موٹے لمبے لمبے چوغے پہنتے اور مخصوص خانقاہوں اور گرجوں میں زندگی بسر کرتے تھے۔

چند مہینوں کے بعد جب اس مولود مسعود کا وقت آیا تو زچہ نے کمال حسرت و یاس کے لہجہ میں جناب باری میں التجاء کی ”قالت رب انی وضعتها انثی (آل عمران: ۳۶)“ یعنی اے مالک میں نے ایک لڑکی کو جنا، قدیم دستور کے مطابق صرف لڑکے ہی اس خدمت کے لئے قبول کئے جاتے تھے۔ مگر چونکہ یہ نذر عام راہیوں اور اسقفوں کے سامنے مانی گئی تھی اور اس طریق سے قبل ایسا واقعہ نہ پیش آیا تھا۔ یعنی یوں وضع حمل سے پیشتر کسی نے نذر نہ مانی تھی۔ اس لئے عمران کی بیوی کا دل غم سے بیٹھا جاتا تھا اور وہ بار بار اس کا اعادہ کرتی تھی کہ اے کاش یہ لڑکا ہوتا تو میری مراد برآتی۔ اس کے اس انتہائی حزن و ملال کے جواب میں ارشاد ہوا۔

”والله اعلم بما وضعت وليس الذكر كالانثی (آل عمران: ۳۶)“ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات خوب جانتی ہے جو کچھ اس نے جنا اور ایسا لڑکا نہ ہوا۔ جیسی کہ وہ لڑکی۔ اس پر حکمت ارشاد میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اے نیک دل خاتون تو کیا جانتی ہے۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے جو کچھ تو نے جنا ہے اور اس کے مراتب کو لڑکا بھلا کہاں پہنچ سکتا ہے اور تو تو کیا جانتی ہے کہ یہ مسیح علیہ السلام کی امانت کا ایک بیش قیمت خزانہ ہوگی اور ایک دنیا اس کے فیوض سے سیراب ہوگی۔

غرضیکہ یہ پہلی لڑکی تھی جو تارک الدنیا بنانے کے لئے مجاوران بیت المقدس نے قبول کی۔ چنانچہ آج تک نوے کروڑ فرزند ان تثلیث اس کی تقلید کرتے ہوئے کنواری مریم کے نام پر ہزاروں لڑکیاں خانقاہوں کے سپرد کرتے ہیں۔ جنہیں عرف عام میں ننذ کہا جاتا ہے اور عام بول چال میں ہر تنفس انہیں بہن کہہ کر پکارتا ہے۔ یہ نسلحدہ امر ہے کہ وہ تمام سعید الفطرت نہ ہوں اور ان میں سے بعض شیطانی دھوکہ میں آجائیں اور اس عہد کو فراموش کر بیٹھیں جو ان سے کنواری مریم کے نام پر لیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ رسم آج تک جاری ہے اور برابر اس پر عمل ہو رہا ہے۔ جب مریم صدیقہ اس خدمت کے لئے یعنی تارک الدنیا کے لئے قبول کر لی گئی تو بڑی سختی سے مجاورین میں یہ سوالی پیدا ہوا کہ اس کی پرورش کس کے ذمے قرار دی جائے۔ یہ جھگڑا بڑھتے بڑھتے ایک ہنگامی صورت اختیار کر گیا۔ جیسا کہ فرقان حمید ابرشا د کرتا ہے۔ ”اذ یلقون اقلامہم ایہم یکفل مریم (آل عمران: ۱۴)“ چنانچہ تورات لکھنے کے وہ قلم جن سے آیات الہی لکھی جاتی تھیں۔ مقدس پاپاؤں نے پانی کے بہاؤ پر بہائے اور یہ فیصلہ قرار پایا کہ جس کا قلم بہاؤ کے مخالف سمت بہے گا وہ مریم کا کفیل ٹھہرے گا۔ چنانچہ اس طریق قرعہ اندازی سے یہ خدمت حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد ہوئی اور حضرت زکریا علیہ السلام رشتے میں مریم کے بھگے خالو تھے۔

مریم صدیقہ مدتوں اپنی خالہ کی آغوش شفقت میں رہی وہ ماں سے زیادہ اس سے پیار کرتی اور اس کی خدمت کو فرض الہی سمجھتی اور اس کی تکلیف کو خدا کی ناراضگی خیال کرتی۔ کیونکہ وہ مریم کو خدا کی امانت قرار دیتی تھی اور اس لٹھی خدمت کا صلہ نجات اخروی یقین کرتی۔ یہاں تک کہ مریم صدیقہ سن بلوغ کو پہنچی تو حضرت زکریا علیہ السلام کی تربیت کی برکات ظہور میں آنے لگے۔ وہ دن بھر ایک مخصوص حجرے میں جو مسجد میں صرف اسی کے لئے بنایا گیا تھا عبادت و ریاضت میں مشغول رہتی اور رات خالہ کے ہاں بسر کرتی۔ اس کے زہد و تقویٰ کی ایک دھوم مچ گئی اور دور دور سے دنیا زیارت کو بھی آتی اور عقیدت کا یہ حال تھا کہ بڑے بڑے اسقف دعا کے متمنی ہوتے تھے۔ وہ دن یا د الہی میں بسر کرتی تورات مصلے پر گزارتی۔ غرضیکہ اس خدا کی بندی نے یہ دنیا پر ثابت کر دیا کہ دنیا سے کنارہ کشی کیا چیز ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ وہ تارک الدنیا کی عملی تصویر تھی۔ اس کا اٹھنا اس کا بیٹھنا اس کا جاگنا اس کا سونا محض اللہ ہی کے لئے تھا۔ وہ ہمہ تن اسی شغل میں مصروف رہتی اور حاجت مند و بیمار لوگوں کا ایک ہجوم اس کے حجرے کے گرد بیٹھا رہتا۔ جن کی عقیدت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ وہ کڑا کے کی دھوپ برداشت کرتے۔ مگر اٹھنے کا نام نہ لیتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے حجرہ سے نکلتی اور فردا فردا ان کے لئے دعا نہ کرتی۔

تارک الدنیا عورتوں کے لئے ایک اصول قائم کیا گیا تھا۔ جس کی رو سے کوئی تنفس ان کی خلوت گاہ میں قطعاً آمدرفت کا مجاز نہ رکھتا تھا۔ ہاں وہ جو کفیل ہوتا وہ اس سے مبرا سمجھا جاتا تھا۔ وہ آ بھی سکتا اور جا بھی سکتا تھا۔ چنانچہ زکریا علیہ السلام جو مریم صدیقہ کے خالوتھے۔ وہ اکثر تربیت کے لئے جایا اور آیا کرتے تھے اور یہی مقدس گھر کے سب سے بڑے لاٹ پادری تھے۔ اکثر ان کی حیرت کی انتہاء نہ رہتی۔ جب وہ یہ دیکھتے کہ بے موسم کے پھل مریم کے حجرے میں موجود رہتے وہ سوال کرتے کہ اے مریم یہ سرا کے پھل گرما میں تمہارے پاس کہاں سے آگئے تو وہ جواب دیتیں کہ میرا پروردگار انہیں میرے لئے بھیج دیتا ہے اور وہ ذات بابرکات ایسی رحیم و کریم ہے۔ جو کو چاہے بے شمار رزق دیدے۔ چنانچہ قرآن مجید شاہد ہے۔ ”کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندها رزقا قال یمریم انی لک هذا قالت هو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغير حساب (آل عمران: ۳۷)“

انہیں خوارق کو آئے دن اور اکثر زکریا علیہ السلام مشاہدہ فرماتے اور قدرت الہی پہ سر دھنتے انہیں اپنے بے موسم پھل کا خیال آیا۔ یعنی وہ بے اولاد تھے اور ان کا بڑا چاہا انتہائی منزلیں طے کر چکا تھا اور اسی سن میں ان کی رفیقہ حیات تھی اور طرفہ یہ کہ وہ ہانچ بھی تھی۔ چنانچہ انہی بے موسمی میوؤں کو دیکھ کر ان کے دل میں ایک دلولہ اٹھا اور وہ بے اختیار پکاراٹھے۔ ”ہنا لک دعا زکریا ربہ قال رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء (آل عمران: ۳۸)“ ﴿وہیں دعاء کی زکریا نے اپنے رب سے کہا اے رب میرے عطاء کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بے شک تو سننے والا ہے دعا کا۔﴾

جونہی یہ دعاء قلب کی گہرائیوں سے نکلی اجابت پذیر ہوئی ارشاد ہوا۔

”فندتہ الملائکۃ وهو قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یشرک بیحییٰ مصدقا بکلمۃ من اللہ وسیدا وحصورا ونبیا من الصالحین (آل عمران: ۳۹)“ اور جب کہ وہ حجرے میں نماز کے اندر قیام کر رہے تھے۔ ملائکہ اللہ نے نداء کی کہ اے زکریا خدا تم کو خوشخبری دیتا ہے۔ بچی کی جو خدا کے ایک حکم کی گواہی دے گا اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جائے گا اور خدا کا پیامبر ہوگا اور صالحین میں سے ہوگا۔

جناب زکریا علیہ السلام کو بے موسم میوے مشاہدہ کرنے سے جو تحریک پیدا ہوتی تھی اس کو ٹمر مل گیا۔ یعنی انہی ایک ایسے لڑکے کی بشارت عطاء ہوئی۔ جس میں ایک بات ایسی تھی جو انہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار مرسلین سے زالی دی گئی۔ یعنی باوجودیکہ وہ سردار ہوگا۔ یعنی وجہہ



نوجوان توانا و تندرست ہوگا۔ مگر عورت کی خواہش نہ رکھے گا۔ یہ چیز ایک کامل مرد کے لئے انوکھی وزالی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ تاکہ میری مخلوق یہ جان لے کہ میں ہر ایک چیز پر قادر ہوں۔ مخلوق مایہاں پیدا کرتا ہوں جو کچھ بھی چاہتا ہوں۔ نیز فرمایا اس کا نام یحییٰ ہوگا اور وہ میرے ایک حکم کی گواہی دے گا۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی جو بدوں باپ کے پیدا ہوگا اور حضرت یحییٰ لوگوں کو ان کی پیدائش کی خوشخبری دیتے تھے۔ جب یہ بشارت ہوئی تو زکریا علیہ السلام نے درگاہ رب العزت میں التجاء کی۔ ”قال رب انی یکون لی غلام وقد بلغنی الکبر وامرتی عاقر (آل عمران: ۴۰)“ ”مولا کہاں سے ہوگا۔ میرے ہاں لڑکا میں از حد بوڑھا ہو چکا ہوں اور اس پر میری عورت بھی بانجھ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ”قال کذاک اللہ یفعل ما یشاء (آل عمران: ۴۰)“ ”فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے عرض کی مولا میرے اطمینان قلب کے لئے اس کا کوئی نشان عطاء فرما ارشاد ہوا اس کی نشانی یہ ہے کہ تو چنگا بھلا تین دن تک کسی سے بات نہ کر سکے گا۔ مگر اشارہ سے کہے گا جو چاہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت سلسلہ اسباب کی پابند نہیں اسے ہماری طرح بودے سہاروں اور نکلے وسائل کی ضرورت نہیں۔ گو نظام دنیا اسباب عادیہ سے مسببات کو پیدا کرتا ہے۔ لیکن وہ قادر کریم جو خلاق جہاں ہے۔ کبھی کبھی اسباب عادیہ کے خلاف غیر معمولی طریقہ سے کسی چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے اور یہ بھی اس کی خاص عادت میں داخل ہے۔ اصل میں یہ تمام واقعات یعنی مریم صدیقہ کے پاس خارق عادت طریق سے میوہ جات کو پہنچنا اور دیگر غیر معمولی واقعات کا ظہور پذیر ہونا ان حالات کی موجودگی میں حجرہ مریم میں زکریا کا بے ساختہ دعاء مانگنا اور مراد کا برآنا اصل میں اس عظیم الشان ولادت کا پیش خیمہ تھا۔ جو عنقریب کرشمہ قدرت سے ظہور میں آنے والی تھی اور جس کی خوشخبری جناب یحییٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے اور جسے قرآن کریم نے کلمۃ اللہ کے خطاب سے یاد کیا ہے۔

”واذ قالت الملكة یمریم ان اللہ اصطفک وطهرک واصطفک علی

نساء العلمین ، یمریم اقفنتی لربک واسجدی و رکعی مع الراكعین (آل عمران: ۴۲، ۴۳)“ ﴿اور جب فرشتے بولے۔ اے مریم اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور پاک بنایا اور پسند کیا تجھ کو جہاں عورتوں پر۔ اے مریم بندگی کر اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔﴾

جناب زکریا علیہ السلام کے ضمنی مناسبات کے بعد جناب مریم صدیقہ کے فضل و شرف

کاذب کر خیر فرماتے ہوئے مالک کون و مکان کا ارشاد فرشتے عرض کرتے ہیں اور مریم کو اللہ تعالیٰ کے احسان بتلاتے ہیں کہ اے مریم خدا نے تجھے روز ازل ہی سے اپنے ایک جلیل القدر نشان کے لئے جن لیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ باوجود یکہ تو لڑکی ہے مگر اس کی نیاز میں قبول ہوئی۔ حالانکہ یہ خدمت ہمیشہ لڑکوں ہی سے قبول کی جاتی ہے۔ یعنی کوئی لڑکی مسجد کی خدمت کے لئے قبول نہیں کی گئی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں پسند کیا اور اسی خدمت کے لئے جن لیا۔ پھر تم پر طرح طرح سے انعام و اکرام برسائے۔ بے موسم پھل تمہیں عنایت کئے جلد جلد پرورش تمہاری فرمائی اپنی بے پناہ محبت تمہارے دل میں پیدا کی۔ بلند اخلاقی و پاک طبیعتی کا تمہیں مالک بنایا۔ اس کے علاوہ تمہیں مسجد کی خدمت کا موقعہ دیا اور جہاں کی عورتوں پر بعض وجوہ سے تمہیں فضیلت بخشی۔ مثلاً تم میں ایسی استعداد رکھی کہ بدون مس بشر صرف تمہارے وجود سے مسیح علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو پیدا کیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے ایک اعلیٰ درجہ کا نشان ہے اور اے مریم انہیں احسانات ازلی کے شکریے میں ہمیشہ عجز و نیاز کے ساتھ اس کے حضور میں اپنی بندی ہونے کا ثبوت دو۔ اس کے دربار میں ہمیشہ جھکتی اور سجدہ گزار ہوتی رہو۔

یہ زمانہ مریم صدیقہ کی عقیقہ قائمہ عابدہ زاہدہ زندگی پر اپنی پوری پوری روشنی ڈالتا ہے اور آپ کی اس زندگی یعنی سن طفولت سے لے کر سن بلوغت تک کی ضمانت کی بنیادیں دلیل پر دلالت کرتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ جنابہ صدیقہ عالم شباب کی منزلیں نہایت اطمینان و سکون سے یاد الہی میں بسر کر رہی تھیں۔ ان کی پارسائی کی دھوم ایک عالم میں مچ رہی تھی اور ان کی زہد و ریاضت کا ایک عالم معترف تھا۔ دور دور سے لوگ ناکام آتے اور کامیاب جاتے۔ دکھ لے کر آتے اور سکھ لے کر جاتے تھے۔ یہ وہ دور سعید تھا کہ جس میں انوار ازلیہ اور برکاتہ سرمدیہ کی بارش ہو رہی تھی۔ فرشتے خوانِ نعمت لے کر آتے اور پیغام ربانی سے سرور کرتے تھے۔ فضا کا ذرہ ذرہ کائنات قدرت کی ترجمانی کر رہا تھا تو ہوا کا جھونکا جھونکا اس کی واحدانیت کے پیغام پہنچا رہا تھا۔ غرضیکہ جناب صدیقہ نہایت اطمینان سے وظائف و نوافل میں مشغول اور یاد الہی میں مصروف تھی اور دنیا انہیں نہایت عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتی اور ادب کرتی تھی۔ اب وہ ساعت سعید قریب آ رہی تھی کہ جس عظیم الشان نشان کے لئے آپ کو پسند کیا اور چنا گیا تھا اور یہ ہی وہ امتیازی چیز تھی جو جناب صدیقہ کو جہاں کی عورتوں پر فضیلت بخشی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے مقربین رسول آپ کی خدمت میں آئے اور یہ بشارت سنائی۔

”وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَكَةُ يَمْرِيمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَكَ وَطَهَّرَكَ وَاصْطَفَكَ عَلَىٰ

نساء العلمین • یمیم اقلتی لربک واسجدی وارکعی مع الراكعين • ذالك من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیہم اذ یلقون اقلامہم ایہم یکفل مریم وما کنت لدیہم اذ یختصمون • اذ قالت الملكة یمیم ان اللہ یبشرک بکلمة منه اسمہ المسیح عیسیٰ ابنی مریم وجیہا فی الدنیا والآخرة ومن المقربین (آل عمران: ۴۲ تا ۴۵) ﴿اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے۔ اپنے ایک حکم کی جس کا نام مسیح ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام مریم کا بیٹا مرتبے والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں سے اور باتیں کرے گا۔ لوگوں سے جب کہ ماں کی گود میں ہوگا اور جب کہ پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں سے ہے۔﴾

اس آیت شریفہ پر روشنی ڈالنے سے قبل میں ان حضرات سے اپیل کروں گا۔ جو عصمت و عفت پر جان و مال قربان کرنا فرض منہی سمجھتے ہوں۔ وہ خدا را سوچیں اور سمجھیں کہ جب ایک ایسا خاندان جس کی احکم الحاکمین یوں تعریف فرمائے۔ ”ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحاً وال ابراہیم وال عمران علی العلمین ذریۃ بعضها من بعض • واللہ سمیع علیم (آل عمران: ۳۳، ۳۴)“ ﴿بے شک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم علیہم السلام کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہاں سے جو باہم ایک دوسرے کی اولاد تھے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔﴾

رب کعبہ کا ارشاد ہے کہ ہمیں آدم اور نوح اور ابراہیم اور اس کی اولاد میں سے بعض اور عمران اور اس کی اولاد میں سے بعض سارے جہاں سے زیادہ محبوب ہیں۔ یعنی جناب سردار دو جہاں، فخر موجودات، سرکار مدینہ، اولاد ابراہیم سے اور جناب صدیقہ اولاد عمران سے سارے جہاں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ ایسا عالی نسب خاندان ہو جہاں فرشتے شرم سے نگاہیں نیچی رکھیں اور حوریں پاکیزگی سیکھیں۔ وہ شرم و حیا کی تصویر اور عصمت و عفت کی پیکر یعنی جنابہ صدیقہ جس کے کان گناہ کے سننے کے مرتکب نہ ہوئے اور جس کی آنکھیں پاکیزگی اور انوار الہی کو دکھ دیکھ کر مسحور و نور علی نور تھیں اور جو ملائکہ اللہ کو بارہا خوان کرم لانے مشاہدہ کر چکی تھیں۔ یہ انوکھی چیز سن کر حیران و ہشدر رہ گئی۔ چنانچہ یہ واقعہ ہم ابھی تفصیلاً عرض کریں گے۔ سردست فرشتوں نے یہ بشارت دی کہ اے مریم اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے۔ اپنے ایک حکم کی جس کا نام مسیح ہے۔ عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبے والا دنیا اور آخرت میں اور خدا کے قریب کئے گیوں سے ہے۔

دراصل یہ ایک انعامی وعدہ ہے جو جناب باری تعالیٰ مریم صدیقہ سے فرما رہے ہیں

اور یہ وہی انعام ہے جس کی بشارت نبی علیہ السلام مدت ہوئی دے چکے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے مریم تیرے ہاں جو بچہ پیدا ہوگا وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔ یعنی میرا ایک حکم ہوگا جس کا نام مسیح ہے۔ موعودہ بچے کو خدا کا ایک حکم کہا گیا اور اس کے بعد اس حکم کا نام مسیح رکھا گیا اور مسیح دراصل عبرانی میں ماشح تھا۔ جس کے حنی برکت والا کے ہیں۔ اس کے بعد اسی بچے کو عیسیٰ کے لقب سے یاد کیا گیا۔ اصل میں یہ لفظ ایثوع تھا۔ جو معرب ہو کر عیسیٰ ہوا اور اس کے معنی سید ہیں۔ اس کے بعد ابن مریم کہا یہ مریم کا بیٹا کیوں کہا حالانکہ جناب صدیقہ ہی مخاطب تھیں۔ یہ چوتھا نام صرف اس لئے دیا کہ بدوں باپ کے ہونے کے اس کی نسبت صرف ماں ہی کی طرف سے ہوا کرے گی اور جب مسیح کا نام لیا جائے گا۔ قدرت کی یہ عجوبہ نمائی مریم کی پارسائی پر خراج تحسین و مرجبا کے پھول بچھا کرے گی اور یوں جناب صدیقہ کی یاد خیر ابد الا آباد تک قائم رہے گی۔ اس لئے مسیح کے نام کے ساتھ یہ ایک جزو قرار دے دیا گیا۔ جناب صدیقہ اس اعجازی خوشخبری سے مغموم سی ہوئی اور طرح طرح کے دل میں خیالات اٹھے کہ لوگ مجھ کو کیا کیا الزام دیں گے اور بچے کو کیا کیا طعن و شنیع سے یاد کریں گے۔ میں کس کس کو کیا کہوں گی اور کیا جواب دوں گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے ساتھ ہی تسلی و تشفی دیتے ہوئے پہلے ہی فرما دیا۔ ”وجہیاً فی الدنیا والآخرۃ (آل عمران: ۱۵۰)“ یعنی وہ دنیا اور آخرت دونوں میں مرتبے والا ہوگا۔ یعنی ہم اسے تمام الزام و طعن سے پاک کریں گے۔ وہ دنیا و عقبیٰ میں صاحب وجاہت و نجابت ہوگا۔ یعنی ہم اسے تمام مراتب میں فائز المرام کریں گے اور اسے تمام طعنوں سے بری الذمہ قرار دیں گے۔ وہ صاحب جاہ و حشم ہوگا۔ یعنی دنیا خود بخود اس کی وجاہت کو تسلیم کر لے گی اور یہی وجہ ہے کہ اس کو ایسے مبارک نام دیئے گئے اور یہاں تک ہی نہیں وہ ہمارے مقررین میں ہوگا۔ یعنی ہم اسے اپنے قریب رکھیں گے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا اے مریم وہ بچہ کچھ ایسا عجیب الخلق ہوگا کہ تمہاری گود میں لوگوں سے باتیں گے گا۔ یعنی وہ تمام اتہام و الزام جو یہود نابکار اپنے خبیث و بد باطنی کو رچشمی و نالائقی کی وجہ سے کریں گے۔ ایسے مسکت و شافی جواب دے گا کہ وہ مبہوت ہو جائیں گے اور اپنا سامنہ لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بیٹھ جائیں گے اور یہی نہیں بلکہ وہ اوجیز عمر میں لوگوں سے ہم کلام ہوگا۔ یعنی ان کے اوہام باطلہ کو حکمت و اصول کے موتیوں سے پاش پاش کر کے رکھ دے گا اور اے مریم تجھے مبارک ہو کہ وہ ہمارے نہایت مخلص اور چنے ہوئے نیک بختوں میں سے ہوگا۔

جب یہ پیغام فرشتے پہنچا چکے تو صدیقہ انتہائی غور و خوض فکر و تدبر کے بعد جناب الہی

میں یوں گویا ہوئی۔ ”قال۔ عمران: ۴۷)“ ﴿مولا کہاں۔ اصل میں بمختصا مشاہدے کے خلاف اور قانوناً وقوع کس طرح ظہور پذیر ہوگا پھر بدوں مس بشر میرے ہاں۔ یشاء اذا قضی امرأ فانہ تعجب نہ کر اور غمگین نہ ہو اسی طرح خلافت عادت ہر چاہے پیدا کر دے۔ وہ مالک اقتا ہی حکم دے دیتا ہے۔ ہو۔ فہم وادراک سے بالاتر ہستی کر دگار تمام عیوب سے مبرا و ان الفاظ پر ختم کیا۔

”ويعلمہ اسرائیل (آل عمران: ۸) حکمت اور تورات و انجیل سکھ یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت کا عموماً اور تورات و انجیل خزینہ ہوگا۔ جس میں بے یاب و مستفاد ہوگی۔ بہت کریم و حدیث صحیح ہیں اور گزر چکا ہے تو وہ یہی قرآن اس عظیم الشان گہری سوچ میں گھنٹوں دو تہمتا اٹھتا اور وہ سجدہ شکر میں



کی بشارت یحییٰ علیہ السلام مدت ہوئی دے چکے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ بچہ پیدا ہوگا وہ کلمۃ اللہ ہوگا۔ یعنی میرا ایک حکم ہوگا جس کا نام مسیح ہے۔ کو خدا کا ایک حکم کہا گیا اور اس کے بعد اس حکم کا نام مسیح رکھا گیا اور مسیح تھا۔ جس کے معنی برکت والا ہے ہیں۔ اس کے بعد اسی بچے کو عیسیٰ کے لیل میں یہ لفظ الیشوع تھا۔ جو معرب ہو کر عیسیٰ ہوا اور اس کے معنی سید مریم کہا یہ مریم کا بیٹا کیوں کہا حالانکہ جناب صدیقہ ہی مخاطب تھیں۔ یہ دیا کہ بدوں باپ کے ہونے کے اس کی نسبت صرف ماں ہی کچھ طرف ب مسیح کا نام لیا جائے گا۔ قدرت کی یہ عجوبہ نہائی مریم کی پارسائی پر خراج چھاور کرے گی اور یوں جناب صدیقہ کی یاد خیر ابد الا آباد تک قائم رہے م کے ساتھ یہ ایک جزو قرار دے دیا گیا۔ جناب صدیقہ اس اعجازی کی اور طرح طرح کے دل میں خیالات اٹھے کہ لوگ مجھ کو کیا کیا الزام طعن و فتنے سے یاد کریں گے۔ میں کس کس کو کیا کہوں گی اور کیا جواب لی کی حکمت بالغہ نے ساتھ ہی تسلی و تشفی دیتے ہوئے پہلے ہی فرمادیا۔

الآخرة (آل عمران: ۴۵) ”یعنی وہ دنیا اور آخرت دونوں میں مرتبے م الزام و طعن سے پاک کریں گے۔ وہ دنیا و عقبیٰ میں صاحب وجاہت تمام مراتب میں فائز المرام کریں گے اور اسے تمام طعنوں سے بری صاحب جاہ و حشم ہوگا۔ یعنی دنیا خود بخود اس کی وجاہت کو تسلیم کر لے گی بے مبارک نام دیئے گئے اور یہاں تک ہی نہیں وہ ہمارے مقربین میں ب رہیں گے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا اے مریم وہ بچہ کچھ ایسا عجیب لوگوں سے باتیں گے گا۔ یعنی وہ تمام اہتمام و الزام جو یہود نابکار اپنے انقی کی وجہ سے کریں گے۔ ایسے مسکت و شافی جواب دے گا کہ وہ اسامہ لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بیٹھ جائیں گے اور یہی نہیں بلکہ وہ ملام ہوگا۔ یعنی ان کے اوہام باطلہ کو حکمت و اصول کے موتیوں سے ور اے مریم تجھے مبارک ہو کہ وہ ہمارے نہایت مخلص اور چنے ہوئے

شے پہنچا چکے تو صدیقہ انتہائی غور و خوض فکر و تدبر کے بعد جناب الہی

میں یوں گویا ہوئی۔ ”قَالَ رَبِّ انِّیْ یُکُون لِّیْ وَلَدٌ وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشْرٌ (آل عمران: ۴۷)“ ”مولا کہاں سے ہوگا میرے ہاں لڑکا اور نہیں چھوا مجھ کو کسی آدمی نے۔“ اصل میں بمقتضائے بشریت جناب صدیقہ حیران و ششدر تھی۔ کیونکہ یہ چیز عام مشاہدے کے خلاف اور قانون قدرت کے مخالف واقع ہونے میں انہیں باور ہی نہ آتا تھا کہ یہ وقوع کس طرح ظہور پذیر ہوگا۔ جب کہ میری حالت یہ ہے کہ میں مس انسان سے پاک ہوں۔ پھر بدوں مس بشر میرے ہاں بچہ کس طرح پیدا ہوگا ارشاد ہوا۔ ”قَالَ کَذَٰلَکَ اللّٰہُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰیْہٖ اَمْرًا فَاَنَّمَا یَقُولُ لَہٗ کُنْ فِیکُوْنُ (آل عمران: ۴۷)“ ”فرمایا اے مریم تعجب نہ کر اور غمگین نہ ہو اسی طرح بدوں مس بشر کے یہ پیدائش واقع ہوگی۔“

خلافت عادت ہونے کی وجہ سے ہر اسان نہ ہو۔ مطلق جہاں جو چاہے اور جس طرح چاہے پیدا کر دے۔ وہ مالک دوسرا ایسی پاک ذات ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے کہ کسی چیز کا بس اتنا ہی حکم دے دیتا ہے۔ ہو پس وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ اس کی قدرت کی حد بندی ہی نہیں ہو سکتی۔ وہ فہم و ادراک سے بالاتر ہستی نہ مادہ و ظاہری اسباب کی محتاج نہ کسی قانون و ضوابط کی پابند وہ ذات کردگار تمام عیوب سے مبرا و پاک ہے۔ اس ضمنی سوال و جواب کے بعد مقربین نے اس خوشخبری کو ان الفاظ پر ختم کیا۔

”وَعَلَّمَہُ الْکُتُبَ وَالحِکْمَۃَ وَالتَّوْرَۃَ وَالْاِنْجِیْلِ وَرَسُولَہُ الِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ (آل عمران: ۴۸، ۴۹)“ ”اور اے مریم خدائے رحیم اس تیرے مسعود بچے کو کتاب اور حکمت اور تورات و انجیل سکھلائے گا اور وہ تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔“

یعنی اللہ تعالیٰ براہ راست اپنی حکمت بالغہ سے اس کو لکھنا سکھائے گا اور تمام کتب ہدایت کا عموماً اور تورات و انجیل کا خصوصاً علم و عرفان عطاء کرے گا۔ یعنی اس کا سینہ رحمت کردگار کا خزانہ ہوگا۔ جس میں بے شمار لال و جواہر کے علمی موتی بھر پور ہوں گے۔ جن سے ایک دنیا فیض یاب و مستفاد ہوگی۔ بہت سے آئمہ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ کتاب و حکمت سے مراد قرآن کریم و حدیث صحیحہ ہیں اور جب آپ سن کہولت میں لوگوں سے باتیں کریں گے۔ جس کا وعدہ قبل گذر چکا ہے تو وہ یہی قرآن و حدیث کے ارشادات کی تعمیل ہوگی۔

اس عظیم الشان خوشخبری سنانے کے بعد ملائکہ اللہ رخصت ہوئے تو جنابہ مریم ایک گہری سوچ میں گھنٹوں دوچار رہی۔ کبھی خدا کی عنایت و نوازشات کا خیال آتا تو چہرہ بشارت سے تہمتا اٹھتا اور وہ سجدہ شکر میں گر جاتی۔ کبھی موعودہ بچے کی ولادت کا نقشہ آنکھوں میں کھج جاتا تو م

کی طعن و تشنیع کا خیال روکنے کھڑے کر دیتا۔ غرضیکہ جناب صدیقہ مہینوں بیقرار اور شا کر رضا الہی رہیں۔ انہیں رہ رہ کر موعودہ بچے کا تصور ستاتا۔ مگر ساتھ ہی تائید الہی سکینٹ بخشی۔ بہر حال وہ اس انوکھی اور اچھے خیز چیز سے حیران تھی اور نہ جانتی تھی کہ یہ وعدہ الہی کیونکر آیات اللہ ہو کر رہے گا اور دنیا کس طرح میری پاک دامنی کا یقین کرے گی۔ لیکن ساتھ ہی اس کی قدرت و رحمت پر بھروسہ و یقین بھی اس مراتب سے بالاتر پہنچ چکا تھا کہ جس میں دل اطمینان و خوشی کی مینھی نیند سوتا ہے۔ بہر حال وہ خدا کی بندی صابرہ و شاکرہ رضا الہی میں مگن تھی اور قلب اطمینان یافتہ تھا۔ سنت اللہ ہمیشہ سے یونہی چلی آئی ہے کہ جب کوئی اہم کام جو خارق کی قسم سے ہو جب لینا مقصود ہو تو پہلے فریادہ کے قلب کو مطمئن کر دیا جاتا ہے تاکہ اعجاز نمائی کے وقت عوام کی طرح اس کے دل میں کوئی خوف یا خدشہ نہ پیدا ہو جائے جو اعجاز کی عظمت و وقعت کو کم کر دے۔ کیونکہ اگر صاحب اعجاز ہی ڈر جائے تو معجز نمائی نہیں رہتی۔ بلکہ جب حاضرین خائف ہوں تو وہ مطمئن و بشاش ہو۔ مثال کے طور پر جناب موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ ہی کو لے لیجئے۔ جب اللہ تعالیٰ سے سب سے پہلی ہم کلامی ہوئی۔ جب کہ آپ مدین سے اپنی رفیقہ حیات کو لئے اپنے ماموں حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاں سے مصر کو آ رہے تھے اور اپنا راستہ بھول چکے تھے۔ رات کا موقع تھا اور ظلمت نے نور کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ سردی کا موسم اور جاڑے کی سرد ہواؤں نے جان پر تار کھی تھی تھی اور طرفہ یہ کہ گھر میں امیدواری کے علاوہ راہ کم کر چکے تھے دور سے آگ دیکھی تو بیوی سے کہنے لگے آپ یہاں ٹھہریں اور چند منٹ آرام کریں تاکہ میں وہاں سے کچھ آگ تمہارے تاپنے کے لئے لے آؤں اور شاید کوئی راہبر بھی مل جائے جو ہمیں صحیح منزل پر پہنچا دے۔ چنانچہ جب آپ وہاں پہنچے تو ارشاد ہوا اے موسیٰ اپنی جوتیاں اتار دے کیونکہ تم مقدس میدان میں ہو اور میں ہی پروردگار عالم ہوں اور جو حکم تمہیں دیا جاتا ہے وہ دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرو۔ فرعون بے نوا کی طرف جاؤ اور بنی اسرائیل کو آزاد کرو اور اے موسیٰ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے عرض کی گئی عصا ہے ارشاد ہوا یہ کس کام میں لاتے ہو۔ کہا مولا اس سے اپنے ریوڑ پہ درختوں سے پتے گراتا ہوں اور جب تھک جاتا اس پر تکیہ لگا کر دم لیتا ہوں۔ ارشاد ہوا ذرا اس کو زمین پر تو ڈالو۔ قہیل کی تو وہ لاش حیات۔ جناب موسیٰ کا دل دھڑکن میں، بدن پسینہ میں شرابور ہوا۔ چاہتے تھے کہ لئے پاؤں بھاگ جائیں۔ ارشاد ہوا ٹھہر دیکو! ڈرے جاتے ہو۔ اس کو پکڑ لو اسے پھر پہلی حالت میں تبدیل کر دیں گے۔ یعنی یہ تمہارا عصا ہی ہوگا۔ چنانچہ اس طریق سے اس کا تجربہ کرایا گیا اور جب چٹائی دیکھی تو فرعون کی درستی کو بھیجنا اس کے بعد جناب موسیٰ علیہ السلام نے

بیمبوں دفعہ اس سونے کا سانپ بنایا۔ مگر کبھی تھا۔ جناب صدیقہ کو خوشخبری صرف اس لئے آ سکتے ہیں۔ ان کا سد باب کر کے دل مطمئن مسعود کی بے شمار خوبیاں اور صفات بیان ہوئے قلب میں نورانیت کی طمانیت بخش دہوتی تو اغلب تھا کہ وہ حواس کھو دیتی یا جاں دل کبھی اطمینان کی سانس نہ لیتا۔ اس چیز جب اظہار تعجب ہوا تو قدرت و طاقت کا یہ اس طریق سے جناب مریم کے دل میں کچھ اور گزری تو اس عظیم الشان نشان کا وقت قادریت کی ایک درخشاں دلیل ہے۔ ”واذا شرقیاء، فاتخذت من دونہم سویاء، قالت انی اعوذ بالرحمن لاحسب لك غلماز کیا قالت انی قال کذا لك قال ربك هو علی ہین مقضیا (مریم: ۱۶ تا ۲۱)“ اور اے محمدی وہ جدا ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکا کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن کر آیا اس کے آڈر رکھنے والا۔ یولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے سے ہوگا۔ میرے ہاں لڑکا اور چھوٹا نہیں مجھ کے تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس ہے یہ کام مقرر ہو چکا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب کی دلیل اور بالغیت کی سند بھی جاتی ہے کرنے کے لئے وہ بیت المقدس کے شرق کی چودھویں پندرہویں منزل طے کر رہی

مڑے کر دیتا۔ غرضیکہ جناب صدیقہ مہینوں بیقرار اور شا کر رضا الہی  
 کچھ کا تصور ستاتا۔ مگر ساتھ ہی تائید الہی سکیت بخشی۔ بہر حال وہ اس  
 نغمی اور نہ جانتی تھی کہ یہ وعدہ الہی کیونکر آیات اللہ ہو کر رہے گا اور  
 کا یقین کرے گی۔ لیکن ساتھ ہی اس کی قدرت و رحمت پر بھرپور  
 تر پہنچ چکا تھا کہ جس میں دل اطمینان و خوشی کی میٹھی نیند سوتا ہے۔  
 و شا کرہ رضا الہی میں مگن تھی اور قلب اطمینان یافتہ تھا۔ سنت اللہ  
 جب کوئی اہم کام جو خارق کی قسم سے ہو جب لینا مقصود ہو تو پہلے  
 جاتا ہے تاکہ اعجاز نمائی کے وقت عوام کی طرح اس کے دل میں  
 بے جا تجاویز کی عظمت و وقعت کو کم کر دے۔ کیونکہ اگر صاحب اعجاز  
 نا۔ بلکہ جب حاضرین خائف ہوں تو وہ مطمئن و بشارت ہو۔ مثال  
 م کے واقعہ ہی کو لے لیجئے۔ جب اللہ تعالیٰ سے سب سے پہلی ہم  
 بنا سے اپنی رفیقہ حیات کو لئے اپنے ماموں حضرت شعیب علیہ  
 ؑ تھے اور اپنا راستہ بھول چکے تھے۔ رات کا موقع تھا اور ظلمت نے  
 تھا۔ سردی کا موسم اور جاڑے کی سرد ہواؤں نے جان پر بنا رکھی تھی  
 اری کے علاوہ راہ گم کر چکے تھے دور سے آگ دیکھی تو بیوی سے  
 چند منٹ آرام کریں تاکہ میں وہاں سے کچھ آگ تمہارے تاپنے  
 راہر بھی مل جائے جو ہمیں صبح منزل پر پہنچا دے۔ چنانچہ جب  
 سوئی اپنی جوتیاں اتار دے کیونکہ تم مقدس میدان میں ہو اور میں  
 نہیں دیا جاتا ہے وہ دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرو۔  
 اسرائیل کو آواز کراؤ اور اے سوئی یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے  
 کام میں لاتے ہو۔ کہا مولا اس سے اپنے ریوڑ پر درختوں سے  
 اتار اس پر تکیہ لگا کر دم لیتا ہوں۔ ارشاد ہوا ذرا اس کو زمین پر تو  
 اب شوخی کا دل دھڑکن میں، بدن پسینہ میں شرابور ہوا۔ چاہتے  
 ارشاد ہوا خیر و کیوں ڈرے جاتے ہو۔ اس کو پکڑ لو اسے پھر پہلی  
 جہی یہ تمہارا عصا ہی ہوگا۔ چنانچہ اس طریق سے اس کا تجربہ  
 نزعون کی درستی کو بھیجا اس کے بعد جناب موسیٰ علیہ السلام نے

بیسیوں دفعہ اس سونے کا سانپ بنایا۔ مگر کبھی دل میں ڈر کا وہمہ بھی نہ ہوا۔ کیونکہ دل مطمئن ہو چکا  
 تھا۔ جناب صدیقہ کو خوشخبری صرف اس لئے پہلے دی گئی کہ بشریت کے تقاضے میں جو جو توہمات  
 آسکتے ہیں۔ ان کا سا باپ کر کے دل مطمئن کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس لئے اس مولود  
 مسعود کی بے شمار خوبیاں اور صفات بیان کیں اور اس طرح سے وساوس شیطانی کو دور فرماتے  
 ہوئے قلب میں نورانیت کی طمانیت بخش دی۔ اگر بلا خوشخبری کے یہ آیات اللہ جناب مریم کو عطاء  
 ہوتی تو اغلب تھا کہ وہ حواس کھوہ دیتی یا جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں تو  
 دل کبھی اطمینان کی سانس نہ لیتا۔ اس چیز کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولا کریم نے پہلے خوشخبری دی اور  
 جب اظہار تعجب ہوا تو قدرت و طاقت کا یقین دلاتے ہوئے مولود مسعود کی صفات بیان کیں اور  
 اس طریق سے جناب مریم کے دل میں سچی ڈھارس بندھائی۔ اس کے بعد کچھ مدت یاد الہی میں  
 اور گزری تو اس عظیم الشان نشان کا وقت قریب آیا جو تمام جہاں کے لئے خدا کی واحدانیت اور  
 قادریت کی ایک درخشاں دلیل ہے۔ ”واذکرفی اللکتاب مریم اذنبذ من اهلها مکانا  
 شرقیاً۔ فاتخذت من دونهم حجاباً فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشراً  
 سویاً۔ قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کننت تقیاً۔ قال انما انارسل ربک  
 لاحب لک غلماً زکیاً قالت انی یكون لی غلم ولم یمسنی بشر ولم اک بغیاً۔  
 قال کذا لک قال ربک هو علیٰ ہین ولنجعلک ایۃ للناس ورحمة منا کان امراً  
 مقضیاً (مریم: ۱۶ تا ۲۱)“ اور اے محمد ﷺ قرآن پاک میں مریم کا وہ واقعہ بیان کرو۔ جب  
 وہ جدا ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں پھر پکڑ لیا۔ درے ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس  
 کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن کر آیا اس کے آگے آدمی پورا۔ بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھ سے اگر ہے تو  
 ڈر رکھنے والا۔ بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا سترا۔ بولی کہاں  
 سے ہوگا۔ میرے ہاں لڑکا اور چھو انہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار کبھی نہ تھی۔ بولا یونہی ہے فرما دیا  
 تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو کیا چاہتے ہیں۔ نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور  
 ہے یہ کام مقرر ہو چکا۔ ﴿

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جنابہ مریم پر ان دنوں نسوانیت کی وہ پہلی منزل جو جوانی  
 کی دلیل اور بالغیت کی سند سمجھی جاتی ہے پیش تھی اور یہ سب سے پہلا حیض تھا۔ جس کے پاک  
 کرنے کے لئے وہ بیت المقدس کے شرق کی طرف غسل کے لئے سدھاریں۔ ان دنوں آپ عمر  
 کی چودھویں پندرھویں منزل طے کر رہی تھیں۔ جو یہ واقعہ پیش آیا۔ آپ بہت کم گواہ

واقع ہوئی تھیں۔ لہذا اسی شرم و حیا نے مجبور کیا کہ بیت المقدس اور اس کے لوگوں سے الگ ہوں۔ یہی وجہ تھی جو وہ ایک شرقی مکان میں چلی گئیں۔ چنانچہ نصاریٰ نے اسی وجہ سے شرق واپس قبلہ مقرر کر لیا۔ جب وہ وہاں پہنچیں تو ہر ایک طریق سے پردے کا مکمل انتظام کریں اور کواڑ بند کر لئے۔ اس تنہائی میں وہ ابھی ابھی فراغت پذیر ہوئی تھیں کہ ایک نہایت خوبصورت نوجوان آدمی معانظر آیا۔ جنابہ صدیقہ اور تنہائی کا عالم ”کواڑ بند اور مسجد دور“ ایک سناٹا تھا جو طاری تھا۔ حیران تھی کہ کیا کرے اور کہاں جائے۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والا معاملہ تھا وہ نوجوان ہے کہ سامنے کھڑا ہے۔ آپ بہت کچھ سکڑیں سمٹیں اور پردے کا پورا پورا انتظام کیا۔ مگر بدن بید کی طرح لرزہ بہ اندام تھا اور ہاتھوں میں رعشہ کے آثار تھے۔ کیونکہ صدیقہ کی زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ تنہائی میں وہ کسی آدمی کو یوں دفعہ دیکھے۔ بہر حال وہ بہت کچھ گھبرائی اور حقیقتاً یہ عفاف زندگی کے لئے ایک کٹھن منزل تھی۔ اسی گھبراہٹ میں جناب جبرائیل علیہ السلام کے پرانوار چہرے پر نگاہ پڑی۔ جس سے انوار الہی کی تجلیاں ہو پیدائیں۔ دل میں اطمینان سا ہوا اور کچھ ڈھارس بھی بندھی کہ کوئی اللہ والا متقی شخص ہے۔ جنابہ صدیقہ پکاریں کہ میں اپنے آپ کو رحمان کی پناہ میں دیتی ہوں اور تجھ سے منت کرتی ہوں کہ اگر تو اللہ کا کچھ بھی ڈر رکھتا ہے تو میرے سامنے سے ہٹ جا اور مجھ سے کچھ بھی تعرض نہ کر۔ جبرائیل علیہ السلام جو ایک خوش منظر نوجوان کی شکل میں متسل تھے بولے گھبراؤ نہیں میری طرف سے کوئی برا خیال دل میں آیا ہو تو نکال دو اور مطمئن ہو جاؤ میں آدمی نہیں بلکہ تیرے اور سارے جہاں کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ایک فرشتہ ہوں اور اسی کی طرف سے آیا ہوں۔ جس کی تو پناہ ڈھونڈتی ہے اور اس لئے آیا ہوں کہ خدائے قدوس کی طرف سے تجھے ایک پاکیزہ صاف سحرے مبارک مسودہ کے کی خوشخبری دوں جو حسب نسب اخلاق و اطوار کے لحاظ و اعتبار سے بالکل پاک و صاف ہوگا اور قدرت کاملہ کا ایک عجیب نمونہ ہوگا۔ جنابہ مریم کو ان ملائم و نرم الفاظ اور طرز تکلم سے یقین واثق ہوا کہ یہ واقعی انسان نہیں فرشتہ ہے۔ چنانچہ وہ گھبراہٹ جو نسوانیت پہ غالب آ چکی تھی کا فور ہوئی۔ مگر ساتھ ہی تعجب ہوا اور حیرت سے پوچھا کہ جس عورت کا شوہر نہیں جو جائز طریق سے حق زوجیت لے سکتا اور جو عورت بدکار نہیں جو عصمت فروشی کر کے بچہ لے سکتی۔ اس کے ہاں بدوں مس انسان بچہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا بات تو یونہی ہے۔ یعنی تیرا نکاح نہیں ہوا اور نہ ہی تو بدکار ہے۔ یہ سچ ہے کہ تو مس انسان سے مہر اور پاک سے مگر خدائے واحد جو تیرا اور جہاں کا خلاق و پروردگار ہے وہ فرماتا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے۔ یعنی بلا چھوئے بشر

کے بھی میں اس بات پر قدرت جہاں کے لئے رحمت کا ایک نشان چاہتے ہیں اور یہ صرف اس لئے مایہ نشاء جو چاہتا ہوں پیدا اور خدا کے مقرب نے جنابہ صا وقوع پذیر ہونا یعنی جناب مسیح طرف سے مقرر ہو چکا ہے۔ یعنی جنابہ مریم کے سامنے اپنے خالو لطف اندوز ہونے لگیں۔ کبھی نہ ہول گال اور شکن آلود پیشانی پر سر، گرے ہوئے دانت، خمیدہ خالہ کے بانجھ پن کا مشاہدہ کرتی اس کے خالو آبانے دعاء کی تھی کہ مانگا بھی تو بیٹا اور وہ بھی انتہا کرنے لگو کھی چیز مانگنے پر تعجب قدرت کا مشاہدہ کرتی اور سر ڈھپے۔ تیرے آگے کوئی چیز انہوا کی بے قراری پہ رحم کھاتے ہو نیچے معراج کراتے ہوئے ذبح سے نجات دیتے ہوئے تخت م کام کے لئے مجھے منتخب کیا ہے بیچاری ہر حال میں شاکر و صابر کرم سے مشکل آسان فرما اور ثبات قدمی و فرمانبرداری کی توفیق کے آثار معلوم ہونے لگے۔ وہ یقین کے مراتب تک پہنچ گیا۔



کے بھی میں اس بات پر قدرت رکھتا ہوں کہ تجھے لڑکا دے دوں اور یہ اس لئے کہ ہم اسے تمام جہاں کے لئے رحمت کا ایک نشان بنانا چاہتے ہیں۔ یعنی ہم اسے قدرت کاملہ کا ایک نمونہ بنانا چاہتے ہیں اور یہ صرف اس لئے کہ تا میری مخلوق یہ جان لے کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ ”بحلق ما يشاء“ جو چاہتا ہوں پیدا کرتا ہوں اور یہ نشان ہمارے لطف و احسان کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے اور خدا کے مقرب نے جنابہ صدیقہ کو آخری تسلی و تسخنی دیتے ہوئے فرمایا کہ اے مریم اس حکم کا وقوع پذیر ہونا یعنی جناب مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا بدوں مس بشر پیدا ہونا خدائے رحمان کی طرف سے مقرر ہو چکا ہے۔ یعنی ضرور ہو کر رہے گا۔ فرشتہ غیب صحیفہ تقدیر سنا کر غائب ہوا تو جنابہ مریم کے سامنے اپنے خالو کا واقعہ ایک عجیب سماں باندھ گیا۔ وہ دل ہی دل میں اس سے لطف اندوز ہونے لگیں۔ کبھی خالہ کی کبڑی پیٹھ اور سفید بالوں کا خیال آتا تو کبھی خالو کے چپکے ہول گال اور شکن آلود پیشانی پر نظر جاتی۔ وہ تعجب سے دونوں کا انتہائی بڑھاپا سفیدی کئے ہوئے سر، گرے ہوئے دانت، خمیدہ قد، جھلڑی پڑے ہوئے گوشت پہ نگاہ دوڑاتی تو کبھی حیرت سے خالہ کے بانجھ پن کا مشاہدہ کرتی۔ اسے رہ رہ کر بے موسم کے میوے کا خیال آتا۔ جس کے لئے اس کے خالو آبانے دعاء کی تھی۔ کبھی وہ دعائیہ کلمات پہ غور کرتی اور خاکو کی جسارت کی داد دیتی کہ مانگا بھی تو بیٹا اور وہ بھی انتہائی بڑھاپے میں اور جب وعدہ ہوا کہ ملے گا تو لگے نشانیاں طلب کرنے انوکھی چیز مانگنے پر تعجب نہ ہوا اور جب سامرا دبر آئے گی تو تعجب کیا۔ غرضیکہ گھنٹوں نیرنگی قدرت کا مشاہدہ کرتی اور سردھنٹی رہی اور بالآخر اس نتیجہ پر پہنچی کہ مولا تو واللہ علی کلی شئی قدیر ہے۔ تیرے آگے کوئی چیز انہونی نہیں۔ تو نے نمرود کے جود کو براہیم کے لئے گلزار کیا تو نے ہاجرہ کی بے قراری پر رحم کھاتے ہوئے سنگلاخ زمین میں چشمہ بہا دیا۔ تو نے اسماعیل کو چھری کے نیچے معراج کراتے ہوئے ذبح عظیم دیا۔ تو نے دیدہ یعقوب کو بیٹائی دی۔ تو نے یوسف کو قید و بند سے نجات دیتے ہوئے تخت مصر کا وارث کیا۔ مولا میری بگڑی بھی تو ہی سنوارے گا۔ جس عظیم کام کے لئے مجھے منتخب کیا ہے اس کا ہر طرح سے تو ہی محافظ و نگہبان ہے۔ مولا یہ تیری بندی بچاری ہر حال میں شاکر و صابر ہے۔ ہاں تیرے امتحان کی تاب نہیں لاسکتی۔ اپنے رحم سے اپنے کرم سے مشکل آسان فرما اور جو جو واقعات آنے والے ہیں ان میں میری صحیح راہنمائی فرما اور ثبات قدمی و فرمانبرداری کی توفیق دے۔ اس پیام ربانی کے تھوڑے عرصہ بعد جنابہ صدیقہ کو حمل کے آثار معلوم ہونے لگے۔ وہ روز روز اس میں اضافہ معلوم کرتی۔ حتیٰ کہ اس کا یہ خیال حق یقین کے مراتب تک پہنچ گیا۔ اب وہ باقاعدگی سے اس کی احتیاط و حفاظت میں مصروف رہتیں

میں اور اس کے لوگوں سے الگ۔ نصاریٰ نے اسی وجہ سے شرق و غربت کا مکمل انتظام کر لیا اور کوڑ بند رہنا نہایت خوبصورت نو جوان آدمی کا ایک سناٹا تھا جو طاری تھا۔ حیران کن والا معاملہ تھا وہ نو جوان ہے کہ راپورا انتظام کیا۔ مگر بدن بید کی وجہ سے صدیقہ کی زندگی میں یہ پہلا واقعہ بہت کچھ گھبرائی اور حقیقتاً یہ جناب جبرائیل علیہ السلام کے سامنے۔ دل میں اطمینان سا ہوا اور یقینہ پکاریں کہ میں اپنے آپ کو تو اللہ کا کچھ بھی ڈر رکھتا ہے تو بل علیہ السلام جو ایک خوش منظر ہے کوئی برا خیال دل میں آیا ہو تو اس کے پروردگار کی طرف سے ہڈیاں ڈھونڈتی ہے اور اس لئے مقدرے مبارک مسعود لڑکے کی بالکل پاک و صاف ہوگا اور ظاہر و باطن سے یقین واثق بیت پہ غالب آچکی تھی کا فور ہر نہیں جو جائز طریق سے حق لے سکتی۔ اس کے ہاں بدوں ت تو یونہی ہے۔ یعنی تیرا نکاح پاک ہے مگر خدائے واحد ان ہے۔ یعنی بلا چھوئے بشر

اور چونکہ راہبانہ لباس زیب تن تھا۔ جو عموماً بہت ڈھیلا واقع ہوا ہے اور ویسے بھی وہ بلند اخلاق  
اعلیٰ چاں چلن کی مالک تھیں۔ اس لئے نہ ہی کسی کو کچھ شک کرنے کا موقعہ یا تجسس لگانے کا امکان  
ہوا اور نیز راہبانہ زندگی میں اور مخصوص حجرہ میں کسی کو دخل دینے کا کوئی حق بھی نہ تھا۔ اس لئے یہ  
بہید سوائے صدیقہ کے اور کو معلوم نہ ہوا اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی۔ دن گزرتے گزرتے تمام  
ہوئے اور اب وہ ساعت سعید قریب آئی جس کے لئے یہ تمام اہتمام کئے گئے تھے۔ جناب  
زکریا علیہ السلام و مریم صدیقہ کا واقعہ اسی عظیم الشان نشان کی تمہید تھا اور یہ وہ نشان ہے جسے  
خدائے قدوس نے آیتہ للناس و رحمۃ منا کے نام سے یاد کیا ہے۔ یعنی تمام جہاں کے لئے اس کی  
قدرت و رحمت کی ایک نہ بھولنے والی یاد ایک نہ فراموش ہونے والا واقعہ ہے۔ جس کو تخلق اللہ ما  
یشاء کی عملی تصویر اور واللہ علی کل شیء قدیر کا زندہ فوٹو کہنا چاہئے۔ یہ وہ اہم مسئلہ ہے جس میں  
نصاری و مسلمان وہ دنیا کے کسی خطہ کے ہوں متفق ہیں اور جن کی تعداد ڈیڑھ ارب سے زیادہ  
ہے۔ ہاں اس واقعہ سے موسیٰ محمد علی لاہوری امیر جماعت مرزا سیہ کو انکار ہے۔ وہ مسیح علیہ السلام کو  
بن باپ کے نہیں مانتا۔ دیکھو (بیان القرآن ج ۱ ص ۲۱۳، حاشیہ نمبر ۳۲) اس میں اس کی ذاتی  
اغراض مضمر ہیں۔ روپہلی نکیوں اور سنہری مصلحتوں سے وہ ڈیڑھ اربت کی جداگانہ خانقاہ بسانے  
پر مجبور ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

سچا دین محمد والا دنیا خلقت ساری  
کی ہوا ہے اک جلاہیا ہو بیٹھا انکاری

”فحملته فانتبذت به مکاناً قصیاً فاجاءها المخاض الی جذع  
النخلة قالت یلینتی مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیاً (مریم: ۲۲، ۲۳)“ پھر  
پیٹ میں لیا اس کو پھر یکسو ہوئی اس کو لے کر ایک بعید مکان میں پھر لے آیا اس کو درزدہ ایک کھجور کی  
جڑ میں بولی کسی طرح میں مرچتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھول بسری۔

اب اس موعودہ انعام باری کا وقت قریب آیا۔ یعنی مدت حمل اختتام پذیر ہوئی تو جنابہ  
مریم کو تشویش ہوئی اور وضع حمل کے لئے وہ مخصوص حجرہ ناکافی سمجھا گیا اور ویسے بھی مقدس بیگل  
میں یہ چیز ادب کے منافی تھی۔ اس لئے ضرورت لاحق ہوئی کہ یکسوئی اختیار کی جائے اور خلوت  
میں یہ کام پورا ہو۔ چنانچہ شرم و حیاء نے تقاضہ کیا اور عفت و عصمت منت گزار ہوئی تو جنابہ مریم نے  
جنگل کی راہ کی۔ درختوں کے پتوں نے شادیاں بچائے اور طیور خوش نوائے ترانوں سے لیک  
کہا۔ فضا کا ذرہ ذرہ استقبال کے لئے دوڑا۔ ہوا کے خوش گذار جھوکے پاسبان ہوئے۔ رحمت

الہی و تائید ربانی نے ساتھ دیا  
طرح سے خدا کی امانت کو صحرا  
اور دل کو بے چینی شروع ہوئی  
تلاش کیا۔ وحشت نے جنگل  
بستی سے دور جنگل میں بھٹکنے لگا  
میں آنکھیں بچھائیں۔ یونہی  
ڈالی۔ اب قدم اٹھانے کی طاقت  
پکاریں اے کاش میں اس سے  
تقاضہ تھا یا بشریت کی کمزوری  
ساتھ ہی خدا کی امانت نے کف  
نے پردے میں ندا دی۔ گویا  
میں متمثل ہو کر ہم کلام ہو۔ جو  
مقصود تھا اور یہاں غیرت و  
من تحتہا الا تحزنی  
تسقط علیک رطباً  
احداً فقولی انی  
(مریم: ۲۴ تا ۲۶)“  
نے تیرے نیچے ایک چشمہ  
کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی  
سوبات نہ کروں گی آج کسی  
اس اجمال کی تفہیم  
کی جڑ کا سہارا لیا تھا اور جہاں  
عمکسار غریب الوطنی و تنہائی  
آ  
ہاں  
افسوس جہاں

ب تن تھا۔ جو عموماً بہت ڈھیلا واقع ہوا ہے اور ویسے بھی وہ بلند اخلاق  
 اس لئے نہ ہی کسی کو کچھ شک کرنے کا موقعہ یا تجسس لگانے کا امکان  
 اور مخصوص حجرہ میں کسی کو دخل دینے کا کوئی حق بھی نہ تھا۔ اس لئے یہ  
 کو معلوم نہ ہوا اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی۔ دن گزرتے گزرتے تمام  
 سعید قریب آئی جس کے لئے یہ تمام اہتمام کئے گئے تھے۔ جناب  
 یقہ کا واقعہ اسی عظیم الشان نشان کی تمہید تھا اور یہ وہ نشان ہے جسے  
 اس ورستہ مناکے نام سے یاد کیا ہے۔ یعنی تمام جہاں کے لئے اس کی  
 مولنے والی یاد ایک نہ فراموش ہونے والا واقعہ ہے۔ جس کو تخلق اللہ ما  
 کل شئی قدیر کا زندہ نوٹو کہنا چاہئے۔ یہ وہ اہم مسئلہ ہے جس میں  
 کسی خطہ کے ہوں متفق ہیں اور جن کی تعداد ڈیڑھ ارب سے زیادہ  
 محمد علی لاہوری امیر جماعت مرزا سید کا نکار ہے۔ وہ مسیح علیہ السلام کو  
 یکم (بیان القرآن ج ۱ ص ۲۱۳، حاشیہ نمبر ۴۲) اس میں اس کی ذاتی  
 دن اور شہری مصلحتوں سے وہ ڈیڑھ اینٹ کی جدا گانہ خانقاہ بنانے  
 کہا ہے:

دین محمد والا دنیا خلقت ساری

ہو یا سچ اک جلاہیا ہو بیٹھا انکاری

فانتبذت بہ مکاناً قصیاً فاجاءھا المخاض الی جذع  
 مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیاً (مریم: ۲۲، ۲۳) ”پھر  
 اس کو لے کر ایک بعید مکان میں پھرنے آیا اس کو دروزہ ایک کھجور کی  
 تنی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھول بیری۔“

عام باری کا وقت قریب آیا۔ یعنی مدت حمل اختتام پذیر ہوئی تو جنابہ  
 ل کے لئے وہ مخصوص حجرہ نا کافی سمجھا گیا اور ویسے بھی مقدس ہیکل  
 اس لئے ضرورت لاحق ہوئی کہ یکسوئی اختیار کی جائے اور خلوت  
 حیائے تقاضہ کیا اور عفت و عصمت منت گزار ہوئی تو جنابہ مریم نے  
 بتوں نے شادیاں بچائے اور بطور خوش نوائے ترانوں سے لبیک  
 کے لئے دوڑا۔ ہوا کے خوش گزار جھونکے پاسبان ہوئے۔ رحمت

الہی و تائید ربانی نے ساتھ دیا تو جنابہ صدیقہ نے جنگل کے ایک جھونپڑے کو زینت بخشی اور اس  
 طرح سے خدا کی امانت کو صحرا کی اس شہزادی نے محفوظ کیا۔ اب وضع حمل کے آثار شروع ہوئے  
 اور دل کو بے چینی شروع ہوئی۔ طبیعت نے اس مقید فضا سے نکلنے کا تقاضہ کیا درود نے علاج و زمان  
 تلاش کیا۔ وحشت نے جنگل کی راہ بتائی آہ وہ معصوم و عفت مآب دیوی بے مونس و نمکسار انسانی  
 بہتی سے دور جنگل میں بھٹکنے لگی۔ فرشتوں نے نظر رحم سے دیکھا اور کائنات ارضی نے اس کی راہ  
 میں آنکھیں بچھائیں۔ یونہی چلتے چلتے کھجور کے ایک خشک درخت تک پہنچیں تو درد نے جان پر بنا  
 ڈالی۔ اب قدم اٹھانے کی طاقت بھی جاتی رہی اور حواس خسہ بھی منہ موڑنے لگے۔ جنابہ صدیقہ  
 پکاریں اے کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور آج بھولی بیری ہوتی۔ یہ فطرت انسانی کا  
 تقاضہ تھا یا بشریت کی کمزوری۔ بہر حال یہ الفاظ درد و کرب سے میساختہ منہ سے نکلے اور اس کے  
 ساتھ ہی خدا کی امانت نے کفر کی تاریکیوں کو چاک کیا۔ دریائے رحمت نے ارزانی ہوئی تو فرشتے  
 نے پردے میں ندا دی۔ گویا غیرت سردی کو یہ گوارہ نہ ہوا کہ اس حالت میں کوئی فرشتہ شکل انسانی  
 میں متشکل ہو کر ہم کلام ہو۔ جیسا کہ قبل واقعہ گذر چکا ہے۔ وہاں آپ کی عفاف زندگی کا امتحان  
 مقصود تھا اور یہاں غیرت و ادب کا لحاظ ملحوظ۔ غرضیکہ فرشتے نے پیغام ربانی یوں ادا کیا۔ ”فنادھا  
 من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریاً۔ وھزی الیک بجذع النخلۃ  
 تسقط علیک رطباً جنیاً۔ فکلی واشربی وقری عیناً فاماترین من البشر  
 احداً۔ فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا  
 (مریم: ۲۴ تا ۲۶)“ ”پس آواز دی اس کو اس کے نیچے سے کہ تمکین مت ہو کر دیا تیرے رب  
 نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں۔ اب  
 کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ پھر اگر تو دیکھے کوئی آدمی تو کہو میں نے مانا ہے رطمن کا روزہ  
 سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے۔“

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وہ مقام جہاں جنابہ مریم نے کرب و بے چینی سے کھجور  
 کی جڑ کا سہارا لیا تھا اور جہاں شدت درد میں زندگی کو موت پر ترجیح دی تھی۔ آہ جہاں بے مونس  
 نمکسار غریب الوطنی و تنہائی و یکسوی کے سوا کوئی ساتھی نہ ہوا۔

آنے والا جانے والا بے کسی میں کون تھا

ہاں مگر اک دم غریب آتا رہا جاتا رہا

افسوس جہاں سامان ضرورت مفقود و راحت کو سوں دور تھی اور جہاں سب سے بڑھ

کر ایک مشہور پاک باز عقیقہ کو دینی حیثیت سے آئندہ بدنامی و رسوائی کا تصور کچھ بے لگاتار اور دل منہ کو لاتا تھا۔ یہ مقام سطح زمین سے کچھ بلند واقع ہوا تھا۔ یا یوں سمجھئے ایک ٹیلا سا تھا جہاں جنابہ مریم نے زچگی کے مصائب اور بے سروسامانی کے نوائب برداشت کئے تھے۔ اسی ٹیلے کے نیچے سے ندا آئی کہ اے مریم دامن صبر و رضا کو ہاتھ سے نہ چھوڑ اس قدر غم و فکر میں مبتلا نہ ہو۔ خدا کی رحمتوں و نوازشوں کا مشاہدہ کر نیرنگی قدرت کا تماشا کر کہ جنابہ ہاجرہ کے نوائب و مصائب کا اختتام آب زم زم سے ہوا تھا اور ایسا ہی چشمہ تمہاری سہولت و آرام کے لئے تمہاری پائیں۔ زمین پر موجیں اور لہریں مار رہا ہے۔ جس کا پانی نہایت شیریں اور سرد ہے اور اس بے برگ و بار کھجور کے تنے کو دیکھ جس کی شادابی مردنی کے لباس میں مدت سے سوچکی تھی اور جس کی جڑیں یاس و ناامید کے وقت تو تھامے تھی کس شان بے نیازی سے سبز لباس زیب تن لئے لہرا رہا ہے۔ یقین ہے کہ تیرے قلب حزین کو ان سے تسکین و تسلی ہوگی اور تمہیں اندوہ کرنے اور غم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ تائید ربانی اور فضل رحمانی ہر حال میں تیرے شامل حال ہے اور اے مریم اطمینان و انبساط سے کھا اور پی اور اپنے لخت جگر و نور نظر سے آنکھوں کو سکھ کلیجے ٹھنڈے رکھ۔ اس کے آخر میں پیام ربانی ان الفاظ پر ختم ہوا کہ اے مریم اگر تو اس تنہائی کے موقعہ اور ہو کے عالم میں کسی تنفس کو دیکھے تو اس سے کلام نہ کرنا اور اگر وہ ہم کلام ہونے پہ بعد ہو تو صرف یہ اشارہ کر دینا کہ میں نے رحمن پاک کے لئے آج کے دن خاموش رہنے کا عہد مان رکھا ہے۔ اس لئے آج کسی کے استفسار کے جواب میں بھی نہ بولوں گی۔ اللہ اللہ جناب زکریا علیہ السلام نے جب گود بھرنے کی مزید تسلی تفتی کے لئے جناب الہی میں نشان طلب کیا تو ارشاد ہوا کہ تو چنگا بھلا تین دن تک کلام نہ کر سکے گا اور جب یہ وقوع میں آئے تو سمجھو کہ مراد برآئی وہاں تو یہ عالم تھا کہ بولنے پر قادر نہ تھے۔ اس لئے چپ تھے اور یہاں یہ حال ہے کہ قدرت رکھنے پر بھی بولنے کا حکم نہیں۔ یہ خاموشی کا روزہ شریعت محمدیہ میں جائز نہیں۔ مگر دین موسوی میں جائز تھا اور اس پہ عام عمل درآ مد ہوتا تھا۔ ”فانت بہ قومہا تحملہ قالوا یمریم لقد جئت شیفاً فریاً۔ یأخت ہرون ملکان ابوک امراسوہ وما کانت امک بغیا۔ فاشارت الیہ۔ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا (مریم: ۲۷ تا ۲۹)“ پھر لائی اس کو (عیسیٰ) اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے۔ اے مریم تحقیق لائی تو چیز عجب اے بہن ہارون کی نہ تھا۔ باپ تیرا آدمی برائی کا اور نہ تھی ماں تیری بدکار پس اشارت کی طرف اس کے کہا انہوں نے کیونکر کلام کریں۔ ہم اس شخص سے کہ ہے بچہ گود کے لڑکا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے  
یعنی زچگی کے مراحل طے ہوئے اور بدلا  
میں سکت معلوم ہوئی تو آپ نے خدا  
لپیٹ کر گود میں لیا اور اللہ کے پاک نام  
کی غیر حاضری کے بعد جنابہ صدیقہ کو کہ  
وہ بے تابانہ اس کی طرف دوڑے اور  
ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ پیکل کی  
معترف ہے۔ ایک نوزائیدہ بچہ اٹھا۔  
ہوئے۔ کسی نے کہا ایسی ایسی اللہ والیو  
اس پارسا چھو کر پرکتنی امیدیں تھیں  
کے سپرد کرنا غلطی ہے۔ غرضیکہ اپنی  
سے عقیدت کیش خاموش رہے۔ بعض  
ہوئے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔  
نے سختی سے مزاج پرسی کرتے ہوئے  
چاند لگانے والی نیک بی بی ہماری نا  
غرضیکہ طرح طرح کے ناپاک حلقے  
سلسلہ کلام کو یوں شروع کیا کہ اے  
کیا جائے کم ہے۔ حالانکہ تو بلند  
تھا۔ تیرا باپ کس قدر متقی و پرہیزگار  
کو کیا ہوا جواب دے۔ بولتی کیوں  
دیتا۔ یہ کس قدر طوطا چاشنی ہے ہم  
کیسا ہے کس کا ہے اور تو نے کنوار  
اس کے جواب میں تصویر درد جو  
سے خدا کی امانت کی طرف اشارہ  
برہم ہوئے اور غصے میں لال پے  
گود میں ہے۔ یعنی وہ بچہ جو طرز

بغداد کو دینی حیثیت سے آئندہ بدنامی و رسوائی کا تصور کچھ بے لگا تا اور دل میں سے کچھ بلند واقع ہوا تھا۔ یا یوں سمجھئے ایک ٹیلا سا تھا جہاں جنابہ اور بے سرو سامانی کے نواب برداشت کئے تھے۔ اسی ٹیلے کے نیچے من صبر و رضا کو ہاتھ سے نہ چھوڑ اس قدر غم و فکر میں مبتلا نہ ہو۔ خدا کی ہر نیرنگی قدرت کا تماشا کر کہ جنابہ ہاجرہ کے نواب و مصائب کا تھا اور ایسا ہی چشمہ تہاری سہولت و آرام کے لئے تہاری پائیں۔ رہا ہے۔ جس کا پانی نہایت شیریں اور سرد ہے اور اس بے برگ و بار شاواہی مردنی کے لباس میں مدت سے سوچتی تھی اور جس کی جڑیں سے تھی کس شان بے نیازی سے ہر لباس زیب تن لئے لہرا رہا ہے۔ سا کو ان سے تسکین و تسلی ہوگی اور تمہیں اندوہ کرنے اور غم کھانے کی کیا رہائی اور فضل رحمانی ہر حال میں تیرے شامل حال ہے اور اے مریم پی اور اپنے تخت جگر و نور نظر سے آنکھوں کو سکھ کیجئے ٹھنڈے رکھ۔ ان الفاظ پر ختم ہوا کہ اے مریم اگر تو اس تہائی کے موقعہ اور ہو کے اس سے کلام نہ کرنا اور اگر وہ ہم کلام ہونے پہ بغض ہو تو صرف یہ پاک کے لئے آج کے دن خاموش رہنے کا عہد مان رکھا ہے۔ اس جواب میں بھی نہ بولوں گی۔ اللہ اللہ جناب ذکر یا علیہ السلام نے اس کے لئے جناب الہی میں نشان طلب کیا تو ارشاد ہوا کہ تو چنگ بھلا رہا جب یہ وقوع میں آئے تو سمجھو کہ سراد بر آئی وہاں تو یہ عالم تھا کہ چپ تھے اور یہاں یہ حال ہے کہ قدرت رکھنے پر بھی بولنے کا حکم تھا یہ میں جائز نہیں۔ مگر دین موسوی میں جائز تھا اور اس پہ عام ہے قومہا تحملہ قالوا یمریم لقد جئت شیئاً فریاً۔  
 بولك امراسوہ وما كانت امك بغیا۔ فاشارت الیہ۔  
 فی المہد صبیا (مریم: ۲۷ تا ۲۹) ”پھر لائی اس کو (عیسیٰ) اس کو کہنے لگے۔ اے مریم تحقیق لائی تو چیز عجیب اے بہن ہارون کا اور نہ تھی ماں تیری بدکار پس اشارت کی طرف اس کے کہا اس شخص سے کہ ہے بچہ گود کے لڑکا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جس وقت جنابہ مریم اس اہم کام کو سرانجام دے چکیں۔ یعنی زچگی کے مراحل طے ہوئے اور بدن میں چستی کے آثار دکھائی دیئے اور چلنے پھرنے کی پاؤں میں سکت معلوم ہوئی تو آپ نے خدا کی امانت کلمۃ اللہ روح اللہ کو ایک معصی سفید کپڑے میں لپیٹ کر گود میں لیا اور اللہ کے پاک نام پر قوم کی طرف چل دیں۔ جب افراد قوم نے دوا ایک دن کی غیر حاضری کے بعد جنابہ صدیقہ کو کمزور و لاغر حالت میں ڈمگاتے قدموں سے آتے دیکھا تو وہ بے تابانہ اس کی طرف دوڑے اور جب قریب پہنچے تو دریائے حیرت و استعجاب میں غرق ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ بیکل کی سب سے معظّمین جس کے زہد و اتقاء کی دھوم کا ایک عالم معترف ہے۔ ایک نوزائیدہ بچہ اٹھائے چلی آ رہی ہے۔ وہ تعجب و افسوس سے آپس میں ہم کلام ہوئے۔ کسی نے کہا ایسی ایسی اللہ والیوں کا یہ حال ہو تو عوام کا اللہ ہی مالک ہے۔ کسی نے کہا دیکھو تو اس پارسا چھو کری پر کتنی امیدیں تھیں۔ جن کو ڈوب دیا، کوئی بولا اسی لئے تو بیکل کی خدمت عورتوں کے سپرد کرنا غلطی ہے۔ غرضیکہ اپنی اپنی عقل و بساط کے مطابق مختلف قیافہ ارائیاں ہونیں۔ بہت سے عقیدت کیش خاموش رہے۔ بعض نے نگاہ کا دھوکا سمجھا اور بار بار انگلیوں سے آنکھوں کو ملتے ہوئے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ اسی آفتگی کے عالم میں جنابہ صدیقہ پاس پہنچ گئیں۔ اکابر قوم نے سختی سے مزاج پر سی کرتے ہوئے کہا کہ یہ طوفان بدتمیزی کیوں اٹھایا۔ اپنی عصمت و عفت کو چار چاند لگانے والی نیک بی بی ہماری ناک بھی صفائی سے کاٹ گئی۔ مقدس بیکل کی عظمت کو بڑھ لگا۔ غرضیکہ طرح طرح کے ناپاک حملے کے گئے اور اس کے بعد واقعہ حالہ کی سختی سے جواب طلبی کی اور سلسلہ کلام کو یوں شروع کیا کہ اے مریم تو نے یہ کیا کیا۔ تیری اس عجیب حرکت کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ حالانکہ تو بلند مرتبت خاندان کی چشم و چراغ ہے۔ تیرا بھائی ہارون کیسا صالح تھا۔ تیرا باپ کس قدر متقی و پرہیزگار تھا۔ تیری ماں بھی نہایت شریف اللہ والی نیک بی بی تھی۔ یہ تجھ کو کیا ہوا جواب دے۔ بولتی کیوں نہیں۔ جواب کیوں نہیں دیتی کیا بہری ہو گئی یا سوجھائی نہیں دیتا۔ یہ کس قدر طوطا چاشمی ہے ہم تم سے پوچھتے ہیں اور تو جواب ہی نہیں دیتی۔ بتا اور جلد بتا یہ بچہ کیسا ہے کس کا ہے اور تو نے کنوار پن کے عہد کو کیوں توڑا۔ مقدس بیکل کے نام پہ کیوں بڑھ لگایا۔ اس کے جواب میں تصویر درد جو ساکت و صامت کھڑی کھڑی تھی حرکت میں آئی اور انگلی شہادت سے خدا کی امانت کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھ بھی پوچھنا ہو اس سے پوچھ لو۔ اکابر قوم اور زیادہ برہم ہوئے اور غصے میں لال پیلے ہو کر بولے ہم اس بچہ کو کس طرح پوچھ سکتے ہیں۔ جواب بھی تیری گود میں ہے۔ یعنی وہ بچہ جو طرز تکلم سے آشنا نہیں وہ ہم کو بھلا کیا جواب دے سکتا ہے اور تو ہمیں یہ



کہہ کر (اشارہ) اور زیادہ استہزاء کرتی اور دکھ دیتی ہوئی ہمارے جذبات کو چیلنج کرتی ہے۔ جنابہ صدیقہ کے اس اشارے نے قوم کے جذبات میں ہيجان پیدا کر دیا۔ وہ جوش انتقام میں بھڑک اٹھے۔ قریب تھا کہ یہ معاملہ ہنگامی صورت اختیار کر لیتا۔ کیونکہ بظاہر اس کے تمام آثار پیدا ہو چکے تھے۔ ماتھوں پہ شکن، چہرہ پہ غضب، دل میں آگ، بدن میں جھنجھلاہٹ، خون میں جوش اور جوش میں انتقام پلا پڑا تھا۔ بھویں تن چکی تھیں۔ منہ سے بڑبڑانے اور غرغرانے کی آوازیں شروع ہی ہوئی تھیں کہ غیرت سردی جوش رحمت کے لباس میں نمودار ہوئی۔ زچہ کی عصمت مآبی کے لئے بچہ سے زیادہ اور کون سی بہتر شہادت ہو سکتی تھی اور یہی وجہ ہے جو جنابہ صدیقہ کو خاموش رہنے کی تلقین کی گئی تھی اور استفسار کے موقع پر اشارے ہی پر اکتفا کرنا موزوں سمجھا گیا۔ چنانچہ مشیت الہی کلمۃ اللہ کے پیکر میں یوں گویا ہوئی۔

”قال انسى عبد الله اثنى الكتب وجعلنى نبيا . وجعلنى مباركا اين ما كنت واوضنى بالصلوة والزكاة مادمت حيا . وبرا بوالدتي ولم يجعلنى جبارا شقيا . والسلم على يوم ولدت ويوم اموت ويوم ابعث حيا (مریم: ۳۱ تا ۳۳)“ ﴿﴾ کہا تحقیق میں بندہ اللہ کا ہوں دی ہے۔ مجھ کو کتاب اور کیا ہے مجھ کو نبی اور کیا ہے۔ مجھ کو برکت والا جہاں ہوں میں اور حکم کیا ہے۔ مجھ کو ساتھ نماز کے اور زکوٰۃ کے جب تک رہوں میں جیتا اور خوش سلوک ساتھ ماں اپنی کے اور نہیں کیا۔ مجھ کو سرکش و بد بخت اور سلام ہے اوپر میرے جس دن پیدا ہوا میں اور جس دن مروں گا میں اور جس دن اٹھوں گا میں زندہ ہو کر۔ ﴿﴾

اللہ اللہ کیسا شانی و پر حکمت جواب ہے اور وہ بھی اس زبان سے جو طرز تکلم سے محض نا آشنا تصنع سے خالی اور بناوٹ سے کوسوں دور ہے اور اس سے بڑا اعجاز اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ بچہ جو ابھی نیکی و بدی میں تمیز کرنا تو کیا اپنے دکھ درد کا اظہار کرنے یا تکلیف کا باعث سمجھنے سے قاصر و عاجز ہے واللہ باللہ اس عمر میں صرف کلام کرنا ہی اتنا بڑا معجزہ ہے کہ بڑے سے بڑے شقی کا منہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتا ہے۔

جناب کلمۃ اللہ نے صرف بریت ہی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ مشیت ایزدی نے روح اللہ سے وہ وہ کلمات بلوائے جن سے رہتی دنیا تک کے معترضین بشرطیکہ ان میں دیانت و انصاف کا تھوڑا سا مادہ ہو اور عقل سلیم اور فکر نعیم بالکل کنارہ کش نہ ہو چکی ہو وہ تھوڑے سے تدبیر اور معمولی سے فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہ رہ سکے گا کہ ان کی پیدائش بدوں مس بشر محض قدرت کاملہ

سے بطور نشان معرض ظہور میں آئی۔ سر بنیادی پتھر ہے۔ یعنی ابن اللہ کی تردید ہوں۔ بلکہ بندہ ہوں ہاں یہ اس کا انعام اس کے بعد اپنے غلام ہو۔ و مہربانی کا تذکرہ کیا جو مخصوص انعام آہ خدا کی تائید و برکت میرے شامل حال و حمایت ہر حال میں میری ساتھی ہے۔ و مصیبت کے وقت بھی مجھ کو نہیں بھولتا و جود میں بعض ایسے خواص و دلیت فرما بخود میری مدد کرتے ہیں اور اسی نعمت و بندہ ہونے کا عملی ثبوت دوں۔ چنانچہ اپنی اور یہ قید میری زندگی سے وابستہ ہے۔ اس نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ میں اپنا کام مجھ پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے کراتا ہے نہیں رکھا۔ بلکہ اس کے برعکس دیئے ہیں اور بد بختی و نامرادی کو مجھ۔ اس نے میری سلامتی کا وعدہ میری میرے جی اٹھنے تک کا کیا ہے۔ یعنی و حمایت میرے ہر سانس کے ساتھ ہوں اور جب دوبارہ اٹھایا جاؤں پھر میں۔ میں جہاں بھی ہوں اور جس حال تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس وقت کیا جا رہا ہے جب کہ وہ اب اقرار انہی کی زبانی کرایا جا رہا ہے۔ کے ان بزرگ نما مولوی منش پادریوں ہیں۔ میرا یہ خطاب قادیانی ولا ہو رہی

ہاں استہزاء کرتی اور دکھ دیتی ہوئی ہمارے جذبات کو چیلنج کرتی ہے۔ جنابہ نے قوم کے جذبات میں بیجان پیدا کر دیا۔ وہ جوش انتقام میں بھڑک ملے ہنگامی صورت اختیار کر لیتا۔ کیونکہ بظاہر اس کے تمام آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ دل میں آگ، بدن میں جھنجھلاہٹ، خون میں جوش اور جوش میں تن ہلکی تھیں۔ منہ سے بڑبڑانے اور غرغرانے کی آوازیں شروع ہی ہوئی جوشِ رحمت کے لباس میں نمودار ہوئی۔ زچہ کی عصمت مآبی کے لئے ہر شہادت ہو سکتی تھی اور یہی وجہ ہے جو جنابہ صدیقہ کو خاموش رہنے کی ر کے موقع پر اشارے ہی پر اکتفا کرنا موزوں سمجھا گیا۔ چنانچہ مشیت میں گویا ہوئی۔

عبداللہ اثنی الکتب وجعلنی نبیا۔ وجعلنی مبارکاً  
س بالصلوة والزکوۃ مادمیت حیا۔ وبرا بوالدتی ولم  
قیما۔ والسلم علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعت  
” ( ) کہا تحقیق میں بندہ اللہ کا ہوں دی ہے۔ مجھ کو کتاب اور کیا ہے  
برکت والا جہاں ہوں میں اور حکم کیا ہے۔ مجھ کو ساتھ نماز کے اور  
میں جیتا اور خوش سلوک ساتھ ماں اپنی کے اور نہیں کیا۔ مجھ کو سرکش  
میرے جس دن پیدا ہوا میں اور جس دن مردوں گا میں اور جس دن

و پر حکمت جواب ہے اور وہ بھی اس زبان سے جو طرزِ تکلم سے محض تا  
سے کوسوں دور ہے اور اس سے بڑا اعجاز اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ بچہ جو  
کیا اپنے دکھ درد کا اظہار کرنے یا تکلیف کا باعث سمجھنے سے قاصر  
صرف کلام کرنا ہی اتنا بڑا معجزہ ہے کہ بڑے سے بڑے شفی کا منہ

صرف بریت ہی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ مشیت ایزدی نے روح اللہ  
سے رہتی دنیا تک کے معترضین بشرطیکہ ان میں دیانت و انصاف کا  
فکرِ عظیم بالکل کنارہ کش نہ ہو چکی ہو وہ تھوڑے سے تدبیر اور معمولی  
بچے بغیر نہ رہ سکے گا کہ ان کی پیدائش بدوں مس بشر محض قدرت کاملہ

سے بطور نشان معرض ظہور میں آئی۔ سب سے پہلی چیز جو آپ نے بیان کی وہ نصاریٰ کے عقائد کا  
بنیادی پتھر ہے۔ یعنی ابن اللہ کی تردید آپ نے کہا یہ حقیقت نفس الامری ہے کہ میں اللہ کا بیٹا نہیں  
ہوں۔ بلکہ بندہ ہوں ہاں یہ اس کا انعام ہے کہ اس نے مجھ کو صاحب کتاب نبی بنایا ہے۔

اس کے بعد اپنے غلام ہونے کے دلائل پیش کئے۔ سب سے پہلے خدا کی اس عنایت  
و مہربانی کا تذکرہ کیا جو مخصوص انعام آپ کی ذات سے وابستہ ہے۔ ”وجعلنی مبارکاً“ یعنی  
خدا کی تائید و برکت میرے شامل حال ہے۔ جہاں بھی میں رہوں اس کا فضل و احسان تائید  
و حمایت ہر حال میں میری ساتھی ہے۔ یعنی وہ میرا آقا و مولا ایسا مہربان و شفیق ہے جو ہر ابتلاء  
و مصیبت کے وقت بھی مجھ کو نہیں بھولتا۔ بلکہ میری ہر آن میں مدد و نصرت کرتا ہے یا یہ کہ میرے  
وجود میں بعض ایسے خواص و دیعت فرمادیے گئے ہیں جو ہر مشکل کے وقت اس کی مہربانی سے خود  
بخود میری مدد کرتے ہیں اور اسی نعمت و رحمت کے تقاضے میں اس نے مجھے یہ بھی ہدایت کی ہے کہ  
بندہ ہونے کا عملی ثبوت دوں۔ چنانچہ اسی لئے اس نے مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے  
اور یہ قید میری زندگی سے وابستہ ہے۔ یعنی جب تک میں جیتا رہوں اس پر پورا پورا عامل رہوں اور  
اس نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ میں اپنی ماں کا پورا پورا تابع و ابدار رہوں اور نیک سلوک کروں اور اس  
کا مجھ پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے میرے وجود میں وہ مادہ جو سرکشی و طغیانی کی طرف رجوع  
کراتا ہے نہیں رکھا۔ بلکہ اس کے برعکس اس نے مجھ میں اطاعت کیش و فرمانبرداری کے جوہر بھر  
دیئے ہیں اور بدبختی و نامرادی کو مجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دور کر دیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ  
اس نے میری سلامتی کا وعدہ میری پیدائش سے لے کر میری موت تک اور موت سے لے کر  
میرے جی اٹھنے تک کا کیا ہے۔ یعنی اس کا سلام و پیام میرے شامل حال ہے۔ یعنی اس کی تائید  
و حمایت میرے ہر سانس کے ساتھ وابستہ ہے۔ یعنی میں جیتے بھی اس کا ہوں اور مر رہی اسی کا  
ہوں اور جب دوبارہ اٹھایا جاؤں پھر بھی اسی کا ہوں اور یہ تمام انعام و اکرام و فضل ایزدی ہر زمانہ  
میں۔ میں جہاں بھی ہوں اور جس حال میں ہوں میرے ساتھ ہیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ دراصل یہ ایک انعامی وعدہ ربانی ہے جو روح اللہ کے ساتھ  
اس وقت کیا جا رہا ہے جب کہ وہ ابھی صرف تین دن کے شیرِ خوار بچے ہیں اور لطف یہ کہ اس کا  
اقرار انہی کی زبانی کرایا جا رہا ہے۔ اس میں چند چیزیں ایسی ہیں جن کا بہت کچھ تعلق زمانہ حال  
کے ان بزرگ نما مولوی منش پادریوں سے ہے۔ جو مہات مسیح کے قائل اور بدوں مس بشر کے منکر  
ہیں۔ میرا یہ خطاب قادیانی و لاہوری دونوں جماعتوں سے ہے۔ اول الذکر مہات مسیح کی علمبردار

اور بلا باپ کی قائل ہے۔ لیکن مؤخر الذکر کا تو کچھ نہ پوچھو۔ بے پندے کا لوٹا ہے۔ جس کی سیمانی حالت کو قرار ہی نہیں۔ وہ جہاں حیات مسیح کے قائل نہیں وہاں بدوں مس بشر یعنی اس اعجازی پیدائش کو بھی آیات اللہ نہیں مانتی۔ بلکہ یہودنا مسعود کے نقش قدم پہ چلتی ہوئی کوئی دو ہاتھ آگے ہی نکل جاتی ہے۔ حالانکہ ان کا مسیح یعنی قادیان کا جھوٹا نبی بھی ان کے اس نظریے سے بیزار ہے۔ پادری محمد علی جب تک قادیان میں مرزا قادیانی کی زندگی میں لنگر کے ٹکڑے توڑتے رہے۔ برابر متفق چلے آئے۔ ان دنوں آپ کے ہاتھ میں مرزائی گزٹ کی باگ ڈور تھی۔ جس میں نت نئے الہام ڈکنے کی چوٹ مارکیٹ اور عام منڈیوں میں لانے کے لئے تشہیر کئے جاتے تھے اور مرزائی عقائد کی نشر و اشاعت کی ٹھیکیداری کرتے ہوئے بیسیوں مضامین اسی شک میں یعنی بن باپ ولادت پر آپ نے اپنی قلم سے لکھے۔ ۱۹۰۸ء عیسوی میں مرزا قادیانی نے انتقال کیا تو یار لوگوں کو امارت کی امیدواری ہوئی۔ مگر دن پورے نہ ہونے کی وجہ سے ناکام رہے۔ اس کے بعد ۱۹۱۳ء تک آپ کا یہی عقیدہ تھا کہ جناب مسیح علیہ السلام آیات اللہ ہیں اور بن باپ کے ہیں۔ مگر جو نبی ڈیڑھ اینٹ کی خانقاہ میں سنہری مرغ آنے شروع ہوئے آپ نے بھی جدت اختیار کرتے ہوئے سرے سے مسئلے کا انکار کر دیا۔ میرے خیال میں جس کام کو مرزا آنجہاں ناقص چھوڑ گئے تھے۔ آپ نے تمام کیا اور ہو سکتا ہے کہ قادیانی فرشتے اب احمدیہ بلڈنگ پر نزول اجال فرماتے ہوں اور چونکہ آپ مرزا قادیانی کے روحانی بیٹے اور شیر خاص ہیں۔ اس لئے اسی مناسبت سے وہ جاتے جاتے کوئی کانپھوسی کر جاتے ہوں۔ بہر حال یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو بیچ میں آگئی۔

جنابہ صدیقہ کی بریت احسن طریق پر ہو چکی۔ ان کی اپنی قوم کا یہ کہنا کہ حیرا بھائی ماں اور باپ نہایت نیک متقی پرہیزگار تھے۔ گویا اس بات کا اعتراف تھا کہ تو اور تیرا تمام خاندان نہایت شریف اور خدا کے پسندیدہ بندوں میں سے ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ تو تارک الدنیا ہوتے ہوئے بھی ایک ایسے فعل کی مرتکب ہوئی جو ہر لحاظ سے قابل شرم ہے۔ کیونکہ یہ کل کے خدمت گار لذات دنیوی سے کنارہ کش و متفرغ رہنے کا عہد کرتے ہوئے دم واپس تک اسی عزم پر ڈٹے رہتے ہیں ان کو ازدواجی زندگی میں منسلک ہونا یا کسی سے رشتہ الفت پیدا کرنا یا کسی کا تارک یا منکوحہ بننا سنت موسوی میں قطعاً حرام و قابل شرم ہے۔ دراصل ان کا یہ تعجب حقیقت پر مبنی تھا اور ہر شریف قوم کے افراد واقعہ حالہ پر یونہی اظہار تعجب کیا کرتے ہیں۔ مگر جب اس کی بریت ایک نہایت معصوم و شیرخوار بچہ نے کی تو خارق کی اس عجوبہ نمائی نے درطہ حیرت میں غرق عقل و خرد سے مجبور و خوں و فکر سے معذور و محو تماشا کر دیا۔ وہ حیران و ششدر نظریں پھاڑ پھاڑ کر ندیدی آنکھوں سے دیکھا کئے اور

جناب کلمۃ اللہ اپنی نبوت کے بشارات جو زبان طعن دراز کرتا اور کسی کو جرأت کریم کی یہاں تک واقعہ بیانی کرنے تمام معترضین اطمینان قلب لے کر ان یہاں تک واقعہ بیان کرنے کے بعد

”ذالک عیسیٰ ابن مریم (۳۰: ۳۴)“ ”یہ ہے عیسیٰ ابن

کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جو جاتا ہے اور کہا بے شک اللہ ہے رب جدی جدی راہ اختیار کی۔ فرقوں نے ایک دن بڑا۔ کیا خوب سنتے اور انصاف آج کے دن بہک رہے ہو بچکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں کوئی ہے اس پر اور وہ ہماری طرف ارشاد ہوتا ہے اے محقق

جھگڑتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تھے۔ تاریخ عالم کی اوراق گردانی ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ ایک حیات دیگر مسائل و عصمت انبیاء پر روشنی ذکر کے لئے تو یہ کتاب لکھی جا رہی جائے گی۔ سر دست اتنا کہہ دیتا لعنتی موت مرا۔ نصاریٰ نے اسی سمجھ لیا۔ گویا دونوں نے مصلوہ تر جہان سے اس کی پر زور تردید جس کا دندان شکن جواب دینے ہے کہ ”ان مثل عیسیٰ عفا

ہے۔ لیکن مؤخر الذکر کا تو کچھ نہ پوچھو۔ بے پندے کا لوٹا ہے۔ جس کی نہیں۔ وہ جہاں حیات مسیح کے قائل نہیں وہاں بدوں مس بشر یعنی اس اعجازی نہیں مانتی۔ بلکہ یہودنا مسعود کے نقش قدم پہ چلتی ہوئی کوئی دو ہاتھ آگے ہی ان کا مسیح یعنی قادیان کا جھوٹا نبی بھی ان کے اس نظریے سے بیزار ہے۔ قادیان میں مرزا قادیانی کی زندگی میں لنگر کے ٹکڑے توڑتے رہے۔ برابر لوں آپ کے ہاتھ میں مرزائی گزٹ کی باگ ڈور تھی۔ جس میں نت نئے ریکٹ اور عام منڈیوں میں لانے کے لئے تشہیر کئے جاتے تھے اور مرزائی کی ٹھیکیداری کرتے ہوئے بیسیوں مضامین اسی شک میں یعنی بن باپ قلم سے لکھے۔ ۱۹۰۸ء عیسوی میں مرزا قادیانی نے انتقال کیا تو یار لوگوں کو لکھی۔ مگر دن پورے نہ ہونے کی وجہ سے ناکام رہے۔ اس کے بعد ۱۹۱۳ء کہ جناب مسیح علیہ السلام آیات اللہ ہیں اور بن باپ کے ہیں۔ مگر جو نبی سنہری مرغ آئے شروع ہوئے آپ نے بھی جدت اختیار کرتے ہوئے دویا۔ میرے خیال میں جس کام کو مرزا آنجنائی نام تمام چھوڑ گئے تھے۔ بتا ہے کہ قادیانی فرشتے اب احمدیہ بلڈنگ پر نزول اجلال فرماتے ہوں فی کے روحانی بیٹے اور مشیر خاص ہیں۔ اس لئے اسی مناسبت سے وہ اکرجاتے ہوں۔ بہر حال یہ تو ایک غلطی بات تھی جو بیچ میں آگئی۔

بریت احسن طریق پر ہو چکی۔ ان کی اپنی قوم کا یہ کہنا کہ تیرا بھائی ماں ہمیز گار تھے۔ گویا اس بات کا اعتراف تھا کہ تو اور تیرا تمام خاندان ہندیدہ ہندوں میں سے ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ تو تارک الدنیا ہوتے مگر تب ہوئی جو ہر لحاظ سے قابل شرم ہے۔ کیونکہ یہ کل کے خدمت گار ہتھ پر رہنے کا عہد کرتے ہوئے دم واپس تک اسی عزم پر ڈٹے رہتے۔ منسلک ہونا کسی سے رخصۃ الفت پیدا کرنا یا کسی کا تارک یا منکوحہ بننا قابل شرم ہے۔ دراصل ان کا یہ تعجب حقیقت پر مبنی تھا اور ہر شریف قوم ہمارا تعجب کیا کرتے ہیں۔ مگر جب اس کی بریت ایک نہایت معصوم اس عجوبہ نمائی نے ورطہ حیرت میں غرق عقل و خرد سے مجبور و خوض و فکر ان و ششدر نظریں پھاڑ پھاڑ کر ندیدی آنکھوں سے دیکھا کئے اور

جناب کلمۃ اللہ اپنی نبوت کے بشارات اطمینان سے سناتے رہے۔ اب کون سا ایسا بد بخت باقی تھا جو زبان طعن دراز کرتا اور کسی کو جرأت تھی کہ وہ جنابہ صدیقہ سے کچھ مزید کہنے کی ہمت کرتا۔ قرآن کریم کی یہاں تک واقعہ بیانی کرنے کے بعد خاموشی اختیار کرنے کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ تمام معترضین اطمینان قلب لے کر اٹھے اور روح اللہ کی پیدائش کو کرشمہ قدرت یا اعجاز الہی سمجھے۔ یہاں تک واقعہ بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

”ذالک عیسیٰ ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون ملکات اللہ (مریم: ۳۴، ۳۵)“ ﴿یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا۔ سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں۔ اللہ ایسا نہیں کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہرا لیتا ہے کسی کام کو کرنا سو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہودہ ہو جاتا ہے اور کہا ہے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو۔ یہ ہے راہ سیدھی پھری جدی جدی راہ اختیار کی۔ فرقوں نے ان میں سے سو خرابی ہے۔ منکروں کو جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا۔ کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہوں گے جس دن آئیں گے ہمارے پاس لیکن بے انصاف آج کے دن بہک رہے ہیں اور ڈر سنا دے ان کو اس پچھتاوے کے دن کا جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ یقین نہیں لاتے۔ ہم وارث ہوں گے زمین کے اور جو کوئی ہے اس پر اور وہ ہماری طرف پھر آئیں گے۔﴾

ارشاد ہوتا ہے اے محمد ﷺ یہ ہے وہ قطعی و یقینی سچا واقعہ جس میں خواہ مخواہ لوگ فضول جھگڑتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس چیز کو سچی بات قرار دیا اور کس معاملے میں لوگ جھگڑتے تھے۔ تاریخ عالم کی اوراق گردانی کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا جھگڑا دو باتوں میں ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ ایک حیات و ممات مسیح کا اور دوسرا ابن اللہ کا۔ چنانچہ فرقان حمید نے جہاں دیگر مسائل و عصمت انبیاء پر روشنی ڈالی ہے وہاں ان دو مسئلوں کا بھی شافی جواب دیا ہے۔ اول الذکر کے لئے تو یہ کتاب لکھی جا رہی ہے۔ اس لئے انشاء اللہ اسی چیز پر سیر حاصل بحث و تخصیص کی جائے گی۔ سردست اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ یہود کا خیال تھا کہ مسیح کو مصلوب و قتل کر دیا گیا اور وہ لعنتی موت مرا۔ نصاریٰ نے اسی مسئلے کو کفارہ کے نام سے رائج کرتے ہوئے اپنی نجات کا باعث سمجھ لیا۔ گویا دونوں نے مصلوب و قتل کا اقرار کیا۔ فرقان حمید نے قرآن ناطق کی زبان فیض ترجمان سے اس کی پر زور تردید کرائی اور قتل و مصلوب ہونے کی نفی کی۔ دوسرا مسئلہ ابن اللہ کا تھا۔ جس کا دندان شکن جواب دیتے ہوئے طرح طرح سے مثالیں دے کر سمجھایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون

یعنی جناب روح اللہ کی اعجازی پیدائش میں شیطانی وساوس میں آنے والو گندے مادہ کے ناپاک قطروں کی سی بات پر تمہارے بودے دماغ اور محدود عقل سنیا اٹھی کہ بلا باپ کے بچہ کیسے پیدا ہوا۔ ہماری قدرت و طاقت کا احاطہ کرنے والو عقل کے ناخن لو اپنی بے بسی و ناتمائی کو سوچو اور سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ آدم کو کون سی ماں نے جنا اور کون سے باپ نے رجولیت کا اظہار کیا۔ وہ تو ماں اور باپ دونوں ہی نہ رکھتے تھے۔ جب ہم اس بات پر قادر ہیں کہ بلا ماں اور بغیر باپ تمہاری جد امجد کو عالم عدم سے عالم وجود میں لے آئیں تو کیا اب ہماری طاقت کمزور ہو گئی ہے یا تمہارے خیال میں ہم پر یوہا یا غالب آ گیا ہے یا ہمارے اختیارات سلب ہو چکے ہیں یا کون سی چیز کی کمی ہے جو ہم پر طاری ہو چکی ہے جو ہم اب ایسا کرنے سے قاصر ہو چکے۔ عقل کے اندھو اور قسمت کے بیٹو ہم تمہاری طرح معذور و مجبور نہیں بلکہ ہم ”واللہ علی کل شئی قدير (آل عمران: ۶۹)“ ہیں یعنی ہم ہر ایک چیز پر قادر و مالک ہیں۔ ”یخلق ما یشاء“ ہیں جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں۔ ”یفعل ما یشاء“ ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ ”لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون“ ہیں ہماری کارکردگی پر کوئی ہم سے پوچھنے والا نہیں۔ یہ ہمارے مستعار و بخشش کئے ہوئے مال پر چندون کے لئے اترنے والو ہماری ذات پاک تو وہ ہے ”ان یشاء یدھب کم ویات بخلق جدید وما ذالک علی اللہ بعزیز (फलطہ: ۱۶، ۱۷)“ اگر ہم چاہیں تو آن واحد میں یہ تمہارے مال اور اونچے اونچے محل یہ باغ و چشمے یہ خزانے اور آرام دہ چیزیں اور اس کے علاوہ تمام وہ چیزیں جو روئے زمین کی زینت ہیں اور تمہاری جانیں بھسم کر دیں اور طرفتہ البین میں ایسی ہی ایک اور مخلوق اور سامان آرائش و رہائش پیدا کرنے اور بسانے پر کلی طور پر اختیار ہیں اور تم سمجھتے ہو کہ یہ بڑا مشکل و اہم کام ہوگا۔ نہیں یہ تو بہت ہی آسان ہے۔ کیونکہ ہم تمہاری طرح کھکے وسائل اور بودے قوانین کے تابع نہیں۔ ہم تو جب ارادہ کرتے ہیں کسی امر کا تو اتنا ہی کافی ہے جو کہ دیا جاتا ہے ہو جا۔ بس وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ ”اذا دأد شیئا ان یقولہ کن فیکون (یسین: ۸۲)“ اور جب کہ ہم ہر طرح سے مالک و مختار ہیں تو تم پوچھنے والے کون کہ بدوں مس بشریح کیونکر پیدا ہوئے۔ یہ تو ہماری قدرت کاملہ و حکمت بالغہ کا ادنیٰ نمونہ ہے۔ عزیر علیہ السلام کے واقعہ پر غور کرو۔ جب وہ ایک کوئلہ جھسی بد نصیب و اجزی بستی پر سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے یہ کہ مکان اپنے چھتوں پر گرے پڑے ہیں اور مکین موت کی گہرائیوں میں میٹھی نیند

سور ہے ہیں۔ کم سختی و نامرادی چھاتی پیٹتہ  
(مومن: ۱۶) ”کاساں بندھ رہا ہے۔ ان  
میں ہم سے سوال کیا مولا اس اجڑی ہستی او  
کے اطمینان قلب اور کرشمہ قدرت دکھانے  
سویا کئے۔ اس کے بعد ہم نے ان کو دوبارہ  
آرام کیا بولے ایک دن یا کچھ کم۔ ارشاد وہ  
پانی میں بوسیدگی کا شائبہ تک نہ تھا۔ پھر حکم  
و کرم خوردہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے۔ حیرانگی  
پڑی جو اس کا گوشت پوست تو کیا ہڈیاں  
قلب کے لئے قدرت کی کرشمہ سازیاں  
کے ساتھ ملفوف ہو رہی ہیں۔ پھر کیا تھا  
عزیر جبکہ شکر میں گرے اور عرض کی ”قل  
اور سینکڑوں واقعات فرقان حمید میں شمر  
وتخشق الارض وتخر الجبال  
چنانچہ سختی سے ابن اللہ ہونے کی تردید  
اس سے زیادہ اور کوئی کلمہ نہیں۔

اس کلمہ کفر کے اعادہ سے  
جائیں یہ تمام وقوع عمل میں آسکتے ہیں  
بلکہ محال ہے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا۔  
مثال لہ ولا فظیر لہ “اور جب  
اسی لئے زبان فیض تریج

احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد  
اور یہی وجہ ہے کہ سرکار  
جس میں توحید باری کو ایک اہم اقدیم  
قال لا اله الا الله فد خل  
خدائے واحد کی توحید کا اقرار کیا اور



کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی۔ پیدا کیا اس کو مٹی سے

لیا پیدائش میں شیطانی وساوس میں آنے والو گندے مادہ سے دماغ اور محدود عقل سنیا اٹھی کہ بلا باپ کے بچہ کیسے نے والو عقل کے ناخن لو اپنی بے بسی و ناتمامی کو سوچو اور نے جنا اور کون سے باپ نے رجولیت کا اظہار کیا۔ وہ تو ہم اس بات پر قادر ہیں کہ بلا ماں اور بغیر باپ تمہاری میں تو کیا اب ہماری طاقت کمزور ہوگئی ہے یا تمہارے بارے اختیارات سلب ہو چکے ہیں یا کون سی چیز کی کمی کرنے سے قاصر ہو چکے۔ عقل کے اندھو اور قسمت کے واللہ علی کل شئی قدیر (آل عمران: ۶۹)۔

بخلق ما يشاء“ ہیں جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں کرتے ہیں۔ ”لا یسئل عما یفعل وہم سے پوچھنے والا نہیں۔ یہ ہمارے مستعار و بخشش کے کی ذات پاک تو وہ ہے ”ان یشاء یدھب کم“ (فاطر: ۱۶، ۱۷) ”اگر ہم چاہیں تو آن یہ باغ و چشمے یہ خزانے اور آرام دہ چیزیں اور اس ت ہیں اور تمہاری جانیں بھسم کر دیں اور طرفۃ العین بانٹ پیدا کرنے اور بسانے پر کلی طور پر مختیار ہیں مایہ تو بہت ہی آسان ہے۔ کیونکہ ہم تمہاری طرح تم تو جب ارادہ کرتے ہیں کسی امر کا تو اتنا ہی کافی ہے۔

”اذا داد شیئا ان یقولہ کن فیکون“ لک و مختار ہیں تو تم پوچھنے والے کون کہ بدوں مس و حکمت بالغہ کا ادنی نمونہ ہے۔ عزیر علیہ السلام سب و اجزی ہستی پر سے گزر رہے تھے۔ انہوں ہیں اور مکیں موت کی گہرائیوں میں میٹھی نیند

سورہ ہے ہیں۔ کم سختی و نامرادی چھاتی پیٹ پیٹ کر ان کا ماتم کر رہی ہے اور ”لمن الملك الیوم (مومن: ۱۶)“ کا سماں بندھ رہا ہے۔ ان حالات سے وہ ایسے متاثر ہوئے کہ بشریت کے تقاضے میں ہم سے سوال کیا مولا اس اجزی ہستی اور اس کے مکیں کو کس طرح زندہ کرے گا۔ ہم نے ان کے اطمینان قلب اور کرشمہ قدرت دکھانے کے لئے ان کو موت کی گہری نیند سلا دیا وہ برابر سو سال سویا کئے۔ اس کے بعد ہم نے ان کو دوبارہ زندگی بخشی اور ان سے پوچھا عزیر بھلا بتاؤ تو کئے مدت آرام کیا بولے ایک دن یا کچھ کم۔ ارشاد ہوا اپنا کھانا اور پینا ملاحظہ کرو اور جب کیا، کھانا گرم تھا اور پانی میں بوسیدگی کا شائبہ تک نہ تھا۔ پھر حکم دیا اپنے گدھے کو تو دیکھو قلیل ارشاد کی تو دیکھا کہ بوسیدہ و گرم خوردہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے۔ حیرانگی ہوئی کہ کھانا گرم اور پانی صحیح ہے مگر یہ گدھے پہ کیا آفت پڑی جو اس کا گوشت پوست تو کیا ہڈیاں بھی مٹی ہو رہی ہیں۔ ارشاد ہوا عزیر تعجب نہ کرو اور اطمینان قلب کے لئے قدرت کی کرشمہ سازیاں مشاہدہ کرو وہ دیکھو ہڈیاں گوشت و پوست سے کس غلبت کے ساتھ ملفوف ہو رہی ہیں۔ پھر کیا تھا چند ساعتوں میں وہ جیتا جاگتا بولتا چالتا گدھا تھا۔ جناب عزیر سجدہ شکر میں گرے اور عرض کی ”قال اعلم ان اللہ علی کل شئی قدیر“ ایسے ایسے اور سینکڑوں واقعات فرقان حید میں شرح وسط سے مذکور ہیں۔ ”نکاد السموات یتفطرون منه وتنشق الارض وتخر الجبال هذا ان دعوا للرحمن ولدا (مریم: ۹۰، ۹۱)“ چنانچہ سختی سے ابن اللہ ہونے کی تردید کی اور فرمایا ہماری غیرت کو جوش غضب میں لانے کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی کلمہ نہیں۔

اس کلمہ کفر کے اعادہ سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں یہ تمام وقوع عمل میں آسکتے ہیں۔ مگر رحمان پاک کے لئے اولاد کا نسبت کرنا غیر ممکن نہیں۔ بلکہ محال ہے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ اس کی کوئی مثال ہی نہیں کوئی نظیر ہی نہیں۔ ”ولا مثال له ولا نظیر له“ اور جب کہ اس کی مثال دی ہی نہیں جاسکتی۔ لیس کمثلہ شئی! اسی لئے زبان فیض ترجمان سے ہزاروں دفعہ اس کی تردید کرائی۔ مثلاً ”قل هو اللہ

احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد (سورۃ اخلاص)“ اور یہی وجہ ہے کہ سرکار مدینہ نے اپنی ساری زندگی میں کوئی ایسا خطبہ یا وعظ نہیں کہا۔ جس میں توحید باری کو ایک اہم امتیازی رتبہ نہ دیا ہو۔ اللہ اللہ توحید کے اس شیدائی نے مدتوں ”من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنة“ کی صداکیں لگائیں۔ یعنی اے لوگو! جس کسی نے بھی خدائے واحد کی توحید کا اقرار کیا اور عامل رہا گویا اس نے اپنا ٹھکانا جنت میں بنالیا۔ یہی نہیں بلکہ

آپ نے اہل کتاب کو متعدد دعوتیں دیں اور کہا ”قل یا اهل الكتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم (آل عمران: ۶۴)“

کہہ دے تو یا رسول اللہ ﷺ طرف بات کے جو برابر یعنی مشترک ہے ہمارے اور تمہارے میں یہ کہ نہ شریک کریں عبادت میں کوئی معبود سوائے اللہ کے غرضیکہ سارا قرآن مجید توحید ربانی سے بھرا پڑا ہے اور یہی ایک امتیازی چیز ہے جو تمام ادیان پر اسلام کو فوقیت دیتی ہے۔ گو نواہی معصیت کے فوٹو اور گناہ کی عملی تصویریں ہیں اور ان کی سزائیں گناہ کے نوعیت پر کم و بیش مختلف ہیں۔ لیکن قابل عفو ہیں وہ معاف کی جاسکتی ہیں اور رحمت کر دگار اپنی بے پایاں رحمت کے تصدیق میں ان میں بہتوں کو معاف کر دے گی اور ان افعال قبیحہ کے مرتکب دامن سرکار مدینہ سے بالکل قطع نہ ہو سکیں گے۔ بلکہ جناب رحمت اللعالمین شفاعت کے موقعہ پر ان کی سفارش فرمائیں گے۔ مگر آہ وہ بد بخت و بد نصیب جو شرک کے چنگل میں پھنسے اور اللہ تعالیٰ کی واحدانیت میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی کسی کو اس کا شریک بنایا مثلاً ذات باری کی مختص صفات میں اس کا کسی کو ساجھی بنایا وہ دیوی ہو یا دیوتا وہ پیر ہو یا پیا میر وہ جن ہو یا فرشتہ کوئی نہیں جو کسی کو ماریا جلا سکے۔ کس کو طاقت ہے کہ کسی کو بیٹا یا بیٹی دے۔ کون سا سورا و بہادر ہے جو یمنہ بر سائے اور پھل پھول ڈال پات پیدا کرے۔ کوئی نہیں جو کل کی خبر جانے یا ماں کے پیٹ میں بچی یا بچہ پہنچانے۔ کون جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ کس کو معلوم ہے کہ کب اور کہاں مرے گا۔ کون سا ایسا پل تن ہے جو کبھی یا چھپر کا پر پیدا کرے کوئی نہیں جو کبھی کا اٹھایا ہو اکھانا اس سے چمین کرواپس لے سکے۔ یہ سب طاقتیں اور قدرتیں اللہ ہی کو موزار ہیں۔ جس کے لئے تمام عبادتیں اور ریاضتیں اور تمام اچھے اچھے اور پاکیزہ نام بلند کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ شرم کر وہ نامراد ولا علاج بیمار ہے جس کا بیمار کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ یہ وہ نجس و ناپاک جنس ہے جو ایمان کو ہڑپ کر جاتی ہے اور ڈکار تک نہیں لیتی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

”ان الله لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء (نساء: ۴۸)“ ﴿تَحْقِيقُ اللّٰهُ تَعَالٰی نَہِیْ نَجْشَہٗ گاہ۔ شرک کو اور نجش دے گا اس کے سوا اور جس کو چاہے گا۔﴾

اس لئے جناب مسیح کو خدا کہنا یا خدا کا بیٹا قرار دینا صریح کفر اور گناہ عظیم ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس سے اجتناب کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے جناب مسیح کی زبانی کھلے لفظوں میں اس کا اعتراف کراتے ہوئے اعلان کرایا کہ میرا اور تمہارا ایک ہی خدا ہے جو تمام عالم کی

ربوبیت فرماتا ہے۔ اس لئے ہم سب سب جاتا ہے اور خدا کی خوشنودی کو حاصل کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث ہ کر ہدایت فرزند شہرہ چشم ہی رہے۔ نیز ہدایت کور ہالطنی نے صداقت و دیانت اللہ قرار دیا اور توحید باری تعالیٰ کو القدس۔ یہودنا مسعود نے جناب صمد جناب مسیح کو نعوذ باللہ خاکم بدہن جبار کے غضب کو چیلنج کیا۔ اس طرح باوجود یکہ دیدہ واکئے حواس خسہ و لیکن دل کی آنکھیں اندھی کی معجزات کا انکار کر رہے ہیں ان خیال کرتے کہ جب تمازت آفتاب باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے ساجھی ہوگا نہ رفیق، نہ عاشق نہ مدد گی۔ جہاں سوائے عرش کے پکاریں گے۔ ہاں ایک اور صرف گی۔ لوگ اپنی جان کی فکر کر عدالت پر جلوہ آفرور ہوگا اور جس میں جوانی بڑھا پے میں او لوگ جنہوں نے انبیاء کی کھنڈ پھٹاویں گے۔ مگر اس سے کچھ آئیں گے۔ اس دن یہ مغفور قوت سامع اور باصرہ سے اس رہے ہوں گے اور اے محمد اتماء دن سے جس دن ان کی بداعمالی

ورکھا "قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواہ

طرف بات کے جو برابر یعنی مشترک ہے ہمارے اور میں کوئی معبود سوائے اللہ کے غرضیکہ سارا قرآن مجید غیازی چیز ہے جو تمام ادیان پر اسلام کو فوقیت دیتی ہے۔ سویریں ہیں اور ان کی سزائیں گناہ کے نوعیت پر کم و بیش کی جاسکتی ہیں اور رحمت کر دگار اپنی بے پایاں رحمت کے کی اور ان افعال قبیحہ کے مرتکب دامن سرکار مدینہ سے رحمت اللعالمین شفاعت کے موقعہ پر ان کی سفارش جو شرک کے چنگل میں پھنسے اور اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا شریک بنایا مثلاً ذات باری کی مختص صفات میں اس سے ہو یا پیامبر وہ جن ہو یا فرشتہ کوئی نہیں جو کسی کو ماریا جلا سے۔ کون سا سورما و بہادر ہے جو مدینہ بر سائے اور پھل گل کی خبر جانے یا ماں کے پیٹ میں ہنسی یا بچہ پہنچانے۔ کس کو معلوم ہے کہ کب اور کہاں مرے گا۔ کون سا ایسا نہیں جو کبھی کا اٹھایا ہوا کھانا اس سے چھین کر واپس لے سزوار ہیں۔ جس کے لئے تمام عبادتیں اور ریاضتیں اور نئے ہیں۔ چنانچہ شرم کر وہ نامراد و لاعلاج بیماری ہے جس جس ہے جو ایمان کو ہڑپ کر جاتی ہے اور ڈکار تک نہیں

شُرک بہ ویغفر مآدون ذالک لمن یشاء  
س بختے گا۔ شرک کو اور بخش دے گا اس کے سوا اور جس کو

خدا کا بیٹا قرار دینا صریح کفر اور گناہ عظیم ہے۔ مبارک  
۔ چنانچہ اسی لئے جناب مسیح کی زبانی کھلے لفظوں میں  
میرا اور تمہارا ایک ہی خدائے واحد ہے جو تمام عالم کی

ربوبیت فرماتا ہے۔ اس لئے ہم سب کو اسی کی بندگی سزاوار ہے اور یہی سید ہمارا ستہ ہے جو جنت کو جاتا ہے اور خدا کی خوشنودی کو حاصل کرتا ہے۔ مگر افسوس باوجود یکہ پے در پے پیامبر بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہزاروں معجزات مشاہدے میں آئے مگر تاریکی کے فرزند شہرہ چشم ہی رہے۔ نیز ہدایت اور کوب رسالت پوری آب تاب سے جلوہ گلن ہوئے۔ مگر کور باطنی نے صداقت و دیانت سے کوسوں دور ہی رکھا۔ نصاریٰ نے اس اعجازی آیات اللہ کو ابن اللہ قرار دیا اور توحید باری تعالیٰ کو تین حصص میں برابر کا تقسیم کر دیا۔ یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس۔ یہودنا مسعود نے جناب صدیقہ کی شان میں نہایت اوباشانہ و سخت کلمات استعمال کئے اور جناب مسیح کو نعوذ باللہ خاتم بدین ہزار بار توبہ اللہ معاف کرے ولد الزنا ٹھہراتے ہوئے خدائے جبار کے غضب کو چیلنج کیا۔ اس طرح سے مختلف خیالات میں سچے اور صحیح راستے سے بھٹک گئے اور باوجود یکہ دیدہ واکے حواس خمسہ کے صحیح ہوتے ہوئے وہ اس اعجازی تکلم کو مشاہدہ کر چکے تھے۔ لیکن دل کی آنکھیں اندھی کی اندھی رہ گئیں۔ ارشاد ہوتا ہے اے محمد ﷺ یہ لوگ جو ہمارے معجزات کا انکار کر رہے ہیں ان کے لئے روز جزا میں از حد خرابی ہے۔ کاش کہ وہ اس بڑے دن کا خیال کرتے کہ جب تمازت آفتاب جان پر بنا ڈالے گی۔ جہاں مال کام آنے کا نہ اولاد۔ جہاں باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے متنفر ہوگا اور ماں بچے کو دودھ پلانا بھول جائے گی۔ جہاں کوئی سانگی ہوگا نہ رفیق، نہ عاشق نہ معشوق۔ ہر تنفس کی جان منہ کو آئی ہوگی۔ مگر تمنا پھر بھی نہ نکل سکے گی۔ جہاں سوائے عرش کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ جہاں عام لوگ باولے اور پیامبر نفسی نفسی پکاریں گے۔ ہاں ایک اور صرف ایک ایسی ذات ہوگی جو یارب امتی یا رب امتی کا اعادہ کرے گی۔ لوگ اپنی جان کی فکر کریں گے اور وہ غم امت کا مداہ تلاش کرے گی۔ خدائے جبار تخت عدالت پر جلوہ آفروز ہوگا اور میزان اعمال لوگوں کے حساب کرے گی۔ آہ وہ ایسا سخت دن ہوگا جس میں جوانی بڑھا پے میں اور سیاہی سفیدی میں بدل جائے گی اور اے میرے حبیب اس دن یہ لوگ جنہوں نے انبیاء کی تکذیب اور آیات کی تحقیر کی ہوگی اپنے ہاتھوں کو کانٹیں گے اور کئے پر پچھتاویں گے۔ مگر اس سے کچھ نفع حاصل نہ ہوگا۔ ہاں وہ لوگ اس سے مبرا ہیں جو قلب سلیم لے کر آئیں گے۔ اس دن یہ مغضوب لوگ خوب دیکھتے اور سنتے ہوں گے۔ یعنی ان کی آنکھیں اور کان قوت سامعہ اور باصرہ سے اپنے سابقہ واقعات کو دل کی آنکھوں اور دل کے کانوں سے سن اور دیکھ رہے ہوں گے اور اے محمد اتمام حجت کیلئے ذرا ان لوگوں کو اس نہ کفایت کرنے والے مشکل و کٹھن دن سے جس دن ان کی بد اعمالیوں کی پوری پوری سزا دی جائے گی اور جس دن گنہگار اپنی ہتھیلیاں

مسل رہے ہوں گے یہ دن ہمارے فیصلے کا دن ہوگا اور ہماری ہی بادشاہت ہوگی۔  
گھڑیاں دنوں میں اور دن مہینوں اور سالوں میں کٹتے گئے۔

جیسے جیسے جناب مسیح علیہ السلام بڑھتے اور جوان ہوتے گئے۔ ویسے ویسے یہود کا بغض و عناد بھی بڑھتا گیا۔ اب وہ دن قریب آئے جو چپقلش و کاوش کے نتیجہ میں آتے ہیں۔ یعنی وہ دہائی ہوئی چنگاری جو اندر ہی اندر سلگتی رہتی ہے۔ معلّٰہ آتش میں بھڑک اٹھی در اس میں عوام کے ساتھ ساتھ شاہی اراکین بھی کود پڑے۔ بن باپ کی ولادت سے وہ پہلے ہی بدظن تھے۔ آپ کی پند و نصائح سے جلتی پہ تیل کا کام کیا اور وہ بری طرح سے جوش انتقام میں بھڑک اٹھے پھر کیا تھا بجا منظم سازشیں شروع ہوئیں اور طرح طرح سے کلمتہ اللہ کو ستانے کے سامان ہونے لگے۔ انہوں نے بہت سی تجاویز سوچیں اور بہت سے حربے تلاش کئے۔ مگر کسی ایک تدبیر پر اتفاق نہ ہوا۔ ان میں سے بعض یہ تھیں کہ گنتی میں قتل کر دیا جائے کوئی کہتا تھا دین موسوی کے دشمن کو یوں بزدلی سے سزا دینا پر لے درجے کی حماقت ہے۔ کوئی کہتا تھا انصاف تو یہ ہے کہ جس طرح یہ اپنے آپ کو یہودیوں کا بادشاہ کہتا ہے اس پر سرکنڈوں کا تاج رکھا جائے اور طرح طرح سے استہزاء کرتے اور ستاتے ہوئے بھوکا اور پیاسا مارا جائے۔ بعض کہتے کہ وہ کوئی بڑا جادوگر ہے مٹی کے پرند بنا کر اڑا دیتا ہے۔ کوڑھوں اور اندھوں کو جادو کے زور سے اچھا کرتا ہے۔ ایک بہت بوڑھا بولا کہ میں ابھی اس کے پاس سے گذر کر آیا ہوں وہ مجھ کہتا تھا کہ تم آدھا دودھ پی کر آئے ہو اور بقیہ ڈھانپ کر شام کے لئے رکھ کر آئے ہو۔ میں حیران ہوا کہ میرے گھر میں سوائے میرے اور کوئی نہ تھا۔ پھر اسے کیسے پتہ لگ گیا۔ واقعہ میں وہ کوئی بڑا ہی جادوگر ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے خیالات کا اظہار ہوا اور بالآخر یہ تجویز متفقہ طور پر پاس ہوئی کہ شاہی عدالت میں تو بین مذہب کا مقدمہ چلایا جائے اور اس طریق سے استقف اعظم کی سفارش سے اس کو مصلوب کرایا جائے۔ یہ تجویز پاس ہوئی تو اس کے متعلق جعل سازیاں اور مکاریاں جملہ عمل میں لانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔

”انسی قد جئتم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ و ابری الاکمه والابرص واحی الموتی باذن اللہ و انبیئکم بما تاكلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مؤمنین۔ و مصدقاً لما بین یدی من التورۃ و لاجل لکم بعض الذی حرم علیکم و جئتم بایۃ من ربکم فاتقوا اللہ و اطیعون ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوه هذا

سراط مستقیم (آل عمران: ۹۰ تا ۹۱) لے کر تمہارے رب کی طرف سے۔ میں بنا پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا ہوا جانور اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم۔ اپنے گھر میں۔ اس میں پوری نشانی ہے اگر تم اس آیت کریمہ سے یہ پتہ چلتا۔ اعلان کیا تو وہ قوم جو سرکشی و طغیانی میں بے باق تھے اور منائے گئے تھے اور جو نبوت حکیم شاہد ہے۔ ”و یقتلون النبیین“ لے آٹھی اور جب آپ نے اپنی نبوت کا دین نبوت کے علمبردار ہی چلے آتے ہیں۔ سلسلہ ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔ لو صاحب ہونے کے کیا دلائل ہیں۔ یہی ناتم کہو۔ ایک بے تکلی پیش گوئیاں جزو دے۔ اس کر کہنا یہ جہالت و تاریکی کا زمانہ نہیں۔ پرسوں تم سے دیکھا ہوگا کہ وہ کوڑھی کمر قرص سے اچھی ہو گئی۔ لاوی صحرا نور لیا۔ جو پتیل کا سونا بنانے میں نایاب ہوئے کہا ایزاء رسا نو سنو میں نے حکم وہ طیب بھی ہوں جو تمہاری ان بیمار سے تم کو قطعاً لاعلمی ہے کا علاج کرو۔ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ کر اپنے تورات پاک میں تحریف کر موسوی کو مدت ہوئی تم چھوڑ چکے۔

۱۔ ”وقالت الیہود  
۲۔ ”یحرفون الکلام“

یہ دن ہمارے فیصلے کا دن ہوگا اور ہماری ہی بادشاہت ہوگی۔  
دنوں میں اور دن مہینوں اور سالوں میں کھتے گئے۔

جناب مسیح علیہ السلام بڑھتے اور جوان ہوتے گئے۔ ویسے ویسے یہود کا  
اب وہ دن قریب آئے جو چقلش و کاوش کے نتیجے میں آتے ہیں۔ یعنی  
اندرونی اندر لگتی رہتی ہے۔ شعلہ آتش میں بھڑک اٹھی۔ اس میں عوام  
راکین بھی کود پڑے۔ بن باپ کی ولادت سے وہ پہلے ہی بدظن تھے۔  
جلیقی پہ تیل کا کام کیا اور وہ بری طرح سے جوش انتقام میں بھڑک اٹھے  
میں شروع ہوئیں اور طرح طرح سے کلمۃ اللہ کو ستانے کے سامان ہونے  
کی تجاویز سوچیں اور بہت سے حربے تلاش کئے۔ مگر کسی ایک تدبیر پر  
بعض یہ تھیں کہ گمنامی میں قتل کر دیا جائے کوئی کہتا تھا دین موسوی کے  
ادینا پر لے درجے کی حماقت ہے۔ کوئی کہتا تھا انصاف تو یہ ہے کہ جس  
یوں کا بادشاہ کہتا ہے اس پر سرکنڈوں کا تاج رکھا جائے اور طرح طرح  
تے ہوئے بھوکا اور پیاسا مارا جائے۔ بعض کہتے کہ وہ کوئی بڑا جادوگر  
ہوتا ہے۔ کوڑھوں اور اندھوں کو جادو کے زور سے اچھا کرتا ہے۔ ایک  
اس کے پاس سے گذر کر آیا ہوں وہ مجھ کہتا تھا کہ تم آدھا دودھ پی کر  
کر شام کے لئے رکھ کر آئے ہو۔ میں حیران ہوا کہ میرے گھر میں  
پھر اسے کیسے پتہ لگ گیا۔ واقعہ میں وہ کوئی بڑا ہی جادوگر ہے۔ اس  
سات کا اظہار ہوا اور بالآخر یہ تجویز متفقہ طور پر پاس ہوئی کہ شاہی  
مقدمہ چلایا جائے اور اس طریق سے اسقف اعظم کی سفارش سے  
یہ تجویز پاس ہوئی تو اس کے متعلق جعل سازیاں اور مکاریاں جملہ  
نے لگیں۔

م بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیۃ الطیر  
بأذن اللہ و ابری الاکمه و الابرص و احی الموتی باذن  
رما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم  
یدی من التورۃ و لاحل لکم بعض الذی حرم علیکم  
تقوا اللہ و اطیعون ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوه هذا

صراط مستقیم (آل عمران: ۵۹ تا ۵۱) ”بے شک میں آیا ہوں تمہارے پاس نشانیاں  
لے کر تمہارے رب کی طرف سے۔ میں بنا دیتا ہوں تم کو مٹی سے پرندہ کی شکل۔ پھر اس میں  
پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا ہوا جانور اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے  
اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھا کر آؤ اور جو باقی رکھ آؤ  
اپنے گھر میں۔ اس میں پوری نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔“

اس آیت کریمہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب جناب کلمۃ اللہ روح اللہ نے اپنی نبوت کا  
اعلان کیا تو وہ قوم جو سرکشی و طغیانی میں بے باک و نڈر ہو چکی تھی اور جن کے دست ظلم سے بیشتر نبی  
ناحق ستائے اور مٹائے گئے تھے اور جو نبوت و رسالت کو مٹانے کی عادی ہو چکی تھی۔ جیسا کہ قرآن  
حکیم شاہد ہے۔ ”و یقتلون النبیین بغیر حق“ بڑے زور و شور سے تکذیب و استہزاء کے  
لئے اٹھی اور جب آپ نے اپنی نبوت کا یقین دلایا تو وہ اور زیادہ برا فروخت ہو کر بولے کہ آئے  
دن نبوت کے علمبردار ہی چلے آتے ہیں۔ ٹھکانے لگاتے لگاتے ہم تو ٹھگ آ کر آگے۔ مگر یہ  
سلسلہ ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔ لو صاحب یہ ایک اور آدم کے کہو میاں نبی صاحب تمہارے سچے  
ہونے کے کیا دلائل ہیں۔ یہی ناتم کہو گے مجھے وحی آتی ہے۔ میں ملہم ہوں یا زیادہ سے زیادہ چند  
ایک بے تکی پیش گوئیاں جڑ دو گے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی عملی دلائل ہوں تو بیان کرو۔ مگر سوچ سمجھ  
کر کہنا یہ جہالت و تاریکی کا زمانہ نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم اچھے اچھے اطباء و حکماء موجود ہیں۔  
پرسوں تم سے دیکھا ہوگا کہ وہ کوڑھی کس قدر درد و مصیبت میں مبتلا تھی۔ بس پطرس کے ایک ہی  
قرص سے اچھی ہو گئی۔ لاوی صحرا نور نے جنگل کا کوند کوند چھان کر اس جڑی بوٹی کو حاصل کر ہی  
لیا۔ جو پیتل کا سونا بنانے میں نایاب ہے۔ مسیح علیہ السلام نے اس کے جواب میں تبسم فرماتے  
ہوئے کہا ایزاء رسا نو سنو میں نے حکمت و کیمیا گری کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہاں اس سے انکار نہیں۔ میں  
وہ طبیب بھی ہوں جو تمہاری ان بیماریوں کا جو اندر اندر ہی تمہاری جان کا روگ ہو رہی ہیں اور جن  
سے تم کو قطعاً لاعلمی ہے کا علاج کروں اور وہ روحانی بیماریاں مثلاً شرک فی التوحید۔ تم نے عزیر  
علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ کر اپنے خسران و خذلان کا سامان مہیا کر لیا۔ تمہارے راہبوں نے  
تورات پاک میں تحریف ۱۱ کرتے ہوئے مفید مطلب کو بڑھا اور غیر مفید کو گھٹا دیا۔ شریعت  
موسوی کو مدت ہوئی تم چھوڑ چکے۔ ہاں خالی ایک نام کی یاد باقی ہے۔ جس پر اس قدر تنگ و دو

۱۔ ”وقالت الیہود عزیز ابن اللہ (توبہ: ۳۰)“

۲۔ ”یحرفون الکلم عن مواضعه (المائدہ: ۱۳)“



ہو رہی ہے ورنہ تمہاری بدبختی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے جو انبیاء کی قاتل اور اتقیا کی دشمن ہے۔ ڈرو اس اللہ سے جس کے ساتھ شریک ملا تے ہو۔ وہ واحد لا شریک ایسی پاک ذات ہے جو بیوی اور بیٹوں سے پاک جو رشتوں اور ناطوں سے مبرا ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی۔

پھر کس قدر غضب ہے کہ تم ملائگہ اللہ کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے ہو اور اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہو اور پھر اس برتے اور حماقت پر اتراتے ہوئے صادقوں کو کاذب قرار دیتے ہو۔ مجھ سے میرے نبی ہونے کے برہان مانگتے ہو تو سنو بخدا میں اس خدائے رحمان کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہوں۔ جس نے موسیٰ و ہارون، اسحاق، ابراہیم کو بھیجا تھا اور نشانات کے متعلق اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ خلاق جہاں نے مجھ کو یہ طاقت بخشی ہے کہ جب اور جس وقت چاہوں مٹی سے پرندوں کی شکل بنا کر اس میں پھونک دوں تو وہ بحکم ایزدی پرواز کرنے لگیں اور یہی نہیں تم اطباء کے گیت گاتے ہو لاؤ تو کوئی مادرزاد کوڑھی یا اندھی اور کہو تو ان حکماء کو کہ وہ اچھا کریں اس کو مگر یاد رکھو اور اچھی طرح سے سن لو یہ شرف بھی مجھ کو ہی ودیعت کیا گیا ہے۔ میں خدا کے فضل و حکم سے اچھا کرنے پہ قادر ہوں اور اسی پر بس نہیں مولا کریم کی مجھ پر اس قدر مہربانی و عنایت ہے کہ میں مردوں کو اس کے حکم سے زندہ کر سکتا ہوں اور اس کا یہ بھی احسان ہے کہ میں تمہارے اطمینان قلب کے لئے یہاں تک بیٹا سکتا ہوں کہ تم کیا کھا کر آ رہے ہو اور باقی اپنے گھروں میں کیا چھوڑ آئے ہو۔ اب ہر ذی حوش و صاحب عقل ان معجزات کو میرے من جانب خدا ہونے میں اور میری ولادت آیات اللہ میں کس قسم کا شک نہ لائے گا۔ عزرا یہ کلمات نہایت غور و فکر سے سنو اور خاموش رہا۔

جناب صبح علیہ السلام کی عمر کی یہ تینتیسویں منزل قریب الاختتام تھی۔ ان دنوں آپ تبلیغ رسالت اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ان تھک دوڑ دوڑ میں مصروف تھے۔ آپ ان دنوں ہیکل میں اکثر چند و نصائح کے گوہر بہاتے اور فقیہوں کی خلوت و جلوت کے اشغال کا اظہار کرتے۔ ان کے تصنع کے لباس اور بناوٹ کی باتیں ان کی خلوت کی سیاہ کاریاں اور جلوت کی پاکبازیاں ہاتھی کے دانت تھیں۔ جو کھانے کے اور دکھانے کے اور کے مصداق تھیں۔ چنانچہ موجودہ انجیل ہمارے اس بیان کی مؤید ہے۔

”اس وقت یسوع نے بھیڑ سے اور اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تم کو بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کرتے نہیں۔ وہ ایسے بھاری بوجھ جان کا اٹھانا مشکل ہے۔ باندھ کر

لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں۔ مگر آ کام لوگوں کے دکھانے کو کرتے ہیں کنارے چوڑے رکھتے ہیں اور ضیاء کرسیاں اور بازاروں میں سلام اور آ تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھ ہی ہے جو آسانی ہے اور نہ تم ہادی کہلا ہے وہ تمہارا خادم بنے اور جو کوئی اسے چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا۔“

عقیدت و ارادت کا ہر زما مند اپنے بزرگ و محبوب کے حق میں جان لینا اور جان دینا محض ایک کھیر فرزانوں میں بھی ہے۔ جہاں جاہل چنانچہ وہ لوگ جو فقیہوں اور فریسیوں تک آ گئے اور جوش عقیدت نے انہیں بے تابانہ کلمۃ اللہ کے تعاقب میں دوڑ کر رہے تھے۔ چنانچہ یہ مآب بھی آ ”اتنے میں جب ہزاروں

پڑا تھا تو اس نے سب سے پہلے اپنے فریسیوں کی ریاکاری ہے۔ کیونکہ کوئی ہے جو جانی نہ جائے گی۔ اس لئے اور جو کچھ تم نے کوٹھریوں کے اندر کالا سے میں کہتا ہوں کہ ان سے نہ ڈرو لیکن میں تمہیں جتنا ہوں کہ کس بعد جہنم میں ڈالے ہاں میں تم سے کہتا ہوں خدا کے حضور میں ایک کی بھی بھ ڈرو نہیں تمہاری قدر تو بہت سی چیزیں

نتی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے جو انبیاء کی قاتل اور اتقیا کی دشمن ہے۔ ڈرو اس ریک ملائے ہو۔ وہ واحد لا شریک ایسی پاک ذات ہے جو بیوی اور ماورناطوں سے مبرا ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی۔

نصب ہے کہ تم ملائکہ اللہ کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے ہو اور اپنے لئے اس برتے اور حماقت پر اتراتے ہوئے صادقوں کو کاذب قرار دیتے دینے کے برہان مانگتے ہو تو سنو بخدا میں اس خدائے رحمان کی طرف جس نے موسیٰ و ہارون، اسحاق، ابراہیم کو بھیجا تھا اور نشانات کے کافی ہے کہ خلاق جہاں نے مجھ کو یہ طاقت بخشی ہے کہ جب اور جس آدمی کی شکل بنا کر اس میں پھونک دوں تو وہ بحکم ایزدی پرواز کرنے کے گیت گاتے ہولاؤ تو کوئی مادر زاد کوڑھی یا اندھی اور کہو تو ان حکماء کو لریا در کھو اور اچھی طرح سے سن لو یہ شرف بھی مجھ کو ہی ودیعت کیا گیا حکم سے اچھا کرنے پہ قادر ہوں اور اسی پر بس نہیں مولا کریم کی مجھ پر ہے کہ میں مردوں کو اس کے حکم سے زندہ کر سکتا ہوں اور اس کا یہ بھی ہے اطمینان قلب کے لئے یہاں تک بتا سکتا ہوں کہ تم کیا کھا کر آرہے میں کیا چھوڑ آئے ہو۔ اب ہر ذی حوش و صاحب عقل ان معجزات کو نے میں اور میری ولادت آیات اللہ میں کس قسم کا شک نہ لائے گا۔

وگھر سے سنے اور خاموش رہا۔

اسلام کی عمر کی یہ تینتیسویں منزل قریب الاختتام تھی۔ ان دنوں آپ تبلیغ الحق کے لئے ان تھک دوڑ دوڑ میں مصروف تھے۔ آپ ان دنوں کے گوہر بہاتے اور فقیہوں کی خلوت و جلوت کے اشغال کا اظہار کے لئے لباس اور بناوٹ کی باتیں ان کی خلوت کی سیاہ کاریاں اور جلوت کی باتیں تھیں۔ جو کھانے کے اور دکھانے کے اور کے مصداق تھیں۔ چنانچہ (متی باب: ۲۳، آیت: ۱۲۶۱)

یہ سب نے بھیڑ سے اور اپنے شاگردوں سے یہ باتیں کہیں کہ فقیہ اور فریسی۔ پس جو کچھ وہ تم کو بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرتے نہیں۔ وہ ایسے بھاری بوجھ جان کا اٹھانا مشکل ہے۔ باندھ کر

لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں۔ مگر آپ انہیں اپنی انگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے۔ وہ اپنے سب کام لوگوں کے دکھانے کو کرتے ہیں۔ کیونکہ اپنے آپ کو بڑے بناتے اور اپنی پوشاک کے کنارے چوڑے رکھتے ہیں اور ضیافتوں میں صدر نشینی اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجے کی کرسیاں اور بازاروں میں سلام اور آدمیوں سے ربی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ مگر تم ربی نہ کہلاؤ۔ تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو۔ کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے اور نہ تم ہادی کہلاؤ۔ کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے۔ یعنی مسیح لیکن جو تم میں بڑا ہے وہ تمہارا خادم بنے اور جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا۔“

عقیدت و ارادت کا ہر زمانے میں دور دورہ رہا ہے اور چلا آتا ہے۔ نیاز کیش و عقیدت مند اپنے بزرگ و محبوب کے حق میں کوئی کلمہ گستاخی سننا گوارہ نہیں کرتے۔ اگر دیکھا گیا ہے کہ جان لینا اور جان دینا محض ایک کھیل یا تماشا سمجھا جاتا ہے۔ عقیدت دیوانوں میں ہی نہیں فرزانوں میں بھی ہے۔ جہاں جاہل اس کے شکار ہوئے ہیں وہاں عالم بھی اس سے نہیں بچے۔ چنانچہ وہ لوگ جو فقیہوں اور فریسیوں کے دلدادہ و گردیدہ تھے۔ جناب مسیح کے متواتر خطبات سے تنگ آ گئے اور جوش عقیدت نے انہیں اندھا بنا دیا۔ انہیں جھوٹ اور سچ میں تیز کرنا مشکل ہو گیا وہ بے تابانہ کلمتہ اللہ کے تعاقب میں دوڑے جناب روح اللہ اس وقت یروشلیم کے دھویوں کو خطاب کر رہے تھے۔ چنانچہ یہ مآب بھی آ پہنچا جیسا کہ انجیل شاہد ہے۔ (لوقا، باب: ۱۲، آیت: ۱۲۶۱)

”اتنے میں جب ہزاروں آدمیوں کی بھیڑ لگ گئی۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر گرا پڑا تھا تو اس نے سب سے پہلے اپنے شاگردوں سے یہ کہنا شروع کیا کہ اس خمیر سے ہوشیار رہنا جو فریسیوں کی ریاکاری ہے۔ کیونکہ کوئی چیز ڈھکی نہیں رکھی جو کھولی نہ جائے گی اور نہ کوئی چیز چھپی ہے جو جانی نہ جائے گی۔ اس لئے جو کچھ تم نے اندمیرے میں کہا ہے وہ اجالے میں سنا جائے گا اور جو کچھ تم نے کوٹھریوں کے اندر کان میں کہا ہے کوٹھوں پر اس کی منادی کی جائے گی۔ مگر دوستوں سے میں کہتا ہوں کہ ان سے نہ ڈرو جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور بعد اس کے کچھ اور نہیں کر سکتے۔ لیکن میں تمہیں جتنا ہوں کہ کس سے ڈرنا چاہئے۔ اس سے ڈرو جس کو اختیار ہے کہ قتل کرنے کے بعد جہنم میں ڈالے ہاں میں تم سے کہتا ہوں کہ اس سے ڈرو۔ کیا دو پیسے کی پانچ چڑیاں نہیں بکتیں۔ تاہم خدا کے حضور میں ایک کی بھی بھول نہیں پڑتی۔ بلکہ تمہارے سر کے سب بال گنے ہوئے ہیں۔ ڈرو نہیں تمہاری قدر تو بہت سی چیزوں سے زیادہ ہے اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی آدمیوں کے

سامنے میرا قرار کرے ابن آدم بھی خدا کے فرشتوں کے سامنے اس کا اقرار کرے گا اور جو آدمیوں کے سامنے میرا انکار کرے خدا کے فرشتوں کے سامنے اس کا انکار کیا جائے گا اور جو کوئی ابن آدم کے خلاف کوئی بات کہے اس کو معاف کیا جائے گا اور جب وہ تم کو عبادت خانوں میں اور حاکموں اور اختیار والوں کے پاس لے جائیں تو فکر نہ کرنا کہ ہم کس طرح اور کیا جواب دیں یا کیا کہیں۔ کیونکہ روح القدس اس گھڑی تمہیں سکھادے گا کہ کیا کہنا چاہیے۔“

ان پاکیزہ کلمات نے وہی کام کیا جو ریت پر پانی کرتا ہے۔ حالانکہ اس میں سراسر بھلائی ہی بھلائی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ موسیٰ جیسے اولوالعزم اور صاحب کتاب و شریعت نبی کے بعد کیا ضرورت ہے کہ کوئی نبی آئے اور یہ چھوٹے چھوٹے نبی جو شریعت موسوی کی پیروی کی تلقین اور بعض احکام کا نسخ کرتے ہیں جھوٹے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کا قتل جائز و کارِ ثواب ہے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ماننا خدا کی عین خوشنودی کو حاصل کرنا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ تورات مقدس میں نسخ و نظم کا حق سوائے فقیہوں اور فریسیوں کے اور کسی کو نہیں۔ ان کے خیال میں سب سے بڑا گناہ راہبوں اور اسقفوں کی زندگی پر حرف گیری کرنا تھا۔ وہ اور تمام باتیں سن کر برداشت کر سکتے تھے۔ مگر نہ سن سکتے تھے۔ تو فقیہوں کی ہجو، وہ جانتے تھے کہ سبت کے دن تورات مقدس میں مجلس مشاورت کے ایما سے بعض قوانین کا توڑ موڑ ہوتا ہے اور چند آیات میں تحریف کی جاتی ہے۔ مگر اس چیز کو وہ خدمتِ خلق سے تعبیر کرتے تھے۔ ان کے خیال میں امراء کو سخت سزا دینا شریعت موسوی کی توہین کرنا تھا۔ کیونکہ وہ ضروریاتِ دین کے وقت اپنے مالوں سے مدد کرتے ہیں اور غربا غربت کی وجہ سے اس ثواب سے محروم ہیں۔ غرضیکہ جناب مسیح کی نکتہ چینیوں اور فریسیوں کی اندرونی زندگی سے تعلق رکھتی تھیں۔ انہیں ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں اور روز روز کے وعظ انہیں ستاتے اور انتقام پر مجبور کرتے تھے۔ یہ تو عوام کی زندگی تھی اور فقیہی و فریسی ان کلمات سے سچ پا رہے تھے۔ ان کے دل انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔ ان کے دل کا چھو کر ہمیں تہذیب سکھاتا ہے۔ ہماری عمریں خدمتِ دین میں گزر گئیں اور مقدس ہیکل کی جا رو بہ کشی سے ہماری پٹھیں کبڑی ہو گئیں۔ مراقبات اور چلات میں ہمارے اعضاء ہم کو جواب دے گئے تو ریت مقدس پڑھتے پڑھتے ہماری بینائی نے ہم سے منہ موڑا اور ضروریاتِ دین میں قانون وضع کرتے کرتے عاجز آ گئے۔ آج اس کا صلہ یہ دیا جاتا ہے جو اس طریق سے ہمارے ہی ہیکل میں ہماری ہجو ہوتی ہے۔ دنیا سستی ہے اور خاموش رہتی ہے۔ حکومت پنیہ درگوش ہے۔ گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ میں مسیح کے نقیب و مناد ہماری رسوائی و بربادی کی منادی کر رہے ہیں اور ہم ہیں

کہ خاموش ہیں وہ ہمارے نوجوان بچے جادوگر کے مور ہے ہیں۔ مقدس باپ بازیوں پر ترجیح دے رہے ہیں یہ بھی کوئی بدروح جو ہمارے ہاتھ سے ستارے سامنے فرعون کے جادوگروں نے کر تھے۔ مگر کہاں سے لائیں اس اعصا کو ہیں یہ کوئی نئی یا عجوبہ چیز نہیں بہتر ہو شیار کرو اور اس فتنہ کی بیخ کنی کے ہوا آیا اور کہنے لگا کہ آج پھر مقدس جادوگر جس نے سائیں کی لڑکی کو زندہ سب مقدس کو چل دیئے۔ جہاں جتا

”اے ریاکار فقیہو اور فریسیو“ کرتے ہو۔ کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو اور جب وہ مرید ہو چکتا ہے تو اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس ہوتا ہے جو کہتے مقدس کے سونے کی قسم کھاتے تو اے جس نے سونے کو مقدس کیا اور پھر جو نذر اس پر چڑھی ہو۔ اگر اس کی قربان گاہ جو نذر کو مقدس کرتی ہے جو اس پر ہیں۔ قسم کھاتا ہے اور جو کھاتا ہے اور جو آسمان کی قسم کھاتا اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس نے شریعت کی زیادہ ہماری باتوں کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ ا۔



جاتے ہوئے ریاکار فقیہوں اور فریسیو پیالی اور رکابی کو اوپر سے تو صاف کرتے ہو۔ مگر وہ اندر کھوٹ اور نا پرہیزگاری سے بھرے ہیں۔ اے اندھے فریسی پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کرتا کہ اوپر سے بھی صاف ہو جائے۔“ اس کے آخر میں یروشلیم پر افسوس فرماتے ہوئے کہا۔  
 ”اے یروشلیم اے یروشلیم تو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے۔ انہیں سنگسار کرتی ہے۔ کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کرتی ہے اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں۔ مگر تم نے نہ چاہا دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے۔ جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خدا کے نام پر آتا ہے۔“

یہ تقریر فرما کر آپ ہیکل سے چل دیئے۔ مگر فقیہوں اور فریسیوں کی رگوں میں جو خون کھولنے لگا وہ اس تقریر کو اپنے وقار کے لئے موت کے مترادف سمجھے۔ جناب مسیح کو اپنے راستے کا زبردست کاٹنا سمجھتے ہوئے نکالنے کی فکر میں محو ہوئے۔ تقریر کے سخت الفاظ ان کے سینوں پر سانپ بن کر لوٹ رہے تھے اور وہ انتقام کی آگ میں جل بھن کر کوئلہ ہو رہے تھے۔ ان کے دماغ میں خوفناک تصور کچھ کے لگاتا اور دل جوش حسد میں پھٹا جاتا تھا۔ غرضیکہ وہ تمام راہب و اسقف چلتے پھرتے بولتے چلتے خوفناک درندوں کی طرح جناب مسیح عیسیٰ معصوم و بھولے شکار پر دانست تیز کئے ادھار کھائے بیٹھے وقت کا انتظار کر رہے تھے کہ انہیں مسیح کی اس پیش خبری نے بے چین کر دیا وہ یہ سن کر تھلا اٹھے اور برداشت کا مادہ قطعاً جاتا رہا۔ (مرقس: ۱۳، آیت: ۲۶-۲۷)

”اور یسوع ہیکل سے نکل کر جا رہا تھا کہ اس کے شاگرد اس کے پاس آئے تاکہ اسے ہیکل کی عمارتیں دکھائیں اس نے جواب میں ان سے کہا کیا تم ان سب چیزوں کو نہیں دیکھتے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہاں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ رہے گا جو گرایا نہ جائے۔“

مقدس ہیکل کے حق میں یہ الفاظ سن کر ان کے جذبات میں طغیانی طوفان اٹھا۔ بغض و حسد نے پہلے ہی سینے میں آتش چار کھی تھی۔ یہ کلمات جلتی پھلتی کا کام کر گئے۔ ان کے دماغ فکر و تدبیر سے خالی انصاف و عدل سے کورے ہوئے اور وہ ہر وہ کام کرنے پر تیار ہو گئے جو ایسے مواقع پر سدباب کے لئے پیش آیا کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک خاص مجلس مشاورت میں یہ تدبیر کی کہ یہ شخص کھد دزدین ہے اور خطرہ ہے کہ شریعت موسوی میں یہ فتنہ عظیم پیدا کرے گا۔ لہذا اس کی تیغ کٹی کے سب گزشتہ روز اقول کے مصداق آج ہی استغاثہ دار کر کے فوری مصوب کرنے کا حکم لے لینا چاہئے۔ حکومت اپنی ہے حکام گھر کے ہیں قانون ہمارا حکم ہے پھر دیری گناہ ہے۔ دیکھیں

تو یہ یہودیوں کے بادشاہ وہ بننے کا خط لاتی ہے۔ ہمارے بزرگ پاپاؤں کے حق اسے کوئی حق نہیں کہ وہ مقدس اور مقدس کی پر زبان طعن دراز کرے۔ اس سے بڑا گناہ خدا ہلاتا ہے۔ حالانکہ ہم نے جو کچھ کیا اور وقت کی بہترین چیز ہے۔ چنانچہ اس موقع بیان کی مؤید ہے ارشاد ہوتا ہے۔

”فلما احس عیسٰی

الحواریون نحن انصار اللہ آ

انزلت واتبعنا الرسول فلکتہ

الملکین (آل عمران: ۵۲ تا ۵۳)“

﴿پھر جب معلوم کیا عیسیٰ۔﴾

کی راہ میں کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد

کہ ہم نے حکم قبول کیا۔ اے رب ہم۔

رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں

اللہ بہتر ہے تجویز کرنے والا۔﴾

جناب کلمۃ اللہ کو بنی اسرائیل

اندھیروں میں مقید ہوئے جاتے ہیں

ونجور میں بسر ہوتی ہے۔ ہر صبح ان کی

رسالت کی تابانی شب و بھر کا دھوکہ

غرضیکہ صبح و شام وہ سرکشی کے شیدائی اور

کہ جس چیز کو وہ خیر سمجھتے ہیں وہ شر۔

میرے ہندو نصائح کو جو فی الحقیقت ان

اس لئے جناب مسیح نے ندا کی کہ کون۔

کرے۔ وہی دھوبی جو دریا پر کپڑے

دھوتے ہو آؤ میں تمہیں دل دھونے

اور فریسیو پیالی اور رکابی کو اوپر سے تو صاف کرتے ہو۔ مگر وہ اندر کھوٹے ہیں۔ اے اندھے فریسی پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کرتا جائے۔“ اس کے آخر میں یروشلیم پر افسوس فرماتے ہوئے کہا۔

اے یروشلیم تو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے۔ انہیں بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کرتی ہے

وژکوں کو جمع کر لوں۔ مگر تم نے نہ چاہا دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران

میں سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے۔ جب تک نہ کہو

اے نام پر آتا ہے۔“

آپ ہیکل سے چل دیئے۔ مگر فقیہوں اور فریسیوں کی رگوں میں جو خون پئے وقار کے لئے موت کے مترادف سمجھے۔ جناب مسیح کو اپنے راستے کا نکلنے کی فکر میں محو ہوئے۔ تقریر کے سخت الفاظ ان کے سینوں پر

نچے اور وہ انتقام کی آگ میں جل بھن کر کوئلہ ہو رہے تھے۔ ان کے دماغ

کا تار اور دل جوش حسد میں پھٹا جاتا تھا۔ غرضیکہ وہ تمام راہب و اسقف

خوفناک و دندوں کی طرح جناب مسیح عیسیٰ معصوم و بھولے شکار پر دانست

وقت کا انتظار کر رہے تھے کہ انہیں مسیح کی اس پیش خبری نے بے چین کر

داشت کا مادہ قطعاً جاتا رہا۔ (مرقس: ۱۳، آیت ۲۵:۱)

اس سے کھل کر جا رہا تھا کہ اس کے شاگرد اس کے پاس آئے تاکہ اسے

س نے جواب میں ان سے کہا کیا تم ان سب چیزوں کو نہیں دیکھتے میں تم

نا پھر پھر باقی نہ رہے گا جو گرایا نہ جائے۔“

حق میں یہ الفاظ سن کر ان کے جذبات میں طلطم خیز طوفان اٹھا۔ بغض

تش چارم کی تھی۔ یہ کلمات جلتی پھلتی کا کام کر گئے۔ ان کے دماغ فکر

سے کورے ہوئے اور وہ ہر وہ کام کرنے پر تزلزل گئے جو ایسے مواقع پر

رتے ہیں۔ انہوں نے ایک خاص مجلس مشاورت میں یہ تدبیر کی کہ یہ

لہر ہے کہ شریعت موسوی میں یہ فتنہ عظیم پیدا کرے گا۔ لہذا اس کی تیج

ڈال کے مصداق آج ہی استغاثہ دائر کر کے فوری مصلوب کرنے کا حکم

ہے حکام گھر کے ہیں قانون ہمارا حکم ہے پھر دیری گناہ ہے۔ دیکھیں

تو یہ یہودیوں کے بادشاہ وہ بننے کا خطبہ کے زور میں اتراتا ہے اور مقدس ہیکل کی گستاخی کیا رنگ

لائی ہے۔ ہمارے بزرگ پاپاؤں کے حق میں زہر آلود کلمات کا اعادہ کرنے والا زندہ نہیں رہ سکتا

اسے کوئی حق نہیں کہ وہ مقدس اور مقدس کی زمین پر اپنے ناپاک قدموں سے چلے اور توریث پاک

پر زبان طعن دراز کرے۔ اس سے بڑا گناہ اس سے زیادہ ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں محرف کلام

خدا بتلاتا ہے۔ حالانکہ ہم نے جو کچھ کیا اور کر رہے ہیں یہ کتاب مقدس کی عین خدمت اور ضرورت

وقت کی بہترین چیز ہے۔ چنانچہ اس موقع پر کلام مجید نے جو مختصر روشنی ڈالی ہے وہ ہمارے اس

بیان کی مؤید ہے ارشاد ہوتا ہے۔

”فلما احس عیسیٰ منهم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال  
الحواریون نحن انصار اللہ آمنا باللہ واشہد بانا مسلمون ، ربنا آمنا بما  
انزلت واتبعنا الرسول فلکتبنا مع الشہدین ، ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر  
المکرین (آل عمران: ۵۲ تا ۵۳)“

پھر جب معلوم کیا عیسیٰ نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہے کہ میری مدد کرے۔ اللہ

کی راہ میں کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد کرنے والے۔ اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ

کہ ہم نے حکم قبول کیا۔ اے رب ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے اتاری اور ہم تابع ہوئے

رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں اور خفیہ تجویز کی کافروں نے اور تدبیر کی اللہ نے اور

اللہ بہتر ہے تجویز کرنے والا۔

جناب کلمۃ اللہ کو بنی اسرائیل کے کفر و طغیان کا علم ہوا کہ وہ بجائے نورانیت کے

اندھیروں میں مقید ہوئے جاتے ہیں۔ ان کے دن سرکشی و عصیان میں کھتے ہیں۔ تو رات فسق

و فجور میں بسر ہوتی ہے۔ ہر صبح ان کی کور چشمی کا ماتم کرتی ہوئی رات کا دھوکہ دیتی ہے۔ کوکب

رسالت کی تابانی شب و بجور کا دھوکہ دیتی ہوئی نامرادی کی طرف کشاں کشاں لئے جاتی ہے۔

غرضیکہ صبح و شام وہ سرکشی کے شیدائی اور بدبختی و نامرادی کے فدائی بنے رہتے ہیں اور نہیں جانتے

کہ جس چیز کو وہ خیر سمجھتے ہیں وہ شر ہے اور سب سے مشکل ترین اور اذیت دہ یہ بات ہے کہ وہ

میرے پند و نصائح کو جو فی الحقیقت ان کی اپنی ہی جانوں کے لئے مفید اور ضروری ہے۔ نہیں سنتے

اس لئے جناب مسیح نے ندا کی کہ کون ہے جو اللہ کے راستے میں یعنی اعلائے کلمۃ الحق میں میری مدد

کرے۔ وہی دھو بی جو دریا پر کپڑے دھوتے ملے تھے اور جن کو آپ نے فرمایا تھا کہ پڑے کیا

دھوتے ہو آؤ میں تمہیں دل دھونے بتا دوں۔ بولے ہم ہیں اللہ کی راہ میں مدد کرنے والے۔



چنانچہ انہیں بارہ حواریوں نے پیام خداوندی پہنچانے میں مدد کی۔ مگر افسوس بنی اسرائیل بجائے سنورنے کے اور زیادہ بگڑ گئے اور جوش انتقام میں ایسے اندھے ہوئے کہ شیخ ہدایت کے گل کرنے کی کھل تیار یاں کر لی گئیں۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے اور انجیل مؤید ہے کہ مسیح علیہ السلام پر سرکاری عدالت میں دعویٰ کیا گیا اور آپ کی ذات پر زندگی و طہد ہونے کے علاوہ محرف کلام الہی ہونے کا الزام لگایا گیا۔ ہا قاعدہ شہادتیں ہوئیں اور الزامات کی تصدیق کی گئی۔ یہاں سب سے زیادہ قابل ذکر یہ بات ہے کہ وہ حواری جو جناب مسیح کے صحیح ساتھی تھے۔ وہ بھی رفاقت سے عاری اور اطاعت سے منہ موڑنے لگے۔ چنانچہ ان میں سے یہود اسکر یوٹی نے جاسوسی کر کے مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر لیا اور حواری ہونے سے عدالت میں انکار کیا اور اس کے نتیجہ میں ہلا خر عدالت نے مسیح کے مصلوب کئے جانے کا حکم صادر کر کے اس پر دستخط ثبت کر دئے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے ہر ممکن طریق سے اس معصوم و بے گناہ کے ساتھ کمال شوخی اور استہزاء کیا۔ سر پہ سر کنڈوں کا تاج رکھا۔ طرح طرح سے تمسخر اڑایا اور سپاہیوں نے تمسخرانہ لہجے میں یہودیوں کا بادشاہ کہتے ہوئے سلام کیا۔ اس کے بعد انہیں زیر حراست رکھا گیا۔ جہاں جناب مسیح نے کمال خشوع و خضوع سے درگاہ رب العزت میں دعاء کی کہ مولا تو خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ بھلائی چاہتا تھا میرائی کرتے ہیں۔ حیران حکام سنانے پر استہزاء ہوتی ہے۔ یا اللہ تو جانتا ہے کہ تیرے پیارے رسولوں پر جو مجھ سے پیشتر تیری جانب سے مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے ان سے کیا کیا سلوک کیا اور اب مجھ سے کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اے غیرت ابدی جوش میں آ۔ اے رحمت سرمدی موج دکھلا۔ مولا یہ کب تک تیری مخلوق پر دست ظلم دراز کریں گے۔ ان کے ناپاک ہاتھ مجھ تک آنے سے روک دے اور اپنی خاص عنایت و مہربانی سے اس ابتلاء و مصیبت سے نجات دے۔ ان دعائیہ کلمات کے جواب میں ارشاد ہوا مطمئن رہو اور گھبراہٹ کو دل سے نکال دو۔ گو انہوں نے تمہارے مٹانے اور رسوا کرنے کی پوری پوری تجویز کر لی ہے۔ مگر ہماری تدابیر کے سامنے بھلا ان کی کیا حقیقت و طاقت ہے اور ہم سے بہتر کون تدبیر کنندہ ہے۔ چنانچہ ہمارے اس بیان کی تصدیق جہاں آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ سے لے کر خلفائے راشدین، تابعین، تبع تابعین، آئمہ، مجتہدین، دامائین رحمہم اجمعین محدثین و مفسرین تا این زمان کرتے چلے آئے ہیں اور انشاء اللہ کرتے چلے جائیں گئے اور خدا کے فضل سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے حیات مسیح کی نفی کی ہو اور لطف تو یہ ہے کہ دجال قادیان کے مسلمہ مجددین بھی پر زور ہماری تائید و سفارش فرماتے ہیں۔ اس لئے اختصاراً چند ایک کے پاکیزہ خیالات ملاحظہ فرمائیں۔

(تفسیر کبرج ۸ ص ۶۲، ۶۵، مصنف امام فخر الکفر قال من انصارى الى الله قالوا واشهد باننا مسلمون ربنا امننا بالشهدين ومكروا ومكر الله والله خذ مني ما تشاء لا اله الا انت)۔ یہ تھا کہ انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا کہ عیسیٰ ہوئیں..... ایک صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو ایک بادشاہ نے حضرت عیسیٰؑ سے جدا نہ ہوتا تھا اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ نے ہم نے حضرت عیسیٰؑ کو جبرائیل سے مدد دی کہ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو ایک مکان میں داخل ہوئے تو جب یہود اس مکان میں داخل ہوئے تو حضرت عیسیٰؑ کی شاہت ایک اور آ نکال لیا اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ اللہ کے کمر لکایا گیا..... غرضیکہ یہود کے ساتھ اللہ کے کمر کو آسمان پر اٹھا لیا اور یہود کو حضرت مسیح کے امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر عیسیٰؑ میں لکھتے ہیں۔ پس جب عیسیٰؑ قتل کا ارادہ کر لیا اور یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو کہہ قتل کرے۔ عیسیٰؑ علیہ السلام کو دھوکا ڈال دی ہیمہ حضرت عیسیٰؑ کی اس شخص پر نہ کیا۔ اس ہیمہ کو اور اٹھا لئے گئے۔ حضرت بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہیں۔ ”اور حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام تو گویا آ ان پر زندگی ہونے کی تہمت لگائی اور قتل تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیریں کرنے والا اور حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا

ہاں نے پیام خداوندی پہنچانے میں مدد کی۔ مگر افسوس بنی اسرائیل بجائے بگڑ گئے اور جوش انتقام میں ایسے اندھے ہوئے کہ شیخ ہدایت کے گل کرنے میں۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے اور انجیل مؤید ہے کہ مسیح علیہ السلام پر سرکاری یا اور آپ کی ذات پر زندگی و طہد ہونے کے علاوہ محرف کلام الہی ہونے کا شہادتیں ہوئیں اور الزامات کی تصدیق کی گئی۔ یہاں سب سے زیادہ قابل رسی جو جناب مسیح کے صحیح ساتھی تھے۔ وہ بھی رفاقت سے عاری اور اطاعت بنانچہ ان میں سے یہود اسکر یوٹی نے جاسوسی کر کے مسیح علیہ السلام کو گرفتار سے عدالت میں انکار کیا اور اس کے نتیجہ میں بالآخر عدالت نے مسیح کے م صادر کر کے اس پر دستخط ثبت کر دئے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے ہر موم و بے گناہ کے ساتھ کمال شوخی اور استہزاء کیا۔ سر پہ سر کنڈوں کا تاج غراڑا یا اور سپاہیوں نے تمسخرانہ لہجے میں یہودیوں کا بادشاہ کہتے ہوئے میں زیر حراست رکھا گیا۔ جہاں جناب مسیح نے کمال خشوع و خضوع سے اے کی کہ مولا تو خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ بھلائی چاہتا تھا برائی نہ کرنے پر استہزاء ہوتی ہے۔ یا اللہ تو جانتا ہے کہ تیرے پیارے رسولوں پر بے سے مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے ان سے کیا کیا سلوک کیا اور اب۔ اے غیرت ابدی جوش میں آ۔ اے رحمت سرمدی موج دکھلا۔ مولا یہ ست ظلم دراز کریں گے۔ ان کے ناپاک ہاتھ مجھ تک آنے سے روک دھرمائی سے اس ابتلاء و مصیبت سے نجات دے۔ ان دعائیہ کلمات مکن رہو اور گھبراہٹ کو دل سے نکال دو۔ گو انہوں نے تمہارے مٹانے کی تجویز کر لی ہے۔ مگر ہماری تدابیر کے سامنے بھلا ان کی کیا حقیقت دن تدبیر کنندہ ہے۔ چنانچہ ہمارے اس بیان کی تصدیق جہاں آقائے لے کر خلفائے راشدین، تابعین، تبع تابعین، آئمہ، مجتہدین، دامامین بن تا این زمان کرتے چلے آئے ہیں اور انشاء اللہ کرتے چلے سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے حیات مسیح کی نفی کی ہو اور لطف تو یہ ہے مددین بھی پر زور ہماری تائید و سفارش فرماتے ہیں۔ اس لئے اختصاراً ملاحظہ فرمائیں۔

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۶۳، ۶۵، مصنفہ امام فخر الدین رازی) ”فلما احس عیسیٰ منهم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ امنا باللہ واشہد باننا مسلمون ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبتنا مع الشہدین ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین..... الخ!“ یہود کا مکر حضرت عیسیٰ سے یہ تھا کہ انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا مکر یہود سے سو اس کی کئی صورتیں ہوئیں..... ایک صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور یہ اس طرح ہوا کہ یہود کے ایک بادشاہ نے حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا اور جبرائیل ایک گھڑی بھی حضرت عیسیٰ سے جدا نہ ہوتا تھا اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا وایدناہ بروح القدس یعنی ہم نے حضرت عیسیٰ کو جبرائیل سے مدد دی۔ پس جب یہود نے قتل کا ارادہ کیا تو جبرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مکان میں داخل ہو جانے کے لئے فرمایا۔ اس مکان میں کھڑکی تھی۔ پس جب یہود اس مکان میں داخل ہوئے تو جبرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کھڑکی سے نکال لیا اور حضرت عیسیٰ کی شاہت ایک اور آدمی کے اوپر ڈال دی۔ پس وہی پکڑا گیا اور پھانسی پر لٹکایا گیا..... غرضیکہ یہود کے ساتھ اللہ کے مکر کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور یہود کو حضرت مسیح کے ساتھ شرارت کرنے سے روک لیا۔

امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر (در منثور ج ۲ ص ۳۵، ۳۶) میں ”فلما احس عیسیٰ“ میں لکھتے ہیں۔ پس جب عیسیٰ نے یہود کا کفر معلوم کر لیا اور یہود نے حضرت عیسیٰ کے قتل کا ارادہ کر لیا اور یہود نے حضرت عیسیٰ کے ساتھ مکر کر لیا۔ جب انہوں نے مقرر کیا ایک آدمی کو کہ وہ قتل کرے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو دھوکا سے اور اللہ نے یہود کے ساتھ مکر کر لیا اس طرح کہ ڈال دی شیعہ حضرت عیسیٰ کی اس شخص پر جس نے ارادہ کیا تھا۔ ان کے قتل کا پس یہود نے قتل کیا۔ اس شیعہ کو اور اٹھائے گئے۔ حضرت عیسیٰ اور اللہ تعالیٰ تمام تدبیریں کرنے والوں سے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی بے نظیر کتاب ”تاویل الاحادیث“ میں فرماتے ہیں۔ ”اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو گویا ایک فرشتے تھے کہ زمین پر چلتے تھے۔ پھر یہودیوں نے ان پر زندگی ہونے کی تہمت لگائی اور قتل پر جمع ہو گئے۔ پس انہوں نے تدبیر کی اور خدا نے بھی تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیریں کرنے والا ہے۔ اللہ نے ان کے واسطے ایک صورت مثالیہ بنادی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کے گروہ ہی سے یا ان کے دشمن کے ایک آدمی

کوان کی صورت کا بنا دیا۔ پس وہ قتل کیا گیا اور یہودی اسی کو عیسیٰ سمجھتے تھے۔“  
حافظ ابن کثیرؒ اپنی (تفسیر ج ۲ ص ۳۸، ۳۹) میں فرماتے ہیں:

”جب یہود نے آپ کے مکان کو گھیر لیا اور گمان کیا کہ آپ پر غالب ہو گئے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے ان کے درمیان سے آپ کو نکال لیا اور اس مکان کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھالیا اور آپ کی شبابہت اس پر ڈال دی۔ جو اس مکان میں آپ کے پاس تھا۔ سو جب وہ اندر گئے تو ان کو رات کے اندھیرے میں عیسیٰ خیال کیا۔ پس اسے پکڑا اور سولی دیا اور سر پر کاٹنے رکھے اور ان کے ساتھ خدا کا بھی کر تھا کہ اپنے نبی کو بچالیا اور اسے ان کے درمیان سے اوپر اٹھالیا اور ان کو ان کی گمراہی میں حیران چھوڑ دیا۔“

تصدیق از مرزا غلام احمد قادیانی

”یہ بات ہم مقرر لکھنا چاہتے ہیں کہ قدرت اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکار خدا تعالیٰ ہے۔ کیونکہ اگر خدا کی قدرت مطلقہ کو نہ مانا جائے۔۔۔۔۔ اس صورت میں تمام خدائی اس کی باطل ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ حق یہی ہے کہ پریشکر کو سرب کشتی مان اور قادر مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناقص تجربہ کو قدرت کے بے انتہاء اسرار کا محک امتحان نہ بنایا جائے ورنہ ہمہ دانی کے دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہوں گے کہ جن کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات اپنی عقل سے بلند تر دیکھتا ہے اس کو خلاف عقل سمجھ لیتا ہے۔ حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شے دیگر ہے اور خلاف عقل ہونا شے دیگر۔“ (سرمد چشم آریہ ص ۶۳، ۶۴، خزائن ج ۲ ص ۱۱۲، ۱۱۱)

”خدا کی قدرتوں کے اسرار اس قدر ہیں کہ انسانی عقل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ جب سے خدا تعالیٰ نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ خدا کی قدرتیں عجیب در عجیب اور عمیق در عمیق اور واراء اور اولاد رک ہیں تب سے میں ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں۔ کچے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے و ہر یہ خیال کرتا ہوں۔“ (چشم معرفت ص ۲۶۹، خزائن ج ۲ ص ۲۸۱)

”قوانین قدرت غیر متناہی اور غیر محدود ہیں۔ ہمارا یہ اصول ہونا چاہئے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور میں آئے پہلے ہی اپنے عقل سے بالاتر دیکھ کر اس کو رد نہ کریں۔ بلکہ اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کا حال جانچ لیں۔ اگر وہ ثابت ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست میں اس کو بھی داخل کر لیں۔ اگر ثابت نہ ہو تو کہہ دیں کہ ثابت نہیں۔ مگر اس بات کے کہنے کے ہم مجاز نہیں کہ وہ امر قانون قدرت کے باہر ہے۔ قانون قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجھنے کے لئے ہمارے لئے ضرور ہے کہ ہم ایک دائرہ کی طرح خدا تعالیٰ کے تمام قوانین ازلی وابدی پر محیط ہو جائیں اور بخوبی ہمارا

اس بات پر احاطہ تام کر لے کہ خدا تعالیٰ نے آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا قیامتیں ظاہر کرنے پر قادر ہو گا یا کولہو کے تیل کی طہ میں مقید رہے گا تو باوجود غیر محدود الوہیت وہ آپ ہی عاجز آئے گا۔ یا کسی دوسرے قدرتوں کو غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنون رکھیں۔ اس صورت میں یہ نقص پیش آتا۔

کا حدیث کرنے والا ہو گا۔“

”اس کلمہ میں جس قدر کفر اور ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارت سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا ان پست نظر چاہئے شناخت نہیں کیا۔“

(انجیل، متی باب ۲۶، آیت ۶۴) شاگردوں سے کہا تم جانتے ہو کہ دو دن جائے گا۔ اس وقت سردار کا من اور قوم ہو گئے اور صلاح کی کہ یسوع کو فریب لوگوں میں بلوا ہو جائے۔“

(مرقس باب ۱۴، آیت ۶۳) آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ پیٹرس اور زبیدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے۔ میرے ساتھ جاتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے نل جائے دیباہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آ کر ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے۔ جاگواں جسم کمزور ہے پھر دوبارہ اس نے جاگ

پس وہ قتل کیا گیا اور یہودی اسی کو عیسیٰ سمجھتے تھے۔“

رُپنی (تفسیر ج ۲ ص ۳۸، ۳۹) میں فرماتے ہیں:

نے آپ کے مکان کو گھیر لیا اور گمان کیا کہ آپ پر غالب ہو گئے ہیں۔ تو بیان سے آپ کو نکال لیا اور اس مکان کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھالیا اور ل دی۔ جو اس مکان میں آپ کے پاس تھا۔ سو جب وہ اندر گئے تو ان کو یہی خیال کیا۔ پس اسے پکڑا اور سولی دیا اور سر پر کانٹے رکھے اور ان کے پنے نئی کو بچالیا اور اسے ان کے درمیان سے اوپر اٹھالیا اور ان کو ان کی کیا۔“

احمد قادیانی

نظر رکھنا چاہتے ہیں کہ قدرت اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکار را کی قدرت مطلقہ کو نہ مانا جائے۔ اس صورت میں تمام خدا کی اس کی ہی ہے کہ ہمیشہ کو سب شتمی مان اور قادر مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے و قدرت کے بے انتہاء اسرار کا محکم امتحان نہ بنایا جائے ورنہ ہمہ دانی و وارد ہوں گے کہ جن کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جو بات ہے اس کو خلاف عقل سمجھ لیتا ہے۔ حالانکہ بلند تر از عقل ہونا شے دیگر ہے۔“

(سرمہ چشم آریہ ص ۶۳، ۶۴، خزائن ج ۲ ص ۱۱۳، ۱۱۴)

س کے اسرار اس قدر ہیں کہ انسانی عقل ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ جب دیا ہے کہ خدا کی قدرتیں عجیب و غریب اور عمیق در عمیق اور وراء و الراء ان لوگوں کو جو فلسفی کہلاتے ہیں۔ بکے کافر سمجھتا ہوں اور چھپے ہوئے (چشمہ معرفت ص ۲۶۹، خزائن ج ۲ ص ۲۳۱)

نہ غیر متناہی اور غیر محدود ہیں۔ ہمارا یہ اصول ہونا چاہئے کہ ہر ایک نئی ی اپنے عقل سے بالاتر دیکھ کر اس کو رد نہ کریں۔ بلکہ اس کے ثبوت یا اگر وہ ثابت ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست میں اس کو بھی داخل نہ دیں کہ ثابت نہیں۔ مگر اس بات کے کہنے کے ہم مجاز نہیں کہ وہ امر۔ قانون قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجھنے کے لئے ہمارے لئے ضرور خدا تعالیٰ کے تمام قوانین ازلی وابدی پر محیط ہو جائیں اور بخوبی ہمارا

فکر اس بات پر احاطہ تام کر لے کہ خدا تعالیٰ نے روز ازل سے آج تک کیا کیا قدرتیں ظاہر کیں اور آئندہ اپنے ابدی زمانہ میں کیا کیا قدرتیں ظاہر کرے گا کیا وہ جدید در جدید قدرتوں کے ظاہر کرنے پر قادر ہو گا یا کولہو کے تیل کی طرح انہیں چند قدرتوں میں مقید و محصور رہے گا۔ اگر انہیں میں مقید رہے گا تو ہاد وجود غیر محدود الوہیت اور قدرت کے یہ مقید و محصور رہنا کس وجہ سے ہو گا۔ کیا وہ آپ ہی عاجز آئے گا۔ یا کسی دوسرے قاہر نے اس پر جبر کیا ہو گا۔ بہر حال اگر ہم خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود مان لیتے ہیں تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اس کی قدرتوں پر احاطہ کرنے کی امید رکھیں۔ اس صورت میں یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا ناقص تجربہ خدائے ازلی وابدی کی تمام قدرتوں کا حد بست کرنے والا ہو گا۔“

(سرمہ چشم آریہ ص ۱۵، ۱۶، خزائن ج ۲ ص ۶۳، ۶۴)

”اس کلمہ میں جس قدر کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بھری ہوئی ہے وہ ظاہر ہے۔۔۔۔۔ ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب کو پورا پورا قانون قدرت خیال کر لینا اس پر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا ان پست نظروں کا نتیجہ ہے۔ جنہوں نے خدائے ذوالجلال کو جیسا کہ چاہئے شناخت نہیں کیا۔“

(انجیل، متی باب ۲۶، آیت ۵۳: ۵۴) ”اور جب یسوع یہ سب باتیں کر چکا تو اپنے شاگردوں سے کہا تم جانتے ہو کہ دودن کے بعد عید فصح ہوگی اور ابن آدم مصلوب ہونے کو پکڑ دیا جائے گا۔ اس وقت سردار کاہن اور قوم کے بزرگ کا نفا نام سردار کاہن کے دیوان خانہ میں جمع ہو گئے اور صلاح کی کہ یسوع کو فریب سے پکڑ کر قتل کریں۔ مگر کہتے تھے کہ عید کو نہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں بلوا ہو جائے۔“

(مقرن باب ۱۴، آیت ۲۲: ۲۳) ”اس وقت یسوع ان کے ساتھ کسمپسنے نام ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ یہیں بیٹھے رہنا۔ جب تک کہ میں وہاں جا کر دعاء مانگوں اور پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر غمگین اور بیقرار ہونے لگا۔ اس وقت اس نے ان سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منہ کے بل کر کر یہ دعاء مانگی۔ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹ جائے۔ تاہم جیسا میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آ کر انہیں سوتے پایا اور پطرس سے کہا کیوں تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے۔ جاگو اور دعاء مانگو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے پھر دوبارہ اس نے جا کر یہ دعاء مانگی۔ اے میرے باپ اگر یہ میرے پیئے بغیر نہیں

نہل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو اور آ کر انہیں پھر سوتے پایا۔ کیونکہ ان کی آنکھیں نیند سے بھری ہوئی تھیں اور انہیں چھوڑ کر پھر چلا گیا اور وہی بات پھر کہہ کر تیسری بار دعاء مانگی تب شاگردوں کے پاس آ کر ان سے کہا اب سوتے ہو اور آرام کرو۔ دیکھو وقت آ پہنچا ہے اور ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالے کیا جاتا ہے۔ اٹھو چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہنچا ہے۔“

(انجیل، مرقس باب ۱۴، آیت ۵۰ تا ۵۳) ”وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہوداہ جو ان بارہ میں سے ایک تھا۔ آیا اور اس کے ساتھ بڑی بھیڑ تلواریں اور لاثھیاں لئے ہوئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آنکھیں اور اس کے پکڑوانے والے نے انہیں یہ بتا دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے اسے پکڑ لینا اور فوراً یسوع کے پاس آ کر کہا۔ اے ربی سلام اور اس کے بوسے لئے یسوع نے اس سے کہا میاں جس کام کو آیا ہے وہ کر لے۔ اس پر انہوں نے پاس آ کر یسوع پر ہاتھ ڈالا اور اسے پکڑ لیا اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں ایک ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا کان اڑا دیا۔ یسوع نے اس سے کہا اپنی تلوار کو میان میں کر لے۔ کیونکہ جو تلوار کو کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائیں گے۔ آیا تو نہیں سمجھتا کہ میں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تم سے زیادہ ۶۰۰۰ سپاہیوں کو میرے پاس ابھی موجود کر دے گا۔ مگر وہ نوشے کہ یونہی ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ پورے ہوں گے۔ اسی گھڑی یسوع نے بھیڑ سے کہا کیا تم تلواریں اور لاثھیاں لئے کر مجھے ڈاکوؤں کی طرح پکڑنے لگے ہو۔ میں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔ مگر یہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ نبیوں کے نوشے پورے ہوں اور اس پر سارے شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔“

ناظرین کرام ہمارے بیان کی تصدیق ان محترم و مکرم ہستیوں نے فرمائی جن کے متعلق مرزا قادیانی اس قدر حسن عقیدت رکھتا ہے کہ ایک ہادفا مرید اپنے پیشوا سے، چنانچہ ذیل میں ان بزرگان دین کی امانت و دیانت کا نقشہ تحریرات مرزا سے برائے لطف و اتمام حجت پیش کیا جاتا ہے تاکہ کسی مرزائی کو ان کی تفاسیر کے سامنے سرموجنبش کرنے کا موقع نہ ملے اور اگر کوئی مرزائی ان تحریرات کے مشاہدے کے بعد خبث و بد باطنی کا مظاہرہ کرے گا تو یقیناً وہ اپنے خسران و خذلان کا ذمہ دار ہوتا ہوا اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے گا۔ اس لئے ازراہ ہمدردی میں ایسے لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ کو تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جو یائے حق ہو کر میری ان معروضات کو غور سے پڑھیں۔ نیز ہمارے اس بیان کی انجیل مقدس بھی مؤید ہے۔ کاش وہ تحریف شدہ نہ ہوتی اور کاش وہ حوادث زمانہ کا شکار نہ بنتی تو اور بہت ہی مفید مطلب باتیں نکلتیں۔ بہر حال معاملہ

کہایت بین و صاف ہے اور اس پر محرم  
.....۱..... ”قرآن شریف

جن کی تائید قرآن شریف ہی میں در

.....۲..... ”جو لوگ

استخوان فروش نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ وہ  
خلیے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں  
ہیں۔“

.....۳..... ”یہ یاد رکھو

پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور  
سے انحراف کرتا ہے وہ فرماتا ہے۔

.....۴..... ”مجدد کو فوج

.....۵..... ”مجدد کو فوج

تو اترو قومی کے منکر پر خدا کے فرشتوں

.....۶..... ”جو فخر

تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ یہی میری  
قوم سے اصول اجتماعی سے کوئی

اس کے علاوہ مرزا۔

لئے انجیل مقدس قادیانیوں کے

.....۱..... ”فاساد

ہیں کہ ”اگر تمہیں ان بعض امور

ان کی کتابوں کے واقعات پر نظر

پوری ہو اور آ کر انہیں پھر سوتے پایا۔ کیونکہ ان کی آنکھیں نیند سے بھری کر پھر چلا گیا اور وہی بات پھر کہہ کر تیسری بار دعاء مانگی تب شاگردوں کے بسوتے ہو اور آرام کرو۔ دیکھو وقت آپہنچا ہے اور ابن آدم گنہگاروں کے ہے۔ اٹھو چلیں دیکھوں میرا پکڑوانے والا نزدیک آپہنچا ہے۔“

باب ۱۳: آیت (۵۰ تا ۵۳) ”وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہود وہ جو ان بارہ میں کے ساتھ بڑی بھیڑ تلواریں اور لٹھیاں لئے ہوئے سردار کا ہنوں اور قوم سے آگہی اور اس کے پکڑوانے والے نے انہیں یہ بتا دیا تھا کہ جس کا میں پکڑ لینا اور فوراً یسوع کے پاس آ کر کہا۔ اے ربی سلام اور اس کے بوسے کہا میاں جس کام کو آیا ہے وہ کر لے۔ اس پر انہوں نے پاس آ کر یسوع لیا اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں ایک ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کے نوکر پر چلا کر اس کا کان اڑا دیا۔ یسوع نے اس سے کہا اپنی تلوار کو میان اور کو پھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائیں گے۔ آیا تو نہیں سمجھتا کہ میں کرسکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تم سے زیادہ ۶۰۰۰ سپاہیوں کو میرے گام۔ مگر وہ نوشتے کہ یونہی ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ پورے ہوں گے۔ اسی سے کہا کیا تم تلواریں اور لٹھیاں لے کر مجھے ڈاکوؤں کی طرح پکڑنے میں بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔ مگر یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ میں تم کو اس پر سارے شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔“

م ہمارے بیان کی تصدیق ان محترم و مکرم ہستیوں نے فرمائی جن کے تقدیر حسن عقیدت رکھتا ہے کہ ایک بادشاہ فرید اپنے پیشوا سے، چنانچہ ذیل امانت و دیانت کا نقشہ تحریرات مرزا سے برائے لطف و اتمام حجت پیش کیا کہ ان کی تفاسیر کے سامنے سرموج جنبش کرنے کا موقع نہ ملے اور اگر کوئی شاہدے کے بعد بحث و بد باطنی کا مظاہرہ کرے گا تو یقیناً وہ اپنے خسران ہوا اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے گا۔ اس لئے ازراہ ہمدردی میں ایسے لوگوں سے سب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جو یائے حق ہو کر میری ان معروضات کو رے اس بیان کی انجیل مقدس بھی مؤید ہے۔ کاش وہ تحریف شدہ نہ ہوتی کا شکار نہ بنتی تو اور بہت ہی مفید مطلب باتیں نکلتیں۔ بہر حال معاملہ

نہایت بین و صاف ہے اور اس پر مزید حاشیے کی ضرورت نہیں۔

۱..... ”قرآن شریف کے وہ معانی و مطالب سب سے زیادہ قبول ہوں گے۔ جن کی تائید قرآن شریف ہی میں دوسری آیات سے ہوتی ہے۔“

(برکات الدعاء ۱۳، غلام احمد ریکس قادیان)

۲..... ”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔“

(فتح اسلام ص ۹ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۷)

۳..... ”یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتے۔ گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف کرتا ہے وہ فرماتا ہے۔ من کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون“

(شہادۃ القرآن ص ۲۸، خزائن ج ۶ ص ۳۳۳، غلام احمد ریکس قادیان)

۴..... ”مجدد کو فہم قرآن عطاء ہوتا ہے۔“ (ایام صلح ص ۵۵، خزائن ج ۱۳ ص ۲۸۸)

۵..... ”مجدد جملات کی تفصیل کرتا اور کتاب اللہ کے معارف بیان کرتا ہے۔

تو اتر قوی کے منکر پر خدا کے فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہو۔“

(حملۃ البشری ص ۵، خزائن ج ۷ ص ۲۹۰)

۶..... ”جو شخص کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو اس پر خدا اس کے فرشتوں اور

تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود ہے اور یہی میرا مدعا ہے۔ مجھے اپنی قوم سے اصول اجتماعی سے کوئی انکار نہیں۔“

(انجام آتھم ص ۱۳۳، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۵، مصنف غلام احمد ریکس قادیان)

اس کے علاوہ مرزائے قادیان انجیل شریف کے متعلق حسب ذیل عقیدہ رکھتا تھا۔ اس

لئے انجیل مقدس قادیانیوں کے لئے حجت ہے۔

۱..... ”فاسقلو اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون“ کے تحت میں لکھتے

ہیں کہ ”اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور

ان کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جائے۔“

(ازالہ ابہام ص ۶۱۶، خزائن ج ۳ ص ۳۳۳، غلام احمد ریکس قادیان)



۲..... ”زبردستی سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ یہ ساری کتابیں (انجیل تورات) محرف و مبدل ہیں۔ بلاشبہ ان مقامات (رفع جسمانی وغیرہ) سے تحریف کا کچھ علاقہ نہیں..... پھر ہمارے امام المحدثین حضرت اسماعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں۔“ (ازالہ اہام ص ۲۷۳، خزائن ج ۳ ص ۲۳۸)

۳..... ”انجیل برہناس نہایت معتبر انجیل ہے۔“

(سرمد چشم آریہ ص ۱۷۸، خزائن ج ۲ ص ۲۳۰ حاشیہ)

اب ہم آپ کی خدمت میں انجیل برہناس سے چند ایک حوالے پیش کرتے ہیں جن کا تعلق حیات مسیح سے ہے اور قادیانی حضرات سے خصوصاً اور دیگر احباب سے عموماً اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس کو یکسوئی میں دیکھیں، سوچیں، سمجھیں اور بلاچون و چرا تسلیم خم کریں۔ کیونکہ مرزا قادیانی اس کے نہایت معتبر ہونے کی رائے پیش کر کے سفارش کر چکے ہیں۔

”اور یسوع گھر سے نکل کر باغ کی طرف نڑاتا کہ نماز ادا کرے..... اور چونکہ یہود اس جگہ کو جانتا تھا۔ جس میں یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ تھا۔ لہذا وہ انہوں کے سردار کے پاس گیا اور کہا اگر تو مجھے وہ دے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تو میں آج کی رات یسوع کو تیرے سپرد کر دوں گا جس کو تم لوگ ڈھونڈ رہے ہو۔ اس لئے کہ وہ گیارہاں رفیقوں کے ساتھ اکیلا ہے۔“ (انجیل برہناس فصل ۲۱: ۱۳، آیت: ۱۰ تا ۱۶، حیدر یہ سلیم پریس لاہور)

”اور جب کہ سپاہی یہودا کے ساتھ اس جگہ کے نزدیک پہنچے جس میں یسوع تھا تو یسوع نے ایک بھاری جماعت کا نزدیک آنا صاحب اسی لئے وہ ڈر کر گھر میں چلا گیا اور گیارہوں شاگردوں سے تھے۔ پس جب کہ اللہ نے اپنے بندے کو خطرے میں دیکھا۔ اپنے سفیروں جبرائیل، میکائیل، رفائیل اور اوریل کو حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیں۔ جب پاک فرشتے آئے اور یسوع کو دکن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا۔ پس وہ اس کو اٹھالے گئے اور اسے تیسرے آسمان میں ان فرشتوں کی محبت میں رکھ دیا جو بدستور اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔“ (انجیل برہناس: ۲۱: ۱۵، آیت: ۱۰ تا ۱۶ ص ۲۹۷)

یہ تھے وہ واقعات جب کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کی دعاء کو مستجاب فرماتے ہوئے تسلی و تشفی دی۔ جیسا کہ فرقان حیدر شاہ ہے۔

”اذ قال الله يعيسى انى متوفيك ورافعك الى ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيمة ثم الى

مرجعكم فاحكم بينكم فيما كنتم في عذاباً شديداً في الدنيا والآخرة وعملوا الصلوات فيوفيهما اجرهم من الآيات والذكر الحكيم . ان مثل عب قال له كن فيكون . الحق من ربك من بعد ما جاءك من العلم قلل تعال كم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجج القصص الحق وما هن الا الله وانا الله علیم بالمفسدين (آل عمران: ۵۵ تا ۵۷)

کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا۔ غالب ان لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں پھر آنا ہے۔ پھر فیصلہ کر دوں گا میں تم میں جس ان کو عذاب کر دوں گا سخت عذاب دنیا میں اور ایمان لائے اور نیک کام کئے سوان کو پورا دے۔ یہ پڑھ سنا تے ہیں ہم تجھ کو آیتیں اور بیان حقیقی جیسے آدم کی۔ بتایا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو کہ شک لانے والوں میں سے پھر جو کوئی جھگڑا تیرے پاس خبر پچی تو کہہ دے آؤ بلائیں عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر اٹھا لئے ہیں۔ بے شک یہی ہے بیان سچا اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔ پھر اگر قبول نہ

فوانداز عمدة المفسرين حضرت دایوبندی استاذی المعلنی حدیث ”مکر کہتے ہیں لطیف و خفیہ تدبیر کے لئے ہو تو برا ہے۔ اسی لئے“ ولا یحییق الا

”زبردستی سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ یہ ساری کتابیں (انجیل تورات) پران مقامات (رفع جسمانی وغیرہ) سے تحریف کا کچھ علاقہ نہیں..... پھر رت اسماعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کتابوں (ازالہ اوہام ص ۲۷۳، خزائن ج ۳ ص ۲۳۸) ”انجیل بریتاس نہایت معتبر انجیل ہے۔“

(سرمہ چشم آر میں ص ۷۸، خزائن ج ۳ ص ۲۳۰ حاشیہ) کی خدمت میں انجیل بریتاس سے چند ایک حوالے پیش کرتے ہیں جن کا اور قادیانی حضرات سے خصوصاً اور دیگر احباب سے عموماً اپیل کرتے ہیں دیکھیں، سوچیں، سمجھیں اور بلا چون و چرا سر تسلیم خم کریں۔ کیونکہ یہ معتبر ہونے کی رائے پیش کر کے سفارش کر چکے ہیں۔

گھر سے نکل کر باغ کی طرف مڑا تا کہ نماز ادا کرے..... اور چونکہ یہودا میں یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ تھا۔ لہذا وہ کاہنوں کے سردار کے وہ دے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے تو میں آج کی رات یسوع کو اس کو تم لوگ ڈھونڈ رہے ہو۔ اس لئے کہ وہ گیارہاں رفیقوں کے ساتھ اکیلا (انجیل بریتاس فصل ۲۱: ۱۳، آیت: ۱۰ تا ۱۱ ص ۲۹۶، جدیدہ سلیم پریس لاہور) کہ سپاہی یہودا کے ساتھ اس جگہ کے نزدیک پہنچے جس میں یسوع تھا تو جماعت کا نزدیک آنا سنا تب اسی لئے وہ ڈر کر گھر میں چلا گیا اور گیارہوں میں جب کہ اللہ نے اپنے بندے کو خطرے میں دیکھا۔ اپنے سفیروں بل اور اور بل کو حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیں۔ تب پاک فرشتے کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا۔ پس وہ اس کو اٹھالے گئے اور ان فرشتوں کی صحبت میں رکھ دیا جواب تک اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔“

(انجیل بریتاس: ۲۱: ۱۵، آیت: ۱۰ تا ۱۱ ص ۲۹۷)

تھات جب کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کی دعا کو مستجاب فرماتے ہوئے ارکان جمید شاہد ہے۔

اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیٰ ومطہرک من الذین لذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیمۃ ثم الیٰ

مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون . فاما الذین کفروا فاعذبہم عذاباً شدیداً فی الدنیا والآخرۃ ومالہم من نصرین . واما الذین آمنوا وعملوا الصلحت فیوفیہم اجورہم واللہ لا یحب الظلمین . ذلک نتلوہ علیک من الآیت والذکر الحکیم . ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون . الحق من ربک فلا تکن من المعتدین . فمن حآجک فیہ من بعد ماجآءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابنائکم ونساءنا ونسأکم وانفسنا وانفسکم ثم نبہل فنجعل لعنت اللہ علی الکذبین . ان هذا لہو القصص الحق وماہن الہ الا اللہ وان اللہ لہو العزیز الحکیم . فان تولوا فان اللہ علیم بالمفسدین (آل عمران: ۶۳ تا ۷۰) ”جس وقت کہا اللہ نے میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کردوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں۔ غالب ان لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک۔ پھر میری طرف ہی تم سب کو پھرا تا ہے۔ پھر فیصلہ کروں گا میں تم میں جس بات میں کہ تم جھگڑتے تھے سو وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کردوں گا سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے سوان کو پورا دے گا ان کا حق اور اللہ کو خوش نہیں آتے بے انصاف۔ یہ پڑھ سنا تے ہیں ہم تجھ کو آیتیں اور بیان تحقیقی۔ بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی۔ بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو ہو جاؤ ہو گیا حق وہ ہے جو تیرا رب کہے۔ پھر تو مت رہ شک لانے والوں میں سے پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس قصہ میں بعد اس کے کہ آچکی تیرے پاس خبر چکی تو تو کہہ دے آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر اٹھا کریں ہم سب اور لعنت کریں اللہ کی ان پر جو کہ جموئے ہیں۔ بے شک یہی ہے بیان سچا اور کسی کی بندگی نہیں ہے۔ سوائے اللہ کے اور اللہ جو ہے وہی ہے زبردست حکمت والا۔ پھر اگر قبول نہ کریں تو اللہ کو معلوم ہے فساد کرنے والے۔“

فوائد از عمدۃ المفسرین حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

دیوبندی استاذی المجلد حدیث و تفسیر جامع اسلامیه ڈابھیل (سورت)

”مکر کہتے ہیں لطیف و خفیہ تدبیر کو اگر وہ اچھے مقصد کے لئے ہوا چھا ہے اور برائی کے لئے ہو تو برا ہے۔ اسی لئے ”ولا یحییٰ المکر السیئی“ میں مکر کے ساتھ سیئی کی قید لگائی اور

یہاں خدا کو خیر الما کرین کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیئے کہ یہ شخص معاذ اللہ طعنے ہے تو رات کو بدلنا چاہتا ہے۔ سب کو بے دین بنا کر چھوڑے گا۔ اس نے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر حق تعالیٰ کی مشیت و خفیہ تدبیر ان کے توڑ میں اپنا کام کر رہی تھی۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ بے شک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے۔ جسے کوئی نہیں توڑ سکتا۔ بادشاہ نے لوگوں کو مامور کیا کہ مسیح علیہ السلام کو پکڑیں صلیب پر چڑھائیں اور ایسی عبرتناک سزا دیں۔ جسے دیکھ کر دوسرے لوگ اس کا اتباع کرنے سے رک جائیں۔ ”فبعث فی طلبہ من يأخذہ ویصلبہ وتیکل بہ (ابن کثیر)“ خداوند قدوس نے اس کے جواب میں مسیح علیہ السلام کو مطمئن فرمادیا کہ میں ان اشیاء کے ارادوں اور منصوبوں کو خاک میں ملا دوں گا۔ یہ چاہتے ہیں کہ تجھے پکڑ کر قتل کر دیں اور پیدائش اور بحیثیت سے جو مقصد ہے پورا نہ ہونے دیں اور اس طرح خدا کی نعمت عظیمہ کی بے قدری کریں۔ لیکن میں ان سے اپنی یہ نعمت لے لوں گا۔ تیری عمر مقدار اور جو مقصد عظیم اس سے متعلق ہے پورا کر کے رہوں گا اور تجھ کو پورے کا پورا صحیح و سالم لے جاؤں گا کہ ذرا بھی تیرا بال بیکانہ نہ کر سکیں۔ بجائے اس کے کہ وہ لے جائیں خدا تجھ کو اپنی پناہ میں لے جائے گا۔ وہ صلیب پر چڑھانا چاہتے ہیں۔ خدا تجھ کو آسمان پر چڑھائے گا۔ ان کا ارادہ ہے کہ رسوا کن اور عبرتناک سزائیں دے کر لوگوں کو تیرے اتباع سے روک دیں۔ لیکن خدا ان کے ناپاک ہاتھ تیرے تک نہ پہنچنے دے گا۔ بلکہ اس گندے اور نجس مجمعے کے درمیان سے تجھ کو بالکل پاک و صاف اٹھالے گا اور اس کی بجائے نہ تیری بے عزتی ہو اور لوگ ڈر کر تیرے اتباع سے رک جائیں۔ تیرے اتباع کرنے والوں اور نام لینے والوں کو قرب قیامت تک منکروں پر غالب و قاهر رکھے گا۔ جب تک تیرا انکار کرنے والے یہود اور اقرار کرنے والے مسلمان یا نصاریٰ دنیا میں رہیں گے۔ ہمیشہ اقرار کرنے والے منکرین پر فائق و غالب رہیں گے۔ بعدہ ایک وقت آئے گا جب تجھ کو اور تیرے موافق و مخالف سب لوگوں کو میرے حکم کی طرف لوٹنا ہے۔ اس وقت میں تمہارے سب جھگڑوں کا دو ٹوک فیصلہ کر دوں گا اور سب اختلاف ختم کر دیئے جائیں گے۔ یہ فیصلہ کب ہوگا۔ اس کی جو تفصیل ”فاما الذین کفروا فاعذبہم عذاباً شدیداً فی الدنیا“ سے بیان کی گئی ہے وہ بتلاتی ہے کہ آخرت سے پیشتر دنیا ہی میں اس کا نمونہ شروع کر دیا جائے گا۔ یعنی اس وقت تمام کافر عذاب کے نیچے ہوں گے۔ کوئی طاقت ان کی مدد و فریاد کو نہ پہنچ سکے گی۔ اس کے بالعابل جو ایمان والے رہیں گے ان کو دنیا اور آخرت میں پورا پورا

اجر دیا جائے گا اور بے انصاف ظالموں ہے کہ جب یہود نے اپنی ناپاک تدبیر آسمان پر اٹھالیا۔ نبی کریم ﷺ کی مصلحت اور وجل و شیطنیت سے بھر جا اسلام کو خاتم الانبیاء علی الاطلاق حضرت میں نازل کر کے دنیا کو دکھلا دے گا کہ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام و جلال کو قتل کوئی یہودی جان نہ بچا سکے گا۔ شجرہ حج حضرت مسیح صلیب کو توڑیں گے۔ نہ ایمان کے راستہ پر ڈال دیں گے۔ کرایک خدا کا سچا دین اسلام رہ جا۔ الالیومنن بہ قبل موتہ ”بہر متعلق نہیں بلکہ دنیا و آخرت دونوں۔ الدنیا و الآخرة“ کا لفظ صا القیامة کے معنی قرب قیامت پہلے ایک مبارک وقت ضرور آنے جائے گا۔ واللہ الحمد اولاً و کے متعلق کلیات البقاء میں ہے۔ العامة او لا ستیفاء واخذ ال موت دینے اور جان لینے کے لئے وصول کرنا اور ٹھیک لینا۔ گویا ان موت میں کوئی عضو خاص نہیں۔ بلکہ فرض کرو خدا تعالیٰ نے کسی کی جان الی لفت نے توفی کے معنی قبض رو توفی نہیں کہتے نہ کوئی ایسا ضابطہ موت کے کوئی معنی نہ ہو سکیں۔ ہا

نہ کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح  
فیہ تدبیریں شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیئے کہ یہ شخص معاذ  
نا چاہتا ہے۔ سب کو بے دین بنا کر چھوڑے گا۔ اس نے مسیح علیہ السلام کی  
ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر حق تعالیٰ کی مشیت و خفیہ تدبیر ان کے توڑ میں اپنا  
ذکر آگے آتا ہے۔ بے شک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے۔  
ادشاہ نے لوگوں کو مامور کیا کہ مسیح علیہ السلام کو پکڑیں صلیب پر چڑھائیں  
یں۔ جسے دیکھ کر دوسرے لوگ اس کا اتباع کرنے سے رک جائیں۔  
من یاخذہ ویصلبہ وتیکل بہ (ابن کثیر) "خداوند قدوس نے  
علیہ السلام کو مطمئن فرمادیا کہ میں ان اشتیاء کے ارادوں اور منصوبوں کو  
چاہتے ہیں کہ تجھے پکڑ کر قتل کر دیں اور پیدائش اور بعثت سے جو مقصد ہے  
طرح خدا کی نعمت عظیمہ کی بے قدری کریں۔ لیکن میں ان سے اپنی یہ  
عمر مقدر اور جو مقصد عظیم اس سے متعلق ہے پورا کر کے رہوں گا اور تجھ کو  
لے جاؤں گا کہ ذرا بھی تیرا ہال بیکار نہ کر سکیں۔ بجائے اس کے کہ وہ لے  
میں لے جائے گا۔ وہ صلیب پر چڑھانا چاہتے ہیں۔ خدا تجھ کو آسمان پر  
ہے کہ رسوا کن اور عبرتناک سزائیں دے کر لوگوں کو تیرے اتباع سے  
کے ناپاک ہاتھ تیرے تک نہ پہنچنے دے گا۔ بلکہ اس گندے اور نجس مجھے  
ل پاک و صاف اٹھالے گا اور اس کی بجائے نہ تیری بے عزتی ہو اور لوگ  
جائیں۔ تیرے اتباع کرنے والوں اور نام لینے والوں کو قرب قیامت  
ہر رکھے گا۔ جب تک تیرا انکار کرنے والے یہود اور اقرار کرنے والے  
رہیں گے۔ ہمیشہ اقرار کرنے والے منکرین پر فائق و غالب رہیں گے۔  
نسب تجھ کو اور تیرے موافق و مخالف سب لوگوں کو میرے حکم کی طرف لوٹنا  
ے سب جھگڑوں کا دو ٹوک فیصلہ کر دوں گا اور سب اختلاف ختم کر دیے  
ہوگا۔ اس کی جو تفصیل "فاما الذین کفروا فاعذبہم عذاباً  
سے بیان کی گئی ہے وہ بتلاتی ہے کہ آخرت سے جو بیشتر دنیا ہی میں اس کا نمونہ  
نی اس وقت تمام کافر عذاب کے نیچے ہوں گے۔ کوئی طاقت ان کی مدد  
کے بالمقابل جو ایمان والے رہیں گے ان کو دنیا اور آخرت میں پورا پورا

اجر دیا جائے گا اور بے انصاف ظالموں کی بڑکائی دی جائے گی۔ امت مرحومہ کا اجتماعی عقیدہ  
ہے کہ جب یہود نے اپنی ناپاک تدبیریں پختہ کر لیں تو حق تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ  
آسمان پر اٹھالیا۔ نبی کریم ﷺ کی متواتر احادیث کے موافق قیامت کے قریب جب دنیا کفر  
و ضلالت اور دجل و شیطن سے بھر جائے گی۔ خدا تعالیٰ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل حضرت مسیح علیہ  
السلام کو خاتم الانبیاء علی الاطلاق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک نہایت وفادار جنرل کی حیثیت  
میں نازل کر کے دنیا کو دکھلا دے گا کہ انبیاء سابقین کو بارگاہ خاتم النبیین کے ساتھ کس قسم کا تعلق  
ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور اس کے اتباع یہود کو جن جن کر ماریں گے۔  
کوئی یہودی جان نہ بچا سکے گا۔ شجر و جر تک پکاریں گے کہ ہمارے پیچھے یہ یہودی کھڑا ہے۔ قتل کرو  
حضرت مسیح صلیب کو توڑیں گے۔ نصاریٰ کے باطل عقائد و خیالات کی اصلاح کر کے تمام دنیا کو  
ایمان کے راستہ پر ڈال دیں گے۔ اس وقت تمام جھگڑوں کا فیصلہ ہو کر اور مذہبی اختلاف مٹ مٹا  
کر ایک خدا کا سچا دین اسلام رہ جائے گا۔ اسی وقت کی نسبت فرمایا "وان من اهل الكتاب  
الالیوم منن به قبل موته" بہر حال میرے نزدیک "ثم الی مرجعکم" صرف آخرت کے  
متعلق نہیں بلکہ دنیا و آخرت دونوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ آگے تفصیل کے موقع پر "فسی  
الدنیا والآخرة" کا لفظ صاف شہادت دے رہا ہے اور یہ اس کا قرینہ ہے کہ "السی یوم  
القیامة" کے معنی قرب قیامت کے ہیں۔ چنانچہ احادیث صحیحہ میں مصرح ہے کہ قیامت سے  
پہلے ایک مبارک وقت ضرور آنے والا ہے۔ جب سب اختلافات مٹ مٹا کر ایک دین باقی رہ  
جائے گا۔ واللہ الحمد اولاً و آخراً چند امور اس آیت کے متعلق یاد رکھنے چاہئے۔ لفظ تونی  
کے متعلق کلیات ابوالبقاء میں ہے۔ "التونی فی الامانة وقبض الروح علیہ استعمال  
العامۃ او لاستیفاء واخذ الحق وعلیہ استعمال البلغاء" "تونی کا لفظ عوام کے یہاں  
موت دینے اور جان لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن بلغاء کے نزدیک اس کے معنی ہیں پورا  
وصول کرنا اور ٹھیک لینا۔ گویا ان کے نزدیک موت پر بھی تونی کا اطلاق اسی حیثیت سے ہوا کہ  
موت میں کوئی عضو خاص نہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے پوری جان وصول کر لی جاتی ہے۔ اب اگر  
فرض کرو خدا تعالیٰ نے کسی کی جان بدن سمیت لے لی تو اسے بطریق اولیٰ تونی کہا جائے گا۔ جن  
اہل لغت نے تونی کے معنی قبض روح کے لکھے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ قبض روح معاد البدن کو  
تونی نہیں کہتے نہ کوئی ایسا ضابطہ بتلایا ہے کہ جب تونی کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو تو بجز  
موت کے کوئی معنی نہ ہو سکیں۔ ہاں چونکہ عموماً قبض روح کا وقوع بدن سے جدا کر کے ہوتا ہے۔

اس لئے کثرت دعا و دعا کے لحاظ سے اکثر فوت کا لفظ اس کے ساتھ لکھ دیتے ہیں۔ ورنہ لفظ کا لغوی مدلول قبض روح مع البدن کو شامل ہے۔ دیکھئے ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا (الزمر: ۴۲)“ میں توفی نفس (قبض روح)، صورتیں بتلائیں۔ موت اور نیند اس قسم سے نیز توفی کو انفس پر وارد کر کے اور حین موتھا کی قید لگا کر بتا دیا کہ توفی اور موت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اصل یہ ہے کہ قبض روح کے مختلف مدارج ہیں۔ ایک درجہ وہ ہے جو موت کی صورت میں پایا جائے۔ دوسرا وہ جو نیند کی صورت میں ہو۔ قرآن کریم نے بتلادیا کہ وہ دونوں پر توفی کا لفظ اطلاق کرتا ہے۔ کچھ موت کی تخصیص نہیں۔ ”یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار (انعام: ۶۰)“ اب جس طرح اس نے دو آیتوں میں نوم پر توفی کا اطلاق جائز رکھا۔ حالانکہ نوم میں قبض روح بھی پورا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر آل عمران اور مائدہ کی دو آیتوں میں توفی کا لفظ قبض روح مع البدن پر اطلاق کر دیا گیا تو کون سا استحالہ لازم آتا ہے۔ بالخصوص جب یہ دیکھا جائے کہ موت اور نوم میں لفظ توفی کا استعمال قرآن کریم ہی نے شروع کیا ہے۔ جاہلیت والے تو عموماً اس حقیقت سے ہی نا آشنا تھے کہ موت یا نوم میں خدا تعالیٰ کوئی چیز آدمی سے معطل کر لیتا ہے۔ اس لئے لفظ توفی کا استعمال موت و نوم پر ان کے یہاں شائع نہ تھا۔ قرآن کریم نے موت وغیرہ کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے اڈل اس لفظ کا استعمال شروع کیا تو اسی کو حق ہے کہ موت و نوم کی طرح اخذ روح مع البدن کے نادر مواقع میں بھی اسے استعمال کر لے۔ بہر حال آیت حاضرہ میں جمہور کے نزدیک توفی سے موت مراد نہیں اور ابن عباس سے بھی صحیح ترین اور آیت یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ کما فی روح المعانی وغیرہ زندہ اٹھائے جانے یا دوبارہ نازل ہونے کا انکار سلف میں کس سے منقول نہیں۔ بلکہ تنخیس البخیر میں حافظ ابن حجر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے احادیث نزول کو متواتر کہا ہے اور اکمال اکمال المعلم ہیں امام مالک سے اس کی تصریح نقل کی ہے۔ پھر جو معجزات حضرت مسیح علیہ السلام نے دکھلائے ان میں علاوہ دوسری حکمتوں کے ایک خاص مناسبت آپ کے رفع الی السماء کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ آپ نے شروع ہی سے متنبہ کر دیا کہ جب ایک مٹی کا پتلا میرے پھونک مارنے سے باذن اللہ پرند بن کر اوپر اڑا چلا جاتا ہے۔ کیا وہ بشر جن پر خدا نے روح اللہ کا لفظ اطلاق کیا اور روح القدس کے نچھ سے پیدا ہوا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا کے حکم سے اڑ کر آسمان تک چلا جائے۔ جس کے ہاتھ لگانے یا دو لفظ کہنے پر حق تعالیٰ کے حکم سے اندھے اور کوڑھی اچھے اور مردے زندہ ہو جائیں۔ اگر وہ اس موطن کون و فساد سے الگ ہو کر ہزاروں برس فرشتوں

کی طرح آسمان پر زندہ و تندرست رہے  
معہم حول العرش و صار نسیاً

ناظرین کرام! اب ہم آ رہے ہیں۔ وہ ”مکروا و مکروا اللہ“ کی تجدید کر۔ ”یہودیوں نے نوحو باللہ! حضرت“ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرفہ قرآن مجید فرقان حمید کے علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کیا کرتے۔ یہ بھی عرض کرنا مفید ہوگا کہ اس زندہ گاہ نہ تھا۔ اس زمانہ میں لکڑی کے ایک صلیب کا نشان رائج الوقت ہے۔ گنہگار دیتے تھے۔ اس کے بعد اس کے گھٹنے کر بھوکا پیاسا کئی کئی گھنٹوں میں جان کا سرتن سے جدا کیا جاتا تھا۔

بنی اسرائیل کی مجلس شورائی مکمل انتظام ہو چکا تھا۔ بظاہر کوئی طاقتور وجہ ہے کہ حواری بھی تین پانچ ہونے کے ساتھ قرار دیئے گئے تو ہمارے جان تھی جو بے یار و مددگار تنہا اکیلے تھے۔ دشمن وقت کے خطر کھڑے تھے درہم کے عوض مسیح کا جاسوس بنا اور جتنے دفعہ پہلے مسیح کا انکار کرنے والا کہتی وہ جنگ کے سلوک پر تلی ہوئی ہے۔ آ لئے کوئی نبی ان کی قوم میں بالخصوص کے سامان سوچ رہے ہیں۔ ادھر غیر

کے لحاظ سے اکثر فوت کا لفظ اس کے ساتھ لکھ دیتے ہیں۔ ورنہ لفظ کا لغوی  
 کو شامل ہے۔ دیکھئے ”اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی  
 (زمزم: ۱۲)“ میں توفی نفس (قبض روح) دو صورتیں بتلائیں۔ موت اور  
 انفس پر وارد کر کے اور حین موتہا کی قید لگا کر بتا دیا کہ توفی اور موت دو  
 ال یہ ہے کہ قبض روح کے مختلف مدارج ہیں۔ ایک درجہ وہ ہے جو موت  
 دوسرا وہ جو نیند کی صورت میں ہو۔ قرآن کریم نے بتلادیا کہ وہ دونوں  
 ہے۔ کچھ موت کی تخصیص نہیں۔ ”یتوفاکم باللیل ویعلم ما  
 نفعکم: ۶۰“ اب جس طرح اس نے دو آیتوں میں نوم پر توفی کا اطلاق  
 قبض روح بھی پورا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر آل عمران اور مائدہ کی دو  
 روح مع البدن پر اطلاق کر دیا گیا تو کون سا احتمال لازم آتا ہے۔  
 نے کہ موت اور نوم میں لفظ توفی کا استعمال قرآن کریم ہی نے شروع کیا  
 ما اس حقیقت سے ہی نا آشنا تھے کہ موت یا نوم میں خدا تعالیٰ کوئی چیز  
 اس لئے لفظ توفی کا استعمال موت و نوم پر ان کے یہاں شائع نہ تھا۔  
 رہ کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے اول اس لفظ کا استعمال شروع کیا  
 م کی طرح اخذ روح مع البدن کے نادر مواقع میں بھی اسے استعمال کر  
 رہ میں جمہور کے نزدیک توفی سے موت مراد نہیں اور ابن عباس سے بھی  
 ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ کافی روح  
 جانے یا دوبارہ نازل ہونے کا انکار سلف میں کس سے منقول نہیں۔ بلکہ  
 ہجر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے احادیث نزول کو  
 ال المعلم ہیں امام مالک سے اس کی تصریح نقل کی ہے۔ پھر جو معجزات  
 دکھائے ان میں علاوہ دوسری حکمتوں کے ایک خاص مناسبت آپ کے  
 کی جاتی ہے۔ آپ نے شروع ہی سے متنبہ کر دیا کہ جب ایک مٹی کا پتلا  
 ، باذن اللہ پرند بن کر اوپر اڑا چلا جاتا ہے۔ کیا وہ بشر جن پر خدا نے روح  
 ح القدس کے گچھ سے پیدا ہوا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا کے حکم سے اڑ کر  
 کے ہاتھ لگانے یا دولفظ کہنے پر حق تعالیٰ کے حکم سے اندھے اور کوڑھی  
 نہیں۔ اگر وہ اس موطن کو ن و فساد سے الگ ہو کر ہزاروں برس فرشتوں

کی طرح آسمان پر زندہ و تندرست رہے تو کیا استعجاب ہے۔ ”قال قتادہ فطار الملكة فہو  
 معہم حول العرش وصار نسیاً ملکياً سماویاً ارضیاً“

(بنو تفسیر عثمانی ص ۷۷، ۷۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ لبنان)

ناظرین کرام! اب ہم آپ کی خدمت میں مرزا قادیانی کے خیالات پیش کرتے  
 ہیں۔ وہ ”مکروا و مکروا اللہ“ کی تحت میں (اربعین نمبر ص ۸، خزائن ج ۷ ص ۳۹۴) میں لکھتے ہیں  
 کہ: ”یہودیوں نے نعوذ باللہ! حضرت مسیح کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا..... خدا نے مسیح کو وعدہ  
 دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا۔“

قرآن مجید فرقان حمید کے سیاق و سباق سے یہ روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ مسیح  
 علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کیا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ وہ صلیب دے کر قتل کرنا چاہتے  
 تھے۔ یہ بھی عرض کرنا مفید ہوگا کہ اس زمانے میں پھانسی کا طریقہ آج کل کے طریق کار سے بالکل  
 جدا گانہ تھا۔ اس زمانہ میں لکڑی کے ایک تختے پر جو صلیب کی شکل پر بنا ہوتا تھا اور جیسا کہ آج تک  
 صلیب کا نشان رائج الوقت ہے۔ گنہگار کو اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں ٹھونک کر کھڑا کر  
 دیتے تھے۔ اس کے بعد اس کے گھٹنے وغیرہ کی ہڈیاں توڑ دیتے تھے۔ پچارا مصلوب سسک سسک  
 کر بھوکا پیاسا کئی گھنٹوں میں جان دیتا تھا۔ اس کے بعد اس کی لاش سے انتقام لیتے ہوئے اس  
 کا سرتن سے جدا کیا جاتا تھا۔

بنی اسرائیل کی مجلس شوریٰ بھی خوفناک انتقام مسیح علیہ السلام سے لینا چاہتی تھی۔ جس کا  
 مکمل انتظام ہو چکا تھا۔ بظاہر کوئی طاقت ایسی نہ تھی جو اس انتہائی ظلم و بربریت کو روک سکے۔ یہی  
 وجہ ہے کہ حواری بھی تین پانچ ہونے کو ترجیح دیتے ہوئے سرک گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر مسیح  
 کے ساتھی قرار دیئے گئے تو ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو آئے دن ہو رہا ہے۔ اب ایک  
 جان تھی جو بے یار و مددگار تنہا اکیلی تھی اور چاروں طرف سے دشمن مکان کا محاصرہ کئے ہوئے  
 تھے۔ دشمن وقت کے منتظر کھڑے تھے اور ان میں سب سے زیادہ جناب مسیح کا وہ حواری تھا جو بیس  
 درہم کے عوض مسیح کا جاسوس بنا اور جسے دنیا یہودادہ اسکر یوٹی کے نام سے یا مرغ کی اذان سے تین  
 دفعہ پہلے مسیح کا انکار کرنے والا کہتی ہے۔ بنی اسرائیل اپنے آخری نبی کے ساتھ انتہائی ذلت  
 و ہتک کے سلوک پر تلی ہوئی ہے۔ آہ وہ بد بخت قوم نہیں جانتی کہ اس کے بعد ان کی ہدایت کے  
 لئے کوئی نبی ان کی قوم میں بالخصوص مبعوث نہ کیا جائے گا۔ ادھر بنی اسرائیل طرح طرح کی ذلت  
 کے سامان سوچ رہے ہیں۔ ادھر غیرت کر دگار جوش رحمت میں وجہ پانی الدنیا کے بچاؤ اور عزت



کے سامان کر رہی ہے۔ تاریکی کے فرزند نہایت مستعدی سے پہرہ دے رہے ہیں اور قیدی کی ہر طرح سے پوری پوری حفاظت مقصود ہے۔ فقہی و فریسی اپنی خانقاہوں میں۔

واعظائیں جلوہ بر محراب و منبر میکند

چون مخلوت میر وند آن کار دیگر میکند

کے مصداق مزے اڑا رہے ہیں۔ ان کے دل نہایت مطمئن ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مقدس توریت کا دشمن کل مسیح اپنے کیفر و کردار کو پہنچ جائے گا اور ہم اسے نہایت ذلت کی حالت میں بھوکا اور پیاسا جان توڑتے دیکھیں گے۔

جناب کلمۃ اللہ بظاہر قیدی مگر حقیقتاً بالکل آزاد نہایت فرحت و اہتساہ کے ساتھ لا تعداد ملائکہ میں بادشاہ بنے بیٹھے ہیں اور جان کا ساتھی روح الامین حکم کا منتظر کھڑا ہے اور جیسا کہ قرآن حکیم اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ”وایدنساہ بروح القدس (بقمرہ: ۲۰۳)“ اور جیسا کہ انجیل شریف کا ہم حوالہ دے آئے ہیں۔ جس میں مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ بارہ تم سے زیادہ فرشتے وہ میرے پاس بھیج دے گا۔

مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے پندرہ سال بعد فرمایا تھا۔ ”وجیہا فی الدنیا (آل عمران: ۴۰)“ یعنی وہ دنیا میں صاحب مراتب و درجات ہو گا اور اللہ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔ ”ان اللہ لا یخلف المیعاد (الرعد: ۳۱)“ اور اللہ تعالیٰ کے بول ہمیشہ سچے ہوتے ہیں۔ ”لا تبدیل لکلمات اللہ (یونس: ۶۴)“ اب واقعات پر نظر دوڑائیے اور حالات کو سوچئے کہ بچپن سے جناب مسیح پر پیدائش بن باپ کے طعن و تشنیع شروع ہے اور ہمیشہ چلی آتی ہے۔ اس کے بعد قوم ہے کہ وہ بات سننا گوارہ نہیں کرتی اور ان کی شکوات قلبی اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ وہ جان لینے کی متمنی ہے۔ رہ رہ کر چند حواری ملے تھے جو جان کے خوف سے چلتے بنے۔ چند ایک خدا پرست لوگ دبی زبان سے مسیح کی رسالت پر ایمان لائے نہ دولت پاس تھی نہ حکومت نہ نوکر تھے نہ چاکر نہ پیادہ فوج تھی نہ رسالے نہ ہی اور کوئی ظاہری اسباب ایسے تھے جن سے ”وجیہا فی الدنیا“ ثابت ہو سکے۔ تقریباً ساڑھے تینتیس برس کی عمر میں شام کی زمین آپ پر تنگ کر دی گئی اور معصوم جان کو تلف کرنے کے لئے حکومت وقت کے علاوہ ہزاروں فقہی و فریسی تل گئے اور اس طرح سے خدا کا وہ انعام ”وجیہا فی الدنیا“ کسی دوسرے وقت کا منتظر ہوا اور جیسا کہ جناب صدیقہ کو ایک اور خوشخبری بھی دی گئی تھی۔ جس کا پورا ہونا بھی از بس ضروری تھا۔ ”ویکلم الناس فی المہد وکھلا (آل عمران: ۴۶)“ کہل اوجیز عمر کو کہتے ہیں

اور جوانی چالیس برس تک رہتی ہے تو گویا مسیح آپ نے ابھی وعدہ الہی کے مطابق باتیں خداوندی ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ کبھی دین کرنا حکمت خداوندی کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ ملے گی۔ مگر دیکھئے والے یہی اندازہ کریں۔ معجزہ ہو گا۔ بہر حال یہ دوسرا وعدہ بھی معرض الہ اس لئے ان پر ایمان لانا ایسا ہی فرض ہے جیسے

حشر کے دن پر، بہت بد نصیب ہے وہ جو خدا کے دنیا کو گمراہ کرے۔ اس کے بعد حالات کی کیا چاہتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی جناب مسیح کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیانے میں اڑائے جاتا اس نے دیکھا آخر صلیب پر ”یہودیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ الصلیب بھی دیئے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے

”عیسائیوں کا یہ بیان کہ درحقیقت لئے کفارہ ہو گیا۔“

بہر حال مرزائی عیسائی اور یہودیوں کا زندگی میں صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ گویا دین تینوں قوموں کا ایمان ہے کہ یہودیوں کا ذلت کی موت ماریں۔ اب کلام مجید کو دیکھیں ہی مسیح کی ذلت کسی نے کی نہ ان سے کوئی قتل کر سکا۔ چنانچہ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جہاں مریم صدیقہ کے ساتھ چند وعدے وعدہ کیا اور وہ یہ ہے۔ ”اذ قال اللہ یعیسیٰ من الذین کفروا (آل عمران: ۵۰)“

کی کہی کے فرزند نہایت مستعدی سے پہرہ دے رہے ہیں اور قیدی کی ہر  
ت مقصود ہے۔ فقہی و فریسی اپنی خانقاہوں میں۔

نفاکین جلوہ بر محراب و منبر میکند  
ن مخلوت میر و ندان کار دیگر میکند

اے اڑا رہے ہیں۔ ان کے دل نہایت مطمئن ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں  
مسح اپنے کفر و کردار کو پہنچ جائے گا اور ہم اسے نہایت ذلت کی حالت  
تے دیکھیں گے۔

بظاہر قیدی مگر حقیقتاً بالکل آزاد نہایت فرحت و اہساط کے ساتھ لا تعداد  
ہیں اور جان کا سانس بھی روح الامین حکم کا منتظر کھڑا ہے اور جیسا کہ قرآن  
تار ہے۔ ”وایدنساہ بروح القدس (بقرہ: ۲۵۳)“ اور جیسا کہ  
آئے ہیں۔ جس میں مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ بارہ تم سے زیادہ  
رے گا۔

م کی پیدائش سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے جنابہ صدیقہ سے یہ وعدہ فرمایا تھا۔  
(آل عمران: ۴۵) ”یعنی وہ دنیا میں صاحب مراتب و وجاہت ہوگا اور  
”ان الله لا يخلف الميعاد (الرعد: ۳۱)“ اور اللہ تعالیٰ کے  
”لا تبدل لکلمات الله (یونس: ۶۴)“ اب واقعات پر نظر  
چنے کہ بچپن سے جناب مسیح پر پیدائش بن باپ کے طعن و تشنیع شروع ہے  
س کے بعد قوم ہے کہ وہ بات سننا گوارہ نہیں کرتی اور ان کی شقاوت قلبی  
جان لینے کی متمنی ہے۔ رہ سہ کر چند حواری ملے تھے جو جان کے خوف  
ند پرست لوگ دبی زبان سے مسیح کی رسالت پر ایمان لائے نہ دولت  
تھے نہ چا کر نہ پیادہ فوج تھی نہ رسالے نہ ہی اور کوئی ظاہری اسباب ایسے  
الدنیا“ ثابت ہو سکے۔ تقریباً ساڑھے تینتیس برس کی عمر میں شام کی  
اور مصوم جان کو تلف کرنے کے لئے حکومت وقت کے علاوہ ہزاروں  
طرح سے خدا کا وہ انعام ”وجیہا فی الدنیا“ کسی دوسرے وقت  
بہ صدیقہ کو ایک اور خوشخبری بھی دی گئی تھی۔ جس کا پورا ہونا بھی از بس  
ناس فی المهد وکھلا (آل عمران: ۴۶)“ کہل ادھیر عمر کو کہتے ہیں

اور جوانی چالیس برس تک رہتی ہے تو گویا مسیح علیہ السلام کو یہ عمر ابھی نصیب ہی نہیں ہوئی اور نہ ہی  
آپ نے ابھی وعدہ الہی کے مطابق باتیں کی ہیں اور یہ ادھیر عمر میں باتیں کرنا بھی ایک راز  
خداوندی ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ سبھی دنیا اس عمر میں باتیں کرتی ہے۔ مسیح کا کہل میں باتیں  
کرنا حکمت خداوندی کے مطابق ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ کہل کی عمر کتنے سو برس بعد آپ کو  
ملے گی۔ مگر دیکھنے والے یہی اندازہ کریں گے کہ آپ کی عمر پچاس سے متجاوز نہیں۔ یہ بھی ایک  
معجزہ ہوگا۔ بہر حال یہ دوسرا وعدہ بھی معرض التوا میں ہے اور چونکہ یہ وعدے من جانب خدا ہیں۔  
اس لئے ان پر ایمان لانا ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ خدا کی توحید ملائکہ اللہ اور جنات کے وجود اور  
حشر کے دن پر، بہت بد نصیب ہے وہ جو خدا کے وعدے پر ایمان نہ لائے یا ان کی بودی تاویل کر  
کے دنیا کو گمراہ کرے۔ اس کے بعد حالات کی نزاکت کو دیکھئے کہ یہودنا مسعود مسیح علیہ السلام سے  
کیا چاہتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی جناب مسیح کے متعلق اپنا عقیدہ بیان کرتا ہے کہ ”پھر بعد اس  
کے مسیح ان کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے۔ گالیاں سننا، طمانچے کھانا، ہنسی اور ٹھٹھے  
میں اڑائے جانا اس نے دیکھا آخر صلیب پر چڑھا دیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۸۰، خزائن ج ۳ ص ۲۹۵)  
”یہودیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ قتل بھی کئے گئے اور  
صلیب بھی دیئے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے صلیب دے کر پھر ان کو قتل کیا گیا۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۷۶، خزائن ج ۲ ص ۳۳۵)  
”عیسائیوں کا یہ بیان کہ درحقیقت مسیح پھانسی کی موت سے مر گیا..... اور عیسائیوں کے  
لئے کفارہ ہو گیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۷۳، خزائن ج ۳ ص ۲۹۲)

بہر حال مرزائی عیسائی اور یہودی اس بات پر متفق ہیں کہ مسیح نعوذ باللہ ذلت کی  
زندگی میں صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ گویا دنیا میں وجاہت نصیب نہیں ہوئی اور اس پر بھی ان  
تینوں قوموں کا ایمان ہے کہ یہودیوں کا مکر مسیح کے ساتھ یہی تھا کہ صلیب پر چڑھائیں اور  
ذلت کی موت ماریں۔ اب کلام مجید کو دیکھئے وہ پر زور اس کی تردید کرتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا نہ  
ہی مسیح کی ذلت کسی نے کی نہ ان سے کوئی ٹھٹھا کر سکتا۔ نہ وہ صلیب پر دیئے گئے نہ ان کو کوئی  
قتل کر سکا۔ چنانچہ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یہ ناپاک ارادہ کیا تو ہم نے  
جہاں مریم صدیقہ کے ساتھ چند وعدے مسیح کے متعلق کئے تھے وہاں خود مسیح کے ساتھ ایک  
وعدہ کیا اور وہ یہ ہے۔ ”اذ قال الله یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی و مطہرک  
من الذین کفروا (آل عمران: ۵۵)“ جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھ کو پورا لینے والا

ہوں اور اپنی طرف تجھے اٹھانے والا ہوں اور ان یہود سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔  
 اللہ تعالیٰ نے جناب کلمۃ اللہ سے یہ وعدہ کیا کہ میں تمہیں روح مع الجسم کے ساتھ لینے والا ہوں۔ یہ وعدہ عیسیٰ علیہ السلام سے ہو رہا ہے۔ جو روح مع الجسم سے مرکب تھا۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں صرف تیری روح کو لینے والا ہوں۔ نہیں جناب عیسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ ہم تمہیں لینے والے ہیں یہاں موت کا کوئی قصہ ہی نہیں اور اگر بفرض محال اس کے یہی معنی کئے جائیں جیسا کہ مرزا قادیانی کرتا ہے کہ میں تمہیں موت دینے والا ہوں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہود تجھ کو مصلوب کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور چونکہ حکومت ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے ایسی حالت میں انھوں نے اللہ کو میں تیری مدد کرنی چاہتا ہوں۔ مگر مرعوب ہوں اور ذرائع مسدود ہیں۔ اس لئے اس وقت مدد نہیں کر سکتا۔ ہاں تیری روح قبض کر دوں گا۔ سبحان اللہ کیا بودی چیز ہے۔ روح تو سبھی کا قبض ہوتا ہے پھر اس میں کیا تخصیص ہے ایک اور بے فکری بھی سنئے مرزائی ترجمہ اس آیت کا یہ ہوا کہ اے عیسیٰ میں تمہیں مارنے والا ہوں اور تیری روح اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

العیاذ باللہ کلام مجید کی بلاغت پر دھبہ آتا ہے۔ کیونکہ تکرار آ گیا ہے۔ جو چیز ایک آیت سے بخوبی نکل سکتی تھی یعنی انی متوفیک میں تجھے مارنے والا ہوں اور جب مر گیا تو روح خود بخود پرواز کر گئی۔ یہ تکرار کیوں کی میں تمہیں مارنے والا ہوں۔ میں تمہاری روح لینے والا۔ مارنا اور روح کا لینا ایک ہی چیز تھی۔ کلام مجید کی بلاغت پر دھبہ لگا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ترجمہ غلط ہے۔ صحیح نہیں اور اس کے غلط ہونے کے بہت سے وجوہ ہیں اور سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر بقول مرزا جناب مسیح کو موت آئے تو یہودنا مسعود کی تائید ہوئی۔ کیونکہ وہ یہی چاہتے تھے۔ گویا یہود کی خفیہ تجویز کامیاب ہوئی اور خدا کی خفیہ تدبیر ناکام ہوئی۔ حالانکہ اللہ نے اپنے لئے خیر الما کرین فرمایا ہے۔ اس لئے اس کا ترجمہ وہی صحیح ہے جو شارع علیہ السلام سے لے کر آج تک اجماع امت میں چلا آیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں اس بزرگ ہستی کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو عند المرزا نہایت معتبر اور جس کے لئے حضور سرکار مدینہ نے فہم کی زیادتی کی دعاء فرمائی تھی اور جو قرآن کو اول نمبر پر سمجھنے والے تھے۔

چنانچہ عم زادہ رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ”فاجتمعت اليهود علی قتله فباخبرہ اللہ بانہ یرفعہ الی السماء یتطہرہ من صحبۃ اليهود (نسائی وابن مردود بیہ ذکرہ فی السراج المنیر ج ۱ ص ۵۳۹، طبع بیروت)“  
 یعنی جب یہود مسیح کو قتل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی کہ

میں تجھے آسمان پر اٹھاؤں گا اور کفار یہ اور ایسا ہی (تفسیر معالم ج ۱ ص ۱) جب وہ شخص جو مسیح کو چاڑھنے بھیج کر مسیح کو آسمان پر اٹھالیا اور اسی بنا دیا۔ پس یہود نے اس کو قتل کیا اور صلیب امام فخر الدین رازی (تفسیر کبیر عیسیٰ) ”حسب ذیل ارشاد فرماتے ہیں یہ مکر الہی اس وقت پایا گیا: اے عیسیٰ میں تیری عمر پوری کروں گا اور لئے نہیں چھوڑ دوں گا۔ بلکہ میں تجھے اپنے قلاب میں آنے سے بچالوں گا اور یہ قلاب سے اپنے قابو میں کر لینا اور کیونکہ عیسیٰ کا جسم نہیں روح اٹھائی گئی تھی۔ اس کرے اس بات پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ توفی کے معنی زمین سے نکل کر آسمان کا توفی اور رفع میں کوئی فرق نہ ہوا۔ بلکہ فقرہ بلا ضرورت تکرار کلام میں ثابت ہ سے صرف حضرت عیسیٰ کی توفی کا اعلا قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک توفی جسم اٹھالینا ہے۔ پس جب انسی مقو سے توفی کی ایک قسم مقرر و معین ہو گئی۔ کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھے ان یہود کی علیحدگی کرنے والا ہوں اور امام جلال اللہ عیسیٰ کی تحت میں فرماتے ہیں۔ ”جب کہا اللہ تعالیٰ نے ا۔ بغیر موت کے آسمان کی طرف اٹھائے

اٹھانے والا ہوں اور ان یہود سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔

جناب کلمۃ اللہ سے یہ وعدہ کیا کہ میں تمہیں روح مع الجسم کے ساتھ لینے لیا۔ السلام سے ہو رہا ہے۔ جو روح مع الجسم سے مرکب تھا۔ یہ نہیں فرمایا کو لینے والا ہوں۔ نہیں جناب عیسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ ہم تمہیں لینے والے تھے ہی نہیں اور اگر بغرض محال اس کے بھی معنی کئے جائیں جیسا کہ میں تمہیں موت دینے والا ہوں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہود تجھ کو لئے ہیں اور چونکہ حکومت ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے ایسی حالت نہ دیکھنی چاہتا ہوں۔ مگر مرعوب ہوں اور ذرا کھ مسدود ہیں۔ اس لئے اس میں تیری روح قبض کر دوں گا۔ سبحان اللہ کیا بودی چیز ہے۔ روح تو سبھی کا کیا تخصیص ہے ایک اور بے نکی بھی سنئے مرزائی ترجمہ اس آیت کا یہ ہوا۔

نے والا ہوں اور تیری روح اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

مجمید کی بلاغت پر دھبہ آتا ہے۔ کیونکہ تکرار آ گیا ہے۔ جو چیز ایک نئی یعنی انی متوفیک میں تجھے مارنے والا ہوں اور جب مر گیا تو روح خود کیوں کی میں تمہیں مارنے والا ہوں۔ میں تمہاری روح لینے والا۔ مارنا اور مارا۔ کلام مجید کی بلاغت پر دھبہ لگا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ترجمہ غلط ہے۔ صحیح نے کے بہت سے وجوہ ہیں اور سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر بقول سنئے تو یہود نامسعود کی تائید ہوئی۔ کیونکہ وہ بھی چاہتے تھے۔ گویا یہودی اور خدا کی خفیہ تدبیر ناکام ہوئی۔ حالانکہ اللہ نے اپنے لئے خیر الما کرین کا ترجمہ دیا صحیح ہے جو شارع علیہ السلام سے لے کر آج تک اجماع چنانچہ ذیل میں اس بزرگ ہستی کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو عند المرزا لئے حضور سرکار مدینہ نے فہم کی زیادتی کی دعاء فرمائی تھی اور جو قرآن کو

(ازالہ اوہام ص ۲۴۷، خزائن ج ۳ ص ۲۴۵)

رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ”فاجتمعت اليهود ہ اللہ بانہ یرفعہ الی السماء یتطہرہ من صحبۃ اليهود یدیہ ذکرہ فی السراج المنیر ج ۱ ص ۵۳۹، طبع بیروت“

کے لئے اکٹھے ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی کہ

میں تجھے آسمان پر اٹھاؤں گا اور کفار یہودی کی صحبت سے پاک رکھوں گا۔

اور ایسا ہی (تفسیر معالم ج ۱ ص ۱۶۲) میں ابن عباس سے روایت مرقوم ہے۔

جب وہ شخص جو مسیح کو پکڑنے کے لئے گیا تھا۔ مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیل کو بھیج کر مسیح کو آسمان پر اٹھالیا اور اسی بد بخت یہودی کو (یعنی یہوداہ اسکر یوٹی) مسیح کی شکل پر بنادیا۔ پس یہود نے اس کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا۔

امام فخر الدین رازی (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۱، ۷۲) میں زیر آیت ”واذ قال اللہ ینا عیسیٰ“ حسب ذیل ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ مکر الہی اس وقت پایا گیا جب کہا خدا نے انی متوفیک اور انی متوفیک کے معنی ہیں۔ اے عیسیٰ میں تیری عمر پوری کروں گا اور پھر تجھے وفات دوں گا۔ پس میں ان یہود کو تیرے قتل کے لئے نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ میں تجھے اپنے آسمان اور ملائکہ کے مقرر کی طرف اٹھالوں گا اور تجھ کو ان کے قابو میں آنے سے بچالوں گا اور یہ تفسیر نہایت ہی اچھی ہے۔ تحقیق تونی کے معنی ہیں کسی چیز کو ہر لحاظ سے اپنے قابو میں کر لینا اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعض آدمی خیال کریں گے کہ حضرت عیسیٰ کا جسم نہیں روح اٹھائی گئی تھی۔ اس واسطے انی متوفیک کا فقرہ استعمال کیا۔ تاکہ یہ کلام دلالت کرے اس بات پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم بمعہ روح آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ ان کی تونی کے معنی زمین سے نکل کر آسمان کی طرف اٹھایا جانا ہے اور اگر کہا جائے کہ اس صورت میں تو تونی اور رفع میں کوئی فرق نہ ہوا۔ بلکہ دونوں ہم معنی ہوئے۔ اگر ہم معنی ہوئے تو پھر افعک الی کا فقرہ بلا ضرورت تکرار کلام میں ثابت ہوا۔ جواب اس کا ہم یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انی متوفیک سے صرف حضرت عیسیٰ کی تونی کا اعلان کرنا ہے اور تونی ایک عام لفظ ہے۔ جس کی ماتحت بہت قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک تونی موت کے ساتھ ہوتی ہے اور ایک تونی آسمان کی طرف بمعہ جسم اٹھالینا ہے۔ پس جب انسی متوفیک کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور افعک الی تو اس فقرہ سے تونی کی ایک قسم مقرر و معین ہو گئی۔ پس کلام میں تکرار نہ رہا اور مطہرک من الذین کفروا کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھے ان یہودی کی صحبت سے جدا کرنے والا ہوں اور تیرے اور ان کے درمیان علیحدگی کرنے والا ہوں اور امام جلال الدین سیوطی (تفسیر جلالین ص ۵۲) ”واذ قال اللہ ینا عیسیٰ“ کی تحت میں فرماتے ہیں۔

”جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تجھ کو اپنے قبضے میں کرنے والا ہوں اور دنیا سے بغیر موت کے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے الگ کرنے والا ہوں۔ کافروں کی صحبت

سے اور تیرے تابعداروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک دلائل اور تلوار سے غالب رکھنے والا ہوں اور امام فخر الدین رازیؒ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۷۲، ۷۳) ”وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ“ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

”قول الہی و افعلک الہی تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ اٹھالیا اور وہ ترتیب کا تقاضا نہیں کرتی۔ پس سوائے اس کے کچھ نہ رہا کہ کہا جائے کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے اور معنی یہ ہیں کہ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کفار سے بالکل پاک و صاف رکھنے والا ہوں اور تجھے دنیا میں نازل کرنے کے بعد فوت کرنے والا ہوں اور اس قسم کی تقدیم و تاخیر قرآن شریف میں بکثرت ہے۔“

ان تراجم و تفسیر سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہود کا وہ ناپاک منصوبہ جو جناب کلمۃ اللہ کے لئے انہوں نے جو بن کیا تھا کہ قتل کریں گے اور صلیب پر چڑھائیں گے یا طرح طرح سے ہنسی مٹھا کریں گے اور تمسخر اڑائیں گے۔ پورا نہیں ہوا بلکہ مالک الملک نے ان کی تدبیر سؤ کے مقابل تدبیر خیر کی اور وہ یہی وعدہ تھا جو بلا توقف ایفاء کا متعنی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب جبرائیل اور اس کے ماتحتوں کو بھیجا۔ جیسا کہ اس کے وعدے کے الفاظ صاف دلالت کرتے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف تجھے اٹھانے والا ہوں اور ان یہود سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔ جناب جبرائیل کلمۃ اللہ کو اس مکان سے جس میں کہ وہ محصور تھے نکال کر آسمان پر لے گئے اور اس طریق سے یہود نامسعود سے آپ کو پاک کیا اور پیسے بھی مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وہ وہ معجزات عطاء کر رکھے تھے جن کی نظیر ہی نہیں۔ مثلاً مادر زادہ کو زخمی اور اندھوں کا اچھا کرنا، مٹی کے پرند بنا کر ان میں پھونک مارنا اور ان کا پرواز کرنا، مردوں کو زندہ کرنا یہ سب باتیں دلالت کرتی ہیں کہ ان میں کوئی خاص طاقت تھی اور جب ایسی ایسی خوبیاں موجود تھیں اور ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا تو اس کا انکار کس طرح کیا جائے کہ مردے تو آپ کے حکم پر زندہ ہوں۔ اندھے سو جھاکے ہو جائیں۔ مادر زاد کوڑھے چنگے بھلے ہو جائیں اور جب اپنی جان خطرے میں ہو تو بے بس رہیں۔ یہ غیر ممکن ہے کہ جب ان تمام معجزات کو مانا جاتا ہے جو بظاہر ناممکن اور سنت اللہ کے خلاف ہیں اور جن کا فاعل مسیح علیہ السلام ہے تو مسیح کے رفع الی السماء کو کیوں نہ مانیں۔ جس کا فاعل باری تعالیٰ ہے۔ یا تو خدا کی قدرتوں اور طاقتوں کا سرے سے انکار کریں کہ مولا کو یہ طاقت نہیں کہ وہ کرۂ زمہریر و آتھمن سے کسی خاکی کو لے جاسکے اور اگر یہ خیال فاسد و باطل ہے تو ایک انسان کیا وہ چاہے تو تمام مخلوق کو لے جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ ”واللہ علیٰ

کمال شعلی قدیر“ ہے۔ وہ خطرناک کنز ہیں اور انسانوں سے زیادہ تابع فرمان ہیں کہ قرآن حکیم شاہد ہے ”کمال قد علم صد فرمان ہے اور اپنی زبان میں اس کی حمد و فکر کہ پر جناب داؤد علیہ السلام کے واقعہ ہی کو۔ ہی نہیں آپ جب حمد و ثناء کرتے تھے تو پر ”یا جبال اویبی معہ والطیر (سب) سامنے ہے۔ نمرودی چو جس میں ہزاروں سے عاجز تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک ہی حکم۔ ابراہیم (الانبیاء: ۶۹)“ ٹھنڈی ہوئی اگر سلامتی والی سرد نہ کہا جاتا تو وہ اتنی سرد رہ جاتے۔ دریائے نیل ہی کو دیکھ لیجئے کہ جاتا تھا۔ اس لئے خدا کی وہ مخلوق وہ کرۂ زمہ خلاف سروسامانی فرق لائے۔ ہاں آج کل کی طرف مسعود کرتے ہیں اور ملائکہ کے حکمے دربان پہلے ہی دن سے اس بات پر مامور کی توضیح کی جائے۔ چنانچہ یہ ایک عام کہا جاتا ہے۔ حالانکہ آج کل کے فلسفی تو ہیں اور کوشش ہو رہی ہے کہ ان کے مکتبہ میں بیویوں و فحش و شرمندہ ہوا اور ہوتا رہے۔ تمہاری بد اعمالیوں کی ویسی ہی گواہی دے فلسفیوں کے پیٹ میں چوہے دوڑنے۔ (یسین: ۶۵)“ طرح طرح سے ایک ہوئی تو منہ پر تالے پڑے۔ اسی طرح ایک مہینہ کی مسافت پر واقعہ تھا۔ آپ بھی واصل الی الحق ہوا۔ اس کے بعد علم

روں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک دلائل اور ثبوت سے غالب رکھنے والا ہوں  
(تفسیر کبرج ۸ ص ۷۲، ۷۳) ”واذ قال اللہ یا عیسیٰ“ کے تحت میں

یٰ ارفعک الٰہی تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ اٹھالیا اور واؤ  
رتی۔ پس سوائے اس کے کچھ نہ رہا کہ کہا جائے کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے  
تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کفار سے بالکل پاک و صاف رکھنے والا  
نازل کرنے کے بعد فوت کرنے والا ہوں اور اس قسم کی تقدیم و تاخیر قرآن  
”ہے۔“

و تقاسیر سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہود کا وہ ناپاک منصوبہ جو  
لئے انہوں نے جو یہ کیا تھا کہ قتل کریں گے اور صلیب پر چڑھائیں گے یا  
مٹھا کریں گے اور مسخراڑائیں گے۔ پورا نہیں ہوا بلکہ مالک الملک نے ان  
مذہبیر خیر کی اور وہ یہی وعدہ تھا جو بلا توقف ایفاء کا متنبی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے  
ان کے ماتحتوں کو بھیجا۔ جیسا کہ اس کے وعدے کے الفاظ صاف دلالت  
کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے والا ہوں اور اپنی طرف تجھے اٹھانے والا ہوں اور ان  
نے والا ہوں۔ جناب جبرائیل علیہ السلام کو اس مکان سے جس میں کہ وہ محصور  
لے گئے اور اس طریق سے یہودنا مسعود سے آپ کو پاک کیا اور ویسے بھی مسیح  
نے وہ وہ معجزات عطاء کر رکھے تھے جن کی نظیر ہی نہیں۔ مثلاً مادرزادہ کوڑھی  
مٹی کے پرند بنا کر ان میں پھونک مارنا اور ان کا پرواز کرنا، مردوں کو زندہ  
کرت کرتی ہیں کہ ان میں کوئی خاص طاقت تھی اور جب ایسی ایسی خوبیاں  
ار نہیں کیا جاسکتا تو اس کا انکار کس طرح کیا جائے کہ مردے تو آپ کے حکم  
وجہا کے ہو جائیں۔ مادرزاد کوڑھے جنگے بھلے ہو جائیں اور جب اپنی جان  
س رہیں۔ یہ غیر ممکن ہے کہ جب ان تمام معجزات کو مانا جاتا ہے جو بظاہر  
خلاف ہیں اور جن کا قائل مسیح علیہ السلام ہے تو مسیح کے رفع الی السماء کو  
فاعل باری تعالیٰ ہے۔ یا تو خدا کی قدرتوں اور طاقتوں کا سرے سے انکار  
نہیں کہ وہ کرہ زمہریرہ آتشیں سے کسی خاکی کو لے جاسکے اور اگر یہ خیال  
نسان کیا وہ چاہے تو تمام مخلوق کو لے جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ ”واللہ علیٰ

کل شئی قدير“ ہے۔ وہ خطرناک کڑے جو برف اور آگ بنا دیتے ہیں وہ بھی اسی کی مخلوق  
ہیں اور انسانوں سے زیادہ تابع فرمان ہیں اور خدا کی حمد و تقدیس ہر وقت بیان کرتے ہیں۔ جیسا  
کہ قرآن حکیم شاہد ہے ”کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ (النور: ۴۱)“ ہر چیز اس کے تابع  
فرمان ہے اور اپنی زبان میں اس کی حمد و فکر کرتا جانتی ہے۔ جمادات ہی کو دیکھ لیجئے اور مثال کے طور  
پر جناب داؤد علیہ السلام کے واقعہ ہی کو لے لیجئے۔ قدرت نے انہیں وہ لجن عطاء کیا تھا جس کی نظیر  
ہی نہیں آپ جب حمد و ثناء کرتے تھے تو پرند اور پہاڑ جواب دیتے تھے۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے  
”یا جبّال اوبی منہ والطیر (سبا: ۱۰)“ اس کے علاوہ جناب ابراہیم کی مثال آپ کے  
سامنے ہے۔ نمرودی چھ جس میں ہزاروں من لکڑیاں جل چکی تھیں اور جس پر پرند پرواز کرنے  
سے عاجز تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک ہی حکم سے ”قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی  
ابراہیم (الانبیاء: ۶۹)“ ٹھنڈی ہوئی۔ مفسرین بردا و سلاما کی تفسیر میں متفقہ طور پر لکھتے ہیں کہ  
اگر سلامتی والی سرد نہ کہا جاتا تو وہ اتنی سرد ہوتی کہ ابراہیم سردی سے ”واصل الٰہی الحق“ ہو  
جاتے۔ دریائے نیل ہی کو دیکھ لیجئے کہ جاں قبلیوں کے لئے قہار بنا وہاں سہیوں کے لئے رحیم بھی  
تھا۔ اس لئے خدا کی وہ مخلوق وہ کرہ زمہریرہ ہو یا آتشیں کی کیا طاقت ہے جو احکام سرمدی کے  
خلاف سرمو بھی فرق لائے۔ ہاں آج کل کے فلسفی بھلا اس بات کو کیا جانیں کہ روز شیطین آسمان  
کی طرف صعود کرتے ہیں اور ملائکہ کے کاروبار اور باتوں کو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
کے دربان پہلے ہی دن سے اس بات پر مامور ہیں کہ جب وے آویں تو آگ کے شعلوں سے ان  
کی تواضع کی جائے۔ چنانچہ یہ ایک عام مشاہدے کی چیز ہے۔ جسے عرف عام میں ستاروں کا ٹوٹنا  
کہا جاتا ہے۔ حالانکہ آج کل کے فلسفی تو اس بات پر قائل گئے ہیں کہ چاند اور ستاروں میں شہر آباد  
ہیں اور کوشش ہو رہی ہے کہ ان کے کینوں سے ہم کلامی ہو۔ گو سائنس اور فلسفہ کلام مجید کے سامنے  
ہیسیوں دفعہ خجل و شرمندہ ہوا اور ہوتا رہے گا۔ مثلاً کلام مجید نے اعلان کیا کہ تمہارے ہاتھ اور پاؤں  
تمہاری بد اعمالیوں کی ویسی ہی گواہی دیں گے جیسے کہ تمہاری زبان ترجمانی کرتی ہے۔ یہ سن کر  
فلسفیوں کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ اس آیت کریمہ پر ”تنشہد ارجلہم  
(یسین: ۶۵)“ طرح طرح سے ایک کافی مدت تک اعتراض ہوتے رہے۔ آخر فوٹو گراف ایجاد  
ہوئی تو منہ پرتا لے پڑے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے جنگ موتہ کا واقعہ بیان فرمایا جو قریباً  
ایک مہینہ کی مسافت پر واقعہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا زید شہید ہوا اب علم جعفر نے ہاتھ میں لیا وہ  
بھی واصل الی الحق ہوا۔ اس کے بعد علم اسلام عبداللہ بن رواحہ نے ہاتھ میں لیا وہ بھی شہید ہوا۔



اس کے بعد علم خالد بن ولیدؓ جو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے نے سنبالا اور خدا کی مہربانی سے کامیاب ہوا۔ اسی حالت میں آپ جعفرؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ جعفر کی بیوی بچوں کو نہلا کر سرمد لگا رہی تھی۔ آپ بچوں کو دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے اور زنانوں پر بٹھالیا۔ اسماءؓ نے پوچھا کیا ان کے والد کی کوئی خبر آئی ہے۔ فرمایا ہاں وہ شہید ہوا۔ ایسی ایسی اور سینکڑوں اخبار مدتوں فلسفیوں کا کھلونہ بنی رہیں۔ بالآخر ٹیلی فون و برقی تاریخیں ایجاد ہوئیں تو شرم کے آنچل سے منہ چھپانا پڑا۔ یہاں تو معاملہ ہی صاف ہے۔ خلاق کائنات اپنی مخلوق کو جہاں چاہئے اور جس طریق سے چاہئے لے جائے اور رکھے کسی کا کیا حق ہے کہ زبان کو ذرا سی جنبش بھی کرے۔ جب کہ فرقان حمید میں ایسے بھی واقعات موجود ہیں۔ جناب سلیمان علیہ السلام کے عہد رسالت میں جہاں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر شاہی دے رکھی تھی۔ وہاں جنات پر بھی شہنشاہی تھی اور پرندوں کی بول چال پر بھی خاصہ تصرف تھا۔ ایک دن جب کہ آپ فوج کا جائزہ لے رہے تھے۔ پرندوں میں سے ہدہ کو غائب پایا۔ اظہار ناراضگی فرماتے ہوئے غیر حاضری پر تعجب کیا اور معقول عذر پر معافی بتلائی۔ جب وہ حاضر ہوا تو عرض کی کہ میں نے آج ایک ایسے ملک پر پرواز کیا ہے جس کے لوگ چاند اور سورج کی پرستش کرتے ہیں اور ان پر ایک عورت حکمران ہے اور اس کی عدالت کا تخت بہت عمدہ اور بڑا ہے۔ آپ نے نامہ ہدایت بھیجا۔ جس میں خدائے واحد اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی تلقین فرمائی۔ اس نے اس کے جواب میں نبوت اور سلطنت کے امتیاز کے لئے تحائف بھیجے۔ آپ نے اس کے جواب میں ڈانٹ پلائی اور سختی سے توحید پر ایمان لانے کو لکھا۔ اس وقت آپ دربار عام میں اجلاس فرما رہے تھے اور رسالت کا رعب آپ کے فرق مبارک سے ٹپک رہا تھا۔ جلالت نبوت میں آپ نے مصاحبین پر نظر دوڑائی اور فرمایا: ”ایکم یا یتیمی بعرضہا قبل ان یأتونی مسلمین“ تم میں سے کون ہے جو اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کر آئے۔ اس کا تخت یہاں اٹھالائے۔ ”قال عفريت من الجن انا آتیک به قبل ان تقوم من مقامک (النمل: ۳۹)“ جنات میں سے ایک دیوبلا میں لاسکتا ہوں۔ اس کو اس سے پہلے کہ آپ کھڑے ہوئے اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں۔ یعنی جو وقت کھڑے ہونے اور بیٹھنے میں خرچ ہوتا ہے۔ اسی تھوڑے سے وقت میں اس بھاری بھر کم تخت کو آپ کی خدمت میں حاضر کر سکتا ہوں اور اس پر میں زبردست امانت دار بھی ہوں۔ اس کے بعد ایک اور نے یوں لب کشائی کہ ”قال الذی عنده علم من الکتاب انا آتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک (النمل: ۴۰)“ عرض کیا جناب میں لاسکتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ آنکھ جھپکیں۔ کیونکہ مجھے توریت کا علم دیا گیا ہے۔

اللہ اللہ خدا کا کلام اور اس کی سے بھاری بھر کم تخت آن واحد میں لا۔ خلاق جہاں جو ساری دنیا و مافیہا کا مالک لے جانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ مرزائی ہے مگر وہ اپنے قوانین کو نہیں بدلتا۔ اس کا ہمارے لئے ہے نہ کہ خلاق جہاں کے۔ یا حکم کا تابع نہیں اور اگر ہماری طرح و طاقتوں اور قدرتوں کی حد بست ہی نہیں کر آئے ہیں۔ ایک انسان کا آسان پر یذہب کم ویات بخلق جدید اعلان فرماتی ہے۔ یعنی اگر وہ مالک الما مال و الماک غرق کر دے اور اس سے کھاتی پیتی لڑتی جھگڑتی لے آوے اور جہاں کے فرمان کے مطابق نہایت آس مگنا بھی ہم کمزور ایمان والوں کی تسلی ہے کہ جب وہ ارادہ کرتی ہے کسی امر ہو جاتی ہے۔ نہ اسے ہماری طرح ب ضرورت ہے۔ ہاں اس کے قادر و قو کے طوفان کے وقت ایک ایماندار ب ضرورتی تو قوم نے استہزاء کیا۔ مگر وہ ملائی ہوتی۔ عرض کرتی بیٹا نوح طوفان اتفاق کی بات ہے کہ طوفان کے مو ہو چکی اور پانی کا نور ہوا تو آپ کشتی ایک ہو کا علم تھا۔ جو چاروں طرف آیا واز کیسی۔ سامنے جھونپڑا نظر آیا بیٹا نوح کیا طوفان کے آنے کا دن

لم خالد بن ولیدؓ جو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے نے سنبھالا اور خدا کی مہربانی ہو۔ اسی حالت میں آپ جعفرؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ جعفر کی بیوی بچوں کو نہلا کر لی۔ آپ بچوں کو دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے اور زانوں پر بٹھالیا۔ اسماءؓ نے پوچھا کیا ان کی خبر آئی ہے۔ فرمایا ہاں وہ شہید ہو۔ ایسی ایسی اور سینکڑوں اخبار مدتوں فلسفیوں کا بے بالا خرنیلی فون و برقی تاریخیں ایجاد ہوئیں تو شرم کے آچل سے منہ چھپانا پڑا۔

یہی صاف ہے۔ خلاق کائنات اپنی مخلوق کو جہاں چاہئے اور جس طریق سے چاہئے رکھے کسی کا کیا حق ہے کہ زبان کو ذرا سی جنبش بھی کرے۔ جب کہ فرقان حید میں موجود ہیں۔ جناب سلیمان علیہ السلام کے عہد رسالت میں جہاں اللہ تعالیٰ نے پرشای دے رکھی تھی۔ وہاں جنات پر بھی شہنشاہی تھی اور پرندوں کی بول چال پر تھا۔ ایک دن جب کہ آپ فوج کا جائزہ لے رہے تھے۔ پرندوں میں سے ہدہ کو رنارنا رنکی فرماتے ہوئے غیر حاضری پر تعجب کیا اور معقول عذر پر معافی بتلائی۔

تو عرض کی کہ میں نے آج ایک ایسے ملک پر پرواز کیا ہے جس کے لوگ چاند اور کرتے ہیں اور ان پر ایک عورت حکمران ہے اور اس کی عدالت کا تخت بہت عمدہ ہے۔ نامہ ہدایت بھیجا۔ جس میں خدائے واحد اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی سائنس اس کے جواب میں نبوت اور سلطنت کے امتیاز کے لئے تحائف بھیجے۔

جواب میں ڈانٹ پلائی اور سختی سے توحید پر ایمان لانے کو لکھا۔ اس وقت آپ اس فرما رہے تھے اور رسالت کا رعب آپ کے فرق مبارک سے ٹک رہا تھا۔

آپ نے مصاحبتیں پر نظر دوڑائی اور فرمایا: ”ایکم یایتنی بعرشہا قبل ان ینزلن“ تم میں سے کون ہے جو اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کر آئے۔ اس کا تخت

قال عفريت من الجن انا آتیک به قبل ان تقوم من مقامک میں سے ایک دیوبولا میں لاسکتا ہوں۔ اس کو اس سے پہلے کہ آپ کھڑے بیٹھ جائیں۔ یعنی جو وقت کھڑے ہونے اور بیٹھنے میں خرچ ہوتا ہے۔ اسی میں اس بھاری بھر کم تخت کو آپ کی خدمت میں حاضر کر سکتا ہوں اور اس پر میں بھی ہوں۔ اس کے بعد ایک اور نے یوں لب کشائی کہ ”قال الذی عنده اب انا آتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک (النمل: ۲۰)“ عرض کیا اس سے پہلے کہ آپ آنکھ جھپکیں۔ کیونکہ مجھے تو ریت کا علم دیا گیا ہے۔

اللہ اللہ خدا کا کلام اور اس کی مخلوق کے ادنیٰ افراد کو تو یہ طاقت ہو کہ وہ مہینوں کی مسافت سے بھاری بھر کم تخت آن واحد میں لانے میں قدرت رکھتے ہوں اور لا کر حاضر کر دیں۔ مگر وہ خلاق جہاں جو ساری دنیا و مافیہا کا مالک ہو رزاق ہو۔ اپنی مرضی و مشیت کے مطابق جہاں چاہے لے جانے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ مرزا کی عموماً جہالت سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ طاقت و قدرت تو ہے مگر وہ اپنے قوانین کو نہیں بدلتا۔ اس کا سہل اور صحیح جواب تو یہ ہے کہ قانون قدرت کی تابعداری ہمارے لئے ہے نہ کہ خلاق جہاں کے لئے۔ ہم احکام سرمدی کے تابع فرمان ہیں۔ وہ کسی قانون یا حکم کا تابع نہیں اور اگر وہی طرح وہ بھی تابع و مطیع ہو جائے تو واللہ علی کل شیء قدیر کیسا اس طاقتوں اور قدرتوں کی حد بست ہی نہیں۔ جیسا کہ ہم مرزا قادیانی کے حوالوں سے قبل ثابت کر آئے ہیں۔ ایک انسان کا آسمان پر لے جانا تو کیا وہ تو وہ غالب و قادر ہستی ہے جو ”ان یشاء ینذهب کم ویات بخلق جدید وما ذالک علی اللہ بعزیز (ابراہیم: ۲۰۰۹)“ کا اعلان فرماتی ہے۔ یعنی اگر وہ مالک الملک چاہے تو ہم سب کو ایک سینکڑ کے بیسیوں حصے میں مع مال و الماک غرق کر دے اور اس سے تھوڑے عرصے میں ایک ایسی ہی اور نئی مخلوق ہماری طرح کھاتی پیتی لڑتی جھگڑتی لے آوے اور تم تو یہی کہو گے کہ یہ قطعاً محال و غیر ممکن ہے۔ مگر وہ خلاق جہاں کے فرمان کے مطابق نہایت آسان ہے اور یہ مسیح علیہ السلام کے لئے روح الامین کو بھیج کر مگانا بھی ہم کمزور ایمان والوں کی تسلی کے لئے تھا اور نہ وہ پاک ذات تو ایسی زبردست و زور آور ہے کہ جب وہ ارادہ کرتی ہے کسی امر کا تو بس اتنا ہی حکم کر دیتی ہے کہ ہو جائیں حکم کے ساتھ ہی وہ ہو جاتی ہے۔ نہ اسے ہماری طرح بودے سہارے اور وسائل مطلوب ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی ضرورت ہے۔ ہاں اس کے قادر و توانا ہونے کا ایمان ہونا چاہئے۔ کتب سیر میں لکھا ہے کہ نوح کے طوفان کے وقت ایک ایماندار بوڑھی غریب عورت تھی جب جناب نوح نے طوفان کی آمد کی خبر دی تو قوم نے استہزاء کیا۔ مگر وہ ڈری اور ایمان لائی۔ چنانچہ جب بھی وہ نوح علیہ السلام سے ملاتی ہوتی۔ عرض کرتی بیٹا نوح طوفان کے وقت مجھے یاد رکھنا اور اپنی کشتی میں مجھے بھی جگہ دینا۔ اتفاق کی بات ہے کہ طوفان کے موقع پر وہ نوح علیہ السلام کی یاد سے اتر گئی۔ جب دنیا زبردست ہو چکی اور پانی کا نور ہوا تو آپ کشتی سے اترے نہ کہیں مکان تھے نہ محل نہ باغ تھے نہ وادیاں۔ ایک ہوکا علم تھا۔ جو چاروں طرف حاوی تھا۔ چلتے چلتے چکی کی کھر کھراہٹ کی آواز سنی۔ تعجب ہوا یہ آواز کیسی۔ سامنے جھونپڑا نظر آیا۔ کواڑ بند تھا۔ دستک دی تو وہی بڑھیا لڑکھرائی سامنے آئی اور کہا بیٹا نوح کیا طوفان کے آنے کا دن آگیا اور تم مجھے لے آئے ہو۔ جناب نوح نے جواب دیا اماں

وہ تو گذر چکا اور دنیا غرق ہوئی۔ اس نے تعجب سے ہاتھوں کو مسلا اور کہا واللہ مجھے تو اس کا کچھ علم بھی نہ ہوا۔ آپ نے جواب دیا تم روز گیہوں کو جیتی ہو مگر وہ چند گیہوں جو کیلی کے ساتھ چٹے رہنے ہیں صحیح و سالم ہی رہتے ہیں۔ ان پر کوئی آنچ تک نہیں آتی۔ اسی طرح جو خدائے واحد کی واحدانیت سے لگاؤ رکھتے ہیں وہ ہمیشہ محفوظ و مامون رہتے ہیں تو حاصل یہ ہوا کہ ایمان ہونا چاہئے دیکھئے ہمیں تعلیم ہی کچھ ایسی دی گئی ہے۔ یہ منون بالغیب ظاہر کی آنکھ سے ہم نے خدا کو نہیں دیکھا۔ ملائکہ اور جنات کو نہیں دیکھ سکتے۔ سرور دو جہاں ﷺ کو نہیں دیکھا۔ قرآن منزل من اللہ ہوتے نہیں دیکھا۔ معراج جسمانی کے ہم شاہد نہیں۔ شق القمر کے ہم تماشا کی نہیں۔ اس کے علاوہ اور بیسیوں چیزیں ہیں جو ہمارے مشاہدے میں نہیں آئیں۔ مگر ہم سب کا اس پر کامل بھروسہ اور ایمان ہے کہ یہ سب چیزیں صحیح اور درست ہیں۔ حالانکہ ہمارے عقل و فکر سے وارام الورا ہیں۔ اصل میں ہمارے ایمان ایمان نہیں رہے یا تو وہ سرے سے ہم سے کنارہ کش ہوئے یا وہ توہمات باطلہ سے اس قدر کمزور ہیں کہ ان میں وہ الہیت کا مادہ ہی نہیں خیر القرون میں ہمارے جیسے چند ایک گنوار دیہاتی سرکار مدیہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور ایمان لانے کا اقرار کیا۔ زبان فیض ترجمان سے مشیت الہی یہ جواب نے دلوا یا۔

”قالت الاعراب امنوا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا سلمنا (حجرات: ۱۷)“ کہا گنواروں نے کہ ایمان لائے ہیں ہم کہہ دے میرے حبیب کہ نہیں ایمان لائے تم ولیکن یہ کہو کہ مسلمان ہوئے ہم اور ابھی نہیں داخل ہوا۔ ایمان سچ دلوں تمہارے کے، اور یہاں تو مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے میں اشکال ہی نہیں۔ جب کہ سرور دو جہاں ﷺ کا معراج جسمانی ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے اور جمہور امت کا اس پر ایمان ہے ارشاد ہوتا ہے۔ ”سبحان الذی اسرى بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی (بنی اسرائیل: ۱)“ ”پاک ذات ہے وہ مولا جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔“

مگر افسوس یہاں بھی مرزائی الٹی کھوپڑی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کو خواب میں سیر کرایا گیا اور یہ چیزیں روح نے دیکھیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے بندے کو میر کرایا۔ اب بندہ روح مع الجسد دونوں کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی میں عیسیٰ روح مع الجسد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ عیسیٰ کو پورا پورا لینے کا وعدہ فرما رہے ہیں۔ نہ کہ خالی روح کو اور یہ روح کی حقیقت بھلا مرزا جیسے باتونی کیا جائیں۔ حالانکہ وہ

ٹوٹی پھوٹی گفتگو زری عربی سرقہ کر کے جوڑ توڑا سے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا ثابت کر۔ ہوتا ہے۔ ”ویسئلونک عن الروح قال سوال کرتے ہیں اے محمد ﷺ ایک حکم ہے۔ ناظرین! آپ نے ابھی اسی کتبہ جناب یحییٰ نے یہ بشارت دی تھی۔ ”ومصدقہ ایک کلمۃ اللہ کی تصدیق کرتا ہوں اور کلمۃ اللہ کا اس کے بعد جنابہ مریم کو ملائکہ نے بکلمۃ منہ (آل عمران: ۴۰)“ ”یعنی تحقیق اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ کلمۃ اللہ یار القاھا الی مریم (نساء: ۱۷۱)“ ”وہ اور اور ان کلمات کے متعلق اللہ تعالیٰ (بقرہ: ۲۱۰)“ ”اسی اللہ کی طرف تمام ام ”الیہ یصعد الکلم الطہ کے طرف چڑھتے ہیں کلمے پاک اور عمل نیک ثابت ہوا کہ خدا کے کلمات خد تھے۔ اس لئے اللہ ہی کی طرف لوٹ گئے۔ مرزائی صاحبان ایک اور اعتراف دو جہاں خاتم النبیین ﷺ جو تمام انبیاء ہیں۔ وہ تو مدینہ طیبہ میں آرام کریں اور حضور سرور کائنات ﷺ کی ہنک ہے اس نہیں ہے۔ بلکہ کمال عزت ہے کہ ان کے جرنیل کی حیثیت سے اسوہ نبی ﷺ پر جل کوروش کرنے کے لئے پیش گوئی کو پورا اطہر پر حاضر ہوا اور حسب پیش گوئی سرکار دے، عیسیٰ کو باطل ثابت کرے۔ تمام

فرق ہوئی۔ اس نے تعجب سے ہاتھوں کو مسلا اور کہا واللہ مجھے تو اس کا کچھ علم نہ جواب دیا تم روز گیہوں کو جستی ہو مگر وہ چند گیہوں جو کیلی کے ساتھ چٹے لی رہتے ہیں۔ ان پر کوئی آج تک نہیں آتی۔ اسی طرح جو خدائے واحد کی کتبے ہیں وہ ہمیشہ محفوظ و مامون رہتے ہیں تو حاصل یہ ہوا کہ ایمان ہونا چاہئے لہجہ ایسی دی گئی ہے۔ یومنون بالغیب ظاہر کی آنکھ سے ہم نے خدا کو نہیں ت کو نہیں دیکھ سکتے۔ سرور دو جہاں ﷺ کو نہیں دیکھا۔ قرآن منزل من اللہ راجح جسمانی کے ہم شاہد نہیں۔ شق القمر کے ہم تماشا کی نہیں۔ اس کے علاوہ جو ہمارے مشاہدے میں نہیں آئیں۔ مگر ہم سب کا اس پر کامل بھروسہ اور یقین صحیح اور درست ہیں۔ حالانکہ ہمارے عقل و فکر سے واراہ الوراہ ہیں۔ ان ایمان نہیں رہے یا تو وہ سرے سے ہم سے کنارہ کش ہوئے یا وہ توہمات ہیں کہ ان میں وہ اہلیت کا مادہ ہی نہیں خیر القرون میں ہمارے جیسے چند مدینہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور ایمان لانے کا اقرار کیا۔ زبان فیض مایہ جواب نے دلویا۔

ن الاعراب امنوا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا سلمنا ہما گواروں نے کہ ایمان لائے ہیں ہم کہہ دے میرے حبیب کہ نہیں ایمان لمان ہوئے ہم اور ابھی نہیں داخل ہوا۔ ایمان سچ دلوں تمہارے کے، اور کے آسمان پر جانے میں اشکال ہی نہیں۔ جب کہ سرور دو جہاں ﷺ کا لکھوں کے سامنے موجود ہے اور جمہور امت کا اس پر ایمان ہے ارشاد ہوتا اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا (۱۰:۱) ”پاک ذات ہے وہ مولا جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے

ہاں بھی مرزائی الٹی کھوپڑی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کو یہ چیزیں روح نے دیکھیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے جب بندہ روح مع الجسد دونوں کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح یسا عیسیٰ انی میں عیسیٰ روح مع الجسد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ عیسیٰ کو پورا پورا لینے کا وعدہ روح کو اور یہ روح کی حقیقت بھلا مرزا جیسے ہاتوئی کیا جانیں۔ حالانکہ وہ

ٹوٹی پھوٹی گفتگو زبی عربی سرقہ کر کے جوڑ توڑ ملانے پر ہی قادر تھے۔ غور سے سنئے ہم اسی روح میں سے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا ثابت کرتے ہیں۔ مگر گوش ہوش چاہئے اور دل کی صفائی ارشاد ہوتا ہے۔ ”ویستلونک عن الروح قال الروح من امر ربی (بنی اسرائیل: ۸۵)“

سوال کرتے ہیں اے محمد ﷺ تجھ سے روح کیا ہے۔ کہہ دے روح میرے مالک کا ایک حکم ہے۔ ناظرین! آپ نے ابھی اسی کتاب میں ذکر کیا علیہ السلام کے بیان میں پڑھا ہے کہ جناب یحییٰ نے یہ بشارت دی تھی۔ ”ومصدقاً بکلمۃ من اللہ (آل عمران: ۳۹)“ یعنی میں ایک کلمۃ اللہ کی تصدیق کرتا ہوں اور کلمۃ اللہ کا ترجمہ ہے روح اللہ کا یا حکم اللہ کا۔

اس کے بعد جناب مریم کو ملا کہ نے ایک بشارت دی اور وہ یہ ہے۔ ”ان اللہ یشرک بکلمۃ منہ (آل عمران: ۴۵)“ یعنی تحقیق اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے اپنے ایک حکم کی۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ کلمۃ اللہ یا روح اللہ کون ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ”کلمۃ القاہا الی مریم (نساء: ۱۷۱)“ ”وہ اللہ کا کلمہ تھا جو مریم کی طرف القاء کیا گیا تھا۔“

اور ان کلمات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”والی اللہ ترجع الامور (بقرہ: ۲۱۰)“ ”اسی اللہ کی طرف تمام امور رجوع ہوتے ہیں۔“

”الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفع (فاطر: ۱۰)“ ”اسی کے طرف چڑھتے ہیں کلمے پاک اور عمل نیک بلند ہوتے ہیں۔“

ثابت ہوا کہ خدا کے کلمات خدا کی طرف ہی لوٹ جاتے ہیں اور سچ چونکہ کلمۃ اللہ تھے۔ اس لئے اللہ ہی کی طرف لوٹ گئے۔

مرزائی صاحبان ایک اور اعتراض کر کے جہلاء کو عموماً پھسلا لیا کرتے ہیں وہ یہ سرور دو جہاں خاتم النبیین ﷺ جو تمام انبیاء کے سردار ہیں اور جو ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ تو مدینہ طیبہ میں آرام کریں اور بنی اسرائیل کا آخری نبی آسمان کو زینت بخشے۔ اس میں حضور سرور کائنات ﷺ کی ہنک ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آقائے نامہ اعلیٰ ﷺ کی اس میں ہنک نہیں ہے۔ بلکہ کمال عزت ہے کہ ان کے عہد رسالت میں ایک صاحب کتاب رسول ایک وفادار جرنیل کی حیثیت سے اسوہ نبی ﷺ پر جلتا ہوا محمدی امام کی اقتداء میں نماز پڑھے۔ حضور کی صداقت کو روشن کرنے کے لئے پیش گوئی کو پورا کرے۔ آسمان سے آوے اور نبی عربی کی سلامی کو روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور حسب پیش گوئی سرکار مدینہ حج کرے۔ صلیب کو توڑے، خنزیر کا کھانا حرام قرار دے، عیسیٰ کو باطل ثابت کرے۔ تمام اہل کتاب کو لوائے محمدی کی پناہ میں لاوے اور اس قدر

عاشق زار ہو کہ زندگی میں امت محمدیہ میں ہونے کی خواہش کرے اور جب دم واپسین ہو تو محمد عربی ﷺ کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کی آرزو کرے اور آپ ﷺ کے پہلو میں دفن ہو اور لطف تو یہ ہے کہ سب پیشگوئی یتیم مکہ ﷺ روز جزا کو جناب صدیق و عمرؓ کے درمیان اللہ کے دو محبوب اکٹھے انھیں۔ ذیل میں ایک مضمون جناب مولانا شیخ الحدیث والفقیر مولوی شبیر احمد عثمانی صدر المدرسین کا پیش کیا جاتا ہے۔ پڑھئے اور سر دھنئے۔

”افضل البشر کی عظمت میں کسی کا کیا موازنہ ہے کہ ہم سے گئے سبقت لے جائے۔ ایک وہ ہیں جن کے خیال میں حضرت مسیح علیہ السلام برائے چندے آسمان پر رہ کر افضل بن سکتے ہیں اور ہم وہ ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ واللہ وہ سرزمین جس پر سرور کائنات ﷺ کے قدم پڑتے ہیں۔ اس آسمان سے ہزار درجہ افضل ہے۔ جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اس کے غیر معہدائی فرشتے بھی آباد ہیں۔ ایک وہ ہیں جو مکین کو مکان کی وجہ سے شرف دیتے ہیں اور ہم وہ ہیں جو مکان کو مکین کی وجہ سے اشرف سمجھتے ہیں۔“ لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهد البلد (بلد: ۲۰۱) ”اے محمد ﷺ میں اس شہر مکہ کی قسم اس لئے کھاتا ہوں کہ تو اس میں رہتا ہے۔ خدا کی جنت اس کے نام کے گرد دور کرتی ہے اور اس کے جہنم اس کے تبرک نام سے خائف ہیں۔ کوئی نہیں جس پر ایمان لانا اس کے بعد درست ہو۔ اس لئے کہ اب وہ آگیا جو سارے جہاں کو تسلی دینے والا ہے۔ ہر بیا ساسی کے بحر شریعت سے سیراب ہوگا۔ ہر بھوکا اسی کے دسترخوان سے شکم سیر ہوگا اور ہر خائف اس کے حریم امن میں پناہ پائے گا۔ اس کا دامن خدا تعالیٰ کے دانگی رضا کا ضامن ہے۔ کوئی نہیں جس کا نام اس کے نام سے اونچا ہو سکے۔ کوئی نہیں جو اس کی نبوت کے بعد اپنی طرف دعوت کا حق رکھتا ہو۔ اس لئے کہ امام آگیا اور وہ حامل لواء ہے اور سب اس کے جھنڈے کے نیچے ہیں۔ اس راز کو آشکارا کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام جیسا اولوالعزم نبی آئے گا اور دنیا کو دکھلا دے گا کہ یہ وہ نبی ہے جس کے دور میں انبیاء امتی بن کر بسر کرتے ہیں اور دوسروں کے شفع بن کر خود اس کی شفاعت سے مستغنی نہیں۔“

اور ویسے بھی جناب کلمۃ اللہ کی دعاء جو انجیل میں اب تک موجود ہے۔ ایک آرزو تھی جو پوری ہوگی۔

”اے رب بخشش والے اور رحمت میں غنی تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب کر۔“ (انجیل، برعناص: ۲۱۲، آیت ۱۳: ص ۲۹۴)

اور کیا مسلمان عہد یتاق کو بھول گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اوداح انبیاء سے عالم قدس

میں نبی کریم ﷺ کی مدد و نصرت کا وعدہ لیا تھا میں امامت نہیں فرمائی اور وہ تمام مقتدی نہیں ما بخلق اللہ نوری

مرزا انہوں کے لئے تو اتنا ہی کافی کے مطابق ان کے باپوں سے ہوئی۔ مگر مسیح ایک نرالی بات اور فضیلت ہے۔ اس پر کیا حماقت ہے۔ جب کہ آدم علیہ السلام مار کا رخا نے ہیں۔ اس نے جس طرح چاہا اور چیز نہیں اور اگر یہی فضیلت ہے تو شیطان بھی ہوا کہ مکان کی وجہ سے مکین کو فضیلت نہیں ”ذالك فضل الله يوتيه من يشاء و اور ہمارے اس بیان کی تصدیق مرزا قادیانی اور موجودہ انجیل بھی پر زور تاء دیئے گئے۔ نہ اس کو کسی نے طمانچہ لگائے علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے مکان کے چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

”یہودیوں نے حضرت مسیحؑ

میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کرے گا“ خدا کا مکر اس حالت میں کہ

پوشیدہ منصوبوں کو اس کے سزایاب ہونے جو مکر کرنے والے کی پاداش میں ظہور:

رسول ﷺ کو مکہ سے نکال دیا اور خدا نے دیا..... خدا کے اس قسم کے بھی کام پائے

لئے کھودتا ہے۔ خدا اسی کے ہاتھ سے اکر

معاملہ نہایت صاف و روشن

امت محمدیہ میں ہونے کی خواہش کرے اور جب دم واپسین ہو تو محمد میں دفن ہونے کی آرزو کرے اور آپ ﷺ کے پہلو میں دفن ہو اور لطف یتیم ﷺ روز جزا کو جناب صدیق و عمر کے درمیان اللہ کے دو محبوب ایک مضمون جناب مولانا شیخ الحدیث والفقیر مولوی شبیر احمد عثمانی صدر ہے۔ پڑھئے اور سرفہمئے۔

کی عظمت میں کسی کا کیا موبہ ہے کہ ہم سے گئے سبقت لے جائے۔ میں حضرت مسیح علیہ السلام برائے چندے آسمان پر رہ کر افضل بن سکتے قیدہ ہے کہ واللہ وہ سرزمین جس پر سرور کائنات ﷺ کے قدم پڑتے درجہ افضل ہے۔ جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اس کے غیر ایک وہ ہیں جو مکین کو مکان کی وجہ سے شرف دیتے ہیں اور ہم وہ ہیں شرف سمجھتے ہیں۔ ”لا اقسام بهذا البلد وانت حل بهذا البلد میں اس شہر مکہ کی قسم اس لئے کھاتا ہوں کہ تو اس میں رہتا ہے۔ خدا کی در کرتی ہے اور اس کے جہنم اس کے تبرک نام سے خائف ہیں۔ کوئی کے بعد درست ہو۔ اس لئے کہ اب وہ آگیا جو سارے جہاں کو تسلی کے بحر شریعت سے سیراب ہوگا۔ ہر بھوکا اسی کے دست خوان سے حکم کے حریم امن میں پناہ پائے گا۔ اس کا دامن خدا تعالیٰ کے دائمی رضا کا نام اس کے نام سے اونچا ہو سکے۔ کوئی نہیں جو اس کی نبوت کے بعد ہو۔ اس لئے کہ امام آگیا اور وہ حامل لواء ہے اور سب اس کے راز کو آشکارا کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام جیسا اولو العزم نبی آئے یہ وہ نبی ہے جس کے دور میں انبیاء امتی بن کر بسر کرتے ہیں اور کی شفاعت سے مستغنی نہیں۔“

بکلمۃ اللہ کی دعاء جو انجیل میں اب تک موجود ہے۔ ایک آرزو تھی

والے اور رحمت میں غنی تو اپنے خادم کو قیامت کے دن اپنے رسول (انجیل، برناس: ۲۱۲، آیت ۱۴: ۲۹۴)

جس کا کو بھول گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء سے عالم قدس

میں نبی کریم ﷺ کی مدد و نصرت کا وعدہ لیا تھا اور کیا سرکار مدیہ ﷺ نے تمام انبیاء کی مسجد اقصیٰ میں امامت نہیں فرمائی اور وہ تمام مقتدی نہیں ہوئے اور کیا وہ حدیث پاک یاد سے اتر گئی۔ ”اول ما خلق اللہ نوری“

مرزائیوں کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ولادت قوانین قدرت کے مطابق ان کے باپوں سے ہوئی۔ مگر مسیح علیہ السلام کی ولادت بدوں مس بشر ہوئی۔ یہ بھی تو ایک نرالی بات اور فضیلت ہے۔ اس پر کیوں نہیں سچ پاوتے اور عیسائیوں کے لئے اس پر اتنا حماقت ہے۔ جب کہ آدم علیہ السلام ماں اور باپ دونوں ہی نہ رکھتے تھے۔ یہ قدرت کے کارخانے ہیں۔ اس نے جس طرح چاہا اور جیسے منظور ہوا اور جو کچھ منظور ہوا بنا دیا یہ کوئی فضیلت کی چیز نہیں اور اگر یہی فضیلت ہے تو شیطان بھی تو ہزاروں برس فرشتوں میں آسمان پر رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ مکان کی وجہ سے مکین کو فضیلت نہیں ہو سکتی۔ فضیلت تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ عطاء کرے۔

”ذالك فضل الله يوتيهِ من يشاء والله ذو الفضل العظيم“

اور ہمارے اس بیان کی تصدیق جہاں اجماع امت سے ہوتی ہے۔ وہاں خود مرزا قادیانی اور موجودہ انجیل بھی پر زور تائید کرتی ہیں کہ نہ تو مسیح علیہ السلام قتل ہوئے۔ نہ صلیب دیئے گئے۔ نہ اس کو کسی نے طمانچے لگائے نہ ہنسی نہ ٹھٹھا کیا اور جو کیا گیا وہ اس سے کیا گیا۔ جو مسیح علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے مکان کے اندر آیا تھا اور جیسا کہ تفصیلاً ہم ابھی بیان کریں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

”یہودیوں نے حضرت مسیح کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا۔ خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا۔“ (اربعین نمبر ص ۸، خزائن ج ۱ ص ۳۹۴)

”خدا کا کمر اس حالت میں کہا جاتا ہے..... جب ایک شریر آدمی کے لئے اس کے پوشیدہ منصوبوں کو اس کے سزایاب ہونے کا سبب ٹھہراتا ہے۔ قرآن کی رو سے یہی خدا کا کمر ہے جو کمر کرنے والے کی پاداش میں ظہور میں آتا ہے..... کافروں نے ایک بدکر کیا کہ خدا کے رسول ﷺ کو مکہ سے نکال دیا اور خدا نے نیک کر کیا۔ وہی نکال اس رسول کو فتح کا موجب ٹھہرا دیا..... خدا کے اس قسم کے بھی کام پائے جاتے ہیں کہ جس گڑھے کو ایک بدذات ایک شریف کے لئے کھودتا ہے۔ خدا اسی کے ہاتھ سے اس میں اسی کو ڈال دیتا ہے۔“

(چشمہ معرفت ص ۱۰۸، ۱۰۹، خزائن ج ۲ ص ۱۱۶، ۱۱۷)

معاملہ نہایت صاف و روشن ہے۔ یہودیوں نے مسیح کے لئے جو تجویز سوچی تھی۔ یعنی



قتل و صلیب وہ الٹ کر انہیں پر پڑی اور ان میں سے جو سب سے زیادہ محرک و مجرم تھا۔ وہ پھانسی اور صلیب پر لٹکایا گیا۔

چنانچہ مرزا قادیانی وعدہ الہی کے متعلق جو مسیح علیہ السلام کے ساتھ بچانے کے لئے کیا گیا تھا۔ لکھتے ہیں کہ ”وعدے کے الفاظ صاف دلالت کرتے ہیں کہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور اس میں کچھ توقف نہیں۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اور لگے ہاتھ اس آیت شریف انی متوفیک ورافعک کے ترجمہ پر بھی مرزا قادیانی کے دستخط کرادوں کہ وہی ترجمہ صحیح ہے۔ جو شارع علیہ السلام سے لے کر آج دن تک چلا آیا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی اس مایہ ناز کتاب میں جو براہین احمدیہ کہلاتی ہے اور جسے قطبی کا خطاب دیتے ہوئے قطب ستارہ سے زیادہ محکم کہا گیا ہے اور جس کی رجسٹری کا اقرار سرکار مدینہ سے بزرگ مرزا ہو چکا ہے اور جو تربوز کی شکل میں دکھلائی گئی اور جس کا اس مرزا قادیانی کی داڑھی اور کونیوں تک ہاتھوں کا ستیہ ناس کر گیا، کے (ص ۵۱۹ حاشیہ، خزائن ج ۵ ص ۶۲۰) پرفر ماتے ہیں۔

”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

ادھر آؤ مسیح قادیانی دیکھتے جاؤ

یہی ہے قندہ آخر زمانی دیکھتے جاؤ

کچا شان پیغمبر اور مرزا غلام احمد

یہ تلمیس حکومت کی نشانی دیکھتے جاؤ

اب خیال کیجئے کہاں پوری نعمت اور کہاں موت یہ بے جوڑ کے تراجم شاید کسی قادیانی مرزائی لغات ہی میں ملیں گے یا اصطلاح قادیان میں خوشی موت کا دوسرا نام ہے۔ کہاں نعمت و انعام ترجمہ کرنا کہاں موت مارنا یہ اتر آتا یہ کچھ پنجابی نبی ہی کو زیب دیتا ہے۔ جہاں شاید شادی میں رونا اور ماتم میں ہنسنا جائز سمجھا جاتا ہے۔ اب ہم آپ کی خدمت میں وہ انجیل پیش کرتے ہیں جو مرزائیوں کے لئے قابلِ حجت ہے اور جس کی صحت کا اقرار مرزا قادیانی سابقہ اور اراق میں کر چکے ہیں۔

”اور یہود زور کے ساتھ اس کمرہ میں داخل ہوا۔ جس میں یسوع اٹھایا گیا تھا اور شاگرد سب کے سب سو رہے تھے۔ تب عجیب اللہ نے ایک عجیب کام کیا۔ پس یہود بولا اور چہرے میں بدل کر یسوع کے مشابہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں نے اعتقاد کیا وہی یسوع ہے۔ لیکن اس نے ہم کو جگانے کے بعد تلاش کرنا شروع کیا تھا تا کہ دیکھے کہ معلم (مسیح) کہاں ہے۔“

اس لئے ہم نے تعجب کیا اور جواب میں کیا۔ مگر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کہ میں وہ یہ بات کہہ رہا تھا کہ سپاہی داخل لئے کہ وہ ہر ایک وجہ سے یسوع کے سپاہیوں کا گردہ دیکھا۔ تب ہم دیوانوں

پس سپاہیوں نے یہود کو کچا یہودانے ان سے اپنے یسوع ہونے کا تم دیوانے ہو گئے ہو تم تو ہتھیاروں اور وہ چور ہے تو کیا تم بھی کو باندھ لو گے۔ یہودانے بہت سی دیوانگی کی باتیں کیں

کیا۔ یہ خیال کرتے ہوئے وہ درحقیقت اظہار کر رہا ہے۔ اور میں یہ کیوں کہ ہے۔ بلکہ تمام شاگردوں کے بھی معاذ سے بھی بڑھ کر یہ کہ یسوع کی بیچاری کے یہی اعتقاد کیا۔ یہاں تک کہ ہر ایک

لکھنے والا اس سب کو بھول گیا۔ جو کہ جانے گا اور یہ کہ ایک دوسرا شخص اس کے قریب تک نہ مرے گا۔ اسی لئے گیا۔ جب کانہوں کے سردار نے حکم دیا سے اس کے شاگردوں اور اس کی تعلیم بھی نہ دیا۔ گویا کہ وہ دیوانہ ہو گیا۔ اگر خدا کے نام کا حلف دیا کہ وہ اسے سچ یہودا اختر یوٹی ہوں۔ جس نے یہ وعدہ کیا۔ مگر میں نہیں جانتا کہ تم کس تدبیر ہو کہ میں ہی یسوع ہو جاؤں..... کا تا

کر انہیں پر پڑی اور ان میں سے جو سب سے زیادہ محرک و مجرم تھا۔ وہ پھانسی

قادیانی وعدہ الہی کے متعلق جو مسیح علیہ السلام کے ساتھ بچانے کے لئے لکھا "وعدے کے الفاظ صاف دلالت کرتے ہیں کہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

نہ اس آیت شریف انی متوفیک ورفعتک کے ترجمہ پر بھی مرزا قادیانی کے جملہ صحیح ہے۔ جو شارع علیہ السلام سے لے کر آج تک چلا آیا ہے۔ یہ ناز کتاب میں جو براہین احمدیہ کہلاتی ہے اور جسے قطبی کا خطاب دیتے زیادہ محکم کہا گیا ہے اور جس کی رجسٹری کا اقرار سرکار مدینہ سے بزم مرزا شکل میں دکھائی گئی اور جس کا اس مرزا قادیانی کی داڑھی اور کونیوں تک کے (ص ۵۱۹ حاشیہ، خزائن ج ۵ ص ۶۲۰) پر فرماتے ہیں۔

پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔"

اور آؤ مسیح قادیانی دیکھتے جاؤ  
یہی ہے فتنہ آخر زمانی دیکھتے جاؤ  
کجا شان پیغمبر اور مرزا غلام احمد  
یہ تلکس حکومت کی نشانی دیکھتے جاؤ

بچے کہاں پوری نعمت اور کہاں موت یہ بے جوڑ کے تراجم شاید کسی ن میں ملیں گے یا اصطلاح قادیان میں خوشی موت کا دوسرا نام ہے۔ کرنا کہاں موت مارنا پہ اتر آنا یہ کچھ پنجابی نبی ہی کو زیب دیتا ہے۔ نا اور ماتم میں ہنسنا جائز سمجھا جاتا ہے۔ اب ہم آپ کی خدمت میں وہ نو مرزائیوں کے لئے قابل حجت ہے اور جس کی صحت کا اقرار میں کر چکے ہیں۔

ر کے ساتھ اس کمرہ میں داخل ہوا۔ جس میں یسوع اٹھالیا گیا تھا اور ہے تھے۔ تب عجیب اللہ نے ایک عجیب کام کیا۔ پس یہود بولا اور کے مشابہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں نے اعتقاد کیا وہی یسوع ہے۔ کے بعد تلاش کرنا شروع کیا تھا تا کہ دیکھے کہ معلم (مسیح) کہاں ہے۔

اس لئے ہم نے تعجب کیا اور جواب میں کہا اے سید تو ہی تو ہمارا معلم ہے۔ پس تو اب ہم کو بھول گیا۔ مگر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیا تم احق ہو کہ یہود اسخر یوٹی کو نہیں پہچانتے اور اسی اثناء میں وہ یہ بات کہہ رہا تھا کہ سپاہی داخل ہوئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ یہود پر ڈال دیئے۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک وجہ سے یسوع کے مشابہ تھا۔ لیکن ہم لوگوں نے جب یہود کی بات سنی اور سپاہیوں کا گردہ دیکھا۔ تب ہم دیوانوں کی طرح بھاگ نکلے۔"

(انجیل، بریناس فصل: ۲۱۶، آیت: ۱۰ تا ۱۱ ص ۲۹۷)

پس سپاہیوں نے یہود کو پکڑا اور اس سے مذاق کرتے ہوئے باندھ لیا۔ اس لئے کہ یہود نے ان سے اپنے یسوع ہونے کا انکار کیا۔ بحالیکہ وہ سچا تھا۔..... یہود نے جواب میں کہا شاید تم دیوانے ہو گئے ہو تم تو ہتھیاروں اور چراغوں کو لے کر یسوع ناصری کو پکڑنے آئے ہو۔ گویا کہ وہ چور ہے تو کیا تم بھی کو باندھ لو گے۔ جس نے کہ تمہیں راہ دکھائی ہے۔ تاکہ مجھے بادشاہ بناؤ۔..... یہود نے بہت سی دیوانگی کی باتیں کیں۔ یہاں تک کہ ہر ایک آدمی نے تسخر میں انوکھا پن پیدا کیا۔ یہ خیال کرتے ہوئے وہ درحقیقت یسوع ہی ہے اور یہ کہ وہ موت کے ڈر سے بناوٹی جنون کا اظہار کر رہا ہے۔..... اور میں یہ کیوں کہوں کہ کاہنوں کے سرداروں ہی نے یہ جانا کہ یہود یسوع ہے۔ بلکہ تمام شاگردوں کے بھی معہ اس لکھنے والے حواری بریناس کے یہی اعتقاد کیا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یسوع کی بیچاری ماں کنواری نے معہ اس کے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کے یہی اعتقاد کیا۔ یہاں تک کہ ہر ایک کا رنج تصدیق سے بالاتر تھا۔ قسم ہے اللہ کی جان کی یہ کہ لکھنے والا اس سب کو بھول گیا۔ جو کہ یسوع نے اس سے کہا تھا۔ ازیں قبل کہ وہ دنیا سے اٹھالیا جائے گا اور یہ کہ ایک دوسرا شخص اس کے نام سے عذاب دیا جائے گا اور یہ کہ وہ دنیا کا خاتمہ ہونے کے قریب تک نہ مرے گا۔ اسی لئے یہ لکھنے والا یسوع کی ماں اور یوحنا کے ساتھ صلیب کے پاس گیا۔ تب کاہنوں کے سردار نے حکم دیا کہ یسوع کو مٹکیں بندھا ہوا اس کے رو بردلایا جائے اور اس سے اس کے شاگردوں اور اس کی تعلیم کی نسبت سوال کیا۔ پس یہود نے اس بارہ میں کچھ جواب بھی نہ دیا۔ گویا کہ وہ دیوانہ ہو گیا۔ اس وقت کاہنوں کے سردار نے اس کو اسرائیل کے جیتے جاگتے خدا کے نام کا حلف دیا کہ وہ اسے سچ کہے۔ یہود نے جواب دیا۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ وہی یہود اسخر یوٹی ہوں۔ جس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ یسوع ناصری کو تمہارے ہاتھوں میں سپرد کر دے گا۔ مگر میں نہیں جانتا کہ تم کس تدبیر سے پاگل ہو گئے ہو اس لئے کہ تم ہر ایک وسیلہ سے یہی چاہتے ہو کہ میں ہی یسوع ہو جاؤں۔..... کاہنوں کے سردار نے جواب میں کہا کیا اب تم کو یہ خیال ہو جھٹتا

ہے کہ اس سزا سے جس کا تو مستحق ہے اور تو اسی لائق ہے۔ پاگل بن کر نجات پا جائے گا۔ قسم ہے اللہ کی جان کی کہ تو ہرگز اس سے نجات نہ پائے گا۔ یہود نے جواب میں کہا اے آقا تو مجھے سچا مان کہ اگر تو میرے قتل کا حکم دے گا تو بہت بڑے ظلم کا مرتکب ہوگا۔ اس لئے کہ تو ایک بے گناہ قتل کر دے گا۔ کیونکہ میں خود یہود اسرائیل ہوں نہ کہ وہ یسوع جادوگر ہے۔ پس اس نے اس طرح اپنے جادو سے مجھ کو بدل دیا ہے..... مگر اللہ نے جس نے انجاموں کی تقدیر کی ہے یہود کو صلیب کے واسطے باقی رکھا تا کہ وہ اس ڈراونی موت کی تکلیف کو بھگتے۔ جس کے لئے اس نے دوسرے کو سپرد کیا تھا..... انہوں نے اس کے ساتھ ہی دو چوروں پر صلیب دیئے جانے کا حکم لگایا..... یہود کو نکال کر کے صلیب پر لٹکایا اور یہود نے کچھ نہیں کیا۔ سو اس چیخ کے کہ اے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اس لئے مجرم تو بچ گیا اور میں ظلم سے مر رہا ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہود کی آواز اور اس کا چہرہ اور اس کی صورت یسوع سے مشابہ ہونے میں اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ یسوع کے سب ہی شاگردوں اور اس پر ایمان لانے والوں نے اس کو یسوع ہی سمجھا۔“

(انجیل برنباس فصل ۴۱، آیت ۳۵: ۸۰ تا ۳۰۰ ص ۳۰۲)

”یسوع کے چلے جانے کے بعد شاگرد اسرائیل اور دنیا کے مختلف گوشوں میں پراگندہ ہو گئے۔ رہ گیا حق جو شیطان کو پسند نہ آیا۔ اس کو باطل نے دبا لیا۔ جیسا کہ یہ ہمیشہ کا حال ہے۔ پس تحقیق شریروں کے ایک فرقہ نے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ یسوع کے شاگرد ہیں یہ بشارت دی کہ یسوع مر گیا اور وہ جی نہیں اٹھا اور دوسروں نے یہ تعلیم پھیلانی کہ وہ درحقیقت مر گیا۔ پھر جی اٹھا اور اوروں نے منادی کی اور برابر منادی کر رہے ہیں کہ یسوع ہی اللہ کا بیٹا ہے اور انہیں لوگوں کے شمار میں بوبص نے بھی دھوکا دیا۔ اب رہے ہم تو ہم محض اس کی منادی کرتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کے لئے لکھا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں تاکہ آخر دن میں جو اللہ کی عدالت کا دن ہوگا چھٹکارا پائے جائیں۔“

(انجیل برنباس فصل ۲۲، آیت ۱: ۶ تا ۳۰ ص ۳۰۸)

چنانچہ اس اجمال کی تفصیل کی تائید شارح علیہ السلام کے اس معتبر و عزیز صحابی نے کی جو عند المرزا قرآن کریم کو اؤّل نمبر پر سمجھنے والے تھے اور جن کے حق میں قرآنی فہم کی حضور اکرم ﷺ نے دعا بھی فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے (تفسیر معالم ج ۱ ص ۱۶۲) میں روایت منقول ہے۔

”جب وہ شخص جو مسیح کو پکڑنے کے لئے مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیل کو بھیج کر مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا اور اسی بد بخت یہودی کو مسیح کی شکل پر بنا دیا۔ پس یہود نے اس کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا۔“

ناظرین! معاملہ نہایت صاف  
نے سوچا تھا۔ جیسا کہ کلام مجید شاہد ہے۔  
عمران: ۵۴) ”یعنی تدبیر کی انہوں  
کرنے والا۔“

اب یہ ظاہر ہے اور تاریخ انجیل  
اتفاق ہے کہ یہودی تدبیر مسیح کی رسوائی  
الدنیا تھی۔ یعنی یہود برائی کرنا چاہتے  
تدبیر اور اللہ کی تدبیر میں ایک خاص مثال  
مکان کا محاصرہ کر رکھا تھا اور قتل و صلیب  
صرف وقت کے پورا ہونے کی تھی۔ گو  
مسیح نے دعا فرمائی۔ چنانچہ وہ دعا یہ کلام  
اور معاملہ کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

”چنانچہ یہ بات قرار پائی  
جائے گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
دعا مانگی۔“

”حضرت مسیح نے خود اپنے  
قیاس ہے کہ ایسا مقبول درگاہ الہی تمام

”یہ قاعدہ مسلم الثبوت۔  
ہے۔“ (تبلیغ رسالہ)

مرزا قادیانی خود اقرار کرتے  
رور و کر جناب الہی میں التجاء کی اور اسرار  
خالی نہیں رہتی۔ چنانچہ یہی یہود کا مکر  
اس کے جواب میں ارشاد ہوا۔ ”وَمَكَرَ  
کیا چاہتے تھے۔ قتل و مصلوب کرنا، اور  
ارشاد ہوتا ہے۔ ”يَا عِيسَىٰ اَنِي مُقَدِّمٌ

(انجیل برنباس فصل: ۲۱، آیت: ۳۵-۳۰۰: ۲۰۲۲)

جانے کے بعد شاگرد اسرائیل اور دنیا کے مختلف گوشوں میں پراگندہ  
کو پسند نہ آیا۔ اس کو باطل نے دبا لیا۔ جیسا کہ یہ ہمیشہ کا حال ہے۔  
قد نے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ یسوع کے شاگرد ہیں یہ بشارت دی کہ  
اور دوسروں نے یہ تعلیم پھیلائی کہ وہ درحقیقت مر گیا۔ پھر جی اٹھا اور  
منادی کر رہے ہیں کہ یسوع ہی اللہ کا بیٹا ہے اور انہیں لوگوں کے شمار  
برہے ہم تو ہم محض اس کی منادی کرتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں  
کو ڈرتے ہیں تاکہ آخر دن میں جو اللہ کی عدالت کا دن ہوگا چھٹکارا  
(انجیل برنباس فصل: ۲۲۲، آیت: ۶۲۱: ۳۰۸)

تفصیل کی تائید شارح علیہ السلام کے اس معتبر و عزیز صحابی نے کی جو  
پر سمجھنے والے تھے اور جن کے حق میں قرآنی فہم کی حضور اکرم ﷺ نے  
ابن عباسؓ سے (تفسیر معالم ج ۱ ص ۱۶۲) میں روایت منقول ہے۔

سچ کو پکڑنے کے لئے مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیل کو بھیج  
ی بد بخت یہودی کو مسیح کی شکل پر بنا دیا۔ پس یہود نے اس کو قتل کیا

مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ مسیح نے یہود کے شر سے بچنے کے لئے ساری رات رو رو کر جناب الہی میں التجاء کی اور اس کا بھی اعتراف کرتا ہے کہ ایسے مقبول کی دعاء قبولیت سے خالی نہیں رہتی۔ چنانچہ یہی یہود کا مکرتھا۔ جس کے بچنے کے لئے مسیح علیہ السلام نے دعاء کی تھی اور اس کے جواب میں ارشاد ہوا۔ ”و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین“ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہود کیا چاہتے تھے قتل و مصلوب کرنا، اور اللہ کیا چاہتا تھا مسیح کو بچانا۔ چنانچہ اس دعاء کی قبولیت میں ارشاد ہوتا ہے۔ ”یا عیسیٰ انی متوفیک“ ﴿اے عیسیٰ میں نے لوں کا تجھ کو﴾

جناب مسیح اطمینان قلب کے لئے عرض کرتے ہیں۔ مولا تو مجھے کس طریق سے بچائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے ”ورافعلک الی“ ﴿اور اٹھالوں گا اپنی طرف﴾۔

جناب مسیح عرض کرتے ہیں یا اللہ یہ یہود جو میرے خون کے پیا سے مکان کو محصور کئے ہوئے وقت کے منتظر کھڑے دانت ہیں رہے ہیں ارشاد ہوا۔

”ومطهرک من الذین کفروا“ ﴿اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے﴾۔  
اور ان یہود سے تمہیں بالکل پاک کرنے والا ہوں۔ یعنی یہ کم بخت پھر تمہیں دیکھ نہ سکیں گے اور ان کی گرفت تم تک نہ پہنچ سکے گی۔

جناب مسیح عرض کرتے ہیں یا اللہ میرے حواری اور تابعداروں کا کیا ہو گا وہ میرے اٹھائے جانے کے بعد طرح طرح کے مظالم کے شکار ہوں گے۔ ارشاد ہوا: ”وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة“ ﴿اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں۔ غالب ان لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں۔ قیامت کے دن تک﴾۔

یہ تھی وہ کیفیت یہود کے بد مکر کی کہ مسیح کو ذلت و خواری سے قتل و مصلوب کریں اور اس کا جواب خدا نے مکر خیر سے یہ دیا تھا کہ نہیں ہم اپنے بندے کو دنیا و آخرت دونوں میں رسوا و ذلیل نہ ہونے دیں گے۔ بلکہ تمہاری منحوس صحبت سے بالکل جدا کر لیں گے اور یہی نہیں تمہاری اس بد اعمالی اور مکاری کی سزا قیامت تک تمہاری آل و اولاد تک کو بھگتنی پڑے گی اور مسیح کے نام لیوا یعنی (عیسائی و مسلمان) قیامت تک تم پر غالب و حکمران رہیں گے۔ چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ کزہ زمین پر یہود کی آج تک سلطنت نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی ملک و کوئی قوم ان کی ہمسائیگی کو دوست رکھتی ہے۔ آج فرانس سے اخراج ہو رہا ہے تو کل جرمن دھکے دے رہا ہے۔ غرضیکہ کوئی ملک ان کی بود و باش پسند نہیں کرتا۔ رہ سہ کر ان کا مسکن و مامن بیت المقدس تھا۔ جو سنہری مصلحتوں کی ضرورت سے ان کی آبادی کا حال ہی میں مرکز بنا۔ مگر وہاں عربوں نے ان کو وہ بگنی کا ناچ نچا رکھا ہے کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ غرضیکہ یہ راندہ درگاہ قوم دنیا کے کونے کونے میں بھگتی اور خوار ہوتی پھرتی ہے۔ مگر کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اب اگر مرزا قادیانی کے معنی و مفہوم کو لیا جائے یعنی یہ ترجمہ کیا جائے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو موت دوں گا اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھالوں گا تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ یہود پلید نے جو تمہاری رسوائی اور موت کی تدبیر کی ہے یعنی وہ جو تم کو قتل و صلیب دینا چاہتے ہیں ان کے مقابل میں میں نے یہ تجویز لطیف کی ہے کہ تمہیں ضرور موت بذریعہ قتل و صلیب دی جائے گی۔ سبحان اللہ کیا اچھی تجویز ہے کہ وہ تمہیں مارنا چاہتے ہیں اور میری تدبیر تجھے مار کر

چھوڑے گی۔ یہ تو یہود کی تائید ہوئی! کہا۔ جب کہ اور کوئی تدبیر ہی نہیں آ جو صلیب پر مرے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ جھوٹ بکے۔ وہاں تو یہ لکھا ہے کہ گنہگار کہ تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں ہے۔ ہاں یاد آیا بہشتی مقبرہ کے نام کرتے ہیں چاہے مردہ دفن ہونے بعد چاہئے اس کی قبر میں جہنم کی آگ میں جائے یا جنت میں انہیں تو اپنے ایسا محکمہ بھی کھول رکھا ہو جو موسیٰ علیہ السلام پر خیال کرتے ہوں۔ اس کی روح کو وہ جی کے حجرہ خصوصی میں رکھ دیں۔ ہم نیک عمل اس کی طرف معذور کرتے ہیں کروں گا اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ بھی ٹھوکی گئیں۔ منہ پہ طمانچے بھی لگا جائیں جو جناب مسیح کا وعدہ کنندہ تھا رہا۔ ہاں اس نے کیا توبہ کیا کہ عزرائیل مسیح کو کس قدر تکلیف بخشی ہو۔ مگر صلیب توبہ ہزار بار توبہ خاتمہ بنا ہے۔ مگر میں تو ان کفریہ کلمات سے: اس بناؤنی مسیح پر جو مثیل مسیح بن کر سزا جاتا ہے کہ کیوں صاحب خدا نے باوجود مسیح ساری رات دعاء مانگتا رہا دوں گا اور موت کی خبر سنانے کے بعد دیتے ہیں کہ مسیح کی تسلی تفسنی کے لئے حیرت آتی ہے اس بود۔

قلب کے لئے عرض کرتے ہیں۔ مولا تو مجھے کس طریق سے بچائے  
الہی“ اور اٹھالوں گا اپنی طرف۔ ﴿

رتے ہیں یا اللہ یہ یہود جو میرے خون کے پیاسے مکان کو محصور کئے  
انت نہیں رہے ہیں ارشاد ہوا۔

الذین کفروا“ اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے۔ ﴿  
ہیں بالکل پاک کرنے والا ہوں۔ یعنی یہ کم بخت پھر تمہیں دیکھ نہ  
سکتے ہیں۔ ﴿

تے یا اللہ میرے خواری اور تابعداروں کا کیا ہو گا وہ میرے اٹھائے  
مظالم کے شکار ہوں گے۔ ارشاد ہوا: ”وجاعل الذین اتبعوک  
یوم القيمة“ اور رکھوں گا ان کو جو تیرے تابع ہیں۔ غالب ان  
قیامت کے دن تک۔ ﴿

د کے بدکر کی کہ مسیح کو ذلت و خواری سے قتل و مصلوب کریں اور اس  
دیا تھا کہ نہیں ہم اپنے بندے کو دنیا و آخرت دونوں میں رسوا و ذلیل  
کی منحوس محبت سے بالکل جدا کر لیں گے اور یہی نہیں تمہاری اس  
ست تک تمہاری آل و اولاد تک کو بھگتنی پڑے گی اور مسیح کے نام لیوا  
ت تک تم پر غالب و مکران رہیں گے۔ چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ کزہ  
ت نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی ملک و کوئی قوم ان کی ہمسائیگی کو دوست  
راج ہو رہا ہے تو کل جرمن دھکے دے رہا ہے۔ غرضیکہ کوئی ملک ان  
سہ کر ان کا مسکن و مامن بیت المقدس تھا۔ جو سنہری مصلحتوں کی  
مال ہی میں مرکز بنا۔ مگر وہاں عربوں نے ان کو وہ بگنی کا ناچ بچا رکھا  
یہ رائدہ درگاہ قوم دنیا کے کونے کونے میں بھگتی اور خوار ہوتی پھرتی  
ب اگر مرزا قادیانی کے معنی و مفہوم کو لیا جائے یعنی یہ ترجمہ کیا جائے  
س کا اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھالوں گا تو اس کے یہ معنی ہوئے  
وائی اور موت کی تدبیر کی ہے یعنی وہ جو تم کو قتل و صلیب دینا چاہتے  
نے یہ جو بیز لطف کی ہے کہ تمہیں ضرور موت بذریعہ قتل و صلیب دی  
جو بیز ہے کہ وہ تمہیں مارنا چاہتے ہیں اور میری تدبیر تجھے مار کر

چھوڑے گی۔ یہ تو یہود کی تائید ہوئی اور اگر نعوذ باللہ صبح ہے تو ”واللہ خیر المالکین“ کیوں  
کہا۔ جب کہ اور کوئی تدبیر ہی نہیں آتی اور کتنا دجل ہے جو یہ کہا جاتا ہے کہ یہودیوں کے نزدیک  
جو صلیب پر مرے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک سفید جھوٹ یا دجالانہ چمکے ہے۔ لعنتی تو وہ ہے جو  
جھوٹ بکے۔ وہاں تو یہ لکھا ہے کہ گنہگار و مجرم جو صلیب دیا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے اور پھر یہ ترجمہ کرنا  
کہ تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا کس قدر بودا اور مضحکہ خیز ہے۔ کیا رو جس کوئی اور بھی اٹھاتا  
ہے۔ ہاں یاد آیا بہشتی مقبرہ کے نام پر کڑے توڑنے والے زاہد نما گرگ جو جنت کے ٹکٹ تقسیم  
کرتے ہیں چاہے مردہ دفن ہونے سے پیشتر عذاب الہی میں گرفتار ہو، اور پردہ پوش کرنے کے  
بعد چاہے اس کی قبر میں جہنم کی آگ ہی کیوں نہ بچائی جائے۔ یا رلوگوں کو اس سے کیا، مردہ جہنم  
میں جائے یا جنت میں انہیں تو اپنے حلوے مانڈے کی خیر منائی چاہئے۔ شاید ان لوگوں نے کوئی  
ایسا محکمہ بھی کھول رکھا ہو جو موسیٰ ۱۰/۱ حصہ نہ ادا کر سکا ہو اور اس کے رشتہ دار قادیان کو دوزخی مقبرہ  
خیال کرتے ہوں۔ اس کی روح کو وہ محکمہ ناظر امور عامہ کی جناب میں کسی ڈبیہ میں بند کر کے خلیفہ  
جی کے حجرہ خصوصی میں رکھ دیں۔ ہم کلام مجید کے حوالے سے ثابت کر آئے ہیں کہ تمام کلمات اور  
نیک عمل اس کی طرف صعود کرتے ہیں۔ پھر اس میں تخصیص کیسی کہ اے عیسیٰ میں تیری روح کو رفع  
کروں گا اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ مسیح پھانسی پر تو ضرور چڑھایا گیا۔ ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں  
بھی ٹھونگی گئیں۔ منہ پہ طمانچہ بھی لگائے گئے اور طرح طرح سے استہزاء بھی کئے گئے۔ مگر وہ احکم  
الحاکمین جو جناب مسیح کا وعدہ کنندہ تھا کچھ نہ کر سکا۔ دیکھتا اور سنتا رہا۔ مگر دل ہی دل میں افسوس کرتا  
رہا۔ ہاں اس نے کیا تو یہ کیا کہ عزرائیل سے منت کی کہ دیکھ یا رب تجھے ہی ہماری رعایت کرنا چاہئے  
مسیح کو کس قدر تکلیف و سختی ہو۔ مگر صلیب پر مسیح کی جان نہ نکالنا ایسا نہ ہو کہ وہ لعنتی موت مرے۔

توبہ ہزار بار توبہ خاکم بدہن کڑوڑ بار خاکم بدہن، اللہ معاف کرے کہ لعل کفر کفر بنا شد  
ہے۔ مگر میں تو ان کفریہ کلمات سے بخدا اس قدر خائف ہوں کہ بیان نہیں کر سکتا۔ حیرت آتی ہے  
اس بناوٹی مسیح پر جو مثیل مسیح بن کر مسیح کو کوستا کیا بے نقط سنا تا ہے۔ امت مرزا سیہ سے جب پوچھا  
جاتا ہے کہ کیوں صاحب خدا نے بھی اپنے رسول کو چھوڑتے ہوئے یہود یا مسعود کا ساتھ دیا۔  
ہاں جو مسیح ساری رات دعاء مانگتا رہا۔ مگر مسیح خدا نے بھی جواب دے دیا کہ میں تمہیں موت ہی  
دوں گا اور موت کی خبر سنانے کے بعد یہ کیوں کہا کہ تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا تو جواب  
دیتے ہیں کہ مسیح کی تسلی تشریف کے لئے کہ گو تو صلیب پر مر رہا ہے مگر پھر بھی لعنتی نہیں ہے۔

حیرت آتی ہے اس بودے نظریے اور روی اعتقاد پر کہ یہ مرزائیوں کی عقل پر کیا پتھر



پڑے کہ ان سے بچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کا مادہ بھی جاتا رہا۔ ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ جس بزرگ ہستی کو ”وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین (آل عمران: ۴۰)“ جیسے انعام عطاء ہوئے۔ بدوں مس بشر پیدا اُٹھ ہوئی۔ صالح کا خطاب عنایت ہوا۔ یمیموں انجوبہ خیز، عقل و فکر سے بالاتر معجزات عنایت ہوئے۔ کتاب و حکمت، تورات و انجیل من جانب خدا سکھائی گئی۔ روح القدس سے تائید کی گئی۔ ایسی بزرگ ہستی کو کسی مزید تسلی بخشی کو بھی کوئی ضرورت ہے؟ ہرگز نہیں پھر اگر مرزائی عقائد سے ”ورافعلک الہی“ کا یہ ترجمہ کیا جائے کہ میں تمہاری روح کو درجات دوں گا تو اس کی کیا خاک تسلی ہوگی۔ جب کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اور دل کے اوپر وجیہاً فی الدنیا کا وعدہ موجود ہو وہ تو یہ کہے گا۔ جیسی پہلے وعدے کی ایفا ہوئی ایسا ہی اب رفع الی اللہ ہوگی اور یہ تو یہودیوں کی عین تائید ہے۔ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ مسیح کو مصلوب کریں اور جب وہ موت دیئے گئے تو یہودیوں کی تمنا بدرجہ اتم برآئی۔ اس لئے تو فی کے معنی وہی صحیح ہیں جو لغت عرب کی رو سے ہیں اور جن پر دنیا کے ستر کروڑ انسانوں کا ایمان ہے اور وہ یہ ہیں۔

(تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۲۵۳، طبع مصر) زیر آیت ”فلما توفیتنی، التوفی اخذ الشئلی وافیاً“ یعنی توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا لینے کے۔

(تفسیر کبرج ص ۲۸۱) میں محارہ عرب بیان ہوا۔ ”توفیت منہ درہمی“ میں نے اس سے اپنے درہم پورے لے لئے۔

اساس البلاغہ میں بھی یہ اصول لکھا ہے۔ ”استوفاء وتوفاء استکملہ“ یعنی استیفا اور توفی دونوں کے معنی پورا پورا لے لینا ہے۔

تونی کا لفظ وفا سے نکلا ہوا ہے اور باب تفعّل کا صیغہ ہے۔ اسی طرح ایفاء تونی اور استعفا بھی اسی مادہ وفا سے بالترتیب باب افعال تفعیل اور استفعال کے صیغے ہیں۔ پس باب تفعّل اور استفعال میں اخذ یعنی لینے کے معنی زائد ہو جاتے ہیں۔ پس تونی اور استعفا کے معنی ہوئے۔ ”اخذ الشئ و افياً“ یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ چنانچہ جناب امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب (الجواب الصحیح لمن بدل دینہ) ص ۲۸۵ پر فرماتے ہیں۔

”عربی زبان میں: توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورالے لینا اور اس کو اپنے قابو میں کر لینا اور اس کی پھر تین قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک نیند کی توفی ہے دوسری موت کی توفی اور تیسری روح اور جسم کی توفی اور عیسیٰ اسی تیسری توفی کے ساتھ ازل زمین سے جدا ہو گئے۔“

اب ہم آپ کی خدمت میں قرآن کریم سے جناب امام تیمیہ کے اس فرمان کی

تصدیق کراتے ہیں تاکہ پھر کسی سرزانی کو چور  
کے قابل ہے کہ سارے کلام مجید میں یہ لفظ  
استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی پورا لینے کے  
بیان ہوا۔ اس کے ساتھ کوئی قرینہ لگا دیا گیا۔  
اس کے حقیقی معنی موت نکلیں۔

## فیصلہ کن اصول

اس وقت تو فی کبھی موت کے معنوں میں نہیں  
کے خلاف کوئی مثال دکھلا سکے۔

۲..... جب کبھی بھی کسی مو سے کوئی بولا جائے۔ جہاں ذات حق فاعل مجبور اس کا ضمیر ہو۔ اسم ظاہر نہ ہو اور وہ اٹھانے کے اور کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔۔۔ کوئی مثال دکھلاوے تو ہم سے منہ مانگا انعام نہ خنجر اٹھے

یہ بازو میر-  
کلام مجید میں جہاں بھی کہیں

وہ صرف امانت و احیا ہے اور اس موت ا  
ہے۔ ہزار ہا احادیث و اقوال الرجال  
زندگی کی نسبت کی گئی ہے وہ حیات دوم  
حیات کی ضد بیان ہوئی موت ہی کہا گیا  
ہوا۔ جہاں بھی مقابلہ کیا گیا تو انہیں دونوں  
بیان ہی نہیں ہوا۔ نہ سارے قرآن میں  
و مفسر یا مجدد نے لفظ توفی کو حقیقی طور پر  
سکتا ہے۔ جب کہ موت اور زندگی دینا  
جب بھی حقیقی نسبت کے لئے یہ لفظ استعما

جھوٹ میں تمیز کرنے کا مادہ ہی جاتا رہا۔ ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ  
 ”بِهَا فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ“ (آل عمران: ۴۰) ”  
 بدوں مس بشر پیدا کُش ہوئی۔ صالح کا خطاب عنایت ہوا۔ بیسیوں اعجوبہ  
 زعمزعات عنایت ہوئے۔ کتاب و حکمت، تورات و انجیل من جانب خدا  
 رس سے تائید کی گئی۔ ایسی بزرگ ہستی کو کسی مزید تسلی تشفی کو بھی کوئی ضرورت  
 زانی عقائد سے ”وَرَفَعَكَ اِلٰى“ کا یہ ترجمہ کیا جائے کہ میں تمہاری روح  
 کی کیا خاک تسلی ہوگی۔ جب کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اور دل کے اوپر  
 وعدہ موجود ہو وہ تو یہ کہے گا۔ جیسی پہلے وعدے کی ایفا ہوئی ایسا ہی اب رفع  
 یوں کی عین تائید ہے۔ وہ بھی چاہتے تھے کہ مسیح کو مصلوب کریں اور جب  
 وہ کی تمنا بدرجہ اتم برآئی۔ اس لئے تو فی کے معنی وہی صحیح ہیں جو لغت عرب کی  
 کے ستر کروڑ انسانوں کا ایمان ہے اور وہ یہ ہیں۔

راج ۱ ص ۲۵۳ طبع مصر) زیر آیت ”فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي . التَّوْفَى اخذ  
 فی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا لینے کے۔

راج ۲ ص ۲۸۱ میں بخارہ عرب بیان ہوا۔ ”تَوَفَّيْتُ مِنْهُ دَرْهَمِي“ میں نے  
 لے لے لئے۔

میں بھی یہ اصول لکھا ہے۔ ”استوفاه وتوفاه استكمله“ یعنی  
 معنی پورا پورالے لینا ہے۔

اس سے کھلا ہوا ہے اور باب تفعیل کا صیغہ ہے۔ اسی طرح ایفاء تو فی اور استیفاء  
 تیب باب افعال تفعیل اور استفعال کے صیغے ہیں۔ پس باب تفعیل اور  
 نے کے معنی زائد ہو جاتے ہیں۔ پس تو فی اور استیفاء کے معنی ہوئے۔ ”اخذ  
 ی چیز کو پورا پورالے لینا۔ چنانچہ جناب امام ابن تیمیہؒ اپنی کتاب (الجواب  
 ۲۸۵) پر فرماتے ہیں۔

میں: تو فی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورالے لینا اور اس کو اپنے قابو میں  
 تسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک نیند کی تو فی ہے دوسری موت کی تو فی  
 ذنی اور عیسیٰ اسی تیسری تو فی کے ساتھ اہل زمین سے جدا ہو گئے۔“

کی خدمت میں قرآن کریم سے جناب امام تیمیہ کے اس فرمان کی

تقدیق کراتے ہیں تاکہ پھر کسی مرزائی کو چون دچرا کرنے کا یارا ہی نہ رہے اور یہ نقطہ بھی یاد رکھنے  
 کے قابل ہے کہ سارے کلام مجید میں یہ لفظ جب بھی یہ لفظ تو فی کہا گیا ہے۔ مجاز کے طور پر ہی  
 استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی پورا لینے کے ہی لئے گئے ہیں اور جب بھی کسی مطلب کے لئے  
 بیان ہوا۔ اس کے ساتھ کوئی قرینہ لگا دیا گیا۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ بغیر قرینہ کے تو فی بیان کیا گیا ہو اور  
 اس کے حقیقی معنی موت نکلیں۔

### فیصلہ کن اصول

۱۔ یہ کہ جب تو فی کے بعد رفع آ جائے اور رفع کا صدور تو فی کے بعد آئے تو  
 اس وقت تو فی کبھی موت کے معنوں میں نہیں آ سکتا اور کس کو طاعت ہے کہ وہ لغت عرب سے اس  
 کے خلاف کوئی مثال دکھلا سکے۔

۲۔ جب کبھی بھی کسی موقعہ پر ”رفع، یرفع، رافع“ ان تینوں الفاظ میں  
 سے کوئی بولا جائے۔ جہاں ذات حق فاعل ہو اور مفعول جو ہر ہو۔ عرض نہ ہو اور صلا الی مذکور ہو اور  
 مجرور اس کا ضمیر ہو۔ اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو تو وہاں سوائے آسمان پر  
 اٹھانے کے اور کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔ ہے کوئی مرد میدان ہے تو لغت عرب سے اس کے خلاف  
 کوئی مثال دکھلاوے تو ہم سے منہ مانگا انعام پاوے۔ مگر کسی نے کیا خوب کہا:

نہ خنجر اٹھے کا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

کلام مجید میں جہاں بھی کہیں حقیقی موت یا زندگی کے لئے کوئی لفظ استعمال ہوا ہے تو  
 وہ صرف امانت و احیا ہے اور اس موت اور زندگی کی فاعلی نسبت صرف اللہ ہی کی طرف کی گئی  
 ہے۔ ہزار ہا احادیث و اقوال الرجال میں اور عام عربی بول چال میں جہاں بھی موت اور  
 زندگی کی نسبت کی گئی ہے وہ حیات و موت ہی سے ہے۔ کہیں تو فی سے نہیں۔ جہاں بھی کہیں  
 حیات کی ضد بیان ہوئی موت ہی کہا گیا۔ جہاں بھی کہیں محاورہ بیان ہو زندگی اور موت ہی  
 ہوا۔ جہاں بھی مقابلہ کیا گیا تو انہیں دونوں الفاظ سے کیا گیا۔ کہیں حیات کے مقابلے میں تو فی  
 بیان ہی نہیں ہوا۔ نہ سارے قرآن میں نہ حدیث میں نہ ہی اقوال الرجال میں۔ کسی محدث  
 و مفسر یا مجدد نے لفظ تو فی کو حقیقی طور پر موت کے معنی میں استعمال نہیں کیا اور کر بھی کیسے کوئی  
 سکتا ہے۔ جب کہ موت اور زندگی دینا اور لینا اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اسی لئے  
 جب بھی حقیقی نسبت کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا تو وہ صرف موت ہی تھا اور جب تو فی بیان ہوا تو

وہ مجازی تھا۔ کیونکہ توفی کے فاعل فرشتے اور آدمی اور خدا اور خود موت ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ فرشتے آدمی اور موت خدا نہیں اور یقیناً خدا نہیں۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ توفی کے حقیقی معنی پورا لینے کے ہیں اور اگر یہ حقیقی معنوں میں اس کا مطلب موت ہوتا تو یقیناً اس کے فاعل غیر اللہ نہ ہوتے۔ بلکہ وہی یحییٰ ویمیت ہوتا۔ مثال کے طور پر چند ایک آیات قرآن کریم سے پیش کرتا ہوں۔ جہاں موت اور زندگی کا حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس کا فاعل خدا ہے نہ کہ فرشتے یا انسان یا خود موت۔ اس کے بعد توفی کے وہ مقامات بیان کروں گا۔ جہاں جہاں یہ لفظ وارد ہوا ہے اور اس کے معنی مجاز کے طور ہی لئے گئے ہیں۔

۱..... ”وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمت ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی احياء ولا الاموات ان الله یسمع من یشاء“ (پارہ: ۲۲)

۲..... ”خلق الموت والحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملاً“ (پارہ: ۲۹)

۳..... ”یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتها وكذلك النشور“

۴..... ”یخرج الحی من المیت ومخرج المیت من الحی (انعام، پارہ: ۷)“

۵..... ”وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی (آل عمران، پارہ: ۳)“

۶..... ”فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت ، لا یدوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولیٰ“

اسی طرح اور سینکڑوں جگہ یہ الفاظ آئے ہیں جو حقیقی موت کے لئے ہیں اور ان کا فاعل صرف خدا ہے۔

اب ہم آپ کی خدمت میں توفی کے وہ مقامات پیش کرتے ہیں جو اس قدر دلچسپ ہیں کہ وہ آپ کو یقین دلا دیں گے کہ جہاں بھی ہم بیان ہوئے پورا لینے کے معنوں میں ہی آئے۔ ہاں مجازی طور پر کوئی قرینہ لگا کر موت کے مفہوم کو ادا کیا گیا۔ مگر فاعلی نسبت عام ہے خاص نہیں اور اس کے مقابلے میں احياء واموات میں کس قدر اہتمام کیا گیا کہ وہاں فاعلی نسبت سوائے ذات

ہاری کے کسی دوسرے کو قطعاً نہیں دی گئی۔

۱..... ”والذین یتوفون بالفسھن اربعة اشھر وعشر (بقرہ)“

۲..... ”والذین یتوفون زواجهم متاعا الی الحول“

۳..... ”والنسی یاتین الفناء منکم فان شھد وافامسکوھن فی البیوت لھن سبیلاً“

۴..... ”ان الذین یتوفھم اللہ قالوا کنا مستضعفین فی الارض“

۵..... ”حتی اذا جاء احکم المورس“

۶..... ”حتی اذا جاءتهم رسالہم“

۷..... ”اذ یتوفی الذین کفروا“

۸..... ”فکیف اذا توففتھم“

۹..... ”الذین تتوفھم الملائکۃ“

۱۰..... ”الذین تتوفھم الملائکۃ“

۱۱..... ”قل یتوفکم ملک المورس“

۱۲..... ”واما نرینک بعد مرجعھم (یونس)“

۱۳..... ”واما نرینک بعض الذین“

۱۴..... ”واما نرینک بعض الذین“

۱۵..... ”واللہ خلقکم ثم یتوفکم“

۱۶..... ”ومنکم من یتوفی یعلم من بعد علم شیئاً (حج)“

۱۷..... ”ومنکم من یتوفی تعقلون (مؤمن)“

کے فاعل فرشتے اور آدمی اور خدا اور خود موت ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ خدا نہیں اور یقیناً خدا نہیں۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ توفی کے حقیقی معنی یہ حقیقی معنوں میں اس کا مطلب موت ہوتا تو یقیناً اس کے فاعل غیر بحیوی ویمیت ہوتا۔ مثال کے طور پر چند ایک آیات قرآن کریم میں موت اور زندگی کا حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس کا فاعل انسان یا خود موت۔ اس کے بعد توفی کے وہ مقامات بیان کروں گا۔  
واہے اور اس کے معنی مجاز کے طور ہی لئے گئے ہیں۔

”وما یستوی الاعنی والبصیر ولا الظلمت ولا النور ولا  
وما یستوی احياء ولا الاموات ان الله یسمع من یشآء

”خلق الموت والحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملا

”یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی  
کذالک النشور“

”یخرج الحی من المیت ومخرج المیت من الحی (انعام،

”وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی (آل

”فیمسک الی قضی علیہا الموت ، لا یدوقون فیہا الموت

یستکثرون جگہ یہ الفاظ آئے ہیں جو حقیقی موت کے لئے ہیں اور ان کا فاعل

کی خدمت میں توفی کے وہ مقامات پیش کرتے ہیں جو اس قدر دلچسپ  
دیں گے کہ جہاں بھی ہم بیان ہوئے پورا لینے کے معنوں میں ہی آئے۔

نہ لگا کر موت کے مفہوم کو ادا کیا گیا۔ مگر فاعلی نسبت عام ہے خاص نہیں اور  
ہاں واموات میں کس قدر اہتمام کیا گیا کہ وہاں فاعلی نسبت سوائے ذات

باری کے کسی دوسرے کو قطعاً نہیں دی گئی۔

۱..... ”والذین یتوفون منکم ویسرون ار اجاب ترحمن  
بالفسهن اربعة اشهر وعشر (بقرہ)“

۲..... ”والذین یتوفون منکم ویذرون ار اجاب وصیہ لا  
زواجهم متاعا الی الحول“

۳..... ”والتی یاتین الفاحشة من نسائکم فستشهدوا اربعة  
منکم فان شهد وافامسکوهن فی البیوت حتی یتوفهن الموت او یجعل الله  
لهن سبیلا“

۴..... ”ان الذین یتوفهم الملائكة ظالمی انفسهم قالوا فیم کنتم  
قالوا کنا مستضعفین فی الارض“

۵..... ”حتی اذا جاء احکم الموت توفته رسلنا وهم لا یفرقون (انعام)“

۶..... ”حتی اذا جاءتهم رسلنا یتوفونهم (اعراف)“

۷..... ”اذ یتوفی الذین کفروا الملائكة یضربون وجوههم (انفال)“

۸..... ”فکیف اذا توففتهم الملائكة یضربون وجوههم (محمد)“

۹..... ”الذین تتوفهم الملائكة ظالمی انفسهم (نحل)“

۱۰..... ”الذین تتوفهم الملائكة طیبین (نحل)“

۱۱..... ”قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم (سجدہ)“

۱۲..... ”واما نرینک بعض الذی نعدہم اونتوفینک فالینا

مرجعہم (یونس)“

۱۳..... ”واما نرینک بعض الذی اونتوفینک فعلینا البلاغ (رعد)“

۱۴..... ”واما نرینک بعض الذی اونتوفینک فالینا یرجعون (مؤمن)“

۱۵..... ”والله خلقکم ثم یتوفکم ومنکم من یرد الی ازل العمر (نحل)“

۱۶..... ”ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ازل العمر لکیلا

یعلم من بعد علم شیئا (حج)“

۱۷..... ”ومنکم من یتوفی من قبل ولتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم

تعقلون (مؤمن)“

۱۸..... ”وَكُفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ (آل عمران)“

۱۹..... ”تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَالحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ (يوسف)“

۲۰..... ”هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَّمْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى (انعام)“

۲۱..... ”اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى (زمر)“

۲۲..... ”رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ (اعراف)“

ناظرین تمام آیات مذکورہ بالا میں جہاں بھی توفی کا لفظ اطلاق ہوا ہے اس کے ساتھ قرینہ موجود ہے۔ بلا قرینہ لگانے کے کوئی آیت نہیں اور وہ قرینہ ہی ہم کو مجبور کرتا ہے کہ ہم یہاں توفی کے معنی موت لیں۔ مثلاً پہلی آیت شریف میں یہ آیا ہے۔ ترجمہ تم میں سے جو لوگ اپنی عمر پوری کر لیتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں اپنی عورتیں وہ وصیت کر جایا کریں۔ اب دیکھئے کہ عورتوں کا چھوڑ جانا اور وصیت کا حکم ہم کو مجبور کرتا ہے کہ ہم یہاں توفی کے معنی مجازی طور پر موت لیں۔ دوسری آیت میں بھی بیویوں کا پیچھے چھوڑ جانا اور اس کی عدت کا حکم صریح قرینہ ہے۔ یعنی توفی ان کے معنی یہ ہوں گے اپنی عمر کو پورا کر لینا ایسا ہی کہیں۔ حیات کا ذکر کرنے کے بعد توفی استعمال ہوا جو صاف قرینہ ہے کہیں خاتمہ بالخیر کہیں کچھ غرضیکہ بلا قرینہ کے ہم یہ امتیازی ہی نہیں کر سکتے کہ اس کے معنی کیا ہیں۔ اس کے بعد توفی کے تین فاعل بیان ہوئے۔ فرشتے آدمی اور موت حالانکہ حیات و ممات صرف اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ مگر یہاں فرشتے آدمی اور موت فاعل ہیں۔ اب چند ایک آیات کے معنی پیش کرتا ہوں وہ ملاحظہ کیجئے اور انصاف سے کہئے کہ کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے۔ آیت نمبر ۲ کا ترجمہ یہ ہوا وہ لوگ جو اپنے آپ کو موت دیتے ہیں اب کیا یہ معنی صحیح ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہی آیت نمبر ۳ کے معنی یوں ہوں گے۔ یہاں تک کہ موت ان کو موت دے دے۔ کیا موت بھی موت دیا کرتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر مرزا یو! یہاں کیا معنی کرو گے۔ حتیٰ يتوفهن الموت ظاہر ہے کہ توفی کے معنی موت نہیں۔ کیونکہ یہاں موت فاعل ہے۔ کیا موت توفی کرتی ہے اور توفی کے معنی تمہارے ہاں خود موت ہیں۔ ایسا ہی آیت نمبر ۲۱ ایک اور مزید ار اور فیصلہ کن بات پیش کرتی ہے۔ یعنی اس آیت میں توفی کا مفعول النفس ہے۔ یعنی روح اگر تمہارے معنی مان لئے جائیں تو ماننا پڑے گا کہ اللہ روح کو موت دیتا ہے۔ حالانکہ یہ امر بالکل غلط ہے اور اس

کے آگے چلے تو دجاہلیت کا بھانڈا ہی پھوٹ۔ ارشاد ہوتا ہے۔ والقی لم تمت فی منامہ ساتھ ہی نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی ہمارے اس بیان مقامات پر توفی کے لفظ کا اطلاق نیند پر کرتا ہے۔ یعنی صاف لفظوں میں نیند کا ذکر کیا گیا ہے۔ حقیقی موت نہیں بلکہ مجازی موت مراد ہے جو غم

مرزا قادیانی اپنی باون سالہ مشرک تک اسی امید موہوم میں برابر صبح سے شام او ہے کہ میری نبوت کا انحصار صرف عیسیٰ علیہ السلام میں کامیاب ہوا تو کیا گری کی اور اس ہوا۔ چنانچہ یہ سولہ سال اس تک دو کہوں یا میں ذیابیطس اور دوران سر کو لپیک کہا۔ کمال استقبال کیا۔ مسیح موعود کی صفات کو حاصل کر میں کستوری، مروارید، عنبر، کچلا، زعفران، اور میں نحوذ بیکلی نہ جاتا رہے۔ افسوس اس ارذ عشق میں وہ وہ صعوبتیں برداشت کیں اور کے طعنے سنے، یگانوں اور بیگانوں کی پھبتیوں کی مسلط و سوار ہی رہا۔ اپنی اس عمر میں جو بھی صلیب دیا گیا۔ اسے یوں طمانچے لگے۔ پورے اندھیری آئی، طوفان آیا۔ رات اندھیری کہ مرا ہے یا نہیں۔ غلطی سے، بھول سے میں رہا۔ جہاں تمار داری ہوتی رہی۔ مرے نہ پیر لکھ لکھ کر اپنے مرقا ہونے کا وہ شہود نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

”وکفر عنا سیئتنا وتوفنا مع الابرار (آل عمران)  
 ”توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین (یوسف)  
 ”هو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ما جرہتم بالنہار ثم  
 سی اجل مسمی (انعام)“

”اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا  
 علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی (زمر)  
 ”ربنا افرغ علینا صبراً وتوفنا مسلمین (اعراف)“

تمام آیات مذکورہ بالا میں جہاں بھی توفی کا لفظ اطلاق ہوا ہے اس کے  
 بلاقرینہ لگانے کے کوئی آیت نہیں اور وہ قرینہ ہی ہم کو مجبور کرتا ہے کہ  
 موت لیں۔ مثلاً پہلی آیت شریف میں یہ آیا ہے۔ ترجمہ تم میں سے جو  
 لیتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں اپنی عورتیں وہ وصیت کر جایا کریں۔ اب  
 نوٹ جانا اور وصیت کا حکم ہم کو مجبور کرتا ہے کہ ہم یہاں توفی کے معنی مجازی  
 دوسری آیت میں بھی بیویوں کا پیچھے چھوڑ جانا اور اس کی عدت کا حکم صریح  
 ان کے معنی یہ ہوں گے اپنی عمر کو پورا کر لینا ایسا ہی کہیں۔ حیات کا ذکر  
 استعمال ہوا جو صاف قرینہ ہے کہیں خاتمہ بالخیر کہیں کچھ غرضیکہ بلاقرینہ  
 نہیں کر سکتے کہ اس کے معنی کیا ہیں۔ اس کے بعد توفی کے تین فاعل بیان  
 میں اور موت حالانکہ حیات ومات صرف اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں  
 آوی اور موت فاعل ہیں۔ اب چند ایک آیات کے معنی پیش کرتا ہوں  
 صاف سے کہئے کہ کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے۔ آیت نمبر ۲ کا ترجمہ یہ ہوا وہ  
 موت دیتے ہیں اب کیا یہ معنی صحیح ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہی آیت نمبر ۳  
 ہے۔ یہاں تک کہ موت ان کو موت دے دے۔ کیا موت بھی موت دیا  
 ہے۔ پھر مرزا یو! یہاں کیا معنی کر دے۔ حتیٰ یتوفھن الموت ظاہر  
 میں نہیں۔ کیونکہ یہاں موت فاعل ہے۔ کیا موت توفی کرتی ہے اور توفی  
 خود موت ہیں۔ ایسا ہی آیت نمبر ۲۱ ایک اور مزید ارادہ فیصلہ کن بات  
 اس آیت میں توفی کا مفعول النفس ہے۔ یعنی روح اگر تمہارے معنی مان  
 لے گا کہ اللہ روح کو موت دیتا ہے۔ حالانکہ یہ امر بالکل غلط ہے اور اس

کے آگے چلے تو وجاہت کا بھانڈا ہی پھوٹ جاتا ہے۔ یعنی اللہ یتوفی الانفس کے بعد  
 ارشاد ہوتا ہے۔ والتی لم تمت فی منامہا۔ اب دیکھئے کہ توفی کا حکم بھی جاری ہے۔ مگر  
 ساتھ ہی نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی ہمارے اس بیان حقد کی پرزور تائید کرتا ہوا لکھتا ہے کہ ”چنانچہ دو  
 مقامات پر توفی کے لفظ کا اطلاق نیند پر کرنا ایک استعارہ ہے جو بہ نصب قرینہ نوم استعمال کیا گیا  
 ہے۔ یعنی صاف لفظوں میں نیند کا ذکر کیا گیا ہے تاہر ایک شخص سمجھ لیوے کہ اس جگہ توفی سے مراد  
 حقیقی موت نہیں بلکہ مجازی موت مراد ہے جو نیند ہے۔“

(مندرجہ ازالہ اوہام ص ۳۳۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۹)

مرزا قادیانی اپنی باون سالہ مشرکانہ زندگی سے لے کر اٹھائیس سالہ مدت عمر یعنی لین کلیر  
 تک اسی امید موہوم میں برابر صبح سے شام اور شام سے صبح تک لگاتار اس کوشش دوہم میں مبتلا رہا  
 ہے کہ میری نبوت کا انحصار صرف عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے پر موقوف ہے۔ اگر میں  
 اس مشن میں کامیاب ہوا تو سیما گری کی اور اگر ناکام ہوا تو گھر کا اثاث الیبت بھی گویا بھٹی کی نذر  
 ہوا۔ چنانچہ یہ سولہ سال اس تنگ و دو کہوں یا دوڑ دھوپ عرض کروں میں کئے، اپنے اس آخری عمر  
 میں ذیابیطس اور دوران سر کو بلیک کہا۔ کابلی اور سستی کو خوش آمدید کیا۔ ضعف قلب اور مراق کا  
 استقبال کیا۔ مسیح موعود کی صفات کو حاصل کرنے کے لئے آہ اس پیرانہ سالی میں قوت باہ کے نسخوں  
 میں کستوری، مردارید، عنبر، کچلا، زعفران، افیون اور ٹانک وائن کو پیا کہ کسی طرح لیٹنے کی حالت  
 میں نعوذ بکلی نہ جاتا رہے۔ افسوس اس ارذل العمری میں صرف مسیح بننے کے خاطر محمدی کے ناکام  
 عشق میں وہ وہ صعوبتیں برداشت کیں اور وہ وہ مصائب جھیلے کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ اغیار و انصار  
 کے طعنے سنے، یگانوں اور بیگانوں کی پھبتیاں کہیں۔ مگر یہ مسیح موعود بننے کا خط جن کی طرح سر پہ  
 مسلط و سوار ہی رہا۔ اپنی اس عمر میں جو بھی کتابیں لکھیں ان میں سوائے اس کے کو مسیح مر گیا وہ یوں  
 صلیب دیا گیا۔ اسے یوں طمانچے لگے۔ یوں استہزاء ہوئی ہاتھوں اور پاؤں میں کیل ٹھونکنے لگے۔  
 اندھیری آئی، طوفان آیا۔ رات اندھیری تھی، صبح سبت کا دن تھا۔ جلدی میں سپاہیوں نے نہ دیکھا  
 کہ مرا ہے یا نہیں۔ غلطی سے، بھول سے صلیب سے اتار دیا۔ وہ تین دن تک قبر میں یا خفیہ مکان  
 میں رہا۔ جہاں تیمارداری ہوتی رہی۔ مرہم عیسیٰ تیار ہوئی۔ ایسے ایسے خرافات جن کا نہ کوئی سر ہے  
 نہ پیر لکھ کر اپنے مراقی ہونے کا وہ ثبوت دیا جس کی نظیر ہی نہیں۔ چنانچہ چند ایک عبارتیں بطور  
 نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:



”یہود کے علماء نے ان کے لئے ایک کفر کا فتویٰ تیار کیا اور ملک کے تمام علمائے کرام اور مسلمانوں نے اس فتویٰ پر اتفاق کیا اور مہر لگا دیں۔ مگر پھر بھی بعض عوام الناس میں سے تھوڑے ہی آدمی ان کے ساتھ رہ گئے۔ ان میں سے بھی یہود نے ایک کوشش دے کر اپنی طرف پھیر لیا اور دن رات یہ مشورے ہونے لگے کہ تو ریت کی نصوص صریحہ سے اس شخص کو کافر ٹھہرانا چاہئے تاکہ عوام بھی ایک دفعہ بیزار ہو جائیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں۔ چنانچہ یہ بات قرار پائی کہ کسی طرح اس کو صلیب دی جائے پھر کام بن جائے گا۔“

(تخفہ گولڈ ویہ ص ۱۲، خزائن ج ۷ ص ۱۰۵، ۱۰۶)

۲۔ ”یہود نے نعوذ باللہ حضرت مسیح کو رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کے لئے صلیب کا حیدر سوچا تھا۔ اس سے دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ ابن مریم ان صادقوں میں سے نہیں ہے جن کا رفع الی اللہ ہوتا ہے۔ مگر خدا نے مسیح سے وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا۔“

(ضمیرہ تخفہ گولڈ ویہ ص ۵، خزائن ج ۷ ص ۱۰۴)

۳۔ ”مسیح پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضاء میں ٹھوکی گئیں۔ جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا۔ یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۹۳، خزائن ج ۳ ص ۳۰۲)

۴۔ ”قرآن کریم میں ”انی متوفیک ورافعک الی“ وارد ہے۔ سو اس گھبراہٹ کے وقت میں مسیح نے خیال کیا کہ شاید آج ہی وہ وعدہ پورا ہوگا۔ چونکہ مسیح ایک انسان تھا اور اس نے دیکھا کہ تمام سامان میرے مرنے کے موجود ہو گئے ہیں۔ لہذا اس نے برعادت اسباب گمان کیا کہ شاید آج میں مر جاؤں گا۔ سو باعث ہیبت تجلی جلالی حالت موجودہ کو دیکھ کر ضعف بشریت اس پر غالب ہو گیا تھا۔ تب ہی اس نے دل برداشتہ ہو کر کہا ”ایلسی ایلسی لعا سبقتنی“ یعنی اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اور کیوں اس وعدہ کا ایقانہ کیا جو تو نے پہلے سے رکھا تھا کہ تو مرے گا نہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۹۳، خزائن ج ۳ ص ۳۰۳، ۳۰۴)

اب حوالہ نمبر ۵ بھی ملاحظہ فرمادیں۔ ”چونکہ اس عاجز کی بھی (مرزا) مسیح کی طرح زلت کی گئی ہے کوئی کافر کہتا ہے اور کوئی لحد کوئی بے ایمان نام رکھتا ہے اور فقیہ اور مولوی صلیب دینے کے بھی تیار ہیں۔ جیسا کہ میاں عبدالحق نے اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ اس شخص کے لئے مسلمانوں کو کچھ ہاتھ سے بھی کام کرنا چاہئے۔ انہیں الہام بھی ہو گئے ہیں کہ یہ جہنمی ہے۔ آخر جہنم میں پڑے گا اور ان میں داخل نہیں ہوگا۔ جن کا عزت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔“

سو آج میں اس الہام کے معنی سمجھا ہے۔ یا عیسیٰ انی متوفیا کفرو الی یوم القیامۃ“

حوالہ نمبر ۱ میں مرزا قادیان

کے ہیر پھیر میں علمائے کرام و صوفیا

ممالک تمام ہو جائے۔ ورنہ فتوے

قتل شیر مادر کی طرح جزو عادت ہو

خفیہ تدبیر یہی تھی کہ جناب مسیح کو مصیبت

کی خفیہ تدبیر یہ تھی کہ مسیح کو صلیب

مراقی مثل مسیح قادیان کا جھوٹا نبی

توازن دماغ کے درہم برہم ہو۔

الہی کیا ہوا، کیا اللہ میاں کے وعدہ

یخلف المیعاد ”اللہ تعالیٰ اور

اعلان کر رہا ہے کہ وعدہ یہی تھا۔

عیسیٰ کے خطاب سے مترشح ہے

چنانچہ مرزا قادیانی اس کا پورا پورا

باری میں التجاء کی اور بلکہ بشریت

کیوں چھوڑ دیا۔ اس کا صحیح اور در

اپنی طرف اٹھالوں گا اور یہود یوں

قریب ہے اور ابھی تک وعدہ ایقانہ

حوالہ نمبر ۵ میں پھر

یعنی اعمال متمثل ہو کر سامنے آئے

سچ ہے کہ جو کچھ بھی عالم ہو کر تم

بھی معلوم نہ ہوا کہ آپ عورت

آپ کے ہاتھوں نہ اچھالی گئی

”اس کو بھولنا نہ جانے جو پھر آ

”یہود کے علماء نے ان کے لئے ایک کفر کا فتویٰ تیار کیا اور ملک کے تمام  
اہل عمام نے اس فتویٰ پر اتفاق کیا اور مہر لگا دیں۔ مگر پھر بھی بعض عوام  
سے ہی آدمی ان کے ساتھ رہ گئے۔ ان میں سے بھی یہود نے ایک کور شوت  
بیر لیا اور دن رات یہ شور مچانے لگے کہ تو ریت کی نصوص صریحہ سے اس  
سے تائید عوام بھی ایک دفعہ بیزار ہو جائیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر دھوکہ نہ  
ات قرار پائی کہ کسی طرح اس کو صلیب دی جائے پھر کام بن جائے گا۔“

(تحد کولڈ ویس ۱۲، خزائن ج ۱ ص ۱۰۵، ۱۰۶)

”یہود نے نعوذ باللہ حضرت مسیح کو رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کے لئے  
اس سے دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ ابن مریم ان صادقوں میں سے نہیں ہے جن کا  
مگر خدا نے مسیح سے وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا۔“

(ضمیمہ تحد کولڈ ویس ۵، خزائن ج ۱ ص ۴۴)

”مسیح پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کلیں اس کے اعضاء  
سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا۔ یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہیں۔“

(ازالہ ادہام ص ۳۹۳، خزائن ج ۳ ص ۳۰۲)

”قرآن کریم میں ”انسی متوفیک ورافعک الی“ وارد ہے۔ سو اس  
میں مسیح نے خیال کیا کہ شاید آج ہی وہ وعدہ پورا ہوگا۔ چونکہ مسیح ایک انسان  
نہ تمام سامان میرے مرنے کے موجود ہو گئے ہیں۔ لہذا اس نے برعادت  
بد آج میں مرجاؤں گا۔ سو باعث ہیبت تجلی جلالی حالت موجودہ کو دیکھ کر  
غالب ہو گیا تھا۔ تب ہی اس نے دل برداشتہ ہو کر کہا ”ایلسی ایلسی لما  
ے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اور کیوں اس وعدہ کا ایقانہ کیا جو تو نے  
میں سے کیا تھا۔“ (ازالہ ادہام ص ۳۹۴، خزائن ج ۳ ص ۳۰۳، ۳۰۴)

بیرہ بھی ملاحظہ فرمادیں۔ ”چونکہ اس عاجز کی بھی (مرزا) مسیح کی طرح  
مرگہتا ہے اور کوئی لحد کوئی بے ایمان نام رکھتا ہے اور فقیہ اور مولوی صلیب  
جیسا کہ میاں عبدالحق نے اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ اس شخص کے لئے  
سے بھی کام کرنا چاہئے۔ انہیں الہام بھی ہو گئے ہیں کہ یہ جہنمی ہے۔ آخر جہنم  
داخل نہیں ہوگا۔ جن کا عزت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔

سو آج میں اس الہام کے معنی سمجھا جو اس سے کئی سال پہلے براہین میں درج ہو چکا ہے اور وہ یہ  
ہے۔ ”یا عیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین  
کفرو الی یوم القیامۃ“ (ازالہ ادہام ص ۳۸۹، خزائن ج ۳ ص ۳۰۱)

حوالہ نمبر ۱ میں مرزا قادیانی خواہ مخواہ دجل کی بھٹی میں اہال کھاتا ہوا فتویٰ اور مہروں  
کے ہیر پھیر میں علمائے کرام و صوفیائے عظام کو بدنام کر رہا ہے اور وہ صرف اس لئے کہ مابدولت کی  
مماثلت تمام ہو جائے۔ در نہ فتوے اور مہر کی وہاں ضرورت ہی نہ تھی۔ مگر حکومت تھی اور انبیاء کا  
قتل شیر مادر کی طرح جزو عادت ہو چکا تھا۔ بہر حال نمبر ۲ میں یہ مسلم الثبوت ہے کہ یہود کا مکر یا  
خفیہ تدبیر یہی تھی کہ جناب مسیح کو مصلوب کر دیا جائے اور یہ بھی مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے کہ خدا  
کی خفیہ تدبیر یہ تھی کہ مسیح کو صلیب سے ضرور بچایا جائے گا۔ بلکہ یہ وعدہ الہی تھا۔ حوالہ نمبر ۳ میں  
مراقی مثیل مسیح قادیان کا جھوٹا نبی نئی کواثبات میں تسلیم کرتا ہوا جناب مسیح کے ہاتھ اور پاؤں میں  
توازن دماغ کے درہم برہم ہونے سے کیلیں ٹھونک رہا ہے۔ بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ وعدہ  
الہی کیا ہوا، کیا اللہ میاں کے وعدے قرآن کو کبھی دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ”ان اللہ لا  
یخلف المیعاد“ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتا۔ حوالہ نمبر ۴ اور ۵ ہاگ دہل  
اعلان کر رہا ہے کہ وعدہ یہی تھا۔ اے عیسیٰ تجھ کو پورا پورا لے لوں گا۔ (یعنی روح مع جسم) جیسا کہ  
عیسیٰ کے خطاب سے مترشح ہے۔ یعنی عیسیٰ مرکب بہ روح و جسد تھا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔  
چنانچہ مرزا قادیانی اس کا پورا پورا اعتراف کرتے ہیں کہ اسی وعدہ ایفائی کے لئے اس نے جناب  
باری میں التجا کی اور بلکہ بشریت کے تقاضے میں یہاں تک کہہ دیا کہ اے خدا، اے خدا تو نے مجھے  
کیوں چھوڑ دیا۔ اس کا صحیح اور واضح مطلب یہ ہے کہ مولا تیرا وعدہ تھا کہ میں تمہیں بچاؤں گا اور  
اپنی طرف اٹھاؤں گا اور یہودیوں کی ناپاک صحبت سے تمہیں ہلکی پاک کروں گا اور اب وہ وقت  
قریب ہے اور ابھی تک وعدہ ایفائی نہیں ہوئی۔ کیا تو نے مجھے چھوڑ دیا یا فراموش کر دیا۔

حوالہ نمبر ۵ میں پھر مماثلت کا بخار ہو رہا ہے اور سچائی سر پر چڑھ کر بول رہی ہے  
یعنی اعمال متمثل ہو کر سامنے آ رہے ہیں اور گناہ ہیبت ناک منظر پیش کر کے ڈرا رہے ہیں۔ یہ  
سچ ہے کہ جو کچھ بھی عالم ہو کر تم نے کیا وہ جاہل بھی کرنے کو تیار نہیں۔ بخدا ہمیں تو آج تک یہ  
بھی معلوم نہ ہوا کہ آپ عورت ہیں یا مرد؟ اور کون سی متبرک ہستی ایسی باقی ہے جس کی پکڑی  
آپ کے ہاتھوں نہ اچھالی گئی۔ مگر شکر ہے کہ آج آپ کو ”انسی متوفیک“ سمجھ میں آیا۔  
”اس کو بھولا نہ جانے جو پھر آئے شام“ مگر استقامت کی ضرورت ہے اور وہ آپ کی فطرت

میں نہیں۔ ابھی دیکھ لینا آپ اس نظریے کو خیر باد کہہ جائیں گے۔

”پیش گوئی جو براہین میں درج ہے اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور وہ الہام یہ ہے۔“ یسا عیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروالہ یوم القیامۃ“ اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں بھی پکارا گیا ہے۔“  
(ازالہ الہام ص ۴۱۸، خزائن ج ۳ ص ۳۱۸)

معزز ناظرین! میں نہ کہتا تھا کہ مرزا قادیانی میں استقامت کا مادہ ہی نہیں۔ سچ ہے قادیانی نبوت بے پندے کا لوٹا واقع ہوئی ہے۔ اس کی حالت سیمائی سی ہے جسے قرار ہی نہیں۔ لیکن اب اس الہام کی ارزانی ہو رہی اور اپنے اختیارات اولاد میں تقسیم ہو رہے ہیں۔

مرزا قادیانی نے یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک والا سرقتہ شدہ الہام اپنی ذریت پر خواہ مخواہ تھوپنے کی ناکام کوشش اس لئے کی کہ وہ سعید الفطرت لوگ جو جھانسنے میں آنے سے بچ گئے ہیں۔ وہ کسی طرح مخالطہ میں آکر یہ سمجھیں کہ آخر مسیح موعود ذریت مرزا سے ہی ہوگا۔ اس لئے مرزا قادیانی کو نرے مادہ ہی سمجھ لیں۔ یعنی غلام احمد کا مریم بی بی ہی قرار دے کر مسیح موعود کی انتظار کریں۔ بہر حال اس سلسلے میں جو الو بھنسن جائیں گے وہ بھی تو اپنے ہی ہیں کیا مضائقہ ہے مابعدولت عیسیٰ نہ سہی مریم ہی سہی۔ ضرورت تو وہ چل کی ہے وہ کسی طرح چل جائے۔ مگر فقیر کے خیال میں مرزا قادیانی کو ایک بات پر قرار ہی نہیں واقعات کے تمام پہلو ہر طریق سے اپنے ہی ہیں۔ لڑکا ہوا تو سچے اور لڑکی ہو تو سچے اور کچھ نہ ہو تو سچے، کیونکہ بشارتیں تینوں ہی قسم سے دی گئی ہیں۔ زچہ کو لڑکا ساس کو لڑکی اور پڑوسن کو جاتے جاتے کہہ دیا کہ اولاد اس کے مقسوم میں ہی نہیں۔ جو لڑکا ہوا تو ساس بولی تم نے تو لڑکی کہی تھی۔ راول کڑک کر بولا اپنی بہو کو سو گندوے کر پوچھ تمہیں غلطی لگی ہے اور پڑوسن نے مقسوم کا روٹا روٹا تو نظر بد کا بہرہ دے دیا۔ چلو چٹی ہوئی جوگی کی ولایت گئی۔ اس کے باپ کی سچی داد کہنے والے کا مفت میں منہ کالا۔ یہی حال مرزا قادیانی کا ہے۔ دیکھئے پنجابی نبی کا ذریت کو تفویض شدہ حق غضب کرنا وہاں ہے میرے بے دم کے شیر۔

”انا اذا ودعنا الدنیا فلا مسیح بعدنا الی یوم القیامۃ یعنی میرے بعد (مرزا کے بعد) قیامت تک کوئی مسیح نہ ہوگا۔“  
(اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۳)

ہے کوئی مسیح کا لال جوان دونوں الہاموں میں تطبیق دے دے اور اس کے صلہ میں مبلغ سوا آنہ سکھا شاہی انعام میں پاوے۔ یہ تھی پنجابی نبوت اور سنئے، ہم تمہیں مرزا قادیانی کے الہامی تھیلے یا براہین احمقیہ یا قطبی کے ایک اور صرف ایک حاشیے کی سیر کرائیں۔ دیکھئے الہامات کی بارش

ہو رہی ہے اور اس کے بہاؤ میں د

”بہت سے الہامات

کی حاضری کے وقت میں ایسا کہ

کے اور کوئی راہ نہیں۔ آیا ابھی

آگیا تھا۔ جس کے تذکرہ کی

سمیل نمودار نہ تھی۔ اسی روز شاہ

اس وقت ہمراہ ایک آریہ ملا

ہزاروں بار شہادتوں میں تذکرہ

کہوں گا۔ کیونکہ یہ ہمیشہ مرزا

وقتوں میں بھی نہیں ملتا) جب

دفعہ قادیان گیا مگر بخدا کوئی آ

الہام ہوا ”ننجیک من الف

سے نجات دیں گے۔ کیا تو نہیں

تھا اس آریہ کو اس الہام سے

تینوں طور کا غم دور کر دیا۔“

ہو گیا) اور ایک اتفاقات

صاحبان ممدوحین کی رائے

گیا۔ (بڑی مہربانی فرمائی

but God is with

not ex-change.

یعنی اگر تمام آ

کی باتیں بدل نہیں سکتیں

”من الخ

الطیب“ یعنی تمام بھلا

اسی رحمان کی طرف کھار

قنطوا وینشر رح

لیتا آپ اس نظریے کو خیر باد کہہ جائیں گے۔

ٹی جو براہین میں درج ہے اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور وہ الہام یہ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین لامة“ اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں بھی پکارا گیا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۱۸، خزائن ج ۳ ص ۳۱۸)

رین! میں نہ کہتا تھا کہ مرزا قادیانی میں استقامت کا مادہ ہی نہیں۔ سچ ہے بے کالونا واقع ہوئی ہے۔ اس کی حالت سیمابی سی ہے جسے قرار ہی نہیں۔ ارزانی ہو رہی اور اپنے اختیارات اولاد میں تقسیم ہو رہے ہیں۔

نی نے یا ہسی انی متوفیک ورافعک والاسرقہ شدہ الہام اپنی ذریت پر خواہ و شش اس لئے کی کہ وہ سعید الفطرت لوگ جو جھانے میں آنے سے بچ گئے لہ میں آ کر یہ سمجھیں کہ آخر مسیح موعود ذریت مرزا سے ہی ہوگا۔ اس لئے وہ ہی سمجھ لیں۔ یعنی غلام احمد کا مریم بی بی ہی قرار دے کر مسیح موعود کی انتظار کلمے میں جو الو پھنس جائیں گے وہ بھی تو اپنے ہی ہیں کیا مضائقہ ہے مریم ہی سہی۔ ضرورت تو دجل کی ہے وہ کسی طرح چل جائے۔ مگر فقیر کے اکو ایک بات پر قرار ہی نہیں واقعات کے تمام پہلو ہر طریق سے اپنے ہی لڑکی ہو تو سچے اور کچھ نہ ہو تو سچے، کیونکہ بشارتیں تینوں ہی قسم سے دی گئی لڑکی اور پڑوسن کو جاتے جاتے کہہ دیا کہ اولاد اس کے مقوم میں ہی نہیں۔ تم نے تو لڑکی کہی تھی۔ راول کڑک کر بولا اپنی بہو کو سو گند دے کر پوچھ تمہیں نے مقوم کا رونار دیا تو نظر بد کا بہرہ دے دیا۔ چلو چٹی ہوئی جوگی کی ولایت سچی داد کہنے والے کا مفت میں منہ کالا۔ یہی حال مرزا قادیانی کا ہے۔ کت کو تفویض شدہ حق غضب کرنا وہ رہے میرے بے دم کے شیر۔

ودعنا دنیا فلا مسیح بعدنا الی یوم القيمة یعنی میرے بعد ایک کوئی مسیح نہ ہوگا۔“

(اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۳)

کالال جوان دونوں الہاموں میں تطبیق دے دے اور اس کے صلہ میں مبلغ میں پاوے۔ یہ تھی پنجابی نبوت اور سننے، ہم تمہیں مرزا قادیانی کے الہامی کے ایک اور صرف ایک حاشیے کی سیر کرائیں۔ دیکھئے الہامات کی بارش

ہو رہی ہے اور اس کے بہاؤ میں دجال اکبر تیرا کیاں کر رہا ہے۔

”بہت سے الہامات بطور اسرار ہیں جن کو یہ عاجز بیان نہیں کر سکتا۔ بارہا عین مخالفوں کی حاضری کے وقت میں ایسا کھلا کھلا الہام ہوا ہے۔ جس کے پورا ہونے سے مخالفوں کو بجز اقرار کے اور کوئی راہ نہیں۔ آیا ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بعض امور میں تین طرح کا غم پیش آ گیا تھا۔ جس کے تذکر کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور بجز حرج و نقصان اٹھانے کے اور کوئی سبیل نمودار نہ تھی۔ اسی روز شام کے قریب یہ عاجز اپنے معمول کے مطابق جنگل میں سیر کو گیا اور اس وقت ہمراہ ایک آریہ ملاوٹ نامی تھا۔ (صاحبان یہی مرزا قادیانی کا پیٹنٹ گواہ ہے جس کا ہزاروں بار شہادتوں میں تذکرہ ہے۔ اس لئے میں اس کو مرزا قادیانی کا پرائیویٹ سیکرٹری کہوں گا۔ کیونکہ یہ ہمیشہ مرزا قادیانی کے ساتھ رہتا ہے۔ کم بخت رنج حاجت اور وحی کھاتہ کے وقتوں میں بھی نہیں ملتا) جب واپس آیا تو گاؤں کے دروازے کے قریب یہ الہام ہوا۔ (فقیر دو دفعہ قادیان گیا مگر بخدا کوئی آج تک وہاں دروازہ نہیں دیکھا) ”ننچیک من الغم“ پھر دوبارہ الہام ہوا ”ننچیک من الغم الم تعلم ان اللہ علی کل شئی قدید“ یعنی ہم تمہیں اس غم سے نجات دیں گے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ چنانچہ اسی قدم پر جہاں الہام ہوا تھا اس آریہ کو اس الہام سے اطلاع دی گئی۔ (کوٹوالی میں گویا رپوٹ کر دی گئی) پھر خدا نے وہ تینوں طور کا غم دور کر دیا۔ ”فالحمد للہ علی ذالک“ (یہ محمدی کے نکاح کا غم تھا جو الہام سے دور ہو گیا) اور ایک اتفاقات عجیبہ سے یہ بات ہے کہ جس وقت شہاب الدین موحّد نے مولوی صاحبان ممدوحین کی رائے بیان کی اس رات انگریزی میں ایک الہام ہوا۔ جو شہاب دین کو سنایا گیا۔ (بڑی مہربانی فرمائی) اور وہ یہ ہے۔

Through all men should be angry but God is with you. He shell help you wards of God can not ex-change.

یعنی اگر تمام آدمی ناراض ہوں مگر خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ پھر اسوا اس کے اور بھی چند الہامات ہوئے جو نیچے لکھے جاتے ہیں۔

”من الخیر کلہ فی القرآن کتاب اللہ الرحمان الیہ یصعد الکلم الطیب“ یعنی تمام بھلائی قرآن میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ وہی اللہ جو رحمان ہے۔ اسی رحمان کی طرف کلمات طیبہ معود کرتے ہیں۔ ”هو الذی یسنزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمة اللہ“ وہ ذات کریم ہے جو نایامیدی کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی

رحمت کو دنیا میں پھیلاتا ہے۔ یعنی عین ضرورت کے وقت تجدید دین کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔  
 ”یجتبی الیہ من یشاء من عبادہ“ جس کو چاہتا ہے بندوں میں سے چن لیتا ہے۔  
 ”وکذلک مننا علی یوسف لنصرف عنہ السق والفحشاء ولتنذر قومہ ما  
 انذر اباؤہم فہم غافلون“ اور اسی طرح ہم نے یوسف پر احسان کیا تاہم اس سے بدی  
 اور قحش کو روک دیں اور تا تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادوں کو کسی نے نہیں ڈرایا۔ سو  
 وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے کہ جو باعتبار کسی  
 روحانی مناسبت کے اطلاق پایا واللہ اعلم بالصواب بعد اس کے فرمایا ”قل عندی شہادۃ  
 من اللہ فہل انتم مؤمنون ان معی ربی سیہدین رب اغفر وارحم من  
 السماء ربنا عاج رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ رب نجنی من  
 غم ایللی ایللی لما سبقتنی“ کہہ مہائے تو مارا کردگستاخ۔ کہہ میرے پاس خدا کی گواہی  
 ہے۔ پس کیا تم ایمان نہیں لاتے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا تائیدات کرنا اور اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور  
 پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کا قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور  
 معارف اور حقائق الہیہ سے اطلاع کرنا یہ سب خدا کی شہادت ہے۔ جس کو قبول کرنا ایماندار کا  
 فرض ہے۔ پھر بقیہ الہامات بالا کا یہ ہے کہ یہ تحقیق میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہی مجھے راہ  
 بتا دے گا۔ اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب عاجی ہے۔ اس  
 کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ جن نالائق باتوں کی طرف مجھ کو بلاتے ہیں ان سے اے  
 میرے رب مجھے زندان بہتر ہے۔ اے میرے خدا مجھ کو میرے غم میں نجات بخش۔ اے میرے  
 خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔ یہ سب  
 اسرار ہیں۔ جو اپنے اپنے اوقات پر چسپاں ہیں۔ جن کا علم حضرت عالم الغیب کو ہے۔ پھر بعد  
 اس کے فرمایا ”ہو شعنا نعسا“ یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک  
 اس عاجز پر نہیں کھلے۔ پھر بعد اس کے دو فقرے انگریزی ہیں۔ جن کے الفاظ کی صحت باعث  
 سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں ہوئے اور وہ یہ ہیں۔

*I Love You, I Shell you, You a large party of Islam.*

چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ اس کے پورے  
 پورے معنی کھلے ہیں۔ اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔ پھر اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ ”یا عیسیٰ  
 انسی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی یوم

القیمة ثلثة من الاولین وثلثة من  
 دوس کا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ رفع  
 تابعین کو جو ان پر منکر ہیں قیامت پر  
 پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ۔ اس  
 اردو الہام فرمایا۔ میں اپنی چکار دکھلاؤں  
 آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن  
 سچائی ظاہر کر دے گا۔ ”الفتنة ھہ  
 سوا ولوالعزم نبیوں کی طرح صبر کر۔

”فلما تجلی ربہ لل  
 گا تو انہیں پاش پاش کرے گا۔ ”قو  
 اپنے بندے کے لئے وہ غنی مطلق ظا  
 الاعمال“ یعنی عبد اللہ الص  
 کوششوں سے حاصل نہیں ہو سکتا  
 بتحیة فحیوبا حسن منها  
 تم کو وہ کرنا چاہئے جو میں نے فرمایا  
 لذو حظ عظیم انت محد  
 آسانی کے ساتھ معاملہ کر اور سلام  
 پاس ذکر کر۔ میری نعمت کا شکر کر  
 اللہ ہے تجھ میں بادہ فاروقی ہے۔  
 ذو عقل متین۔ حسب اللہ  
 وما قلنی الم نشرح لك  
 وبيت الذکر ومن دخله  
 صاحب مرتبہ اور امانت دار اور ق  
 محمد پر درود بھیج۔ یعنی یہ اس نبی  
 نہیں کیا اور نہ وہ تجھ پر ناراض۔  
 لئے آسانی نہیں کی۔ کیا تجھ پر

تھا ہے۔ یعنی عین ضرورت کے وقت تجدید دین کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔  
 بن یشاء من عبادہ“ جس کو چاہتا ہے بندوں میں سے چن لیتا ہے۔  
 یوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء ولتفذر قوما ما  
 فافلون“ اور اسی طرح ہم نے یوسف پر احسان کیا تاہم اس سے بدی  
 تا تو ان لوگوں کو ڈرا دے جن کے باپ دادوں کو کسی نے نہیں ڈرایا۔ سو  
 نے ہیں۔ اس جگہ یوسف کے لفظ سے بھی عاجز مراد ہے کہ جو باعتبار کسی  
 اق پایا واللہ اعلم بالصواب بعد اس کے فرمایا ”قل عندی شهادة  
 مؤمنون ان معی ربی سیدہدین رب اغفر وارحم من  
 رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ رب نجنی من  
 سبقتنی“ کہہ مہائے تو مارا کردگستاخ۔ کہہ میرے پاس خدا کی گواہی  
 لاتے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا تائیدات کرنا اور اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور  
 بتلانا اور دعاؤں کا قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور  
 سے اطلاع کرنا یہ سب خدا کی شہادت ہے۔ جس کو قبول کرنا ایماندار کا  
 ت بالا کا یہ ہے کہ یہ تحقیق میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہی مجھے راہ  
 ب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب عاجی ہے۔ اس  
 ہوئے۔ جن نالائق باتوں کی طرف مجھ کو بلاتے ہیں ان سے اے  
 تر ہے۔ اے میرے خدا مجھ کو میرے غم میں نجات بخش۔ اے میرے  
 مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔ یہ سب  
 اوقات پر چسپاں ہیں۔ جن کا علم حضرت عالم الغیب کو ہے۔ پھر بعد  
 لنا نعسا“ یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک  
 بعد اس کے دو فقرے انگریزی ہیں۔ جن کے الفاظ کی صحت باعث  
 نہیں ہوئے اور وہ یہ ہیں۔

I Love You, I Shell you, You a large

یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ اس کے پورے  
 لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔ پھر اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ ”یا عیسیٰ  
 الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی یوم

القیمة ثلثة من الاولین وثلثة من الاخرین“ اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات  
 دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے  
 تابعین کو جو ان پر منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور  
 پھلوں میں سے بھی ایک گروہ۔ اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔ پھر اس کے بعد  
 اردو الہام فرمایا۔ میں اپنی چکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر  
 آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے روز آدمیوں سے اس کی  
 سچائی ظاہر کر دے گا۔ ”الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولو العزم“ اس جگہ ایک فتنہ ہے  
 سوا اولو العزم نبیوں کی طرح صبر کر۔

”فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا“ جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کرے  
 گا تو انہیں پاش پاش کرے گا۔ ”قوة الرحمان لعبد اللہ الصمد“ یہ خدا کی قوت ہے جو  
 اپنے بندے کے لئے وہ غنی مطلق ظاہر کرے گا۔ ”مقام لا تترقی العبد فیہ یسعی  
 الاعمال“ یعنی عبد اللہ الصمد ہونا ایک مقام ہے۔ جو بطریق موہبت خاص عطاء ہوتا ہے۔  
 کوششوں سے حاصل نہیں ہو سکتا ”یا داؤد عامل بالناس رفقاء واحسانا واذ احیتم  
 بتحیة فحیوبا حسن منها واما بنعمت ربک فحدث“ ”یوشل ڈو وہاٹ آئی ٹو لڈ یو“  
 تم کو وہ کرنا چاہئے جو میں نے فرمایا ہے۔ ”اشکر نعمتی رایت خدیجتی انک الیوم  
 لذو حظ عظیم انت محدث اللہ فیک فاروقیہ“ اے داؤد خلق اللہ کے ساتھ رفیق اور  
 آسانی کے ساتھ معاملہ کر اور سلام کا جواب احسن طور پر دے اور اپنے رب کی نعمت کا لوگوں کے  
 پاس ذکر کر۔ میری نعمت کا شکر کرتو نے اس کو قبل از وقت پایا۔ آج تجھ سے حظ عظیم ہے تو محدث  
 اللہ ہے تجھ میں بادہ فاروقی ہے۔ ”سلام علیک یا ابراہیم انک الیوم لدینا مکین امین  
 ذو عقل متین“ حسب اللہ خلیل اللہ اسد اللہ وصل علی محمد ماودعک ربک  
 وما قلنی الم نشرح لك صدرك . الم نجعل لك سهولة فی کل امر بیت الفکر  
 وبیت الذکر ومن دخله کان امنا“ تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم تو آج ہمارے نزدیک  
 صاحب مرتبہ اور امانت دار اور قوی العقل ہے اور دوست خدا ہے۔ خلیل اللہ ہے، اسد اللہ ہے اور  
 محمد پر درود بھیج۔ یعنی یہ اس نبی کریم کی متابعت کا نتیجہ ہے اور بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ خدا نے تجھ کو ترک  
 نہیں کیا اور نہ وہ تجھ پر ناراض ہے۔ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ کیا ہم نے ہر ایک بات تیرے  
 لئے آسانی نہیں کی۔ کیا تجھ پر بیت الذکر اور بیت الفکر عطاء کیا اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص



وقصد تعبد، صحت نیت و حسن ایمان داخل ہوگا۔ وہ سوئے خاتمہ سے امن میں آجائے گا۔ بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری مذکورہ بالا اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔ جس کے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے۔ ”مبارک و مبارک و کل امر مبارک يجعل فيه“ یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جائے گا۔ پھر اس بعد اس کے اس عاجز کی نسبت فرمایا ”رفعت وجعلت مبارکاً“ تو مرزا اونچا کیا گیا اور مبارک بنایا گیا۔ ”والذین آمنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم اولئك لهم الا من وهم مهتدون“ یعنی جو لوگ ان برکات و انوار پر ایمان لائیں گے جو کہ تجھ کو خدا تعالیٰ نے عطاء کئے ہیں اور ایمان ان کا خالص اور وفاداری سے ہوگا تو ضلالت کی راہوں سے امن میں آجائیں گے اور وہی ہیں جو خدا کے نزدیک ہدایت یافتہ ہیں۔ ”یریدون ان طفثوا نور اللہ قل اللہ حافظ عنایت اللہ حافظک نحن نزلناہ وانا لہ لحافظون“ اللہ خیر حافظا و هو ارحم الرحمین و یخوفونک من دونہ۔ ائمة الکفر لا یخف انک انت الاعلیٰ۔ ینصرک اللہ فی مواطن۔ ان یومی لفضل عظیم۔ کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی۔ لا مبدل لکلماتہ بصاغیر للناس۔ نصرتک من لدنی۔ انی منجیک من الغم۔ وکان ربک قدیر۔ انت معی وانا معک۔ خلقتک لیلاً ونهاراً۔ اعمل ماشئت فانی قد غفرت لک۔ انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق“ مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نور (یعنی مرزا قادیانی) کو بجھادیں کہ خدا اس نور کا خود محافظ ہے۔ عنایت اللہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی محافظ ہیں۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الرحمین ہے اور تجھ کو اور چیزوں سے ڈرائیں گے۔ یہی پیشوایان کفر ہیں۔ مت خوف کر تجھ ہی کو غلبہ ہے۔ یعنی حجت اور برہان اور قبولیت اور برکت کے رو سے تو ہی غالب ہے۔ خدا کئی میدانوں میں تیری مدد کرے گا۔ یعنی مجادلات، مناظرات، بحث میں تجھ کو غلبہ رہے گا۔ پھر فرمایا کہ میرا دن حق ہے اور باطل نہیں فرق بین کرے گا۔ خدا لکھ چکا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو ہے۔ کوئی نہیں کہ جو خدا کی باتوں کو ٹال دے۔ یہ خدا کے کام دین کی سچائی کے لئے حجت ہیں۔ میں اپنی طرف سے تجھے دوں گا۔ میں خود تیرا غم دور کر دوں گا اور تیرا خدا قادر ہے تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرے لئے میں نے رات اور دن پیدا کیا جو کچھ بھی تو چاہے کر میں نے تجھے بخشا۔ تو مجھ سے وہ منزلت

رکھتا ہے جس کی لوگوں کو خبر ہی نہیں۔ ہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ تیری فطرت میں ڈالی گئی ہے۔ گویا جو ایمانیات اس کی نظر میں بطور فطرتی تقاضا یشاء وقالوا ان هو افک افترى بنی آدم وفضلنا بعضهم علی آية للمؤمنین۔ ام حسبتم ان قل هو الله عجیب۔ کل یس واستیقنتها انفسم ظلما وعلو الله فلا تکفروا ان کنتم مؤمن الغم۔ تفردنا بذالك فانتخذو ہے۔ ہم نے اپنے بزرگوں میں یعنی کئے گئے۔ بعض کو بعض پر خدا نے تادمونوں کے لئے نشان ہو۔ کیا تم ختم ہیں۔ نہیں بلکہ وہ خدا تو ہمیشہ صا ایک دن میں وہ ایک شان میں ہے۔ لوگوں نے محض علم کی راہ سے انکار کا دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ کہہ خدا ابراہیم پر سلام ہم نے اس کو خالص نقش قدم پر چلو۔ یعنی رسول کریم کا بعض یہودیوں کی طرح صرف طور یہ طریقہ خداوند کریم کے عاجز بندہ۔

”یا عیسیٰ انی متو کفرو الی یوم القيامة“ یہ صرف خالی ورق بھی ہونے چاہئے تاکہ درجہ!

من ایمان داخل ہوگا۔ وہ سوئے خاتمہ سے امن میں آجائے گا۔ بیت الفکر رہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری مذکورہ بالا ان فرمایا ہے۔ جس کے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے اور وہ بارک وکل امر مبارک يجعل فیہ ”یعنی یہ مسجد برکت و ہندہ اور بامر مبارک اس میں کیا جائے گا۔ پھر اس بعد اس کے اس عاجز کی نسبت مبارکات ”تومرزا اونچا کیا گیا اور مبارک بنایا گیا۔“ والذین آمنوا ہم یظلم اولئک لہم الامن وہم مہتدون ”یعنی جو لوگ ان برکات کے لئے جو کہ تھو کو خدا تعالیٰ نے عطاء کئے ہیں اور ایمان ان کا خالص اور وقاداری راہوں سے امن میں آجائیں گے اور وہی ہیں جو خدا کے نزدیک ہدایت ان طفثوا نور اللہ قل اللہ حافظ عنایت اللہ حافظک نحن حافظون۔ اللہ خیر حافظا وهو ارحم الرحمین ویخوفونک فیر لا یخف انک انت الاعلیٰ۔ ینصرک اللہ فی مواطن۔ ان کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی۔ لا مبدل لکلماتہ بصاغیر ک من لدنی۔ انی منجیک من الغم۔ وکان ربک قدیر۔ انت خلقت لک لیلاً ونہارا۔ اعمل ماشئت فانی قد غفرت لک۔ لایعلمہا الخلق“ مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ تا خدا کے نور (یعنی خدا) کہ خدا اس نور کا خود حافظ ہے۔ عنایت اللہ تیری نگہبان ہے۔ ہم نے اتارا۔ خدا خیر الحافظین ہے اور وہ ارحم الرحمین ہے اور تجھ کو اور چیزوں سے میان کفر ہیں۔ مت خوف کر تجھ ہی کو غلبہ ہے۔ یعنی حجت اور برہان اور رو سے تو ہی غالب ہے۔ خدا کئی میدانوں میں تیری مدد کرے گا۔ یعنی بحث میں تجھ کو غلبہ رہے گا۔ پھر فرمایا کہ میرا دن حق ہے اور باطل نہیں فرق کا ہے کہ غلبہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو ہے۔ کوئی نہیں کہ جو خدا کی باتوں کو مومنین کی سچائی کے لئے حجت ہیں۔ میں اپنی طرف سے تجھے دوں گا۔ میں اور تیرا خدا قادر ہے تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرے دن پیدا کیا جو کچھ بھی تو چاہے کر میں نے تجھے بخشا۔ تو مجھ سے وہ منزلت

رکتا ہے جس کی لوگوں کو خبر ہی نہیں۔ اس آخری فقرہ کا یہ مطلب نہیں کہ منہیات شرعیہ تجھے حلال ہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ تیری نظر میں منہیات مکروہ کئے گئے ہیں اور اعمال صالحہ کی محبت تیری فطرت میں ڈالی گئی ہے۔ گویا جو خدا کی مرضی ہے وہ بندے کی مرضی بتائی گئی ہے اور سب ایمانیات اس کی نظر میں بطور فطرتی تقاضا کے محبوب کی گئیں۔ ”ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء وقالوا ان ہوافک افتری وما سمعنا بہذا فی اباءنا الاولین۔ ولقد کرمننا بنی آدم وفضلنا بعضهم علی بعض۔ اجتبیناہم واصطفیناہم کذالک لیکون آیۃ للمؤمنین۔ ام حسبکم ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من اياتنا عجبا۔ قل هو اللہ عجیب۔ کل یوم ہو فی شان ففہمنا سلیمان وجحدوا ربہا واستیقننتھا انفسہم ظلما وعلوا۔ سلقی فی قلوبہم الرعب قل جاء کم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین۔ سلام علی ابراہیم صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ تفردنا بذالک فاتخذ وامن مقام ابراہیم مصلی“ اور کہیں گے یہ جھوٹ بنالیا ہے۔ ہم نے اپنے بزرگوں میں یعنی اولیاء سلف میں یہ نہیں سنا۔ حالانکہ بنی آدم یکساں نہیں پیدا کئے گئے۔ بعض کو بعض پر خدا نے بزرگی دی اور ان کو دوسروں میں سے چن لیا۔ یہی سچ ہے تا مومنوں کے لئے نشان ہو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہمارے عجیب کام فقط اصحاب کہف ہی تک ختم ہیں۔ نہیں بلکہ وہ خدا تو ہمیشہ صاحب عجیب ہے اور اس کے عجائبات کبھی منقطع نہیں ہوتے۔ ہر ایک دن میں وہ ایک شان میں ہے۔ پس ہم نے وہ نشان سلیمان کو سمجھائے۔ یعنی اس عاجز کو اور لوگوں نے محض علم کی راہ سے انکار کیا۔ حالانکہ ان کے دل یقین کر گئے۔ سو عنقریب ہم ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ کہہ خدا کی طرف سے نور اتر رہا ہے۔ سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔ ابراہیم پر سلام ہم نے اس کو خالص کیا اور غم سے نجات دی۔ ہم نے ہی یہ کام کیا سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو۔ یعنی رسول کریم کا طریقہ حقہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر شبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف طور پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ طریقہ خداوند کریم کے عاجز بندہ سے دریافت کر لیوں اور اس پر چلیں۔

(براہین احمدیہ ص ۵۶۲ تا ۵۵۳، خزائن ج ۱ ص ۶۵۹ تا ۶۷۱)

”یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی یوم القیامۃ“ یہ صرف الہام ہے۔ ترجمہ جو مرزا قادیانی چاہے کرے۔ الہامی پتارہ میں خالی ورق بھی ہونے چاہئے تاکہ وجاہت نشوونما پائی رہے اور کذاب من مانی موج کھیلتا رہے۔

یہ الہام صرف سادہ ہی رکھا گیا ہے تاکہ ضرورت ایجاد کی ماں بن جائے اور تھیا روہ جو وقت پر کام آئے کے مصداق جھٹ مداری پتارہ سے ہاتھی کا گھوڑا اور گھوڑے کا الو کا ہٹھ بن سکے۔ ہاں صاحب کیا کہنے ہیں پنجابی نبی کے۔ صبح کو عاجز و مسکین ٹٹی۔ ٹائم میں مجدد و محدث حاضری کے وقت ظلی و بروزی نبی۔ ڈنر کے وقت نبی اور امتی اور بریک فاسٹ کے وقت۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا  
منم محمد واحد کہ مجتبیٰ باشد

(تزیان القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

اور یہ کیوں نہ ہو جب کہ آپ کی وحی کالب و لہجہ ایسا ہے جیسے کہ کوئی بڑا انگریز سر پر کھڑا بول رہا ہے۔

”یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفرو الی یوم القیمۃ“ اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے نام لیوں کو قیامت تک منکروں پر غالب رکھوں گا۔“ (براہین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰)

بیٹھا بیٹھا پاپ اور کڑوا تھو، سنا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اے کاش کہیں اپنے پہ بھی وہی ترجمہ کیا ہوتا۔ جو جناب کلمۃ اللہ کے لئے پسند فرمایا تھا یہاں کیوں نہیں کہتے کہ اے مرزا تجھ کو موت دینے والا ہوں۔ مگر یاد آیا تم تو عالم کشف میں مردوں سے اپنی زندگی کو لمبا کرنے کے لئے لڑا کرتے ہو اور دھینکا مشتی کر کے بہ زور آمین کرایا کرتے ہو۔ (مکاشفات نمبر ۳۳) پھر بھلا اپنے نام پہ مرنے کا لفظ کیوں پسند کرو گے۔ جب کہ تم اپنی عمر بنانے کے لئے الہامی چکر میں ایسے الجھے کہ بیسویں متضاد الہام دجل کی مشین پر بن ڈالے۔ جن سے آپ کی عمر ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴ اور کشف والی دعا جو گردن پہ گھٹنہ رکھ کر کرائی گئی تھی کرید اور نیم چڑھا کے مصداق ہو جائے تو ۹۵ سال ہوتی ہے۔

”یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة نعمت فیک من لدنی روح الصدق“ یعنی اے مریم تو معاہدے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو۔ میں نے تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے۔ ”نفخنا فیہ من روحنا“ پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی۔ جس کا نام روح الصدق ہے۔“ پھر سب کے آخر (براہین احمدیہ ص ۵۵۶) میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اس کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ الہام ہوا۔

”یا عیسیٰ انی  
الذین کفرو الی یوم القیمۃ  
عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ جس کے روح کا  
مریم کہلایا۔ کیونکہ میری عیسیٰ  
(براہین احمدیہ ص ۵۵۶، ۳۹۶) اور  
کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس  
جائے گا اور پھر بعد اس کے مریم  
میں ایک مدت تک پرورش پا کر  
کہلائے گا۔ یہ وہ خبر محمدی ابن م  
زمانہ سے تیراں سو برس پہلے یا  
خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی۔ قر  
طرف براہین احمدیہ کو۔ پھر انصاف  
یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی ف  
سے پیدا ہو گا وہ کس رنگ میں بر  
ہے۔ کیا یہ میرے اختیار میں تھا  
تھا۔ تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن  
مجھے سبکدوش کیا جائے اس نے  
براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔ دو  
نشو و نما پاتا رہا اور پھر جب اس  
درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی  
گیا اور آخر کی مہینوں کے بعد جو  
احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶  
مریم ٹھہرا“ فاجاءھا الف  
وکنت نسیا منسیا“  
آئی..... کاش میں اس سے پہلے

سادہ ہی رکھا گیا ہے تاکہ ضرورت ایجاد کی ماں بن جائے اور تھیا رودہ مصداق صحت مداری پتارہ سے ہاتھی کا گھوڑا اور گھوڑے کا انوکھا ٹھہ بن ہونے ہیں پنجابی نبی کے۔ صبح کو عاجز و مسکین ٹی۔ ٹائم میں مجدد محدث حاضری۔ ڈنر کے وقت نبی اور امتی اور بریک فاسٹ کے وقت۔

نم سج زمان و نم کلیم خدا  
نم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریات القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۳)

ہو جب کہ آپ کی وحی کالب و لہجہ ایسا ہے جیسے کہ کوئی بڑا انگریز سر پر کھڑا

انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق القیمة“ اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھا دوں گا اور تک منکروں پر غالب رکھوں گا۔“ (براہین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰) اور کزواتھو، سنا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اے کاش کہیں اپنے پیہ بھی بکلمتہ اللہ کے لئے پسند فرمایا تھا یہاں کیوں نہیں کہتے کہ اے مرزا تجھ کو بریاد آیت تو عالم کشف میں مردوں سے اپنی زندگی کو لمبا کرنے کے لئے قی کر کے بزور آئین کرایا کرتے ہو۔ (مکاشفات نمبر ۳۴) پھر بھلا اپنے نام کرو گے۔ جب کہ تم اپنی عمر بنانے کے لئے الہامی چکر میں ایسے الجھے کہ کی مشین پر بن ڈالے۔ جن سے آپ کی عمر ۶۸، ۶۹، ۷۵، ۸۰، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷،

”بابوالہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ تجھ میں حیض نہیں رہا۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا۔ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔“ (یعنی اللہ کا بیٹا ہے)

(تہذیب حقیقت اوج ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

نہ ڈر خدا سے اس کے عتاب سے لیکن

نبی کے غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈر

جناب غوث الاعظم نور اللہ مرقدہ کا ارشاد گرامی ہے۔ تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔ فرماتے ہیں جب عالم زاہد نہ ہو تو وہ اپنے زمانہ والوں پر عذاب ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے نفس کا اچھی طرح سے معلم نہیں ہو سکتا وہ دوسروں کا کس طرح ہوگا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا فقر کے لئے چادر بنا ایک اور شخص نے کہا میں خدا تعالیٰ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بلا کے لئے چادر بنا۔ کیونکہ اللہ اور رسول کی محبت فقر و فاقہ اور بلا سے ملی جلی ہوئی ہے۔ ان کا یہ بھی حکم ہے تکبر اور نخوت اور اترانے کو چھوڑ اپنی خوشی کو کم کر اور حزن کو بڑھا کہ تو دارالحزن یعنی دنیا میں قید ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ ہمیشہ غمگین رہتے خوشی کم کرتے اور ہنستے نہیں تھے۔ وہ یہ بھی فرماتے کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اسے حکم کرتا ہے کہ وہ تیری قسمت کو بدل ڈالے کیا تو اس سے زیادہ حاکم اور زیادہ عادل اور زیادہ رحیم ہے۔

سرکار مدینہ فداہمی والی ﷺ کا ارشاد ہے۔ ”ثلاثون کذابون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی ج ۲ ص ۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون)“ فرمایا میرے بعد میں بہت جھوٹ بنانے والے اور بہت جھوٹ بولنے والے ایسے خبیث بھی پیدا ہوں گے جو اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم اللہ کے رسول و نبی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نبیوں کا ختم کنندہ ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ فرمان رسالت کی روشنی میں کذاب قادیان میرے خیال میں ہی نہیں۔ جمہور اسلام کے نزدیک دجال اکبر ہے۔ جیسا کہ علمائے کرام کا متفقہ طور سے اس پر صا ہے۔ اب اسی آواگون کے چکر ہی کو دیکھ لیجئے کہ اس بھول بھلیوں میں آپ کیا سے کیا بنے اور کون کون سا روپ اختیار کیا اور اس بہرہ ریزی کے انجام کو ملاحظہ فرمائیں کہ کلوہو کے بتل کی طرح ناکام چکر کاٹتے ہوئے جہاں سے چلے تھے وہیں کھڑے ہیں۔ پنجابی میں ایک مثال ہے بھول چوں کے لعنتی اگودے چک۔

اللہ اللہ الہام ”یا عیسیٰ انسو کے لئے اس قدر ارزانی کی کہ سینکڑوں دفعہ چسپاں کر لیا۔ جس کا مطلب سوائے جناب کلمہ کہ وہ اس کا خود اظہار کرتا ہے۔

کرم کے  
من عجب  
ابن مریم  
اس سے بہتر

ایک منم کہ  
عیسیٰ کجاست

مطلب یہ تھا کہ مابدولت رئیس برطانیہ کی راہ میں جانیں قربان کرنا سعادہ خود کا شتہ پودا بادا اور بادا کے اباسے کچھ کم نہ ”اولی الامر منکم“ کا ترجمہ ”جائے۔ جتا بہ قیصرہ ہند کی خدمت میں تحفہ جس میں جہاد کو حرام قرار دیا اور ان وحشی فروغ دینا چاہتے تھے۔ اس رسالہ میں میرے والد کہ وہ ناکام مقدمہ بازی جو میرے والد ساتھ دیا اور بالآخر ۱۵ روپے کی نوکری کو بیٹا شاید مراحم خسروانہ کے تصدیق میں وہ زمین و رویشوں کو اس بات کی خواہش ہی نہیں سے کان آشنا ہوں یا مرجبا سے طبیعت ہی محمودہ کے گرامی نامہ کے الفاظ کا انتظار رکھے تو ایک اور عرضداشت بھیجی جو خون

نفس چاہتا ہے کہ تیرا جیض دیکھے یا کسی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ تجھ میں  
پہرہ ہو گیا۔ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔“ (یعنی اللہ کا بیٹا ہے)

(تمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

نہ ڈر خدا سے اس کے عتاب سے لیکن

نبی کے غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈر

عظیم نور اللہ مرتدہ کا ارشاد گرامی ہے۔ تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل  
باطن کی علامت ہے۔ فرماتے ہیں جب عالم زاہد نہ ہو تو وہ اپنے زمانہ  
کیونکہ جو شخص اپنے نفس کا اچھی طرح سے معلم نہیں ہو سکتا وہ دوسروں کا کس  
یہ بھی فرمایا ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں  
س۔ فرمایا فقر کے لئے چادر بنا ایک اور شخص نے کہا میں خدا تعالیٰ سے محبت  
لے چادر بنا۔ کیونکہ اللہ اور رسول کی محبت فقر و فاقہ اور بلا سے مل  
یہ بھی حکم ہے تکبر اور نخوت اور اترانے کو چھوڑ اپنی خوشی کو کم کر اور حزن کو بڑھا  
نیا میں قید ہے۔ ہمارے نبی کریم ہمیشہ غمگین رہتے خوشی کم کرتے اور ہنستے  
راتے کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اسے حکم کرتا ہے کہ وہ تیری قسمت کو بدل  
یادہ حاکم اور زیادہ عادل اور زیادہ رحیم ہے۔

نہ فداہ ای والی ﷺ کا ارشاد ہے۔ ”ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه  
م النبيين لا نبی بعدی (ترمذی ج ۱ ص ۴۵، باب ماجاء لا تقوم  
كذابون)“ فرمایا میرے بعد تمہیں بہت جھوٹ بنانے والے اور بہت جھوٹ  
بھی پیدا ہوں گے جو اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم اللہ کے  
نیکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نبیوں کا ختم کنندہ ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔  
سالت کی روشنی میں کذاب قادیان میرے خیال میں ہی نہیں۔ جمہور اسلام  
بر ہے۔ جیسا کہ علمائے کرام کا متفقہ طور سے اس پر صاد ہے۔ اب اسی  
دیکھ لیجئے کہ اس بھول بھلیوں میں آپ کیا سے کیا بنے اور کون کون سا روپ  
لگی کے انجام کو ملاحظہ فرمائیں کہ کلوہو کے تیل کی طرح ناکام چکر کاٹتے  
بلے تھے وہیں کھڑے ہیں۔ پنجابی میں ایک مثال ہے بھوں چوں کے لعنتی

اللہ اللہ الہام ”یسا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک“ کی قدر و منزلت کو کم کرنے  
کے لئے اس قدر ارزانی کی کہ سینکڑوں دفعہ تو ذات شریف پر مختلف معانی و مفہوم سمجھتے ہوئے  
چسپاں کر لیا۔ جس کا مطلب سوائے جناب کلمۃ اللہ پر فوقیت اور سبقت لینے کے اور کچھ نہ تھا۔ جیسا  
کہ وہ اس کا خود اظہار کرتا ہے۔

کرم کے بودی مرا کردی بشر

من عجب تراز مسیح بے پدر

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

ایک منم کہ حسب بشارات آدم

عیسیٰ کجاست تائبند پابنرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

مطلب یہ تھا کہ مابدولت رئیس قادیان جن کے آنے اور آپا کے پاوانے گورنمنٹ  
برطانیہ کی راہ میں جانیں قربان کرنا سعادت عظمیٰ سمجھا تھا اور خود ایں جناب سرکار نبی حکومت کا  
خود کاشتہ پودا باوا اور باوا کے ابا سے کچھ کم نہیں۔ کیونکہ میں گورنمنٹ کی خوشنودی مزاج کے لئے  
”اولی الامر منکم“ کا ترجمہ انگریز محض اس لئے کہا کہ مجھے کوئی خطاب یا مریع ہی مل  
جائے۔ جنابہ قیصرہ ہند کی خدمت میں تحفہ قیصریہ ہدیہ فقیرانہ یا برگ سبز تحفہ درویش کر کے بھیجا  
جس میں جہاد کو حرام قرار دیا اور ان وحشی مولویوں کے نام بطوری آئی ڈی لکھے جو ان جذبات کو  
فروغ دینا چاہتے تھے۔ اس رسالہ میں میری کوئی خاص ذاتی غرض نہ تھی۔ ہاں یہ خیال ضرور تھا  
کہ وہ ناکام مقدمہ بازی جو میرے والد نے مدتوں کی اور جس میں میں نے ایک کافی عرصہ  
ساتھ دیا اور بالآخر ۱۵ روپے کی نوکری کو بیکاری اور مفلسی پر ترجیح دیتے ہوئے وطن کو خیر باد کہا۔  
شاید مراحم خسرانہ کے تصدق میں وہ زمین واپس مل جائے اور ویسے تو ہم فقیر منش اللہ والے  
درویشوں کو اس بات کی خواہش ہی نہیں ہوتی کہ کسی کی خوشنودی مزاج سنیں اور تحسین و آفرین  
سے کان آشنا ہوں یا مرحبا سے طبیعت ہی میں بشارت آئے۔ مگر ہتھکڑائے بشریت اکثر جنابہ  
ممدوحہ کے گرامی نامہ کے الفاظ کا انتظار رہا ہے۔ طبیعت ایک دفعہ بے قابو ہو گئی اور جذبات چل  
گئے تو ایک اور عرضداشت بھیجی جو خون دل کی سیاہی سے عقیدت کے ہاتھوں کمال انکساری



دعا جزی سے لکھی گئی اور جس میں صرف یہ اپیل کی کہ خدا کے لئے ہمارے اس رسالے کو صرف ایک دفعہ پڑھ یا سن لیا جائے جس پر ہم نے اس قدر محنت کی اور ایک خطیر رقم کے مصارف سے طبع کرایا اور یہ بھی عرض کی کہ مجھ خادم کو جو اخلاص و عقیدت جنابہ ممدوحہ سے ہے۔ وہ میں بیان نہیں کر سکتا اور میرا یقین یہ کہتا ہے اور دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جنابہ قیصرہ نے غریب کا عقیدت کی شانہ رسالہ تحفہ قیصریہ پڑھا ہو اور پھر دو لفظوں سے نوازا نہ جاؤں۔ اگر جنابہ ممدوحہ ملکہ قیصرہ نے پڑھا ہوتا تو ضرور شاہانہ الفاظ سے نوازا جاتا۔

اور یہ الہام جو روز ستاتے ہیں سونے نہیں دیتے وقت بے وقت سادوں بھادوں کی بارش کی طرح آئے دن آتے ہی رہتے ہیں یہ کوئی ہمارے اختیار میں تھوڑے ہیں یا ہم ان کو کسی طرح روک سکتے ہیں۔ ہاں البتہ ہم اس بات پر قادر ہیں کہ ڈپٹی کمشنر پٹالہ کے حکم پر ان کی تبلیغ و اشاعت کو بند کر دیں۔ مگر وہ آتے تو روز ہیں جن دنوں میں ہم نے جنابہ ملکہ معظمہ کو تحفہ قیصرہ بھیجا تھا۔ تعجب کی بات ہے کہ ہمارے خدا نے ہمیں دو الہام بھی پارسل کر دیئے تھے۔ پہلا الہام تو یہ تھا "لک خطاب العزت" یعنی ایک عزت کا خطاب، خاں صاحب، رائے صاحب، سردار صاحب وغیرہ جنہیں ملنے والا ہے اور دوسرا یہ تھا "ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی طرف سے شکریہ۔" گو ہم فقیر کوئی خطاب یا شکریہ پسند نہیں کرتے۔ مگر الہام تو ہمارے بس کاروگ نہیں وہ تو ہو جاتے ہیں۔ چونکہ ان دونوں الہاموں کی ایفاء مرزا قادیانی کی زندگی میں نہیں ہوئی۔ اس لئے ہمارے خیال میں جب مرزا قادیانی کا وہ بیٹا جو مسیح موعود ہو کر آئے گا اور جس کے متعلق مرزا قادیانی کا وعدہ ہم لکھ آئے اور جس کے متعلق یہ الہام مرزا قادیانی کو ہو چکا ہے۔ "یا عیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الیٰ ومطہرک من الذین کفرو الیٰ یوم القیامۃ"

(کشتی نوح ص ۲۵، خزائن ج ۱۹ ص ۴۹)

اس کا پورا پورا انعام اس وقت جنابہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی ذریعہ سے جو صاحب سریر آرائے سلطنت ہوگا۔ مرزا قادیانی کے اس نونہال کو جو مسیح موعود بن کر آئے گا۔ کوئی عزت کا خطاب ملے گا اور اس طرح سے قادیانی خدا ان الہاموں کو پورا کرے گا۔

فالحمد لله على ذلك!

خدا ہمیں تو مرزا قادیانی کی رسالت پر رحم آتا ہے کہ ایک ساٹھ سالہ سفید بھویں اور داڑھی والا بوڑھا آدمی کس طرح بیک جنبش مرد سے عورت بنا۔ بیچارے کو حیض آیا حاملہ ہوا۔ دو برس تک پڑے میں مقید رہا۔ دس ماہ تک حاملہ ہوا آخر دروزہ کے مصائب جھیلے پھر زچگی کے

نوائب میں مبتلا ہوا اور مر کر بچہ جنا جو باٹھہ سوچنے کا موقعہ ہے کہ کون سے ایسے سو ماہوا کرے کسی میں ہمت ہے تو مرد میدان بنے اس کتب خرافات و زلیات میں آیا ہے۔ اس کے راوی مرزا قادیانی کے راویوں سنوری ہیں تو یہاں کھوتا رام کو مجروحہ اور بلند ہاتھ تک نہیں لگایا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رقیقہ حقیقت سے روز جھگڑا کرتا تھا۔ مچھلی لا بخت بولی کہ تم ہندی سے پانی کا گھڑا بھر لا محسوس ہوئی اور نہانے کا طبعیت نے تقاضا ہوا۔ اس کی بیوی غوث پاک کی عقیدت کہ جناب غوث کی دعاء نے آج ظہور کیا وہ گویا اور کسی دوسری بستی کے کنارے پر آ کسی جوان نے اسے اپنی منکوحہ بی بی بچے جنے اس کے بعد ایک دن اسی گھاٹہ تقاضہ کیا دریا میں اتری اور پہلے ہی غوث تھا۔ بس جونہی پانی سے ابھری گویا کہ کر چکی تھی۔ مزے سے دونوں نے علیٰ ذالک! یہ عربی الفاظ مرزا قادیانی نے ہم نے بھی ایسے پسند کرتے ہو کی خدمت میں دجال قادیان کی دج یہ روز روشن کی طرح معلوم ہو جائے اب نص قرآن کی متعدد آیات سے جناب مسیح کلمۃ اللہ کے لئے صلیب قدرت سرمدی کو یہ گوارہ نہ ہوا۔ لہذا کی حالت میں وعدہ دیا کہ میں تمہیں

جس میں صرف یہ اپیل کی کہ خدا کے لئے ہمارے اس رسالے کو صرف بوائے جس پر ہم نے اس قدر محنت کی اور ایک خطیر رقم کے مصارف سے کی کہ مجھ خادم کو جو اخلاص و عقیدت جنابہ ممدوحہ سے ہے۔ وہ میں بیان یہ کہتا ہے اور دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جنابہ قیصرہ نے ہر سالہ تحفہ قیصریہ پڑھا ہو اور پھر دو لفظوں سے نوازا نہ جاؤں۔ اگر جنابہ ماہوتا تو ضرور شاہانہ الفاظ سے نوازا جاتا۔

جو روز ستاتے ہیں سونے نہیں دیتے وقت بے وقت ساون بھادوں کی آتے ہی رہتے ہیں یہ کوئی ہمارے اختیار میں تھوڑے ہیں یا ہم ان کو کسی ہاں البتہ ہم اس بات پر قادر ہیں کہ ڈپٹی کمشنر بنالہ کے حکم پر ان کی تبلیغ مکر وہ آتے تو روز ہیں جن دنوں میں ہم نے جنابہ ملکہ معظمہ کو تحفہ قیصرہ بھیجا ہمارے خدانے ہمیں دو الہام بھی پارسل کر دیئے تھے۔ پہلا الہام تو یہ تھا ”عزت“ یعنی ایک عزت کا خطاب، خاں صاحب، رائے صاحب، سردار، مکروہ والا ہے اور دوسرا یہ تھا ”ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی طرف سے شکریہ۔“ گو ہم یہ پسند نہیں کرتے۔ مگر الہام تو ہمارے بس کا روگ نہیں وہ تو ہو جاتے ہیں۔ اس کی ایفاء مرزا قادیانی کی زندگی میں نہیں ہوئی۔ اس لئے ہمارے خیال کا وہ بیٹا جو مسیح موعود ہو کر آئے گا اور جس کے متعلق مرزا قادیانی کا وعدہ ہم خلق یہ الہام مرزا قادیانی کو ہو چکا ہے۔ ”یا عیسیٰ انسی متوفیک رک من الذین کفروالی یوم القیامۃ“

(کشتی نوح ص ۳۵، خزائن ج ۱۹ ص ۴۹)

پورا انعام اس وقت جنابہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی ذریت سے جو صاحب ہو گا۔ مرزا قادیانی کے اس نونہال کو جو مسیح موعود بن کر آئے گا۔ کوئی گے گا اور اس طرح سے قادیانی خدا ان الہاموں کو پورا کرے گا۔

اللہ!

تو مرزا قادیانی کی رسالت پر رحم آتا ہے کہ ایک ساٹھ سالہ سفید بھویں اور اس طرح بیک جنبش مرد سے عورت بنا۔ بچارے کو حیض آیا حاملہ ہوا۔ دو مہینہ رہا۔ دس ماہ تک حاملہ ہوا آخر دروزہ کے مصائب جھیلے پھر زچگی کے

نواب میں مبتلا ہوا اور مرکز بچہ جتا جو باٹھ سالہ تھا اور دانت گرے ہوئے تھے۔ ہنسی کی بات نہیں سوچنے کا موقع ہے کہ کون سے ایسے سورما جو ان کو یہ طاقت ہے کہ مرزا قادیانی کا اس فن میں مقابلہ کرے کسی میں ہمت ہے تو مرد میدان بنے اور ہم سے منہ مانگا انعام پاوے۔

کتب خرافات و زلیات میں ایک نہایت معتبر روایت جناب غوث پاک سے منسوب ہے۔ اس کے راوی مرزا قادیانی کے راویوں سے زیادہ معتبر ہیں۔ وہاں ملا دامل کھتری اور عبداللہ سنوری ہیں تو یہاں کھوتا رام کو نچوڑا اور بلند اہجوا جیسے ذیقد راصحاب ہیں۔ جنہوں نے سچائی کو کبھی ہاتھ تک نہیں لگایا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے محلہ کا ایک گرانڈیل جو ان جو اپنی رفیقہ حقیقت سے روز جھگڑا کرتا تھا۔ پھلی لایا اور بیوی کو اس کے پکانے کی فوری تاکید کی وہ نیک بخت بولی کہ تم ندی سے پانی کا گھڑا بھرا لاؤ میں اسے تیار کرتی ہوں۔ جب وہ دریا پر پہنچا تو گرمی محسوس ہوئی اور نہانے کا طبعیت نے تقاضہ کیا۔ گھرے کو کنارے پہ رکھا اور خود دریا میں غوطہ زن ہوا۔ اس کی بیوی غوث پاک کی عقیدت کیش تھی اور اس کی آرتھی مزاج کا کئی دفعہ دھڑا دھکی تھی۔ جناب غوث کی دعاء نے آج ظہور کیا وہ گرانڈیل جو ان غوطے ہی غوطے میں کہاں سے کہاں پہنچ گیا اور کسی دوسری بستی کے کنارے پر ایک نہایت خوبصورت عورت کے وجود میں ظاہر ہوا۔ وہاں کسی جوان نے اسے اپنی مشکوٰۃ بی بی بنالیا۔ وہ مدت تک ازدواجی زندگی میں منسلک رہا۔ سات بچے جنے اس کے بعد ایک دن اسی گھاٹ پر نہانے کو وہ آیا کہوں یا آئی۔ پھر نہانے کو طبیعت نے تقاضہ کیا دریا میں اتری اور پہلے ہی غوطہ میں وہاں پہنچی جہاں گھڑا مرد ہونے کی صورت میں رکھا تھا۔ بس جونہی پانی سے ابھری گویا کہ وہی گرانڈیل آدمی تھا۔ گھڑا بھرا گھر میں پہنچا تو بیوی پھلی تیار کر چکی تھی۔ مزے سے دونوں نے سیر ہو کر کھائی اور یہ واقعہ بھی ساتھ ساتھ بیان کیا۔ فالحمدا للہ علیٰ ذالک! یہ عربی الفاظ مرزا قادیانی کی ہر ناممکن واقعات کی تحریر کے بعد ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم نے بھی ایسے پسند کرتے ہوئے عمل کیا ہے۔ مرزائی حضرات معاف رکھیں۔ اب ہم آپ کی خدمت میں دجال قادیان کی دجالت نوازیوں اور جدت طرازیوں پیش کرتے ہیں۔ جن سے یہ روز روشن کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرح دجل بنایا کرتے اور مغالطے دیا کرتے تھے۔ اب نص قرآن کی متعدد آیات سے اس کا صریح اور بدیہہ ثبوت موجود ہے کہ یہودنا مسعود نے جناب مسیح کلمتہ اللہ کے لئے صلیب قتل کا حیلہ سوچا تھا اور وہ قریباً قریب اس میں کامیاب تھے۔ مگر قدرت سرمدی کو یہ گوارہ نہ ہوا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ تجویز فرمایا اور مسیح کو اضطراب کی حالت میں وعدہ دیا کہ میں تمہیں بچاؤں گا۔ اب یہ کہنا کہ صلیب پر تو چڑھایا گیا۔ کیلیں ٹھونگی

گئیں رسوائی ہوئی۔ مگر بیہوشی اور نیم مردگی میں صلیب سے اتارے جانے کی وجہ سے جان بچ گئی۔ کس قدر ڈھٹائی اور بے ایمانی ہے۔ جب کہ اللہ یہ فرمائے کہ ان کو کوئی ہاتھ نہ لگا سکا اور اس کو کوئی قتل و مصلوب نہ کر سکا۔ اب ایک طرف قرآنی آیات ہیں اور دوسری طرف توہمات مرزا۔ ”انما ہدیناھ السبیل اما شاکرا واما کفورا“ اب دونوں راستے تمہارے سامنے ہیں اور کفر و شکر تمہارے اپنے اختیار میں ہے۔ اگر کفر کرو گے تو تمہاری اپنی ہی جانوں کا نقصان ہے اور اگر شکر کرو گے تو اس میں تمہارا پناہی فائدہ ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، ذیل میں مرزا قادیانی کا وہ بیان ہے جس کی کوئی سند ہی نہیں۔ بلکہ قرآن کے خلاف، حدیث کے خلاف، خلفائے راشدین اس سے بیزار، آئمہ اربعہ اس سے ناراض، مجدد محدث اس سے برہم، مفسر و صوفی اس سے پناہ گزین، رہ سہ کرایک پنجابی نبی ہیں۔ جنہیں ٹپچی، شیر علی، خرائتی اور آئیل نے جگ کر رکھا ہے اور یہ چاروں قادیانی فرشتے مرزا قادیانی کے قلب پر اس کو القاء کرتے ہوئے اس کی تشہیر کی منت گذاریاں کر رہے ہیں اور لطف تو یہ ہے کہ دنیا کی کوئی تاریخ اس کو پناہ نہیں دیتی۔ اب ”یسایہیسی انی متوفیک“ کا ترجمہ تفسیر کذاب قادیان کی زبانی سنئے۔

”پھر بعد اس کے مسیح ان کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے کہنے سے ملنا چکے کھانا اور لٹی اور ٹھنڈے سے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا۔ سب اس نے دیکھا آخر صلیب دینے کو تیار ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور عصر کا وقت اور اتفاقاً یہودیوں کی عید فصح کا بھی دن تھا۔ اس لئے فرصت بہت کم ملتی تھی اور آگے سبت کا دن آنے والا تھا جس کی ابتداء غروب آفتاب سے ہی سمجھی جاتی تھی۔ کیونکہ یہودی لوگ مسلمانوں کی طرح پہلی رات کو اگلے دن کے ساتھ شامل کر لیتے تھے اور یہ ایک شرعی تاکید تھی کہ سبت میں کوئی لاش صلیب پر لٹکی نہ رہے۔ تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا۔ تا شام سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں۔ مگر اتفاق سے اس وقت ایک سخت آدمی آگئی جس سے سخت اندھیرا ہو گیا۔ یہودیوں کو یہ فکر پڑ گئی کہ اب اگر اندھیری ہی میں شام ہو گئی تو ہم اس جرم کے مرتکب ہو جائیں گے جس کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ سو انہوں نے اس فکر کی وجہ سے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اتار لیا اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ وہ صلیب اس قسم کی نہیں تھی۔ جیسا کہ آج کل کی پھانسی ہوتی ہے اور گلے میں رسہ ڈال کر ایک گھنٹہ میں کام تمام کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس قسم کا کوئی رسہ نہیں ڈالا جاتا تھا۔ صرف بعض اعطاء میں کیلیں ٹھوکتے تھے اور پھر احتیاط کی غرض سے تین تین دن مصلوب بھوکے پیاسے صلیب پر چڑھائے رہتے تھے پھر

اس کے ہڈیاں توڑی جاتی تھیں اور پھر لٹا قدرت سے مسیح کے ساتھ ایسا نہ ہوا۔ عید فصح اور اندھی کا آ جانا ایسے اسباب یک دفعہ صلیب پر سے اتار لیا گیا اور دونوں چور بھی نے اپنی قدرت کاملہ کا یہ نمونہ دکھایا کہ بے انجام سمجھایا گیا تھا وہ اس وقت موجود تھے جائے۔ ایسا نہ ہو کہ مسیح کے قتل ہونے کی دشمنی تھی اور ایسا نہ ہو کہ پلاطوس کسی بلا بر چونکہ سخت آدمی تھی اور تاریکی ہو گئی تھی کہ کہیں جلد گمروں کو جائیں سو سپاہیوں چکے اور مسیح کی نوبت آئی تو ایک سپاہی۔ کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں اور ایک کہ یہودیوں کو اس نے دھکے دے کر اتر

دیکھئے مرزا قادیانی نے اپنے میں نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام کذاب بھی دوسرے کی چرائی اپنا پنکھا ہی پنکھا۔ ”جس دن حضرت عیسیٰ صا کا تہوار تھا۔ دو پہر کا وقت تھا جب ان عید فصح کے دن ختم ہونے پر یہودیوں ضرور تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش دی جائے۔ مگر صلیب پر انسان اس قدر کہ حضرت مسیح کی ٹانگیں توڑ دی جائیں نہیں گئیں اور لوگوں نے جانا کہ وہ اتنا درحقیقت مر گئے ہیں تو یوسف نے ہوا کہ ایسے جلد مر گئے۔ یوسف کو دفن

مگر یہوشی اور نیم مردگی میں صلیب سے اتارے جانے کی وجہ سے جان بچ گئی اور بے ایمانی ہے۔ جب کہ اللہ یہ فرمائے کہ ان کو کوئی ہاتھ نہ لگا سکے اور اس کو نہ کر سکا۔ اب ایک طرف قرآنی آیات ہیں اور دوسری طرف توہمات مرزا۔ السبیل اما شاکرا واما کفورا“ اب دونوں راستے تمہارے سامنے ہیں اپنے اختیار میں ہے۔ اگر کفر کرو گے تو تمہاری اپنی ہی جانوں کا نقصان ہے اس میں تمہارا پناہی فائدہ ہے۔ اللہ بے نیاز ہے، ذیل میں مرزا قادیانی کا وہ ٹی سند ہی نہیں۔ بلکہ قرآن کے خلاف، حدیث کے خلاف، خلفائے راشدین سے اب بعد اس سے ناراض، مجدد محدث اس سے برہم، مفسر و صوفی اس سے پناہ بخانی نبی ہیں۔ جنہیں پیچی، شیر علی، خراجی اور آئیل نے تنگ کر رکھا ہے اور مرثیے مرزا قادیانی کے قلب پر اس کو القاء کرتے ہوئے اس کی تشبیہ کی منت ہیں اور لطف تو یہ ہے کہ دنیا کی کوئی تاریخ اس کو پناہ نہیں دیتی۔ اب ”یسا فیک“ کا ترجمہ و تفسیر کذاب قادیان کی زبانی سنئے۔

خدا اس کے مسیح ان کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر اس اور مولویوں کے کہنے سے طمانچہ کھانا اور ہنسی اور غصے سے اڑائے جانا اس۔ سب اس نے دیکھا آخر صلیب دینے کو تیار ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور عصر کا یوں کی عید فصح کا بھی دن تھا۔ اس لئے فرصت بہت کم ملتی تھی اور آگے سبت کا اس کی ابتداء غروب آفتاب سے ہی سمجھی جاتی تھی۔ کیونکہ یہودی لوگ مسلمانوں کو اگلے دن کے ساتھ شامل کر لیتے تھے اور یہ ایک شرعی تاکید تھی کہ سبت میں ہنگامی نہ رہے۔ تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر سے پہلے ہی لاشیں اتاری جائیں۔ مگر اتفاق سے اس وقت ایک سخت آندھی اندھیرا ہو گیا۔ یہودیوں کو یہ فکر پڑ گئی کہ اب اگر اندھیری ہی میں شام ہو گئی تو کلب ہو جائیں گے جس کا ابھی ذکر کیا گیا ہے۔ سو انہوں نے اس فکر کی وجہ سے صلیب پر سے اتار لیا اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ وہ صلیب جیسا کہ آج کل کی پھانسی ہوتی ہے اور گلے میں رسہ ڈال کر ایک گھنٹہ میں کام بلکہ اس قسم کا کوئی رسہ نہیں ڈالا جاتا تھا۔ صرف بعض اعزاء میں کیلیں ٹھوکتے تھے جس سے تین تین دن مصلوب بھوکے پیاسے صلیب پر چڑھائے رہتے تھے پھر

اس کے ہڈیاں توڑی جاتی تھیں اور پھر یقین کیا جاتا تھا کہ اب مصلوب مر گیا۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت سے مسیح کے ساتھ ایسا نہ ہوا۔ عید فصح کی کم فرصتی اور عصر کا تھوڑا وقت اور آگے سبت کا خوف اور اندھی کا آجانا ایسے اسباب یک دفعہ پیدا ہو گئے۔ جس کی وجہ سے چند منٹ میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اتار لیا گیا اور دونوں چور بھی اتار لئے گئے۔ ہڈیوں کے توڑنے کے وقت خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا یہ نمونہ دکھایا کہ بعض سپاہی پلاطوس نے جن کو درپردہ خواب کا خطرناک انجام سمجھایا گیا تھا وہ اس وقت موجود تھے۔ جن کا مدعا یہی تھا کہ کسی طرح مسیح کے سر سے یہ بلائیں جائے۔ ایسا نہ ہو کہ مسیح کے قتل ہونے کی وجہ سے وہ خواب سچی ہو جائے۔ جو پلاطوس کی بیوی نے دیکھی تھی اور ایسا نہ ہو کہ پلاطوس کسی بلا میں پڑے۔ سو پہلے انہوں نے چوروں کی ہڈیاں تڑائیں اور چونکہ سخت آندھی تھی اور تاریکی ہو گئی تھی اور ہوا تیز چل رہی تھی۔ اس لئے لوگ گھبرائے ہوئے تھے کہ کہیں جلد گھروں کو جائیں سو سپاہیوں کا اس موقع پر خوب داؤد لگا۔ جب چوروں کی ہڈیاں توڑ چکے اور مسیح کی نوبت آئی تو ایک سپاہی نے انہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے۔ کچھ ضرور نہیں کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں اور ایک نے کہا میں ہی اس لاش کو دفن کروں گا اور آندھی ایسی چلی کہ یہودیوں کو اس نے دھکے دے کر اس جگہ سے نکالا۔ پس اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱

صلیب پر رہے۔ یوسف نے ان کو ایک لحد میں رکھا اور اس پر ایک پتھر ڈھانک دیا۔ حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہ تھے۔ بلکہ ان پر ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ لوگوں نے ان کو مردہ سمجھا تھا۔ رات کو وہ لحد میں سے نکال لئے گئے اور مخفی اپنی مریدوں کی حفاظت میں رہے۔ حواریوں نے ان کو دیکھا اور پھر کسی وقت موت سے مر گئے۔ بلاشبہ ان کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی طور پر کسی نامعلوم مقام میں دفن کر دیا گیا ہوگا۔ جواب تک نامعلوم ہے۔“

(تفسیر احمدی ص ۴۲۳، ۴۲۵، سرسید احمد خان علی گڑھی)

”وما قتلوه وما صلبوه پہلے مانافہ سے قتل کا سلب مراد ہے اور دوسرے سے کمال کا کیونکہ صلیب پر چڑھانے کی تکمیل اسی وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی۔ حالانکہ صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی۔“ (یعنی بعد میں طبعی موت مرے) (تفسیر احمدی ص ۴۳۱) ”رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کا آسمان پر اٹھالینا مراد نہیں۔ بلکہ ان کی قدر و منزلت مراد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی موت سے مرے اور خدا نے ان کے درجے اور مرتبے کو مرتفع کیا۔“

ورافعلک الیٰ کا ترجمہ و تفسیر مرزا بھی ملاحظہ فرمائیں:

”رفع سے مراد روح کا عزت کے ساتھ اٹھایا جانا ہے۔ جیسا کہ لغات کے بعد بموجب نص قرآن اور حدیث صحیح کے ہر ایک مومن کی روح عزت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے اور مسیح کے رفع کا جو اس جگہ ذکر کیا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیح کو دعوت حق میں قریباً ناکامی رہی اور یہودیوں نے خیال کیا کہ یہ کاذب ہے۔ کیونکہ ضرور تھا کہ سچے مسیح سے پہلے ایلیاہ آسمان سے نازل ہو۔ سو انہوں نے اس سے انکار کیا کہ مسیح کا اور نبیوں کی طرح عزت کے ساتھ رفع نصیب نہ ہو۔ بلکہ اس کو نعوذ باللہ العلیٰ قرار دیا اور لعنتی اس کو کہتے ہیں جس کو عزت کے ساتھ رفع نصیب نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کو تو منظور تھا کہ یہ الزام مسیح کے سر سے اٹھائے۔ سوا دل اس نے اس بنیاد کو باطل ٹھہرایا جس بنیاد پر حضرت مسیح کا لعنتی ہونا ناپاکار یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے اپنے دلوں میں سمجھ لیا تھا اور پھر بعد اس کے بتصریح یہ بھی ذکر کر دیا کہ مسیح نعوذ باللہ ملعون نہیں جو رفع سے روکا گیا ہے بلکہ عزت کے ساتھ اس کا رفع ہوا ہے۔ چونکہ مسیح ایک بے کس کی طرح دنیا میں چند روزہ زندگی بسر کر کے چلا گیا اور یہودیوں نے اس کی ذلت کے لئے بہت سا غلو کیا۔ اس کی والدہ پر ناجائز تہمتیں لگائیں اور اس کو ملعون ٹھہرایا اور رستہ بازوں کی طرح اس کے رفع سے انکار کیا اور نہ صرف یہودیوں نے بلکہ عیسائی بھی موخر الذکر خیال میں مبتلا ہو گئے اور کیننگی کی راہ سے اپنی

نجات کا یہ حیلہ نکالا کہ ایک راست باز کذاب قادیان بھلا کیا عیب و سقم کمزوریاں دعا جزایا وہی دولت سے بہرہ ور نہیں۔ کہاں انسانی وہاں سہاروں کی ضرورت نہ وسائل رکھتی ہے۔ اس کا ارادہ ہی اتنا زبردست کہ کوئی چیز اس کے آگے انہونی نہیں۔ بھٹک ہی نہیں سکتی۔ مشکل دشمن مراد نہیں۔ وہاں تو سب کام خود بخود اتر ہے۔ ”اذا اراد شیئا ان یقول کی مشیت میں منظور ہو، بس کہہ دیا ہے کہ یہ کبھی بگڑا ہی نہ تھا۔ اس نے زیادہ شیدائی ہیں۔ ان میں لاکھوں ایسے ہیں جو میرے نام کے فدائی ہیں اور بیسیوں دارالرحمت ایسے کھلے ہیں تو حید دست کے یہ شیدائی تبلیغ حقہ۔“ ”الم احسب الذ فتننا من قبلہم (عنکبوت: ۲) اس کی توحید اور یتیم مکہ کی رسالت یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ ٹھیک نہیں۔ حالانکہ زمانہ قدیم سے یہ کہ مصیبت و ابتلاء میں کون کون تھا ہے کہ جیسا کہ اس حالت میں تھا و ملاک خدا کے حکم سے سلب ہو۔“ ”ولنبیونکم بشیٰ والثمرات (بقرہ: ۱۰۶)“ ﴿

میں نے ان کو ایک لحد میں رکھا اور اس پر ایک پتھر ڈھانک دیا۔ حضرت عیسیٰ تھے۔ بلکہ ان پر ایسی حالت طاری ہوگئی تھی کہ لوگوں نے ان کو مردہ سمجھا تھا۔ ان کو نکال لئے گئے اور مخفی اپنی مریدوں کی حفاظت میں رہے۔ حواریوں نے ان کی موت سے مر گئے۔ بلاشبہ ان کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مقام میں دفن کر دیا گیا ہوگا۔ جواب تک نامعلوم ہے۔“

(تفسیر احمدی ص ۳۲۳، ۳۲۵، سرسید احمد خان علی گڑھی)

قتل و ما صلبوہ پہلے مانا یہ سے قتل کا سلب مراد ہے اور دوسرے سے پرچہ جانے کی تکمیل اسی وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی۔ واقعہ نہیں ہوئی۔“ (یعنی بعد میں طبعی موت مرے) (تفسیر احمدی ص ۳۳۱) بلکہ لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کا آسان پر اٹھالینا مراد نہیں۔ بلکہ مراد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی موت سے مرے اور خدا نے ان کے رفع کیا۔“ (تفسیر احمدی ص ۳۳۱ سرسید احمد خان علی گڑھی)

الہی کا ترجمہ و تفاسیر مرزا بھی ملاحظہ فرمائیں:

سے مراد روح کا عزت کے ساتھ اٹھایا جانا ہے۔ جیسا کہ لغات کے بعد اور حدیث صحیح کے ہر ایک مومن کی روح عزت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف صبح کے رفع کا جو اس جگہ ذکر کیا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مسیح کو دعوت حق میں یہودیوں نے خیال کیا کہ یہ کاذب ہے۔ کیونکہ ضرور تھا کہ سچے مسیح سے پہلے مل ہو۔ سو انہوں نے اس سے انکار کیا کہ مسیح کا اور نبیوں کی طرح عزت کے ہو۔ بلکہ اس کو نعوذ باللہ لعنتی قرار دیا اور لعنتی اس کو کہتے ہیں جس کو عزت کے ہو۔ خدا تعالیٰ کو تو منظور تھا کہ یہ انزام مسیح کے سر سے اٹھائے۔ سو اول اس نے یا جس بنیاد پر حضرت مسیح کا لعنتی ہونا نابکار یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے تھا اور پھر بعد اس کے بتصریح یہ بھی ذکر کر دیا کہ مسیح نعوذ باللہ ملعون نہیں جو رفع عزت کے ساتھ اس کا رفع ہوا ہے۔ چونکہ مسیح ایک بے کس کی طرح دنیا میں رکھے چلا گیا اور یہودیوں نے اس کی ذلت کے لئے بہت سا غلو کیا۔ اس کی لگائیں اور اس کو ملعون ٹھہرایا اور استغنا زوں کی طرح اس کے رفع سے انکار کیا نے بلکہ عیسائی بھی موخر الذکر خیال میں مبتلا ہو گئے اور کمینگی کی راہ سے اپنی

نجات کا یہ حیلہ نکالا کہ ایک راست باز کو ملعون ٹھہرا دیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۸، خزائن ج ۳ ص ۲۹۹) کذاب قادیان بھلا کیا جانے کہ نبوت و رسالت کا کیا مرتبہ ہے۔ خدائی نظام میں عیب و سقم کمزوریاں و عاجزیاں وہی تلاش کرتا ہے جو خود بودا و کمزور ہونے کے علاوہ ایمان کی دولت سے بہرہ ور نہیں۔ کہاں انسانی بودے اور نکلے ارادے اور کچا مشیت ازلیہ کے کارنامے۔ نہ وہاں سہاروں کی ضرورت نہ وسائل کی تلاش۔ وہ تو وہ ذات پاک ہے جو ہر چیز پر قدرت و طاقت رکھتی ہے۔ اس کا ارادہ ہی اتنا زبردست و طاقتور ہے کہ وہ ڈوبتوں کا سہارا اور گرتوں کا سنبھالا ہے۔ کوئی چیز اس کے آگے انہونی نہیں۔ یاس و ناامیدی کا وہاں گزر ہی نہیں۔ نامرادی و ناکامی وہاں بھٹک ہی نہیں سکتی۔ مشکل و کٹھن مراحل کا وہاں دخل ہی نہیں۔ اسباب و علل پر وہاں بھروسہ ہی نہیں۔ وہاں تو سب کام خود بخود اس کے احکام کے تابع رہتے ہیں۔ جیسا کہ وہ خود بیان فرماتا ہے: ”اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون“ اس کی تو یہ شان ہے کہ جب کوئی کام اس کی مشیت میں منظور ہو، بس کہہ دیا جاتا ہے۔ پھر کیا ہے۔ وہ خود بخود ہو جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبھی بگڑا ہی نہ تھا۔ اس نے دیکھا کہ پنجاب میں نسبتاً دوسرے ممالک کے، دین اسلام کے زیادہ شیدائی ہیں۔ ان میں لاکھوں تو میری کلام کو سینوں میں جان کا ساتھی بنائے ہیں اور لاکھوں ایسے ہیں جو میرے نام کے فدائی ہیں اور ایسا ہی لاکھوں میرے لئے گھریا رٹانے پہ والا شیدا ہیں اور بیسیوں دارالرحمت ایسے کھلے ہیں جن میں قال الرسول یعنی تعلیم خیر الوری جاری ہے۔ غرضیکہ توحید و سنت کے یہ شیدائی تبلیغ حقہ میں سرشار و سرگرم ہیں اور چونکہ سنت اللہ یونہی چلی آئی ہے:

”الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وهم لا یفتنون ولقد فتنا من قبلهم (عنکبوت: ۲)“ لوگوں کے صرف اس قدر کہنے سے کہ ہم خدائے واحد اور اس کی توحید اور یتیم مکہ کی رسالت پر ایمان لے آئے ہیں۔

یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور ان کے اس دعوے میں آزمائش کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ زمانہ قدیم سے یہ ہمارا دستور چلا آیا ہے کہ آزمائش میں لا کر امتحان لیا کرتے ہیں کہ مصیبت و ابتلاء میں کون کون ثابت قدم رہ کر ہماری ویسی ہی اطاعت و عبادت میں مشغول رہتا ہے کہ جیسا کہ اس حالت میں تھا۔ جبکہ اس کے پاس مال املاک تھا۔ اب آزمائش یہ ہوئی مال و املاک خدا کے حکم سے سلب ہوئے۔ جیسا کہ وہ خود شاہد ہے:

”ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات (بقرہ: ۱۰۶)“ البتہ ہم تم کو خوف بھوک ”مال کا کم کرنا“ اور جانوں اور میوہ جات



سے آزمائیں گے اور خوشخبری دے مبر کرنے والوں کو وہ جو جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں۔ ﴿

اور جب یہ حالت ہے تو ہم اہل پنجاب کو کیوں آزمائش کا موقع نہ دیں۔ اس لئے مشیت ایزدی کو جب یہ منظور ہوا تو دجال اکبر کو قادیان کی بد بخت زمین سے پیدا کر کے امت مرحومہ کے سر پر مسلط کر دیا۔ لیکن الحمد للہ آئے میں نمک کے برابر بھی لوگوں نے ٹھوکر کھائی۔ جو اب اپنی غلطی کا احساس کر کے بچھتاتے ہوئے واپس آ رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ تمہیں نظر اٹھا کر بھی کوئی فرقہ ضالہ کا ایک فرد نہ ملے گا۔ بلکہ تمام وکمال سب لوائے محمدی کے نیچے آ جائیں گے۔ مسلمانوں واللہ باللہ یہ تمہاری آزمائش کے لئے فتنہ اکبر ہے۔ یہ تمہارے امتحان کے لئے ایک مشکل گھڑی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو ٹھوکر نہ کھائیں اور امتحان میں پورے اتریں۔ کوشش کرو اور متفق ہو کر اس کا سدباب کرو۔ بخدا رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر اس سے مشکل وقت اور کوئی نہ آیا ہوگا۔ مسیلمہ کذاب واسود غسی کے زمانے میں حضور ﷺ کے وزیر خوش تدبیر موجود تھے۔ آہ! شیخ رسالت کے تمام پردانے موجود تھے۔ ان کے ایمان ہم سے کروڑ درجہ زیادہ مضبوط تھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جناب صدیق اکبر نے جہاں اسامہ بن زید سترہ سالہ غلام کا بچہ جس کو سرکار مدینہ ﷺ نے مسلمان مجاہدین کا سردار مقرر کیا تھا اور جس کے جھنڈے کے نیچے حضرت عمر بن خطاب امیر المومنین خلیفہ دوم جیسے شہ زور فقیہ راہب موجود تھے۔ مصر ہو کر اور یہ کہہ کر روانہ کیا تھا کہ خدا کی قسم اگر تمام لوگ اسامہ کی سرداری سے ناخوش ہو کر اس کے جھنڈے سے علیحدہ ہو کر منہ موڑ لیں گے تو یہ بوڑھا صدیق اکیلا اس کے جھنڈے کے نیچے لڑے گا اور آقائے نامدار کے اس خورد سالہ جرنیل کی اطاعت و فرمانبرداری سے منہ نہ موڑے گا۔ حتیٰ کہ اس دنیا کو خیر باد کہہ جائے۔ وہاں مسیلمہ کذاب کے فتنہ خبیثہ کا استیصال کرنے کے لئے اس غربت و قلت کے زمانہ میں جبکہ چاروں طرف ارتداد و مخالفت کا سیلاب امٹا ہوا تھا جناب خالد بن ولید کو روانہ کیا اور تاکید فرمائی کہ یا تو اللہ اور اس کے سچے رسول کے عزت و عظمت پر مٹ جاؤ یا ہر ممکن طریقہ سے اس شجر خبیثہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر نابود کر دو۔ وہ خیر القرون قرنی تھا۔ آہ! ان لوگوں کے دل، آنکھیں، جان و دل محمد عربی کے نام پر عزت و حرمت اسلام کی آن پر قربان تھیں اور آج وہ وقت ہے کہ اس کا عشر عشر بھی نہیں۔ اسی لئے میں نے اس فتنہ کو فتنہ اکبر کے نام سے یاد کیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اللہ نے وعدہ دیا تھا کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو یہود پلیدی کی ناپاک تدبیر سے بچاؤں گا اور مجھ سے بہتر بچانے میں کوئی نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے: ”وَمَكْرُوا وَمَكْرَ اللَّهِ وَاللَّهُ

خیر الماکرین“ اگر بقول مرزا قادیانی ایک کہ جناب مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ ان کے طمانچے لگائے گئے۔ بدن پتہ زبانی ہوئی۔ انہیں نعوذ باللہ من ذالک حاکم بدین خدا نے مسیح کی تو وعدہ اس کی یاد سے اتر گیا یا وہ خود ناکام ہ حکومت کی طاقت زیادہ تھی۔ وہ اکیلا تھا پھر وہ کہ نے من مانی باتیں مسیح سے کیں اور گویا خدا خیر الما کرین تھا۔ مگر وہ عاجز آ گیا اور پھر اس کا غدی پیکر کھڑا کرنا اور یہ لکھنا کہ عصر کا وقت آگئی۔ طوفان پھا ہو گیا۔ دنیا پر تاریکی چھا گئی ایمانی کی اور جیتے جاگتے مسیح کو مردہ سمجھ کرہ اتار لیا۔ اللہ اللہ! بے سند خرافات اور بے ہودہ زطلیات کا کونسا ثبوت آپ کے پلے ہے۔ میں جو اعجازی تکلم کرایا تھا جو مسیح کے پردے میں

کشف

گرچہ از

”قال انی عبد اللہ آتانا (مریم: ۳۱)“ فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوا گیا ہوں جہاں بھی میں رہوں اور جس حال پھر فرمایا ”وجیہا فی الدنیا دنیا اور آخرت دونوں میں صاحب عزت و عظمت یعنی وہ اپنے زمانہ کے عزت ملے گی اور عزت بھی وہی ہے جس کو خدا بروح القدس! یعنی ہم نے مسیح کی جان کا ساتھ دیتا تھا۔ اب ان قرآنی شواہد کی موجودگی

رخو شجری دے صبر کرنے والوں کو وہ جو جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے  
ما کے لئے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں۔ ﴿

یہ حالت ہے تو ہم اہل پنجاب کو کیوں آزمائش کا موقعہ نہ دیں۔ اس لئے  
یہ منظور ہوا تو دجال اکبر کو قادیان کی بد بخت زمین سے پیدا کر کے امت  
رکروا۔ لیکن الحمد للہ آٹے میں نمک کے برابر بھی لوگوں نے ٹھوکر کھائی۔ جو  
اس کے پچھتاتے ہوئے واپس آ رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ  
وئی فرقہ ضالہ کا ایک فرد نہ ملے گا۔ بلکہ تمام وکمال سب لوگ محمدی کے نیچے  
نوں واللہ باللہ یہ تمہاری آزمائش کے لئے فتنہ اکبر ہے۔ یہ تمہارے امتحان  
ٹری ہے۔ مبارک ہیں وہ جو ٹھوکر نہ کھائیں اور امتحان میں پورے اتریں۔  
وکر اس کا سد باب کرو۔ بخدا رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر اس سے مشکل  
کا۔ مسلمان کذاب و اسود عیسیٰ کے زمانے میں حضور ﷺ کے وزیر خوش تدبیر  
رسالت کے تمام پروانے موجود تھے۔ ان کے ایمان ہم سے کروڑ درجہ زیادہ  
یاد ہوگا کہ جناب صدیق اکبر نے جہاں اسامہ بن زید سترہ سالہ غلام کا بچہ  
نے مسلمان مجاہدین کا سردار مقرر کیا تھا اور جس کے جھنڈے کے نیچے  
امیر المومنین خلیفہ دوم جیسے شہ زور فتنہ را صاحب موجود تھے۔ مصر ہو کر اور یہ  
خدا کی قسم اگر تمام لوگ اسامہ کی سرداری سے ناخوش ہو کر اس کے جھنڈے  
ٹریں گے تو یہ بوڑھا صدیق اکبر اس کے جھنڈے کے نیچے لڑے گا اور  
باخورد سالہ جرنیل کی اطاعت و فرمانبرداری سے منہ نہ موڑے گا۔ حتیٰ کہ اس  
۔ وہاں مسلمان کذاب کے فتنہ خبیثہ کا استیصال کرنے کے لئے اس غربت  
چاروں طرف ارتداد و مخالفت کا سیلاب امنڈا ہوا تھا جناب خالد بن ولید  
کی کیا تو اللہ اور اس کے سچے رسول کے عزت و عظمت پر مٹ جاؤ یا ہر ممکن  
کو تیغ وین سے اکھاڑ کر نابود کر دو۔ وہ خیر القرون قرنی تھا۔ آہ! ان لوگوں  
دادل محمد عربی کے نام پر عزت و حرمت اسلام کی آن پر قربان تھیں اور آج  
عشیر بھی نہیں۔ اسی لئے میں نے اس فتنہ کو فتنہ اکبر کے نام سے یاد کیا ہے۔  
نے وعدہ دیا تھا کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو یہود پلید کی ناپاک تدبیر سے بچاؤں گا  
س کوئی نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن شاہد ہے: ”وَمَكُرُوا وَكَمَرُوا وَاللَّهِ

خیر الماکرین“ اگر بقول مرزا قادیانی ایک سینڈ کے کروڑ ویں حصہ کے لئے بھی مان لیا جائے  
کہ جناب مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ ان کے اعضاؤں میں کیلیں ٹھوکی گئیں۔ ان کے منہ پہ  
طمانچے لگائے گئے۔ بدن پہ تازیانی ہوئی۔ انہیں ناپاک گالیاں دی گئیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ  
نعمت باللہ من ذالک خاتم بدہن خدا نے مسیح سے وعدہ جھوٹا کیا اور وعدہ ایفا کی کے عوض بے وفائی  
کی تو وعدہ اس کی یاد سے اتر گیا یا وہ خود ناکام ہو گیا اور وہ یہود کا مقابلہ نہ کر سکا۔ بچانا چاہتا تھا مگر  
حکومت کی طاقت زیادہ تھی۔ وہ اکیلا تھا پھر وہ کس طرح فوجوں اور سالوں کا مقابلہ کرتا۔ یہود پلید  
نے من مانی باتیں مسیح سے کیں اور گویا خدا کی تدبیر مغلوب ہوئی۔ حالانکہ وعدہ الہی میں  
خیر الماکرین تھا۔ مگر وہ عاجز آ گیا اور پھر اس زعم فاسد و خیال باطل کو مسیح اور حق دکھانے کے لئے  
کاغذی پیکر کھڑا کرنا اور یہ لکھنا کہ عصر کا وقت تھا۔ عید فصح تھی۔ کل سبت کا دن آ رہا تھا۔ آندھی  
آگئی۔ طوفان بپا ہو گیا۔ دنیا پر تاریکی چھا گئی۔ پلاطوس کی بیوی کو خواب آیا۔ سپاہیوں نے بے  
ایمانی کی اور جیتے جاگتے مسیح کو مردہ سمجھ کر صلیب سے اتار لیا اور ساتھ والے دو چوروں کو بھی  
اتار لیا۔ اللہ اللہ! بے سند خرافات اور بے ہودہ توہمات یا داگوئی اور گوزشتہ نہیں تو اور کیا ہے اور ان  
زطلیٹ کا کونسا ثبوت آپ کے پلے ہے۔ حالانکہ قرآن شاہد ہے کہ مسیح علیہ السلام کو ماں کی گود  
میں جو اعجازی تکلم کرایا تھا جو مسیح کے پردے میں کوئی اور بول رہا تھا جیسے کہ مولانا روم فرماتے ہیں:

گفتہ او گفتہ اللہ بود  
گرچہ از حلقوم عبد اللہ رود

”قال انی عبد اللہ آتانی الكتاب وجعلنی نبیا مبادکا اینما کنت  
(مزمع: ۳۱)“ ﴿فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں اور بندہ بھی کیسا صاحب کتاب نبی اور میں برکت دیا  
گیا ہوں جہاں بھی میں رہوں اور جس حال میں ہوں۔﴾  
پھر فرمایا ”وجیہاً فی الدنیا والاخرۃ (آل عمران: ۴۰)“ ﴿یعنی مسیح کو ہم نے  
دنیا اور آخرت دونوں میں صاحب عزت و شرف بنایا۔﴾  
یعنی وہ اپنے زمانہ کے عزت داروں کا سردار ہوگا۔ اس سے زیادہ عزت اور کسی کو نہ  
ملے گی اور عزت بھی وہی ہے جس کو خدا دے۔ یہ جھوٹی عزت بھی کوئی چیز ہے۔ پھر فرمایا وایدناہ  
بروح القدس!

یعنی ہم نے مسیح کی جان کا ساتھی جبرائیل کو بنادیا اور وہ ہر موقعہ پر تائید و نصرت میں مدد  
دیتا تھا۔ اب ان قرآنی شواہد کی موجودگی میں کون بد بخت و نامراد ہے جو یہ یقین کرے کہ مسیح کو

پھانسی دیا گیا ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں ٹھونکی گئیں۔ طمانچے رسید کئے گئے۔ بدن پہ تازیانے لگائے گئے اور گندی و فحش گالیاں دی گئیں۔ پھر کس کے منہ پر کلمۃ اللہ کو جس کو خدا اپنا کہے مزا تو تب تھا کہ مسٹر ڈوٹی، ڈپٹی کمشنر بنالہ کے کتے کو مرزا قادیانی یوں بے رحمی سے قتل کر دیتے پھر دیکھتے کہ کتے کا مالک مرزا قادیانی کو چھٹی کا دودھ یاد دلواتا ہے یا نہیں۔ یہ تم لڑکیوں نے خدا کو کیا سمجھ رکھا ہے جو خدا کا بندہ ہو اور جس کو اللہ عزت دار اور جہاں ہو اور جس حال میں ہو برکت والا کہے اور جس کی جبرائیل امین چوکیداری کریں۔ اس کو کوئی کچھ کہہ سکتا ہے۔ کیا اس کے اختیارات ڈپٹی کمشنر بنالہ سے بھی کم درجے کے ہیں یا اس کے ذرائع ایسے ہی محدود اور کمزور ہیں کہ وہ اپنے ایک بندے کی حفاظت نہ کر سکے اور ایسا ناکام نبی صاحب کتاب بنا کر ایسی قوم کی طرف بھیجے جو کرۂ ارض کی مالک بنی بیٹھی ہو اور وہ بھی اس قوم کے لئے آخری نبی اور پھر وہ یوں ناکام تبلیغ رسالت میں کورا، خدا کی کتاب کو بغل میں دبائے ظلم و بربریت سے کمال ہنک و بے عزتی کے ساتھ سولی پر کھینچ دیا جائے اور خدا اس کا کچھ بھی پاسدار نہ ہو اور انتقام تک نہ لے سکے۔ سنو اور خوب غور سے سنو۔ یہ خیال ہی نہایت بیہودہ مردود و فضول ہے۔ کیوں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کو یہ طاقت دی گئی ہو کہ وہ ان اندھوں کو جو مادر زاد اندھے ہوں آنکھیں بخش دے۔ کیا اس میں یہ طاقت نہیں کہ حالت غضب میں بطور حفاظت جان وعدہ الہی کے اندر مشیت ایزدی کے حکم کے مطابق سو ہانکوں کی آنکھیں سلب کرے جو مادر زاد کوڑھوں کو اچھا کر سکتا ہے وہ کچھ بھلے اعدا اللہ کو کوڑھ بھی کر سکتا ہے۔ ان کے ہاتھوں اور پاؤں کی طاقت بھی سلب کر سکتا ہے۔ جو مردوں کو دوبارہ زندگی بخش سکتا ہے وہ زندوں سے زندگی بھی چھین سکتا ہے۔ کیونکہ جو دے سکتا ہے وہ لے بھی سکتا ہے اور لینا تو نہایت آسان ہے۔ دینا ہی مشکل ہے اور جو گھر میں رکھی ہوئی چیزوں کو بلا دیکھے بتا سکتا ہے وہ خفیہ تدبیروں کے دفعیہ کی دیکھ بھال بھی کر سکتا ہے۔ کون ہے جو ان حالات کی موجودگی میں اس کی طرف انگلی بھی کھڑی کرے اور اس کی انگلی کاٹ کر نہ رکھ دی جائے۔ کس کو طاقت ہے کہ اس باز کے لئے زبان طعن دراز کرے اور اس کی زبان گدی سے کھینچ کر باہر نہ نکال لی جائے۔ کون ہے اور کس کو طاقت ہے کہ اس کو بید لگائے اور پھر وہ آن واحد کے لئے سلامت رہے۔ کون سا بد بخت و نامراد ہے جو آپ کے رخ انور پر طمانچے لگائے اور پھر منہ فوج کرکتوں کے آگے نہ ڈلوا دیا جائے۔ کوئی نہیں جو اس کو آنکھ بھر کر بھی دیکھ سکے اور پھر اس کی پینائی قائم رہے۔ یہ خیال ہی مردود ہے۔ ظالم ہے وہ جو ان بیہودہ و لغو خیال کو صحیح سمجھے یا اس کی عوام الناس میں تشہیر کرے۔ یہودیوں کو دیکھو کہ انہوں نے صرف ناپاک تجویز سوچی تھی اور آج تک اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور

قیامت تک ہاتھ ملتے رہیں گے۔ فتندبہ اور گئے ہاتھ اس مضمون پر ہے۔ پس سنئے:

براہین احمدیہ وہ کتاب ہے ہے اور یہ کتاب جو قطب ستارے سے ہے جو خدا کے حکم والہام سے لکھی گئی اور (کے ص ۵۲۰، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰) پر ایک مفہوم بیان کی مؤید ہے:

”انسی متوفیک ورافا کفرو الی یوم القیامۃ ولا تحزن ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم و الجنة . انشاء اللہ امنین . جعلت مبارکاً . سمع اللہ ان اامراض الناس وبرکاتہ علیک وانی فضلتک علی العال اور جو لوگ تیری متابعت اختیار کر بخشوں گا اور ست مت ہو اور تم مقرران الہی ہوتے ہیں ان پر نہ جب خدا تجھ پر راضی ہوگا۔ پس بہت پاک ہو گئے۔ سو تم امن کے ساتھ سن لی وہ دعاؤں کو سنتا ہے۔ تو دوزخ سے چند مرتبہ الہامی طور پر خدا اجعلنی مبارکاً حیث بود و باش کروں۔ برکت میرے آپ ہی فرمائی تھی قبول کر لی اور سوال جاری کرنا اور پھر یہ کہنا

س اور پاؤں میں کیلیں ٹھوکی گئیں۔ طمانچے رسید کئے گئے۔ بدن پہ تازیانے  
اوجھش گالیاں دی گئیں۔ پھر کس کے منہ پر کلمۃ اللہ کو جس کو خدا اپنا کہے مزا تو تب  
نیکشتر بنالہ کے کتے کو مرزا قادیانی یوں بے رحمی سے قتل کر دیتے پھر دیکھتے کہ  
بیانی کو چھٹی کا دودھ یاد دلواتا ہے یا نہیں۔ یہ تم لوگوں نے خدا کو کیا سمجھ رکھا ہے  
س کو اللہ عزت دار اور جہاں ہو اور جس حال میں ہو برکت والا کہے اور جس کی  
دی کریں۔ اس کو کوئی کچھ کہہ سکتا ہے۔ کیا اس کے اختیارات ڈپٹی کمشنر بنالہ  
ہیں یا اس کے ذرائع ایسے ہی محدود اور کمزور ہیں کہ وہ اپنے ایک بندے کی  
سیاسی ناکامی صاحب کتاب بنا کر ایسی قوم کی طرف بھیجے جو کرۂ ارض کی مالک  
س قوم کے لئے آخری نبی اور پھر وہ یوں ناکام تبلیغ رسالت میں کوراء خدا کی  
قلم و بربریت سے کمال چمک دے عزتی کے ساتھ سولی پر کھینچ دیا جائے  
سدار نہ ہو اور انتقام تک نہ لے سکے۔ سنو اور خوب غور سے سنو۔ یہ خیال ہی  
نہیں ہے۔ کیوں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کو یہ طاقت دی گئی ہو کہ وہ ان  
ہے ہوں آنکھیں بخش دے۔ کیا اس میں یہ طاقت نہیں کہ حالت غضب  
صدہ الہی کے اندر مشیت ایزدی کے حکم کے مطابق سوا ہاتھوں کی آنکھیں  
روحوں کو اچھا کر سکتا ہے وہ چنگے بھلے اعداء اللہ کو کوڑھے بھی کر سکتا ہے۔ ان  
طاقت بھی سلب کر سکتا ہے۔ جو مردوں کو دوبارہ زندگی بخش سکتا ہے وہ  
میں سکتا ہے۔ کیونکہ جو دے سکتا ہے وہ لے بھی سکتا ہے اور لینا تو نہایت  
کل ہے اور جو گھر میں رکھی ہوئی چیزوں کو بلا دیکھے بنا سکتا ہے وہ خفیہ  
بہ بھال بھی کر سکتا ہے۔ کون ہے جو ان حالات کی موجودگی میں اس کی  
ے اور اس کی انگلی کاٹ کر نہ رکھ دی جائے۔ کس کو طاقت ہے کہ اس باز  
رے اور اس کی زبان گدی سے کھینچ کر باہر نہ نکال لی جائے۔ کون ہے  
کو بید لگائے اور پھر وہ آن واحد کے لئے سلامت رہے۔ کونسا بد بخت  
رخ انور پر طمانچے لگائے اور پھر منہ نوچ کر کتوں کے آگے نہ ڈلوایا  
کچھ پھر کبھی دیکھ سکے اور پھر اس کی بیانی قائم رہے۔ یہ خیال ہی مردود  
وہ و فو خیال کو صحیح سمجھے یا اس کی حوام الناس میں تشریح کرے۔ یہودیوں کو  
نا پاک تجویز سوچتی تھی اور آج تک اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں اور

قیامت تک ہاتھ ملتے رہیں گے۔ فتدبروا یا اولی الابصار!  
اور لگے ہاتھ اس مضمون پر مرزا قادیانی کے دستخط بھی کرادوں کہ جو لکھا گیا ہے وہ صحیح  
ہے۔ پس سنئے:

براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جس کی رجسٹری سرکار مدینہ میں بقول مرزا قادیانی ہو چکی  
ہے اور یہ کتاب جو قطب ستارے سے زیادہ محکم ہے اور الہامی نام اس کا قطبی ہے اور یہ وہ کتاب  
ہے جو خدا کے حکم والہام سے لکھی گئی اور جس کی تفسیر خود خدا نے اپنے ہاتھ سے کر دی۔ اسی کتاب  
(کے ص ۵۲۰، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰) پر ایک گفتگو نری عربی عبارت الہامی تحریر کرتے ہیں جو ہمارے اس  
بیان کی مؤید ہے:

”انسی متوفیک ورافعک الی، وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین  
کفرو الی یوم القیامۃ ولا تحنوا ولا تحزنوا وکان اللہ بکم رؤفاً رحیماً، الا  
ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون، تموت وانا راض منک فادخلو  
الجنة، انشاء اللہ امنین سلام علیکم طبتم فادخلوها امنین سلام علیک  
جعلت مبارکاً، سمع اللہ انه سمیع الدعاء انت مبارک فی الدنیا والاخرۃ،  
امراض الناس وبرکاتہ ان ربک فعال لما یرید، اذ کر نعمتی الی انعمت  
علیک وانی فضلک علی العالمین“ ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا  
اور جو لوگ تیری متابعت اختیار کریں ان کو ان کے مخالفوں پر جو کہ انکاری ہیں قیامت تک غلبہ  
بخشوں گا اور سست مت ہو اور غم مت کر۔ خداتم پر بہت ہی مہربان ہے۔ خبردار ہو تحقیق جو لوگ  
مقربان الہی ہوتے ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم کرتے ہیں تو اس حالت میں مرے گا کہ  
جب خدا تجھ پر راضی ہوگا۔ پس بہشت میں داخل ہوا انشاء اللہ امن کے ساتھ تم پر سلام تم شرک سے  
پاک ہو گئے۔ سو تم امن کے ساتھ بہشت میں داخل ہو تجھ پر سلام تو مبارک کیا گیا۔ خدا نے دعاء  
سن لی وہ دعاؤں کو سنتا ہے۔ تو دنیا اور آخرت میں مبارک ہے۔ یہ اس طرف اشارہ فرمایا پہلے اس  
سے چند مرتبہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے اس عاجز کی زبان پر یہ دعاء جاری کی تھی۔ ”رب  
اجعلنی مبارکاً حیث ملکنت“ ”یعنی اے میرے رب مجھ کو ایسا مبارک کر کہ ہر جگہ میں  
بود و باش کروں۔ برکت میرے ساتھ رہے۔ پھر خدا نے اپنے لطف و احسان سے ویسی دعاء کہ جو  
آپ ہی فرمائی تھی قبول کر لی اور یہ عجیب بندہ نوازی ہے کہ اول آپ ہی الہامی طور پر زبان پر  
سوال جاری کرنا اور پھر یہ کہنا تیرا سوال منظور کیا گیا اور اس برکت کے بارے میں ۱۸۶۸ء یا

۱۸۶۹ء میں بھی ایک عجب الہام اردو میں ہوا تھا اور وہ یہ ہے۔ فرمایا تیرا خدا تیرے فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ حیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔“

(برائین احمدیہ میں ۵۲۱، خزائن ج ۱ ص ۶۲۲)

ناظرین مندرجہ بالا عبارت نے میرے لفظ لفظ کی پوری پوری تائید کر دی اور بقول

فحصیکہ۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یا مرزا قادیانی اپنے تیل میں آپ ہی بالکل تیار ہو گئے۔

میں پوچھتا ہوں اجی حضرت کہ یہ کیا دیانت ہے کہ جب آیت الی متوفیک در لفظک مقام نزول پر ہو تو آپ ترجمہ یہ کریں۔ میں تجھ کو موت دوں گا اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اور جب آپ خود اس کا مصداق بنیں تو ترجمہ اے مرزا میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ کریں یہ بیٹھا بیٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو کا کیا معاملہ ہے۔ نیز بقیہ تمام الہاموں کے ترجمے کو نہ سمجھو نہ اور گنگوڑی عربی یا آلو کا ترجمہ نہ کرنا کون سی دیانت ہے۔ اچھے الہام ہیں جن کا ترجمہ ہی نہیں ہو سکتا۔ کوئی مرزائی جو ان لفظوں کا عربی قاعدے کی رو سے ترجمہ کر دے۔ ”امراض الناس وبرکاتہ ان ربک فعال لما ییرید“

اور مرزا قادیانی کی جانے بلا کہ جس پٹے میں وہ ٹانگ اڑا رہا ہے وہ کیا ہے۔ یہاں تو معاملہ ہی دیگر ہے اور مثال اس کی بالکل یہی ہے کہ مینڈکی کو نعل بنوانے کا شوق اس قدر غالب ہوا کہ وہ گھوڑوں کی جہاں نعل بندی ہو رہی تھی کشاں کشاں پہنچی اور جاتے ہی ٹانگ بڑھادی۔ آہ! ایک ہی ضرب سے پیچاری کا کچھ مرکل گیا۔ یہ چیز جو ہم نے بیان کی یعنی جناب مسیح کا آسمان پر جانا اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک سنہری اٹل شوقیت پیش فرماتے ہوئے ان الفاظ میں اس کی صداقت پر مہر تصدیق عطا فرماتے ہیں۔ ”ان هذا الهو قصص الحق“ یعنی یہ قصہ جو بیان ہوا نہایت صحیح اور سچا ہے۔ اب جس کو اللہ سچا فرمائے اس کو جھوٹا کون کہے اور جو جھوٹا کہے وہ جھوٹوں کا جھوٹا ہے۔ آہ! یہ تو وہ اہم مسئلہ ہے جس کی سچائی پر حضور ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دی، واقعہ یوں ہے کہ وہ ایک وفد کی صورت میں تحقیق کے لئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہت دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا دنیا جانتی ہے کہ ان کے

عقائد میں دو چیزیں بسی ہوئی تھیں۔ اولاً لئے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ یعنی صلیب بعد زندہ ہوا اور جسم خاکی کے ساتھ آسمان کی جیسا کہ فرقان حمید نے اس پر شرح عمران اتری جس میں دوسرے خیال کا صلیب دیا گیا اور تین دن بعد جی اٹھا تھا ہے۔ اصل میں وہ ایک شبہ اور مغالطہ ہے حقیقتاً معاملہ یوں ہے کہ نہ کسی نے صلیب مسعود سے پاک کرتے ہوئے زندہ آ لئے مصر ہوئے تو ارشاد باری ہوا واقعہ کرتے ہوئے تم سے فضول جھگڑا کر۔ اور وہ میری طرف رجوع کرنے کا ہے کرتے تو ”تعالوا ندع ابناءنا ولا ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ بیٹوں انہوں کو اور بیٹوں تمہاروں کو اور جانوں تمہاری کو پھر التجا کریں پس کرو چنانچہ اس دعوت حق کو انہیں شہزادگان علی یعنی زہرا کے دونوں لال ان پاک و مقدس منور و مطہر چہروں کو اس کا نورانی خاندان معلوم ہوتا ہے۔ اسماعیل میں سے ہوگا۔ بخدا اگر یہ پہا آتا ورنہ تم اور تمہاری اولاد تباہ و برباد حضور ﷺ سے خراج دینے کا وعدہ کیا کریم ﷺ فرماتے تھے کہ اگر نجران سے آگ برستی اور وہ تباہ و برباد ہو جہ حوصلہ نہ ہوا۔ چہ جائیکہ قادیان کا بے

عجب الہام اردو میں ہوا تھا اور وہ یہ ہے۔ فرمایا تیرا خدا تیرے فعل سے راضی ہو کر برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں۔ عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔“

(برائین احمدیہ ص ۵۲۱، خزائن ج ۱ ص ۶۲۲)

مندرجہ بالا عبارت نے میرے لفظ لفظ کی پوری پوری تائید کر دی اور بقول

دل کے پھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے  
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے  
یانی اپنے تیل میں آپ ہی بالکل تیار ہو گئے۔

ہوں امی حضرت کہ یہ کیا دیانت ہے کہ جب آیت انی متوفیک ورفعتک پ ترجمہ یہ کریں۔ میں تجھ کو موت دوں گا اور تیری روح کو اپنی طرف بخود اس کا مصداق بنیں تو ترجمہ اے مرزا میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور کریں یہ بیٹھا بیٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو کا کیا معاملہ ہے۔ نیز بقیہ تمام سمجھو نہ اور گنگوتری عربی یا آلو کا ترجمہ نہ کرنا کون سی دیانت ہے۔ اچھے نہیں ہو سکتا۔ کوئی مرزائی جو ان لفظوں کا عربی قاعدے کی رو سے ترجمہ کرے

و برکاتہ ان ربك فعال لما يريد“

انی کی جانے بلا کہ جس پٹے میں وہ ٹانگ اڑا رہا ہے وہ کیا ہے۔ یہاں تو اس کی بالکل یہی ہے کہ مینڈکی کو فعل بنوانے کا شوق اس قدر غالب فعل بندی ہو رہی تھی کشاں کشاں پہنچی اور جاتے ہی ٹانگ بڑھادی۔ پاری کا کچھ مرکل گیا۔ یہ چیز جو ہم نے بیان کی یعنی جناب مسیح کا آسمان نے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک سنہری اٹل شگفتگی پیش فرماتے ہوئے ان پر ہر تصدیق عطا فرماتے ہیں۔ ”ان هذا لهو قصص الحق“ بت مسیح اور سچا ہے۔ اب جس کو اللہ سچا فرمائے اس کو جھوٹا کون کہے اور وٹا ہے۔ آہ! یہ تو وہ اہم مسئلہ ہے جس کی سچائی پر حضور ﷺ نے نجران رت دی، واقعہ یوں ہے کہ وہ ایک وفد کی صورت میں تحقیق کے لئے ہوئے۔ بہت دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا دنیا جانتی ہے کہ ان کے

عقائد میں دو چیزیں بسی ہوئی تھیں۔ اول یہ کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور وہ ہماری نجات آخری کے لئے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ یعنی صلیب پر چڑھ گیا اور دوسرا یہ کہ وہ تین دن تک مرے رہنے کے بعد زندہ ہوا اور جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اول الذکر کی حضور ﷺ نے پرزور تردید کی جیسا کہ فرقان حمید نے اس پر شرح وسط سے روشنی ڈالی ہے۔ موخر الذکر کے لئے سورۃ آل عمران اتری جس میں دوسرے خیال کی ان الفاظ میں تائید و تردید فرمائی کہ تمہارا یہ کہنا کہ مسیح صلیب دیا گیا اور تین دن بعد جی اٹھا غلط ہے اور اس میں تمہارے پادریوں نے سخت دھوکہ کھایا ہے۔ اصل میں وہ ایک شبہ اور مغالطہ میں پڑ گئے تھے۔ جو جناب مسیح کو مصلوب کیا گیا سمجھ۔ ورنہ حقیقتاً معاملہ یوں ہے کہ نہ کسی نے صلیب دیا اور نہ ہی کوئی قتل کر سکا۔ بلکہ اللہ نے انہیں یہودنا مسعود سے پاک کرتے ہوئے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے عقائد کو منوانے کے لئے مصر ہوئے تو ارشاد باری ہوا واقعہ وہی صحیح ہے جو آپ نے بیان کیا۔ یہ لوگ تو ظن کی پیروی کرتے ہوئے تم سے فضول جھگڑا کرتے ہیں۔ انہیں منوانے کے لئے ایک ہی طریقہ باقی ہے اور وہ میری طرف رجوع کرنے کا ہے۔ ارشاد ہوا ان کو کہہ دے کہ اگر تم میری باتوں کو قبول نہیں کرتے تو ”تعالوا ندع ابناہ نا وابناہ کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت اللہ علی الکذبین (آل عمران: ۶۱)“ آؤ بلائیں ہم بیٹوں اپنوں کو اور بیٹوں تمہاروں کو اور بیٹیوں اپنی کو اور بیٹیوں تمہاری کو اور جانوں اپنی کو اور جانوں تمہاری کو پھر التجا کریں پس کر دیں ہم لعنت اللہ کی اوپر جھوٹوں کے۔

چنانچہ اس دعوت حق کو انہوں نے قبول کیا تو نبی کریم ﷺ جناب علیؓ جناب فاطمہؓ اور شہزادگان علیؓ یعنی زہرا کے دونوں لال جناب حسنؓ اور حسینؓ کو لے کر نکلے۔ آہ جب نصرانیوں نے ان پاک و مقدس منور و مطہر چہروں کو دیکھا تو پادریوں نے قوم سے خطاب کیا بخدا یہ وہی نبی اور اس کا نورانی خاندان معلوم ہوتا ہے۔ جس کا تذکرہ تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے اور جو آل اسماعیل میں سے ہوگا۔ بخدا اگر یہ پہاڑ کو حکم دیں تو وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے گا۔ ان کے مقابل نہ آتا ورنہ تم اور تمہاری اولاد تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اس نظارے سے متاثر ہو کر ان لوگوں نے حضور ﷺ سے خراج دینے کا وعدہ کیا اور صلح کی درخواست کی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ اگر نجران کے عیسائی ہم سے مباہلہ کرتے تو بخدا ان کی وادی پر آسمان سے آگ برسی اور وہ تباہ و برباد ہو جاتے۔ صاحبان یہ ایسا اہم مسئلہ ہے کہ جس پر نصاریٰ کو بھی حوصلہ نہ ہوا۔ چہ جائیکہ قادیان کا بے نوا دیہاتی رئیس جو گرگٹ کی طرح سینکڑوں رنگ بدلے اور



کسی ایک حالت میں نظر پڑے پر قائم نہ رہے اور لطف تو یہ ہے کہ بہت سی نسلوں کو باعث فخر سمجھے اور اس پر اتراتا ہوا کفن بھاڑے۔ جیسے کہ وہ خود کہتا ہے۔

میں کبھی آدم موسیٰ کبھی یعقوب ہوں  
نیز ابراہیم ہوں تسلیم ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ ص ۱۰۳، خزائن ج ۲ ص ۱۳۳)

مرزا قادیانی نے (ازالہ اہام ص ۳۲۹، خزائن ج ۳ ص ۲۶۷) میں ایک اصول تسلیم کیا ہے کہ ”یہ بالکل غیر ممکن اور بعید از قیاس ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے مبلغ اور فصیح کلام میں ایسے تنازع کی جگہ جو اس کے علم میں ایک معرکہ کی جگہ ہے۔ ایسے شاذ اور مجہول الفاظ استعمال کرے جو اس کے تمام کلام میں ہرگز استعمال نہیں ہوتے۔ (مثلاً رفع الی اللہ کے معنی رفع روحانی نہیں آتے) اگر ایسا کرے تو گویا خلق اللہ کو آپ درطہ شبہات میں ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ظاہر کہ اس نے ہرگز ایسا نہ کیا ہوگا۔“

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی کا ترجمہ کون ظالم ہے جو یوں کرے کہ اے عیسیٰ میں تم کو موت دوں گا اور اپنی طرف حیرت روح کو اٹھا دوں گا۔ حالانکہ خطاب خداوندی عیسیٰ سے تھا جو روح مع الجسم دونوں سے مرکب تھا اور اگر ایسا ہوتا یعنی روح عیسیٰ کو ہی اپنی طرف اٹھانا ہوتا تو عبارت آیت یوں ہوتی ”یا روح عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی“ خطاب تو عیسیٰ سے ہو رہا ہے نہ روح عیسیٰ سے اور اگر وہ آسمان پر نہ اٹھایا گیا ہوتا تو کلام مجید نے جہاں ابیت و مصلوبیت کی تردید فرمائی تھی۔ وہاں اس اہم مسئلہ پر کیوں روشنی نہ ڈالی۔ کلام مجید سے کوئی ایک آیت ایسی بتا دیجئے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ مسیح واقعہ صلیب کے بعد جیسا کہ تمہارا خیال ہے کہ ۸۷ برس تک وہ کشمیر میں گم نامی کی زندگی بسر کر کے مر گیا اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو بندہ خدا کیوں خدا پر جھوٹ و افتراء باندھتے ہو اور اگر تمہاری یہ بات بھی مان لی جائے تو فرمائیے کہ وہ ہارنبوت و تبلیغ رسالت کہاں گئی اور کیا وجہ ہے کہ باوجودیکہ مسیح ۸۷ برس برابر کشمیر میں رہا۔ مگر ایک تنفس بھی اپنا ساقی نہ بنا سکا اور آج تک ایک کشمیری بھی عیسائی نہیں ہے۔ جاؤ ساری کشمیر تلاش کر جاؤ کوئی ایک مسیح کا نام لیوا خالص کشمیری نہ ملے گا اور اگر یہ شق بھی معاف کر دی جائے تو بتائیے کہ وہ وعدہ الہی کیا ہوا۔ یعنی وجہ ہائی الدنیا اللہ نے وعدہ تو یہ دیا کہ وہ دنیا میں مرتبے اور عزت والا ہوگا اور عزت حکومت و سلطنت سے ہوتی ہے وہ نصیب ہی نہیں ہوئی۔ وہ تو بیچارہ بیکیسی اور گم نامی میں زندگی کے سانس فاقوں اور مشقت سے بسر کر کے رخصت

ہوا۔ یہ دوسرا وعدہ الہی بھی خاتم بدین ج یہودی لاؤ لشکر مزاحم تھے اور دوسری مگر انصاف یاد دانت ہے کہ تمہیں حال میں گئی اور مفسر مر گئے اور مفسر اندھے ہو زندگی پر یا شاہانہ شکوہ و شہمت پر ایک چرنے سے فراغت ہو تو فولادی رسد۔ وزیر آبادی کا پیغام سناؤ تو پھر انشاء اللہ ضرور دکھائی دے گا۔ لیجئے ہم کلام مجید آپ کی چند صیائی ہوئی آنکھوں میں سر ”بسم اللہ الرحمن الرحیم العلمین (مائتہ: ۱۰۹)“ ”جس ملا تھا۔ وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ کو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور باتیں اور توریت اور انجیل اور جب پھونک مارتا تھا۔ اس میں تو ہوجاتا تھا کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکا بنی اسرائیل کو تجھ سے اور جب تو لیکھا کچھ نہیں یہ وہ جادو ہے صریح، اور ج اور میرے رسول پر تو کہنے لگے کہ حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے بولا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان وا۔ جائیں ہمارے دل اور ہم جان لیں گے بیٹے نے اے اللہ اتار ہم پر خ پچھلوں کے واسطے اور نشانی ہوتی دینے والا۔ کہا اللہ نے میں بے

ظہریے پر قائم نہ رہے اور لطف تو یہ ہے کہ بہت سی نسلوں کو باعث فخر سمجھے اور اڑے۔ جیسے کہ وہ خود کہتا ہے۔

میں کبھی آدم موکی کبھی یعقوب ہوں  
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براین احمد یہ ص ۱۰۳، خزائن ج ۲ ص ۱۳۳)

فی نے (ازالہ اہام ص ۳۲۹، خزائن ج ۳ ص ۲۶۷) میں ایک اصول تسلیم کیا ہے اور بعید از قیاس ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بلیغ اور فصیح کلام میں ایسے تازع کی ایک معرکہ کی جگہ ہے۔ ایسے شاذ اور مجہول الفاظ استعمال کرے جو اس کے مال نہیں ہوتے۔ (مثلاً رفع الی اللہ کے معنی رفع روحانی نہیں آتے) اگر لفظ کو آپ درطہ شبہات میں ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ظاہر کہ اس نے ہرگز

ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیٰ کا ترجمہ کون ظالم ہے کی میں تم کو موت دوں گا اور اپنی طرف تیری روح کو اٹھا دوں گا۔ حالانکہ سے تھا جو روح مع الجسم دونوں سے مرکب تھا اور اگر ایسا ہوتا یعنی روح عیسیٰ تو عیسیٰ سے ہوا ہے نہ روح عیسیٰ سے اور اگر وہ آسمان پر نہ اٹھایا گیا ہوتا بیعت و مصلوبیت کی تردید فرمائی تھی۔ وہاں اس اہم مسئلہ پر کیوں روشنی نہ ایک آیت ایسی بتا دیجئے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ مسیح واقعہ صلیب سا ہے کہ ۸۷ برس تک وہ کشمیر میں گم نامی کی زندگی بسر کر کے مر گیا اور اگر خدا کیوں خدا پر جھوٹ و افتراء باندھتے ہو اور اگر تمہاری یہ بات بھی مان لیا نہ ہوت و تبلیغ رسالت کہاں گئی اور کیا وجہ ہے کہ باوجودیکہ مسیح ۸۷ برس تنفس بھی اپنا ساقی نہ بنا سکا اور آج تک ایک کشمیری بھی عیسائی نہیں کر جاؤ کوئی ایک مسیح کا نام لیوا خالص کشمیری نہ ملے گا اور اگر یہ شق بھی بیٹے کہ وہ وعدہ الہی کیا ہوا۔ یعنی وجہ پائی الدنیا اللہ نے وعدہ تو یہ دیا کہ وہ والا ہوگا اور عزت حکومت و سلطنت سے ہوتی ہے وہ نصیب ہی نہیں گم نامی میں زندگی کے سانس فاقوں اور مشقت سے بسر کر کے رخصت

ہوا۔ یہ دوسرا وعدہ الہی بھی خاتم بدین جھوٹا ہوا۔ نعوذ باللہ! ہزار بار توبہ اس کی وعدہ ایفائی میں تو یہودی لاؤ لشکر مزاحم تھے اور دوسری میں شدت کی سردی کہوں یا کالے کالے پہاڑ اور یہ بھی کوئی انصاف یا دیانت ہے کہ تمہیں حال میں ایک مسئلہ مل جائے جس پر عیسیٰ کا نام کنندہ ہو۔ کیا تاریخ سڑ گئی اور مفسر مر گئے اور مصر اندھے ہوئے جو کسی ایک نے بھی بھولے سے مسیح کی لمبی گم نامی کی زندگی پر یا شاہانہ شکوہ و حشمت پر ایک لفظ تک نہ لکھا اور اگر یہ نہیں تو تمہاری عقل کو جب گھاس چرنے سے فراغت ہو تو فولادی رسہ سے ٹل منارہ کے ساتھ باندھو اور دودن بھوکا رکھو اور پھر خالد وزیر آبادی کا پیغام سناؤ تو پھر انشاء اللہ وہ مسکندہ دجالت کا مرکب نظر آئے گا توبہ گھوڑا نہیں گدھا ضرور دکھائی دے گا۔ لیجئے ہم کلام مجید سے جمہور امت کے اس عقیدے کی تاکید کراتے ہوئے آپ کی چند ہیائی ہوئی آنکھوں میں سرمہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ!

”بسم الله الرحمن الرحمن ، يوم يجمع الله الرسل ..... احدا من العلمین (مائدہ: ۱۰۹)“ ”جس دن جمع کرے گا اللہ سب پیغمبروں کو، پھر کہے گا تم کو کیا جواب ملا تھا۔ وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا، جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر اور تیری ماں پر جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور ادھر عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھے کتاب اور تہہ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا تھا۔ گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر پھونک مارتا تھا۔ اس میں تو ہو جاتا تھا۔ اڑنیوالا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا اور زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے اور جب تو لیکر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں اور کچھ نہیں یہ وہ جادو ہے صریح، اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر تو کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرا رب کر سکتا ہے کہ اتارے ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے بولا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے۔ بولے ہم چاہتے ہیں کھائیں اس میں سے اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہیں ہم اس پر گواہ کہ عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے اللہ اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے واسطے اور نشانی ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو تو ہی ہے سب کو بہتر روزی دینے والا۔ کہا اللہ نے میں بے شک اتاروں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکری کرے گا۔

اس کے بعد تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دوں گا جہاں میں۔ ﴿

فوائد: خدا کی نافرمانی کرنے والا انجام کار رسوا اور ذلیل ہی ہوتا ہے۔ حقیقی کامیابی کا چہرہ نہیں دیکھتا۔ یہ سوال محشر میں امتوں اور پیغمبروں سے کیا جائے گا کہ دنیا میں جب تم پیغام حق ان کے پاس لے کر گئے تھے تو انہوں نے کیا جواب دیا اور کہاں تک دعوت الہی کی اجابت کی۔ گزشتہ رکوع میں بتلایا تھا کہ خدا کے یہاں جانے سے پہلے بذریعہ وصیت وغیرہ یہاں کا انتظام ٹھیک کر لو۔ اب تنبیہ فرماتے ہیں کہ وہاں کی جواب دہی کے لئے تیار رہو۔ محشر کے ہولناک دن میں جب خدائے قہار کی شان جلالی کا انتہائی ظہور ہوگا۔ اکابر و اعظم کے بھی ہوش بجا نہ رہیں گے۔ اولوالعزم انبیاء کی زبان پر نفسی نفسی ہوگا۔ اس وقت انتہائی خوف و خشیت سے حق تعالیٰ کے سوال کا جواب لا علم لنا (ہمیں کچھ خبر نہیں) کے سوانہ دے سکیں گے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ کے طفیل میں سب کی طرف خدا کی نظر لطف و رحمت ہوگی۔ تب کچھ عرض کرنے کی جرأت کریں گے۔ حسن و مجاہد وغیرہ سے بھی ایسا منقول ہے۔ لیکن ابن عباسؓ کے نزدیک لا علم لنا کا مطلب یہ ہے کہ خداوند اتیرے علم کامل و محیط کے سامنے ہمارا علم کچھ بھی نہیں۔ گویا یہ لفظ تاؤب مع اللہ کے طور پر کہہ جائیں گے۔ ابن جریج کے نزدیک لا علم لنا سے یہ مراد ہے کہ ہم کو معلوم نہیں انہوں نے ہمارے پیچھے کیا کچھ کیا۔ ہم صرف انہیں افعال و احوال پر مطلع ہو سکتے ہیں۔ جو ہمارے سامنے ظاہری طور پر پیش آئے تھے۔ بواطن اور سرائر کا علم علام الغیوب ہی کو ہے۔ آئندہ رکوع میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زبانی نقل فرماتا ہے۔ ”وکننت علیہم شہیداً“ اس سے آخری معنی کی تائید ہوتی ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ جب حوض پر بعض لوگوں کی نسبت حضور ﷺ فرمائیں گے۔ ”ولا اصحابی تو جواب ملے گا۔“ لا تدری ما احد ثوابعدک“ یعنی آپ ﷺ کو کیا خبر کہ آپ ﷺ کے پیچھے انہوں نے کیا حرکات کیں۔ غالباً یہ پورا رکوع آنے والے رکوع کی تمہید ہے۔ احسانات یا دولا کردہ سوال ہوگا جو آئندہ رکوع میں مذکور ہے۔ یعنی ”آء انت قلت للناس“ اول تو اولاد پر احسان کرنا من وجہ ماں باپ پر احسان ہے۔ دوسرے لوگ ظالم جو تہمت مریم صدیقہ علیہا السلام پر لگاتے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی برأت اور نرہمت کے لئے برہان مبین بنا دیا اور تولد مسیح سے پہلے اور بعد عجیب و غریب نشانات حضرت مریم علیہا السلام کو دکھلائے۔ جو ان کی تقویت و تسکین کا باعث ہوئے۔ یہ احسانات بلا واسطہ ان پر تھے۔ گود میں جو کلام کیا اس کا ذکر سورہ مریم میں ہے۔ ”انسی عبد اللہ اتانی الکتاب“ تعجب ہے عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے تکلم فی الہد کا ذکر کچھ نہیں کیا۔ البتہ یہ لکھا ہے بارہ

اسرائیل عنک“ کی تفسیر بھی سن لیجئے۔

(مسیح ہندوستان میں مس ۵۲، خزانہ ج ۵ ص ۲)  
”یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ مسیح کے بچا۔  
کی بیوی کو خواب آئی، سبت کے دن کی رات قریب  
تھا۔ حاکم کا دل بوجہ خوفناک خواب کے مسیح کے چھڑنے کی  
اس لئے ایک ہی دفعہ پیدا کر دیئے کہ تاسیح کی جاں  
محتاج ہے۔ بہت تیرے کی) اس کے علاوہ مسیح کو غشو  
اور یہودیوں پر اس وقت بیت ناک نشان بھونچال  
طاری کر دیا اور یہ دھڑک اس کے علاوہ تھا کہ سبت کی  
بھی ہوا کہ یہودیوں نے مسیح کو صلیب پر دیکھ کر سمجھ  
اور بھونچال کا وقت تھا۔ گھروں کا بھی ان کو فکر پڑا  
کیا گذرتی ہوگی اور یہ دہشت بھی دلوں پر غالب  
نے دل میں سمجھا تو اس کے دکھ دینے کے وقت  
سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔“

اب مرزا قادیانی سے کوئی پوچھے انکو  
سے تصدیق تو کرادیتجئے۔ کیونکہ انجیل میں تو کہا  
قرآن کریم تو اس کی دھجیاں اڑاتا ہوا صرف اتے  
ابن مریم“ کہ انہوں نے یہ ناپاک الفاظ کیے  
پر لعنت کی اور صرف اس قول کی وجہ سے کی۔ آء  
صفحات سیاہ کئے اور اس بے لذت گناہ میں صر  
ازالہ اوہام میں لکھا تو کل مسیح ہندوستان میں فکر  
کی پیامبری سیاہی اور کاغذ کو ردی کرنے پر ہی  
سے چڑھا تو جواب دیں گے مابدولت رکس قاکس  
کے واحد مالک، بہشتی مقبرے کے موجد، مسجد  
مکانوں کو اس نام سے اینٹھ کر وسعت دینے کو کہتے  
ہیں۔ ہم وہ ہیں جن کے حق میں یہ الہام ہوا۔

ب دوں گا جو کسی کو نہ دوں گا جہاں میں۔

مائی کرنے والا انجام کار رسوا اور ذلیل ہی ہوتا ہے۔ حقیقی کامیابی کا  
ساتھوں اور پیغمبروں سے کیا جائے گا کہ دنیا میں جب تم پیغام حق  
انہوں نے کیا جواب دیا اور کہاں تک دعوت الہی کی اجابت کی۔  
راکے یہاں جانے سے پہلے بذریعہ وصیت وغیرہ یہاں کا انتظام  
کے وہاں کی جواب دہی کے لئے تیار رہو۔ محشر کے ہولناک دن  
ن جلالی کا انتہائی ظہور ہوگا۔ اکابر و اعظم کے بھی ہوش بجا نہ  
ہاں پر نفسی نفسی ہوگا۔ اس وقت انتہائی خوف و خشیت سے حق تعالیٰ  
سنا (ہمیں کچھ خبر نہیں) کے سوانہ دے سکیں گے۔ پھر جب نبی  
کی طرف خدا کی نظر لطف و رحمت ہوگی۔ تب کچھ عرض کرنے کی  
بیرہ سے بھی ایسا منقول ہے۔ لیکن ابن عباسؓ کے نزدیک لا علم  
مدا تیرے علم کامل و محیط کے سامنے ہمارا علم کچھ بھی نہیں۔ گویا یہ لفظ  
میں گے۔ ابن جریج کے نزدیک لا علم لنا سے یہ مراد ہے کہ ہم  
کچھ کیا کچھ کیا۔ ہم صرف انہیں افعال و احوال پر مطلع ہو سکتے  
طور پر پیش آئے تھے۔ بواطن اور سرائر کا علم علام الغیوب ہی کو  
علیہ السلام کی زبانی نقل فرماتا ہے۔ ”و کنت علیہم شہیداً“  
ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ جب حوض پر بعض لوگوں کی نسبت  
مسابی تو جواب ملے گا ”لا تدری ما احد ثوابعدک“  
کے پیچھے انہوں نے کیا حرکات کیں۔ غالباً یہ پورا رکوع آنے  
یاد دلا کر وہ سوال ہوگا جو آئندہ رکوع میں مذکور ہے۔ یعنی ”آ۔  
اد پر احسان کرنا من وجہ ماں باپ پر احسان ہے۔ دوسرے لوگ  
م پر لگاتے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی برأت  
دیا اور تولد مسیح سے پہلے اور بعد عجیب و غریب نشانات حضرت  
کی تقویت و تسکین کا باعث ہوئے۔ یہ احسانات بلا واسطہ ان پر  
رہ مریم میں ہے۔ ”انسی عبد اللہ اتانی الكتاب“ ”عجب  
السلام کے نظم فی الہد کا ذکر کچھ نہیں کیا۔ البتہ یہ لکھا ہے بارہ

اسرائیل عنک“ کی تفسیر بھی سن لیجئے۔

(مسیح ہندوستان میں م ۵۲، خزانہ ج ۵۲ ص ۵۲) پر ہٹکارے لے کر منہ پونچھتے ہیں۔

”یہ اللہ تعالیٰ کی شان۔ ہے کہ مسیح کے بچانے کے لئے اندھیرا ہوا۔ بھونچال آیا، پلاطوس  
کی بیوی کو خواب آئی، سبت کے دن کی رات قریب آئی۔ جس میں مصلوبوں کو صلیب پر رکھنا روانہ  
تھا۔ حاکم کا دل بوجہ خوفناک خواب کے مسیح کے چھڑانے کے لئے متوجہ ہوا یہ تمام واقعات خدا نے  
اس لئے ایک ہی دفعہ پیدا کر دیئے کہ تا مسیح کی جان بچ جائے۔ (گویا خدا بھی ظاہری اسباب کا  
محتاج ہے۔ ہمت تیرے کی) اس کے علاوہ مسیح کو غشی کی حالت میں کر دیا تا ہر ایک کو مردہ معلوم ہو  
اور یہودیوں پر اس وقت ہیبت ناک نشان بھونچال وغیرہ دکھلا کر بزدلی خوف اور عذاب کا اندیشہ  
طاری کر دیا اور یہ دھڑکے اس کے علاوہ تھا کہ سبت کی رات میں لاشیں صلیب پر نہ رہ جائیں۔ پھر یہ  
بھی ہوا کہ یہودیوں نے مسیح کو صلیب پر دیکھ کر سمجھ لیا کہ فوت ہو گیا ہے۔ اندھیرے اور گھبراہٹ  
اور بھونچال کا وقت تھا۔ گھروں کا بھی ان کو فکر پڑا کہ شاید اس بھونچال اور اندھیرے سے بچوں پر  
کیا گذرتی ہوگی اور یہ دہشت بھی دلوں پر غالب ہوئی کہ اگر یہ شخص کاذب اور کافر تھا۔ جیسا کہ ہم  
نے دل میں سمجھا تو اس کے دکھ دینے کے وقت ایسے ہولناک عذاب کیوں ظاہر ہوئے۔ جو اس  
سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔“

اب مرزا قادیانی سے کوئی پوچھے اجماع قادیانی ضمیمہ نبوت صاحب اس بیان کی کہیں  
سے تصدیق تو کر دیتے۔ کیونکہ انجیل میں تو کہاں ملے گا اور تاریخ عالم میں تو لکھا ہی نہیں اور  
قرآن کریم تو اس کی دجیاں اڑاتا ہوا صرف اتنے الفاظ پر ”وقولہم انا قتلنا المسیح  
ابن مریم“ کہ انہوں نے یہ ناپاک الفاظ کیوں کہے کہ مسیح کو ہم نے قتل کر دیا۔ اللہ نے یہود  
پر لعنت کی اور صرف اس قول کی وجہ سے کی۔ آپ نے اس خشک اور بے ربط مضمون پر ہزاروں  
صفحات سیاہ کئے اور اس بے لذت گناہ میں صرف اسی مضمون کو ہیرا پھیری کرتے ہوئے آج  
ازالہ ادہام میں لکھا تو کل مسیح ہندوستان میں نقل کیا اور پرسوں تحفہ گوڑویہ میں دہرایا۔ کیا آپ  
کی پیامبری سیاہی اور کاغذ کو ردی کرنے پر ہی محدود تھی۔ یہ مسیح کو مارنے کا جن آپ کو کہاں  
سے چڑھا تو جواب دیں گے مابدولت رکس قادیان، سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہانی، ٹل منارے  
کے واحد مالک، بہشتی مقبرے کے موجد، مسجد اقصیٰ کے ہانی، کشتی نوح کے ملاح یعنی اپنے  
مکانوں کو اس نام سے ایٹھ کر وسعت دینے کو کس کا منہ ہے۔ جو پوچھے وہ نہیں جانتا کہ ہم کون  
ہیں۔ ہم وہ ہیں جن کے حق میں یہ الہام ہوا۔

”وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى“ مرزا قادیانی کی زبان نطق ہی نہیں کرتی۔ جب تک ہم اس کو نطق نہ کرا دیں۔ اب کسی کو طاقت ہے جو پوچھے، ایک اور بیان بھی ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ! دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(تحدہ کوڑو دیہ میں ۶۷، خزائن ج ۱ ص ۱۹۹) پر لکھتے ہیں۔ ”اب تک خدا تعالیٰ کا وہ حصہ نہیں اتر ا جو اس وقت بھڑکا تھا۔ جب کہ اس وجہ نہی کو گرفتار کر کر مصلوب کرنے کے لئے کھوپڑی کے مقام پر لے گئے تھے اور جہاں تک بس چلا تھا ہر ایک قسم کی ذلت پہنچائی تھی۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۹۲، خزائن ج ۳ ص ۳۰۲) پر لکھتے ہیں کہ ”سبح پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضاء میں ٹھونکی گئیں۔ جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا۔ یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہ تھی۔“

قادیانی بیان سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ایفاء کے مراتب تک پہنچنے سے قاصر رہا۔ گویا قرآنی آیت ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک“ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو تم سے روک لیا۔ جو احسان و نعمت کے طور پر یاد کرائی جا رہی تھی جھوٹی ٹکلی اور یہ اللہ کا پانچواں وعدہ ہے جو مسیح علیہ السلام کے متعلق جھوٹا ہوا اور وہ جھوٹے وعدے جو قادیانی زعم میں معیار صداقت پر پورے نہ اترے یہ ہیں۔

۱..... ”وجعلنی مبارکاً اینما کنت (مریم: ۳۱)“

۲..... ”ومن المقربین (آل عمران: ۴۰)“

۳..... ”وجیہاً فی الدنیا (آل عمران: ۴۰)“

۴..... ”یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیٰ ومطہرک من الذین

کفرو (آل عمران: ۵۰)“

۵..... ”وایدناہ بروح القدس (بقرہ: ۸۷)“

۶..... ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک (مائتہ: ۱۱۰)“

اب ہم آپ کی خدمت میں ان جلیل القدر مستیوں کی تفسیر پیش کرتے ہیں جو عند المرزا نہایت معتبر تھے اور جن کے قول کو رد کرنے والا قاسق و بے ایمان ہے۔

زیر آیت ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک“ فرماتے ہیں ”جب حضرت عیسیٰ نے یہ عجیب غریب معجزات دکھائے تو یہود نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو یہود سے خلاصی دی اس طرح کہ آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔“ (تفسیر کیرس ص ۱۲۷، امام فخر الدین رازی)

”واذ کففت بنی اسرائیل“

نے روک لیا بنی اسرائیل کو تجھ سے جس وقت ہم نے یہود کو تم سے دور ہٹائے رکھنے سے میں یقینی دلائل اور قطعی ثبوت لے کر آیا تو جادو گر ہے اور تیرے قتل و سولی دینے میں اپنی طرف اٹھالیا اور تجھے ان کی میل سے با

ناظرین کرام! آیت کریمہ: جب کہ یہود کو تم سے دور ہٹائے رکھنے سے میں یقینی دلائل اور قطعی ثبوت لے کر آیا تو جادو گر ہے اور تیرے قتل و سولی دینے میں اپنی طرف اٹھالیا اور تجھے ان کی میل سے با دروازے بند تھے وہاں ایک بڑا دروازہ ”دل نے اطمینان کی ڈھارس بندھائی تو ایمان اور درویش ڈوبی ہوئی دعاء کی۔

تیری سرکار بچی

لے مولا میں بھی حا

بچالے پوش اع

بھروسہ تیری رحمت

بچالے کمر اعداء

میں راضی ہوں رض

صلیبی موت مگر تو

بدن میں کیل ٹھک

طماچے منہ پر برسر

تمنا ہے یہ لاش

”واذ كففت بنی اسرائیل عنك“ کے تحت ”یاد کر ہماری اس نعمت کو جب کہ ہم نے روک لیا بنی اسرائیل کو تجھ سے جس وقت ارادہ کیا یہود نے تیرے قتل کا۔“ (تفسیر جلالین ص ۱۱۰) زیر آیت ”واذ كففت بنی اسرائیل عنك“ ”یعنی اے مسیح تو وہ نعمت یاد کر جو ہم نے یہود کو تم سے دور ہٹائے رکھنے سے کی۔ جب تو ان کے پاس اپنی نبوت و رسالت کے ثبوت میں یقینی دلائل اور قطعی ثبوت لے کر آیا تو انہوں نے تیری تکذیب کی اور تجھ پر تہمت لگائی کہ تو جادوگر ہے اور تیرے قتل و سولی دینے میں سعی کرنے لگے تو ہم نے تجھ کو ان میں سے نکال لیا اور اپنی طرف اٹھالیا اور تجھے ان کی میل سے پاک رکھا اور ان کی شرارت سے بچالیا۔“

(تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۱ ج ۳)

ناظرین کرام! آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے مسیح کو وہ احسان یا دولا رہا ہے جب کہ یہود پلید نے جناب کلمۃ اللہ کو ہر ممکن دکھ دینے کے لئے زیر حراست کر لیا تھا اور جناب مسیح بمقامائے بشریت از حد خائف و مایوس ہو چکے تھے۔ بظاہر اسباب رہائی مفقود تھے اور کوئی وجہ نہ نظر آتی تھی کہ اس قوم سے نجات حاصل کریں۔ جو انبیاء کا قتل شیر مادر سمجھتی تھی۔ ہاں جہاں تمام دروازے بند تھے وہاں ایک بڑا دروازہ ”احکم الحاکمین“ کا نظر آیا اور خدا کے وعدوں پر بغور نظر کی دل نے اطمینان کی ڈھارس بندھائی تو ایمان نے قلب کو سکون بخشا۔ جناب مسیح اس کی جناب میں سر بسجود ہوئے اور درمیں ڈوبی ہوئی دعا کی۔

تیری سرکار سچی ہے تیرا وعدہ بھی سچا ہے  
لے مولا میں بھی حاضر ہوں مجھے ڈر ہے نہ خدشہ ہے  
بچالے یورش اعداء سے مولا اپنے بندے کو  
بمردہ تیری رحمت پر صدا ہے تیرے بندے کو  
بچالے مکر اعداء سے تو قادر ہے میرے مولا  
میں راضی ہوں رضا پر جس طرح چاہے تو اے مولا  
صلیبی موت گر تو دے تو اے مالک تیری مرضی  
بدن میں کیل ٹھک جائیں گر اس میں ہو تیری مرضی  
طماچے منہ پر برسیں یا بدن بیدوں سے چھد جائے  
تمنا ہے یہ لاش بھی تیری ہی نذر ہو جائے

یوحیٰ ”مرزا قادیانی کی زبان نطق کو طاقت ہے جو پوچھے، ایک اور بیان

ہیں۔ ”اب تک خدا تعالیٰ کا وہ غصہ نہیں کر مصلوب کرنے کے لئے کھوپڑی کے دولت پہنچائی تھی۔“

ہیں کہ ”مسیح پر جو مصیبت آئی کہ وہ جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا۔“

عدہ بھی ایفاء کے مراتب تک پہنچنے سے یلیل عنك“ ”یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو بھی جھوٹی نکل اور یہ اللہ کا پانچواں وعدہ ہے جو قادیانی زعم میں معیار صداقت پر

(مریم: ۳۱)“

(۴۵)“

(۴۵: ۴۵)“

رافعك الی ومطهرک من الذین

(۸۷: ۵)“

فك (مائدة: ۱۱۰)“

وں کی تفسیر پیش کرتے ہیں جو عند المرزا ایمان ہے۔

فك“ فرماتے ہیں ”جب حضرت عیسیٰ ارادہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو یہود (تفسیر کبیر ص ۱۲۷، امام فخر الدین رازی)



مجھے رسوائیوں اور پھبتیوں کا ڈر نہیں مالک  
تیری توحید پر کچھ حرف غیر آئے نہ اے مالک  
بشارت تھی تیری مولا میرے حق میں وجاہت کی  
کروں کیسے زبان سے شکر جو جو بھی عنایت کی

دعاء سے فارغ ہوئے تو ارشاد باری ہوا ”یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی  
ومطہرک من الذی کفرو“ یعنی اے عیسیٰ میں تم کو اپنے قبضہ میں لے لوں گا اور اپنی طرف  
تجھے اٹھا لوں گا اور یہود سے ہلکی تمہیں پاک کر دوں گا۔

اس وعدے کے ایفاء میں یہ نعمت ”واذ کففت بنی اسرائیل“ یاد کرانی جارہی  
ہے۔ یعنی اے مسیح وہ وقت یاد کرو۔ جب تم پر مصائب کے بادل گھر آئے تھے اور نواب کی  
اندھیریاں چھا رہی تھیں۔ زمین کا ذرہ ذرہ تمہارا دشمن ہو رہا تھا اور پتہ پتہ تمہیں گھیرے ہوئے تھا  
اور بشریت تم پر غالب آ چکی تھی۔ مگر تم آزمائش میں میزان عمل پر پورے اترے تھے۔ وہ تمہارے  
امتحان کا وقت تھا اور جب تم معیار صداقت پر پورے اترے تو ہم نے تمہیں سکینے بخشی اور روح  
القدس سے تمہاری مدد کی اور کفار کو تم سے روک دیا اور وعدے کے مطابق تمہیں آسمان پر اٹھالیا۔

اب اگر بفرض محال مرزائی عقائد کو مان لیا جائے تو جناب مسیح یہ کہنے میں کیا حق بجانب  
نہ ہوں گے کہ مولا یہ بھی کوئی احسان ہے جو یوں جتلا یا جا رہا ہے۔ کیا میرے منہ پہ طمانچہ نہیں  
پڑے۔ کیا میرے بدن پر بیدوں کی مشق نہیں ہوئی۔ کیا میرے ساتھ استہزاء نہیں کیا گیا۔ کیا  
صلیب پر مجھے نہیں چڑھایا گیا۔ کیا میرے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء میں کیلیں ٹھونک ٹھونک کر  
چھلنی نہیں کر دیا گیا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ رات کے اندھیرے میں زلزلہ اور اندھیری کی وجہ  
سے میں جب کہ مردوں سے بدتر ہو چکا تھا اور غش نے انہیں دھوکہ دیا۔ وہ مجھے مردہ سمجھے اور  
صلیب سے مجھ کو اتار گئے۔ مگر میں حقیقتاً نہ مرا تھا گو مرنے سے بدتر تھا۔ چپکے چپکے رات کی تاریکی  
میں خون میں لت پت زخموں سے لاچار درد سے بیقرار نہ چلنے کی ہمت نہ ٹھہرنے کا حوصلہ چوروں  
کی طرح کرتا پڑتا جان کے خوف سے بھاگا مگر جاتا کہاں میرے لئے کوئی پناہ کی جگہ ہی نہ تھی۔ گرتا  
پڑتا نہایت درد و کرب میں جان پر کھیل کر دھوبی گھاٹ پہنچا اور ایک حواری کے گھر پناہ لی تو یہ بھی نہ  
کر سکا کہ وہ جس کے ہاتھ سے مادر زاد کوڑھی اچھے اور اندھے سو جھماکے اور مردے زندہ ہوا کرتے  
تھے اس کے اپنے زخموں کو آہ جب کہ اس کی اپنی حالت قابل رحم تھی۔ رحم کھاتا اور اچھا کر دیتا مگر تو

رحیم ہی نہیں۔ اس بیکی کے عالم میں جب کہ بھوکا و نادار  
سکت نہ تھی اور جب کہ میری جیب درہم و دینار سے خالی  
لئے بھیک مانگوں اور مرہم تیار کروں آہ مدتوں میرے  
پوچھا کہ بھوکا ہے یا پیاسا اور قصور کیا تھا کہ تیرا نام کیوں بلند  
طعن اغیار ہے رسوائی سے

کیا تیرے نام پہ مرنے کا  
اور نعمت کیسی یہ بھی اچھی نعمت ہوئی کہ مجھ کو  
کرتے رہے اسی کا شکر یہ کروں وہ تیرے وعدے کیا ہو  
کس چیز کا مجھے احسان جتلاتا ہے اور کون سے شکر یہ  
الزامی جواب ہے اللہ معاف کرے۔ نہ تو یہ مسیح علیہ السلام  
وہ اللہ کے رسول صاحب کتاب نبی، دنیا اور آخرت میں  
دنیا کے بادشاہ جو خدا کے ادنیٰ فقیر ہیں وہ تو  
کی جگہ دیں۔ ان کے لباس و طعام کا خیال رکھیں۔ مگر وہ  
اپنے مقربین کی یوں رسوائی و رویا ہی کراتے ہوئے  
و مصیبت کے پہاڑ ان پر گر گئیں اور وہ دیکھتا رہے اور  
شہنشاہی دنیا کے بادشاہ تو مقرب لوگوں سے جدا ہونا چاہتے  
بتا دے اس کو اپنے پاس لے جانے کو بھی قادر نہ ہوا اور  
عجیب خدا کی ہوئی اور اچھا حکم الحاکمین ہے کہ لوگوں کی  
ڈکار تک نہ لے۔ اللہ معاف کرے یہ سب لغویات  
علیہ السلام کو ”ومن المعقربین“ کہا اور قرب  
دجال قادیان کی تصریحات ملاحظہ کریں۔

(نزدول المسیح ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۸ ص ۵۲۹) م  
اس نعمت کو اوہام باطلہ میں چھپانا چاہتا ہے۔ یہ بعد اللہ  
علیہ السلام پہ برس رہا تھا۔ وہاں رحمت اللعالمین پر بھی  
”دیکھو! آنحضرت ﷺ سے بھی عصمت

مجھے رسوائیوں اور پھبتیوں کا ڈر نہیں مالک  
تیری توحید پر کچھ حرف غیر آئے نہ اے مالک  
بشارت تھی تیری مولا میرے حق میں وجاہت کی  
کروں کیسے زبان سے شکر جو جو بھی عنایت کی

ارغ ہوئے تو ارشاد باری ہوا "یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی  
ای کفرو" یعنی اے عیسیٰ میں تم کو اپنے قبضہ میں لے لوں گا اور اپنی طرف  
سے ہلکی تمہیں پاک کر دوں گا۔

ع کے ایفاء میں یہ نعمت "واذ کففت بنی اسرائیل" یاد کرانی جارہی  
وقت یاد کرو۔ جب تم پر مصائب کے بادل گھر آئے تھے اور نواب کی  
زمین کا ذرہ ذرہ تمہارا دشمن ہو رہا تھا اور پتہ پتہ تمہیں گھیرے ہوئے تھا  
چکی تھی۔ مگر تم آزمائش میں میزان عمل پر پورے اترے تھے۔ وہ تمہارے  
جب تم معیار صداقت پر پورے اترے تو ہم نے تمہیں سکیت بخشی اور روح  
اور کفار کو تم سے روک دیا اور وعدے کے مطابق تمہیں آسمان پر اٹھالیا۔

بحال مرزائی عقائد کو مان لیا جائے تو جناب مسیح یہ کہنے میں کیا حق بجانب  
کوئی احسان ہے جو یوں جتلیا جا رہا ہے۔ کیا میرے منہ پہ طمانچہ نہیں  
پر بیدوں کی مشق نہیں ہوئی۔ کیا میرے ساتھ استہزاء نہیں کیا گیا۔ کیا  
مایا کیا گیا۔ کیا میرے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء میں کلیں ٹھونک ٹھونک کر  
تفان کی بات ہے کہ رات کے اندھیرے میں زلزلہ اور اندھیری کی وجہ  
سے بدتر ہو چکا تھا اور غش نے انہیں دھوکہ دیا۔ وہ مجھے مردہ سمجھے اور  
مگر میں حقیقتاً نہ مرا تھا گو مرنے سے بدتر تھا۔ چپکے چپکے رات کی تاریکی  
میں سے لاچار درود سے بیقرار نہ چلنے کی ہمت نہ ٹھہرنے کا حوصلہ چوروں  
کے خوف سے بھاگتا تھا کہاں میرے لئے کوئی پناہ کی جگہ ہی نہ تھی۔ گرتا  
جان پر کھیل کر دھوبی گھاٹ پہنچا اور ایک حواری کے گھر پناہ لی تو یہ بھی نہ  
میرے مایوسہ اور زاد کوڑھی اچھے اور اندھے سوچا کے اور مردے زندہ ہوا کرتے  
آہ جب کہ اس کی اپنی حالت قابل رحم تھی۔ رحم کھاتا اور اچھا کر دیتا مگر تو

رحیم ہی نہیں۔ اس بیکسی کے عالم میں جب کہ بھوکا و نادار تھا اور جب کہ میرے وجود میں بالکل  
سکت نہ تھی اور جب کہ میری جیب درہم و دینار سے خالی تھی۔ مجھے مجبور کرایا کہ اپنے زخموں کے  
لئے بھیک مانگوں اور مرہم تیار کروں آہ مدتوں میرے زخم رستے رہے اور میں کراہتا رہا تو نے نہ  
پوچھا کہ بھوکا ہے یا پیاسا اور قصور کیا تھا کہ تیرا نام کیوں بلند کیا۔

طعن اغیار ہے رسوائی ہے ناداری ہے  
کیا تیرے نام پہ مرنے کا عوض خواری ہے

اور نعمت کیسی یہ بھی اچھی نعمت ہوئی کہ مجھ کو دنیا کے کروڑہا یہود و نصاریٰ العنقی خیال  
کرتے رہے اسی کا شکر یہ کروں وہ تیرے وعدے کیا ہوئے جب کہ تو ایفاء عہد ہی نہیں جانتا۔ اب  
کس چیز کا مجھے احسان جلتا ہے اور کون سے شکرے کا طالب ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک گو یہ  
الزامی جواب ہے اللہ معاف کرے۔ نہ تو یہ مسیح علیہ السلام نے کہا اور نہ ہی وہ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ  
وہ اللہ کے رسول صاحب کتاب نبی، دنیا اور آخرت میں مرجع والے اور خدا کے مقرب ہیں۔

دنیا کے بادشاہ جو خدا کے ادنیٰ فقیر ہیں وہ تو اپنے مقربین کو اپنے تخت کے پاس عزت  
کی جگہ دیں۔ ان کے لباس و طعام کا خیال رکھیں۔ مگر وہ احکم الحاکمین جو سب سے بڑا شہنشاہ ہے وہ  
اپنے مقربین کی یوں رسوائی و رو سیاہی کراتے ہوئے تختہ دار پر کھینچو اے۔ طرح طرح سے دکھ  
و مصیبت کے پہاڑ ان پر گر گئے اور وہ دیکھتا رہے اور کچھ نہ کر سکے۔ چھا خدا ہے اور اچھی اس کی  
شہنشاہی دنیا کے بادشاہ تو مقرب لوگوں سے جدا ہونا پسند نہ کریں۔ مگر وہ ستار جہاں جس کو مقرب  
بناوے اس کو اپنے پاس لے جانے کو بھی قادر نہ ہو اور کھلانے کو نان جو جس بھی مہیا نہ کر سکے۔ یہ  
عجیب خدائی ہوئی اور اچھا احکم الحاکمین ہے کہ لوگوں کی وعدہ خلافی پر سرزنش کرے اور اپنے وعدہ کا  
ڈکار تک نہ لے۔ اللہ معاف کرے یہ سب لغویات الزامی جواب ہیں جو بیان ہوئے اس نے مسیح  
علیہ السلام کو "ومن المقربین" کہا اور قرب دینے کے لئے اپنے قریب لے گیا۔ اب ذرا  
دجال قادیان کی تصریحات ملاحظہ کریں۔

(نزل المسح ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۸ ص ۵۲۹) مرزا قادیانی اس آیت پر یوں اعتراض کرتا ہوا  
اس نعمت کو ادھام باطلہ میں چھپانا چاہتا ہے۔ یہ عدد اللہ نہیں چاہتا کہ کوئی وعدہ الہی سچا ہو۔ جہاں مسیح  
علیہ السلام پہ برس رہا تھا۔ وہاں رحمت اللعالمین پر بھی اپنی کم گنجی اور جہالت کا ثبوت دے گیا۔  
"دیکھو! آنحضرت ﷺ سے بھی عصمت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ حالانکہ احد کی لڑائی میں

آنحضرت ﷺ کو سخت زخم پہنچے تھے اور یہ حادثہ وعدہ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا۔ (یعنی یہ وعدہ الہی بھی سچا نہ ہوا تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک!) اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فرمایا تھا ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک“ یعنی یاد کروہ زمانہ جب بنی اسرائیل کو قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ میں نے تجھ سے دیا۔..... حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا۔ لیکن خدا نے آخر جان بچا دی۔ پس یہی معنی اذکففت کے ہیں۔ جیسا کہ واللہ یعصمک من الناس کے ہیں۔“

مرزا قادیانی کی تیس ماریاں دیکھو تو شیطان کی آنت سے زیادہ لمبی ہوتی ہیں اور ختم ہونے کو نہیں آتیں۔ سچ ہے جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔ انگریزی میں ایک مثال ہے کہ بھوکے والا کتا کا شتا نہیں۔ جنہیں قرآنی معارف آتے ہوں وہ تاریخ سے بے بہرہ نہیں ہوتے۔ نبوت کے دعویدار کو جھوٹ کا مرتکب ہونا ایسا ہے جیسا کہ خدا کی توحید میں اس کے ہم عصر ماننا۔ انبیاء اور جھوٹ بولیں۔ وہ کوئی پنجابی نبی ہوگا۔ تو یہ! یہ تو نبوت کے نام کی تذلیل ہے اور اسی لئے لعنت اللہ علی الکاذبین کہا گیا ہے۔ اب مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ یتیم مکہ فدائے امی واپی کو بھی عصمت کا وعدہ دیا گیا تھا اور وہ گویا جھوٹا ہوا۔ کیونکہ وعدہ الہی کے بعد حضور ﷺ کو جنگ احد میں سخت زخم آئے۔ سبحان اللہ! یہ ہے آپ کی قرآن دانی اور تاریخ کے تو گویا آپ حافظ ہیں۔ جنگ احد شوال سن ۳ ہجری میں ہوئی اور سورۃ المائدہ سن ۵ ہجری سے لے کر سن ۷ ہجری تک اتری۔ اب ایمان سے کہتے کہ جو وعدہ ۲ سال بعد میں ہوا اس کی ایفاء کے ۲ سال پہلے ہونے چاہئے تھی؟ تف ہے اس عقل پر اور عصم اور کف کو ہم معنی قرار دینا یہ آپ کے مبلغ علم کی روتی ہوئی مردہ تصویر ہے۔ کیوں صاحب واقعہ کو ہونے ہی نہ دینا اور ہو کر جان سے بچالینا ایک ہی چیز ہے۔ ہرگز نہیں عصم کے معنی ہیں جان سے بچا دینا اور کف کے معنی ہیں واقعہ ہی کو ہونے نہ دینا۔ مثال کے طور پر سمجھئے۔

زید سے عصم کا وعدہ ہے وہ بکر سے لڑتا ہے۔ زخم آتے ہیں مگر جان سے مارا نہیں جاتا۔ عمر سے کف کا وعدہ ہے مرزا قادیانی عمر کا سخت دشمن ہے۔ وہ اسے قتل کرانا چاہتا ہے۔ مگر قادر ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کو موقع ہی نہیں ملتا۔ وہ کبھی ایک دوسرے کے مقابل ہی نہیں آتے۔

میرے خیال میں کسی مرزائی کے پیٹ میں دجل کے چوہے نہ دوڑنے لگیں۔ اس لئے جنگ احد کی تاریخ پر اسلامی اور مرزائی دستخط کرائے دیتا ہوں:

”غزوہ نبی افار کے زمانہ میں یہ آیت واللہ یعصمک من الناس سفر میں نازل

ہوئی تھی اور اس قول کے بیان کرنے والے ہیں۔“

اور دوسرا نمبر مرزا قادیانی۔

تفسیر بیان القرآن زیر آیت ”واللہ یعصمک من الناس“ (ماکدہ) میں غور کرنے۔ سورۃ کے اکثر حصے کا نزول پانچویں اور

اب بڑے مرزا قادیانی کی

”آنحضرت ﷺ چند صحابہ

جب آیت واللہ یعصمک من الناس اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہ پنجابی نبی کے لاڈلے غلام

تحت خلافت پر براجمان ہیں اور جو

داہنے بازو موڑ میں بٹھا کر قادیان

رہیں اور مضاحیہ مضامین نکلتے رہے

جادھیکے۔ وہاں آپ نے ایک لمبی

ہوئے کہا:

”رسول کریم نے دعویٰ

کہ آپ کو قتل کریں مگر آپ بچ گئے

یہاں ایک اور بھی مزہ

نے تمام انبیاء کے خطابات رحمانیہ

دیکھا کیسے جاتا ڈاکہ زنی میں بھلا

چوری کئے وہاں جتا بہ صدیقہ کے

مرزا قادیانی گھر سے نکلتے ہیں تو

جوتی اور زنانہ شلوار پوچھا جاتا ہے

نہیں رہا۔ بچہ ہے اور کیا کروں

زخم پہنچے تھے اور یہ حادثہ وعدہ عصمت کے بعد ظہور میں آیا تھا۔ (یعنی یہ وعدہ  
نعود باللہ من ذالک!) اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فرمایا تھا  
ی اسرائیل عنک "یعنی یاد کرو وہ زمانہ جب بنی اسرائیل کو قتل کا ارادہ رکھتے  
ہوئے تھے۔ حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا  
بان بچادی۔ پس یہی معنی انکشف کے ہیں۔ جیسا کہ واللہ یعصمک من

نی کی تیس ماریاں دیکھو تو شیطان کی آنت سے زیادہ لمبی ہوتی ہیں اور ختم  
ہے جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔ انگریزی میں ایک مثال ہے کہ بھوکنے  
میں قرآنی معارف آتے ہوں وہ تاریخ سے بے بہرہ نہیں ہوتے۔ نبوت  
میں مرکب ہونا ایسا ہے جیسا کہ خدا کی توحید میں اس کے ہم عصر ماننا۔ انبیاء اور  
پنجابی نبی ہو گا۔ تو یہ تو نبوت کے نام کی تذلیل ہے اور اسی لئے لعنت اللہ  
اب مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ یتیم مکہ فداہ امی و ابی کو بھی عصمت کا وعدہ دیا  
ہوا۔ کیونکہ وعدہ الہی کے بعد حضور ﷺ کو جنگ احد میں سخت زخم آئے۔  
لی قرآن دانی اور تاریخ کے تو گویا آپ حافظ ہیں۔ جنگ احد شوال سن  
۵ ہجری سے لے کر سن ۷ ہجری تک اتری۔ اب ایمان سے  
میں ہوا اس کی ایفاء کے ۲ سال پہلے ہونے چاہئے تھی؟ تف ہے اس  
ہم معنی قرار دینا یہ آپ کے مبلغ علم کی روتی ہوئی مردہ تصویر ہے۔ کیوں  
نہ دینا اور ہو کر جان سے بچا لینا ایک ہی چیز ہے۔ ہرگز نہیں عصم کے معنی  
س کے معنی ہیں واقعہ ہی کو ہونے نہ دینا۔ مثال کے طور پر سمجھئے۔

کا وعدہ ہے وہ بکر سے لڑتا ہے۔ زخم آتے ہیں مگر جان سے مارا نہیں  
ہے مرزا قادیانی عمر کا سخت دشمن ہے۔ وہ اسے قتل کرانا چاہتا ہے۔ مگر قادر  
ہی نہیں ملتا۔ وہ کبھی ایک دوسرے کے مقابل ہی نہیں آتے۔

کسی مرزائی کے پیٹ میں دجل کے چوہے نہ دوڑنے لگیں۔ اس لئے  
در مرزائی دستخط کرائے دیتا ہوں:

کے زمانہ میں یہ آیت واللہ یعصمک من الناس سفر میں نازل

ہوئی تھی اور اس قول کے بیان کرنے والے جناب امام جلال الدین سیوطی ہیں جو عند المرزائیہ مفسر  
ہیں۔“

اور دوسرا نمبر مرزا قادیانی کے روحانی بیٹے پادری محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور اپنی  
تفسیر بیان القرآن زیر آیت "واللہ یعصمک من الناس" لکھتے ہیں۔ "ان مضامین پر جن کا  
ذکر اس سورۃ (ماندہ) میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور یہی رائے اکثر محققین کی بھی ہے کہ اس  
سورۃ کے اکثر حصے کا نزول پانچویں اور ساتویں سال ہجری کے درمیان ہے۔"

(بیان القرآن محمد علی)

اب بڑے مرزا قادیانی کی بھی سنئے:

"آحضرت ﷺ چند صحابی کو برعایت ظاہر حفاظت کے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ پھر  
جب آیت واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو آحضرت نے سب کو رخصت کر دیا کہ  
اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔" (اخبار الحکم ۲۳ اگست ۱۸۹۹ء ص ۲)

پنجابی نبی کے لاڈلے خلیفے مرزا آنجنابی کے بیٹے مرزا محمود جو اس وقت قادیان کے  
تحت خلافت پر براجمان ہیں اور جو پچھلے دنوں سیسل ہوٹل لاہور سے مس روفو ٹاؤن حیدر کو اپنے  
داسنے باز و موٹر میں بٹھا کر قادیان لے بھاگے تھے اور جس پر مدتوں اخباروں میں خوش گویاں ہوتی  
رہیں اور مضامین مضامین نکلتے رہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے باوا کے الہام سنانے کو لاکل پور  
جا دھمکے۔ وہاں آپ نے ایک لمبی چوڑی اونچی نیچی تقریر کے دوران میں آبا کی ہموائی کرتے  
ہوئے کہا:

"رسول کریم نے دعویٰ کیا واللہ یعصمک من الناس مکہ والوں نے سارا زور لگایا  
کہ آپ کو قتل کریں مگر آپ بچ گئے۔" (اخبار الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۳۳ء)

یہاں ایک اور بھی مزے کی چیز پیش کر دوں تمہارے مرزا تو وہ پہلوان نبی ہیں جنہوں  
نے تمام انبیاء کے خطابات رحمانیہ کو دن دھاڑے ڈاکہ ڈالا اور یہ نہ دیکھا کہ مذکر ہیں یا مونث اور  
دیکھا کیسے جاتا ڈاکہ زنی میں بھلا تمیز کہاں رہتی ہے۔ مرزا قادیانی نے جہاں انبیاء عظام کے الہام  
چوری کئے وہاں جنابہ صدیقہ کے انعاموں پہ بھی ہاتھ صاف کیا۔ اب دیکھئے! چوری یوں کھلی کہ  
مرزا قادیانی گھر سے نکلتے ہیں تو سر پہ عمامہ منہ پہ نورانی داڑھی ہاتھ میں عصا مگر پاؤں میں زنانہ  
جوتی اور زنانہ شلووار پوچھا جاتا ہے۔ اچی حضرت! یہ کیا تو فرماتے ہیں میں مریم ہوں اور اب حیض  
نہیں رہا۔ بچہ ہے اور کیا کروں دروزہ کھجور کے تنے کو دس ماہ حاملہ رہنے کے بعد لئے جاتی ہے۔

بھلا اس کا جواب کون دے سکتا ہے اور کس کو طاقت ہے کہ نبیوں کے پہلوان کو جواب دے۔ ہاں صاحب آخر نبی جو ہوئے اب یہی الہام واللہ یعصمک من الناس آپ کہتے ہیں کہ مابعد دولت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی کو بھی ہوا ہے۔ (انجام آقہم ص ۶۰، خزائن ج ۱ ص ۲۰)

رسول اکرم ﷺ پر تو اعتراض کرنے سے آپ نہ رکے۔ چاہئے وہ جہالت کی وجہ سے ہی تھا۔ یعنی الہام دو سال بعد ہوا اور واقعہ کے دو سال پہلے پر چسپاں ہو رہا ہے۔ جیسا کہ وہ آپ کی دو بکریاں (شہادتان تذبذبان وکل من علیہا فان الہام مرزا قادیانی) یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ کہیں حقیقہ ہوگا نہیں صاحب، ایک بکرا آسمانی خسر اور دوسرا غریب رقیب مرزا ناکح محمدی بیگم منکوحہ آسمانی جب یہ الہام یہاں ٹھیک نہ بیٹھا تو جو دوسرے کا بل میں تبلیغ کو گئے تھے وہاں مرتد قرار دیتے ہوئے قتل کئے گئے۔ تو نبوت کی باسی کڑا ہی میں ابال آیا اور یہ نشانہ بھی معقول سمجھا۔ اس لئے جھٹ یہ الہام سنا دیا گیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا اجماعی حضرت! دوبارہ ہے ارشاد ہوا جکتے ہو کبے جاؤ۔

اب ایمان سے کہتے ٹوپی سر کی اور زبردستی پنہائی جاتی ہے پاؤں میں کیا یہ ہی قادیانی نبوت ہے۔ قبلہ مولانا ظفر علی خاں صاحب مدظلہ نے کیا خوب کہا۔

بزدلی ہے نبوت قادیاں کی  
براہی ہے خلافت قادیاں کی  
ہیں احمق جس قدر ہندوستان میں  
ہے آباد ان سے جنت قادیاں کی

اب ایمان سے کہتے کہ مرزا قادیانی کو الہام واللہ یعصمک من الناس کے بعد کس قدر مصائب برداشت کرنے پڑے۔ سارا سارا دن عدالتوں میں کھڑے رہے۔ پانی پینے کی اجازت نہ تھی۔ جہاں جاتے دنیا اینٹ پتھروں سے خوش آمدید کرتی باہر نکلتے تو ایک جم غفیر ساتھ ہوتی اور شکار کا دھوکہ ہوتا۔

پس یہ ثابت ہو گیا کہ جو وعدہ مسیح علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کیا تھا یعنی میں تمہیں لے لوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا وہ کما حقہ پورا ہوا۔ کیونکہ یہودنا مسعود کو خدا نے روکے رکھا ورنہ عیسیٰ علیہ السلام کی گرفت پر قادر نہ ہو سکے۔ سو یہ آیت ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک“ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب یہود مسیح علیہ السلام پر قادر ہی نہ ہو سکے تو وہ کس طرح صلیب دے سکتے ہیں یا طمانچے یا استہزاء کر سکتے ہیں، اور ایک نقطہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ اگر

برس کی عمر میں یہود کے سامنے ایسے حکیمانہ دلائل رہ گئے اور سامعین عیش عیش کرنے لگے۔ یوں تو السلام بلکہ بعض مومنین کی بھی تائید ہوتی ہے۔ جبریل سے ہوا کو خاص قسم کی فطری مناسبت اور بیان فرمایا گیا۔ ”تلك الرسل فضلنا بعبء بعضهم درجت و اتینا عیسیٰ ابن مریم (بقدرہ: ۲۵۳)“

روح القدس کی مثال عالم ارواح میں (بجلی) کا خزانہ جس وقت اس خزانہ کا مدبر معین (بجلی) کا اثر پہنچاتا ہے ان کا کنکشن درست کر دیتا ہے۔ گھومنے لگتی ہیں۔ اگر کسی مریض پر بجلی کا عمل کر کے اعصاب میں بجلی کے پہنچنے سے حس و حرکت پیدا کی زبان بالکل بند ہوگئی ہو۔ قوت کہربائیہ کے بعض عالی ڈاکٹروں نے تو یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ یہ ہے۔ (دائرة المعارف فریدہ جری) جب اس عالم ارواح کی کہربائیہ میں جس کا خزانہ روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی کا تعلق کے ماتحت رکھا۔ جس کا اثر کھلے ہوئے غلبہ رہا ہوا۔ ان کا روح اللہ سے ملقب ہونا چھین جوانی حیات کے قابل کا بعد خاک تیار کر لیتا اس مریضوں کی حیاۃ کو باذن اللہ بدون توسط اسباب لاشہ میں باذن اللہ دوبارہ روح حیات کو واپس لے کر میں ملا کر آپ کا آسمان پر اٹھالیا جانا اور آپ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب آثار اسی تعلق خصوص۔ نوعیت و اصول سے آپ کے اور روح القدس امتیازی معاملات خدا کے ہوتے ہیں۔ ان۔

سے سکتا ہے اور کس کو طاقت ہے کہ نبیوں کے پہلوان کو جواب دے۔ ہاں  
اب یہی الہام واللہ یعصمک من الناس آپ کہتے ہیں کہ مابعدیت  
یا کو بھی ہوا ہے۔ (انجام آقلم ص ۶۰، خزائن ج ۱ ص ۲۰)

پھر تو اعتراض کرنے سے آپ نہ رکے۔ چاہئے وہ جہالت کی وجہ سے  
بعد ہوا اور واقعہ کے دو سال پہلے پر چسپاں ہو رہا ہے۔ جیسا کہ وہ آپ  
ن تذبحان وکل من علیہا فان الہام مرزا قادیانی (یعنی دو بکریاں  
حقیقہ ہوگا نہیں صاحب، ایک بکرا آسانی خسر اور دوسرا غریب رقیب مرزا  
انی جب یہ الہام یہاں ٹھیک نہ بیٹھا تو جو دو مرید کامل میں تبلیغ کو گئے تھے  
نے قتل کئے گئے۔ تو نبوت کی باسی کڑاہی میں اہال آیا اور یہ نشانہ بھی  
مٹ یہ الہام سنا دیا گیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا اسی حضرت ادو بارہ ہے

سے کہنے ٹوپی سر کی اور زبردستی پہنائی جاتی ہے پاؤں میں کیا یہ ہی قادیانی  
علی خاں صاحب مدظلہ نے کیا خوب کہا۔

مزدوری ہے نبوت قادیاں کی  
مدازی ہے خلافت قادیاں کی  
یہیں احمق جس قدر ہندوستان میں  
ہے آباد ان سے جنت قادیاں کی

سے کہنے کہ مرزا قادیانی کو الہام واللہ یعصمک من الناس کے بعد کس  
نے پڑے۔ سارا سارا دن عدالتوں میں کھڑے رہے۔ پانی پینے کی  
تے دنیا اینٹ پتھروں سے خوش آمدید کرتی باہر نکلتے تو ایک جم غفیر ساتھ

ہو گیا کہ جو وعدہ مسیح علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کیا تھا یعنی میں تمہیں  
ٹھاؤں گا وہ کما حقہ پورا ہوا۔ کیونکہ یہودنا مسعود کو خدا نے روکے رکھا اور وہ  
پر قادر نہ ہو سکے۔ سو یہ آیت ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک“  
ہے کہ جب یہود مسیح علیہ السلام پر قادر ہی نہ ہو سکے تو وہ کس طرح صلیب  
استہزاء کر سکتے ہیں، اور ایک نقطہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ اگر

برس کی عمر میں یہود کے سامنے ایسے حکیمانہ دلائل و براہین بیان فرمائیں کہ تمام علماء عاجز و مبہوت  
رہ گئے اور سامعین عیش و عشرت کرنے لگے۔ یوں تو روح القدس سے حسب مراتب سب انبیاء علیہم  
السلام بلکہ بعض مؤمنین کی بھی تائید ہوتی ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا وجود ہی فتح  
جبریل سے ہوا کو خاص قسم کی فطری مناسبت اور تائید حاصل ہے۔ جسے تفصیل انبیاء کے صدر میں  
بیان فرمایا گیا۔ ”تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع  
بعضهم درجت واتینا عیسیٰ ابن مریم البینات وایدناہ بروح القدس  
(بقوہ: ۲۵۳)“

روح القدس کی مثال عالم ارواح میں ایسی سمجھو جیسے عالم مادیات میں قوت کبریا  
(بجلی) کا خزانہ جس وقت اس خزانہ کا مدیر معین اصول کے موافق کرنٹ چھوڑتا اور جن اشیاء میں  
بجلی کا اثر پہنچاتا ہے ان کا کنکشن درست کر دیتا ہے تو فوراً خاموش اور ساکن مشین بڑے زور شور سے  
گھومنے لگتی ہیں۔ اگر کسی مریض پر بجلی کا عمل کیا گیا تو مثلاً اعضاء اور بے حس ہو جانے والے  
اعصاب میں بجلی کے پہنچنے سے حس و حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسے بیمار حلق میں جن  
کی زبان بالکل بند ہو گئی ہو۔ قوت کبریا سے قوت کو باری واپس کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ  
بعض عالی ڈاکٹروں نے تو یہ دعویٰ کر دیا ہے کہ ہر قسم کی بیماری کا علاج قوت کبریا سے کیا جاسکتا  
ہے۔ (دائرة المعارف فریدہ جری) جب اس معمولی مادی کبریا سے حال یہ ہے تو اندازہ کر لو کہ  
عالم ارواح کی کبریا سے جس کا خزانہ روح القدس ہے۔ کیا کچھ طاقت ہوگی۔ حق تعالیٰ نے  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی کا تعلق روح القدس سے کسی ایسی خاص نوعیت اور اصول  
کے ماتحت رکھا۔ جس کا اثر کھلے ہوئے غلبہ روحیت تجرد اور مخصوص آثار حیات کی شکل میں ظاہر  
ہوا۔ ان کا روح اللہ سے ملقب ہونا بچپن جوانی اور کھولت میں یکساں کلام کرنا خدا کے حکم سے قافیہ  
حیات کے قابل کا بعد خاکی تیار کر لینا اس میں باذن اللہ روح حیات پھونکنا مایوس العلاج  
مریضوں کی حیاۃ کو باذن اللہ بدون توسط اسباب عادیہ کے کارآمد اور بے عیب بنانا حتیٰ کہ مردہ  
لاش میں باذن اللہ دوبارہ روح حیات کو واپس لے آنا۔ بنی اسرائیل کے ناپاک منصوبوں کو خاک  
میں ملا کر آپ کا آسان پر اٹھا لیا جانا اور آپ کی حیات طیبہ پر اس قدر طول عمر کا کوئی اثر نہ ہونا  
وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب آثار اسی تعلق خصوص سے پیدا ہوئے ہیں۔ جو رب العزت نے کسی مخصوص  
نوعیت و اصول سے آپ کے اور روح القدس کے مابین قائم فرمایا ہے۔ ہر پیغمبر کے ساتھ کچھ  
امتیازی معاملات خدا کے ہوتے ہیں۔ ان کے علل و اسرار کا احاطہ اسی علام الغیوب کو ہے۔ ان ہی



امتیازات کو علماء کی اصطلاح میں فضائل جزئیہ کہتے ہیں۔ ایسی چیزوں سے کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ الوہیت ثابت ہو۔ ”واذ تخلق من الطین“ میں خلق کا لفظ محض صوری اور حسی لحاظ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ خالق حقیقی احسن الخالقین کے سوا کوئی نہیں۔ اسی لئے باذنی کا بار بار بار اعادہ کیا گیا اور آل عمران میں حضرت مسیح کی زبان سے باذن اللہ کی تکرار کر لی گئی۔ بہر حال جو خوارق ان آیات میں اور ان سے پہلے آل عمران میں حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب ہوئے ہیں۔ ان کا انکار یا تحریف صرف اسی لحد کا کام ہو سکتا ہے۔ جو آیات اللہ کو عقل شخص کے تابع کرنا چاہئے۔ باقی جو لوگ قانون قدرت کا نام لے کر معجزات و خوارق کا انکار کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا جواب ہم نے ایک مستقل مضمون میں دیا ہے۔ ان کے مطالع سے انشاء اللہ تمام شکوک کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ معجزات اور فوق العادات تصرفات کو جادو کہنے لگے اور انجام کار حضرت مسیح کے قتل کے درپے ہوئے۔ حق تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے حضرت مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اس طرح یہود کو ان کے ناپاک مقصد میں کامیاب ہونے سے روک دیا گیا۔ کر سکتا ہے اس لئے کہا کہ آپ کی رعایت اور دعاء سے ہمارے لئے بطور خرق عادت نہ معلوم ایسا کرے یا نہ کرے۔ یعنی آسمان کی طرف سے بے محنت روزی پہنچ جایا کرے۔ یہ ضرور نہیں کہ وہ خوان جنت کا ہی ہو۔ یعنی ایماندار بندہ کو لازم نہیں کہ ایسی غیر معمولی فرمائش کر کے خدا کو آزمائے۔ خواہ اس کی طرف سے کتنی ہی مہربانی کا اظہار ہو۔ روزی انہی ذرائع سے طلب کرنا چاہئے۔ جو قدرت نے اس کی تحصیل کے لئے مقرر فرمادیئے ہیں۔ بندہ جب خدا سے ڈر کر تقویٰ اختیار کرے اور اسی پر ایمان و اعتماد رکھے تو حق تعالیٰ ایسی جگہ سے اسے رزق پہنچائے گا جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ ”ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب (طلاق)“ یعنی آزمائے کو نہیں مانگتے بلکہ برکت کی امید پر مانگتے ہیں کہ غیب سے روزی ملتی رہے بے محنت، تا اطمینان قلب اور دلجمعی سے عبادت میں لگے رہیں اور آپ نے جو غیبی خبریں نعماء جنت وغیرہ کے متعلق دی ہیں۔ ایک چھوٹا سا نمونہ دیکھ کر ان کا بھی یقین کامل ہو جائے اور ایک غیبی شاہد کے طور پر ہم اس کی گواہی دیں۔ جس سے معجزہ ہمیشہ مشہور رہے۔ بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم خدا کے لئے تیس دن کے روزے رکھ کر جو کچھ طلب کرو گے وہ دیا جائے گا۔ حواریں نے روزے رکھ لئے اور ماندہ طلب کیا۔ ”ونعلم ان قد صدقنا“ سے یہی مراد ہے۔ یعنی وہ دن جس میں ماندہ آسمانی نازل ہوا ہمارے اگلے پچھلے لوگوں میں عید ہو جائے کہ ہماری قوم ہمیشہ اس دن کو بطور تہوار منایا کرے۔ اس تقریر کے موافق ”تکون لنا عیداً“ کا

اطلاق ہوا۔ جیسا کہ ”الیوم اکملہ“ ہے۔ ”انکم تقرؤن آیۃ لوفزلہ“ کا مطلب اس کے یوم نزول کو عید بنانا ماندہ کے عید ہونے کو قیاس کر لو۔ کہ ہے۔ جیسے مسلمانوں کے یہاں جمعہ بدون تعجب و کسب روزی عطاء کر۔ ناظرین (سورۃ المائدہ) دیوبندی نور اللہ مرقدہ کی زبان فی حضرت مولانا قبلہ شبیر احمد صاحب بخوبی روشن ہو چکا ہے کہ ان آیات کا ہے۔ جن کی تفصیل سورۃ آل عمران کافی ہے کہ وہ کیا کیا احسان تھے۔ پہلا احسا

اس وقت فرمائی جب کہ تم ماں کی قطعاً محروم تھے۔

دوسرا احسا

باتوں کے علاوہ توریت و انجیل سکھاتیر احسا

بنانا اور ان میں میرے حکم سے رد کرنا سے اچھا کرنا۔ مردوں کو میرے چوتھا احسا

صلیب دینا چاہتے تھے اور میں۔

ہو سکے۔

ان آیات کریمہ سے

گستاخیاں کرنا یا طمانچے لگانا یا ہاتھ

لگا کر طرح کر سکتے تھے۔ جب کہ

ح میں فضائل جزئیہ کہتے ہیں۔ ایسی چیزوں سے کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہو۔ ”واذ تخلق من الطین“ میں خلق کا لفظ محض صوری اور حسی ہے۔ ورنہ خالق حقیقی احسن الخالقین کے سوا کوئی نہیں۔ اسی لئے ہاذنی کا بار تانا میں حضرت مسیح کی زبان سے ہاذن اللہ کی تکرار کر لی گئی۔ بہر حال جو ان سے پہلے آل عمران میں حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ جو آیات اللہ کو عقل شخصی کے تابع قرار دیتے ہیں۔ ان کو قدرت کا نام لے کر معجزات و خوارق کا انکار کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں مضمون میں دیا ہے۔ ان کے مطالع سے انشاء اللہ تمام شکوک کا ازالہ ہوگا۔ العادت تصرفات کو جادو کہنے لگے اور انجام کار حضرت مسیح کے قتل کے لئے اپنے لطف و کرم سے حضرت مسیح کو آسمان پر اٹھالیا۔ اس طرح یہود کو کامیاب ہونے سے روک دیا گیا۔ کر سکتا ہے اس لئے کہا کہ آپ کی طرف سے لئے بطور خرق عادت نہ معلوم ایسا کرے یا نہ کرے۔ یعنی آسمان کی پہنچ جایا کرے۔ یہ ضرور نہیں کہ وہ خوان جنت کا ہی ہو۔ یعنی ایماندار معمولی فرمائش کر کے خدا کو آزمائے۔ خواہ اس کی طرف سے کتنی ہی انہی ذرائع سے طلب کرنا چاہئے۔ جو قدرت نے اس کی تحصیل کے لئے جب خدا سے ڈر کر تقویٰ اختیار کرے اور اسی پر ایمان و اعتماد رکھے تو رزق پہنچائے گا جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔ ”ومن یتق اللہ یزقہ من حیث لا یحتسب (طلاق)“ یعنی آزمائے کو نہیں مانگتے ہیں کہ غیب سے روزی ملتی رہے بے محنت، تا اطمینان قلب اور دلجمعی اور آپ نے جو غیبی خبریں نعماء جنت وغیرہ کے متعلق دی ہیں۔ ایک بھی یقین کامل ہو جائے اور ایک غیبی شاہد کے طور پر ہم اس کی گواہی شہور رہے۔ بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے لئے تیس دن کے روزے رکھ کر جو کچھ طلب کرو گے وہ دیا جائے گا۔ اور مائدہ طلب کیا۔ ”ونعلم ان قد صدقتنا“ سے یہی مراد مائدہ آسمانی نازل ہوا ہمارے اگلے پچھلے لوگوں میں عید ہو جائے کہ درہوار مٹایا کرے۔ اس تقریر کے موافق ”تکون لنا عیداً“ کا

اطلاق ہوا۔ جیسا کہ ”الیوم اکملت لکم دینکم“ کے متعلق بخاری میں یہود کا یہ مقولہ نقل کیا ہے۔ ”انکم تقرؤن آية لوزلت فینا لا تخذناہا عیداً“ جس طرح آیت کو عید بنانے کا مطلب اس کے یوم نزول کو عید بنانا ہے۔ ”کما ہوا مصرح فی روایات الآخر“ اسی پر مائدہ کے عید ہونے کو قیاس کر لو۔ کہتے ہیں کہ وہ خوان اتر اوار کو جو نصاریٰ کے یہاں ہفتہ کی عید ہے۔ جیسے مسلمانوں کے یہاں جمعہ۔ یعنی حیرت قدرت کی اور میری صداقت کی نشانی ہو۔ یعنی بدون تعجب و کسب روزی عطاء کرے۔ آپ کو یہاں کیا کی ہے اور کیا مشکل ہے۔“

ناظرین (سورۃ المائدہ رکوع: ۱۳) کا ترجمہ حضرت شیخ الہند قبلہ مولانا محمود حسن دیوبندی نور اللہ مرقدہ کی زبان فیض ترجمان کا آپ کے سامنے ہے اور فوائد عمدۃ المفسرین حضرت مولانا قبلہ شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی کے آپ کے سامنے ہیں۔ جن سے آپ کو یہ بخوبی روشن ہو چکا ہے کہ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے احسان جناب کلمتہ اللہ کو یاد کر رہا ہے۔ جن کی تفصیل سورۃ آل عمران میں نقل گذر چکی ہے۔ یہاں صرف اس قدر ہی عرض کر دینا کافی ہے کہ وہ کیا کیا احسان تھے۔

۱..... پہلا احسان کہ فرمایا یہ جبرائیل امین یعنی روح القدس سے تمہاری مدد اس وقت فرمائی جب کہ تم ماں کی گود میں شیر خواری کی حالت میں تھے اور قدرت گویائی سے قطعاً محروم تھے۔

۲..... دوسرا احسان یہ فرمایا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے ہم نے تم کو کتاب و حکمت کی باتوں کے علاوہ توریت و انجیل سکھائی۔

۳..... تیسرا احسان یہ فرمایا کہ تم کو وہ معجزات نادرہ عطاء کئے۔ مثلاً منیٰ سے پرند بنانا اور ان میں میرے حکم سے روح پھونک کر پرواز کرانا مادر زاد اندھوں اور کوڑھوں کا میرے حکم سے اچھا کرنا۔ مردوں کو میرے حکم سے زندہ کرنا وغیرہ۔

۴..... چوتھا احسان یہ فرمایا اور یاد کرو وہ وقت جب یہود نامسعود تم کو پکڑنا اور صلیب دینا چاہتے تھے اور میں نے دو ٹوک ان کو روک دیا تھا۔ یعنی وہ تمہاری گرفت پر قادر ہی نہ ہو سکے۔

ان آیات کریمہ سے یہ روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہود پلید کا جناب مسیح کی شان میں گستاخیاں کرنا یا طمانچے لگانا یا ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں ٹھونکن تو درکنار وہ ہاتھ تک نہیں لگا سکے اور لگا کس طرح سکتے تھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ دے رکھا تھا کہ اے عیسیٰ میں تم کو اپنے قبضہ میں

لے لوں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا اور یہود پلید سے تمہیں پاک کر دوں گا۔ جیسا کہ فرقان حمید شاہد ہے۔ ”یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیٰ مطہرک من الذین کفروا“ ان واقعات کی موجودگی میں ان حالات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ جناب مسیح صلیب پر تو ضرور چڑھائے گئے مگر مرے نہیں۔ ڈھٹائی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے الفاظ و مطہرک یعنی میں تمہیں یہود سے پاک کر دوں گا۔ فرمائیے جناب اگر وہ جناب کلمۃ اللہ کو دار پر کھینچ دیں تو وعدہ الہی کیا سچا رہتا ہے؟ ہرگز نہیں اور اس آیت کی تائید ”واذ کففت بنی اسرائیل کو تم سے روک دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ تو بطور انعام و احسان واقعہ مکر یہود کی یاد تازہ دلاتے ہوئے اپنی مہربانیوں کا تذکرہ کریں کہ وہ مشکل ترین نازک وقت یاد کرو جب یہود تمہیں صلیب دینے کو قتل گئے تھے اور انہوں نے اپنی خفیہ تدبیر کو عملی جامہ پہناتے ہوئے تمہیں زیر حراست کر لیا تھا۔ اس مشکل دشمن موقع پر ہم نے ”ان وعد اللہ حق“ اپنے وعدے کو سچا فرماتے ہوئے تمہیں یہود پلید سے پاک کیا۔ یعنی اپنی طرف اٹھا لیا۔ جیسا کہ وعدہ تھا اور جس کی بشارت تمہارے اعجازی قلم کے وقت کرائی تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم شاہد ہے ”وجعلنسی مبارکاً اینما کننت“ ارشاد ہوتا ہے کہہ دے اے عیسیٰ میں برکت دیا گیا ہوں۔ جہاں بھی رہوں اب اگر تمہیں یہود پلید پکڑ لیتے اور بید زنی کرتے یا طمانچے لگاتے یا استہزاء کرتے اور بالآخر دار پر کھینچ کر ہاتھوں اور پاؤں وغیرہ میں کیلیں ٹھونکتے تو جہاں ہمارے اور بہت سے وعدوں پر جو تمہارے بچاؤ اور بزرگی کے متعلق تھے حرف آتا۔ وہاں یہ وعدہ بھی مورد طعن بنتا۔ اس لئے ہم نے اپنے وعدے کو سچا فرماتے ہوئے اپنے الفاظ کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے تمہیں برکت دی اور جیسا کہ وعدہ کے الفاظ جلد وفا کے معنی تھے اپنی طرف اٹھا لیا۔

ناظرین کرام! اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کف کے الفاظ قرآن کریم میں اور کہاں کہاں آئے ہیں اور وہاں کیا معانی و مفہوم لیا گیا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ مواقع پیش کروں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ کف کے معنی لغت عرب اور عام عربی بول چال یا محاورے میں کیا ہیں۔ کف کے معنی ہیں باز گردانید یعنی روکے رکھنا، کلام مجید میں یہ لفظ پانچ چھ مواقع پر استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

..... ”عسی اللہ ان یکف بأس الذین کفروا واللہ اشد باسا

(نساء: ۸۴)“

.....۲ ”فان لم  
(نساء: ۹۱)“

.....۳ ”یا ایہا الیہ  
ییسطوا لیکم ایدہم فکف اید  
یاد کرو جو اس نے تم پر کی۔ جب کفار  
روکے رکھے۔“

.....۴ ”وہوال  
(فتح: ۲۴)“

.....۵ ”الم تر  
(نساء: ۷۷)“

تارکین کرام! قرآنی  
بغور ملاحظہ فرمائیں۔ تمام آیات  
کف کے معنی روکے رکھنا ہی کے  
ہی موقع پر استعمال ہوا ہے۔ مثال  
واقعات اس قدر طوالت پکڑ گئے  
کہا جاسکتا تھا کہ اس میں فریقین  
جس کا مقصد سوائے قصاص قاصد  
مدینہ علیہ السلام نے ایک عام عہد لیا جو  
کے فضل و حکمت سے ایک معاہدہ  
عروج کا پیش خیمہ تھا۔ بوساطت  
نے قریش کی طرف سے حق سنا  
اکرم ﷺ سے واپسی کے موقع  
اول ص ۲۳۲ پر علامہ شبلی نعمانی م  
”عروۃ نے رسول  
نے اس کے دل پر ایک عجیب  
دیکھے ہیں۔ یہ عقیدت اور وار

شمالوں گا اور یہود پلید سے تمہیں پاک کر دوں گا۔ جیسا کہ فرقان حمید انسی متوفیک ورافعک الیٰ مطہرک من الذین کفروا“ ان حالات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ جناب مسیح صلیب پر تو ضرور ل۔ ڈھٹائی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے یعنی میں تمہیں یہود سے پاک کر دوں گا۔ فرمایئے جناب اگر وہ جناب وعدہ الہی کیا سچا رہتا ہے؟ ہرگز نہیں اور اس آیت کی تائید ”واذ کففت ک“ ارشاد ہوتا ہے۔ اے مسیح ہماری اس نعمت کو یاد کرو۔ جب ہم نے بنی یا تھا۔ اللہ تعالیٰ تو بطور انعام واحسان واقعہ مکر یہود کی یاد تازہ دلاتے کرہ کریں کہ وہ مشکل ترین نازک وقت یاد کرو جب یہود تمہیں صلیب ہوں نے اپنی خفیہ تدبیر کو عملی جامہ پہناتے ہوئے تمہیں زیر حراست کر لیا۔ پر ہم نے ”ان وعد اللہ حق“ اپنے وعدے کو سچا فرماتے ہوئے کیا۔ یعنی اپنی طرف اٹھالیا۔ جیسا کہ وعدہ تھا اور جس کی بشارت وقت کرائی تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم شاہد ہے ”وجعلنی مبارکاً“ ہے کہہ دے اے عیسیٰ میں برکت دیا گیا ہوں۔ جہاں بھی رہوں اب اگر اور بید زنی کرتے یا طمانچے لگاتے یا استہزاء کرتے اور ہلا خردار پر کھینچ رہے میں کیلیں ٹھونکتے تو جہاں ہمارے اور بہت سے وعدوں پر جو تمہارے تھے حرف آتا۔ وہاں یہ وعدہ بھی مورد طعن بنتا۔ اس لئے ہم نے اپنے اپنے الفاظ کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے تمہیں برکت دی اور روفا کے متمنی تھے اپنی طرف اٹھالیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کف کے الفاظ قرآن کریم میں اور کہاں کہاں فی و مفہوم لیا گیا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ مواقع پیش کروں یہ بتا دینا چاہتا عرب اور عام عربی بول چال یا محاورے میں کیا ہیں۔

ن ہیں باز گردانید یعنی رو کے رکھنا، کلام مجید میں یہ لفظ پانچ چھ مواقع پر

یا نہیں۔

عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا واللہ اشد باسا

۲..... ”فان لم يعتزلوكم ويلقوا اليكم السلم ويكفوا ايديهم“ (نساء: ۹۱)

۳..... ”يا ايها الذین آمنوا ذکر وانعمة اللہ علیکم اذہم قوما ان یبسطوا الیکم ایدہم فکف ایدہم عنکم (مائدہ: ۱۱)“ ”اے مسلمانوں تم اللہ کی نعمت یاد کرو جو اس نے تم پر کی۔ جب کفار نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو ہم نے ان کے ہاتھ تم سے روک رکھے۔“

۴..... ”وهو الذی کف ایدیہم عنکم وایدیکم عنہم ببطن مکة“ (فتح: ۲۴)

۵..... ”الم ترا الی الذین قبلہم کفوا ایدیہم واقیمو الصلوة“ (نساء: ۷۷)

قارئین کرام! قرآنی آیات و تراجم آپ کے سامنے ہیں۔ ان کے سیاق و سباق کو بخور ملاحظہ فرمائیں۔ تمام آیات ہماری مؤید و مدد ہیں اور بالاتفاق اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کف کے معنی روکے رکھنا ہی کے ہیں اور یہ کف کا لفظ عموماً احسانات باری تعالیٰ کے جتلانے کے ہی موقعہ پر استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور پر صلح حدیبیہ کے واقعہ کو ہی لے لیجئے۔ جس میں بظاہر واقعات اس قدر طوالت پکڑ گئے تھے کہ ایک نہایت مہلک جنگ کے آثار دکھائی دیتے تھے اور نہیں کہا جاسکتا تھا کہ اس میں فریقین کے کتنے ہزار جوان کام آئیں گے۔ اس جنگ کے اہتمام میں جس کا مقصد سوائے قصاص قاصد (جناب عثمان جامع القرآن) کے اور کچھ نہ تھا۔ حضور انور سرکار مدینہ ﷺ نے ایک عام عہد لیا جو بیعتہ الرضوان کے نام سے مشہور ہے اور جس میں ہلا خرا اللہ تعالیٰ کے فضل و حکمت سے ایک معاہدہ جو بظاہر مسلمانوں کے لئے مفید نہ تھا۔ مگر بہ باطن اسلام کے عروج کا پیش خیمہ تھا۔ بواسطت سہیل بن عمرو کیل قریش مرتب ہوا اور جس میں کئی ایک سفیروں نے قریش کی طرف سے حق سفارت ادا کیا۔ جن میں سے عروہ کا وہ خطاب جو اس نے حضور اکرم ﷺ سے واپسی کے موقعہ پر اپنی قوم یا اہل مکہ کو سنایا وہ قابل قدر ہے اور جسے سیرۃ النبی جلد اول ص ۲۳۲ پر علامہ شبلی نعمانی مرحوم نور اللہ مرقدہ نے ان الفاظ میں ادا فرمایا۔

”عروہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کی حیرت انگیز عقیدت کا جو منظر دیکھا اس نے اس کے دل پر ایک عجیب اثر کیا قریش سے جا کر کہا میں نے قیصر و کسریٰ و نجاشی کے دربار دیکھے ہیں۔ یہ عقیدت اور وارفتگی کہیں نہیں دیکھی۔ محمد ﷺ بات کرتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے۔“

کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ وہ وضو کرتے ہیں تو پانی جو گرتا ہے اس پر خلقت ٹوٹ پڑتی ہے۔ بلغم یا تھوک گرتا ہے تو عقیدت کیش ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور چہرہ اور ہاتھوں پر مل لیتے ہیں۔

چنانچہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو احسان جتلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”ہو الذی کف ایديهم عنکم وایدیکم عنہم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیہم (فتح: ۲۴)“ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی وہی ہے جس نے مکہ میں ان لوگوں کا ہاتھ تم سے اور تمہارا ہاتھ ان سے روک دیا۔ بعد اس کے کہ تم کو ان پر قابو دے دیا تھا۔“

معاملہ نہایت صاف ہے اور اس پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت ہی نہیں کہ خدائے جبار نے یہودیوں کو دو ٹوک روک رکھا اور وہ جناب کلمۃ اللہ تک قطعاً نہ پہنچ سکے۔ جن لوگوں کو خدائے واحد پر پورا یقین اور بھروسہ ہے کہ وہ واللہ علی کل شیء قدیر ہے۔ ان کے لئے یہ جناب مسیح پر خدا کا احسان فرمانا زادۃ ایمان ہے۔ ہاں وہ بھی ہیں جو دنیا کو مغالطہ میں ڈال کر صراط مستقیم سے دور لے جانے کو سبائی سمجھتے ہوئے کہتے ہیں۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا  
منم محمد واحد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

اور قرآن دانی کی ڈیجک مارتے ہوئے اس کے حقائق و معارف پہ لاف زنی کرتے ہیں اب ذرا ان کی تفسیر بھی سن لیجئے۔

”اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا ”اذ کففت بنی اسرائیل عنک“ یعنی یاد کرو وہ زمانہ جب کہ بنی اسرائیل کو قتل کا ارادہ رکھتے تھے میں نے تجھ سے روک دیا۔ حالانکہ تو اتر قومی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ دیا تھا۔ لیکن خدائے آخربان بچادی۔ پس یہی معنی اس کففت کے ہیں۔“

(نزدول المسیح ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۸ ص ۵۲۹، غلام احمد قادیانی)

اب دجل میں ڈوبی ہوئی ایک اور تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ جو سابقہ بیانات ”انسی متوفیک“ کے تحت میں بیان ہوئی۔ اس میں اور اس پہلے بیان میں بہت سی باتیں ایسی ملیں گی جن میں تضاد و ابہام طے گا۔ مراقی نبی نے پوری ایک کتاب (مسح ہندوستان، خزائن ج ۱۵) میں صرف اسی دجل پر لکھی جس میں مسیح کی گرفتاری استہزاء وغیرہ سے لے کر مصلوب ہونے کے بعد

کے ہاتھ کے زخموں کی مرہم اور ان کے ہوئے اس کے آخر میں مسیح کا واقعہ صلیب درہ خیبر کی خاک چھانٹے ہوئے پنجاب میں چرسی کی حالت میں کشمیر جانا اور وہاں نام سے قبر میں دفن ہونا بیان کیا ہے۔ دیں گے ہم نبی ہیں اور نبی جھوٹ تھوڑا اعتبار نہ ہو تو نکانہ صاحب کے مہنت خطاب واہ گور جی مہاراج کیوں دے آریوں سے پوچھ لو کہ میرے حق میں تیری مہا گیتا میں لکھی ہے۔ یہ سب غائب ہونے کے متعلق لوگوں نے ثبوت مانگا کسی نے سوال کیا مرزا قادیانی ثبوت ہے اس کا جواب یہ دیا۔

”میرے پاس فارسی ہو۔“

الہام) ”خذوا التوحید خذوا اللہ اے فارس کے بیٹو) اس زمانے کا ہے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا۔ پھر کسی نے پوچھا جی حضرت فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے۔“

الحکم نعمتی رائیت خدیجتی دامادی اور فخر علونب جو دونوں ممالک عزت عطاء کی اور نیز بنی فاطمہ امہار نعمت کا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو وجہ سے ایک تو آبائی عزت تھی اور درد سادات کی دامادی کی طرف اس عاجز سے ہیں۔ میر درد کے خاندان سے تعلق

لمرہر کر نہیں دیکھ سکتا۔ وہ وضو کرتے ہیں تو پانی جو گرتا ہے اس پر خلقت  
گرتا ہے تو عقیدت کیش ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں اور چہرہ اور ہاتھوں پر مل

نہ پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو احسان جتلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”ہو  
سکتم وایدیکم عنہم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیہم  
کی ذات گرامی وہی ہے جس نے مکہ میں ان لوگوں کا ہاتھ تم سے اور تمہارا  
داس کے کہ تم کو ان پر قابو دے دیا تھا۔“

صاف ہے اور اس پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت ہی نہیں کہ خدائے  
ل روک رکھا اور وہ جناب کلمۃ اللہ تک قطعاً نہ پہنچ سکے۔ جن لوگوں کو  
اور محروسہ ہے کہ وہ واللہ علی کل شئی قدیر ہے۔ ان کے لئے یہ جناب مسیح  
عہ ایماننا ہے۔ ہاں وہ بھی ہیں جو دنیا کو مغالطہ میں ڈال کر صراط مستقیم  
سمجھتے ہوئے کہتے ہیں۔

م مسیح زمان و نم کلیم خدا  
م محمد احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تزیان القلوب ص ۳، خزائن ج ۵ ص ۱۳۳)

کی ڈیک مارتے ہوئے اس کے حقائق و معارف پہ لاف زنی کرتے  
سن لیجئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا ”اذ کففت بنی اسرائیل  
مانہ جب کہ بنی اسرائیل کو جو قتل کا ارادہ رکھتے تھے میں نے تجھ سے روک  
ثابت ہے کہ حضرت مسیح کو یہودیوں نے گرفتار کر لیا تھا اور صلیب پر کھینچ  
ان بچادی۔ پس یہی معنی اس کففت کے ہیں۔“

(نزدل آسج ص ۱۵۱، خزائن ج ۱۸ ص ۵۲۹، غلام احمد قادیانی)

ڈوبی ہوئی ایک اور تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ جو سابقہ بیانات ”انسی  
ما بیان ہوئی۔ اس میں اور اس پہلے بیان میں بہت سی باتیں ایسی ملیں گی  
گا۔ مراقی نبی نے پوری ایک کتاب (مسیح ہندوستان، خزائن ج ۱۵) میں  
میں مسیح کی گرفتاری استہزاء وغیرہ سے لے کر مصلوب ہونے کے بعد

کے ہاتھ کے زخموں کی مرہم اور ان کے لگانے میں خرافات و اہیہ میں فضول وقت ضائع کرتے  
ہوئے اس کے آخر میں مسیح کا واقعہ صلیب کے مقام سے چوری چوری بھاگنا افغانستان، نیپال،  
درہ خیبر کی خاک چھانٹتے ہوئے پنجاب میں آنا اور قادیان میں قضاے حاجت کرنا۔ پھر کس  
پہری کی حالت میں کشمیر جانا اور وہاں ۸۷ برس کی گنتی میں رہ کر محلہ خان یار میں یوز آسف کے  
نام سے قبر میں دفن ہونا بیان کیا ہے۔ مگر اس کا ثبوت مانگو تو ندرت اور زیادہ تنگ کر دے تو کہہ  
دیں گے ہم نبی ہیں اور نبی جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہیں۔ رام جانے ہم تو سچے رسول ہیں اور اگر  
اعتبار نہ ہو تو نکانہ صاحب کے مہنت سے پوچھ لیجئے۔ اگر ہم جھوٹے ہوتے تو بے سنگہ بہادر کا  
خطاب واہ گورجی مہاراج کیوں دیتے اور اگر زیادہ تسلی چاہتے ہو تو گوروکل کا نگری والے  
آریوں سے پوچھ لو کہ میرے حق میں کرشن بھگوان نے جو یہ کہا۔ آریوں کا بادشاہ ہے رودر گوپال  
تیری مہا گیتا میں لکھی ہے۔ یہ سب غلط تھوڑا ہی ہے۔ چنانچہ جب آپ سے بہت سی نسلوں کے  
ہونے کے متعلق لوگوں نے ثبوت مانگا تو آپ نے بڑے طعراق سے جواب دیا۔ ملاحظہ ہو۔

کسی نے سوال کیا مرزا قادیانی یہ تو کہتے کہ آپ کے پاس فارسی النسل ہونے کا کیا  
ثبوت ہے اس کا جواب یہ دیا۔

”میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الہی کے اور کچھ بھی ثبوت نہیں۔ لیکن یہ  
الہام“ (”خذو التوحید خذو التوحید یا ابناء الفارس“ یعنی تو حید کو پکڑو تو حید کو پکڑو  
اے فارس کے بیٹو) اس زمانے کا ہے کہ جب اس دعوے کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ یعنی آج سے  
بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھا ہے۔“ (تحفہ کوثر دیہ ص ۱۸، خزائن ج ۷ ص ۱۱۶)

پھر کسی نے پوچھا جی حضرت فاطمی النسل ہونے کے دلائل تو کہئے۔ جواب دیا ”اور نبی  
فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے۔“ الحمد للہ الذی جعل لکم الصہرو النسب اشکر  
نعمتی راہیت خدیجتی“ یعنی تمام حمد و تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے تمہیں فخر  
دامادی اور فخر علونب جو دونوں مماثل اور مشابہ ہیں عطاء فرمایا۔ یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی  
عزت عطاء کی اور نیز بنی فاطمہ امہات میں سے پیدا کر کے تمہارے نسب کو عزت بخشی اور میری  
نعت کا شکر کر کے تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ (شاید یہ خدا کی لڑکی کا نام ہے نعوذ باللہ!) بنی اسحاق کی  
وجہ سے ایک تو آبائی عزت تھی اور دوسری بنی فاطمہ ہونے کی عزت اس کے ساتھ ملحق ہوئی اور  
سادات کی دامادی کی طرف اس عاجز کی بیوی کی طرف اشارہ ہے جو سیدہ سندی سادات دہلی میں  
سے ہیں۔ میر درد کے خاندان سے تعلق رکھنے والے اس فاطمی تعلق کی طرف اس کشف میں اشارہ



ہے۔ جو آج سے تیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کیا گیا۔ جس میں دیکھا تھا کہ حضرات پیغمبر سید الکونین، حسنین، فاطمہ الزہراء اور علیؑ عین بیداری میں آئے اور حضرت فاطمہؑ نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس خاکسار کا سراپا اپنی ران پر رکھ لیا اور عالم خاموشی میں ایک غمگین صورت بنا کر بیٹھے رہے۔ اسی روز سے مجھ کو اس خونی آمیزش کے تعلق پر یقین کلی ہوا۔  
 فالحمد لله على ذلك“  
 (تحدہ کو لڑویہ میں ۱۹، خزائن ج ۷ ص ۱۱۸)

کوئی اور مانے نہ مانے میں تو کشف کا قائل ہوں۔ ابھی پرسوں ہی کا واقعہ ہے کہ جناب مرزا قادیانی مسیح و مثیل عین بیداری میں تشریف لے آئے اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ان دونوں میں کچھ محبت تھی کچھ نفرت بھی معلوم ہوئی۔ اتفاق کی بات ہے کہ جس مکان میں ملاقات ہوئی وہ مکان خاکروبوں کا تھا۔ مرزا قادیانی اور وہ عورت ایک تخت چوب پر بیٹھ گئے اور میں نے محمدی کے نکاح کے متعلق کچھ بات چیت شروع کر دی۔ آپ بہت دیر ناکامی کا دکھ ازار و قطار روتے رہے۔ مجھے بھی آنسوؤں کی بارش دیکھ کر خیال ہوا کہ میں بھی ساتھ روؤں۔ مگر آنسو نہ آئے میں نے نظر بچا کر پانی کا چھینٹا منہ پدے لیا۔ وہ عورت قہقہہ زن ہوئی میں نے مرزا قادیانی کو توجہ دلائی آپ اس قدر دھکی ہیں اور رو رہے ہیں مگر یہ آپ کی ساتھ والی ماتم میں خوشی کر رہی ہے تو مرزا قادیانی برہم ہو کر بولے تم نہیں جانتے یہ کون ہے۔ یہ وہی (مجھے دی ماں یعنی آپ کی پہلی بیوی) ہے جس نے میرا ستیاناس کر دیا اور اس نکاح میں از حد مخالفت کی وہ بولی آپ نے بھی تو مجھے طلاق دی۔ میرے بچوں کو عاق کیا۔ آہ! میرا جواں مرگ بیٹا آپ کی اطاعت میں جب بیوی کو طلاق دے کر بیمار ہوا تو کوئی تیمارداری کرنے والا پاس نہ تھا۔ دوائی تو کیا بیچارے کو غذا نہ ملی اور سسک کر دم توڑا۔ آپ کی نبوت پہ تم کو کون آپ سے یہ بھی نہ ہو سکا اور تمہارا خون اس قدر سفید ہو گیا کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھ سکے۔ اس پر معاملہ بڑھ گیا اور نبوت ہاتھ پائی تک پہنچی۔ میں نے بہتیرا بیچ بچاؤ کیا۔ مگر لا حاصل لڑتے لڑتے وہ دونوں گڑھوں میں گر گئے۔ یہ دوا ایسے گڑھے تھے جن میں ایک گندگی (پاخانہ) پڑا تھا اور دوسرے میں جنگلی شہد۔ آہ! مرزا قادیانی کی بیوی گندگی میں گر گئی اور مقام شہد ہے مرزا قادیانی شہد میں گرے۔ مگر میری حیرت کی انتہاء جاتی رہی جب یہ دیکھا کہ وہی جوڑا جوا بھی لڑ جھکڑ رہا تھا ایسا مونٹس و نمکسار ہوا کہ ایک دوسرے کو زبان سے چاٹ کر صاف کرنے لگا۔ مجھ سے جاتے جاتے مرزا قادیانی نے اتنا کہا کہ محمدی میری ہے اور میں اس کا ہوں۔ فالحمد لله على ذلك!

یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو درمیان میں آ گئی۔ اب وہ مرزائی تفسیر ”واذ کففت بنی

اس وعدہ الہی کا ترجمہ اے عیسیٰ میں تجھ کو موت کو یہود سے پاک کروں گا جیسے کہ قرآنی الفاظ و مطہرک من الذین کفروا“ کے بڑھ جاتے ہیں وہ یہ کہ اس ترجمہ کے مطابق وعدے جھوٹے ہوتے ہیں وہاں یہ آیت اور یہودی کامیاب ہو گئے۔ اس کے علاوہ موت کا وعدہ دیا تھا۔ مگر مسیح زخمیوں کی وجہ سے تم کو موت دوں گا پورا نہ ہوا۔ وہ بیہوشی سے نہ بچ سکا۔ وہ بھی یہ سمجھا کہ مسیح مر گیا۔ مگر کے ساتھ دوسرا وعدہ میں تیری روح کو اٹھائیے کیسے اٹھائی جاسکتی ہے اور اس کے بعد تیرا ہوا۔ کیونکہ جب یہود نے من مانی باتیں حر وعدہ بھی جھوٹا ہوا، اس کے علاوہ مرزا قادیانی پہنچا اور ۸۷ برس کی زندگی غربت و کس پر خدا ہے جو ۸۷ برس پہلے وعدہ کر رہا ہے کہ ہی کیا اور اس مدت مدید کے بعد ایفاء یاد آ رہ گیا تھا۔ نہ اس کے پاس معجزات تھے نہ کھولت میں وعدہ الہی کے مطابق کلام کیا میں مسیح کا نام ظاہر کرتے ہوئے بھی کانپاؤ نہ کی کہ کشمیری زبان کو وہ نہ جانتا تھا اور معجزات تو وہ صلیب کے ڈر سے کنارہ کش لعنتی ہو جاتا ہے اور بھلا لعنتی کے پاس معجزا ہوا جو ”وجیہا فی الدنیا“ کا تھا۔ خدائی باطل ہوتی ہے اور یہ جو انسی متوفی ہیں۔ لغت کی کسی کتاب سے یا عام عربی مح علیہ السلام سے قطعاً منقول نہیں اور ہر جگہ

برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کیا گیا۔ جس میں دیکھا تھا کہ حضرات  
ن، فاطمہ الزہرا اور علی عین بیداری میں آئے اور حضرت فاطمہؓ نے کمال  
ن کے رنگ میں اس خاکسار کا سراپا اپنی ران پر رکھ لیا اور عالم خاموشی میں ایک  
ٹٹھے رہے۔ اسی روز سے مجھ کو اس خونی آمیزش کے تعلق پر یقین کلی ہوا۔  
ک“ (تحدہ گولڈ ویس ۱۹، ج ۱، ص ۱۱۸)

نے نہ مانے میں تو کشف کا قائل ہوں۔ ابھی برسوں ہی کا واقعہ ہے کہ  
وٹیل عین بیداری میں تشریف لے آئے اور ان کے ساتھ ایک عورت بھی  
ان دونوں میں کچھ محبت تھی کچھ نفرت بھی معلوم ہوئی۔ اتفاق کی بات ہے  
مات ہوئی وہ مکان خاکروہوں کا تھا۔ مرزا قادیانی اور وہ عورت ایک تخت  
نے محمدی کے نکاح کے متعلق کچھ بات چیت شروع کر دی۔ آپ بہت دیر  
روتے رہے۔ مجھے بھی آنسوؤں کی بارش دیکھ کر خیال ہوا کہ میں بھی ساتھ  
میں نے نظر بچا کر پانی کا چھینٹا منہ پدے لیا۔ وہ عورت قہقہہ زن ہوئی میں  
دلائی آپ اس قدر دہمی ہیں اور رو رہے ہیں مگر یہ آپ کی ساتھ والی ماتم  
مرزا قادیانی برہم ہو کر بولے تم نہیں جانتے یہ کون ہے۔ یہ وہی (مجھے دی ماں  
ہے جس نے میرا استیلا کر دیا اور اس نکاح میں از حد مخالفت کی وہ بولی  
قی دی۔ میرے بچوں کو عاق کیا۔ آہ! میرا جواں مرگ بیٹا آپ کی اطاعت  
وے کر پیار ہوا تو کوئی تیار داری کرنے والا پاس نہ تھا۔ دوائی تو کیا پچارے  
مردم توڑا۔ آپ کی نبوت پہ تھوٹوں آپ سے یہ بھی نہ ہو سکا اور تمہارا خون  
س کی نماز جنازہ نہ پڑھ سکے۔ اس پر معاملہ بڑھ گیا اور نوبت ہاتھ پائی تک  
نہ پچاؤ کیا۔ مگر لا حاصل لڑتے لڑتے وہ دونوں گڑھوں میں گر گئے۔ یہ دوا یسے  
یک گندگی (پاخاند) پڑا تھا اور دوسرے میں جنگلی شہد۔ آہ! مرزا قادیانی کی  
مقام شکر ہے مرزا قادیانی شہد میں گرے۔ مگر میری حیرت کی انتہاء جاتی  
ی جوڑا جوا بھی لڑ جھکڑ رہا تھا ایسا مونس و غمگسار ہوا کہ ایک دوسرے کو زبان  
نے لگا۔ مجھ سے جاتے جاتے مرزا قادیانی نے اتنا کہا کہ محمدی میری ہے  
الحمد لله على ذلك!

بات تھی جو درمیان میں آگئی۔ اب وہ مرزائی تفسیر ”واذ كففت بنی

اس وعدہ الہی کا ترجمہ اے عیسیٰ میں تجھ کو موت، دلوں کا اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تجھ  
کو یہود سے پاک کروں گا جیسے کہ قرآنی الفاظ ”یا عیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی  
ومطہرک من الذین کفروا“ کے کئے جائیں جو مرزا قادیانی کرتا ہے تو یہاں اور بھی اشکال  
بڑھ جاتے ہیں وہ یہ کہ اس ترجمہ کے مطابق اگر جناب مسیح مصلوب ہوں تو جہاں اور بہت سے  
وعدے جھوٹے ہوتے ہیں وہاں یہ آیت یہودی تائید کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جو یز میں ناکام رہا  
اور یہودی کامیاب ہو گئے۔ اس کے علاوہ مشکل یہ پڑتی ہے کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے  
موت کا وعدہ دیا تھا۔ مگر مسیح زخموں کی وجہ سے بیہوش ہو گیا اور پھانسی پر نہ مرا گویا کہ خدا کا یہ وعدہ کہ  
میں تم کو موت دلوں کا پورا نہ ہوا۔ وہ بیہوشی میں جہاں یہود کو دھوکہ دے گیا وہاں خدا بھی دھوکے  
سے نہ بچ سکا۔ وہ بھی یہ سمجھا کہ مسیح مر گیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ نہیں مرا بلکہ بیہوش ہو گیا۔ اب اس  
کے ساتھ دوسرا وعدہ میں تیری روح کو اٹھاؤں گا بھی جھوٹا ہوا۔ کیونکہ جب وہ مرا ہی نہیں تو روح  
کیسے اٹھائی جاسکتی ہے اور اس کے بعد تیسرا وعدہ یعنی میں تم کو یہود سے پاک کروں گا بھی جھوٹا  
ہوا۔ کیونکہ جب یہود نے من مانی باتیں حسب خواہش کر لیں اور اپنے مکر میں کامیاب ہوئے تو یہ  
وعدہ بھی جھوٹا ہوا، اس کے علاوہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ وہ بیچارا مارا مارا پھرتا رہا اور آخر بمشکل کشمیر  
پہنچا اور ۸۷ برس کی زندگی غربت و کس مہر سی میں بسر کرنے کے بعد محلہ خانیاں میں دفن ہوا۔ اچھا  
خدا ہے جو ۸۷ برس پہلے وعدہ کر رہا ہے کہ میں تمہیں موت دلوں کا اور وعدہ کر کے ۸۷ برس بھول  
ہی گیا اور اس مدت مدید کے بعد ایفاء یاد آئی۔ مگر افسوس اب مسیح مسیح نہ تھا نہ وہ صاحب کتاب نبی  
رہ گیا تھا۔ نہ اس کے پاس معجزات تھے نہ اس کے دوش گردن پر تبلیغ رسالت تھی۔ نہ ہی اس نے وہ  
کہولت میں وعدہ الہی کے مطابق کلام کیا۔ بلکہ وہ بیچارا تو صلیب سے اس قدر خائف ہوا کہ کشمیر  
میں مسیح کا نام ظاہر کرتے ہوئے بھی کانپا اور اپنا نام یوز آسف رکھ لیا اور تبلیغ رسالت شاید اس لئے  
نہ کی کہ کشمیری زبان کو وہ نہ جانتا تھا اور اہل کشمیر عبرانی زبان سے محض کورے تھے۔ باقی رہے  
معجزات تو وہ صلیب کے ڈر سے کنارہ کش ہو گئے۔ کیونکہ بقول مرزا جو صلیب پر چڑھایا جائے وہ  
لعنتی ہو جاتا ہے اور بھلا لعنتی کے پاس معجزات کہاں اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ بھی جھوٹا  
ہوا جو ”وجیہا فی الدنیا“ کا تھا۔ غرضیکہ ان خرافات و توہمات پہ اگر یقین کریں تو خدا کی  
خدا کی باطل ہوتی ہے اور یہ جو انسی متوفیک کے معنی طبعی موت قادیانی اصطلاح میں لئے جاتے  
ہیں۔ لغت کی کسی کتاب سے یا عام عربی محاورہ اور بول چال سے یا اقوال الرجال سے یا شارح  
علیہ السلام سے قطعاً منقول نہیں اور ہر جگہ ان معانی کی تحقیر و تذلیل ہی ہوتی ہے۔ اگر کوئی قادیانی

لغت کی کسی کتاب سے یہ معنی نکال دے تو علاوہ انعام کے ایک سو روپیہ چہرے شاہی نذرانہ لے مگر کسی میں ہمت بھی ہے؟

کس قدر ڈھٹائی اور بے ایمانی ہے کہ واقعہ کی نوعیت کو عدا سمجھنے کی کوشش کی بجائے اس پر ایک نہایت بھونڈے اور محسوس انداز میں دھول ڈال کر واقعات کو چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سچ ہے سوئے ہوئے کو تو چمکایا جاسکتا ہے مگر جاتے کو بھلا کون جگائے۔ حالانکہ یہ واقعہ ہی نہایت سادہ اور سیدھا ہے۔ اس میں کوئی ایچ پیچ یا بھول بھلیاں نہیں۔ یہود مسیح کے لئے قتل و صلیب کا حیلہ سوچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے وہ ان کی خفیہ تجویز کے مقابل نیک تدبیر بناتا ہے۔ وہ قتل کرنا چاہتے ہیں اور مشیت الہی اسے ایک دراز زمانہ کے لئے زندہ رکھنا چاہتی ہے۔ وہ اسے قتل و صلیب کے لئے گرفتار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے جبرائیل امین کے ذریعے مدد دیتا ہے اور آسمان پر اٹھا لیتا ہے اور مسیح کی شبیہ اس کے گرفتار کرنے والے سب سے زیادہ قصور وار اعدا اللہ پر جو مسیح کے لئے گڑھا کھود رہا تھا پہ ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ ”چاہ کندہ راجہ در پیش“ کے مصداق وہ اس میں خود گرتا ہوا مصلوب ہو جاتا ہے۔ اب یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ مسیح مصلوب ہو گیا۔ عیسائی یہودیوں سے یہی چیز اپنے عقیدہ میں داخل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسیح ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے پھانسی چڑھ گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی پرزور تردید کرتے ہیں اور اصل واقعہ یوں ہے۔ جیسا کہ فرقان حمید اس پر روشنی ڈالتا ہے۔

”تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات واتينا عيسى ابن مريم البينيت وايدناه بروح القدس (بقرہ: ۲۵۳)“ ”یہ سب رسول فضیلت دی ہم نے ان میں بعض کو بعض سے کوئی تو وہ ہے کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے اور بلند کئے بعضوں کے درجے اور دیے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت دی اس کو روح القدس یعنی جبرائیل سے۔“

چنانچہ مرزا قادیانی خود اقرار کرتے ہیں کہ ”یہودیوں نے حضرت مسیح کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رخ کروں گا۔“

(ازبعین نمبر ۳ ص ۸، خزائن ج ۷ ص ۳۹۴)

چنانچہ اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا کہ ہم نے مسیح کو روح القدس سے مدد دی۔ اب اگر کوئی سر پھر اخدائی خوار اس سے انکار کرے کہ جبرائیل نے مسیح کی کوئی مدد نہیں کی تو اس بد لگام کو باری تعالیٰ پر بھروسہ اور ایمان نہیں۔

شارح علیہ السلام کے وہ نیک  
مقابل احترام ہیں اور ”جن کے حق میں  
نہی۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۰۲) وہ تو یہ فرمائیں۔  
”جب یہود مسیح کو قتل کرنے کے  
لئے میں تجھے آسمان پر اٹھا لوں گا اور کفار یہود  
اب اس آیت کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیے۔  
”جب وہ شخص مسیح کو پکڑنے کے  
لئے مسیح کو بھیج کر مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا  
یہود نے اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا۔ تفسیر  
اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جتنا  
عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی  
”جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یا  
میری میں نے روح پاک سے۔“

خدا تو اس مدد کا احسان جتنا  
لوں گا اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا  
چھراں ہوں کہ مدد دینے کو جان لینے کے مترا  
خو خبریاں لے کر آتے ہیں اور تذکرہ بھی  
لوں گا۔ گویا یہود پلید کی تجویز کو کامیاب  
اللہ تعالیٰ جان سے مارنے کو بطور احسان  
عزرائیل کی ڈیوٹی ہے اور ایسے مقام پر وہی  
موجود واقعہ بھی سوائے صلیب دینے کے کوئی نہیں  
وہ قرآن کے سیاق و سباق سے یہی معلوم ہوا  
کہ اجماع امت میں چلا آتا ہے۔ ہاں شاید  
کو اللہ تعالیٰ کے نزول کا مقام قرار دیتا ہوا ہمارے  
قلام کاٹ کر قادر کو خدا بنا لیتا ہوا وجود جل پو

یہ معنی نکال دے تو علاوہ انعام کے ایک سو روپیہ چہرے شاہی نذرانہ لے ہے؟

دھٹائی اور بے ایمانی ہے کہ واقعہ کی نوعیت کو عمداً سمجھنے کی کوشش کی بجائے اور مہسنڈے انداز میں دھول ڈال کر واقعات کو چھپانے کی کوشش کی گئی ہوئے کو تو جگایا جاسکتا ہے مگر جاتے کو بھلا کون جگائے۔ حالانکہ یہ واقعہ حجاب ہے۔ اس میں کوئی ایچ بیج یا بھول بھلیاں نہیں۔ یہود مسیح کے لئے قتل ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے وہ ان کی خفیہ تجویز کے مقابل نیک تدبیر پاس ہے۔ اور مشیت الہی اسے ایک دراز زمانہ کے لئے زندہ رکھنا چاہتی ہے۔ اس کے لئے گرفتار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے جبرائیل امین کے ذریعے مدد عطا کرتا ہے اور مسیح کی شبیہ اس کے گرفتار کرنے والے سب سے زیادہ قصور وار لئے کڑھا کھود رہا تھا یہ ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ ”چاہ کندہ راجا در پیش“ کے گڑھا ہوا مصلوب ہو جاتا ہے۔ اب یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ مسیح مصلوب ہو گیا۔ یہی چیز اپنے عقیدہ میں داخل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسیح ہمارے گناہوں کی چڑھ گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی پرزور تردید کرتے ہیں اور اصل فرق ان جید اس پر روشنی ڈالتا ہے۔

رسول فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلم اللہ و رفع و اتینا عیسیٰ ابن مریم البینت و ایدناہ بروح القدس و سب رسول فضیلت دی ہم نے ان میں بعض کو بعض سے کوئی تو وہ ہے کہ کلام اللہ اور بلند کئے بعضوں کے درجے اور دیئے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو دی اس کو روح القدس یعنی جبرائیل سے۔

اقادیانی خود اقرار کرتے ہیں کہ ”یہودیوں نے حضرت مسیح کے لئے صلیب مسیح کو عمدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا۔“

(اربعین نمبر ۳۳ ص ۸، خزائن ج ۷ ص ۳۹۴)

اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا کہ ہم نے مسیح کو روح القدس سے مدد عطا کی اور اس سے انکار کرے کہ جبرائیل نے مسیح کی کوئی مدد نہیں کی تو اس پر مجرورہ اور ایمان نہیں۔

شارح علیہ السلام کے وہ نیک بخت و صاحب نصیب اصحابی جو عند المرزا نہایت معتبر اور قابل احترام ہیں اور ”جن کے حق میں قرآن کے سمجھنے اور حافظ کی دعاء سرکار مدینہ نے فرمائی۔“ (ازالہ ابہام ص ۱۰۲) وہ تو یہ فرمائیں۔

”جب یہود مسیح کو قتل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی کہ میں تجھے آسمان پر اٹھا لوں گا اور کفار یہودی کی محبت سے تمہیں پاک رکھوں گا۔“

اب اس آیت کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیں جس کے فاعل ابن عباسؓ ہیں۔

”جب وہ شخص مسیح کو پکڑنے کے لئے گیا تھا مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور اسی بد بخت یہودی کو مسیح کی شکل پر بنا دیا۔ پس یہود نے اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا۔ تفسیر معالم“ (نسائی وابن مردودہ ذکرہ فی السراج المنیر) اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جناب مسیح کو بطور احسان یہ فرمائے۔ ”اذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدنا بروح القدس“ جب کہے گا اللہ، اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یا دکر میرا احسان جو ہوا تجھ پر اور تیری ماں پر جب مدد کی تیری میں نے روح پاک سے۔

خدا تو اس مدد کا احسان جتلائے اور مرزا یہ ترجمہ کرے کہ اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ حیف ہے اس ترجمے پر اور افسوس ہے اس نظریے پر حیران ہوں کہ مدد دینے کو جان لینے کے مترادف کیونکر سمجھا گیا؟ اور روح القدس تو انبیاء کے پاس خوشخبریاں لے کر آتے ہیں اور تذکرہ بھی ایسا ہی ہے اور مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں تیری جان لوں گا۔ گویا یہود پلید کی تجویز کو کامیاب بناؤں گا۔ اگر مدد مرزائی عقائد کے مطابق ہوتی تو اللہ تعالیٰ جان سے مارنے کو بطور احسان کے یاد نہ دلاتے اور جان لینا جبرائیل کا کام نہیں وہ تو عزرائیل کی ڈیوٹی ہے اور ایسے مقام پر وہی آتا ہے۔ یہاں تو جبرائیل سے مدد دینے کا سوال ہے اور واقعہ بھی سوائے صلیب دینے کے کوئی نہیں اور یہ مدد کا دینا کسی اہم و کٹھن موقعہ کو متلاشی ہے اور وہ قرآن کے سیاق و سباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدد واقعہ صلیب کے وقت ہی ہوئی۔ جیسا کہ اجماع امت میں چلا آتا ہے۔ ہاں شاید کوئی اور واقعہ اس جھوٹے نبی کو بتایا گیا ہو جو دو ابہاری کو اللہ تعالیٰ کے نزول کا مقام قرار دیتا ہوا باری سے استدلال لیتا ہو، اور جو غلام قادر بڑے بھائی کا غلام کاٹ کر قادر کو خدا بنا لیتا ہو اور جو مدخل پور کی تعریف کرتا ہوا قاضی سے کادی اور کادی سے کدہ

اور کدہ سے کا دیان بنانے میں نہ شرمائے، اور جو بڑے انگریز سے الہام سنے اور اسے قطبی میں درج کرے، اور الہاموں کا ترجمہ آریوں سے کرائے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں ص ۴۸۰ پر وہ خود اقرار کرتا ہے۔ ”ایک دفعہ کی حالت یاد آئی کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا۔ ”آئی۔ لو۔ یو“ یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا ”آئی۔ ایم۔ ود۔ یو“ یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر الہام ہوا ”آئی۔ شیل۔ ہیلپ۔ یو“ یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا ”آئی۔ کین۔ ڈیٹ۔ آئی۔ ول۔ ڈو“ یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا ”وی۔ کین۔ وہٹ۔ وی۔ ول۔ ڈو“ یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔ ص ۴۸۴ یہ دو فقرے انگریزی میں الہام ہوئے۔ ”گاڈ۔ از۔ کمک۔ بائی۔ ہر۔ آری“ ”ہی۔ از۔ ڈو۔ یوٹو۔ کل۔ اینٹی“ یعنی خدا تعالیٰ دلائل اور براہین کا لشکر لے کر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے فقرات تھے جن میں سے کچھ قویاد ہیں اور کچھ بھول گئے۔“ (براہین احمدیہ ص ۴۸۴، خزائن ج ۱ ص ۵۷۶)

یہ بھی بتادوں کہ مرزا قادیانی کی وحی کا کون کا تب تھا اور کون مصدق ہوا کرتے تھے۔ ”ایک پنڈت کا بیٹا شام لال نامی جو ناگری اور فارسی دونوں میں لکھ سکتا تھا بطور روزنامہ نویس (کیا نبوت کی دوکان کھول رکھی تھی) کے نوکر رکھا ہوا تھا اور بعض امور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تھے اس کے ہاتھ سے وہ ناگری اور فارسی خط میں قبل از وقوع لکھائے جاتے تھے اور پھر شام لال مذکور کے اس پر دستخط کرائے جاتے تھے۔ چنانچہ پیش گوئی بھی بدستور اس سے لکھائی گئی اور اس وقت کئی آریوں کو بھی خبر دی گئی اور ابھی پانچ روز نہیں گزرے تھے جو پچتالیس روپیہ کا منی آرڈر جہلم سے آگیا۔۔۔۔۔ کچھ عرصہ گزرا کہ خواب میں دیکھا تھا کہ حیدر آباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اس میں کس قدر روپیہ دینے کا وعدہ لکھا ہے۔ یہ خواب بھی بدستور روزنامہ مذکورہ بالا میں اس ہندو کے ہاتھ سے لکھائی گئی اور کئی آریوں کو اطلاع دی گئی۔ پھر تھوڑے دنوں بعد حیدر آباد سے خط آیا اور نواب صاحب موصوف نے سو روپیہ بھیجا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک!“ (براہین احمدیہ ص ۴۷۸، خزائن ج ۱ ص ۵۶۹)

یہ ہیں پنجابی نبوت کے کارنامے جن پر دجال قادیان اترایا کرتا ہے۔ یہاں اسرار الہی کہاں یہاں رموز سرمدی کھلیں یہ ناممکن ہے یہ تو صاحب انگریزی پودا ہے جو سرکاری بنگلوں ہی کو

سب دیتا ہے۔ اسے اللہ والوں کی طرف  
حرم والوں سے  
وہاں قرآن اتر  
اب بڑے انگریز کے لب و  
کہ واذ ایذناہ بروح القدس کا کیا  
ٹاپاک مادے کا بنایا ہوا انسان کا رخا نہ  
قابلیت ہی نہیں رکھتا۔ اسی لئے یہ حکم  
تمہاری رفاقت کریں وہاں تک رہا کرو  
استفادہ حاصل کرو۔ معارف دقیقہ کا سمجھ  
سے نہیں عمل سے ہے۔ رموز الہی کا کماح  
پورے پورے قابض تھے۔ اسراریز داؤد  
کو خدا سے زیادہ عزیز نہ رکھے وہ کیا جا  
کی خواہیں دیکھتا اور مال داملاک کے کش  
ماکتا اور کوڑیوں کی زمین کو کیسیا بناتا ہوا  
لشکر کے نام پر ہزاروں اینٹ لے اور نہ  
کائے اور پھر الہام بھی کیسے گول مول نہ

- .....۱ چوہدری رستم علی
- .....۲ بستریش
- .....۳ انشاء اللہ
- .....۴ آج سے یہ شرم
- .....۵ افسوس صد افسوس
- .....۶ ایک دانہ کس کے
- .....۷ گورنر جنرل کی

- .....۸ اس کتے کا آخ
- .....۹ میں سوتے سو

میں نہ شرمائے، اور جو بڑے انگریز سے الہام سنے اور اسے قطبی میں  
تاریخہ آریوں سے کرائے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں ص ۳۸۰ پر وہ خود  
حالت یاد آئی کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا۔ ”آئی۔ لو۔ یو“ یعنی  
پھر یہ الہام ہوا ”آئی۔ ایم۔ دو۔ یو“ یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔  
ہیلپ۔ یو“ یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا ”آئی۔ کین۔  
نی“ میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس  
م ہوا ”وی۔ کین۔ وہٹ۔ وی۔ دل۔ ڈو“ یعنی ہم کر سکتے ہیں جو  
ب ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا  
ہے انگریزی میں الہام ہوئے۔ ”گاڈ۔ از۔ کمنگ۔ بائی۔ ہر۔ آری“  
”اٹھی“ یعنی خدا تعالیٰ دلائل اور براہین کا لشکر لے کر چلا آتا ہے وہ دشمن  
نے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے فقرات تھے  
اور کچھ بھول گئے۔“ (براہین احمدیہ ص ۳۸۴، خزائن ج ۱ ص ۵۷۶)

کہ مرزا قادیانی کی وحی کا کون کا تب تھا اور کون مصدق ہوا کرتے تھے۔  
لال نامی جو ناگری اور فارسی دونوں میں لکھ سکتا تھا بطور روزنامہ نویس  
ل رکھی تھی) کے نوکر رکھا ہوا تھا اور بعض امور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تھے اس  
رفارسی خط میں قبل از وقوع لکھائے جاتے تھے اور پھر شام لال مذکور کے  
چنانچہ پیش گوئی بھی بدستور اس سے لکھائی گئی اور اس وقت کئی  
ور بھی پانچ روز نہیں گزرے تھے جو پینتالیس روپیہ کا منی آرڈر جہلم سے  
کہ خواب میں دیکھا تھا کہ حیدر آباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی  
ور اس میں کس قدر روپیہ دینے کا وعدہ لکھا ہے۔ یہ خواب بھی بدستور  
اس ہندو کے ہاتھ سے لکھائی گئی اور کئی آریوں کو اطلاع دی گئی۔ پھر  
باد سے خط آیا اور نواب صاحب موصوف نے سو روپیہ بھیجا۔ فالحمد للہ  
(براہین احمدیہ ص ۳۷۸، خزائن ج ۱ ص ۵۶۹)

نبوت کے کارنامے جن پر دجال قادیان اترا کرتا ہے۔ یہاں اسرار الہی  
کھلیں یہ ناممکن ہے یہ تو صاحب انگریزی پودا ہے جو سرکاری جنگوں ہی کو

زیب دیتا ہے۔ اسے اللہ والوں کی طرف سے کیا کام۔ اکبر اللہ آبادی مرحوم کیا ٹھیک کہہ گئے۔

حرم والوں سے کیا نسبت بھلا اس قادیانی کو

وہاں قرآن اترا تھا یہاں انگریز اترے ہیں

اب بڑے انگریز کے لب و لہجہ کا عادی انسان، رموز الہی اور اسرار یزدانی کو کیا جانے  
کہ واذ ایدناہ بروح القدس کا کیا مطلب ہے۔ ڈیڑھ گھنٹہ کی اونڈھی کھوپڑی والا گندے اور  
ناپاک مادے کا بنایا ہوا انسان کا رخا نہ الوہیت کو کیا سمجھے اور کس برتے پہ سمجھے؟ جب کہ سمجھنے کی  
قابلیت ہی نہیں رکھتا۔ اسی لئے یہ حکم شارح علیہ السلام نے فرمایا کہ جہاں تک تمہارے دماغ  
تمہاری رفاقت کریں وہاں تک رہا کرو اور کوئی بات جو تمہاری سمجھ میں نہ آئے اہل ذکر و فکر سے  
استفادہ حاصل کرو۔ معارف دقیقہ کا سمجھنا قال سے نہیں حال سے ہے۔ ایمان کا مظاہرہ باتوں  
سے نہیں عمل سے ہے۔ رموز الہی کا کما حقہ وہی سمجھے جو پاک لوگ تھے اور جو خواہشات و نفسیات پر  
پورے پورے قابض تھے۔ اسرار یزدانی کو وہ جانے جو دنیا کے ٹکڑے مال و املاک اولاد، بیوی، جان  
کو خدا سے زیادہ عزیز نہ رکھے وہ کیا جانے جو منی آڈروں پر دستخط کرتا اور روپیہ سنبھالتا، زرو جواہر  
کی خواہش دیکھتا اور مال و املاک کے کشف بیان کرتا کہیں کتابوں کے نام پہ، تو کہیں تبلیغ کے کام پہ  
مانگتا اور کوڑیوں کی زمین کو کیسیا بناتا ہوا ہشتی مقبرہ کہہ دے اور جواہری قبر چاندی کی بیان کرے اور  
لنگر کے نام پر ہزاروں اینٹ لے اور نبوت کے نام کی تذلیل کرے اور الہامات کے نام پہ بے  
لگائے اور پھر الہام بھی کیسے گول مول نہ سر نہ پیر۔ الہی خیر، نمونہ ملاحظہ ہو۔

- ۱..... چوہدری رستم علی (البشری ج ۲ ص ۹۴، تذکرہ ص ۵۳۲)
- ۲..... بستر عیش (البشری ج ۲ ص ۸۸، تذکرہ ص ۳۹۹)
- ۳..... انشاء اللہ (البشری ج ۲ حصہ اول ص ۶۵، تذکرہ ص ۳۰۱)
- ۴..... آج سے یہ شرف دکھلائیں گے ہم (البشری ج ۲ ص ۶۸، تذکرہ ص ۴۰۷)
- ۵..... افسوس صد افسوس (البشری ج ۲ ص ۷۱، تذکرہ ص ۳۱۹)
- ۶..... ایک دانہ کس کس نے کھایا (البشری ج ۲ ص ۱۰۷، تذکرہ ص ۵۹۵)
- ۷..... گورنر جنرل کی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا (البشری ج ۲ ص ۵۷، تذکرہ ص ۳۳۲)
- ۸..... اس کتے کا آخری دم (رسالہ مکاشفات مرزا ص ۲۲، تذکرہ ص ۳۱۷)
- ۹..... میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا (البشری ج ۲ ص ۹۵، تذکرہ ص ۵۳۵)



۱۰..... فیرومین (ملفوظات ج ۶ ص ۱۳۰)

۱۱..... کیا عذاب کا معاملہ درست ہے۔ اگر درست ہے تو کس حد تک

(البشری ج ۲ ص ۹۷، ۹۸، ۹۹)

۱۲..... اس پر آفت پڑی اس پر آفت پڑی (مکاشفات ص ۴۱، تذکرہ ص ۵۵۵)

۱۳..... زندگیوں کا خاتمہ (البشری ج ۲ ص ۱۰۳، تذکرہ ص ۵۷۷)

۱۴..... ہم نے وہ جہاں چھوڑ دیا (البشری ج ۲ ص ۹۵، تذکرہ ص ۵۳۳)

یہ الہام ہیں یا گویا شتر۔ سبحان اللہ! اس برتے پہ نبوت ہو رہی ہے اور کلام مجید کے معارف کی ڈھنگیں ماری جاتی ہیں۔ سنو اور خوب غور سے سنو، نبوت تو اس پاکوں کے پاک اور خاصوں کے خاص پر ختم ہوئی اور جو بھی اس کے بعد دعویٰ کرے وہ جتنی وکاذب ہے، اور آیت ایدناہ بروح القدس کے معنی وہی ٹھیک ہیں جو حضور ﷺ نے سمجھے۔ صحابہ کبارؓ نے بیان کئے آئمہؑ نے دھرائے۔ حیات مسیح ایک ایسا اہم اور یقینی اعتقادی مسئلہ ہے جس پر اجماع امت ہے۔ کوئی نہیں جو اس کی تحقیر کرے اور ایمان نہ لائے اور پھر مسلمان کہلائے۔ تمام محدث، مفسر، اولیاء، اقطاب، ابدال، امام، مجدد، تابعین، تبع تابعین اس پر متفق ہیں۔ کوئی نہیں جو مسیح کو مردہ خیال کرے یا تاویلات باطلہ میں سرکار مدنی کی امت کو گمراہ کرے۔ مرزا قادیانی کا اپنا بیان ہے کہ یہ اجماعی عقیدہ ہے اور جو اس عقیدہ کو نہ مانے وہ پکا بے ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو:

”مسیح موعود (عیسیٰ ابن مریم) کے بارے میں جو حدیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو و بس۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیش گوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آئی ہے۔ گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیش گوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں۔ کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔ اگر نوح و باللہ یہ افتراء ہے تو اس افتراء کی مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی اور کیوں انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے اور کس مجبوری نے انہیں اس افتراء پر آمادہ کر لیا۔“ (شہادۃ القرآن ص ۸، خزائن ج ۶ ص ۳۰۴)

ان حقائق سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین سے آپ کی اعانت اور جیسا کہ معراج میں سرکار مدنی ﷺ کی فرمائی اور زندہ روح مع الجسم آسمان پر اٹھا لیا۔ ”سبحان الذی اسرئ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ“

مرزا کی یہاں اعتراض کیا کر۔ حالانکہ اسی رکوع میں جہاں اللہ تعالیٰ نے انجیل سکھانے کا بھی احسان جتلا یا۔ اگر احسان جتلا نا کیا معنی رکھتا ہے اور پھر سین بخاری کا یہ عقیدہ ہے، فلاں بزرگ کا یہ عقیدہ لئے ہیں۔ وگرنہ کوئی بھی اللہ کا بندہ ایسا نہیں اپنی تفسیر بیان القرآن زیر آیت ”وايدنا في روح القدس“ کے معنی انجیل ہیں۔ اس تردید کراتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

ہم جناب امام ابن جریر کی مہ پیش کرتے ہیں۔ بہترین تاویلات میں لیتے ہیں اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ السلام کو تائید دی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے انکر نعمتی عليك وعلى والدتك کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت جو ”ادایدتک بروح القدس“ والا انجیل ”مکرار بغیر معنی کے ہوا مراد ہو تو پھر انجیل کا لانا بے فائدہ۔ حال صاف معلوم ہوا کہ جو روح القدس سے یہ نیم یہودی اس مقام پر ذریعے انہیں سوائے آسمان کے اور کسی انبیاء کے پاس وہ آتے رہے۔ مگر انہیں انوکھا اور زوالہ مسئلہ ہے۔ جو عقل انسانی میں تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اب دوسرا وعدہ تھا کہ میں تمہیں صحبت یہودی بھائی پھیلے ہوئے تھے۔ پھر ان

(ملفوظات ج ۶ ص ۱۳۰)

کیا عذاب کا معاملہ درست ہے۔ اگر درست ہے تو کس حد تک

(البشری ج ۲ ص ۹۷، ۹۸، ۱۹۰)

اس پر آفت پڑی اس پر آفت پڑی (مکاشفات ص ۴۱، تذکرہ ص ۵۵۵)

(البشری ج ۲ ص ۱۰۳، تذکرہ ص ۵۷۷)

ہم نے وہ جہاں چھوڑ دیا (البشری ج ۲ ص ۹۵، تذکرہ ص ۵۳۳)

یوں یا گوزشتہ۔ سبحان اللہ! اس برے پہ نبوت ہو رہی ہے اور کلام مجید کے

دی جاتی ہیں۔ سنو اور خوب غور سے سنو، نبوت تو اس پاکوں کے پاک اور

شتم ہوئی اور جو بھی اس کے بعد دعویٰ کرے وہ جنتی و کاذب ہے، اور آیت

کے معنی وہی ٹھیک ہیں جو حضور ﷺ نے سمجھے۔ صحابہ کبار نے بیان کئے آئمہ

کے ایک ایسا اہم اور یقینی اعتقادی مسئلہ ہے جس پر اجماع امت ہے۔ کوئی

رے اور ایمان نہ لائے اور پھر مسلمان کہلائے۔ تمام محدث، مفسر، اولیاء،

مجدد، تابعین، تبع تابعین اس پر متفق ہیں۔ کوئی نہیں جو مسیح کو مردہ خیال

ملائے میں سرکار مدنی کی امت کو گمراہ کرے۔ مرزا قادیانی کا اپنا بیان ہے کہ یہ

و اس عقیدہ کو نہ مانے وہ پکا بے ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو:

و (عیسیٰ ابن مریم) کے بارے میں جو حدیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی

ف آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو دس۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا

وہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آئی ہے۔

ت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیش گوئی کی صحت پر شہادتیں

وہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔ اگر نعوذ باللہ یہ

کی مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی اور کیوں انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے اور

اس افتراء پر آمادہ کر لیا۔ (شہادۃ القرآن ص ۸، خزائن ج ۶ ص ۳۰۴)

سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین سے آپ

مراج میں سرکار مدنی ﷺ کی فرمائی اور زندہ روح مع الجسم آسمان پر اٹھالیا۔

ان الذی اسرى بعبده ليلاً من المسجد الحرام الى المسجد

مرزائی یہاں اعتراض کیا کرتے ہیں کہ روح القدس کے معنی انجیل شریف ہے۔ حالانکہ اسی رکوع میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان گنوائے وہاں کتاب اور تہ کی باتیں تو ریت و انجیل سکھانے کا بھی احسان جتلا یا۔ اگر روح القدس کے معنی انجیل ہے تو پھر انجیل کا دوبارہ احسان جتلا نا کیا معنی رکھتا ہے اور پھر سینہ زوری سے معصومین کے نام پر دنیا کو گمراہ کرنا کہ امام بخاری کا یہ عقیدہ ہے، فلاں بزرگ کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح مر گیا۔ یہ سب مغالطے و جل کی پرورش کے لئے ہیں۔ ورنہ کوئی بھی اللہ کا بندہ ایسا نہیں جس نے یہ گندہ اعتقاد پیش کیا ہو۔ اب پادری محمد علی اپنی تفسیر بیان القرآن زیر آیت ”وايدناه بروح القدس“ کہتا ہے کہ امام ابن جریر کے عقیدہ میں روح القدس کے معنی انجیل ہیں۔ اس لئے ہم جناب امام موصوف سے اس برے عقیدے کی تردید کراتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

ہم جناب امام ابن جریر کی مبسوط کلام کو بخوف طوالت چھوڑتے ہوئے انکا اپنا فیصلہ پیش کرتے ہیں۔ بہترین تاویلات میں سے یہاں صحیح وہی ہے جو روح القدس سے مراد جبرائیل لیتے ہیں اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہاں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تائید دی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ ”اذ قال الله يا عيسى ابن مريم اذكري نعمتي عليك وعلى والدتك اذ ايدتك بروح القدس“ پس اگر روح القدس جس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو تائید دی تھی۔ انجیل ہو تو البتہ قول باری تعالیٰ میں جو ”اد ايدتك بروح القدس“ اور ”واذ علمتك الكتب والحكمة والتوراة والانجيل“ تکرار بغیر معنی کے ہوتا ہے۔ کیونکہ تائید اور تعلیم ایک چیز ہے۔ اگر پہلے ہی انجیل مراد ہو تو پھر انجیل کا لانا بے فائدہ۔ حالانکہ باری تعالیٰ کی کلام اس تکرار بلا معنی سے منزہ ہے۔ تب صاف معلوم ہوا کہ جو روح القدس سے مراد انجیل لیتے ہیں وہ غلط ہے۔

یہ نیم یہودی اس مقام پر ایک اور اعتراض کرتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ جبرائیل کے ذریعے انہیں سوائے آسمان کے اور کسی دوسری جگہ مدد نہ دے سکتے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے بھی انبیاء کے پاس وہ آتے رہے۔ مگر انہوں نے کبھی اس قسم کی مدد نہ کی۔ یہ مسیح کو آسمان پر اٹھالینا ایک الوکھا اور نزالہ مسئلہ ہے۔ جو عقل انسانی سے بالاتر ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ وعدہ الہی پونہی تھا کہ میں تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اب کہئے جناب کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اٹھانے پر قادر نہیں۔ دوسرا وعدہ تھا کہ میں تمہیں محبت یہود سے پاک کروں گا اور ظاہر ہے کہ کرہ زمین پر تمہارے یہ یہودی بھائی پھیلے ہوئے تھے۔ پھر ان کی محبت سے کیسے پاک ہو سکتے تھے اور یہ ایسی نامراد قوم تھی

جس کی شاخیں کرہ ارض پر پھیلی ہوئی تھیں۔ انہیں جہاں بھی پتہ چتا کہ مسیح وہاں ہے جھٹ پہنچ جاتے اور اس طریق سے وعدہ الہی ایفاء کے مراتب سے گرجاتا۔ نیز جناب مسیح کلمۃ اللہ تھے روح اللہ تھے ان میں صفات ملکیہ زیادہ تھیں۔ کیونکہ وہ نفع جبرائیل سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے بھی کہ سنت انبیاء میں ہجرت کرنا سنت قدیم سے چلا آیا تھا۔ اس لئے ان کا آسمان پر ہی جانا مناسب تھا۔ کیونکہ ارواح اور کلمات کا مرجع وہی ہے اور ظاہر ہے کہ زمین پر یہ جنس نایاب نہیں ہے اور نہ ہی قادیان میں اس کا کوئی ادارہ کھلا ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ انہیں اپنی قدرت کا ملکہ کا ایک نمونہ بنائیں اور ایک لمبی زندگی دینے کے بعد اپنے پسندیدہ دین کی خدمت کرائیں۔ ”ان السیدین عند اللہ الاسلام“ اور اپنے قادر ہونے کی عظمت تم جیسے دہریوں کو منوانیں۔ اس لئے ایک عرصہ کے لئے انہیں آسمان پر اٹھالیا نیز یہ تو فرمایئے کہ تمام انبیاء اور دنیا کی پیدائش اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کے باہمی ملاپ کے نتیجہ پر بتائی۔ مگر جناب مسیح کو بدوں باپ پیدا کیا۔ چونکہ ان کی پیدائش ہی اعجازی بتائی۔ اس لئے ان کی ہجرت بھی ایسی ہی ہونی چاہئے تھی جو اعجازی ہو۔ اس لئے انہیں آسمان پر اٹھالیا اور اگر اس لمبی زندگی دینے پر ہی اعتراض ہے تو ملائکہ بھی تو لاتعداد ہزاروں برس سے آسمان پر زندہ موجود ہیں اور خدا بھی موجود ہے۔ کیا اس سے اس کی توحید میں غفل نہیں آتا۔ جو ایک مسیح کے زندہ ماننے میں تمہارے توازن دماغ کھوئے جارہے ہیں۔ شیطان مع اپنی ذریت کے بھی تو زندہ ہے۔ ان دونوں کو بھی تو مارنے کی کوشش کرو اور بتاؤ کہ تمام انبیاء تو ماں اور باپ سے پیدا ہوں۔ مگر مسیح بن باپ جو جواب اس کا دو گے وہی جواب آسمان پر جانے کا ہے۔ سنو اور خوب غور سے سنو کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار مدینہ ﷺ کی عظمت و سطوت کے لئے ایک صاحب کتاب نبی کو ایک وفادار جرنیل کی حیثیت میں خدمت دین کے لئے قرب قیامت میں بھیجنا مقدر کر رکھا ہے جو محمدی امام الصلوٰۃ کی اقتداء میں نماز ادا کرے گا خود امام بننا بھی گوارہ نہ کرے گا اور یہ کیوں کہ اس نے امت محمدیہ میں ہونے کی آرزو کی تھی جو دعائیہ رنگ میں بر بناس کی انجیل میں موجود ہے اور جو سابقہ اوراق میں بیان ہوئی، اور نیز ان کا آنا قیامت کے نشانات میں سے ایک نشان ہے جہاں تم یہ مانتے ہو کہ پہاڑ قرب قیامت میں ایسے اڑیں گے۔ جیسا کہ روئے کے گالے وہاں یہ کیا مشکل ہے کہ ایک انسان ایک لمبی زندگی گزارنے کے بعد امر مقرر کے ماتحت آسمان سے نازل ہو، اور جب کہ سرکار مدینہ کی پیش گوئی یہی ہے اور جیسا کہ صحاح ستہ میں سینکڑوں احادیث اس کی مؤید ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی عزت و وقار کو بڑھانے کی چیز ہے نہ کم کرنے کی اور خدا کا کلام یہ کہتا ہے کہ مسیح اپنی امت پر قیامت کے دن گواہ ہوگا وہ

گواہی فرمائی الفاظ میں یوں لکھی۔ موت تو اس کے متعلق بھی اتنا عرض یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لے آئیں الکتاب الایقونن بہ قبل ہ یقین ہے میرے مرزا محال ابھی ان کے دل زنگار الودی و دل برداشتہ نہ ہو جائے۔ شافی مظہر روحانی پیاریاں تو فرقانی تریاق۔ اس قدر ہے کہ ان دہریوں اور نیچے ”وقولہم انا قاتلہ وما صلیوہ ولكن شبه لہ علم الا اتباع الظن وما حکیم“ اور ان کے اس کہنے نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی چڑھا پاتیں کرتے ہیں کچھ نہیں ان کو اس بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف فوائد: از حضرت شہداء اور ان کے اس قول رسول اللہ کا تھا۔ اس وجہ سے تکذیب فرماتا ہے کہ یہودیوں اس بارہ میں کہتے ہیں اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آ حکمت ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ جب کے گھر میں داخل ہوا۔ حق تعالیٰ صورت کے مشابہ کر دی۔ جب کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح

رض پر پھیلی ہوئی تھیں۔ انہیں جہاں بھی پتہ چلتا کہ مسیح وہاں ہے جھٹ پہنچ سے وعدہ الہی ایفاء کے مراتب سے گر جاتا۔ نیز جناب مسیح کلمۃ اللہ تھے روح ملکیت زیادہ نہیں۔ کیونکہ وہ نفع جبرائیلہ سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے بھی رت کرنا سنت قدیم سے چلا آیا تھا۔ اس لئے ان کا آسمان پر ہی جانا مناسب سماعت کا مرجع وہی ہے اور ظاہر ہے کہ زمین پر یہ جنس نایاب نہیں ہے اور نہ ہی کئی ادارہ کھلا ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ انہیں اپنی زندگی نہ بنائیں اور ایک لمبی زندگی دینے کے بعد اپنے پسندیدہ دین کی خدمت میں عند اللہ الاسلام اور اپنے قادر ہونے کی عظمت تم جیسے دہریوں کو بے عرصہ کے لئے انہیں آسمان پر اٹھالیا نیز یہ تو فرمایئے کہ تمام انبیاء اور دنیا نے عورت اور مرد کے باہمی ملاپ کے نتیجہ پر بتائی۔ مگر جناب مسیح کو بدوں کی پیدائش ہی اعجازی بنائی۔ اس لئے ان کی ہجرت بھی ایسی ہی ہونی۔ اس لئے انہیں آسمان پر اٹھالیا اور اگر اس لمبی زندگی دینے پر ہی اعتراض ہو ہزاروں برس سے آسمان پر زندہ موجود ہیں اور خدا بھی موجود ہے۔ کیا اس لئے نہیں آتا۔ جو ایک مسیح کے زندہ ماننے میں تمہارے توازن دماغ کھوئے مسیح اپنی ذریت کے بھی تو زندہ ہے۔ ان دونوں کو بھی تو مارنے کی کوشش کرو مائیں اور باپ سے پیدا ہوں۔ مگر مسیح بن باپ جو جواب اس کا دو گے وہی ملتا ہے۔ سنو اور خوب غور سے سنو کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار مدینہ ﷺ کی عظمت صاحب کتاب نبی کو ایک وفادار جرنیل کی حیثیت میں خدمت دین کے لئے مقدر کر رکھا ہے جو محمدی امام الصلوٰۃ کی اقتداء میں نماز ادا کرے گا خود امام و رہبر یہ کیوں کہ اس نے امت محمدیہ میں ہونے کی آرزو کی تھی جو دعائیہ رنگ میں موجود ہے اور جو سابقہ اوراق میں بیان ہوئی، اور نیز ان کا آنا قیامت کے ایک نشان ہے جہاں تم یہ مانتے ہو کہ پہاڑ قرب قیامت میں ایسے نئے کے گالے وہاں یہ کیا مشکل ہے کہ ایک انسان ایک لمبی زندگی گزارنے سے آسمان سے نازل ہو، اور جب کہ سرکار مدینہ کی پیش گوئی یہی ہے اور ٹروں احادیث اس کی مؤید ہیں۔ یہ حضور ﷺ کی عزت و وقار کو بڑھانے اور خدا کا کلام یہ کہتا ہے کہ مسیح اپنی امت پر قیامت کے دن گواہ ہو گا وہ

گواہی فرماتی الفاظ میں یوں لکھی ہے۔ ”و یوم القيامة يكون عليهم شهيدا“ اور باقی رہی موت تو اس کے متعلق بھی اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ بھی جام موت نہیں گئے۔ مگر کب جب تمام یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لے آئیں گے اور جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے ”وان من اهل الكتاب الا ليقؤمنن به قبل موته“

یقین ہے میرے مرزائی دوست سمجھنے اور سدھرنے کی کوشش کریں گے اور اگر بفرض محال ابھی ان کے دل زنگار لودہی ہوں تو کلام الہی میں تریاق کا قحط نہیں۔ بیمار کو چاہئے کہ وہ مایوس دل برداشتہ نہ ہو جائے۔ شافی مطلق نے دواؤں میں وہ وہ تاثیرات رکھے ہیں کہ سبحان اللہ اور یہ روحانی بیماریاں تو فرماتی تریاق کے سامنے ہیچ ہیں۔ ذرا غور و فکر کی ضرورت ہے اور پرہیز صرف اس قدر ہے کہ ان دہریوں اور نیچریوں کے پاس نہ بیٹھا جائے۔ اللہ بس باقی ہوں!

”وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما“ اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بے شک، بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔ ﴿

نوائد: از حضرت شیخ الحدیث جناب مولانا قبلہ شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ العالی۔  
”اور ان کے اس قول پر کہ شر سے کہتے تھے۔ ہم نے مار ڈالا عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول اللہ کا تھا۔ اس وجہ سے ان پر عذاب اور مصیبتیں نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے قول کی تکذیب فرماتا ہے کہ یہودیوں نے نہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا یا یہود جو مختلف باتیں اس بارہ میں کہتے ہیں اللہ نے ان کو شبہ میں ڈال دیا۔ خبر کسی کو بھی نہیں واقعی بات یہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور اللہ سب چیزوں پر قادر ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی ان کے گھر میں داخل ہوا۔ حق تعالیٰ نے ان کو تو آسمان پر اٹھالیا اور اس شخص کی صورت حضرت مسیح کی صورت کے مشابہ کر دی۔ جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اس کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔ پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرہ کے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے۔

کسی نے کہا کہ یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں ہے۔ اب صرف اٹکل سے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا۔ علم کسی کو بھی نہیں، حق بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ ہرگز مقتول نہیں ہوئے۔ بلکہ آسمان پر اللہ نے اٹھالیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا۔ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہاں میں تشریف لا کر اسے قتل کریں گے۔“

ناظرین کرام! آپ کے سامنے دجال قادیانی کا ترجمہ اسی آیت شریفہ کا پیش ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

”انہوں نے کہا کہ لو ہم نے اس مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا۔ جو رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ درحقیقت یہودیوں نے مسیح ابن مریم کو قتل نہیں کیا اور نہ پھانسی دیا۔ بلکہ یہ خیال ان کے دلوں میں شبہ کے طور پر ہے۔ یقینی نہیں اور خدا تعالیٰ نے ان کو آپ ہی شبہ میں ڈال دیا تا ان کی بیوقوفی ان پر اور نیز اپنی قادریت ان پر ظاہر کرے اور پھر فرمایا کہ وہ لوگ جو شک میں پڑے ہیں کہ شاید مسیح پھانسی ہی مل گیا ہو ان کے پاس کوئی یقینی و قطعی دلیل اس بات پر نہیں صرف ایک ظن کی پیروی کر رہے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں کہ انہیں یقینی طور پر اس بات کا علم نہیں کہ مسیح پھانسی دیا گیا۔ بلکہ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہو گیا اور اپنی طبعی موت سے مرا اور خدا تعالیٰ نے اس کو راست باز بندوں کی طرح اپنی طرف اٹھالیا اور خدا عزیز ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۷، خزائن ج ۳ ص ۲۹۰)

کذاب قادیان کے غلط حواریو! ایمان سے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو یہ ترجمہ جو تمہارے سلطان القلم یا نبیوں کے پہلوان نے کیا ہے۔ زنگی کا نام کا فوراً اور شبہ و مجور کا ترجمہ مسیح صادق کہاں تک صحیح اور درست ہے؟ کچھ تو خوف خدا کرو اور صرف اس قدر بتادو کہ یہ الفاظ بلکہ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہو گیا اور اپنی طبعی موت سے مرا۔

کن الفاظ کا ترجمہ ہیں اور کہاں سے لیا گیا ہے۔ آہ جو شخص کلام مجید کے تراجم میں یوں دیدہ دلیری کرے اور نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہو خدا کے کلام میں دخل دینے سے نہ شرمائے اور پھر اس قدر منہ زور ہو کہ اس غلط و بے ربط ترجمہ کی تفسیر میں ایسا بد لگام ہو جائے کہ منہ زور یہ کہتا ہوا گر پڑے کہ یہ ترجمہ جو میں نے کیا ہے خدا کے حکم پر کیا ہے۔

”اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی اور اسی وقت کشفی طور پر یہ صداقت مذکورہ بالا میرے پر ظاہر کی گئی اور اسی معلم حقیقی کی تعلیم سے میں نے وہ سب لکھا ہے جو ابھی لکھا ہے۔ فالحمد لله على ذلك“ (ازالہ اوہام ص ۳۷، خزائن ج ۳ ص ۲۹۳)

اب ان مکاشفہ ہیں اور جہاں یہ کام نہ دیتے ان تینوں حربوں کی پیش کرتا سب سے پہلا مرزا قادیانی کا لین کلیر ہو رہا والطارق اب ترجمہ بھی ملاحظہ کی جو آج آفتاب کے غروب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ہو جائے گا۔ (حضرت اور جب مرزا۔ جب کہ وہ مرزا قادیانی والے تھوڑے ہی تھے یہ پلا واقعہ کی قسم کھائی اور یہ پہلی اصطلاح میں چار نام ہیں۔ معلوم نہیں ہوا۔ کہ عزاپری آئیل چاروں فرشتے ساتھ ”کچھ عرصہ گزرا ہمارے اس جگہ کے آریول تقریب پیش نہیں ہے کہ تھی۔ جس کی وہ شہادت سے کامل طور پر مطلع تھے۔ لئے حضرت احدیت میں اور دوسری مخالفین کے لئے جائیں سو اس دن دعاء کی بخشے تب یہ الہام ہوا۔ دس شاہیل مقیاس“ دن دل

ہے تو ہمارا آدمی کہاں ہے۔ اب صرف انکل سے کسی نے کچھ کہا کسی نے، حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ ہرگز مقتول نہیں ہوئے۔ بلکہ آسمان پر بہ میں ڈال دیا۔ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جب دجال بشریف لا کر اسے قتل کریں گے۔“

آپ کے سامنے دجال قادیانی کا ترجمہ اسی آیت شریفہ کا پیش ہوتا

ہا کہ لوہم نے اس مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا۔ جو رسول اللہ ہونے کا دویوں نے مسیح ابن مریم کو قتل نہیں کیا اور نہ چھائی دیا۔ بلکہ یہ خیال ان ہے۔ یقینی نہیں اور خدا تعالیٰ نے ان کو آپ ہی شبہ میں ڈال دیا تا ان کی ریت ان پر ظاہر کرے اور پھر فرمایا کہ وہ لوگ جو شک میں پڑے ہیں ہوان کے پاس کوئی یقینی و قطعی دلیل اس بات پر نہیں صرف ایک ظن کی خوب جانتے ہیں کہ انہیں یقینی طور پر اس بات کا علم نہیں کہ مسیح چھائی ہے کہ وہ فوت ہو گیا اور اپنی طبعی موت سے مراد اور خدا تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا اور خدا عزیز ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۷۱، خزائن ج ۳ ص ۲۹۰)

ان کے مخلص حواریو! ایمان سے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو یہ ترجمہ جو تمہارے ہلو ان نے کیا ہے۔ زنگی کا نام کا فوراً اور شب و بچور کا ترجمہ صحت صادق ہے؟ کچھ تو خوف خدا کرو اور صرف اس قدر بتادو کہ یہ الفاظ بلکہ یقینی امر فی طبعی موت سے مرا۔

جمہ ہیں اور کہاں سے لیا گیا ہے۔ آہ جو فحش کلام مجید کے تراجم میں نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہو خدا کے کلام میں دخل دینے سے نہ زور ہو کہ اس غلط و بے ربط ترجمہ کی تفسیر میں ایسا بد لگام ہو جائے کہ منہ ترجمہ جو میں نے کیا ہے خدا کے حکم پر کیا ہے۔

ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی اور اسی وقت وہ ہالا میرے پر ظاہر کی گئی اور اسی معلم حقیقی کی تحیم سے میں نے وہ ہفالحمد واللہ علی ذالک“ (ازالہ اوہام ص ۳۷۱، خزائن ج ۳ ص ۲۹۳)

اب ان مکاشفات والہامات کو کون روکے یہ خواجہ کے گواہ مینڈک جھٹ ٹک پڑتے ہیں اور جہاں یہ کام نہ دیتے ہوں وہاں روڈ یا صادق ستیا ناس کر جاتی ہے۔ اب میں چند ایک مثالیں ان تینوں حربوں کی پیش کرتا ہوں۔

سب سے پہلا الہام جو اس پاک نام کی تذلیل کرتا ہے وہ اس وقت سوچا جب بڑے مرزا قادیانی کا لین کلیر ہو رہا تھا۔ سخت جانی عزرائیل کا مقابلہ کر رہی تھی۔ آپ کو الہام ہو گا و السماء والطارق اب ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضا و قدر کا مبداء ہے اور قسم اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہو گا اور آپ کو سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور عزا پر سی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی آپ کا والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو جائے گا۔ (حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ برائین احمدیہ ص ۸۰، معنفہ معراجہ بن عمر قادیانی)

اور جب مرزا کے باواسر گہاش ہوئے تو وہ بیچارہ روتا دھوتا قادیان پہنچا اور پہنچتا نہ کیسے جب کہ وہ مرزا قادیانی سے تھا اور مرزا قادیانی اس میں سے تھے۔ یہ خونی تعلقات کچھ چھوٹنے والے تھوڑے ہی تھے یہ پلوٹھی کا الہام کچا کیسے نکل جاتا۔ اسی لئے تو مرزا کے ابا کی موت کے واقعہ کی قسم کھائی اور یہ پہلی قسم ہے جو مرزائی خدا نے کھائی اور یہ بھی بتادوں کہ اس خدا کے مرزائی اصطلاح میں چار نام ہیں۔ سب سے بڑا نام مرزا، دوسرا پلاش، تیسرا عاج اور چوتھا..... افسوس یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ عزا پر سی کتنے روز تک رہی یا فوراً ہی واپس چلا گیا اور لپچی، شیر علی، خیر اتی اور آئیل چاروں فرشتے ساتھ تھے یا اکیلا تھا۔

”کچھ عرصہ گزرا ہے کہ ایک دفعہ سخت ضرورت روپے کی پیش آئی۔ جس ضرورت کا ہمارے اس جگہ کے آریوں ہمنشیوں کو بخوبی علم تھا اور یہ بھی ان کو خوب معلوم تھا کہ بظاہر کوئی ایسی تقریب پیش نہیں ہے کہ جو جائے امید ہو سکے۔ بلکہ اس معاملے میں ان کو ذاتی طور پر واقفیت تھی۔ جس کی وہ شہادت دے سکتے ہیں۔ پس جب کہ وہ ایسے مشکل اور فقدان اسباب حل مشکل سے کامل طور پر مطلع تھے۔ اس لئے بلا اختیار دل میں اس خواہش نے جوش مارا کہ مشکل کشائی کے لئے حضرت احدیت میں دعاء کی جائے۔ تا اس دعاء کی قبولیت سے ایک تو اپنی مشکل حل ہو جائے اور دوسری مخالفین کے لئے تائید الہی کا نشان پیدا ہو۔ ایسا نشان کہ اس کی سچائی پر وہ لوگ گواہ ہو جائیں سو اس دن دعاء کی گئی اور خدا تعالیٰ سے یہ مانگا گیا کہ وہ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے تب یہ الہام ہوا۔ اس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں۔“ الا ان نصر اللہ قریب فی شایل مقیاس ”دن دل یو کوٹو امر تر یعنی دس دن کے بعد روپیہ آئے گا۔ خدا کی مدد نزدیک ہے



اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دم اٹھاتی ہے تب اس کا بچہ جننا قریب ہوتا ہے۔ ایسا ہی مدد الہی بھی قریب ہے اور پھر انگریزی فقرے میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امر تر بھی جاؤ گے۔ فالحمد لله على ذلك! (برائین احمدیہ ص ۳۶۹، خزائن ج ۱ ص ۵۵۹)

تیل دیکھو اور تیل کی دھار دیکھو۔ بازہ ہندو راؤ دیکھو اور بارہ من کی دھوبین دیکھو۔ سبحان اللہ! یہ ہیں پنجابی نبی کی کرشمہ سازیاں اور یہ ہیں وہ آپ کے بھاری بھر کم معجزات۔ خیر اس سے تو ہمیں کچھ غرض نہیں کہ روپیہ کے لئے کیوں دعاء کی گئی۔ آخر نبوت کا کاروبار کوئی یونہی تھوڑا ہی چلتا ہے۔ ہزاروں کرائے کے مبلغ اور بھاڑے کے ٹٹو خریدے جاتے ہیں اور کلڑا توڑ مزدور تو قصر نبوت کے گرد اگر دگدوں کی طرح منڈلاتے پھرتے ہیں۔ بخدا حیرانگی ہے اس بے سکتے گویا جنہی گنگوتری الہام پر جو اوپر سے گدھا اور نیچے سے آدمی یا ادھاتیتر اور ادھاتیتر اور ذائقہ بس کچھ نہ پوچھئے کریلہ اور نیم چڑھا اور نوعیت دیکھئے پہلے بے ربط اردو بعد فرقانی سرتہ اس کے آگے ایسی زبان جو دنیا کے کسی حصہ پر نہ ملے۔ شاید جنات کی زبان ہو۔ اس کے آگے غلط انگریزی اور ترجمہ تو سبحان اللہ! ایسا رنگین کہ لکھنؤ والے سردھنیں اور پر لطف ایسا کہ بارہا پڑھنے کو دل چاہے اور محاورہ وہ کہ بابائیں اور گدائے لم یزل کی لغات سے تو کیا فتح پور سیکٹری کے پرانے کھنڈرات سے بھی نہ ملے اور شمع تو دیکھئے ظالم نے کمال ہی کر دیا۔ آخر خدا کا کلام ہے اس میں لطف نہ آئے تو بیربل اور ملاں دو پیازہ کے سر کی قسم تریوز کھانا چھوڑ دوں اور مرزا قادیانی کا خدا تو وہ ہے جو ذیل کے خاکہ سے اپنی کمال محبت اور عطوفت کے رنگ میں رنگین نظر آتا ہے۔

”حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی۔ گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔“ (اسلامی قربانی معصفہ قاضی یا محمد صاحب!)

”بابوالہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا جیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں جیض نہیں رہا بلکہ وہ بچہ ہو گیا۔“ (تمیز حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲ ص ۵۸۱)

کجا شان پیغمبر اور کجا مرزا غلام احمد

یہ تلبیس حکومت کی نشانی دیکھتے جاؤ

(تفسیر جلالین ص ۹۱) زیر آیت ”وقولہم انما قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم

رسول اللہ“ اور لعنت کی ہم نے یہود پر اس وجہ سے بھی کہ وہ فخر کے ساتھ کہتے تھے کہ یقیناً ہم

نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا۔ قتل کر سکے یہود حضرت عیسیٰ کے لئے حضرت مسیح کی شبیہ بنا ہوا یعنی تفصیل اس کی یہ دی اور یہود نے اس شبیہ ہارے میں اختلاف کیا وہ اہل مقتول کو دیکھا تو کہنے لگے کہ نہیں بالکل وہی۔ یقینی علم نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ اپنی بادشاہی میں بڑا زبردست چنانچہ اس کی تو ہے۔“ اور مطلب عزیز کا قادیانی نے بتلادیا کہ حضرت ہے مگر میری قدرت اور حکم میں تقدیر نہیں ہو سکتا۔“

ناظرین! معاملہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے اس بھی جو یہ عقیدہ رکھے کہ مسیح سے زیادہ اس بات کا مستحق چکے کہ مسیح کو کسی نے ہاتھ نہ پہنچ سکا۔ یہ ہمارا بیان ارشادات میں اس کی تردید متفق رہے۔ کسی ایک مفسر داخل چلا آتا ہے جمہور امت قرب قیامت میں حضور ﷺ

فی دم اٹھاتی ہے تب اس کا بچہ جتنا قریب ہوتا ہے۔ ایسا ہی مدد الہی ہا فقرے میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم "علیٰ ذالک!" (براہن احمدیہ ص ۴۶۹، خزائن ج ۱ ص ۵۵۹) کی دھار دیکھو۔ بازہ ہندوراؤ دیکھو اور بارہ من کی دھوین دیکھو۔ کرشمہ سازیاں اور یہ ہیں وہ آپ کے بھاری بھرکم معجزات۔ خیر اس پیسے کے لئے کیوں دعاء کی گئی۔ آخر نبوت کا کاروبار کوئی یونہی تھوڑا کے مبلغ اور بھاڑے کے ٹٹو خریدے جاتے ہیں اور کلڑا توڑ مزدور تو ہر طرح منڈلاتے پھرتے ہیں۔ بخدا حیرانگی ہے اس بے سکتے گنگا گدھا اور نیچے سے آدی یا آدھا تیر اور آدھا تیر اور ذائقہ بس کچھ رعیت دیکھئے پہلے بے ربط اردو بعد فرقانی سرقہ اس کے آگے ایسی لے۔ شاید جنات کی زبان ہو۔ اس کے آگے غلط انگریزی اور ترجمہ والے سردھنیں اور پر لطف ایسا کہ بار بار پڑھنے کو دل چاہے اور یزل کی لغات سے تو کیا فتح پور سیکٹری کے پرانے کنڈرات سے بھی کمال ہی کر دیا۔ آخر خدا کا کلام ہے اس میں لطف نہ آئے تو میر بل یوز کھانا چھوڑ دوں اور مرزا قادیانی کا خدا تو وہ ہے جو ذیل کے منت کے رنگ میں رنگین نظر آتا ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی دی ہوئی۔ گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی (اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد صاحب!) ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر آئے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں رہا بلکہ وہ بچہ ہو گیا۔" (تحریر حقیقت البقیہ ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

ان پیغمبر اور کجا مرزا غلام احمد

س حکومت کی نشانی دیکھتے جاؤ

یٰ آیت "وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم نے یہود پر اس وجہ سے بھی کہ وہ فخر کے ساتھ کہتے تھے کہ یقیناً ہم

نے عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دعوے قتل کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں نہ قتل کر سکے یہود حضرت عیسیٰ کو اور نہ پھانسی پر ہی لٹا سکے ان کو بلکہ بات یوں ہوئی۔ کہ یہود کے لئے حضرت مسیح کی شبیہ بنادی گئی اور وہی قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا۔ وہ یہود کا آدی تھا۔ عیسیٰ کے ہمراہ یعنی تفصیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی صورت و شبیہ یہود کے آدی پر ڈال دی اور یہود نے اس شبیہ عیسیٰ کو عین عیسیٰ سمجھ لیا اور تحقیق جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیا وہ اس کے قتل کے متعلق شک میں مبتلا تھے۔ کیونکہ ان میں بعض نے جب مقتول کو دیکھا تو کہنے لگے اس کا منہ تو بالکل عیسیٰ کا ہے اور باقی جسم اس کا معلوم نہیں ہوتا اور باقی کہنے لگے نہیں بالکل وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو حضرت عیسیٰ کے قتل کے بارہ میں کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس ظن کی پیروی کرنے لگے جو خود انہوں نے گھڑ لیا اور یقینی بات یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف، اور اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہی میں بزاز بردست اور اپنے کاموں میں بڑا ہی حکمت والا ہے۔"

چنانچہ اس کی تصدیق جناب امام فخر الدین رازیؒ کی عبارت سے یوں معلوم ہوتی ہے۔ "اور مطلب عزیز کا قدرت میں کامل، اور مطلب حکیم کا علم میں کامل۔ پس ان الفاظ میں خدا تعالیٰ نے بتلادیا کہ حضرت عیسیٰ کا دنیا سے آسمان کی طرف اٹھانا اگرچہ انسان کے لئے مشکل سا ہے مگر میری قدرت اور حکمت کے لحاظ سے اس میں کوئی وجہ باعث اشکال نہیں اور کسی قسم کا اس میں نقص نہیں ہو سکتا۔"

ناظرین! معاملہ نہایت صاف واضح اور روشن ہے۔ اس میں کوئی دقیق بات ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے اس قول پر لعنت کی کہ وہ یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا اور آج بھی جو یہ عقیدہ رکھے کہ مسیح قتل و مصلوب ہوا اس کے ہاتھ اور پاؤں میں کیلیں ٹھونکی گئیں۔ وہ اس سے زیادہ اس بات کا مستحق ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود اس گندے اور ناپاک عقیدہ کی تردید کر چکے کہ مسیح کو کسی نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ قتل یا مصلوب کرنا تو کارے وارد چیز تھی۔ کوئی ان کی ہوا تک نہ پہنچ سکا۔ یہ ہمارا بیان ہی نہیں خدا کا اعلان ہونے کے بعد زبان فیض ترجمان نے سینکڑوں ارشادات میں اس کی تردید کی۔ تابعین نے کی، تبع تابعین نے کی، آئمہ رحمہم اللہ! جمعین اس سے متفق رہے۔ کسی ایک مفسر، محدث، امام، مجدد نے انکار نہ کیا۔ تیراں سو برس سے یہ مسئلہ عقائد میں داخل چلا آتا ہے جمہور امت کا اس پر اجماع ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ آسمان جو موجود ہیں اور وہ قرب قیامت میں حضور ﷺ کے ارشادات گرامی کے مطابق پیش گوئی کو چار چاند لگاتے ہوئے

نزول اجلالی فرمائیں گے اور شریعت محمدیہ پر خود عمل کریں گے اور کرائیں گے اور یہ محض دعوہ کہ دیا جاتا ہے کہ وہ رسول ہو کر اور صاحب کتاب ہو کر کس طرح شریعت محمدیہ کے قیام ہوں گے۔ ان کی عقول پر پتھر پڑ گئے ہیں جو وہ نہیں سمجھتے کہ ان کا زمانہ رسالت گذر چکا اور وہ صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ رہنا نہ ہونے کے بعد امر مقدر یونہی تھا کہ وہ امتی کی حیثیت میں آویں۔ مگر عہدہ وہی ہو، اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ تمام انبیاء کا ایک ہی دین اور ایک ہی مقصد ہوتا ہے۔ تو ریت و زبور، صحائف انبیاء و انجیل سب خدا کی کتابیں ہیں اور سبھی ہدایت خلق کے لئے اپنے اپنے زمانے اور وقت کے لئے اتاری گئی تھیں۔ مگر انیسویں صدی میں جیسے چال باز چالاک لوگوں نے ان میں من مانی تحریف کی اور جیسا کہ ابھی آپ کے سامنے اس اندھے کی مثال میں سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کسی اندھے کو فیرنی پیش کی گئی۔ اس نے پوچھا اس کا رنگ کیا ہے۔ کہا گیا سفید، پوچھا سفید کیسا رنگ ہوتا ہے کہا گیا جیسے بگلا۔ اندھا بولا بگلا کیسا ہوتا ہے تو بتانے والے نے اندھے کا ہاتھ پکڑ کر بچہ جھکاتے ہوئے اس کی شکل بتائی، اندھا کانوں پر ہاتھ دھرتا ہوا کہنے لگا، بابا میں فیرنی سے باز آیا یہ تو میرے حلق میں انک جائے گی اور میرا خاتمہ ہو جائے گا، تو عرض یہ ہے دین الہی تو ہمیشہ سے ایک ہی نہایت سیدھا اور فطرت انسانی کے عین مطابق چلا آیا ہے۔ ہاں زمانہ کے مطابق اس میں بعض تمدنی معاشرتی تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور ہلا خیر چیز کے آغاز کے بعد انجام کا ہونا لازمی ہے۔ ہر صبح کے بعد شام کا آنا لازم ہے۔ ہر شروع کا ختم یقینی ہے۔ چنانچہ سلسلہ انبیاء کا آغاز آدم صلی اللہ سے شروع ہوا اور انتہاء خاتم النبیین ﷺ پر ہوئی۔ نہ ان کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ شریعت، اور یہاں ایک اور مغالطہ دیا جاتا ہے وہ یہ کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قبول کیا جائے تو خاتم النبیین کی مہر ٹوٹی ہے تو جواب اس کا یہ دینا چاہئے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو انبیاء سابقین میں سے ہیں اور مہر ٹوٹنے کی تو کیا، بلکہ اور زیادہ مستحکم و مضبوط ہوگی۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کی پیش گوئی یونہی ہے کہ عیسیٰ بن مریم قرب قیامت میں تشریف لائیں گے اور یہ کیوں آئیں گے زبان فیض ترجمان سے سنئے۔ اس لئے آئیں گے کہ ”تکرمہ اللہ هذه الامة“ کی گواہی دیں۔

”وقولہم انا قتلنا المسيح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ“ کی مرزا سیہ تفسیر ہلا خراس معصوم کو طوعاً و کرہاً ان ظالموں کے حوالے کر دیا۔ مگر ان کم بختوں نے ان کو سخت دکھ دیئے اور کئی دن ان کو قافے رکھ کر آخر جمعہ کے دن اپنے سب خورد و کلاں کو بلایا اور سارے شہر میں ڈھنڈورا بھرایا کہ آج ایک جانناز سولی چڑھے گا۔ پس مظلوم کے پڑے اتروائے اور صلیب

کے بلے اسے اٹھوائے کانٹوں کے ہار پہاڑ لٹاتے تالیاں لگاتے شہر کے ہار ہر گھوری گاڑ کر دو بجے دن کے قریب انہیں سولی پر لٹا کر رات بھر کی ایلی ایلی لٹا سبھتی کی دعا پادلوں کے دل اس نظارہ ظلم عظیم کو دیکھ کر یہود پر یکبارگی حملہ کر کے ٹوٹ پڑے اور انہیں وہ حکمت عملی سے مسیح کو بچا دے۔ اس نے کو بچانے کا منصوبہ لپکایا اور خدا نے ہڈی ظالم نے پہلی میں بھالا لگایا تو خون اور پا پا کر اسے زندہ صلیب سے اترا دیا اور یوں ہو ادارتہ خانہ میں رکھ کر اس کے زخموں اور طرح مسیح نے کچھ آفاقہ پایا تو وہاں رہنا شروع لیا اور حواریوں کو چپکے سے کہلا بھیجا کہ اس سے ملنے اور مچھلی اور روٹی کھانے کے استعمال ایک اور رنگ لایا اور خدا نے اسے رکھا۔ بارے اقبال خیزاں سب گلیل تک حواریوں کو سوئے اسرائیل کی بھیڑوں کو ان سے گذر کر لقی ودق جنگل کاٹے دریاؤں سراغ لگاتے لگاتے کچھ گردہ تو وسط ایشیا اور ”اوینہما الی ربوة ذات قرار“ من السجبال بیوتا“ کا حکم بجالایا۔ یار میں مدفن بنایا۔ کہیں لاکھ اور کہیں بد برس تک یہ بھید مخفی رکھ لوگوں کو خوب کھپایا (حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات مؤلفہ معراج) یہ قادیانی تفسیر مرزا قادیانی اندازہ اسی امر سے ہو سکتا ہے کہ اس کو

شریعت محمدیہ پر خود عمل کریں گے اور کرائیں گے اور یہ محض دھوکہ دیا  
ماحب کتاب ہو کر کس طرح شریعت محمدیہ کے قبیح ہوں گے۔ ان کی  
نہیں سمجھتے کہ ان کا زمانہ رسالت گذر چکا اور وہ صرف بنی اسرائیل  
رہناظر ہونے کے بعد امر مقدر یونہی تھا کہ وہ امتی کی حیثیت میں  
یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ تمام انبیاء کا ایک ہی دین اور ایک ہی مقصد ہوتا  
انبیاء و انجیل سب خدا کی کتابیں ہیں اور سبھی ہدایت خلق کے لئے  
کے لئے اتاری گئی تھیں۔ مگر افسوس مرزا جیسے چال باز چالاک لوگوں  
اور جیسا کہ ابھی آپ کے سامنے اس اندھے کی مثال میں سمجھانے  
دے کو فیرونی پیش کی گئی۔ اس نے پوچھا اس کا رنگ کیا ہے۔ کہا گیا  
اے کہا گیا جیسے بگلا۔ اندھا بولا بگلا کیسا ہوتا ہے تو بتانے والے نے  
نہ بولے اس کی شکل بتائی، اندھا کانوں پر ہاتھ دھرتا ہوا کہنے لگا، بابا  
مے خلق میں انک جائے گی اور میرا خاتمہ ہو جائے گا، تو عرض یہ ہے  
نہایت سیدھا اور فطرت انسانی کے عین مطابق چلا آیا ہے۔ ہاں  
تہذیبی معاشرتی تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور بلاخر ہر چیز کے آغاز  
۔۔۔ ہرج کے بعد شام کا آنا لازم ہے۔ ہر شروع کا ختم یقینی ہے۔  
فی اللہ سے شروع ہوا اور انتہاء خاتم النبیین ﷺ پر ہوئی۔ نہ ان کے  
ت، اور یہاں ایک اور مغالطہ دیا جاتا ہے وہ یہ کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام  
میں کی مہر ٹوٹی ہے تو جواب اس کا یہ دینا چاہئے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو  
مہر ٹوٹے گی تو کیا، بلکہ اور زیادہ مستحکم و مضبوط ہوگی۔ اس لئے کہ  
کہ عیسیٰ بن مریم قرب قیامت میں تشریف لائیں گے اور یہ کیوں  
سے سنئے۔ اس لئے آئیں گے کہ ”تکرمہ اللہ هذه الامة“ کی  
(مکملہ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام!)

قلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله“ کی مرزا سیہ  
رہا ان ظالموں کے حوالے کر دیا۔ مگر ان کم بختوں نے ان کو سخت  
کھ کھ کر آخر جمعہ کے دن اپنے سب خورد و کلاں کو بلایا اور سارے شہر  
باجاز سولی چڑھے گا۔ پس مظلوم کے کپڑے اتروائے اور صلیب

کے بلے اسے اٹھوائے کانٹوں کے ہار پہنائے اور کشاں کشاں سارے شہر میں پھراتے مضحکے  
اڑاتے تالیاں لگاتے شہر کے ہر کھوری کے میدان میں لے آئے۔ وہاں جمعہ کے دن صلیب  
گاڑ کر دو بجے دن کے قریب انہیں سولی پر لٹکا دیا اور اپنے خرمن اقبال کو جلادیا۔ صلیب پر لگنا ہی تھا  
کہ رات بھر کی ایلی ایلی لہا سبھتی کی دعاء اپنی قبولیت کا رنگ لائی۔ خدا کی غیرت جوش میں آئی  
بادلوں کے دل اس نظارہ ظلم عظیم کو دیکھ کر پھلے اور لشکر عدد و برق اور طوفان باد و ہاراں کو لے کر فوج  
یہود پر یکبارگی حملہ کر کے ٹوٹ پڑے اور انہیں مہوت و منتشر کر دیا۔ ادھر پلاطوس کو آمادہ کیا گیا کہ  
وہ حکمت عملی سے مسیح کو بچا دے۔ اس نے یہود سے مخفی اندر ہی اندر یوسف ارمنی کے ساتھ مل کر مسیح  
کو بچانے کا منصوبہ پکایا اور خدا نے ہڈی توڑ کلاما رڈالنے کا خیال سب کے دل سے بھلایا۔ ایک  
ظالم نے پہلی میں بھالا لگایا تو خون اور پانی بہ کر زندگی کا ثبوت سامنے لایا۔ پلاطوس نے یہ موقع  
پا کر اسے زندہ صلیب سے اترا دیا اور یوسف ارمنی کے حوالے کیا۔ اس نے اس کو ایک معطر اور  
ہوادار تہ خانہ میں رکھ کر اس کے زخموں اور ضعف کا حکیمانہ علاج پوشیدہ طور سے کرایا۔ پھر جب اس  
طرح مسیح نے کچھ آفاقہ پایا تو وہاں رہنا مشکل سمجھ سیاحت پر دل بھرا آیا۔ وہاں سے نکل گلیل کا رستہ  
لیا اور حواریوں کو چپکے سے کہلا بھیجا کہ اسی طرف راہ میں آ ملیں اور درود دل سنائیں اور سنیں۔ ان  
سے ملنے اور پھلی اور روٹی کھانے نے حیات کے ثبوت پر اور بھی جلد بڑھایا۔ نسخہ مرہم عیسیٰ کا  
استعمال ایک اور رنگ لایا اور خدا نے اسی ثبوت کے لئے آج تک ہزاروں کتب میں اس کو محفوظ  
رکھا۔ بارے اقاں خیراں سب گلیل تک جا پہنچے۔ گلیل میں بیٹھ کر الگ الگ ملک تبلیغ کے لئے  
حواریوں کو سوئپ اسرائیل کی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے لئے خود مسیح نے پہاڑ کی راہ لی اور نصیبین  
سے گذر کر لوق ووق جنگل کاٹے دریاؤں اور پہاڑوں کے سفر طے کرتے اور اسرائیلی بھیڑوں کا  
سراغ لگاتے لگاتے کچھ گروہ تو وسط ایشیاء اور کچھ افغانستان میں نظر آیا اور بہتوں کا پتہ کشمیر میں پایا  
اور ”اویسنہما النی ربوة ذات قرار ومعین“ کا راز ہاتھ آیا وہیں پہنچ اپنا گھر بنایا۔ ”ان اتخذوا  
من الجبال بیوتا“ کا حکم بجالایا۔ آخر ۹۵ء میں دور دنیا سے رخصت دوسری مگر کے محلہ خان  
یار میں مدفون بنایا۔ کہیں لاکھ اور کہیں بدھ نام پایا اور کہیں یوز آسف او شہزادہ نبی کہلایا اور دو ہزار  
برس تک یہ بھید مخفی رکھ لوگوں کو خوب کھپایا۔“

(حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات مؤلفہ معراج دین منظور نظر مرزا قادیانی آنجمانی، تاریخ طبع ۱۲/۱۲/۱۹۰۶ء)  
یہ قادیانی تفسیر مرزا قادیانی کے نہایت منظور نظر صحابی کی ہے اور اس کی مقبولیت کا  
اندازہ اسی امر سے ہو سکتا ہے کہ اس کو براہین احمدیہ کی ایک جزو بناتے ہوئے اسی کاغذ اسی تقطیع

اسی سائز پر چھو کر براہین کے ساتھ الحاق کر دیا گیا ہے۔ نیز آج تک اس کو نہایت مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ مرزا قادیانی کی زندگی میں طبع ہوئی اور ضروری ہے کہ ان کی نظر سے گزری اور میرا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی کی ایماء سے کرایہ پر لکھوائی گئی۔ مگر آج تک اس کے ایک لفظ کی تردید نہیں ہوئی۔ اس لئے اس کتاب کو مرزا قادیانی کے الہامی تھیلے (براہین احمدیہ) کا دیباچہ تصور کریں۔ کیونکہ اس میں مرزا قادیانی کے تمام حال احوال چال ڈھال رنگ ڈھنگ الہام روایا چھوٹی بڑی سب باتیں لکھی ہوئی ہیں اور یہی صاحب براہین احمدیہ کے ناظم ناشر اور پبلشر بھی ہیں۔ اب جن خرافات کو آپ نے پیش کیا ہے وہ فسانہ آزاد ہیں تو کہاں الف سبیل میں بھی شاید نہ ملے گی۔ ایسا طوفان بے تمیزی نہ سنا اور نہ دیکھا۔ اسی حضرت! یہ تو فرمائیے کہ ان واقعات کی سند کیا ہے۔ کہاں سے آپ نے اس کو اخذ کیا۔ تمام کتب سادی میں تو اس کا ذکر ہی نہیں۔ بلکہ فرقان مجید اس کی پر زور تردید کرتا ہوا اعلان کرتا ہے۔ ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک“ یعنی یہود نامسعود تو جناب کلمۃ اللہ کو چھو بھی نہ سکے اور صلیب کے بلے اٹھوانا تو کیا قرآن کریم بیاہنگ دہل اعلان کرتا ہے۔ ”وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوه وما صلبوه“ یعنی یہود پلید کے اس قول پر فعل پر نہیں بلکہ صرف قول پر اس لئے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی کہ وہ یہ کیوں ناپاک کلمہ زبان پہ لاتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو جو اللہ کے رسول تھے قتل یا صلیب دے دیا۔ اب آپ ہی ایمان سے کہئے آپ بلے اٹھوار ہے ہیں اور ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں کہ کل ایک مظلوم صلیب دیا جائے گا اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ صلیب دیا گیا۔ تمہاری عقل کو کبھی گھاس چرنے سے فرصت بھی ملتی ہے اور اگر کبھی اتفاق سے وہ فارغ ہو تو خالد وزیر آبادی کا پیغام اس کو دینا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرمائے کہ کوئی مردود، مسیح کو نہ چھوسکا اور مصلوب کرنا تو کارے دار ہے کوئی اس کی ہوا کو بھی نہ پہنچ سکا۔

جیسا کہ قرآن شاہد ہے ”ومطہرک من الذین کفروا“ اب تم یہ کہتے ہو کہ ہاتھوں اور پاؤں میں کیل لگائے گئے۔ تم سچے ہو یا خدا؟ یقیناً خدا سچا ہے۔ پھر یہ تم نے گمراہی کی تمکیداری کیوں لے رکھی ہے۔ عقل کی بات کرو ایک بے بنیاد واقعہ جس کی تاریخ گواہی نہ دے کتب سادی منہ توڑیں اقوال الرجال مخالفت کریں۔ ساڑھے تیراں سو برس سے وہ جزو ایمانیات میں رگ جان کی طرح چلا آئے۔ اب یہ تم کون جو خواہ خواہ تو مان نہ مان میں تیرا مہمان بنیں۔ آخر یہ لچر اور بیہودہ قصہ یادہ گوئی نہیں تو اور کیا ہے۔ کتنا ظلم ہے کہ خدا تعالیٰ کو تم بودا سمجھتے ہوئے خواہ خواہ اندھیری اور ہارش میں الجھ رہے ہو اور تمہارا قادیانی بھونچال اور

قلبت کا سہارا لے رہا ہے۔ سنو اور غور سے سنو نہ اس کی ضرورت وہ تو وہ ذات پاک ایسی ہے جو ایک کیا نظریہ پیش کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تو یہ ہے کہ یہودیوں سے مرعوب و خائف موقعہ کا تلاشی رہا۔ خوشامد ہوئی اور جب یہ سامان پیدا ہوئے تو پتیارا ڈھکے اور اس طرح سے مسیح کو جو مرنے سے بدتر ہو چکا تھا ہو چکا تھا اور کئی دن کا بھوکا اور پیاسا بے ہوشی کے بھالے کا کچھو کہ لگواتے ہوئے صلیب سے اترواد اور خوشبودار تہ خانہ میں رکھو اور کستوری نہ ہو تو کیا، قاف اور چپکے چپکے زخموں پہ لگاتے جاؤ۔ مگر دیکھنا کہیں یہ اور معذوری کا تو علم ہی ہے نہ بچا سکوں گا۔ استغفرا پھرتے ہو۔ کچھ تو خوف خدا کرو یہ مرہم عیسیٰ کا چکر کہ لے جائے۔ یہ تو بازاری حکیموں کے چہ بے ہیں۔ اور عیسیٰ خیل یعنی ڈوبے ہوئے کو تنکوں کا سہارا تلاش کر بھیڑیں رہتی ہیں تمہاری جہالت کی بھی کوئی حد۔ و بے زکوۃ شخص سے بیچ دے رہو۔ جو بدھ کے نام کے تمہارے قادیانی نے مسیح ہندوستان کے نام سے ایک ثابت کرنے کے لئے اڑی چوٹی کا زور مارا۔ الہی مدد سے وہ ایسا برگشتہ ہوا کہ خدا کی توحید کا وہ الہامی نام کو جو بطور انعام جناب مریم کو ملائکہ کی بشارت پسند کیا۔ آپ کے اس نظریے سے تو یہ معلوم ہوا کہ نہیں جانتے کہ ان کا ریفارمر ایک ہی ہے۔ واقعی یہ آپ نے تو کہہ دیا اور یوز آسف اور شہزادہ نبی کی کفر کفر باشد کے مصداق، مسیح نے جہاں توحید الہی کی۔ مسیح سے لایمک بنا اور لایمک سے بدھ ہوا اور رکھا اور یہاں بھی قرار نہ آیا تو آخر شہزادہ نبی کے نام

کے ساتھ الحاق کر دیا گیا ہے۔ نیز آج تک اس کو نہایت مقبولیت کی نگاہ  
 زرا قادیانی کی زندگی میں طبع ہوئی اور ضروری ہے کہ ان کی نظر سے گذری  
 قادیانی کی ایماء سے کرایہ پر لکھوائی گئی۔ مگر آج تک اس کے ایک لفظ کی  
 نئے اس کتاب کو مرزا قادیانی کے الہامی تھیلے (برائین احمدیہ) کا دیباچہ  
 مرزا قادیانی کے تمام حال احوال چال ڈھال رنگ ڈھنگ الہام روایا  
 ہی ہوئی ہیں اور یہی صاحب برائین احمدیہ کے ناظم ناشر اور پبلشر بھی  
 آپ نے پیش کیا ہے وہ فسانہ آ زاد ہیں تو کہاں الف لیلیٰ میں بھی شاید نہ  
 یزیدی نہ سنا اور نہ دیکھا۔ اہی حضرت! یہ تو فرمائیے کہ ان واقعات کی سند  
 نے اس کو اخذ کیا۔ تمام کتب سادی میں تو اس کا ذکر ہی نہیں۔ بلکہ فرقان  
 ناہوا اعلان کرتا ہے۔ ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک“ یعنی  
 اللہ کو چھو بھی نہ سکے اور صلیب کے بلے اٹھوانا تو کیا قرآن کریم بباگ  
 نولہم انما قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما  
 سوہ“ یعنی یہود پلید کے اس قول پر فعل پر نہیں بلکہ صرف قول پر اس لئے  
 وہ یہ کیوں ناپاک کلمہ زبان پہ لاتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو جو اللہ کے رسول  
 یا۔ اب آپ ہی ایمان سے کہئے آپ بلے اٹھوار ہے ہیں اور ڈھنڈورہ  
 مظلوم صلیب دیا جائے گا اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ صلیب دیا گیا۔  
 چرنے سے فرصت بھی ملتی ہے اور اگر کبھی اتفاق سے وہ فارغ ہو تو خالد  
 دینا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرمائے کہ کوئی مردود، مسیح کو نہ چھوسکا اور مصلوب کرنا  
 کی ہوا کو بھی نہ پہنچ سکا۔

ان شاہد ہے ”ومطهرک من الذین کفروا“ اب تم یہ کہتے ہو کہ  
 س لگائے گئے۔ تم سچے ہو یا خدا؟ یقیناً خدا سچا ہے۔ پھر یہ تم نے گمراہی  
 رکھی ہے۔ عقل کی بات کرو ایک بے بنیاد واقعہ جس کی تاریخ گواہی نہ  
 یں اقوال الرجال مخالفت کریں۔ ساڑھے تیراں سو برس سے وہ جزو  
 کی طرح چلا آئے۔ اب یہ تم کون جو خواہ مخواہ تو مان نہ مان میں تیرا  
 اور یہودہ قصہ یادہ گوئی نہیں تو اور کیا ہے۔ کتنا ظلم ہے کہ خدا تعالیٰ کو تم  
 اہ اندھیری اور بارش میں الجھ رہے ہو اور تمہارا قادیانی بھونچال اور

قلمت کا سہارا لے رہا ہے۔ سنو اور غور سے سنو نہ اس کو کسی بودے سہارے کی تلاش، نہ اسباب  
 کی ضرورت وہ تو وہ ذات پاک ایسی ہے جو ایک لفظ کن سے جو چاہے سو کرے۔ شرم کرو  
 کیا نظریہ پیش کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تو یہ چاہتی تھی کہ مسیح کو بچا دے۔ مگر آہ ارادہ ازلی  
 یہودیوں سے مرعوب و حائف موقعہ کا متلاشی رہا۔ پہلے اندھیری کی منت کی بعد میں بادل کی  
 خوشامد ہوئی اور جب یہ سامان پیدا ہوئے تو بیچار اڈرتے ڈرتے پلاطوس کی اعانت کا طالب ہوا  
 اور اس طرح سے مسیح کو جو مرنے سے بدتر ہو چکا تھا جس کا بدن موٹے موٹے کیلوں سے چھلنی  
 ہو چکا تھا اور کئی دن کا بھوکا اور پیاسا بے ہوشی کے عالم میں مردہ ہو چکا تھا۔ ایک زبردست  
 بھالے کا بچو کہ لگواتے ہوئے صلیب سے اتروادیا اور یوسف آرمینی کی منت گذاری کی کہ  
 خوشبودار تہ خانہ میں رکھیو اور کستوری نہ ہو تو کیا، قادیان سے منگالینا۔ مرہم عیسیٰ کا نسخہ تیار کرو  
 اور چپکے چپکے زخموں پہ لگاتے جاؤ۔ مگر دیکھنا کہیں یہودی نہ دیکھ لیں۔ ورنہ پھر تم کو میری مجبوری  
 اور معذوری کا تو علم ہی ہے نہ بچا سکوں گا۔ استغفر اللہ! آخر یہ کیا سمجھ کر ایمان کے پیچھے لٹھ لئے  
 پھرتے ہو۔ پچھ تو خوف خدا کرو یہ مرہم عیسیٰ کا چکر کہیں نمک سلیمانی اور طلا و پتی صاحب ہیں نہ  
 لے جائے۔ یہ تو بازاری حکیموں کے چرے ہیں۔ وہ وسط ایشیاء میں مسیح کی بھیڑیں موسیٰ خیل  
 اور عیسیٰ خیل یعنی ڈوبتے ہوئے کو تنکوں کا سہارا تلاش کرنا حاصل مراد ہیں اور وسط ایشیاء میں کتنی  
 بھیڑیں رہتی ہیں تمہاری جہالت کی بھی کوئی حد ہے کہ اس معصوم مسیح کو ایک مشرک بے نماز  
 و بے زکوٰۃ شخص سے مسیح دے رہو۔ جو بدھ کے نام سے مشہور ہے۔ گویا کہ بدھ مسیح تھا۔ جیسا  
 کہ تمہارے قادیانی نے مسیح ہندوستان کے نام سے جو کتاب لکھی ہے۔ اس میں بدھ اور مسیح کو  
 ایک ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور مارا ہے۔ اگر بدھ ہی مسیح تھا تو گویا مرہم عیسیٰ اور  
 الہی مدد سے وہ ایسا برگشتہ ہوا کہ خدا کی توحید کا وہ قائل نہ رہا اور یہی وجہ ہے کہ اس نے اس  
 الہامی نام کو جو بطور انعام جناب مریم کو ملا مکہ کی بشارت سے ملا تھا۔ چھوڑ دیا اور بدھ کے نام کو  
 پسند کیا۔ آپ کے اس نظریے سے تو یہ معلوم ہوا کہ جینی اور عیسائی دراصل بھائی بھائی ہیں جو  
 نہیں جانتے کہ ان کا ریفارم ایک ہی ہے۔ واقعی یہ آپ نے بڑا احسان کیا۔ کوئی ماننے نہ ماننے  
 آپ نے تو کہہ دیا اور یوز آسف اور شہزادہ نبی کی بھی خوب کہی۔ گویا نعوذ باللہ خاکم بدہن نقل  
 کفر کفر نباشد کے مصداق، مسیح نے جہاں توحید الہی سے منہ موڑا وہاں نصاریٰ سے بھی بے وفا کی  
 کی۔ مسیح سے لایمک بنا اور لایمک سے بدھ ہوا اور بدھ سے پھر یہودی بنا اور یوز آسف نام  
 رکھا اور یہاں بھی قرار نہ آیا تو آخر شہزادہ نبی کے نام سے مر گیا۔ سبحان اللہ! قربان جاؤں آپ



کی اس نرالی منطق اور بے پندے کی رسالت پر، ہے کوئی مسیح کا لال یا تمام سو گئے۔ جو یہ بتانے کی زحمت گوارہ کرے کہ یہ خرافات کی پوٹ کس معیار صداقت پر پوری اتر سکتی ہے۔ اگر کوئی مرزائی ان چاروں ناموں کو ایک نام میں مدغم کر دے اور تاریخ سے اس کی تصدیق کر دے تو علاوہ انعام موعودہ کے یکصد روپیہ بطور انعام پیش کیا جائے گا اور اس کی معیاد تاقیام زمانہ ہے۔ اگر کوئی جیتا جاگتا مرزائی ہے تو دامن رسالت کا ذبہ سے اس دھبے کو دھونے کی کوشش کرے ورنہ سمجھا جائے گا کہ نواب کلومر گئے جو فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ مگر

سنجھل کے رکھنا قدم دشت خار میں بجنوں  
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

”وقولہم انا قتلنا المسيح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ“ اس آیت کریمہ نے قادیانی جھوٹے کو گویا آگ ہی دکلا دی اور گویا اب اس میں وہ طاقت ہی نہ رہی کہ جس سے جل کی مشینری چل سکے۔ میرے خیال میں تو اب اس کے پرزے ہی اس قائل نہیں کہ کچھ بھی کذب بن سکیں۔ کیونکہ ان کے زبردست دلائل ہی کچھ ایسے ہیں جو مرزائی تانے بانے کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیں۔ پس غور سے سنئے ہجرت سنت انبیاء ہے اور سبھی پیامبر اس سنت کریمہ پر عمل پیرا ہوتے آئے ہیں اور یہ مسلمہ اور مصدقہ مرزا قادیانی ہے کہ جناب مسیح واقعہ صلیب سے قبل ساڑھے تینتیس سالہ مدت العمر میں اس اہم فرض سے سبکدوش نہ ہو سکے۔ اب وعدہ الہی یا عیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی جلد وفا کا متمنی ہے اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ وہ ۸۷ برس کشمیر میں رہے۔ اگر ترجمہ بقول مرزا ہوتا کہ اے عیسیٰ ہم تمہیں موت دیں گے اور تیری روح کو اپنی طرف اٹھائیں گے پھر بھی موت دینے کے فوراً بعد اٹھانے کا وعدہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ۸۷ برس والا معاملہ کشمیر محض من گھڑت اور تراشیدہ ہے اور اگر ترجمہ قوائد توفی کے تحت میں کیا جائے۔ جیسا کہ صحیح ہے کہ توفی کے معنی سوائے پورا لینے کے اور کچھ ہے ہی نہیں اور جہاں بھی اس کے معنی موت کے لئے گئے ہیں وہ مجازی ہیں اور کوئی قرینہ ساتھ ہے۔ اب معاملہ یوں ہے کہ مسیح علیہ السلام یہود کے محاصرے میں گرفتار ہیں۔ اس گرفتاری میں وہ خدا سے اعانت کی دعاء کرتے ہیں۔ اللہ وعدہ دیتا ہے کہ اے عیسیٰ میں تمہیں اپنے قبضے میں لینے والا ہوں یا پورا پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ بس یہاں دہی باتیں ہیں یا تو یہ مان لیا جائے کہ یہود کی تجویز کامیاب ہو گئی اور خدا کی تدبیر ناکام ہوئی۔ یہود خدا پر غالب آئے اور اس کے رسول کو مصلوب کر دیا اور اگر یہ نہیں اور یقیناً نہیں تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو جو مرکب تھا روح معہ جسد کے

میرے طور پر اپنی طرف اٹھا لیا اور یہی مسیح کی ہجرت کے، تو اتنا اور عرض کر دوں کہ چونکہ جناب جنات ملکیت زیادہ تھے۔ اس لئے ان کی ہجرت علیہ السلام سے چند وعدہ ربانی بھی کچھ ایسے تو موزوں نہ تھا۔ مثلاً سن کہولت میں کلام کرنا اور انسانی پر تاثرات زمانہ کی وجہ سے بے حد مضراثر کہ اگر وہ زمین پر ایک دو از عرصہ بسر فرماتے تو ناک میں دم کر دیتے اور نیز عہد رسالت نبوی ہوتی کی سن کہولت نہ رہتی اور وعدہ الہی یہ تھا کہ وہ تم جیسے دھریہ لوگ صبح سے شام تک دماغ چائے جاتا رہتا وہ یہ کہ امتحان کا موقعہ اور ایمانی مظاہرہ خدا کی قادریت پر حرف لاتی اور کہتی کہ اگر مسیح کے لئے کیوں چھوڑ دیا گیا۔ خدا میں یہ طاقت ہے کہ علاوہ یہود کی صحبت سے پاک کرنے کا وعدہ پلیدی کی صحبت سے قطعاً پاک نہ رہ سکتے تھے۔ اس مقصدیاد سے عیاں ہے۔ یہ تھا و باچہ اس آیت کہ مرزائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح کو لگائے گئے منہ پر تھوکا گیا۔ بدن پر تازیانی ہوئی پر چڑھایا گیا۔ مگر چونکہ خدا خفیہ تجویز فرما چکا تھا میں طرح طرح کے مصائب جھیلنے پڑے۔ مگر کا مکر تھا اور یہی بہترین تجویز الہی ہو سکتی تھی۔ ا کے فعل پر لعنت نہیں کی۔ بلکہ قول پر کی ہے کہ وہ قادیانی کہتے ہیں کہ فعل پر کی ہے اگر فعل پر لو سابق انبیائے سابقین کی طرح جو یقیناً معصوم میں قرآن حکیم نے کیا ہے جیسا کہ فرمایا ”ویقتا و قتلہم الانبیاء بغیر حق“

بے پندے کی رسالت پر، ہے کوئی مسیح کالال یا تمام سو گئے۔ جو یہ  
رے کہ یہ خرافات کی پوٹ کس معیار صداقت پر پوری اتر سکتی ہے۔ اگر  
وں ناموں کو ایک نام میں مدغم کر دے اور تاریخ سے اس کی تصدیق  
م موعودہ کے یکصد روپیہ بطور انعام پیش کیا جائے گا اور اس کی معیاد  
کوئی جیتا جاگتا مرزائی ہے تو دامن رسالت کا ذبہ سے اس دھبے کو دھونے  
سنجھل جائے گا کہ نواب کلومر گئے جو فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ مگر

سنجھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں

کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

ہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ " اس آیت  
نہ پرے کو گویا آگ ہی دکھلا دی اور گویا اب اس میں وہ طاقت ہی نہ رہی کہ  
بی چل سکے۔ میرے خیال میں تو اب اس کے پرے ہی اس قابل نہیں کہ  
ہا۔ کیونکہ ان کے زبردست دلائل ہی کچھ ایسے ہیں جو مرزائی تانے بانے کو  
س غور سے سنئے ہجرت سنت انبیاء ہے اور سبھی پیامبر اس سنت کریمہ پر عمل  
ور یہ مسلمہ اور مصدقہ مرزا قادیانی ہے کہ جناب مسیح واقعہ صلیب سے قبل  
ت العمر میں اس اہم فرض سے سبکدوش نہ ہو سکے۔ اب وعدہ الہی یسا  
وفیک ورافعلک الی جلد وفا کا متنی ہے اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ وہ  
ہے۔ اگر ترجمہ بقول مرزا ہوتا کہ اے عیسیٰ ہم تمہیں موت دیں گے اور تیری  
نیں گے پھر بھی موت دینے کے فوراً بعد اٹھانے کا وعدہ اس بات پر دلالت  
الا معاملہ کشمیر محض من گھڑت اور تراشیدہ ہے اور اگر ترجمہ تو اند تو فی کے تحت  
صحیح ہے کہ تو فی کے معنی سوائے پورا لینے کے اور کچھ ہے ہی نہیں اور جہاں بھی  
لئے گئے ہیں وہ مجازی ہیں اور کوئی قرینہ ساتھ ہے۔ اب معاملہ یوں ہے کہ  
کے محاصرے میں گرفتار ہیں۔ اس گرفتاری میں وہ خدا سے اعانت کی دعاء  
دیتا ہے کہ اے عیسیٰ میں تمہیں اپنے قبضے میں لینے والا ہوں یا پورا پورا لینے  
طرف اٹھانے والا ہوں۔ بس یہاں وہی باتیں ہیں یا تو یہ مان لیا جائے کہ  
ہو گئی اور خدا کی تدبیر ناکام ہوئی۔ یہود خدا پر غالب آئے اور اس کے رسول  
کریم نہیں اور یقیناً نہیں تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو جو مرکب تھا روح معہ جسد کے

پورے طور پر اپنی طرف اٹھا لیا اور یہی مسیح کی ہجرت ہے اور اگر مقام ہجرت کی وجہ سے رگ الحاد  
پھڑکے، تو اتنا اور عرض کر دوں کہ چونکہ جناب مسیح کی ولادت نحمہ جبرائیل سے تھی اور ان میں  
صفت ملکیہ زیادہ تھے۔ اس لئے ان کی ہجرت بھی ایسے ہی مقام پر موزوں تھی اور نیز جناب مسیح  
علیہ السلام سے چند وعدہ ربانی بھی کچھ ایسے ہی تھے کہ جن کی وجہ سے ان کا زمین پر رہنا قطعاً  
موزوں نہ تھا۔ مثلاً سن کہولت میں کلام کرنا اور یہ ظاہر ہے کہ ایک لمبی عمر زمین پر گزارنا تو اسے  
انسانی پر تاثرات زمانہ کی وجہ سے بے حد مضراثر ڈالتا ہوا پیر فرقت بنا دیتا ہے اور نیز اس لئے بھی  
کہ اگر وہ زمین پر ایک دو از عرصہ بسر فرماتے تو تم جیسے لاکھوں انسان ان کے گردا گرد حلقہ کھینچ،  
ناک میں دم کر دیتے اور نیز عہد رسالت نبوی میں رخنہ اندازی ہوتی اور سب سے بڑی بات یہ  
ہوتی کی سن کہولت نہ رہتی اور وعدہ الہی یہ تھا کہ وہ ادھیڑ عمر میں کلام کریں گے اور اگر زمین پر ہوتے  
تم جیسے دھریہ لوگ صبح سے شام تک دماغ چاٹتے رہتے اور دنیا جس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے وہ  
جاتا رہتا وہ یہ کہ امتحان کا موقعہ اور ایمانی مظاہرہ مفقود ہو جاتا اور سب سے اہم بات یہ ہوتی کہ دنیا  
خدا کی قادریت پر حرف لاتی اور کہتی کہ اگر مسیح کو اتنی لمبی عمر دینا ہی مقصود تھا تو انہیں دنیا کے مذاق  
کے لئے کیوں چھوڑ دیا گیا۔ خدا میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اپنے بندے کو آسمان پر لے جاتا اور اس  
کے علاوہ یہود کی صحبت سے پاک کرنے کا وعدہ تھا اور اگر وہ زمین پر کہیں بھی ہجرت کرتے تو یہود  
پلید کی صحبت سے قطعاً پاک نہ رہ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ امر مقدس یونہی تھا۔ جیسا کہ وکسان امر آ  
مقضیہ سے عیاں ہے۔ یہ تھا دیباچہ اس آیت کریمہ کا اب سنئے۔

مرزائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح کو ہر ممکن تکلیف جسمانی اور روحانی دی گئی۔ طمانچے  
لگائے گئے منہ پر تھوکا گیا۔ بدن پر تازیانی ہوئی۔ طرح طرح سے استہزاء کیا گیا اور ہالا خر صلیب  
پر چڑھایا گیا۔ مگر چونکہ خدا خفیہ تجویز فرما چکا تھا۔ اس لئے چاہئے اس کو بھوک پیاس درد و کرب  
میں طرح طرح کے مصائب جھیلنے پڑے۔ مگر وہ ایسا سخت جان واقع ہوا کہ جان نہ نکلی اور یہی خدا  
کا مکر تھا اور یہی بہترین تجویز الہی ہو سکتی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ خیال ہی مردود ہے۔ خدا نے ان  
کے فعل پر لعنت نہیں کی۔ بلکہ قول پر کی ہے کہ وہ ایسا کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے اور مرزا  
قادیانی کہتے ہیں کہ فعل پر کی ہے اگر فعل پر لعنت کی ہوتی تو پھر عبارت یوں نہ ہوتی۔ بلکہ مثل  
سابق انبیائے سابقین کی طرح جو یقیناً معصوم و بے گناہ رسول تھے اور جن کا ذکر ایک عام انداز  
میں قرآن حکیم نے کیا ہے جیسا کہ فرمایا "و یقتلون النبیین بغیر حق"  
وقتلہم الانبیاء بغیر حق " یہاں لعنت یہود کے فعل پر ہوئی۔ مگر آیت مذکورہ

بالا میں لعنت یہود کے قول پر کی۔ اب غور کیجئے کہ یہ جو معصوم انبیاء یہود کے ہاتھوں قتل ہوئے اور ظاہر ہے اور مرزا قادیانی کا اس پر اتفاق ہے کہ یہود کا طریق کار یہی تھا کہ وہ پہلے مصلوب کرتے بعد میں ہڈیاں توڑتے تھے اور اسی کو قتل و مصلوب کہتے تھے۔ انصاف سے کہئے اور ایمان کی روشنی میں جواب دیجئے کہ کیا یہ سب نعوذ باللہ لعنتی موت مرے اور ان کی روح آسمان پر نہ اٹھائی گئی۔ قرآن شاہد ہے کہ وہ معصوم بے گناہ پاک نبی تھے۔ مگر کسی ایک کی روح کے اٹھانے کو قرآن نہیں کہتا ہے۔ کیوں نہیں کہتا صرف اس لئے کہ وہ اعلان کر چکا۔

”الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (فاطر: ۱۰)“ یعنی تمام روحیں اسی کی طرف صعود کرتی ہیں۔ نیک عمل اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ پھر دوبارہ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے خاموشی اختیار کی اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت تھی۔ مگر اس آیت میں فعل قتلہم یا صلیبہم پر لعنت نہیں کی۔ بلکہ وقولہم پر لعنت کی۔ اگر یہود پلیدے قتل کر دیا ہوتا تو اس کے تذکرہ کی یوں تردید و تردید کی ضرورت ہی نہ تھی۔ جس طرح سابقہ معصومین تختہ دار کی نظر ہوئے یونہی غریب مسیح بھی و قتلہم الانبیاء میں آ جاتے۔

اب قرآن کریم کے اعجاز کو ملاحظہ کیجئے۔ اللہ اللہ ایسی فصیح و بلیغ کلام ہے اور اس کے لفظ لفظ میں وہ وہ معارف بھرے ہیں کہ سبحان اللہ! مگر آنکھیں چائیں ظاہر کی نہیں باطن کی، ارشاد ہوتا ہے۔ وما قتلوه دراصل یہ یہود کے باطل عقیدے کا رد ہے۔ ان کے دُعم باطل میں تھا کہ ہم نے مسیح کو قتل با صلیب کیا ہے۔ جیسا کہ ان کا رواج مذکور ہو چکا۔ اللہ فرماتے ہیں یہود مسیح کو قتل نہ کر سکے اور پھر دوبارہ فرمایا یقیناً یہود پلیدے مسیح کو قتل نہ کر سکے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا۔ ”وما صلیبوه“ یعنی نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ مسیح چنانسی چڑھ کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس ردی عقیدے کی تردید فرماتے ہیں کہ یہود مسیح کو مصلوب بھی نہ کر سکے۔ ان دونوں مدعیوں کے دعویٰ کو باطل قرار دینے کے بعد اب سوال ہوتا ہے کہ وہ قیدی جس کو مصلوب و قتل کے لئے چنا گیا تھا اور جو قتل و مصلوب ہونے سے بچ گیا۔ وہ کون تھا اور پھر وہ کہاں گیا۔

قبل اس کے کہ میں اس سوال کا جواب دوں۔ یہاں ایک اور اشکال پڑتا ہے۔ مناسب ہے کہ پہلے وہی حل کروں وہ یہ کہ یہود کو کیا ضرورت تھی کہ وہ مسیح کو بلا صلیب دیئے۔ یہ چیز اپنے اعتقاد میں داخل کر لیں۔ ان کا خیال صحیح ہے کہ انہوں نے کسی کو چنانسی ضرور دیا اور کلام مجید بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ کوئی چنانسی ضرور ہوا۔ مگر وہ مسیح نہ تھا۔ اسی لئے یہ الفاظ اس کے آگے فرمائے۔ ولکن شبہ لہم!

اب نحو کے قاعدہ کی رو سے عبا  
لیکن قتل ہوا اور صلیب دیا گیا وہ شخص جو مسیح  
زید و لکن عمر“ اب یہ عبارت نحو کی  
عمر“ یعنی نہیں کھڑا ہوا زید و لیکن کھڑا  
مخالف ہو۔ یعنی جس چیز کی پہلے نفی کی گئی  
مثلاً ”ما مات زید و لکن عمر“ اس  
مات عمر“ یعنی پہلے فقرے میں زید کے  
کا اقرار ہو رہا ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے قتل  
اس کو قتل اور نہیں صلیب دیا کسی نے اس کو  
یعنی مسیح قتل و صلیب نہیں ہوا ان دونوں  
کے قاعدے کی رو سے ساری عبارت پور  
و قتلوا شبہ لہم“ یعنی نہیں قتل ہوا وہ  
شخص جو اس کی مشابہت رکھتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کا وہ مربی  
کاٹے۔ مگر رفاقت کو نہ چھوڑا اپنے منہ  
سے عالم بقاء کو جارہا تھا تو حضور ﷺ اس  
صرف ایک دفعہ تو کلمہ شہادت میرے کا  
کر سکوں۔

”انک لا تہدی من احبہ“  
اب دیکھئے و لکن سے پہلے  
ہدایت نہیں دے سکتی۔ لیکن اللہ جس کو ک  
نفی کی گئی دوسرے میں اس کا اثبات ہوا  
ایک اور نقطہ بھی حل کر دوں  
وہم بس گیا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے  
ہر فرقانی آیت میں اسے مسیح کی موت  
عی ہر یاد دل نظر آتی ہے۔

کے قول پر کی۔ اب غور کیجئے کہ یہ جو معصوم انبیاء یہود کے ہاتھوں قتل ہوئے اور دینی کا اس پر اتفاق ہے کہ یہود کا طریق کاری یہی تھا کہ وہ پہلے مصلوب کرتے تھے اور اسی کو قتل و مصلوب کہتے تھے۔ انصاف سے کہئے اور ایمان کی روشنی سے کیا یہ سب نعوذ باللہ لعنتی موت مرے اور ان کی روح آسمان پر نہ اٹھائی گئی۔ وہ معصوم بے گناہ پاک نبی تھے۔ مگر کسی ایک کی روح کے اٹھانے کو قرآن نہیں کہتا صرف اس لئے کہ وہ اعلان کر چکا۔

یصعد الکلم الطیب والعلی الصالح یرفعہ (فاطر: ۱۰) یعنی صرف صعود کرتی ہیں۔ نیک عمل اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ پھر دوبارہ کہئے اس لئے خاموشی اختیار کی اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت تھی۔ مگر اس آیت میں صلیبہم پر لعنت نہیں کی۔ بلکہ و قولہم پر لعنت کی۔ اگر یہود پلیدے قتل کر دیا کی یوں تردید و تردید کی ضرورت ہی نہ تھی۔ جس طرح سابقہ معصومین تختہ دار یہ مسیح بھی وقتلہم الانبیاء میں آ جاتے۔

ان کریم کے اعجاز کو ملاحظہ کیجئے۔ اللہ اللہ ایسی فصیح و بلیغ کلام ہے اور اس کے عرف بھرے ہیں کہ سبحان اللہ! مگر آنکھیں چائیں ظاہر کی نہیں باطن کی، ارشاد صلیب یہ یہود کے باطل عقیدے کا رد ہے۔ ان کے زعم باطل میں تھا کہ ہم نے پایا ہے۔ جیسا کہ ان کا رواج مذکور ہو چکا۔ اللہ فرماتے ہیں یہود مسیح کو قتل نہ کر یقیناً یہود پلید مسیح کو قتل نہ کر سکے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا۔ ”وما صلیبہ“ ہے کہ مسیح پھانسی چڑھ کر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس بے وفائی فرماتے ہیں کہ یہود مسیح کو مصلوب بھی نہ کر سکے۔ ان دونوں مدعیوں کے بے وفائی کے بعد اب سوال ہوتا ہے کہ وہ قیدی جس کو مصلوب و قتل کے لئے چنا گیا ہونے سے بچ گیا۔ وہ کون تھا اور پھر وہ کہاں گیا۔

کے کہ میں اس سوال کا جواب دوں۔ یہاں ایک اور اشکال پڑتا ہے۔ یہی حل کروں وہ یہ کہ یہود کو کیا ضرورت تھی کہ وہ مسیح کو بلا صلیب دیئے۔ یہ غلط کر لیں۔ ان کا خیال صحیح ہے کہ انہوں نے کسی کو پھانسی ضرور دیا اور کلام ہے کہ کوئی پھانسی ضرور ہوا۔ مگر وہ مسیح نہ تھا۔ اسی لئے یہ الفاظ اس کے آگے

لہم!

اب نحو کے قاعدہ کی رو سے عبارت یوں ہوگی۔ ”ولکن قتلوا و صلیبوا شبہ لہم“ لیکن قتل ہوا اور صلیب دیا گیا وہ شخص جو مسیح کے مشابہ تھا اور واضح طور پر یوں سمجھئے جیسے ”ما قام زید ولكن عمر“ اب یہ عبارت نحو کی رو سے یوں سمجھی جائے گی۔ ”ما قام زید ولكن قام عمر“ یعنی نہیں کھڑا ہوا زید لیکن کھڑا ہوا عمر۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ لیکن کا ماقبل مضمون مابعد کے مخالف ہو۔ یعنی جس چیز کی پہلے نفی کی گئی ہے لیکن کے مابعد کے مضمون میں اسی چیز کا اثبات ہو۔ مثلاً ”ما مات زید ولكن عمر“ اب نحو کی رو سے یہ فقرہ یوں ہوگا۔ ”ما مات زید ولكن مات عمر“ یعنی پہلے فقرے میں زید کے مرنے کی نفی کی جا رہی ہے لیکن دوسرے میں عمر کی موت کا اقرار ہو رہا ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وما قتلوه وما صلیبوه“ یعنی نہیں کیا کسی نے اس کو قتل اور نہیں صلیب دیا کسی نے اس کو یہ دونوں کی ضمیریں مسیح علیہ السلام کی طرف پھرتی ہیں۔ یعنی مسیح قتل و صلیب نہیں ہوا ان دونوں الفاظ میں مسیح کے قتل و صلیب کی نفی کی جا رہی ہے۔ اب نحو کے قاعدے کی رو سے ساری عبارت یوں ہوگی۔ ”وما قتلوه وما صلیبوه ولكن صلیبوا و قتلوا شبہ لہم“ یعنی نہیں قتل ہوا وہ اور نہیں صلیب دیا گیا وہ، لیکن قتل ہوا اور صلیب دیا گیا وہ شخص جو اس کی مشابہت رکھتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کا وہ مربی چچا ابوطالب جس نے محصوری کو رفاقت پر ترجیح دی فاتحہ کائنات۔ مگر رفاقت کو نہ چھوڑا اپنے منہ میں نوالہ یتیم مکہ کے کھلانے کے بعد ڈالا۔ جب اس دنیا سے عالم بقاء کو جا رہا تھا تو حضور ﷺ اس کے سرہانے بیٹھے یہ فرماتے تھے کہ اے چچا ایک دفعہ اور صرف ایک دفعہ تو کلمہ شہادت میرے کان میں کہہ دے۔ تاکہ دن قیامت کے میں تمہاری سفارش کر سکوں۔

”انک لا تہدی من احببت ولكن اللہ یہدی من یشاء“ اب دیکھئے لیکن سے پہلے ہدایت دینے کی نفی ہو رہی ہے کہ تمہاری دلی محبت کسی کو ہدایت نہیں دے سکتی۔ لیکن اللہ جس کو چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔ جس چیز کی پہلے فقرے میں نفی کی گئی دوسرے میں اس کا اثبات ہوا۔

ایک اور نقطہ بھی حل کر دوں مرزا قادیانی چونکہ مراقی تھا۔ اس لئے اس کے دماغ میں یہ وہم بس گیا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اور یہ ان کا مار دینا ہی میری صداقت کی دلیل ہے۔ چنانچہ ہر فرقانی آیت میں اسے مسیح کی موت ہی موت نظر آتی تھی۔ سچ ہے سادہ کے اندھے کو ہر یاد دل ہی ہر یاد دل نظر آتی ہے۔

اب دیکھئے دما قتلہ و ماصلوہ کا صحیح ترجمہ لغت عرب کے مطابق صحیح یہ ہے کہ نہ قتل کیا یہود نے اس کو نہ صلیب دیا یہود نے اس کو، مرزا قادیانی تو وہم باطلہ کی رو سے صلیب کا ترجمہ سولی پہ مارنا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ لغت عرب اور عام محاورے کے قطعاً خلاف ہے۔ کیونکہ اگر صلوہ کے معنی صلیب پر موت دیا ہوا قبول کئے جائیں تو یہود کا تو یہی عقیدہ تھا کہ ہم نے مسیح کو جو اللہ کا رسول تھا صلیب کے ذریعے مار دیا۔ یہ تو صریحاً یہود پلید کی تائید ہوئی۔ اگر ایسا ہوا تو پھر خدائے حکیم کو صرف آیت یوں نازل کرنی چاہئے تھی۔ ”وقولہم انا صلیبنا السميع ابن مریم رسول اللہ“ مگر آیت یوں اتاری گئی۔ ”وقولہم انا قتلنا المسیح ابن مریم رسول اللہ“ اب قادیانی ترجمے کی رو سے معنی اس کے یوں ہو جائیں گے۔

یہودیوں کا یہ کہنا کہ ہم نے قتل کر دیا مسیح ابن مریم کو جو صلیب پر مراد ہوا تھا اور یہ ترجمہ بلاغت قرآنی پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ نیز صلیب اور اس کا اسم مفعول اگر مصلوب کے معنی سولی پر مارنا کے صحیح تسلیم کئے بھی جائیں تو مرزا قادیانی کی عبارت کے پلے کیا خاک رہ جاتا ہے۔ سنئے:

”صرف بعض اعضاء میں کنیں ٹھوکتے تھے اور پھر احتیاط کی غرض سے تین تین دن مصلوب کو بھوکے پیاسے صلیب پر چڑھائے رہتے۔ پھر بعد میں اس کی ہڈیاں توڑی جاتی تھیں۔ پھر یقین کیا جاتا تھا کہ اب مصلوب ہو گیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۸۱، جز ۳ ج ۳ ص ۲۹۶)

اب غور کیجئے کہ جو مصلوب ہو گیا۔ یعنی بقول مرزا امر گیا اس کو بھوک و پیاس کیسی اور مرزا قادیانی کی عبارت کے معنی کیا ہوئے کہ پھانسی پر مراد ہوا مر گیا۔ سبحان اللہ! اس برے پتہ اتر آنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ سنو یہاں پھانسی دینے اور قتل کرنے کا کوئی امکان ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ یہاں کسی فعل کی نفی نہیں فرماتے بلکہ قول کی فرماتے ہیں۔ یعنی یہود مسیح کو صلیب پر چڑھا ہی نہیں سکے۔ کیوں اس لئے کہ اگر یہود نے مسیح کو سولی پر کھینچ دیا ہوتا۔ جیسا مرزا قادیانی کہتا ہے تو قرآنی الفاظ و قولہم نہ ہوتے بلکہ ویکذبہم ہوتے۔ یعنی وہ جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم مسیح کو قتل کر دیا ہے اور سولی پر کھینچ دیا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دما صلوہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ ”بردار نہ کردند اور“ یعنی جناب مسیح کو سولی پر یہود نے نہ چڑھایا اور شاہ عبدالقادر صاحب بھی اس الفاظ قرآنی کا ترجمہ یہ فرماتے ہیں کہ ”نہ سولی پر چڑھایا اس کو“ اور لغت عرب بھی متفقہ طور سے صلب کے معنی سولی پر چڑھانا لیتی ہے اور یہاں ماصلوہ کا ترجمہ سوائے اس کے اور ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ سولی پر چڑھایا مسیح کو کسی نے۔

اب حیرانگی ہے کہ جب مسیح سوا پکا ہو۔ ”خدا نے مسیح سے وعدہ دیا کہ میں تمہیں

اب سولی پر ہاتھوں اور پاؤں لے لیا گیا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ یہ گندہ و رائدہ درگاہ ہیں۔ اگر کسی قادیانی کی رگ الو پیش کرے۔ جس کا معنی صلیب پر مرنے سوائے صلیب کے اس کو اور دوسرا کوئی نہ بلکہ صلیب پر چڑھانے کے ہوتے ہیں۔ فیہ لفی شک منہ ما لہم بہ من ع مختلف باتیں کرتے ہیں کچھ نہیں ان کو اس اس آیت کریمہ میں عیسائیوں کے بارے میں جدا جدا رائے خیال کر۔ اور اس کے بعد جی اٹھے بعض کہتے ہیں خیالات رکھتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں آرائیاں اور توہمات تو صرف ظن کی پیر روشناسی ہی نہیں اور جیسا کہ انجیل کہتی اور باقی وہاں کون تھا جو صحیح واقعات عقیدے بتاتے۔ اللہ فرماتے ہیں ”و کو یقیناً یہود نے قتل نہیں کیا۔ گویا یہ واقعہ کیا گیا۔ یہ ایک مغالطہ ہے۔ جس میں ان کی اس جھوٹی بات کو یقین کے م دونوں قوموں نے دھوکہ کھایا۔ واقعہ پھر وہ یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ یعنی دفعہ اللہ الیہ اللہ فرماتے ہیں

وما قتلوه واصلبوه کا صحیح ترجمہ لغت عرب کے مطابق صحیح یہ ہے کہ نہ قتل کیا دیا یہود نے اس کو، مرزا قادیانی تو وہم باطلہ کی رو سے صلیب کا ترجمہ سولی ناکہ یہ لغت عرب اور عام محاورے کے قطعاً خلاف ہے۔ کیونکہ اگر صلیب دیا ہوا قبول کئے جائیں تو یہود کا تو یہی عقیدہ تھا کہ ہم نے مسیح کو جو اللہ کا بیٹا ماردیا۔ یہ تو صریحاً یہود پلید کی تائید ہوئی۔ اگر ایسا ہوا تو پھر خدائے نازل کرنی چاہئے تھی۔ ”وقولہم انا صلبنا المسيح ابن مریم یوں اتاری گئی۔“ وقولہم انا قتلنا المسيح ابن مریم رسول کی رو سے معنی اس کے یوں ہو جائیں گے۔

کہنا کہ ہم نے قتل کر دیا مسیح ابن مریم کو جو صلیب پر مراد ہوا تھا اور یہ ترجمہ مادہ ہے۔ نیز صلیب اور اس کا اسم مفعول اگر مصلوب کے معنی سولی پر جائیں تو مرزا قادیانی کی عبارت کے لئے کیا خاک رہ جاتا ہے۔ سنئے:

اعضاء میں کیلیں ٹھونکتے تھے اور پھر احتیاط کی غرض سے تین تین دن صلیب پر چڑھائے رہتے۔ پھر بعد میں اس کی ہڈیاں توڑی جاتی تھیں۔

(ازالہ ابہام ص ۳۸۱، خزائن ج ۳ ص ۲۹۶)

ب مصلوب ہو گیا۔“ کہ جو مصلوب ہو گیا۔ یعنی بقول مرزا امر گیا اس کو بھوک و پیاس کیسی اور کے معنی کیا ہوئے کہ پھانسی پر مراد ہوا امر گیا۔ سبحان اللہ! اس برتے پہ اترا آنا؟ سنو یہاں پھانسی دینے اور قتل کرنے کا کوئی امکان ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے بلکہ قول کی فرماتے ہیں۔ یعنی یہود مسیح کو صلیب پر چڑھا ہی نہیں کر یہود نے مسیح کو سولی پر کھینچ دیا ہوتا۔ جیسا مرزا قادیانی کہتا ہے تو قرآنی بلکہ ویکذبہم ہوتے۔ یعنی وہ جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم مسیح کو قتل کر دیا ہے اور پھر شاہ ولی اللہ صاحب محدث واصلبہ کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ ”بردار مسیح کو سولی پر یہود نے نہ چڑھایا اور شاہ عبدالقادر صاحب بھی اس الفاظ میں کہ ”نہ سولی پر چڑھایا اس کو“ اور لغت عرب بھی متفقہ طور سے صلب قتی ہے اور یہاں مصلبہ کا ترجمہ سوائے اس کے اور ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ

اب حیرانگی ہے کہ جب مسیح سولی پر چڑھائے ہی نہ گئے ہوں اور مرزا قادیانی خود کہہ چکا ہو۔ ”خدا نے مسیح سے وعدہ دیا کہ میں تمہیں صلیب سے بچاؤں گا۔“

(ضمیمہ تختہ گولڈ ویہ ص ۵، خزائن ج ۱ ص ۴۴)

اب سولی پر ہاتھوں اور پاؤں میں کیل ٹھونکے گئے۔ ہڈیاں توڑی گئیں۔ کہاں سے لے لیا گیا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ یہ گندہ و ناپاک عقیدہ ان لوگوں کا ہے۔ جو خدا کے نافرمان اور رائدہ درگاہ ہیں۔ اگر کسی قادیانی کی رگ الحاد پھڑکنے سے نہ رکے تو وہ کوئی ایسا لفظ لغت عرب سے پیش کرے۔ جس کا معنی صلیب پر مرنے کے ہوں اور وہ تلاش کرتا کرتا مر ہی کیوں نہ جائے۔ مگر سوائے صلیب کے اس کو اور دوسرا کوئی نہ ملے گا اور اس کے معنی صلیب پر مارنے کے نہیں ہوتے بلکہ صلیب پر چڑھانے کے ہوتے ہیں۔ اس کے آگے ارشاد ہوتا ہے۔ ”وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن“ اور جو لوگ یعنی نصاریٰ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف قیاس و انکل پر چل رہے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں عیسائیوں کے ان مختلف الخیال فرقوں کا ابطال ہے جو جناب مسیح کے بارے میں جدا جدا رائے خیال کرتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ تین دن تک مرے رہے اور اس کے بعد جی اٹھے بعض کہتے ہیں کہ وہ تین گھنٹے تک مرے رہے۔ ایسا ہی مختلف انکل بچہ خیالات رکھتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال اور مختلف باتیں کسی یقینی امر کی متبع نہیں۔ یہ قیاس آرائیاں اور توہمات تو صرف ظن کی پیروی میں کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انہیں حقیقت سے روشناسی ہی نہیں اور جیسا کہ انجیل کہتی ہے کہ اس واقعہ کے وقت تمام حواریوں نے راہ فرار اختیار کی اور باقی وہاں کون تھا جو صحیح واقعات کی اطلاع دیتا۔ اس لئے وہ ظنات میں پڑ گئے اور مختلف عقیدے بنائے۔ اللہ فرماتے ہیں ”وما قتلوه یقیناً“ یعنی اصل واقعہ یہ ہے کہ جناب کلمتہ اللہ کو یقیناً یہود نے قتل نہیں کیا۔ گویا یہ واقعہ ہی غلط ہے جو بیان کیا جاتا ہے کہ مسیح کو سولی دیا گیا۔ یا قتل کیا گیا۔ یہ ایک مغالطہ ہے۔ جس میں یہود نے خواہ مخواہ خدا کے عتاب کو مول لیا اور نصاریٰ نے ان کی اس جھوٹی بات کو یقین کے مراتب پر سمجھتے ہوئے اپنے عقائد میں نقل کر لیا۔ اصل میں دونوں قوموں نے دھوکہ کھایا۔ واقعہ میں مسیح کو کوئی قتل نہ کر سکا نہ ہی کوئی صلیب پر چڑھا سکا۔ اب پھر وہ یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ یعنی مسیح کیا ہوا اور کہاں گیا تو اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ بلل رفعہ اللہ الیہ اللہ فرماتے ہیں بلکہ ہم نے تو اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ یعنی آسمان پر اٹھالیا اور



کیوں اٹھالیا اس کا جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔ ”وكان الله عزيزاً حكيماً“ اللہ اپنی بادشاہی میں بڑا زبردست اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں دو چیزیں بیان ہوئیں۔ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا، کون نہیں جانتا اور کس کو انکار ہے کہ وہ بڑا ہی زبردست ہے۔ کس کو طاقت ہے کہ اس کے سامنے آئے یا مقابلہ کرے۔ کس کو جرأت ہے کہ اس کے کسی فعل کی کچھ بھی باز پرس کرے۔ کون ہے جو اس کے سامنے اس کی کارکردگی پر سوال ہی کرے۔ وہ اپنی طاقت و سطوت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

”ولله جنود السموات والارض وكان الله عزيزاً حكيماً“

ارشاد ہوتا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کے لشکر اللہ ہی کے واسطے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بڑا ہی زبردست اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کے متعلق اتنا اور عرصہ کر دوں کہ کیوں اس نے جناب مسیح کو آسمان پر اٹھایا اور کیوں سرکار مدیہ ﷺ نے مسیح کی آمد کی قسمیں کھائیں اور کیوں ستاروں سے زیادہ اقوال الرجال نے اس پر لکھا اور ایمان کا جزو قرار دیا اور کیوں اجماع امت ہے۔ سنو اور دل کے کانوں سے سنو۔ اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی پیامبر اور رسول اس دنیا پر مبعوث فرمائے اور ان کے ساتھ ساتھ آسمانی روشنیاں یعنی شریعتیں یا کتب سادی نازل کیں۔ ان کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ میری مخلوق گمراہی سے نکل کر راہ راست پر آ جائے۔ اندھیروں میں بھٹکنے کی بجائے فضاے نور میں رہے۔ میرے احکام دیکھے اور میری خوشنودی کو حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت اور برکت بھیج کر خوش ہوتا ہے۔ وہ نیک عمل کرتے ہیں تو اس کے صلہ میں ان کے درجات بڑھاتا ہے اور طرح طرح سے جنت کے وعدے دیتا ہوا خوش ہوتا ہے۔ برائیوں سے روکتا اور بھلائیوں کی ترغیب دیتا ہے۔ اس لئے کہ میرے بندے عذاب جہنم سے بچ جائیں۔ وہ نہیں چاہتا کہ ہم اپنی جانوں پہ ظلم کریں اور جہنم کا بندھن بنیں۔

ایک بزرگ کہیں ہا ہر تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے عقیدت کیش ان کے ساتھ تھے۔ چلتے چلتے ایک کھار برتن بنانے والے کے مکان سے گزرے۔ دیکھا کہ وہ مٹی کے طرح طرح کے برتن بنا رہا ہے۔ کسی پہ پھول، کسی پہ پیل، کسی کو روغن اور کسی کو سنوار رہا ہے۔ وہ بزرگ بولے اسی طرح اللہ اپنے بندوں کو طرح طرح سے سنوارتا اور بناتا ہے۔ بزرگ نے کہا جاؤ اس کو کہو کہ وہ پیر جی کہتے ہیں کہ یہ تمام برتن توڑ دو ایک عقیدت کیش سر پاؤں پہ رکھ کر دوڑا اور کہا ہا ہا ہمارے بزرگ پیر صاحب کہتے ہیں کہ تم اپنے یہ تمام برتن توڑ دو۔ وہ ہنسا اور جواب دیا کہ اچھا

بزرگ ہے اور اچھی رائے دیتا کو تیار نہیں۔ جو کہنا ہے کہ۔ ادنیٰ کھار چند پیسوں کے برتن وکیل دے گا۔

تو غرض یہ ہے کہ اربوں تک پہنچتی ہے۔ کیا وہ نواز نے کے لئے کوئی ایسا عظیم راستہ پر آ جائے۔ اور یہی ایک سے یقین دلایا۔ چنانچہ بشارت ان کا تشریف لانا چکے نہ ہوگا۔ طرح جناب عیسیٰ علیہ السلام ارشادات گرامی جو آئندہ پیش بیان ہیں جو ابھی بیان ہوں۔ نازل ہوتے دیکھیں گے تو کون انجیل متی، مرقس، لوقا کے پہاڑ پر بیٹھا تھا تو اس کے ہوں گی اور تیرے آنے اور دہن کہا۔ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کر میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں خبردار گمراہ نہ جانا۔ کیونکہ ان ہاتھ پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہ آئیں گے۔ لیکن یہ سب ہاتھ کے لئے پکڑوائیں گے اور تمہیں رکھیں گی اور اس وقت بہترے ٹھہرے سے عداوت رکھیں گے اور بہت جائیں گی۔ مگر جو آخر تک بردار

ہے۔ ”وكان الله عزيزاً حكيماً“ اللہ اپنی بادشاہی پر

یسا بیان ہوئیں۔ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا، کون زبردست ہے۔ کس کو طاقت ہے کہ اس کے سامنے آئے کے کسی فعل کی کچھ بھی باز پرس کرے۔ کون ہے جو اس کے۔ وہ اپنی طاقت و سطوت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

والارض وكان الله عزيزاً حكيماً“  
زمینوں کے لشکر اللہ ہی کے واسطے ہیں۔ اس لئے کہ وہ

مطلق اتنا اور عرص کر دوں کہ کیوں اس نے جناب مسیح کو نے مسیح کی آمد کی قسمیں کھائیں اور کیوں ستاروں سے ان کا جزو قرار دیا اور کیوں اجماع امت ہے۔ سنو اور دل رہی پیامبر اور رسول اس دنیا پر مبعوث فرمائے اور ان میں یا کتب سماوی نازل کیں۔ ان کا مقصد سوائے اس راہ راست پر آ جائے۔ اندھیروں میں بھٹکنے کی بجائے ہے اور میری خوشنودی کو حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ہے۔ وہ نیک عمل کرتے ہیں تو اس کے صلہ میں ان کے منت کے وعدے دیتا ہوا خوش ہوتا ہے۔ برائیوں سے اس لئے کہ میرے بندے عذاب جہنم سے بچ جائیں۔ وہ جہنم کا ایندھن بنیں۔

لے جا رہے تھے۔ آپ کے عقیدت کیش ان کے ساتھ لے کے مکان سے گذرے۔ دیکھا کہ وہ مٹی کے طرح اپنے تیل، کسی کو روغن اور کسی کو سنوار رہا ہے۔ وہ بزرگ ح سے سنوارتا اور بناتا ہے۔ بزرگ نے کہا جاؤ اس کو دو ایک عقیدت کیش سراؤں پہ رکھ کر دوڑا اور کہا بابا بچے یہ تمام برتن توڑ دو۔ وہ ہنسا اور جواب دیا کہ اچھا

بزرگ ہے اور اچھی رائے دیتا ہے میں بناتا ہوں وہ توڑ داتا ہے۔ جا اس کو کہہ دے کہ میں توڑنے کو تیار نہیں۔ جو کہتا ہے کہہ لے اور جو کرنا ہے کر لے۔ جب پیر جی نے سنا تبسم کیا اور فرمایا جب یہ ادنیٰ کھار چند پیسوں کے برتن توڑے۔ نہ کو تیار نہیں تو وہ احسن الخالقین اپنی مخلوق کو کس طرح جہنم میں دھکیل دے گا۔

تو غرض یہ ہے کہ اس وقت کرۂ زمین پر اس قدر یہود و نصاریٰ آباد ہیں جن کی تعداد اربوں تک پہنچتی ہے۔ کیا وہ سب کے سب جہنم میں ڈال دے۔ نہیں ضرور ان کے سنوارنے اور نوازنے کے لئے کوئی ایسا عظیم الشان معجزہ ہونا چاہئے۔ جس سے یہ راہ حق سے بھٹکی ہوئی مخلوق راہ راست پر آ جائے۔ اور یہی ایک نکتہ ہے جس کے لئے جہنم مکہ نے قسمیں کھائیں اور طرح طرح سے یقین دلایا۔ چنانچہ بشارات محمدی کے مطابق وہ قرب قیامت میں ضرور تشریف لائیں گے اور ان کا تشریف لانا چپکے نہ ہوگا۔ بلکہ دنیا جس طرح اور آفتاب و مہتاب کو طلوع ہوتے دیکھی ہے اسی طرح جناب عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھے گی۔ جیسا کہ قرآن ناطق کے ارشادات گرامی جو آئندہ پیش ہونے والے ہیں بتائیں گے اور جیسا کہ انجیل اور مرزا قادیانی کے بیان ہیں جو ابھی بیان ہوں گے۔ جب اس طریق سے دنیا کے چھوٹے بڑے آسمان سے مسیح کو نازل ہوتے دیکھیں گے تو کون بد بخت و نامراد ہوگا جو مسیح پر ایمان نہ لائے گا۔

انجیل متی، مرقس، لوقا، متفقہ طور سے مندرجہ ذیل بیان دیتی ہیں ”اور جب وہ زمینوں کے پہاڑ پر بیٹھا تھا تو اس کے شاگرد الگ اس کے پاس آ کر بولے ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا۔ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار گھبرا نہ جانا۔ کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے۔ لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی۔ اس وقت لوگ تمہیں تکلیف دینے کے لئے پکڑوائیں گے اور تمہیں قتل کریں گے اور میرے نام کے سبب ساری قومیں تم سے عداوت رکھیں گی اور اس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے اور ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے اور بہت سے جموٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کی محنت ٹھنڈی پڑ جائیں گی۔ مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی

منادی تمام دنیا میں ہوگی۔ تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو اور اس وقت خاتمہ ہوگا۔ پس جب تم اس اجارے والی مکروہ چیز کو (دلہۃ الارض اور دجال) جس کا ذکر دانیال نبی کی معرفت ہوا۔ مقدس مقام پر کھڑا..... ہوا دیکھو۔ پڑھنے والا سمجھ لے تو جو یہودیہ میں، ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں اور جو کوٹھے پر ہو وہ اپنا اسباب لینے کے نیچے نہ اترے اور جو حکیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لوئے۔ مگر ان پر افسوس ہے جو ان دنوں میں حاملہ ہوں اور جو دودھ پلاتی ہوں۔ پس دعاء مانگو کہ تمہیں جاڑوں میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے۔ کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی۔ اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے۔ اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں۔ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا ہے۔ پس وہ اگر تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھڑیوں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جیسے کلی پورپ سے کوند کر جھٹم تک دکھائی دیتی ہے۔ ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔ جہاں مردار ہے وہاں گدھ جمع ہو جائیں گے اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی ساری قوتیں چھاتی چھینیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمانوں کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی اور وہ زسکھے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سہرے سے اس سہرے تک جمع کریں گے۔“

انجیل شریف نے ہماری تائید کرتے ہوئے چند باتیں ایسی بھی پیش کیں جو بطور پیش گوئی کے ہیں۔ مثلاً:

۱..... بہترے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔

۲..... بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتروں کو گمراہ کریں گے۔

۳..... جہاں مردار ہے وہاں گدھ جمع ہو جائیں گے۔

مندرجہ بالا تینوں باتیں کذاب قادیان کے متعلق جناب مسیح نے بطور پیش گوئی ارشاد

فرمائیں۔

۱..... مرزا قادیانی۔

آخر مسیح کے نام پر ناکام قبضہ کیا اور سارا  
۲..... مرزا کے مسیح

خطو گھڑوں نے اہم مچا دیا کوئی تپا پور۔  
احمد نور کا بیلی رسول بنا بیٹھا ہے۔ کسی کو ا

میں والدین کو رو رہا ہے۔ غرضیکہ دور  
چار ہے ہیں۔ مرزا قادیانی کا نبوت کا

نہیں ہوتا۔ بس جب بخار ہوتا ہے تو ر  
۳..... یہ بھی صحیح ہے کہ

سکول کے سامنے گدوں کی طرح دیکھ  
کھانا نہ ملے تو توندیں ڈھیلی ہو جائیں

اب آپ کی خدمت میں  
رحمان نے کذاب قادیان کو طرز گردا۔

ایسی کتاب کا حوالہ نہیں یہ اس کتاب  
مرزا قادیانی کے کردائی تھی اور قطب

دیا تھا اور یہ خدا کی مرضی اور لقاء کے مان  
بھی اللہ تعالیٰ نے بقول مرزا خود کر دی

جناب مرزا غلام احمد قادیانی خاکسار اور  
الذی ارسل رسولہ بالہدی ود

اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح  
دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظ

دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ

مرزا قادیانی نے قرآن کر

(یعنی آمد ثانی) اس دنیا میں تشریف لا  
اس دنیا سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے

۱..... مرزا قادیانی نے خواہ مخواہ گرگٹ کی طرح سینکڑوں رنگ بدلتے ہوئے آخروج کے نام پر ناکام قبضہ کیا اور سارا زور اسی چیز پر خرچ کیا کہ میں ہی مسیح ابن مریم ہوں۔

۲..... مرزا کے مسیح بننے ہی امت کو نبوت کا ہیضہ ہو گیا۔ بس پھر کیا تھا ان خطو نگاروں نے اہم مجاہد کوئی تیار پور سے اناولا غیر کی کانفرہ لگا رہا ہے، تو کوئی خاص قادیان میں احمد نور کا بی رسول بنا بیٹھا ہے۔ کسی کو اردپ میں درد نبوت بے چین کر رہا ہے، تو کوئی چنگا بتکیال میں والدین کو رو رہا ہے۔ غرضیکہ دودرجن کے قریب مرزا قادیانی کے امتی اس وقت دھما چوڑی چار ہے ہیں۔ مرزا قادیانی کا نبوت کا درپچہ جب سے کجنت کھل گیا ہے امت کو اور کوئی وہم ہی نہیں ہوتا۔ بس جب بخار ہوتا ہے تو رسالت کا اور جب زکام ہوتا ہے تو نبوت کا۔

۳..... یہ بھی صحیح ہے کہ اس نبوت کے مرکز پر کلوا تو زل منارہ سے مشرق کی طرف سکول کے سامنے گدوں کی طرح دیگ پر روز منڈلاتے نظر آتے ہیں۔ بخدا اگر آج یہاں سے کھانا نہ ملے تو توندیں ڈھیلی ہو جائیں اور عاقبت یاد آ جائے۔

اب آپ کی خدمت میں وہ بات پیش کی جاتی ہے جو بظاہر ناممکن تھی۔ مگر خدائے رحمان نے کذاب قادیان کو ملزم گرداننے کے لئے آپ ہی اس کے منہ سے نکلوا دی اور پھر یہ ایسی ویسی کتاب کا حوالہ نہیں یہ اس کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ جس کی رجسٹری سرکار مدیہ علیہ السلام سے مرزا قادیانی کے کروائی تھی اور قطب ستارہ سے کہیں زیادہ محکم گردانتے ہوئے اس کو قطبی کا خطاب دیا تھا اور یہ خدا کی مرضی اور القاء کے ماتحت لکھی گئی۔ یہ صرف الہامی کتاب ہی نہیں بلکہ اس کی تفسیر بھی اللہ تعالیٰ نے بقول مرزا خود کر دی۔ اس کا نام ہے (براہین احمدیہ ص ۴۹۸ حاشیہ در حاشیہ) میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی خاکسار و رئیس قادیان قرآنی استدلال پیش کرتے ہیں۔ سنئے: ”ہو الذی ارسل رسولہ بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مرزا قادیانی نے قرآن کریم سے مسیح کے نزول من السماء کا اقرار کیا اور کہا کہ وہ دوبارہ (یعنی آمد ثانی) اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ یعنی پہلی بار واقعہ قتل صلیب کے موقع پر جب وہ اس دنیا سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اب دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ یعنی موجودہ

ہو اور اس وقت خاتمہ ہوگا۔ پس جب اس کا ذکر دانیال نبی کی معرفت ہوا۔ یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگے اور جو حکیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو اس اور جو دودھ پلاتی ہوں۔ پس دعاء ہوئے اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی ان گھنائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں آئے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور لرہیں۔ دیکھو میں نے پہلے ہی تم سے ہے تو باہر نہ جانا۔ دیکھو وہ کوٹھریوں میں دکھائی دیتی ہے۔ ویسے ہی ابن آدم کا ران دنوں کی مصیبت کے بعد سورج آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی پردکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی بلال کے ساتھ آسمانوں کے بادلوں پر پنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے سہرے تک جمع کریں گے۔“

باتیں ایسی بھی پیش کیں جو بطور پیش

اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت

وں گے اور بہتروں کو گمراہ کریں گے۔

نیں گے۔

ق جناب مسیح نے بطور پیش کوئی ارشاد

وقت میں زمین پر نہیں۔ کیونکہ زمین کی ضد آسمان ہے تو معلوم ہوا وہ سب قصہ غلط دیا واکوئی تھا نہ مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا نہ کلیں ٹھوگی گئیں نہ مرہم پٹی نہ لگائی گئی۔ نہ بھڑوں کو اکٹھا کرنے کے لئے سیاحت کی گئی، نہ بدھ بنے نہ شہزادہ بنی ہوئے اور نہ یوز آسف کے نام کو اختیار کر کے محلہ خانیاں میں قبر کو زیارت دی۔ یہ کوئی قصہ ہی نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے آسمان پر اٹھالیا۔ یہاں مرزائیوں سے ایک چیز میں بھی پوچھ لوں کیوں حضرت یہ تو بتاؤ کہ دوبارہ آنے کا جناب مسیح کے لئے تمہارے مرزا قادیانی وعدہ کر رہے ہیں۔ اب جناب مسیح آئیں گے یا جناب مسیح کی روح آئے گی۔ اب فرمان رسالت سے اس کی تصدیق حدیث نبوی (مکتوٰۃ باب النزول عیسیٰ بن مریم)

”عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عیسیٰ بیٹے مریم کے زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ پس وہ نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک زمین پر رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ بیٹا مریم کا ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان۔“

اس حدیث کی عظمت صحت اور بزرگی مرزا قادیانی کو ایسی تھی کہ جس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے بار بار اس کو اپنی کتابوں میں شائع کیا۔ (ضمیمہ انجام آختم ص ۵۲ طبع دوم، نزول المسیح ص ۴۷، کشی نوح ص ۵۵ طبع ششم، حقیقت الوحی ص ۳۹۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰، ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۵۱، خزائن ج ۲۲ ص ۶۷۴، غسل معلیٰ ص ۳۱) اس حدیث کی صحت پر مرزا قادیانی کے بیٹے خلیفہ بشیر الدین محمود نے بھی دستخط کر دیئے۔

یہاں جب مرزائی پہنچتے ہیں تو انہیں اور تو کوئی چیز سہارا نہیں دیتی نہ قرآن نہ انجیل نہ حدیث نہ خود مرزا تو وہ جھنجھلا کر اوچھے ہتھیاروں پر آ جاتے ہیں اور کہتے ہیں بل رفعہ اللہ الیہ میں لفظ بل ابطالیہ ہے۔ کیونکہ نحو یوں کے نزدیک یہ لفظ قرآن میں نہیں آ سکتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کفار کا قول نقل کرے تو بغرض تردید آ سکتا ہے۔ جیسا کہ مرزائیوں نے بھی خود قسم سے ہے۔ (دیکھو احمدیہ پاکٹ بک ص ۳۳۳) اور اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت ہو تو وہ بھی حاضر ہیں۔ ادھر کرنے کی یہاں عادت ہی نہیں سنئے:

(ازالہ اوہام ص ۵۹۹، خزائن ج ۳ ص ۴۲۳، طبع اول) ”مسیح مصلوب مقتول اور نہیں مرا بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھالیا اور رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔“

کہتے صاحب بل کا لفظ تردید کے بعد بلکہ کہا یا نہیں اور آ۔ خلاف ایسے مردود معنی لینا جو کلام؛ کچھ مرزا جیسے شیخ چلی ہی کو زیب د۔ میں تکرار کرنا شان بلاغت کے منانا نے موت ہی کئے تھے۔ اب عبارت ہو گیا۔ ”یا عیسیٰ انی متوفی موت دوں گا اور تجھ کو موت دوں گا کی ڈبل تائید ہوئی وہ بھی تو موت؛ تم چھوٹے بھائیوں نے بھارے تو ”ومکروا ومکر اللہ واللہ متفقہ تجویز کی کہ مسیح کو مصلوب کریں بچانے کے موت دی اور یہی موت اب یہود اس آیت میں مار تو دیا مگر وہ عزت کی موت مرا۔ عزت بھی ہانکے جاتے ہو۔ یہ تو کہتے تھے یا ان کی روح عزت کے ساتھ نہیں کیا۔ ایک اور بھی اعتراض ہوتا کی طرف پھرتی ہے۔ سبحان اللہ! ”وما قتلوه وما صلبوه ضمیریں مسیح کی طرف پھرتی ہیں۔ الجسم کے مرکب سے یہ کاروبار کیا ساحل مراد پر کبھی نہ لے جائیں گے کہ پہلی تینوں ضمیریں تو جناب مسیح کا غرضیکہ بل لفظ ابطالیہ

کہنے صاحبِ بل کا لفظ مرزا قادیانی نے بھی قبول کرتے ہوئے مصلوب کے قتل کی تردید کے بعد بلکہ کہا یا نہیں اور آگے چل کر رفع کے معنی موت کئے حالانکہ تمام لغت عرب کے خلاف ایسے مردود معنی لینا جو کلام مجید کی بلاغت پر دھبہ لائیں اور اسے ادبی معیار سے گرائیں۔ کچھ مرزا جیسے شیخ چلی ہی کو زیب دیتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز ایک بات سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس میں تکرار کرنا شانِ بلاغت کے منافی ہے۔ اگر رفع کے معنی موت ہوتے تو تونی کے معنی بھی آپ نے موت ہی کئے تھے۔ اب عبارت ذیل کا ترجمہ مہربانی کر کے ذرا دیکھیں کہ کیسا بھونڈا اور پھسڑا ہو گیا۔ ”یاعیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی“ تو بقول شاعر ترجمہ یہ ہوا اے عیسیٰ میں تجھ کو موت دوں گا اور تجھ کو موت دوں گا۔ یہ ڈبل موت قادیان والوں کو ہی مبارک ہو اور یہ تو یہود پلید کی ڈبل تائید ہوئی وہ بھی تو موت ہی دینا چاہتے تھے۔ مگر وہ ایک موت دینے سے ناکام رہے اور تم چھوٹے بھائیوں نے بپارے مسیح کو ڈبل موت دے دی۔ کہنے وہ خدا کے وعدے کیا ہوئے۔ ”ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین“ کا مفہوم بقول شمایہ لیا جائے گا کہ یہود نے متفقہ تجویز کی کہ مسیح کو مصلوب کریں اور خدا نے مسیح سے وعدہ کیا کہ میں تمہیں بچاؤں گا مگر بجائے بچانے کے موت دی اور یہی موت دینا خدا کی بہترین تجویز ہے۔ شرم کرو!

اب یہود اس آیت میں کہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو مار دیا اور تم یہ جواب دیتے ہو کہ ہاں مار تو دیا مگر وہ عزت کی موت مرا۔ یہ ہے تمہاری دیانت یہود کی تائید بھی کرتے ہو اور ساتھ عزت عزت بھی ہانکے جاتے ہو۔ یہ تو کہو کہ وہ پہلے انبیاء جو یہود نے قتل کئے۔ عزت کی موت نہ مرے تھے یا ان کی روح عزت کے ساتھ نہ اٹھائی گئی تھی اور اگر اٹھائی گئی تو ان کا ذکر کلام مجید نے کیوں نہیں کیا۔ ایک اور بھی اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ وہ اقلوہ میں ہ کی ضمیر مسیح کی طرف نہیں پھرتی۔ روح کی طرف پھرتی ہے۔ سبحان اللہ! کیا کہنے ہیں آپ کی اس زالی منطق کے دیکھئے۔ اس آیت میں ”وما قتلوہ وما صلبوہ ولكن شبه لهم“ میں تین دفعہ یہی لفظ ہ کا آیا ہے۔ یہ تینوں ضمیریں مسیح کی طرف پھرتی ہیں۔ یا روح مسیح کی طرف یہ کہنے کہ قتل روح کی جاتی ہے یا روح مع الجسم کے مرکب سے یہ کاروبار کیا جاتا ہے۔ کچھ تو خوفِ خدا کرو آخر یہ بودے سہارے تمہیں ساحلِ مراد پر کبھی نہ لے جائیں گے۔ بلکہ بری طرح ڈبو کر ہی چھوڑیں گے۔ یہ کون سی دیانت ہے کہ پہلی تینوں ضمیریں تو جنابِ مسیح کی طرف پھریں مگر چوتھی روح کی طرف راجع ہو۔

غرضیکہ بل لفظ ابطالیہ ہے اور نحو کی رو سے جہاں بھی یہ لفظ بولا جائے گا۔ اس کے

داوہ سب قصہ غلط دیا وگوئی تھانہ  
مٹی۔ نہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے  
سف کے نام کو اختیار کر کے محلہ  
اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ  
چھ لوں کیوں حضرت یہ تو بتاؤ کہ  
ہ کر رہے ہیں۔ اب جنابِ مسیح  
سے اس کی تصدیق حدیث نبوی

نے کہ عیسیٰ بیٹے مریم کے  
کے اولاد ہوگی اور پینتالیس برس  
مقبرے میں دفن ہوں گے۔ پھر  
کے درمیان۔“

والیسی تھی کہ جس کا اندازہ اس امر  
کیا۔ (ضمیر انجام آتھم ص ۵۲ طبع دوم،  
۱۹۲۲ ج ۲ ص ۳۲۰ ضمیر حقیقت الوحی  
پر مرزا قادیانی کے بیٹے خلیفہ بشیر  
(دیکھو انور خلافت ص ۵۰)

ہمارا نہیں دیتی نہ قرآن نہ انجیل نہ  
رکتے ہیں بل رفع اللہ الیہ میں لفظ  
آ سکتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ  
یہاں کہ مرزائیوں نے بھی خود قسم سے  
یانی کے دستخط کی ضرورت ہو تو وہ

مسیح مصلوب مقتول اور نہیں مرا  
فع سے مراد وہ موت ہے جو عزت



مضمون ماقبل میں فعل کو پہلے تسلیم کیا جائے گا۔ فعل مابعد میں اس کی تردید ہوگی اور ایسا ہی فعل ماقبل سے فعل مابعد میں ضرور تضاد ہوگا۔

مثلاً وہ کہتے ہیں مولوی صاحب ملتان گئے تھے۔ نہیں بلکہ وہ تو دہلی گئے تھے۔ غور فرمائیں مولوی صاحب کا ملتان جانا پہلے وقوع میں آیا تھا اس کے بعد لوگوں نے کہا تھا کہ وہ دہلی گئے تھے۔ عمر آدمی نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ زید حیوان نہیں بلکہ انسان ہے۔

ان مثالوں سے یہ معلوم ہوا کہ بل کے قبل اور مابعد والے مضمون میں تضاد و مخالفت ہے۔ اب غور سے سنئے کہ قتل ہونے اور روح کے اٹھائے جانے میں تو کوئی مخالفت نہیں۔ کیونکہ مرنے کے بعد روح کا جدا ہونا لازم ملزوم ہے اور مرزا قادیانی کو اس بات کا اقرار ہے کہ مسیح رسول اللہ معصوم و بے گناہ تھا۔ اب اگر وہ مصلوب کئے جاتے تو کوئی وجہ نہ تھی۔ جو ان کی روح آسمان پر نہ اٹھائی جاتی۔ مگر لفظ بل یہ روز روشن کی طرح ثابت کرتا ہے کہ یہ وہاں ہی آتا ہے جہاں ضد اور مخالفت ہو۔ کیونکہ یہ ابطالیہ ہے اور یہاں بقول مرزا کوئی مخالفت ہی نہیں۔ پھر سوال ہوگا کہ یہ لفظ بل یہاں کیوں آگیا۔ اب قرآن کریم کی اس آیت کے سیاق و سباق کو ملاحظہ کیجئے۔

”وقولہم انما قتلنا السميع عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع اظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً (نساء: ۱۵۷)“

دیکھئے یہود کے قول قتل و صلیب کی نفی کیسے ارفع و اعلیٰ پیمانہ پر کی گئی ہے۔ پہلے قتل مسیح کی نفی کی، بعد میں صلیب پر چڑھانے کا انکار ہوا۔ اس کے بعد اس کے شبہ کی حقیقت بیان کی، بعد میں ان کی کم علمی اور جہالت کا تذکرہ کرتے ہوئے ظن کا ان کا رہبر ٹھہرایا۔ اس کے بعد بڑے وثوق سے کہا و ما قتلوه یقیناً یعنی یہود نے صحیح بات یہ ہے کہ یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے اس کو اٹھالیا اپنی طرف۔

اب سوال یہ ہے کہ مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مسیح کو نہیں روح کو اٹھالیا ہے۔ کیسا بودا اور معصکہ خیز ہے۔ مسیح تو قتل ہی نہیں ہوئے۔ وہ تو صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ پھر کس طرح ان کی روح اٹھائی گئی۔ جب کہ روح جناب مسیح سے نکلی ہی نہیں۔ نیز قرآنی خطاب عیسیٰ سے ہے جو مرکب ہے۔ روح مع الجسد کے، اب اللہ تعالیٰ جو اپنی بادشاہی میں بڑا ہی زبردست و حکمت والا ہے۔ وہ تو یہ فرمائے کہ میں نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو اٹھالیا ہے اور مرزا یہ کہے کہ روح اٹھائی گئی ہے

یہ تو ہوا سلیس سادہ ترجمہ۔ اب ٹھوکی رو سے میں آ رہا ہوں اس کا ماقبل مضمون مجھ سے اختلاف ہو اور مضمون ماقبل کا ظہور پہلے ہو اب دیکھئے بل کے ماقبل مضمون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دعوے کو واقعات مسیح کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے مسیح کو اپنی طر یا اس کے مشتقات سے کوئی لفظ بولا جائے اس کا صلہ الٰہی مذکور ہو مجرور اس کا ضمیر ہو سوائے آسمان پر اٹھانے کے اور کوئی معنی قرآن وحدیث سے ثبوت بہم پہنچادے تو اب کہتے یہاں اشکال کیا ہے اسی کی قرآن شہادت دیتا ہے۔ اسی کو انجیل اس کو سولی پہ کھینچ سکا، نہ اس کے ساتھ اسٹھوٹکے، نہ وہ بھوکا پیاسا رہا، نہ کسی نامراد عیسیٰ کسی نے بنائی، نہ تہ خانہ میں پوشیدہ افغانستان گیا، نہ نیپال کے چکر کائے، نہ کہ مراد وہ لایمیک بنا، نہ بدھ مت اس نے ج شہزادہ بنی کہلایا۔

یہ قصہ ہی لغو لچر فضول و بکواس چیز بیان کرتا ہے جو یقیناً مرزا کی من گھڑی یقیناً ایک مرزا تو کیا اگر بیک وقت کروڑوں شریفہ کو مولا کریم نے ان الفاظ پر ختم فرمایا ”وان من اهل الكتاب عليهم شہیداً (نساء: ۱۵۹)“ اور چنے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن

گا۔ فصل مابعد میں اس کی تردید ہوگی اور ایسا ہی فعل ماقبل

نب ملتان گئے تھے۔ نہیں بلکہ وہ تو دہلی گئے تھے۔ غور وقوع میں آیا تھا اس کے بعد لوگوں نے کہا تھا کہ وہ دہلی پر حیوان نہیں بلکہ انسان ہے۔

کہ بل کے قبل اور مابعد والے مضمون میں تضاد و مخالفت روح کے اٹھائے جانے میں تو کوئی مخالفت نہیں۔ کیونکہ م ہے اور مرزا قادیانی کو اس بات کا اقرار ہے کہ مسیح رسول ب کئے جاتے تو کوئی وجہ نہ تھی۔ جو ان کی روح آسمان پر طرح ثابت کرتا ہے کہ یہ وہاں ہی آتا ہے جہاں خدا اور بقول مرزا کوئی مخالفت ہی نہیں۔ پھر سوال ہوگا کہ یہ لفظ اس آیت کے سیاق و سباق کو ملاحظہ کیجئے۔

لنسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوه الذین اختلفوا لفی شک منه ما لهم به من علم بئنا بل رفعه اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیم

ب کی نفی کیسے ارفع و اعلیٰ پیمانہ پر کی گئی ہے۔ پہلے قتل مسیح کی کار ہوا۔ اس کے بعد اس کے شبہ کی حقیقت بیان کی، بعد رتے ہوئے ظن کا ان کا رہبر ٹھہرایا۔ اس کے بعد بڑے یہود نے مسیح بات یہ ہے کہ یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ ہم

س کا یہ کہنا کہ مسیح کو نہیں روح کو اٹھایا ہے۔ کیا بودا اور وہ تو صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ پھر کس طرح ان مسیح سے ٹکلی ہی نہیں۔ نیز قرآنی خطاب عیسیٰ سے ہے جو اللہ تعالیٰ جو اپنی بادشاہی میں بڑا ہی زبردست و حکمت والا کے بیٹے کو اٹھایا ہے اور مرزا یہ کہے کہ روح اٹھائی گئی ہے

یہ تو ہوا سلیس سادہ ترجمہ۔ اب نحو کی رو سے دیکھئے لفظ بل اضرابیہ چاہتا ہے کہ جس مضمون کے مابعد میں آ رہا ہوں اس کا ماقبل مضمون مجھ سے اختلاف کرے۔ یعنی میرے سیاق و سباق میں ضد و اختلاف ہو اور مضمون ماقبل کا ظہور پہلے ہو اس کی میں تردید مابعد میں کروں۔

اب دیکھئے بل کے ماقبل مضمون میں یہود و نصاریٰ قتل و صلیب مسیح کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دعوے کو واقعات سے غلط ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں یقیناً یہود نے مسیح کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے مسیح کو اپنی طرف اٹھالیا۔ رفع کے متعلق اتنا ہی کافی ہے کہ جب رفع یا اس کے مشتقات سے کوئی لفظ بولا جائے اور خدا اس کا فاعل ہو اور مفعول جو ہر ہو عرض نہ ہو اور اس کا صلا الی مذکور ہو مجرور اس کا ضمیر ہو۔ اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف لوٹے وہاں سوائے آسمان پر اٹھانے کے اور کوئی معنی ہی نہیں ہوتے۔ اس اصول کے خلاف اگر کوئی مرزائی قرآن وحدیث سے ثبوت بہم پہنچا دے تو منہ مانگا انعام پاوے۔

اب کہئے یہاں اشکال کیا ہے۔ یقیناً یہی صحیح ترجمہ و تفسیر ہے اور اسی پر اجماع امت اسی کی قرآن شہادت دیتا ہے۔ اسی کو انجیل پسند کرتی ہے۔ نہ مسیح کو کسی نے قتل کیا، نہ کوئی بد بخت اس کو سولی پہ کھینچ سکا، نہ اس کے ساتھ استہزاء ہوئی، نہ اس کے منہ پر تھوکا گیا، نہ اعضاء میں کیل ٹھوکنے، نہ وہ بھوکا پیاسا رہا، نہ کسی نامراد نے اس کی پسلی میں بھالا مار کر توڑنے کا قصد کیا، نہ مرہم عیسیٰ کسی نے بنائی، نہ نہ خانہ میں پوشیدہ رکھا، نہ بھیڑیں تلاش کرنے کو وہ وسط ایشیاء میں آیا، نہ افغانستان گیا، نہ نیپال کے چکر کاٹے، نہ کشمیر میں ۸ برس گمنا می میں بسر کر کے محلہ خان یار میں مراد وہ لایمک بنا، نہ بدھ مت اس نے جاری کیا، نہ اس نے یوز آسف کے روپ کو پسند کیا، نہ وہ شہزادہ نبی کہلایا۔

یہ قصہ ہی لغو پھر فضول و بکواس ہے۔ کیونکہ فرقان حمید اس آیت کے آخر میں ایک ایسی چیز بیان کرتا ہے جو یقیناً مرزا کی من گھڑت رسالت کے لئے ایک زبردست توپ خانہ ہے۔ جو یقیناً ایک مرزا تو کیا اگر بیک وقت کروڑوں حتمی آجائیں تو تباہ و برباد ہو جائیں۔ کیونکہ اس آیت شریفہ کو مولا کریم نے ان الفاظ پر ختم فرمایا:

”وان من اهل الکتاب الا لیقمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیہم شہیداً (نساء: ۱۵۹)“ اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لائیں گے۔ اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔

یہ آیت کریمہ نصوص قطعیہ سے دلالت کرتی ہے۔ اس بات پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں آسمان پر۔ جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہاں میں تشریف لا کر اسے قتل کریں گے اور یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے۔ بے شک عیسیٰ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے حالات و اعمال کو ظاہر کریں گے کہ یہود نے میری تکذیب و مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا کا بیٹا کہا۔

اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں حتمی قادیان کو بے موت مار دیا۔ کیونکہ قبل موت صاف و بین طور سے یہ دلالت کرتی ہے کہ مسیح کی موت سے پہلے تمام یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لا کر اسلام میں مدغم ہو جائیں گے۔ روئے زمین پر صرف ایک ہی قوم رہ جائے گی جو توحید و سنت کی علمبردار اور اسلام کی شیدائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنی عاجز و بے کس مخلوق پر احسان عظیم فرماتے ہوئے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مسیح علیہ السلام کو آسمان سے نازل فرمائیں گے اور جس طرح سورج کے طلوع سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور اس کی تمازت اندھوں کو بھی یہ یقین دلادیتی ہے کہ آفتاب طلوع ہو چکا ہے، اہل مریم کا آسمان سے آنا ہوگا جو دنیا اپنی آنکھ سے ان کے نزول کا مشاہدہ کرے گی تو کون بد بخت ہوگا جو اپنے خسران و خذلان کا سامان مہیا کرے۔ سبھی ایمان لائیں گے اور ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہو جائیں گے۔ باقی رہا عقائد کا سوال تو وہ خود بخود درست ہو جائیں گے۔ کیونکہ مسیح کے آسمانی نزول کا معجزہ کچھ ایسا شاندار ہوگا کہ اس کی عظمت و ہیبت دلوں پر چھا جائے گی اور جب کہ وہ خود اپنے بندہ ہونے کا اعلان کریں گے تو کون ہے جو انہیں خدا کا بیٹا کہے اور ان کی معصومیت کا کون ہے جو انکار کرے۔ جب کہ وہ ایک لمبی عمر بسر کریں گے۔ بعد سن کہولت یعنی اسی عمر میں ہی ہوں گے۔ یہ کوئی چھوٹا سا معجزہ ہے کہ ایک دراز عمر گزارنے کے بعد ان کے توانہایت مضبوط ہوں۔ ان کی آواز میں کوئی فرق نہ آئے۔ ان کے چہرے کے خط و خال دیکھنے والے کو یہ یقین دلائیں کہ ان کی عمر پچاس سال سے متجاوز نہیں۔ حالانکہ وہ ایک دراز عمر بسر کرنے کے بعد تشریف فرما ہوں۔ یہ ہی سن کہولت ہے۔ جس کا وعدہ فرقان حید نے دیا ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور سوائے اس کے کسی کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ وہ کیا کیا معارف ہوں گے جو آپ بیان فرمائیں گے۔ وہ حکمت سے لبریز باتیں اور گہرے بہا علمی نکات جن کا ذکر قرآن حکیم نے کیا ہے۔ ”تکلم الناس فی المہد وکھلا“ وہ ایسے ہی ہوں گے جو یہود و نصاریٰ کو موم بنادیں اور ان کے شکوک و شبہات کو حرف غلط کی طرح کا اہم کر دیں۔ اللہ اللہ کیا شان ربی ہے کہ نزول مسیح کے وقت لاکھوں یہود اور کروڑوں نصاریٰ ”یسد خلون فی دین اللہ“

افواجاً“ کا نظارہ دکھلائیں گے اور جو دولت ایمان سے بہرہ ور نہ ہو اور ہے کیا یہ رسول اکرم ﷺ کی بڑائی اور دیتے ہوئے شفاعت محمدی میں پناہ کریں۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت قرآن کریم شاہد ہے ”یوم ندعو انبیاء عظام ایسے بھی ہوں گے جن کے تک پہنچیں گی اور بعض ہزاروں سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کون کر سکتا ہے۔ ناظرین کرام! اب آہیں۔ جن سے یہ معلوم ہوگا کہ آہیں غور سے سنئے۔

سب سے پہلے آپ کی پیش کرتا ہوں کہ قرآن صامت کو الہام سے کماحقہ واقف ہوتا ہے اور عرب کا چاند جو صداقت کا منبع سچا تاریکیوں کو چاک کیا اور جس کی نور نے سب سے پہلے ان جاہل و بے شراب کے دلدادہ اور جوئے کے حضور میں ہوتا تھا۔ وہ ظلم و بربریت اور جن کے لباس غربت کی غمازی بھی نہ ملتا تھا اور جو ننھی اور معصوم و بچش کو گویا جانتے ہی نہ تھے۔ اس دیا گیا تھا اور جس کے سر کی قیمت حاصل کرتے ہوئے سخی ناکام کی سے یاد کرتا ہے نے بس اک آن

دلالت کرتی ہے۔ اس بات پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوگا تب اس جہاں میں تشریف لا کر اسے قتل میں لے گئے۔ بے شک عیسیٰ زندہ ہیں مرنے نہ تھے اور ان حالات و اعمال کو ظاہر کریں گے کہ یہود نے میری بیٹا کہا۔

میں جتنی قادیان کو بے موت مار دیا۔ کیونکہ قبل موت کی موت سے پہلے تمام یہود و نصاریٰ ان پر ایمان نہ لائے تھے۔ صرف ایک ہی قوم رہ جائے گی جو توحید و سنت کی اپنی عاجز و بے کس مخلوق پر احسان عظیم فرماتے ہیں۔ یہ اسلام کو آسمان سے نازل فرمائیں گے اور جس دور اس کی تمنا از اندھوں کو بھی یہ یقین دلادیتی ہے اسے آنا ہوگا جو دنیا اپنی آنکھ سے ان کے نزول کا سران و خذلان کا سامان مہیا کرے۔ سبھی ایمان لائیں گے۔ باقی رہا عقائد کا سوال تو وہ خود بخود دل کا معجزہ کچھ ایسا شاندار ہوگا کہ اس کی عظمت پہنچے بندہ ہونے کا اعلان کریں گے تو کون ہے جو ہے جو انکار کرے۔ جب کہ وہ ایک لمبی عمر بسر وں گے۔ یہ کوئی چھوٹا سا معجزہ ہے کہ ایک دراز عمر کا۔ ان کی آواز میں کوئی فرق نہ آئے۔ ان کے نہیں کہ ان کی عمر پچاس سال سے تجاوز نہیں۔ فرما ہوں۔ یہ ہی سن کہولت ہے۔ جس کا وعدہ سوائے اس کے کسی کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ وہ کیا کیا حکمت سے لبریز باتیں اور گوہر بے بہا علمی نکات میں فی المہد و کھلا ”وہ ایسے ہی ہوں گے جو کون حرف غلط کی طرح کا لہجہ کر دیں۔ اللہ اللہ کیا کر دوڑوں نصاریٰ“ یس خلون فی دین اللہ

افواجاً“ کا نظارہ دکھائیں گے اور روئے زمین پر ایک یہودی اور نہ کوئی نصاریٰ ایسا باقی رہے گا جو دولت ایمان سے بہرہ ور نہ ہو اور اسلام کا شیدائی اور محمد کا گدائی نہ بنیں۔ کیا یہ اسلام کی چٹک ہے کیا یہ رسول اکرم ﷺ کی بڑائی اور شہنشاہی نہیں کہ تمام قومیں لوائے محمدی کو اپنا حواء اور ماویٰ قرار دیتے ہوئے شفاعت محمدی میں پناہ گزین ہو جائیں۔ نار جہنم سے بچیں اور خدا کے جنت کو آباد کریں۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے روز یتیم مکہ ﷺ اکثریت امت پر نازل فرمائیں گے۔ قرآن کریم شاہد ہے ”یوم ندعو کل اناس بامامہم“ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں بعض انبیاء عظام ایسے بھی ہوں گے جن کے ساتھ چند کتنی کے آدمی ہوں گے۔ بعض کی امتیں سینکڑوں تک پہنچیں گی اور بعض ہزاروں سے تجاوز نہ کریں گے۔ مگر سرکار مدینہ ﷺ کی امت کا اندازہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کون کر سکتا ہے۔

ناظرین کرام! اب آپ کی خدمت میں بزرگان سلف کی تفاسیر پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے یہ معلوم ہوگا کہ آیت کریمہ مذکور بالا کے متعلق ان کے کیا پاکیزہ خیال تھے۔ پس غور سے سنئے۔

سب سے پہلے آپ کی خدمت میں حضور اکرم سرکار مدینہ ﷺ کا ترجمہ صرف اس لئے پیش کرتا ہوں کہ قرآن صامت کو سب سے زیادہ سمجھنے کا حق قرآن ناطق کا ہے۔ کیونکہ ہم اپنے الہام سے کما حقہ واقف ہوتا ہے اور پھر یتیم مکہ ﷺ جن کا سینہ رحمت کردگار کا خزینہ تھا۔ آپ ﷺ وہ عرب کا چاند جو صداقت کا منبع سچائی کی تصویر عدل کا بیکر اور حیاء کا پتلا تھا۔ وہ جس نے کفر کی تاریکیوں کو چاک کیا اور جس کی نورانیت سے کفر کی اندھیریاں توحید کی فضاؤں میں بدلیں اور جس نے سب سے پہلے ان جاہل و بے تربیت بدوؤں کو جن کا پیشہ ذکیقتی و راہزنی اور چلن و حشیانہ تھا جو شراب کے دلدادہ اور جوئے کے عادی تھے جن کا دامن توحید سے کوسوں دور جن کا عجز و نیاز بتوں کے حضور میں ہوتا تھا۔ وہ ظلم و بربریت کے پتلے جو تمدن سے محض نا آشنا اور تہذیب سے کورے تھے اور جن کے لباس غربت کی غمازی کرتے تھے اور جنہیں پیٹ بھرنے کو نان جوین اور پہننے کو چھتھرا بھی نہ ملتا تھا اور جو نضی اور معصوم بچیوں کو فریاد زندہ درگور کرتے اور اتراتے تھے اور جو رحم و کرم غنہ و بخشش کو گویا جانتے ہی نہ تھے۔ اس کمل پوش آقا اس بے یار و مددگار یتیم نے جسے وطن عزیز سے نکال دیا گیا تھا اور جس کے سر کی قیمت فاحشہ عورت کی خوشی کو حاصل کرنے کے لئے کئی مردوں نے حاصل کرتے ہوئے سنی ناکام کی اس آقائے نامدار نے جسے قرآن لیسین والی طہ کے خطابات سے یاد کرتا ہے نے بس اک آن میں وہ کا یا پلٹ کی کہ عرب کے ان خانہ بدوش بدوؤں سے زیادہ

کہ زمین پر کوئی نیک و پاکباز نہ تھا۔ ان سے زیادہ کوئی متقی و پرہیزگار نہ تھا۔ اس آیت کریمہ کے متعلق ان سے ایک حدیث اس بزرگ و محترم کی روایت سے نقل کی جاتی ہے جو ثقہ راوی ہیں اور جنہیں سینکڑوں فرمان رسالت از بر تھے اور جو بھوکے رہتے مگر حضور ﷺ کی مجلس سے ایک منٹ جدا نہ ہوتے تھے۔ اکثر حضور ﷺ نے ان کے اس فعل پر فہمائش کی کہ جب ایسا موقع آئے اور کھانے کو نہ ملے تو بھوکے نہ رہا کرو۔ بلکہ عبدالرحمن بن عوف ابو بکر علی رضوان علیہما اجمعین کو مطلع کر دیا کرو۔ وہ اور ان کے علاوہ کبھی تمہاری مدد کیا کریں گے۔ مگر عاشق کی خوراک دیدار محبوب ﷺ ہی رہی اور دست سوال کبھی بلند نہ ہوا۔ حضور اکرم کے پاس ایک دن کوئی صحابی ﷺ خرے لایا۔ حضور ﷺ نے ابو ہریرہ کے گلے میں چادر کی گٹھی باندھ کر وہ خرے اس میں رکھ دیئے اور فرمایا کہ جب بھوک لگے اس میں سے جتنے ضرورت ہوں نکال کر کھا لیا کرو۔ آہ خلافت عمر تک ان خرموں نے وفا کی اور انہوں نے بیان کیا کہ واللہ میں نے روز میر ہو کر خرے کھائے مگر جب بھی دیکھا وہ خرے ویسی ہی مقدار میں موجود رہے۔ جو آقائے دیئے تھے۔ آپ گورز ہوئے تو کھانتے ہوئے خوش ہو کر فریہ فرماتے تھے۔ دنوں بھوکا رہنے والا آج آقا کی مہربانیوں سے حاکم بنا بیٹھا ہے۔ اٹلس کے رومالوں سے ناک صاف کرتا ہے۔ وہ اس آیت کریمہ کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا ارشاد سناتے ہیں۔ ”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل الیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تكون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیہا ثم تقول ابو ہریرۃ فاقروا ان شقتم وان من اهل الکتاب الا لیؤمن بہ قبل موتہ (مشکوٰۃ ص ۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)“ حضرت ابو ہریرہؓ سرور دو عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے بقدر قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق اتریں گے تم میں ابن مریم حاکم عادل ہو کر پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر قتل کریں گے اور جزیرہ اٹھاویں گے۔

ان کے زمانہ میں مال اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ عبادت الہی دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا۔ یہ حدیث بیان کر کے ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اس حدیث کی تائید قرآن سے ہو تو پڑھو آیت ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ یعنی خدا فرماتا ہے آخری زمانہ میں کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہ ہوگا جو مسیح پر اس کی موت سے پہلے ایمان نہ لائے گا۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا اٹھاتے ہوئے امت کو یقین دلانے میں اور وہ پوری نہ ہو یہ ناممکن ہے اور نہیں بیسیوں دفعہ تاکید اصناف بیان کریں گے۔ اب کہئے جو فرمان رسالہ شاہد ہے کہ جو بد بخت سر مو سرتابی کر۔ ”فلا وربک لا یؤمنون“ اے محمد قسم ہے مجھے آپ کے رب تک وہ اپنے اختلاف اور جھگڑوں میں ان کے دلوں میں کوئی انتباہ بھی پیدا اس حدیث کی صحت پر مرزا قادیانی نے اس کو صحیح تسلیم کرتے کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ مسیح میری ماں کا نام مریم نہیں میرا نام چر بھی یونہی کہتا ہے اور بہت سے اوردو ”آئی ایم بائی عیسیٰ“ گو میرا نام غلام احمد بن انسان تھے میں بھی ہوں۔ وہ تو صرف عیسیٰ تھے میں سمجھتے اب دیکھو دانیال نبی نے اپنی خدا کی مانند۔ اب یہ میرا قصور تھوڑا کتابوں میں حدیث کی صحت و عقلمندی (ایام) اور چونکہ یہ حدیث قسم کوئی گھاس خور منہ مارنے کی کوشش تاویل کی۔ اس لئے گنجائش نہیں

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جناب فخر دوعالم رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مذکورہ کے ضمن میں قسم اٹھاتے ہوئے امت کو یقین دلانے کے لئے انتہائی کوشش فرمائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کہہ دیں اور وہ پوری نہ ہو یہ ناممکن ہے اور پھر بات بھی وہ جس کے لئے حلف اٹھائیں اور ایک دو دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ تاکید و اصرار بیان فرمائیں۔ جیسا کہ ہم آئندہ صفحات پر بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔ اب کہئے جو فرمان رسالت کو نہ مانے وہ نبی ہے یا مجدد، محدث یا امام۔ چنانچہ قرآن شہاد ہے کہ جو بد بخت سر موسر تابی کرے وہ پکا بے ایمان ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

”فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم (نساء: ۶۵)“  
اے محمد قسم ہے مجھے آپ کے رب کی یعنی اپنی ذات کی کہ کوئی انسان مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اپنے اختلاف اور جھگڑوں میں آپ کو ثالث نہ مانا کریں اور پھر آپ کے فیصلہ کے خلاف ان کے دلوں میں کوئی انقباض بھی پیدا نہ ہو اور آپ کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔  
اس حدیث کی صحت پر کسی مرزائی کو کوئی حق نہیں کہ چون و چراں کرے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اس کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے مندرجہ ذیل کتابوں میں درج کیا ہے۔ مگر دعو کہ یہ دیا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ مسیح ابن مریم سے مراد مثیل مسیح ہے کیا ہوا۔ اگر میراث نام عیسیٰ نہیں میری ماں کا نام مریم نہیں میراث نام جب خدا عیسیٰ رکھے تو تم کون ہو۔ جیسا کہ ایک الہام انگریزی بھی یونہی کہتا ہے اور بہت سے اردو فارسی عربی کے الہام بھی اس کی ہموائی کرتے ہیں۔ الہام:

”آئی ایم بائی عیسیٰ“  
(براہین احمدیہ)  
گو میراث نام غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔ مگر یہ نام کافر بھی کوئی چیز ہے۔ وہ بھی آخر انسان تھے میں بھی ہوں۔

وہ تو صرف عیسیٰ تھے میں عیسیٰ بھی ہوں اور مریم بھی ہوں۔ بلکہ تم بیوقوف ہو جو نہیں سمجھتے اب دیکھو دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میراث نام میکائیل رکھا ہے اور میکائیل کا ترجمہ ہے خدا کی مانند۔ اب یہ میراث نام تھوڑا ہی ہے دانیال کو پوچھو۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے مندرجہ ذیل کتابوں میں حدیث کی صحت و عظمت کا اقرار کیا ہے۔

(ایام صلح ص ۹۱، تحفہ کوثر ص ۴۱، شہادت القرآن ص ۹، خزائن ج ۶ ص ۳۰۷)  
اور چونکہ یہ حدیث قسم سے بیان ہوئی اس لئے اس میں قطعاً تاویل جائز نہیں اور اگر کوئی گھاس خور منہ مارنے کی کوشش کرے تو اس کا کان پکڑ کر کہہ دینا چاہئے کہ حلفیہ بیان میں تاویل کی۔ اس لئے گنجائش نہیں ہو سکتی کہ قسم کا فائدہ ساقط ہو جاتا ہے اور اس طرح سے دنیا کی

ٹی متقی و پرہیزگار نہ تھا۔ اس آیت کریمہ کے تحت سے نقل کی جاتی ہے جو ثقہ راوی ہیں اور جے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے ایک منٹ جدا ہائش کی کہ جب ایسا موقع آئے اور کھانے کو علی رضوان علیہم اجمعین کو مطلع کر دیا کرو۔ وہ قی کی خوراک دیدار محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہی اور کوئی صحابی صلی اللہ علیہ وسلم خرے لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میں رکھ دیئے اور فرمایا کہ جب بھوک لگے خلافت عمر تک ان خرموں نے وفا کی اور مانے مگر جب بھی دیکھا وہ خرے دیسی ہی زہوئے تو کھانتے ہوئے خوش ہو کر فریہ سے حاکم بنا بیٹھا ہے۔ اٹس کے رومالوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سناتے ہیں۔ ”عن سی بیدہ لیوشکن ان یفزل الیکم الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض الواحدة خیر من الدنيا وما فیها ل کتاب الالیومن بہ قبل موتہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں ل ہو کر پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر

ل نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک مجدد لے ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اہل کتاب الالیومن بہ قبل کتاب میں سے ایسا نہ ہوگا جو مسیح پر اس کی

سچائی کا کوئی معیار باقی نہیں رہتا۔ اس لئے قسم میں استثناء جائز نہیں اور یہ مسلمہ چیز ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی ہمارے اس نظریے کی تائید کرتے ہیں۔

”نبی کا کسی بات کو قسم کھا کر بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہ کی جائے نہ استثناء بلکہ اس کو ظاہر پر محمول کیا جائے۔“ (حاشیہ مملۃ البشر ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۴)

اب ذیل میں ان بزرگ و محترم ہستیوں کی تفاسیر پیش کی جاتی ہیں۔ جو عند المرزا مجدد دین تھے اور جن کی رائے سے سر موخر کرنا کفر و الحاد کو دعوت دینا ہے۔ (عل مصطفیٰ ج ۱ ص ۱۶۵) زیر آیت ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته“ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

”اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہو گا مگر یہ کہ وہ یقیناً ایمان لائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے اور حضرت عیسیٰ قیامت کے دن ان اہل کتاب پر اس کی گواہی دیں گے۔“

(البیاقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۴۶) امام عبدالوہاب شعرائی زیر آیت ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته“ فرماتے ہیں ”حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے پر یہ آیت دلیل ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی موت کے وقت کے یہودی حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے ضرور ان پر ایمان لے آئیں گے۔ معتزلہ فلسفیوں، یہودیوں اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بمعہ جسم اٹھائے جانے سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دوبارہ رفع جسمانی حضرت مسیح کے ”وانه لعلم للساعة“ اور ضمیر ”انه“ کی حضرت عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے اور سچ یہ ہے کہ وہ بمعہ جسم کے آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور ان کے رفع جسمی پر ایمان لانا واجب ہے۔ کیونکہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”بل رفع الله اليه“ بلکہ اٹھا لیا اللہ نے ان کو اپنی طرف اور اللہ ہے غالب حکمت والا۔“

”اس عموم کا لحاظ زیادہ مناسب ہے۔ اس دعویٰ سے کہ موت سے مراد کتابی کی موت کیونکہ اس سے ہر ایک یہودی و نصرانی کا ایمان لانا ثابت ہوتا ہے اور یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ تمام اہل کتاب ایمان لائیں گے تو ثابت ہوا کہ اس عموم سے مراد عموم اور لوگوں کا جو نزول مسیح کے وقت موجود ہوں گے کوئی بھی ایمان لانے سے اختلاف نہیں کرے گا۔ جو اہل کتاب فوت ہو چکے ہوں گے وہ اس عموم میں شامل نہیں ہو سکتے۔ جیسے یہ کہا جاتا ہے۔ ”لا یبقی الا دخله الدجال المکة والمدینة“ پس یہاں مدائن سے مراد وہی

مدائن یعنی شہر ہو سکتے ہیں جو اس وقت ایمان کا سبب ظاہر ہے۔ وہ یہ کہ ہر آجائید حاصل ہے۔ نہ وہ کذاب ہیں جو حضرت مسیح کے تشریف لانے کے میں ذکر فرمایا۔ ”انسی متوفیک“ اتریں گے اور فوت ہوں گے اور ایمان لائیں گے۔“

(اساری شرح صحیح بخاری) کرتے ہیں ہیں کہ آیت ”وان من کتاب مراد ہیں جو اس زمانہ میں ہر ناظرین یہ دونوں حض ان کے سامنے چون و چراں کرنا جواب الصحید تیمیہ فرماتے ہیں۔

”وان من اهل الکتاب“ نے یہی کی ہے کہ مراد قبل موت۔ بھی کسی نے کئے ہیں اور یہ ضعیف ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ توبہ سے مراد غرغره کے بعد کا ایمان جس کا وہ منکر ہے اس پر ایمان سے مراد نافع ہے۔ اس لئے کہ ہے۔ اس آیت میں ”لیؤمنن“ ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ موت ہوتی تو پاک اللہ اپنی کتاب بہ ”اور لیؤمنن بہ ہرگز نہ یہودی و نصرانی کو شامل ہے۔“



مدائن یعنی شہر ہو سکتے ہیں جو اس وقت موجود ہوں گے اور اس پر ہر ایک یہودی اور نصرانی کے ایمان کا سبب ظاہر ہے۔ وہ یہ کہ ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ مسیح رسول اللہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے۔ نہ وہ کذاب ہیں نہ وہ خدا ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پر ایمان کا ذکر فرمایا ہے جو حضرت مسیح کے تشریف لانے کے وقت ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کا رفع اس آیت میں ذکر فرمایا۔ ”انسی متوفیک ورافعک الی“ اور مسیح علیہ السلام قیامت سے پیشتر زمین پر اتریں گے اور فوت ہوں گے اور اس وقت کی خبر دی کہ سب اہل کتاب مسیح کی موت سے پیشتر ایمان لائیں گے۔“ (البیواقیت والجاہز ج ۲ ص ۲۸۱)

(اساری شرح صحیح بخاری) ابن جریر اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے اسناد صحیح روایت کرتے ہیں کہ آیت ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ میں وہ اہل کتاب مراد ہیں جو اس زمانہ میں ہوں گے۔ پس وہ ایک ہی مذہب اسلام پر آجائیں گے۔“ ناظرین یہ دونوں حضرات جناب ابن عباسؓ وابن جریر رحمہما اللہ نہایت معتبر ہیں اور ان کے سامنے چون و چراں کرنا گویا کفر کو دعوت دینا ہے۔

الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح میں احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ اس آیت کی تفسیر اکثر علماء نے یہی کی ہے کہ مراد قبل موتہ سے حضرت مسیح کی وفات سے پہلے ہے اور یہودی کی موت کے معنی بھی کسی نے کئے ہیں اور یہ ضعیف ہے۔ کیونکہ اگر موت سے پہلے ایمان لایا جائے تو نفع دے سکتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے۔ جب غرغره تک نہ پہنچے اور اگر یہ کہا جائے کہ ایمان سے مراد غرغره کے بعد کا ایمان ہے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے غرغره کے بعد ہر ایک امر جس کا وہ منکر ہے اس پر ایمان لاتا ہے۔ پس مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہیں اور یہاں ایمان سے مراد نافع ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں اس ایمان کے متعلق قبل موتہ فرمایا ہے۔ اس آیت میں ”لیؤمنن بہ“ مقسم علیہ ہے۔ یعنی قسمیہ خبر دی گئی ہے اور یہ مستقبل میں ہی ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ ایمان لانا اس خبر کے بعد ہوگا اور اگر موت سے مراد یہودی کی موت ہوتی تو پاک اللہ اپنی کتاب میں یوں فرماتے۔ ”وان من اهل الکتاب الا من یؤمن بہ“ اور لیؤمنن بہ ہرگز نہ فرماتے اور نیز ”وان من اهل الکتاب“ یہ لفظ عام ہے۔ ہر ایک یہودی و نصرانی کو شامل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام اہل کتاب یہود و نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے نزول

کا استثناء جائز نہیں اور یہ مسلمہ چیز ہے۔ چنانچہ

س بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہ کی (حاشیہ جلد ۱ بشری ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۴) کی تفسیر پیش کی جاتی ہیں۔ جو عند المرزا مجدد کو دعوت دینا ہے۔ (عل مصطفیٰ ج ۱ ص ۱۶۵) زیر بدل موتہ“ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث

یہ کہ وہ یقیناً ایمان لائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ سنی قیامت کے دن ان اہل کتاب پر اس کی

بشعرائی زیر آیت ”وان من اهل“ حضرت عیسیٰ کے نازل ہونے پر یہ آیت کے وقت کے یہودی حضرت عیسیٰ کی موت میں فیوں، یہودیوں اور عیسائیوں نے حضرت ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دوبارہ رفع فیہ“ انہ“ کی حضرت عیسیٰ کی طرف پھرتی گئے ہیں اور ان کے رفع جسمی پر ایمان لانا ”بل رفع اللہ الیہ“ بلکہ اٹھالیا اللہ

کوئی سے کہ موت سے مراد کتابی کی موت ہوتا ہے اور یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ اس ن لائیں گے تو ثابت ہوا کہ اس عموم سے کہ کوئی بھی ایمان لانے سے اختلاف نہیں م میں شامل نہیں ہو سکتے۔ جیسے یہ کہا جاتا مدینہ“ پس یہاں مدائن سے مراد وہی

کے وقت ان کی موت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے۔ تمام یہودی و نصاریٰ ایمان لائیں گے کہ مسیح ابن مریم اللہ کا رسول ہے۔ کذاب نہیں جیسے یہودی کہتے ہیں اور نہ وہ خدا ہیں۔ جیسے نصاریٰ کہتے ہیں۔

ناظرین کرام! آپ کی خدمت میں خدا کا کلام معہ سلیس لفظی ترجمہ کے زاوۃ ایمان ہوا اصل میں یہ ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ جو نص صریحہ سے نزول مسیح و حیات مسیح پر مہر صداقت ثبت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تمام یہود و نصاریٰ مسیح علیہ السلام پر اس بات کا ایمان لائیں گے کہ وہ خدا کے سچے رسول ہیں اور یقیناً خدا کے بیٹے نہیں۔ بلکہ بندے ہیں اور وہ قتل و مصلوب نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور یہود و نصاریٰ کے اس ایمان لانے کی گواہی جناب مسیح دن قیامت کے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دیں گے۔ فقیر کے خیال میں اس مبارک وقت میں وہ وعدہ الہی پورا ہوگا۔ جس کا تذکرہ قبل گذر چکا۔ یعنی ”وجیہاً فی الدنیا“ یہ تو ظاہر ہے کہ مسیح کی پہلی زندگی میں یہ وجاہت نصیب نہیں ہوئی۔ وعدہ الہی یہ ہے کہ میں تمہیں دنیا و آخرت دونوں میں عزت دوں گا۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ان کی سخت تذلیل ہوئی منہ پہ تھوکا گیا۔ طمانچے لگائے گئے۔ ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں ٹھوکی گئیں۔ بھوکا پیاسا صلیب پر جان توڑتا رہا۔ گالیاں سنتا اور استہزاء ہوتا دیکھا گیا۔ مگر بے بس ولا چار کچھ جواب نہ دے سکا۔ اس کے بعد پچارا مسیح چھپتا چھپتا افغانستان ہوتا ہوا نیپال کے راستہ سے ہندوستان پہنچا۔ مسیح کے نام کو خیر باد کہی۔ کہیں مشرک بنا اور لاٹیک کے نام کو پسند کیا۔ یہ نام بھی کچھ بھلا معلوم نہ ہوا تو بدھ کے لقب کو اختیار کر کے مدتوں جنگلوں میں فاقہ مستی و راہبانہ زندگی سے دو چار رہا۔ یہ مشرب بھی پسند نہ ہوا تو پنجاب کی خاک چھانٹا شہزادہ نبی کہلاتا رہا۔ اس بے مزہ زندگی کو بھی خیر باد کہی تو جموں کے راستے کشمیر پہنچا۔ وہاں یوز آسف کے نام سے درویشی میں چندے گزاران کی اور آخر محلہ خان یار میں مدفون ہوا۔

مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مسیح تو وہ ہے جو ”وجعلنی مبارکاً اینما کننت“ یعنی وہ نہایت مبارک ہے۔ جس کو برکت دی گئی ہے۔ جہاں بھی وہ ہو پھر فرمایا ”وایدناہ بروح القدس“ یعنی مسیح تو وہ ہے جسے روح القدس یعنی جبرائیل مدد دینے کو خادم بنا رہتا ہے اور تعریفیں یہ کی کہ اس کی نگاہ لطف اندھوں کو آنکھیں اور کوزھوں کو صحت بخشی ہے اور اس کے دم سے مرد سے زندہ ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں نہایت عزت اور مرتبے والا ہے۔ پھر یہ کیا افتاد پڑی کہ شفاء کا نام بیماری رکھ لیا گیا اور کافور کو زنگی قرار دیا جا رہا ہے۔ خدا تو عزت اور وجاہت کہے اور تم ہنک اور بے

مرتی ثابت کئے جاؤ۔ چنانچہ مرزا قادیانی میں عزت نہیں پائی۔ ہاں ایک سکھ اور صرافہ و جیہانی دنیا کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں ہوا اور نہ ہی تاریخ اس کی گواہی دیتی قرآن کریم کے بعد حدیث مرزا قادیانی نے تصدیق کی۔ اس کے بعد اس وقت کے علمائے کرام تائید کرتے آجائے گا۔ جب مسیح علیہ السلام نزول دولت اسلام سے بہرہ ور ہوں گے۔ مگر یہ پاک تو ایمان اہل کتاب کا بیان کرتی ہے اس مبارک وقت سے پہلے پہلے ختم ہو جو کرے گا۔ کیونکہ وہ ایک دفعہ مسیح کاذب یعنی وہ مسیح جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ م کے متعلق ملاحظہ ہو۔

(الحق دہلی ص ۳۲، خزائن ج ۴)  
سے پہلے مسیح پر ایمان نہیں لائے گا۔ دیکھ کے بعد کے زمانے کی خبر دیتی ہے۔ بلکہ صاحبان غور فرمائیں کہ مومن لیومن بہ اور اس سے قبل کی تمام ضمیریں ملاحظہ فرمائیں۔

”وقولہم انا قتلناہ وما صلبوہ ولكن شبه لهم واعلم الا اتباع الظن وما قتلوہ وان من اهل الكتاب الا لیؤمننہ یہ کیا ظلم ہے کہ تمام ضمیریں حالانکہ یہ جمہور امت کے خلاف

ما پر ایمان لے آئیں گے۔ تمام یہودی و نصاریٰ  
۔ کذاب نہیں جیسے یہودی کہتے ہیں اور نہ وہ خدا

خدا کا کلام مع سلیس لفظی ترجمہ کے زاوۃ ایمان ہوا  
ما صریحہ سے نزول مسیح و حیات مسیح پر مہر صداقت  
دو نصاریٰ مسیح علیہ السلام پر اس بات کا ایمان  
خدا کے بیٹے نہیں۔ بلکہ بندے ہیں اور وہ قتل  
ائے گئے تھے اور یہود و نصاریٰ کے اس ایمان  
کے دربار میں دیں گے۔ فقیر کے خیال میں اس  
روئے قبل گذر چکا۔ یعنی ”وجیہاً فی الدنیا“  
سیب نہیں ہوئی۔ وعدہ الہی یہ ہے کہ میں تمہیں  
ما کہتا ہے کہ ان کی سخت تذلیل ہوئی منہ پہ تھوکا  
س ٹھونکی گئیں۔ بھوکا پیاسا صلیب پر جان توڑتا  
ما دلا چار کچھ جواب نہ دے سکا۔ اس کے بعد  
تہ سے ہندوستان پہنچا۔ مسیح کے نام کو خیر باد  
نام بھی کچھ بھلا معلوم نہ ہوا تو بدھ کے لقب کو  
کی سے دوچار رہا۔ یہ مشرب بھی پسند نہ ہوا تو  
نرہ زندگی کو بھی خیر باد کہی تو جموں کے راستے  
چندے گذران کی اور آخر محلہ خان یار میں

رجعلنی مبارکاً اینما کنت“ یعنی وہ  
میں وہ ہو پھر فرمایا ”واید نساہ بروح  
نیل مددینے کو خادم بنا رہتا ہے اور تعریفیں  
صحت بخشی ہے اور اس کے دم سے مرد سے  
والا ہے۔ پھر یہ کیا افتاد پڑی کہ شفاء کا نام  
عزت اور وجاہت کہے اور تم ہتک اور بے

عزتی ثابت کئے جاؤ۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو اقرار ہے کہ مسیح نے پہلی زندگی میں یعنی اوائل وقت  
میں عزت نہیں پائی۔ ہاں ایک سکہ اور صرف ایک ہی سکہ ان کو کہیں سے ایسا ملا ہے جس سے وہ  
وجہانی دنیا کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر یہ سکہ سوائے مرزا آنجمانی کے کسی دوسری کو دیکھنا نصیب  
نہیں ہوا اور نہ ہی تاریخ اس کی گواہی دیتی ہے۔ شاید قادیان نکسال کا ہوگا۔

قرآن کریم کے بعد حدیث شریف نے تصدیق کی اور حدیث کے صحیح ہونے کی  
مرزا قادیانی نے تصدیق کی۔ اس کے بعد مجددین زمان نے نہایت شرح و بسط سے تائید کی اور  
اس وقت کے علمائے کرام تائید کرتے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ حتیٰ کہ وہ مبارک وقت  
آجائے گا۔ جب مسیح علیہ السلام نزول اجلال فرمائیں گے اور یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لا کر  
دولت اسلام سے بہرہ ور ہوں گے۔ مگر مرزائی ان کا حشر اللہ ہی جانتا ہے کہ کیا ہوگا۔ کیونکہ کلام  
پاک تو ایمان اہل کتاب کا بیان کرتی ہے اور یہ اہل کتاب ہیں نہ مسلمان، فقیر کے خیال میں یہ  
اس مبارک وقت سے پہلے پہلے ختم ہو جائیں گے اور اگر کوئی باقی ہوگا تو وہ جناب مسیح کا انکار ہی  
کرے گا۔ کیونکہ وہ ایک دفعہ مسیح کا ذب کو مسیح صادق سمجھ کر مصدق ہو چکا اور یہ ظاہر ہے کہ مسیح موعود  
یعنی وہ مسیح جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ صرف ایک ہی ہوگا۔ اب مرزا قادیانی کا ترجمہ اس آیت  
کے متعلق ملاحظہ ہو۔

(الحق دہلی ص ۳۲، خزائن ج ۳ ص ۱۶۲) ”کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت  
سے پہلے مسیح پر ایمان نہیں لائے گا۔ دیکھو یہ بھی تو خالص استقبال ہی ہے۔ کیونکہ آیت اپنے نزول  
کے بعد کے زمانے کی خبر دیتی ہے۔ بلکہ ان معنوں پر آیت کی دلالت صریح ہے۔“  
صاحبان غور فرمائیں کہ موت کی ضمیر مرزا قادیانی نے کتابی کی طرف پھیری۔ حالانکہ  
لیؤمن بہ اور اس سے قبل کی تمام ضمیریں جناب مسیح ہی کی طرف پھرتی ہیں۔ ذیل میں پوری آیت  
ملاحظہ فرمائیں۔

”وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوه  
وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لهم به من  
علم الا اتباع الظن وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً  
وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (نساء)“  
یہ یا ظلم ہے کہ تمام ضمیریں تو مسیح کی طرف پھریں۔ مگر قبل موتہ اہل کتاب کی طرف  
حالانکہ یہ جمہور امت کے خلاف ہے اور اگر یہ ضمیر کتابی کی طرف پھرنی مقصود ہوتی تو قرآنی

عبارت یوں ہوتی۔ مگر ان گھاس خوروں کو تو دجل دینا ہی مقصود ہے۔ ”وان من اهل الكتاب الا ليقومن به“

مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ آیت ”الا ليقومن به“ پکار کر کہہ رہی کہ قبل موت سے مراد قبل موت عیسیٰ ہے۔ کتابی نہیں اس لئے مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ موت کی خمیر کتابی کی طرف راجع ہے۔ قطعاً غلط اور دجالانہ دھوکہ ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی خود یہ مقرر کر چکے ہیں۔ (برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) پر لکھتے ہیں۔ ”اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن شریف کے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول کریم ﷺ ہی تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔“

جب یہ اصول مرزائیوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو ان کی رگ الحاد کھٹنے کی بجائے اور زیادہ ابھرتی ہے۔ وہ اس کے مقابل میں ایک حدیث قبل موت والی قرأت جو ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ جھٹ پیش کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ دیکھئے صاحب یہ بھی تو ابن عباسؓ ہی کی حدیث ہے۔ حالانکہ یہ مرتع دھوکہ ہے صحیح حدیث کا معیار کیا ہے۔ جس کے راوی نہایت معتبر اور کذب سے پاک ہوں۔ آئمہؓ نے ایک ایک راوی کی پوری پوری جانچ پڑتال کی اور جس کسی کو بھی خامی پایا صاف لکھ گئے کہ یہ راوی جھوٹا ہے اور اس کی بات قابل اعتبار نہیں اور پھر اسی پر ہی اکتفاء نہیں کیا۔ ان کی گمریلو زندگی سے اس کی تصدیق کراتے ہوئے بے اعتبار ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو نور سے بھر دے۔ جنہوں نے اتنی محنت و جانفشانی کی اور یہ بھی حضور ﷺ کا کرم ہے کہ امت خیر الانام میں ایسے ایسے شیدائی بہت چلے آتے ہیں۔ جنہیں اپنی جان سے بڑھ کر دین پیارا رہا ہے اور رہے گا۔ اب سنئے کہ مندرجہ بالا قرأت جو ابن عباسؓ سے مروی پیش کی جاتی ہے۔ اس کے دو راوی مرزا قادیانی کے بھائی ہیں۔ جو کذاب ہونے کے علاوہ چور بھی ہیں۔ جہاں حدیث کو دیکھا تھا وہاں راویوں کی صحت بھی دیکھتے تو یہ شرمندگی نہ اٹھانی پڑتی۔ یہ سچ ہے کہ کلام مجید میں ”لا تقربوا الصلوة“ ہے۔ یعنی نہ نزدیک جاؤ نماز کے مگر یہ بھی تو لکھا ہے ”وانتم سکاری“ یعنی جب حالت سکر میں ہو۔ ایسا ہی اس کے دو راوی مجروح ہیں۔ اول ضعیف دوسرا عتاب ابن بشر۔ اول الذکر کے لئے میزان الاعتدال میں ہے۔ ضعیف الحدیث اور سنی الحافظ اور مرجع ہونے کے علاوہ چور بھی تھا۔ بیت المال سے چادر اڑا کر امیرانہ ٹھاٹھ بنانے کے لئے کندھوں پر ڈال لی۔ مؤخر الذکر عتاب وہ بھی ضعیف ہے اور کتاب المیزان میں ہے۔ (ترجمہ ص ۳۹۳)

”امام نسائی نے اس کی ضعیف کہا۔ زیادہ سبط میزان الاعتدال یہ تو تھی مرزا قادیانی کی کی گئی۔ مگر ہم کس کس کی روک تھا سابقہ حوالے میں مرزا قادیانی نے رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں۔

اپنی مایہ ناز کتاب (۱۱)

”وان من اهل الا

جیسا کہ ہمارے بھائی مولوی صا

اس واقعہ کا بیان ہے جو آنحضرت

کی جو اس وقت حالت تھی خدا تو

کر رہا ہے اور ان کو ملزم کر کے ان

طور پر دعویٰ کرو کہ یہ خیر غلط بتائی

بیٹھے ہیں کہ سچ سچ مصلوب

موت اس کلام سے اللہ جل شانہ

لیوے کہ چونکہ سچ صلیب کے

تمام حال تو قبل از موت طبعی۔

سچ کو پیش آگئی۔ گویا اس آ

ایمان رکھتے ہیں کہ سچ یقینی

اس کے جو وہ لوگ سچ کی

مقدمہ پر ایمان ہے۔ کیونکہ

اپنے اعتراض کی وجہ سے خا

ان کے لئے ضروری ہے۔

ایمان نہ ہو تو اور دوسرے طور

خیالات شک و شبہ کے یہ

قرآن کریم بطور اشارہ

یہاں مقصود ہے۔ ”وان من اهل الكتاب

منہ بہ“ پکار کر کہہ رہی کہ قبل موت سے مراد قبل ایہ کہنا کہ موت کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے۔ فی خود یہ مقرر کر چکے ہیں۔ (برکات الدعاس ۱۸، میں کہ سب سے زیادہ قرآن شریف کے سمجھنے کریم ﷺ ہی تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ کے بلا توقف اور بلا غدر قبول کرے۔ نہیں تو

کیا جاتا ہے تو ان کی رگ الحاد کٹنے کی بجائے حدیث قبل موتہم والی قرأت جو ابن عباسؓ سے کہ دیکھئے صاحب یہ بھی تو ابن عباسؓ ہی کی معیار کیا ہے۔ جس کے راوی نہایت معتبر اور پوری پوری جانچ پڑتال کی اور جس کی کو بھی بات قابل اعتبار نہیں اور پھر اسی پر ہی اکتفاء تے ہوئے بے اعتبار ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانی کی اور یہ بھی حضور ﷺ کا کرم ہے کہ ہیں۔ جنہیں اپنی جان سے بڑھ کر دین پیارا ابن عباسؓ سے مروی پیش کی جاتی ہے۔ اس نے کے علاوہ چور بھی ہیں۔ جہاں حدیث کو نہ اٹھانی پڑتی۔ یہ سچ ہے کہ کلام مجید میں ”لا ریب بھی تو لکھا ہے“ وانتہم سکاری“ یعنی ج ہیں۔ اول ضیف دوسرا عتاب ابن بشر۔ الحدیث اور سنی الحافظ اور مرجع ہونے کے ساتھ بنانے کے لئے کندھوں پر ڈال لی۔ میں ہے۔ (ترجمہ ص ۳۹۳)

”امام نسائی نے اس کی تفتیک کی ہے۔ اسی طرح ابن مدینی وغیرہ نے بھی اس کو ضعیف کہا۔ زیادہ سطر میزان الاعتدال حافظ شمس الدین ذہبی کی کتاب میں ہے۔“ یہ تو قسمرزاقادیانی کی وہ حدیث جو عہد اجموئی سمجھتے ہوئے مغالطہ ہی کے لئے پیش کی گئی۔ مگر ہم کس کس کی روک تھام کریں۔ یہاں تو نبوت ہی بے پندے کا لوٹا بن رہی ہے۔ سابقہ حوالے میں مرزاقادیانی نے موت کی ضمیر کتابی کی طرف پھیری اور اب ایک اور نیا گل کھلا رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں۔

اپنی مایہ ناز کتاب (ازالہ ابہام ص ۳۸۲، خزائن ج ۳ ص ۲۹۸) پر بیان کرتے ہیں کہ: ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ پیش گوئی کی صورت پر نہیں جیسا کہ ہمارے بھائی مولوی صاحبان جو بڑے علم کا دم مارتے ہیں۔ خیال کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ تو اس واقعہ کا بیان ہے جو آنحضرت ﷺ کے وقت موجود تھا۔ یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کے خیالوں کی جو اس وقت حالت تھی خدا تعالیٰ اتمانہ لکچہ انہیں سنا رہا ہے اور ان کے دلوں کی حقیقت ان پر ظاہر کر رہا ہے اور ان کو طرم کر کے انہیں یہ سمجھا رہا ہے کہ اگر ہمارا یہ بیان صحیح نہیں تو مقابل پر آ کر صاف طور پر دعویٰ کرو کہ یہ خبر غلط بتائی گئی ہے اور ہم لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا نہیں بلکہ یقینی طور پر سمجھ بیٹھے ہیں کہ سچ مسیح مصلوب ہو گیا۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ آخر آیت میں جو یہ واقعہ ہے کہ قبل موت اس کلام سے اللہ جل شانہ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص مسیح کی عدم مصلوبیت سے یہ نتیجہ نہ نکال لیوے کہ چونکہ مسیح صلیب کے ذریعے سے مارا نہیں گیا۔ اس لئے وہ مرا بھی نہیں سو بیان فرمایا کہ یہ تمام حال تو قبل از موت طبعی ہے۔ اس سے اس کی موت کی نفی نہ نکال لینا۔ جو بعد اس کے طبعی طور پر مسیح کو پیش آگئی۔ گویا اس آیت میں یوں فرماتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ ہمارے اس بیان پر بالاتفاق ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح یقینی طور پر صلیب کی موت سے نہیں مرا۔ صرف شکوک و شبہات ہیں سو قبل اس کے جو وہ لوگ مسیح کی موت طبعی پر ایمان لائیں جو درحقیقت واقعہ ہو گئی ہے۔ اس موت کے مقدمہ پر ایمان ہے۔ کیونکہ جب مسیح صلیب کی موت سے نہیں مرا جس سے یہود اور نصاریٰ اپنے اپنے اعتراض کی وجہ سے خاص خاص نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ تو پھر اس کی طبعی موت پر بھی ایمان لانا ان کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ پیدائش کے لئے موت لازمی ہے۔ سو قبل موت کی تفسیر یہ ہے کہ قبل ایمانہ بموتہ اور دوسرے طور پر آیت کے یہ بھی معنی ہیں کہ مسیح تو ابھی مرا بھی نہیں تھا کہ جب سے یہ خیالات شک و شبہ کے یہود نصاریٰ کے دلوں میں چلے آتے ہیں۔ پس ان معنوں کی رو سے بھی قرآن کریم بطور اشارۃ الخس مسیح کے فوت ہو جانے کی شہادت دے رہا ہے۔“

کذاب قادیان کے غلط حواریوں پر یہ تو کہو کہ مجر صادق علیہ السلام کے ارشاد گرامی کے بعد کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کوئی متضاد سرکلر جاری کرے اور پھر مسلمانی کا دعویٰ بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ تو پیش خبری فرمائیں کہ مسیح کی آمد ثانی کے وقت تمام یہود و نصاریٰ یسوعیون فی دین اللہ افواجاً ہو جائیں گے۔

مجر صادق تو آمد ثانی کی حلف اٹھائیں کہ مسیح ابن مریم آئے گا اور تم خواہ مخواہ مان نہ مان میں تیرا مہمان بننے ہوئے چکر لگائیں کہ نہیں ابن مریم نہیں بلکہ ابن چراغ بی بی ہے۔ مسیح نہیں بلکہ مثیل مسیح آئے گا اور مماثلت کا ثبوت معجزات ہیں۔ وہ آپ کے پلے ہی نہیں بلکہ ان آیات اللہ کی یعنی معجزات مسیح کی جو تحقیر آپ نے کی وہ ایک مسلمان کی شان سے اتنا ہی بعید ہے جیسا توحید میں شرک۔ اتنی لمبی عبارت۔ اور یوں ہیرا پھیری کر کے بات وہی کہی جو دجل آمیز تھی۔ اس مخالطہ آرائی سے آپ کا یہ مطلب ہے کہ مسیح صلیب پر تو نہیں بلکہ اس کے بعد طبعی موت مر گیا۔ بہر حال قبل موت کی ضمیر مسیح کی طرف ہی پھیری گئی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے حوالے میں ”دروغ گور حافظ ناشد“ نے موت کی ضمیر کتابی کی طرف پھیری تھی۔ تو حاصل مطلب یہ ہوا کہ یہود پلید کا یہ عقیدہ کہ مسیح قتل و صلیب کے ذریعے فوت ہوئے غلط ہے اور ساتھ ہی قادیانی کا مسیح کو صلیب پر کھینچنا اور کشمیر میں مارنا باطل و دروغ بے فروغ ہے۔ دونوں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ ابھی یہود مسیح پر ایمان نہیں لائے اور جب وہ قرب قیامت میں وعدہ الہی کے مطابق آ دیں گے تو تمام یہودی ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔ اگر مرزا مسیح ہوتا تو یہودی ضرور ایمان لاتے۔ چونکہ فرقان حمید کا یہ نشان ابھی ایفاء کا متنی ہے۔ اس لئے جناب مسیح کا آنا بھی لازمی ہے اور مرزا قادیانی بس یونہی گھاس خور ہیں۔

اب آپ کی خدمت میں قادیانی مفسر یا مرزائی روح القدس حکیم نور دین صاحب خلیفہ ازل کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۲۷ حاشیہ) زیر آیت ”وان من اهل الكتاب الا ليقومنن به قبل موته“ نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کے اور دن قیامت کے ہوگا اور اس کے گواہ۔“

”وشهد شاهد امن اهلها“ نے مرزا قادیانی کی رہی سہی کمرہمت تو زدی۔ کیونکہ مندرجہ بالا ترجمہ اسلامی نظریے اور فطرت انسانی کی تائید کرتا ہے۔ یعنی حکیم جی آخر حکیم تھے۔ اس لئے یہاں صحیح الدماغی کا ثبوت دیتے ہوئے قبل موت کی ضمیر مسیح کی طرف ہی پھیری ہے۔

ناظرین! غور فرما  
الفاظ میں یہ اعلان کرتی ہے کہ  
ظاہر ہے کہ ابھی تک یہود جن  
ابھی وہ سعید وقت نہیں آیا اور  
ہو جائیں گے اور ابھی نصاریٰ  
پھانسی چڑھ گیا۔ جب جناب  
حکمت کے موتی لٹائیں گے  
لائیں گے کہ مسیح کو اللہ تعالیٰ  
کے دکھ و تکلیف دیے زندہ اٹھا  
ولکن قتلوا وصلبوا  
مگر جو مشابہ کیا گیا تھا مسیح  
عصری سے زندہ آسمان پر  
مسیح کے وقت وہ لائیں گے  
قیامت کے روز بارگاہ رب  
مرزا آنجہانی  
زنی کرتے تھے۔ مگر بخدا  
نمائش کرتے ہوئے دنیا کا  
کا سامان مہیا کیا جائے۔  
گلیل، بیسویں آیات تو  
کی ظاہر وجہ تو یہ معلوم ہو  
”قرآن شرا“  
اور غلط آیا  
(ازالہ اوہام)  
اشارہ فرماتا ہے۔ ”وہ  
امنیتہ“ ایسا ہی  
لوگوں کے پاس آجاتا

یہ تو کہو کہ خبر صادق علیہ السلام کے ارشاد گرامی کے بعد کسی  
کی کرے اور پھر مسلمان کا دعویٰ بھی کرے۔ اللہ تعالیٰ تو  
تمام یہود و نصاریٰ سے دخلوں فی دین اللہ

ٹھائیں کہ مسیح ابن مریم آئے گا اور تم خواہ مخواہ مان نہ  
نہیں ابن مریم نہیں بلکہ ابن چراغ بی بی ہے۔ مسیح نہیں  
زوات ہیں۔ وہ آپ کے پلے ہی نہیں بلکہ ان آیات  
میں وہ ایک مسلمان کی شان سے اتنا ہی بعید ہے جیسا  
راپھیری کر کے بات دہی کی جو دجل امیر تھی۔ اس  
صلیب پر تو نہیں بلکہ اس کے بعد طبعی موت مر گیا۔  
گئی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے حوالے میں ”دروغ  
پھیری تھی۔ تو حاصل مطلب یہ ہوا کہ یہود پلید کا  
غلط ہے اور ساتھ ہی قادیانی کا مسیح کو صلیب پر  
ٹانے۔ دونوں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ ابھی یہود مسیح پر  
وعدہ الہی کے مطابق آویں گے تو تمام یہودی ان  
مرزا مسیح ہوتا تو یہودی ضرور ایمان لاتے۔ چونکہ  
اس لئے جناب مسیح کا آنا بھی لازمی ہے اور

مرزا مرزائی روح القدس حکیم نور دین صاحب

امت ”وان من اهل الكتاب الا ليقومنن  
بالاٰیۃ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت

مرزا قادیانی کی رہی سہی کمر ہمت تو زدی۔ کیونکہ  
تائید کرتا ہے۔ یعنی حکیم جی آخر حکیم تھے۔ اس  
مغیر مسیح کی طرف ہی پھیری ہے۔

ناظرین! غور فرمائیں یہ آیت کریمہ مسیح کی زندگی پر قطعی درخشاں دلیل ہے اور واضح  
الفاظ میں یہ اعلان کرتی ہے کہ تمام اہل کتاب مسیح کی موت سے پہلے ایماندار ہو جائیں گے اور یہ  
ظاہر ہے کہ ابھی تک یہود جناب مسیح کو نعوذ باللہ کاذب لعنتی ہی سمجھتے ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ  
ابھی وہ سعید وقت نہیں آیا اور جب آئے گا یہودی یہودی نہیں رہیں گے۔ بلکہ تمام وکمال مسلمان  
ہو جائیں گے اور ابھی نصاریٰ کا وہم بھی بدستور وہی ہے کہ مسیح ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے  
پھانسی چڑھ گیا۔ جب جناب مسیح کا نزول اجلال ہوگا اور وعدہ الہی کے مطابق وہ زمانہ کھل میں  
حکمت کے موتی لٹائیں گے تو یہ فاسد عقیدہ بھی نہ رہے گا۔ بلکہ نصاریٰ اس بات پر ایمان  
لائیں گے کہ مسیح کو اللہ تعالیٰ نے ”انسی متوفیک ورافعک“ کے وعدے کے مطابق بلا صلیب  
کے دکھ و تکلیف دینے زندہ اٹھالیا تھا اور یہود کا ایمان یہ ہوگا کہ ”وما قتلوه وما صلبوه  
ولکن قتلوا وصلبوا شبه لهم“ یعنی نہیں قتل کیا تھا کسی نے مسیح کو اور نہ ہی سولی دیا گیا تھا وہ  
مگر جو مشابہ کیا گیا تھا مسیح کے اور مسیح، اللہ کے سچے رسول ہیں اور وہ وعدہ الہی کے مطابق جسد  
عنصری سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ یہ ہے اہل کتاب کا ایمان جو قرب قیامت میں نزول  
مسیح کے وقت وہ لائیں گے اور جناب مسیح یہود و نصاریٰ کے ان باطل عقائد کے چھوڑنے کی گواہی  
قیامت کے روز بارگاہ رب العزت میں دیں گے۔

مرزا انجمنی اپنے زعم میں نبی تھے اور معارف قرآن میں ید طولی رکھنے کی ہمیشہ لاف  
زنی کرتے تھے۔ مگر بخدا ان کی نبوت صرف اس بات پر مبنی تھی کہ کسی طرح تقدس کے جامہ کی  
نمائش کرتے ہوئے دنیا کو اٹو بناتے ہوئے ”روٹی تو کسی طور کا کھائے قلندر“ کے مصداق شکم پوری  
کا سامان مہیا کیا جائے۔ ورنہ قرآن کریم کو سمجھنا اور معارف کی ڈیگ مارنا تو ایسا ہے جیسا کوئے کو  
گلبل، بیسوں آیات تو انہوں نے غلط لکھیں اور لطف یہ ہے آگاہ ہونے پر بھی صحیح نہ کر سکے۔ اس  
کی ظاہر وجہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہیں ایک الہام نے تنگ کر رکھا تھا۔

”قرآن شریف خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“ (تذکرہ ص ۶۴۱)  
اور غلط آیات کا نمونہ بھی ملاحظہ کریں۔

(ازالہ اوہام ص ۶۲۹، خزائن ج ۳ ص ۳۳۹) میں لکھتے ہیں کہ ”اللہ جل شانہ قرآن کریم میں  
اشارہ فرماتا ہے۔ ”وما ارسلنا من رسول ولا نبی اذا تمنی القی الشیطان فی  
امنیتہ“ ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض  
لوگوں کے پاس آ جاتا ہے۔“



نہ انجیل میں نہ قرآن میں وہ مرزا قادیانی کی زبان میں ہے کوئی جیتا جاگتا مرزائی یا تمام سو گئے۔ جو قرآن کریم سے یہ آیت جو قادیانی نے لکھی ہے دکھلاوے یا انجیل مقدس سے عبارت بعض لوگوں کے پاس آ جاتا ہے ہی دکھلاوے اور اس کا کرودگی کے عوض مبلغ پانچ صد روپے چہرے شاہی انعام پاوے۔ انجیل مذکور میں عبارت میں اور فرقان حمید میں یہ آیت شریف یوں ہے۔ ”وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذ تمنیٰ“ اور لطف یہ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲) میں پھر اس آیت کو غلط ہی لکھا۔ حالانکہ اس میں روح القدس کی آمد کا ہر دم دہر لحظ دعویٰ بھی جڑ دیا۔ جو شخص قرآن کریم کو اپنے منہ کی باتیں قرار دے اور قرآنی الفاظ میں تغیر و تبدل کرنے سے نہ شرمائے ایمان سے کہنے وہ تراجم و تفاسیر میں کب جھجکے گا۔ مرزائی قرآنی تحریف کے متعلق کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ کتابت کی غلطیاں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ اگر کتاب کی سہو ہوتی تو ترجمہ تو صحیح ہوتا۔ یہ ترجمہ بھی کتاب کھا گیا اور امت کو کیا سانپ سونگھ گیا۔ جو غلط درست نہیں کرتی۔ اب نفس مضمون کو سمجھنے کے جو شخص اتنا دلیر ہو۔ قرآنی الفاظ کھا جائے ترجمہ ہضم کرتے اور ہزار نبیوں کے بنڈل ہونے کا دعویٰ کرے اور لطف یہ کہ آیات اللہ سے محض کورا و نابلد ہو وہ کس طرح ان چھوٹے چھوٹے نبیوں کے معجزات تسلیم کر لے۔ ذیل کا مضمون چشم بصیرت سے دیکھئے اور ایمان سے کہئے کہ مرزا قادیانی کا مرکب و جل کس میدان میں کسی ایک حننی سے پیچھے رہا ہے۔

دوسری غلط آیت ملاحظہ فرمائیں۔

(حقیقت الوحی ص ۱۵۴) پر لکھتے ہیں کہ: ”یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام“ یعنی اس دن بادلوں میں میرا خدا آئے گا۔

حالانکہ آیت غلط ہے قرآن حکیم میں ارشاد بانی یوں ہے۔ (پارہ ۲، رکوع ۹) ”هل ينظرون الا ان یاتیهم اللہ فی ظلل من الغمام“

اگر کوئی مسیح بھی حقیقت الوحی کی مندرجہ بالا آیت کلام مجید میں دکھلاوے تو مبلغ پانچ صد روپے نقد چہرے شاہی انعام پاوے۔ مگر یہ یاد رہے۔

سنجھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجھوں

کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

تیسری غلط آیت ملاحظہ فرمائیں۔

(نور الحق ص ۳۶ حصہ اول تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۹۴) ”وقال جادلهم (ای جادل

النصارى) بالحكمة و  
نے یہ تو کہا کہ عیسائیوں سے  
حالانکہ آیت قطعاً

ربك بالحكمة والموعظة

کیا میں اندکی اور

پہندے میں غلطان و پچاں

کو کلام مجید سے نکال کر پیش کر

چوتھی غلط آیت مل

(حقیقت الوحی ص ۱۵۴)

خالداً فیہا ذالک الخزی

حالانکہ آیت قطعی

یحساد اللہ ورسولہ

(توبہ: ۶۳) ”

کہاں ہیں وہ مر

یہی سلطان القلمی ہے کہ قرآ

زیادہ لاف و گداز کے بلند

انبیاء

من

آنچ

دادا

مرزا نیو! مرد میدان

پانچویں غلط آیت

(نور الحق ج ۱ ص ۹)

ولن تفعلوا فاتقوا النار

النصارى) بالحكمة والموعظة الحسنة "اور" وجادلهم بالتى هي احسن "اس نے یہ تو کہا کہ عیسائیوں سے حکمت اور نیک نصیحت کے طور پر بحث کرو۔"

حالانکہ آیت قطعاً غلط ہے اور فرقان مجید میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔ "ادع الی سبیل

ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتى هي احسن (نمل: ۱۲۰)"

کیا میں اندلسی اور دمشق کی گھاس خور کو فراغت نہیں سب پیٹ کے دھندے کے پھندے میں غلطان و پتیاں ہیں۔ جس کسی کو فرصت ہو وہ مندرجہ بالا دونوں کتابوں کی آیت مذکورہ کو کلام مجید سے نکال کر پیش کرے تو مبلغ پانچ صد روپیہ نقد چہرے شامی انعام پاوے۔ چوتھی غلط آیت ملاحظہ فرمائیں۔

(حقیقت الوحی ص ۱۳۰) "الم يعلموا انه من يحادد الله ورسوله يدخله ناراً

خالداً فيها ذلك الخزي العظيم"

حالانکہ آیت قطعی غلط ہے فرقان مجید یوں ارشاد کرتا ہے۔ "الم يعلموا انه من

يحاد الله ورسوله فان له نار جهنم خالداً فيها ذلك الخزي العظيم (توبہ: ۶۳)"

کہاں ہیں وہ مرزا کو رسول و مجدد ماننے والے اور اسے کیا سے کیا بنانے والے۔ کیا یہی سلطان القس ہے کہ قرآنی آیات بھی غلط ہی لکھنے اور ترجمہ الٹا کرنے پر شیخ چلی کے باپ سے زیادہ لاف و گداز کے بلند بانگ دعاوی کئے جاتے ہیں۔

انیا گرچہ بودہ اند بے  
من بعرفان نہ کترم زکے  
آنچه داده است ہر نمی راجام  
داداں جام را مراتام

(درشین ص ۹۹، خزائن ج ۱ ص ۴۷۷)

مرزا نیو! مرد میدان بنو اور مندرجہ بالا آیت کو کلام مجید سے نکال کر پیش کرو۔

پانچویں غلط آیت ملاحظہ فرمائیں۔

(نور الحق ج ۱ ص ۱۰۹، سرمد چشم آریہ ص ۱۰۰، حاشیہ، حقیقت الوحی ص ۲۳۸) "وان لم تفعلوا

ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة"

یانی کی زبان میں، ہے کوئی جیتا جاگتا مرزا کی یا نبی نے لکھی ہے دکھلاوے یا انجیل مقدس سے دے اور اس کا کر دگی کے عوض مبلغ پانچ صد (مبارت میں اور فرقان مجید میں یہ آیت شریف لا نبی الا اذ تمنی "اور لطف یہ (آئینہ ص ۱۷۰) حالانکہ اس میں روح القدس کی آمد کا ہر دم منہ کی باتیں قرار دے اور قرآنی الفاظ میں تغیر تراجم و تقاسیر میں کب جھجکے گا۔ مرزا کی قرآنی غلطیاں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ "لعنت الله" تو صحیح ہوتا۔ یہ ترجمہ بھی کاتب کھا گیا اور امت کو اب نفس مضمون کو سمجھنے کہ جو شخص اتنا دلیر ہو۔ اس کے بٹل ہونے کا دعویٰ کرے اور لطف یہ ان چھوٹے چھوٹے نبیوں کے معجزات تسلیم کرنا سے کہتے کہ مرزا قادیانی کا مرکب دجل کس

یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام"

ارشاد بانی یوں ہے۔ (پارہ ۲، رکوع ۹) "هل نعمام"

بالا آیت کلام مجید میں دکھلاوے تو مبلغ پانچ

ہے۔

شت خار میں مجنوں

برہنہ پا بھی ہے

(۱۹۳) "وقسال جسادلهم (ای جادل

حالانکہ یہ آیت غلط ہے فرقان حمید میں یہ آیت یوں مرقوم ہے۔ ”فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة (بقرہ: ۴۶)“  
 مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑ و خدا لگتی کہو کہ یہ تمہارے مسیح کو کیا ہو گیا۔ میری نظر سے پانچ جگہوں سے یہ آیت آپ کی کتابوں میں گذری جس کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ پانچوں جگہ غلط، گویا صحیح لکھنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی اور پھر امت کو بھی ایسا سانپ سونگھا کہ بارہا ڈیٹن چھپے مگر بھیج نہ کی۔ مگر کلام مرزا کو دیکھتا کون ہے۔ ہے کوئی مسیح کا لال جو یہ آیت صحیح ثابت کر دکھلائے اور اس کی کارکردگی میں پانچ صد روپیہ انعام پاوے۔  
 چھٹی غلط آیت ملاحظہ کریں۔

(براہین احمدیہ ص ۴۸۸، حاشیہ نمبر ۱۱ شروع سطر) پر لکھتے ہیں کہ ”مقاصد قرآنیہ کا ایک ایجاز لطیف ہے اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔“ ”انا اتینک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم“ یعنی ہم نے تجھے اے رسول سات آیتیں سورۃ فاتحہ کی عطاء کی ہیں۔ جو مجمل طور پر تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہیں۔“

حالانکہ آیت فرقان حمید میں یوں ہے۔ ”ولقد آتینک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم (حجر: ۸۷)“ ہے کوئی رو در گو پال قادیانی کا روحانی فرزند جو پنجابی نبی کی پیشانی سے یہ داغ دھوے اور اس کے عوض مبلغ پانچ صد روپیہ نقد انعام پاوے۔  
 ساتویں غلط آیت ملاحظہ کریں۔

(براہین احمدیہ ص ۵۰۴، ۵۰۵، آخری سطر حاشیہ نمبر ۳) ”عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکفرین حصیرا“  
 حالانکہ کلام مجید یوں مرقوم و مسطور ہے۔ ”عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکفرین حصیرا (اسری: ۸)“  
 مسیح قادیانی کی چاہتی بھیڑ و یہ کیا اندھیر مگری ہے۔ جو بھی آیت دیکھو غلط ہے۔ کوئی جیتا جاگتا مرزا کی جو مندرجہ بالا آیت قرآن حکیم سے دکھلاوے اور اس کے عوض مبلغ پانچ صد روپیہ انعام میں پاوے۔

ناظرین! ایسی ایسی اور بیسیوں آیات ہیں جو غلط ہیں۔ میں نے مشتے نمونہ از خردارے ضیافت طبع میں پیش کر دی ہیں۔ یہ تو قرآن کریم کا حال تھا۔ اب ذرا حدیث شریف کی طرف آئیے اور دیکھئے مرزا قادیانی کا اس میں کتنا دسترس ہے اور مرزا قادیانی کے زاویہ نگاہ میں رسول

کریم ﷺ کے ارشادات کی کیا حد  
 فل  
 عل  
 هل  
 فاء  
 اخذنا  
 وانت  
 رأینا

خدا کی وحی کے بعد  
 حدیث کو مان لیں۔ ہم نے اس  
 روایت کرتے ہوئے ہم نے دیکھا  
 (ضمیر تخذہ گلا دیہ ص ۴۰)  
 حدیثوں کے ذخیرے میں سے  
 خدا سے علم پا کر رد کر دے۔“

(اعجاز احمدی ص ۴۰)  
 دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن  
 وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں  
 حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک  
 (اربعین نمبر ۴ ص ۱۹)  
 تورات انجیل و قرآن پر تو کیا  
 کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو جھڑپ  
 مرزا نیو! گئے گذر

مسلمان کہہ سکتے ہو۔ جو ایسے  
 اور امتی کہلائے اور نبی ہونے  
 حدیث کو چھوڑ کر تم اسوہ حسنہ پا

کریم ﷺ کے ارشادات کی کیا وقعت ہے۔ یہ بھی مختصر الفاظ میں سنئے۔

فلعنة ربنا اعداد رمل

علی من رد قول نبینا

هل النقل شئی بعد ایحاء ربنا

فای حدیث بعده تخییر

اخذنا من الحی الذی لیس مثله

وانتم عن الموتی رویتم ففکروا

راینا وانتم تذکرون رواتکم

(اعجاز احمدی ص ۵۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۸)

خدا کی وحی کے بعد حدیث کی حقیقت ہی کیا ہے۔ پس ہم خدا کی حدیث کے بعد کس حدیث کو مان لیں۔ ہم نے اس سے لیا کہ وہ وحی قیوم اور وحدہ لا شریک ہے اور تم لوگ مردوں سے روایت کرتے ہو۔ ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔

(ضمیمہ گزردہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱) ”جو شخص حکم ہو کر آتا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۰) ”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے۔ جو میرے اوپر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۴) ”جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایمان ہے۔ جیسے تورات انجیل و قرآن پر تو کیا انہیں مجھ سے توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کی غلیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں۔“

مرزا نیو! گئے گذرے ایمان سے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ کس منہ سے تم ایسے شخص کو مسلمان کہہ سکتے ہو۔ جو ایسے فاسد خیالات کا مالک ہو۔ فرمان رسالت کو اپنے اوہام پر ترجیح دے اور امتی کہلائے اور نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور ظل و پردہ کے ڈھکونسلے ایجاد کرے۔ یہ تو بتاؤ کہ حدیث کو چھوڑ کر تم اسوہ حسنہ پہ کیونکر چل سکتے ہو۔ تمہارا تمدن قائم رہ سکتا ہے نہ تمہاری معاشرت۔

یا آیت یوں مرقوم ہے۔ ”فان لم تفعلوا  
باس والحجارة (بقرہ: ۷۶)“

کہو کہ یہ تمہارے مسیح کو کیا ہو گیا۔ میری نظر سے  
ی جس کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ پانچوں جگہ  
ت کو بھی ایسا سانپ سونگھا کہ بارہا ڈیٹھن چھپے مگر  
مسح کالال جو یہ آیت صحیح ثابت کر دکھلائے اور

(سطر) پر لکھتے ہیں کہ ”مقاصد قرآنیہ کا ایک ایجاز  
ہے۔“ ”انا آتیناک سبعاً من المثانی  
سات آیتیں سورۃ فاتحہ کی عطاء کی ہیں۔ جو مجمل

”ولقد آتینک سبعاً من المثانی  
درگوپال قادیانی کا روحانی فرزند جو پنجابی نبی کی  
نچ صدر و پیہ نقد انعام پاوے۔

شیر نمبر ۳) ”عسی ربکم ان یرحم علیکم  
حصیرا“

”عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم  
برئ: ۸)“

جو بھی آیت دیکھو غلط ہے۔ کوئی  
دکھلا دے اور اس کے عوض میں پانچ صدر و پیہ

میں جو غلط ہیں۔ میں نے شتے نمونہ ازخروارے  
کا حال تھا۔ اب ذرا حدیث شریف کی طرف  
س ہے اور مرزا قادیانی کے زاویہ نگاہ میں رسول

آہ تم نے قرآن صامت کو تمیز ہی نہیں کیا۔ تمہاری کم نصیبی کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ تمہیں قرآن کا صحیح علم بجز قرآن ناطق کے ہو ہی نہیں سکتا۔ قرآن کریم مجمل ہے اور حدیث ان احکام ازلیہ کی عملی تصویر۔ مگر چونکہ ہر معنی کے تانے بانے کو اس سے آگ لگ جاتی ہے۔ اس لئے ہر دور میں تمام معنی حدیث سے خائف رہتے آئے ہیں۔ یہی وجہ ہے جو مرزا قادیانی نے اپنا راستہ صاف کرنے کے لئے فرمان رسالت کو راستے کا روڑا سمجھتے ہوئے ٹھکرا دیا۔ کیونکہ حدیث کی موجودگی میں مرزا قادیانی کا کاروبار چلنا ناممکن تھا۔ آہ اسلامی سیزدہ سی سالہ روایات کو جس پر ریت کے ذروں اور آسمان کے ستاروں سے زیادہ شواہد موجود ہیں اور جس پر دنیاۓ اسلام جن کی تعداد ۶۰ کروڑ سے زیادہ ہے کا انحصار و دار و مدار ہے۔ پر یوں چند سنہری مصلحتوں کے لئے پانی پھیرنا بے ایمانی اور کفر عظیم نہیں تو اور کیا ہے۔ صرف منہ سے مسلم مسلم کہہ دینا اور اسلام اسلام کی رٹ لگانا مسلمانی نہیں۔ جب تک اس کے ہر حکم کے سامنے بلا چون و چرا سر تسلیم خم نہ ہو اور اگر مسلمانوں کا نام رکھ لینے اور زبانی طور سے قرآن صامت و قرآن ناطق کی تعریف کر دینے سے مومن ہو سکتا ہے تو ذیل کے ضد معنی کیوں نہ مسلمان شمار کئے جائیں۔ مرزا یحیٰ! فراخ دلی سے انہیں مرزائیت کے پہلے پیغمبر تسلیم کر لو۔ کیونکہ تمہارے مرزا قادیانی انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہیں کی تعلیم سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ انہیں کے دسترخوان کے لکڑے توڑنے والے تھے۔ جیسا کہ ہم ذیل کی چند مثالوں میں پیش کریں گے۔

(اصول الدین ص ۱۶۳) پر امام ابو منصور عبد القادر بغدادی تہمتی متوفی ۴۲۹ھ فرماتے ہیں۔

### یزید بن ابیہہ خارجی

”یزید بن ابیہہ خارجی نے اجماع امت اسلامیہ کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ آئندہ ایک پیغمبر عجم میں مبعوث فرمائے گا۔ اس کو کتاب و شریعت جدیدہ عطاء ہوگی۔ جس سے آنحضرت ﷺ کی شریعت کلا یا بعضاً منسوخ کر دی جائے گی۔ اس کے قبیحین صابی ہوں گے۔ جن کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔“ جناب بغدادی اس کی تردید میں لکھتے ہیں۔

”سرور عالم ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کی چند شرائط ہیں۔ جن کے بغیر ایمان منظور نہیں۔

۱..... اس کے خاتم انبیاء و رسل ہونے کا اقرار۔

۲..... آپ کی شریعت کے دوام کا اعتقاد۔

۳..... شریعت اسلام  
۳..... اس بات کا  
اترے گے اور شریعت اسلامیہ کی نشروا  
قرآن کو مردود قرار دیں گے۔ قرآن  
ہے تو اتر مروی ہے کہ میرے بعد کسی  
متواتر کا انکار کرے وہ کفر کا فر ہے۔“

### بابک خرمی

بابک مقام خرم کا باشندہ  
دعوت علاقہ آذربایجان میں شروع  
قراردی گئیں اور جماعت کا نام خرم  
بغدادی فرماتے ہیں۔

(اصول الدین ص ۱۵۸)  
عقیدہ ہے کہ تحریک خرمیہ کا اصل بانی  
کے متعلق یہاں تک عقیدہ رکھتے ہیں  
شروین تمام انبیاء حتیٰ کہ  
اس فتنہ باکی کے متعلق!  
(الفرق ص ۲۶۸) ”مورخہ“

ہوئی اور زمانہ مقصم میں پھولی پھولی!  
باطنی کا معتقد تھا اور بابک کے ساتھ  
بغاوت شروع کی اور بابک کے کوہ۔  
اور باطنی باہم متحد ہو کر مسلمانوں کے  
جمعیت تقریباً تین لاکھ تھی۔ خلیفہ  
دل سے بابک کے ساتھ تھا۔ اس!  
اس کو مطلع کر دیا۔ جس سے بابک  
بچنے اور محمد بن یوسف ثوری، ابو دلف

۳..... شریعت اسلامیہ کے عدم تحکک یا بھٹا کا عقیدہ۔

۴..... اس بات کا اعتراف کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور شریعت اسلامیہ کی نشر و اشاعت کریں گے۔ قرآن مجید کے احکام کو جاری اور خلاف قرآن کو مردود قرار دیں گے۔ قرآن صاف اعلان کر رہا ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں پھر حضور سے بہتر اور مردی ہے کہ میرے بعد کسی قسم نبی نہیں آ سکتا۔ ان حالات میں جو شخص قرآن وحدیث متواتر کا انکار کرے وہ کٹر کافر ہے۔“

### بابک خرمی

بابک مقام خرم کا باشندہ ہے۔ اس نابکار کو بھی نبوت کی سوجھی۔ اس نے اپنی دعوت علاقہ آذربایجان میں شروع کی اور خالص عجمی نبوت کا اعلان کیا۔ تمام محرمات طیب قرار دی گئیں اور جماعت کا نام خرمیہ قرار دیا گیا۔ چنانچہ اس کے متعلق جناب امام ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں۔

(اصول الدین ص ۱۵۸) ”خرمیہ کا عقیدہ ہے کہ نبوت ہمیشہ جاری رہے گی۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ تحریک خرمیہ کا اصل بانی شروین نامی شخص ہے جو دور جاہلیت میں گزرا ہے۔ وہ اس کے متعلق یہاں تک عقیدہ رکھتے ہیں کہ:

شروین تمام انبیاء حتیٰ کہ ختم الرسل سے بھی افضل ہے۔“

اس فتنہ باکی کے متعلق بغدادی صاحب لکھتے ہیں۔

(الفرق ص ۲۶۸) ”مورخین کا بیان ہے کہ تحریک باطنیہ ابتداء زمانہ مامون میں شروع ہوئی اور زمانہ معتصم میں پھولی پھولی بقول مورخین خلیفہ معتصم کا سپہ سالار افشین حاجب بھی تحریک باطنی کا معتقد تھا اور بابک کے ساتھ اس کے بعض خفیہ معاہدے تھے۔ خرمی نے علاقہ بدین میں بغاوت شروع کی اور بابک کے کوہ سیام کے باشندے خرمی مذہب اور مزدک کے متبع تھے۔ پس خرمی اور باطنی باہم متحد ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ کو ڈٹ گئے۔ علاقہ بدین اور ولیم سے ملا کر بابک کی جمعیت تقریباً تین لاکھ تھی۔ خلیفہ معتصم نے ان کے مقابلے کے لئے افشین حاجب کو روانہ کیا۔ مگر وہ دل سے بابک کے ساتھ تھا۔ اس لئے اس نے مقابلہ میں سستی دکھائی۔ بلکہ مسلم فوج کے رازوں پر اس کو مطلع کر دیا۔ جس سے بابکیوں نے بہت سے مسلمان قتل کر دیئے۔ بعد ازاں افشین کو کمک پہنچی اور محمد بن یوسف ثمری، ابودلف قاسم بن عیسیٰ عجمی جیسے نامور سپہ سالار میدان میں جا پہنچے۔ ادھر

کے نصیبی کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ نہیں نہیں سکتا۔ قرآن کریم مجمل ہے اور حدیث ان کے لئے گنگ جاتی ہے۔ اس لئے وہ بے باک ہیں۔ یہی وجہ ہے جو مرزا قادیانی نے اپنا راستہ کا روڑا سمجھتے ہوئے ٹھکرا دیا۔ کیونکہ حدیث کی تمام آہ اسلامی سیزدہ سی سالہ روایات کو جس پر شواہد موجود ہیں اور جس پر دنیا کے اسلام جن کی ہے۔ پر یوں چند سنہری مصلحتوں کے لئے پانی منہ سے مسلم مسلم کہہ دینا اور اسلام اسلام کی کے سامنے بلا چون و چرا تسلیم ختم نہ ہو اور اگر صامت و قرآن ناطق کی تصدیق کر دینے سے مان مٹا کر کے جائیں۔ مرزا نیو! فراخ دلی سے مارے مرزا قادیانی انہیں کے نقش قدم پر چلتے انہیں کے دسترخوان کے کمرے توڑنے والے گئے۔

القاهر بغدادی تہمتی متوفی ۴۲۹ھ فرماتے ہیں۔

امت اسلامیہ کی صریح خلاف ورزی کرتے ہیں۔ مبعوث فرمائے گا۔ اس کو کتاب و شریعت بیت کلا یا بھٹا منسوخ کر دی جائے گی۔ اس میں موجود ہے۔“ جناب بغدادی اس کی تردید

نے کی چند شرائط ہیں۔ جن کے بغیر ایمان منظور

نے کا اقرار۔

اعتقاد۔

عبداللہ بن طاہر مشہور سپہ سالار کے فوجی افسر بھی میدان میں آ گئے۔ لیکن ہا ایں ہمہ باکیہ اور کرامطہ کی جمعیت مسلمان کی عسکری طاقت پر غالب رہی۔ یہ جنگ سالہا سال تک جاری رہی۔ تا آنکہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو باکیہ پر فتح و نصرت عطاء کی۔ بابک ۲۲۳ھ میں گرفتار ہو کر سرمن رائی میں سولی پر لٹا دیا گیا۔ بعد ازاں اس کے بھائی اسحاق کو مازیار کے ساتھ گرفتار کر کے بغداد میں دار پر چڑھا دیا گیا۔ بابک کے قتل کے بعد خلیفہ کو معلوم ہوا کہ افہین حاجب باکی غدار ہے۔ اس کی خیانت اور غدر سے جنگ نے طول کھینچا۔ اس پر خلیفہ نے اس کو بھی پھانسی دے دیا۔

اہل سنت نے بالاتفاق ہر ایک حنہ کی تکفیر کی خواہ اسلام سے پیشتر گذرا ہو۔ جیسے زرتشت، یوز آسف، مانی، مزدک یا بعد از اسلام ہو۔ جیسے مسیلمہ کذاب، سجاج، اسود عیسیٰ اور تمام وہ حنہ جو آج تک ہوتے چلے آئیں۔

چنانچہ بغدادی صاحب فرماتے ہیں۔ ”ایسا ہی فرقہ سپاہیہ نے مختیار کو دھوکہ دے کر کہا کہ تو اس زمانے کا مہدی ہے اور اس کو ادعائے نبوت کی ترغیب دی۔ جس پر وہ نبی بن بیٹھا اور کہنے لگا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔“

چنانچہ امام ابو منصور عبدالقادر بغدادی فرماتے ہیں کہ ”سپاہیہ کس طرح مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ جب کہ ان کا عقیدہ ہے کہ علی مرتضیٰ خدا تھے یا نبی۔ اگر سپاہیہ اسلامی فرقوں میں داخل ہیں۔ تو مسیلمہ کے اتباع بھی مسلمان شمار ہونے چاہئیں۔ عیاذ باللہ!“ (الفرق ص ۲۲۶)

چنانچہ امام ابو منصور عبدالقادر بغدادی نے ان مسلم نمایہودیوں پر یعنی جو بظاہر مسلمان معلوم ہوتے ہیں۔ ایک سیر حاصل بحث کی ہے۔ مگر چونکہ ہمارا مضمون کچھ اور ہے۔ اس لئے نام ہی درج کرنے پر اکتفاء کی جاتی ہے۔ کتاب (الفرق بین الفرق ص ۲۲۰) پر لکھتے ہیں۔ یعنی ان فرقوں کا بیان جو بظاہر مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر درحقیقت کافر ہیں۔ پھر ان کی تعداد اکیس بتلائی جو ذیل میں درج ہے۔

”سبعائیہ، بیانیہ، حربیہ، مفیریہ، منصورویہ، جناحیہ، خطابیہ، عراقیہ، مفوضیہ، حلولیہ، اصحاب التاسخ، حائطیہ، حمادیہ، مقنصیہ، رذافیہ، یزیدیہ، میمونہ، باطنیہ، حلاجیہ، غداقریہ، اصحاب اباحہ“  
اس کے علاوہ امام موصوف کے بعد چند ایک سر پھرے اور ہوئے جن میں سے زمانہ حال میں احمدیہ ہیں۔

ذیل میں ایک خط اور اس کا جواب  
بہ بخت رئیس اٹھتی تھا۔ جس کے ستر ہزار  
لکھ دھم میں جناب خالد بن ولید کے ہاتھوں  
مقتول ہوئے۔  
”جب وفد بنی حنفیہ یمامہ واکر  
میں حضور کے ساتھ نبوت میں شریک ہوں  
کہیں اور اپنے قہجین سے نماز کی فریضت سر  
حضور ﷺ کی نبوت کا معترف تھا۔“

چنانچہ طبری و کامل و بلاذری مکر  
”مسیلمہ پیغمبر بسوئے محمد رسول  
نصف قریش کی۔ لیکن قریشی بڑے بے انصاف  
سرکار مدینہ ﷺ نے اس کے  
مرزائے قادیان کے لئے مفید ہے۔ بشرط  
”از محمد رسول اللہ بسوئے مسیلمہ  
واضح ہو کہ مملکت درحقیقت خدا  
دیتا ہے۔ مگر آخری کامیابی صرف نیکوں  
سلام۔“

مسیلمہ کذاب کا مؤذن عبداللہ  
ومسلمیہ رسول اللہ  
مکر مرزا قادیانی تو اس کی بھی  
منہ مسیح  
منہ محمد



ذیل میں ایک خط اور اس کا جواب پیش کرتے ہوئے اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ یہ وہ بد بخت رئیس المستحی تھا۔ جس کے ستر ہزار جان نثار صرف ایک میدان میں اس کی جھوٹی نبوت کے زعم میں جناب خالد بن ولید کے ہاتھوں جہنم کی زینت ہوئے اور جناب وحشیؓ کے ہاتھوں یہ بدنصیب المقلب بہ مسیلمہ کذاب وفی نار جہنم خالدین فیہا ہوا۔

شیخ الاسلام ابن قیم (زاد المعاد ج ۲ ص ۲۶) میں لکھتے ہیں۔

”جب وفد بنی حنفیہ یمامہ واپس آیا تو دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو کر نبی بن بیٹھا اور کہنے لگا میں حضور کے ساتھ نبوت میں شریک ہوں۔ اس نے قرآن کے رنگ میں کچھ مسجع عبارتیں بھی کہیں اور اپنے قبیحین سے نماز کی فرضیت ساقط قرار دی اور زنا اور شراب حلال کر دی۔ مگر بائیں ہمہ حضور ﷺ کی نبوت کا معترف تھا۔“

چنانچہ طبری د کامل و بلا زری میں لکھا ہے کہ سرکار مدینہ کو ذیل کی دعوت لکھی۔

”مسیلمہ پیغمبر بسوئے محمد رسول اللہ وضع رہے کہ عرب کی نصف مملکت ہماری ہے اور نصف قریش کی۔ لیکن قریشی بڑے بے انصاف ہیں۔ آخر میں تھکے سلام قبول کیجئے۔“

سرکار مدینہ ﷺ نے اس کے جواب میں حسب ذیل لکھا اور فقیر کے خیال میں یہی مرزائے قادیان کے لئے مفید ہے۔ بشرطیکہ امت غور کرے۔

”از محمد رسول اللہ بسوئے مسیلمہ کذاب۔“

واضح ہو کہ مملکت درحقیقت خدا تعالیٰ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ مگر آخری کامیابی صرف نیکوں کے لئے ہے۔ آخر میں تمام راہ راست پر چلنے والوں کو سلام۔“

لطیفہ!

مسیلمہ کذاب کا مؤذن عبد اللہ بن نوح اذان یوں دیتا تھا۔ ”اشھد ان محمداً

ومسلمیۃ رسول اللہ“

مگر مرزا قادیانی تو اس کی بھی قبر پہ لات مارتا ہوا کہہ گیا۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا

منم محمد وامنم کہ مجتبیٰ باشد

(تزیان القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۳)

ما آگئے۔ لیکن بائیں ہمہ ہاں کیہ اور کرامطہ  
لگ ساہا سال تک جاری رہی۔ تا آنکہ  
بک ۲۲۳ھ میں گرفتار ہو کر سرمن رانی میں  
رکے ساتھ گرفتار کر کے بغداد میں دار پر  
رفشین حاجب بائیں غدار ہے۔ اس کی  
س کو بھی پھانسی دے دیا۔“

کی خواہ اسلام سے پیشتر گذرا ہو۔ جیسے  
مسیلمہ کذاب، سجاج، اسود غسی اور تمام وہ

ی فرقہ سپائیہ نے مختیار کو دھوکہ دے کر کہا  
ترغیب دی۔ جس پر وہ نبی بن بیٹھا اور

ہیں کہ ”سبائیہ کس طرح مسلمان کہلا سکتے  
اگر سبائیہ اسلامی فرقوں میں داخل ہیں۔“

(الفرق ص ۲۲۶)

ان مسلم نمائندہ یودیوں پر یعنی جو بظاہر  
ہے۔ مگر چونکہ ہمارا مضمون کچھ اور ہے۔

تاب (الفرق بین الفرق ص ۲۲۰) پر لکھتے  
مدعی ہیں۔ مگر درحقیقت کافر ہیں۔ پھر

منصوریہ، جناحیہ، خطابیہ،

خ، حاططیہ، حمادیہ، مقنصیہ،

غداقزیہ، اصحاب اباحد“

یک سر پھرے اور ہوئے جن میں سے

بہاؤ اللہ ایرانی اور مرزا قادیانی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے  
فرق اس قدر ہے کہ مرزا قادیانی بہائی زندقہ کے خوان کرم کے زیرہ چین ہیں۔

بہائی!

(کتاب الفراید ص ۲۸۶) ”اگر کوئی خدا پر افتراء باندھے کسی اپنی کلام کو اس کی طرف منسوب کرے تو خدا تعالیٰ اس کو جلد پکڑتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے۔ چنانچہ سورہ مبارکہ حاقہ میں فرماتا ہے۔ اگر یہ پیغمبر ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر اسکی رگ جان کاٹ ڈالتے۔“

(مقالہ سیاح ص ۱۳۲) ”حضرت بہاؤ اللہ نے علمائے اسلام کے متعلق فرمایا ہے۔ ”شَرِّ تَحْتَ اَدِيمِ السَّمَاءِ“ یعنی علماء آسمان کے نیچے سب سے برے لوگ ہیں۔ انہیں سے فتنے اٹھے اور انہیں کی طرف عود کر گئے۔“

(مقدمہ لفظ الکاف) ”خدا کے مظہر برابر آتے رہیں گے۔ کیونکہ فیض الہی کبھی معطل نہیں رہا اور نہ رہے گا۔“

(کتاب الفراید ص ۳۱۴) ”یا بنی آدم اما یا تینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی میں صراحتاً مستقبل کی خبر دی ہے۔ کیونکہ لفظ یا تینکم کو نون تاکید سے خاص کر لیا ہے اور فرمایا تمہارے پاس ضرور رسول آتے رہیں گے۔“

(بحر العرفان ص ۱۴۱) ”وبالآخرة هم یوقنون یعنی اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخر زمانہ میں نازل ہوگی۔“

(عمدۃ النسخ ص ۸۸) ”صحیح بخاری کی حدیث ہے ”ویضع الحرب“ یعنی مسیح آ کر جہاد کو برطرف کرے گا۔ چنانچہ بہاؤ اللہ کے مرید جہاد کے قائل نہیں اور نہ کسی غازی مہدی پر ایمان رکھتے ہیں۔“

بہاؤ اللہ نے قتل کو حرام لکھا ہے اور نیز لکھا ہے ”اے اہل توحید کمر ہمت مضبوط باندھ کر کوشش کرو کہ مذہبی لڑائی (جہاد) دنیا سے محو ہو جائے۔ جب اللہ اور بندگان خدا پر رحم کر کے اس امیر خطیبہ پر قیام کرو اور اس نار عالم سوز سے خلق خدا کو نجات دو۔“ (مقالہ سیاح ص ۹۴)

(کوکب ہند) ”لوکان الایمان معلقاً بالثریا والی حدیث صاف طور پر حضرت بہاؤ اللہ کے متعلق ہے۔ کیونکہ وہ ایران کے دار السلطنت طہران کے قریب ایک موضع میں جس کا نام نور ہے پیدا ہوئے۔ موضع نور میں ایران کے کیانی بادشاہوں کی نسل میں

ایک خاندان آباد تھا۔ بہاؤ اللہ اسی خاندان  
مرزائی!

(اربعین نمبر ۳ ص ۱۱، خزائن ج ۷ ص ۶۷)  
مفتی کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی۔ چ  
اگر یہ پیغمبر ہماری طرف جھوٹی  
کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر کہا یہی خدا  
جلد نہ پکڑے۔ یہاں تک کہ اس افتراء پر  
دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء  
(تبلیغ رسالت نمبر ۲ ص ۱۳۱، ضمیمہ)  
ہے اس زمانہ کے مولوی اور محدث ان  
ہوں گے۔“

”اے بد ذات فرقہ مولویا!  
”یا بنی آدم اما یا تینکم رسل منکم یقصون  
پاس ضرور رسول آتے رہیں گے۔ یہ آیا  
مخاطب کیا گیا ہے۔ یہاں یہ نہیں لکھا  
آنحضرت ﷺ اور آپ کے بعد کے  
دلالت کرتا ہے۔“ وبالآخرة هم  
میں مسیح موعود (مرزا) پر نازل ہوگی۔“

اب چھوڑ  
دین کے  
اب آگیا  
دین کے  
اب آسمان  
اب جنگ  
کیوں چھوڑ  
جو چھوڑتا

ایک خاندان آباد تھا۔ بہاؤ اللہ اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔“  
مرزائی!

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۱، خزائن ج ۷ ص ۴۴۰) ”میر۔ رحیم اللہ علیؒ پر تیس سال گزر گئے اور مفتزیؒ کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔  
اگر یہ پیغمبر ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتا تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر کہا یہی خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب بے باک مفتزیؒ کو جلد نہ پکڑے۔ یہاں تک کہ اس افتراء پر تیس سال سے زیادہ عرصہ گزر جائے تو ریت اور قرآن دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد تباہ ہو جاتا ہے۔“  
(تبلیغ رسالت نمبر ۲ ص ۱۳۱، ضمیر انجام آتھم) مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ”حدیث میں ہے اس زمانہ کے مولوی اور محدث ان تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو روئے زمین پر رہتے ہوں گے۔“

”اے بد ذات فرقہ مولویاں“ (سیرۃ الہدی ص ۸۲ ج ۲) سورۃ اعراف میں فرمایا ہے۔  
”یا بنی آدم اما یا تینکم رسول منکم یقصون علیکم ایاتی“ اے نبی آدم تمہارے پاس ضرور رسول آتے رہیں گے۔ یہ آیت آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس میں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ یہاں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے گزشتہ زمانے میں یہ کہا تھا۔ سب جگہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ غرض یا تینکم کا لفظ استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ ”وبالآخرۃ ہم یوقنون“ اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعود (مرزا) پر نازل ہوگی۔“

اب چھوڑ دو دوستو جہاد کا خیال  
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ و جدال  
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے  
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے  
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے  
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے  
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو  
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس ضبیث کو

۔ ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے  
زندہ کے خوان کرم کے ریزہ چین ہیں۔

افتراء باندھے کسی اپنی کلام کو اس کی طرف  
لکھ کر دیا تا ہے۔ چنانچہ سورۃ مبارکہ حاقہ میں  
دوب کرتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر

نے علمائے اسلام کے متعلق فرمایا ہے۔ ”شَرِّ  
سے برے لوگ ہیں۔ انہیں سے فتنے اٹھے

نے رہیں گے۔ کیونکہ فیض الہی کبھی معطل نہیں

یا یا تینکم رسول منکم یقصون  
لفظ یا تینکم کو نون تاکید سے خاص کر لیا ہے

یعنی اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں

”ویضع الحرب“ یعنی مسیح آ کر  
کے قائل نہیں اور نہ کسی غازی مہدی پر  
(الحکم ۳ مئی ۱۹۰۵ء)

اے الٰہ توحید کمر ہمت مضبوط باندھ کر  
لہو اور بندگان خدا پر رحم کر کے اس امیر  
(مقالہ سیاح ص ۹۴)

بالشریاء والی حدیث صاف طور پر  
دارالسلطنت طہران کے قریب ایک  
یران کے کیانی بادشاہوں کی نسل میں

کیوں بھولتے ہو تم تم وضع الحرب کی خبر  
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

(ضمیمہ تھک گولڈیہ میں ۲۷، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

(تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۱۹) ”میں کسی خونی مہدی اور مسیح کے آنے کا منتظر نہیں۔“

(کتاب البریہ میں ۱۳۳، خزائن ج ۱۳ ص ۱۶۲) ”میرا ایک الہام ہے۔“ خذ والتوحید

التوحید یا ابناء الفارس ”توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔“

”دوسرا الہام ”لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من  
فارس“ اگر ایمان ثریا سے بھی معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے (مرزا قادیانی) اس کو  
وہیں جا کر لے آتا۔“

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے ہم مشرب بہائی سید محمد جوہوری ایک ہی

تھیلی کے چٹے بٹے تھے، جوہوری استاد تھے اور قادیانی شاگرد

یا یوں سمجھئے کہ جوہوری خدا تھا اور قادیانی رسول۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے کتب مہدویہ  
سے بہت کچھ استفادہ حاصل کیا اور اسی فرض الہام سے بہت کچھ خوشہ چینی کی۔

مہدویہ یعنی جوہوری!

(ہدیہ مہدویہ میں ۲۸) ”مہدوی کہتے ہیں خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب  
شریعت جدیدہ آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا نہ ہوگا اور نبی قیام شریعت محمدیہ تو منافی آیت ”ماکان  
محمد ابدا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ کا نہیں ہے اور سید  
محمد جوہوری پیغمبر قیام ہیں۔“

(ہدیہ مہدویہ میں ۳۳) ”مسیح فضاہل وغیرہ کتب مہدویہ میں مذکور ہے کہ سید محمد جوہوری کا  
نواسہ سید محمود ملقب بہ حسین ولایت شہید کر بلا امام حسینؑ کے برابر ہے یا بہتر ہے۔“

(ہدیہ مہدویہ میں ۲۹) ”شواہد الولاہیت میں لکھا ہے کہ سید محمد جوہوری نے فرمایا کہ حق  
تعالیٰ نے بندہ کو جملہ موجودات کے احوال اس طرح معلوم کر دئیے ہیں۔ جیسے کوئی رائی کا دانہ  
ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف پھرا کر کما حقہ پہنچائے۔“

(ہدیہ مہدویہ میں ۱۶) ”مہدویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جوہوری وہی مہدی ہیں جن کے  
ظہور کی آنحضرت ﷺ نے بشارت دی۔“

(ہدیہ مہدویہ میں ۱۸) ”ایک

سنگریزہ ہاتھ میں لے کر کہا جریں و خلفہ  
دیا سنگریزہ ہے۔ کہا اس کو مہدی موعود

نے کہا آ منا و صدقا ہمارے دیکھنے کا  
کرے وہ ان مہدی میں سے نہیں ہے۔

(ہدیہ مہدویہ میں ۱۳۳) ”قرآن

بہم وهو العزیز الحکیم“ میں  
ہے جو آخری زمانہ میں ہوگا۔ لوگ  
رنگ میں لائے گا اور یہ مسیح موعود کا

(ہدیہ مہدویہ میں ۲۰۸) ”

استطاعت کے منع کیا کرتے تھے  
اس کے تین طواف کعبۃ اللہ کے

(ہدیہ مہدویہ میں ۱۳۹) ”

کو عیا ناسری آنکھوں سے دیکھتے  
(ہدیہ مہدویہ میں ۲۷۹) ”

حضرت مہدی موعود ایک ذات ہے  
(ہدیہ مہدویہ میں ۱۷۷)

ہوں۔ لیکن مہدی جوہوری  
صحیح ورنہ غلط جانیں۔“

(ہدیہ مہدویہ میں ۲۳۳)

اور مہدی جوہوری دوسرے نفس  
رو برو سے فرماتے ہیں تو اس کو

کا عذر پیش کر کے آٹھ برس  
جاری ہو چکی۔ اگر قبول کرے

(ہدیہ مہدویہ میں ۳۹۹)

روایت کی کہ میراں جی نے فر

تم تم یضح الحرب کی خبر  
میں دیکھو تو کھول کر

(ضمیمہ نمبر ۲۷، خزائن ج ۱ ص ۷۸)  
ماخونی مہدی اور مسیح کے آنے کا منتظر نہیں۔  
(۱۶۲) ”میر ایک الہام ہے۔“ خذ والتوحید  
اے فارس کے بیٹو۔

مان معلقاً بالشریبا لناله رجل من  
یہ مرد جو فارسی الاصل ہے (مرزا قادیانی) اس کو

مشرّب بہائی سید محمد جو پوری ایک ہی  
ری استاد تھے اور قادیانی شاگرد  
یانی رسول۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے کتب مہدویہ  
سے بہت کچھ خوش چینی کی۔

خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب  
اور نبی متبع شریعت محمد یہ تو منافی آیت ”ماکان  
اللہ وخاتم النبیین“ کا نہیں ہے اور سید

تب مہدویہ میں مذکور ہے کہ سید محمد جو پوری کا  
ان کے برابر ہے یا بہتر ہے۔

لکھا ہے کہ سید محمد جو پوری نے فرمایا کہ حق  
معلوم کروادیئے ہیں۔ جیسے کوئی رائی کا دانہ

کہ سید محمد جو پوری وہی مہدی ہیں جن کے

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۸) ”ایک دن میاں خرنڈیر (امام و خلیفہ مہدی جو پوری) نے ایک  
سنگریزہ ہاتھ میں لے کر مہاجرین و خلفائے مہدی کے مجمع میں کہا دیکھو یہ کیا ہے۔ سب نے جواب  
دیا سنگریزہ ہے۔ کہا اس کو مہدی موعود علیہ السلام نے جو ہر بے بہا کہا ہے تمام مہاجرین اور خلفاء  
نے کہا آمنا و صدقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے کہ جو کوئی فرمان مہدی میں شک کرے یا تاویل  
کرے وہ ان مہدی میں سے نہیں ہے۔“

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۲۳) ”قرآن شریف سورۃ حمد میں ”واخرین منهم لما یلحقوا  
بہم وهو العزیز الحکیم“ میں اشارہ میرے زمانے کی نسبت ہے۔ یعنی ایک نوع انسانی اور  
ہے جو آخری زمانہ میں ہوگا۔ لوگ ظلمت و گمراہی میں پڑے ہوں گے۔ تب خدا ان کو صحابہ کے  
رنگ میں لائے گا اور یہ مسیح موعود کا زمانہ اور گروہ ہوگا۔“

(ہدیہ مہدویہ ص ۲۰۸) ”مہدی جو پوری لوگوں کو حج بیت اللہ سے باوجود فرضیت اور  
استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میاں دلاور کے حجرہ کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ  
اس کے تین طواف کعبۃ اللہ کے سات طواف بلکہ تمام ارکان حج کے قائم مقام قرار دیتا تھا۔“  
(ہدیہ مہدویہ ص ۱۳۹) ”سید محمد جو پوری اس بات کے مدعی تھے کہ وہ دار دنیا میں حق تعالیٰ  
کو عیاں نہ کر سکتے ہیں۔“

(ہدیہ مہدویہ ص ۲۷۹) ”سید محمد جو پوری کے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ محمد ﷺ اور  
حضرت مہدی موعود ایک ذات ہیں۔“

(ہدیہ مہدویہ ص ۱۷) ”جو احادیث رسول اگرچہ کیسی روایات صحیحہ سے مروی  
ہوں۔ لیکن مہدی جو پوری کے بیان و احوال سے مطابق کر کے دیکھیں۔ اگر مطابق ہوں تو  
صحیح ورنہ غلط جانیں۔“

(ہدیہ مہدویہ ص ۲۳) ”مطلع الاولایت میں لکھا ہے کہ اول بارہ برس تک امر الہی ہوتا رہا  
اور مہدی جو پوری و سوسے نفس و شیطان سمجھ کر حکم خدا ٹالتے رہے۔ آخر خطاب باعتبار ہوا کہ ہم  
رو برو سے فرماتے ہیں تو اس کو غیر اللہ سمجھتا ہے۔ اس کے بعد بھی شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت و غیرہ  
کا عذر پیش کر کے آٹھ برس اور ٹالتے رہے۔ بیس برس کے بعد خطاب باعتبار ہوا کہ قضا الہی  
جاری ہو چکی۔ اگر قبول کرے ماجور ہوگا ورنہ مجبور ہوگا۔“

(ہدیہ مہدویہ ص ۲۳۹) ”شیخ فضا کل میں ہے کہ سید محمود نے اپنے والد سید محمد جو پوری سے  
روایت کی کہ میراں جی نے فرمایا کہ نہ میں کسی سے جتنا گیا اور نہ میں نے کسی کو جتنا اور ایک روز ان

کے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نام ایک شخص نے بوقت وعظ سورہ اخلاص پڑھی۔ جب وہ ولم یلد ولم یولد پر پہنچا تو دلاور نے کہا نہیں یلد ویولد یوسف نے کہا نہیں لم یلد ولم یولد۔ دلاور نے کہا یلد ویولد عبد المالك نے یوسف سے کہا بھائی خاموش رہو۔ میاں جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہیں جو کہتے ہیں سو حق ہے۔

احمدویہ یعنی قادیانی!

(ریو آف ریلجز ج ۲۱) ”خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی پیدا نہیں ہوگا اور کوئی غیر تشریفی نبی ظاہر ہو تو آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی غیر تشریفی نبی تھے۔“

مرزا قادیانی بڑا حریص واقع ہوا تھا۔ وہ یہ خطاب نواسہ رسول اللہ ﷺ کو نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اپنی ہی شکم پری یا پیٹ پوجا کا سامان یوں کیا۔

کر بلا یکت  
صد حسین است  
ہر در گریبانم

(نزول المسح م ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

(ضرورت امام م ۱۳، خزائن ج ۳ ص ۴۸۳) مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ”مجھے علم غیب پر اس طرح قابو ہے جس طرح چابک سوار کو گھوڑے پر ہوتا ہے۔“

(ایام صلح م ۹۱، خزائن ج ۱۳ ص ۳۲۸) مسیح قادیان نے لکھا ”اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیش گوئیوں کے ذریعہ سے میری گواہی دیتا ہے تو تم اپنے نفسوں پر قلم مت کرو۔“

(سیرۃ الہدی ج ۱ ص ۸۱) ”مولوی نور دین خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآن شریف کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور من جانب اللہ پایا تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔“

(ایام صلح م ۷۰، خزائن ج ۱۳ ص ۳۰۴) ”قرآن شریف میں یہ پیش گوئی بڑی وضاحت سے آنے والے مسیح کی خبر دیتی ہے۔ ”وآخرین منهم لما یلدنوا بہم وهو العزیز الحکیم“ یعنی ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ وہ بھی ذل تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہوں گے۔ تب خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے

گا۔ یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا  
صحابہ کے صدق کے اور یقین کی  
(تذکرۃ الشہادین م  
ارادہ کرنے والے کے لئے  
سو برس سے انتظار ہے تو ہو  
کو نہیں جاسکتا۔“

زمین  
بھوم  
”ہمارا جلسہ بھی رنج

ایسا ہی مرزا قادیانی  
”خدا تعالیٰ مجھ سے بہت قریب  
محض ہے اتار دیتا ہے۔“

(خطبہ الہامیہ م ۹  
میں کچھ فرق سمجھانے تو اس نے  
(ضمیمہ تفسیر کولاد یہ م  
حدیثوں کے ذخیرہ سے جس  
علم پا کر رد کر دے۔“

(انجاز احمدی م ۸  
زمانہ دراز ہے بالکل اس سے  
موعود قرار دیا۔“

(سیرۃ الہدی ج  
اصلاح خلق کے لئے مرتب  
کے سلسلہ بیعت شروع نہیں  
آپ نے بیعت کے لئے ۸

نے بوقت وعظ سورہ اخلاص پڑھی۔ جب وہ لسم  
د ویولد یوسف نے کہا نہیں لم یلد ولم یولد۔  
یوسف سے کہا بھائی خاموش رہو۔ میاں جی ولایت کا

سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی  
رہی نہی ظاہر ہو تو آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں

۔ وہ یہ خطاب نواسر رسول اللہ ﷺ کو نہیں دینا چاہتا  
نہیوں کیا۔

ہر آنم  
در گریہ نام

(نزدل اس م ۹۹، خزائن ج ۸ ص ۷۷)

(۴) مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ”مجھے علم غیب پر اس  
ہوتا ہے۔“

قادیان نے لکھا ”اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیش  
پے نفسوں پر ظلم مت کرو۔“

بن خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف  
ت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ  
تھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی  
بائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ

آن شریف میں یہ پیش گوئی بڑی وضاحت

منہم لما یلحدوا بہم وهو العزیز  
ظاہر ہوگا۔ وہ بھی ذل تاریکی اور گمراہی میں  
ت خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے

گا۔ یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا وہ ان کو بھی دکھایا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی  
صحابہ کے صدق کے اور یقین کی مانند ہو جائے گا اور یہ مسیح موعود کا گروہ ہے۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص ۴۷، خزائن ج ۲۰ ص ۴۹) مرزا قادیانی نے لکھا ”ایک حج کا  
ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آ جائے کہ وہ مسیح موعود کو دیکھ لے۔ جس کا تیرہ  
سو برس سے انتظار ہے تو ہو جب صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج  
کو نہیں جاسکتا۔“

زمین قادیان اب محترم ہے  
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے (درشین)  
”ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔“

(برکات خلافت ص ۵)

ایسا ہی مرزا قادیانی نے (ضرورت الامام ص ۱۳، خزائن ج ۱۳ ص ۲۸۳) میں لکھا ہے کہ  
”خدا تعالیٰ مجھ سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے جو نور  
محض ہے اتار دیتا ہے۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۲۵۹، خزائن ج ۱۸ ص ۲۵۹) ”جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ ﷺ  
میں کچھ فرق سمجھا تو اس نے مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا۔ میرا وجود عین رسول اللہ کا وجود ہو گیا۔“  
(ضمیمہ تہذیب کو لا دیہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱) ”جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ  
حدیثوں کے ذخیرہ سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ذخیرہ کو چاہے خدا سے  
علم پا کر رد کر دے۔“

(اعجاز احمدی ص ۸، خزائن ج ۱۹ ص ۸۱۵) مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”قریباً بارہ برس جو ایک  
زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑے شہدود سے براہین میں مسیح  
موعود قرار دیا۔“

(سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۳۱) ”وہ الہام جس میں مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کی طرف سے  
اصلاح خلق کے لئے صریح طور پر مامور کیا گیا۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ لیکن ہا وجود (امر الہی)  
کے سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا۔ بلکہ حکم الہی کو ٹالتے رہے۔ چنانچہ جب فرمان الہی نازل ہوا تو  
آپ نے بیعت کے لئے ۱۸۸۸ء میں پہلے حکم کے چھ سال بعد بیعت لینی شروع کی۔“



”انت منی وانا منك یعنی اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔“ یعنی تو میرا لڑکا ہے میں تیرا لڑکا ہوں۔

(دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۱۵) ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اجمینہ خدا ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں اللہ ہوں۔ اس حال میں جب کہ میں خدا تھا میں نے کہا کہ ہم دنیا کا نظام قائم کریں۔ یعنی نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں۔ پس میں نے زمین آسمان اجمالی شکل میں بنائے۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پڑھ میں نے ان میں تفریق کر دی۔ جو ترتیب درست ہو سکتی تھی اس وقت میں اپنے تئیں ایسا پاتا تھا کہ گویا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا ”انا زینا السماء الدنيا بمصابیح“ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصے سے بناتے ہیں۔“

زندیق اور مرتد، کافر اور مشرک میں فرق

علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں۔

”کافر اگر بظاہر اسلام کا اقرار کرے تو وہ منافق ہے اور اگر کوئی شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے تو مرتد ہے اور اگر تعدد معبود کا قائل ہو تو مشرک ہے اور اگر حضور ﷺ کی نبوت کا اعتراف کرتے ہوئے شعائر اسلام کی پابندی بھی دکھلاوے۔ لیکن ضروریات دین کے خلاف عقائد رکھتا ہو تو یہ زندیق ہے۔“ جناب شیخ الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (شرح موعاس ۱۰۹) میں زندیق کی حقیقت حسب ذیل فرماتے ہیں۔

”دین حق کا مخالف اگر سرے سے اس کا معتقد اور مقرر ہی نہیں۔ نہ ظاہر نہ باطناً تو وہ کافر ہے اور اگر زبان سے اعتراف کرے۔ مگر دل میں کفر بھرا ہوا ہو تو وہ کافر ہے اور اگر زبان سے اعتراف کرے۔ مگر بعض ضروریات دین کی ایسی من مانی تاویل کرے۔ جو صحابہ تابعین اجماع امت کے سراسر خلاف ہو تو ایسا شخص شریعت میں زندیق ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ قرآن حق، جنت و جہنم حق لیکن جنت کے معنی فقط اس قدر ہیں کہ انسان کو اچھے اخلاق سے اس عالم میں گونہ سرور حاصل ہوگا اور جہنم سے مراد یہ ہے کہ بد اخلاق کو وہاں گونہ ندامت ہوگی۔ فی الواقعہ کوئی جنت جہنم نہیں ایسا شخص زندیق ہے۔ غرضیکہ زندیق سب کچھ مان کر سب پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یہ ہے زندیقہ اس میں دین کی صورت بہر حال رہتی ہے اور حقیقت مسخ ہو جاتی ہے۔ یہ مرتد سے کئی گنا بدتر ہے۔ واضح رہے کہ تاویل کی دو قسمیں ہیں۔

اول..... جو کسی نص قطعی اور حدیث صحیح اور اجماع امت کے مخالف نہ ہو۔

دوم..... جس کو کہ بے شک آنحضرت ﷺ منع ہے۔ رہا نبوت کا مفہوم یعنی آئے۔ واجب الاطاعت ہو مگر ان میں موجود ہے۔ پس ایسا شخص واجب القتل ہے۔“

زندیق کی توبہ

(امام ابو بکر صامی راز ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب امام اس لئے کہ اس کی توبہ کا پتہ لگانا

جناب امام مالک رحمہ پیش کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ فرمایا کہ زندیق کو بلا استتابہ (خطیب ابو بکر تاریخ عثمان بن حکیم کہتے ہیں کہ مجھے دے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ ہا یوسف کو اس سے مناظرہ کر۔ و مناظرہ کریں۔ امام ابو یوسف اس کا سر قلم کیجئے۔ یہ زندیق۔ گھڑی بھر زندہ رہنا خلافت (ازالہ اوہام ص ۳۰۲)

کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضر تھا) تاریخ سے ثابت ہے کہ کہ جو شعبہ بازی کی قسم میں لوگ جو فرعون کے وقت میں

دوم..... جس کی نص سے کرائے ثانی الذکر زندقہ ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ بے شک آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد نبی کہلانا منع ہے۔ رہا نبوت کا مفہوم یعنی ایسا انسان جو خدا تعالیٰ کی طرف سے خلق خدا کو ہدایت کرنے آئے۔ واجب الاطاعت ہو گناہوں سے معصوم غلطیوں سے مبرا ہو سو یہ آپ کے بعد آئمہ دین میں موجود ہے۔ پس ایسا شخص زندیق ہے۔ جمہور فقہاء، حنفیہ اور شافعیہ کا اتفاق ہے کہ زندیق واجب القتل ہے۔“

### زندیق کی توبہ

(امام ابو بکر صاص رازی احکام القرآن میں اور حافظ امام بدر الدین عینی عمدة القاری ص ۲۱۳) میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ زندیق کو جس طرح بن پڑے قتل کر دو۔ اس لئے کہ اس کی توبہ کا پتہ لگانا دشوار ہے۔

جناب امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان جادوگر بن جائے تو اس کو قتل کر دو توبہ پیش کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ باطنی مرتد کی توبہ اظہار اسلام سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ زندیق کو بلا استنابت قتل کر دو۔

(خلیب ابو بکر تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۲۵۳) میں یہ سند خود ذیل کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔“ عثمان بن حکیم کہتے ہیں کہ مجھے وثوق ہے کہ خدا تعالیٰ امام ابو یوسف کو مسئلہ ذیل میں اجر عظیم دے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ ہارون رشید کے سامنے ایک زندیق پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے امام ابو یوسف کو اس سے مناظرہ کرنے کے لئے دربار میں طلب کیا اور حکم دیا کہ آپ اس سے مکالمہ و مناظرہ کریں۔ امام ابو یوسف نے خلیفہ سے فرمایا کہ دیر نہ کیجئے۔ شمشیر اور ادھوڑی منگوا لئے اور اس کا سر قلم کیجئے۔ یہ زندیق ہے مرتد نہیں کہ اس کو مناظرہ سے سمجھایا جائے۔ یہ تو طحہ ہے اس کا گھڑی بھر زندہ رہنا خلافت مصلحت اسلامیہ ہے۔“

(ازالہ ادہام ص ۳۰۲، خزائن ج ۳ ص ۲۵۳) ”اب جاننا چاہئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا مجروحہ حضرت سلیمان کے مجروحہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ (یعنی کسی قضا عطا کی نہ تھا) تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبہ ہازی کی قسم میں سے تھے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے کام کرتے تھے۔ جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے

و مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔“ یعنی تو

(دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ حال میں جب کہ میں خدا تھا میں نے کہا کہ بتائیں۔ پس میں نے زمین آسمان اجمالی۔ پڑھ میں نے ان میں تفریق کر دی۔ جو بات تھا کہ گویا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ مع الدنیا بمصابیح“ پھر میں نے کہا

نافع ہے اور اگر کوئی شخص اسلام لانے کے تو مشرک ہے اور اگر حضور ﷺ کی نبوت کا لاوے۔ لیکن ضروریات دین کے خلاف مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی باتے ہیں۔

مقتد اور مقرر نہیں۔ نہ ظاہر نہ باطن تو وہ فرمایا ہوا ہو تو وہ کافر ہے اور اگر زبان سے انی تاویل کرے۔ جو صحابہ تابعین اجماع سے ہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ قرآن حق، جنت کو اچھے اخلاق سے اس عالم میں گونہ سرور زندہ عداوت ہوگی۔ فی الواقعہ کوئی جنت جہنم ان کر سب پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یہ ہے مسخ ہو جاتی ہے۔ یہ مرتد سے کئی گنا بدتر

اجماع امت کے مخالف نہ ہو۔

اور کئی قسم کے جانور تیار کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ (یعنی شعبہ بازی سکھلا دی ہو) جو ایک مٹی کا کھلونہ کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک کے مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ (اب دجال اکبر کی دلیل بھی سنئے اور بن باپ کے ہونے کا انکار بھی دیکھئے) کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قوا موجود ہوں۔ ان کے موافق اعجاز کے طور پر مدد ملتی ہے۔ (معلوم ہوا کہ معجزات سیکھنے اور فہم و ادراک سے آتے ہیں) جیسے ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ کے روحانی قوا جو دقائق و معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز قوا تھے۔ سو انہیں کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا۔ جو جامع جمیع دقائق معارف الہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ اکثر صنایع ایسی ایسی چیزیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور لپکتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چیزیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بننے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے۔ اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر یہ معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چیزوں سے مراد امی اور نادان لوگ ہیں۔ جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا۔ گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا۔ پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی۔ جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔ سو اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنی مسریز می طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ کیونکہ علم الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسریز م کہتے ہیں۔ ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ انسان کی روح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر بالکل

بے جان ہے ڈال سکتی ہے۔ تب جماد ہوا کرتی ہیں۔ راقم رسالہ ہڈانے اس لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھ کر ایسا اپنی حیا کرنا شروع کر دیا اور کتنے آدمی گھوڑ۔ کی تیزی اور حرکت میں کچھ کی نہیں ہ فن میں کامل مشق رکھنے والا مٹی کا ایک (معلوم ہوا قادیانی کے زعم میں مسیح نو گیا کہ اس فن کی کمال کی کہاں تک ا ذریعہ سے ایک جماد میں حرکت پیدا میں پرواز بھی ہو تو بعید کیا ہے۔ مگر یا اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی بے جان اور جماد ہوتا ہے۔ صرف عا یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پرندوں کا جنبش کرنا اور ہلنا بھی پاپیہ ثبوت نہیں قرآن کریم میں جو یہ آیا ہے ”انسی فیکون طیورا باذن اللہ“ یہ ایک اور نہ درحقیقت ان کا زوا حیسی الموتی باذن اللہ فی ذالک لآیت لکم ان کنتم اللہ اس آیت کریمہ جو لائق حمد و قابل تعریف ہے۔ ارش یعنی ان آیات اللہ میں یعنی معجزہ ہیں۔ مگر ان پر ایمان لانا ان لوگوں میں ایک دوسرے مقام پر ایماندار بآیات ربہم یؤمنون“ یعنی پر یوں ارشاد ہوا۔ ”والذین ک

بے جان ہے ڈال سکتی ہے۔ جب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوتی ہیں۔ جو زندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں۔ راقم رسالہ ہڈانے اس علم کے بعض مشق کرنے والوں کو دیکھا جو انہوں نے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھ کر ایسا اپنی حیوانی روح سے گرم کیا کہ اس نے چار پاپویں کی طرح حرکت کرنا شروع کر دیا اور کتنے آدمی گھوڑے کی طرح اس پر سوار ہو گئے۔ (اور قادیان جا پہنچے) اور اس کی تیزی اور حرکت میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔ سو فیعی طور پر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اگر ایک شخص اس فن میں کامل مشق رکھنے والا مٹی کا ایک پرند بنا کر اس کو پرواز کرتا ہوا بھی دکھا دے تو کچھ بعید نہیں۔ (معلوم ہوا قادیانی کے زعم میں مسیح نعوذ باللہ ایک مشاق شعبہ بے باز تھا) کیونکہ کچھ اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس فن کی کمال کی کہاں تک انتہاء ہے اور جب ہم بقلم خود و چشم خود دیکھتے ہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانداروں کی طرح چلنے لگتا ہے تو پھر اگر اس میں پرواز بھی ہو تو بعید کیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جائے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اس کو پہنچائی جائے وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے۔ صرف عامل کی گرمی یا روح کی طرح اس کو جنبش میں لاتی ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا جنبش کرنا اور بلنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا۔“ (یعنی یہ کہ مسیح شعبہ بازی میں بھی ناکام رہا اور قرآن کریم میں جو یہ آیا ہے ”انسی اخلق لکم من الطین کھیتہ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ“ یہ ایک محض دھوکہ اور فریب ہے)

اور نہ درحقیقت ان کا زندہ ہو جانا ثابت ہوتا ہے۔ ”وابری الاکمه والابوص واحیى الموتى باذن اللہ وانبلکم بما تاكلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لآیت لکم ان کنتم مؤمنین“

اللہ اللہ اس آیت کریمہ کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی فیصلہ کن بات بیان فرمائی جو ائق حمد و قابل تعریف ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ”ان فی ذالک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین“ یعنی ان آیات اللہ میں یعنی معجزات مسیح میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی نشانیاں ہیں۔ مگر ان پر ایمان لانا ان لوگوں کا کام ہے جو مومن ہیں۔ ورنہ کافر تو اس سے انکار ہی کرتے ہیں ایک دوسرے مقام پر ایمانداروں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ ”والذین ہم بآیات ربہم یؤمنون“ یعنی مومن تو وہ ہیں جو خدا کے نشانات پر ایمان لائیں۔ ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہوا۔ ”والذین کفروا وکذبوا بآیات ربہم اولئک اصحاب النار ہم

جہنم چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ طالع دے دی ہو۔ (یعنی شعبہ بازی میں پھونک کے مارنے کے طور پر ایسا پرواز سے چلتا ہو۔) اب دجال اکبر کی دلیل حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف سے رہے اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں ان کے موافق اعجاز کے طور پر مدد ملتی ہے (تے ہیں) جیسے ہمارے سید و مولیٰ نبی ﷺ نیز قوا تھے۔ سو انہیں کے موافق قرآن یہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا نت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہوا اور مانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ اکثر صنایع ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے۔ ہمیں اور ملکات میں ایسے کھلونے بہت اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر یہ مان لوگ ہیں۔ جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا خاکہ کھینچا۔ پھر ہدایت کی روح ان میں یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ کیونکہ ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری ہر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر بالکل

فیہا خالدون“ یعنی وہ لوگ جو ہمارے معجزات کا انکار و تکذیب کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ غرضیکہ قرآن عزیز میں بیسوں آیات ایسی ہی اور آتی ہیں جن کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انبیاء کے معجزات پر ایمان لانا گویا کہ میری قدرت و طاقت کا اقرار کرنا ہے۔ حضرات! اب دیکھئے کہ رئیس قادیان ایک ایک معجزے کی گن گن کر کس طرح تکذیب کرتا ہوا ہال کی کھال اتارتا ہے۔ لہذا از روئے قرآن وہ مومن نہیں بلکہ کافر ہے۔ (گویا وہ تمام معجزات باتیں ہی باتیں تھیں ورنہ کوئی کوڑھی اچھا نہ ہوا اور نہ کسی اندھے کو آنکھیں نصیب ہوئیں اور نہ ہی کوئی مردہ زندہ ہوا۔ یہ سب کہانیاں ہیں۔ کیونکہ عقل انسانی سے بالاتر ہیں۔ نعوذ باللہ!) ”اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ سلب امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جہاد میں ڈال دینا درحقیقت یہ سب عمل الترب یعنی شعبہ بازی کی شاخیں ہیں۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ (مسح) ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعے سے سلب امراض کرتے ہیں اور مفلوج و مبرص مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہے ہیں۔“

(آپ نے اچھا کیا تھا تاف ہے اس منحوس خیال پر) جیسے ملاوٹ کھتری آریہ قادیانی جو آپ کا بیٹا گواہ ہے کو قوت سے۔

(اب سجادہ نشین و صوفیائے کرام کی باری آئی وہ بھی سنئے) ”جن لوگوں کے معلومات وسیع ہیں وہ میرے اس بیان کی شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقراء نقشبندی و سہروردی وغیرہ نے بھی ان مشقوں کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشاق گذرے ہیں کہ صمد ہا پیاریوں کو اپنے بھین و یار میں بٹھا کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی اور اہل سلوک کی تاریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔“ (گدھا کہیں کا گویا تمام اولیاء اللہ جو کرامات دیکھاتے ہیں سب شعبہ بازی کرتے ہیں اور کامل مرزائی اصلاح میں وہ ہے جو گدھے کی طرح گھاس کھائے اور بے عقلی و جہالت دکھاتے ہوئے صرف ڈھینچہ ڈھینچہ ہم چوں یاد گیرے نیست کرے۔)

”مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ثبوت بنانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان شغلوں میں مبتلا ہو گئے تھے اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الہی المسیح نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔ گویا المسیح کے درجہ کاملہ سے کم رہے۔“

(یہ بھی خوب کہی  
ابن  
اس  
”کیونکہ المسیح کا  
زندہ ہو گیا۔ (غریب مسیح کا  
چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم  
ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔  
مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھو  
خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عا  
پر) تو خدا تعالیٰ کے فضل و  
سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ  
(گویا حضور اکرم ﷺ  
یہودیوں کے جسمانی اور پر  
اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح  
کہہ دیا تھا کہ مسیح معجزات کو  
واضح ہو کہ اس عمل جسمانی  
ڈالے اور جسمانی مرضوں  
اپنی ان روحانی تاثیروں  
نکلا ہو جاتا ہے اور امر تنو  
انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی  
کرتے رہے۔ مگر ہدایت  
بارے میں ان کی کارروائی  
الہام: ”ہذا

(یہ بھی خوب کہی بیچار مسیح تو تمہارے پلے کا بھی نہ ہوا۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے)

”کیونکہ المسیح کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ (غریب مسیح کا زندہ بھی مردہ رہا۔ مگر المسیح کی لاش کا زندہ زندہ ہو گیا۔ سبحان اللہ!) مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہر حال مسیح کی یہ تری کارروائیاں زمانے کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل اس قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا۔ (تفہیم تیری بودی عقل پر) تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی ﷺ نے قدم مارا ہے۔ (گویا حضور اکرم ﷺ سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا) اور حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے۔ باذن و حکم الہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ فعل پسند نہ تھا۔ (جھوٹا کہیں کیا تمہارے کان میں شیطان نے کہہ دیا تھا کہ مسیح معجزات کو پسند نہیں کرتا۔ حالانکہ آیات اللہ نبوت کے لئے لازم طرہم چیز ہے) واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع کرنے کے لئے اپنی دلی اور دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفس کا جو اصل مقصد ہے۔ اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعے سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔“

(ازالہ اہام ص ۳۱۰، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

الہام: ”هذا هو القرب الذی لا يعلمون“ غرض یہ اعتقادات بالکل غلط اور

دکھڑب کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو آیات الہی ہی اور آتی ہیں جن کا مان لانا گویا کہ میری قدرت و طاقت کا۔ ایک معجزے کی گن گن کر کس طرح ان وہ مؤمن نہیں بلکہ کافر ہے۔ (گویا وہ ہوا اور نہ کسی اندھے کو آنکھیں نصیب کیونکہ عقل انسانی سے بالاتر ہیں۔ نفوذ یا اپنی روح کی گرمی جہاد میں ڈال دینا۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ (مسیح) ریلے سے سلب امراض کرتے ہیں اور ہے ہیں۔“

ل پر) جیسے ملاوٹل کھتری آریہ قادیانی

وہ بھی سنئے) ”جن لوگوں کے معلومات فض فواء نقشبندی و سہروردی وغیرہ نے یہاں تک مشاق گزرے ہیں کہ صداہا کر دیتے تھے اور محی الدین ابن عربی کی تاریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے ہیں۔“ (گدھا کہیں کا گویا تمام اولیاء اور کامل مرزائی اصلاح میں وہ ہے جو تے ہوئے صرف ڈھینچہ ڈھینچہ ہم چوں

کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ب میں کمال رکھتے تھے۔ گویا المسیح کے

فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنادیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا۔ جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں تھا اور مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی تھی۔ جیسے سامنی کا گوسالہ قندبر۔ ”فانہ نکتۃ جلیۃ ما یلقھا الاذو حظ عظیم“

(ازالہ اوہام ص ۳۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

ناظرین کرام! یہ بھی بتادوں کہ مرزا قادیانی سے قبل ایک اور بھی ایسی ہستی گزر چکی ہے جیسے دنیا سرسید احمد نجفوی کے نام سے یاد کرتی ہے۔ مرزا قادیانی نے جو کچھ لیا وہ اسی ذات شریف کا پس خورد لیا۔ اس کے علاوہ سید محمد جو نہجری کے خوان کرم سے ریزہ چینی کی اور ایسا ہی بہاؤ اللہ ایرانی کے دستر خوان کے پس خوردہ ہا سی کھڑے کھائے۔ چنانچہ دلی نعمت اللہ کیا خوب کہہ گئے۔

دو کس بنام احمد گمراہ کند بے حد

سازند ازوے خود تفسیر در قرآنہ

ایک تو مرزا قادیانی کی ذات شریف ہے اور دوسرے یہی سرسید احمد نجفوی ہیں۔ بہر حال مرزا قادیانی کا تو پچکھا ہی پچکھا تھا۔ دیکھئے مرزا قادیانی نے اپنے استاد کی کیسی شاندار بیرونی کی۔ بلکہ جو کچھ وہ نہ کر سکتے تھے وہ آپ نے کر دکھلایا۔

(تفسیر احمدی ج ۲ ص ۱۶۰، ۱۶۱) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیاروں پر دم ڈالتے اور برکت دیتے تھے۔ لوگ ان کے ہاتھوں کو برکت لینے کے لئے چومتے تھے۔ یہ خیال غلط ہے کہ اس طرح کرنے سے اندھے آنکھوں والے اور کوڑھے اچھے ہو جاتے تھے۔ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان میں اور دوسرے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے۔ اس لئے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں۔ جو نہایت ہی عجیب و غریب معلوم ہوتے ہیں۔ اسی قوت پر اس زمانہ میں ان علوم کی بنیاد قائم ہوتی ہے جو مسمریزم اور اسپریتچائیزم کے نام سے مشہور ہے۔ مگر جب کہ وہ ایک قوت ہے تو اے انسانی میں ہے اور ہر ایک انسان میں بالقوہ موجود ہے تو اس کا انسان سے ظاہر ہونا معجزہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تو فطرت انسان میں سے انسان کی ایک فطرت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تمام لوگوں کو کوڑھے ہوں یا اندھے خدا کی بادشاہت میں داخل

ہونے کی منادی کی تھی۔ یہی ان کوڑھے (تفسیر احمدی ص ۱۵۲، ۱۵۶)

کے بعد درحقیقت وہ پرندوں کی موت تھیں۔ یہ کوئی امر وقوعی نہ تھا۔ بلکہ کھیلنے میں تھا۔ سورتیں بنا کر پو جائیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ کا یہ کی باتیں کیا کرتے ہیں۔“

ناظرین! یہ ہیں سلطان کرے اور کہے آج کل کی تہذیب فقیر کے خیال میں تو جب انسان اب انصاف کیجئے معجزات اور کرام قرار دیئے جائیں۔ اصل میں واڈ کہنے کہ مسیح کی مماثلت تامہ کے صفات بھی تنگ کرتی ہیں۔ مگر مسیح طرح کے آیات اللہ دکھاتا تھا۔ ا دعویٰ بلا دلیل ہمیشہ باطل ہے۔ یہ مگر دنیا اجالے سے بے نصیب ر لے گی۔ تو آپ نے یہ بیان دھرا نفرتین قرار دے دیا۔ وہ کیوں صر کورے تھے۔ مگر ساتھ ہی دوسرے اور کہہ دیا گیا کہ یہ بھونچال اور ڈا محض میرے لئے نمودار ہوئیں او نے وہ وہ کرم کئے جو آج تک کسی کردہ میرے پاس آیا۔ پلیگ کے



ہونے کی منادی کی تھی۔ یہی ان کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرنا تھا۔“

(تفسیر احمدی ص ۱۵۲، ۱۵۶) ”یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پھونکنے کے بعد درحقیقت وہ پرندوں کی سورتیں جو مٹی سے بناتے تھے جاندار ہو جاتی تھیں اور انہوں نے بھی لگتی تھیں۔ یہ کوئی امر قوی نہ تھا۔ بلکہ صرف حضرت مسیح کا خیال زمانہ طفولیت میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں تھا۔ سورتیں بنا کر پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میری پھونک سے وہ پرند ہو جائیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ کا یہ کہنا ایسا ہی تھا۔ جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں بمقصد عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں۔“

ناظرین! یہ ہیں سلطان القلم متنبی قادیان کی ملاحیاں اور ایمانداریاں۔ ایسا شخص جو بھی کرے اور کہے آج کل کی تہذیب اسے اجازت دیتی ہے۔ کیونکہ یہاں آزادی کا زمانہ ہے اور فقیر کے خیال میں تو جب انسان حیا کو چھوڑ دے تو جو چاہے سو کرے۔ اس کو کون روک سکتا ہے۔ اب انصاف کیجئے معجزات اور کرامات کے پلے کیا خاک رہا۔ جب کہ ان کے حامل ہی شعبہ باز قرار دیئے جائیں۔ اصل میں واقعہ یوں ہے کسی نے مرزا قادیانی سے سوال کیا اہی! حضرت یہ تو کہنے کہ مسیح کی مماثلت تامہ کے دعویدار تو آپ بن گئے اور الہام بھی آپ کو روز ستاتے ہیں اور صفات بھی تنگ کرتی ہیں۔ مگر مسیح تو مادر زاد کوڑھی اور اندھے کو اچھا کرتا اور مردے جلاتا اور طرح طرح کے آیات اللہ دکھاتا تھا۔ اگر آپ مثیل مسیح ہیں تو کوئی ثبوت تو آپ بھی پیش کریں۔ کیونکہ دعویٰ بلا دلیل ہمیشہ باطل ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ چراغ جلے اور روشنی نہ دے۔ آفتاب طلوع کرے مگر دنیا اجالے سے بے نصیب رہے۔ اگر آپ مسیح ہیں تو مسیحائی کیجئے۔ دنیا خود بخود آپ کو مان لے گی۔ تو آپ نے یہ بیان دھر رگڑا اور لگے ہاتھ صوفیائے کرام کے فیوض کو بھی فعل مکروہ و قاتل نفرتین قرار دے دیا۔ وہ کیوں صرف اس لئے کہ مبادلت رئیس قادیان ان عنایات ربی سے محض کورے تھے۔ مگر ساتھ ہی دوسرے مقام پر اپنے الہام گناتے گناتے آیات اللہ پر بھی اتر آئے اور کہہ دیا گیا کہ یہ بھونچال اور زلزلے یہ بیماریاں اور مصیبتیں یہ کارہ اور پلگ یہ قحط اور وبا کیں محض میرے لئے نمودار ہوئیں اور یہی میری صداقت کے دلائل ہیں۔ میرے لئے تو میرے مولا نے وہ وہ کرم کئے جو آج تک کسی دوسرے کو نصیب ہی نہیں ہوتے۔ چوروں کی طرح چھپ چھپ کر وہ میرے پاس آیا۔ پلگ کے کیڑے میری خاطر اس بے چارے نے پور دوس کئے۔ تیز تلواریں

بے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ سچ کے درود کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن نہ تھا۔ جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ اور مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی تھی۔ جیسے سامنی کا لادو حظ عظیم“

(ازالہ الہام ص ۳۲۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

قادیانی سے قبل ایک اور بھی ایسی ہستی گذر چکی ہے ہے۔ مرزا قادیانی نے جو کچھ لیا وہ اسی ذات شریف کے خوان کرم سے ریزہ چینی کی اور ایسا ہی بہاؤ اللہ مانے۔ چنانچہ دلی نعمت اللہ کیا خوب کہہ گئے۔

گمراہ کند بے حد

و تفسیر در قرآن

سب ہے اور دوسرے یہی سرسید احمد نجفوی ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنے استاد کی کیسی شاندار

نے کر دکھایا۔

ت عیسیٰ علیہ السلام بیماروں پر دم ڈالتے اور برکت کے لئے چومتے تھے۔ یہ خیال غلط ہے کہ اس طرح مجھے ہو جاتے تھے۔ خدا نے انسان میں ایک ایسی بے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے۔ اس لئے وغریب معلوم ہوتے ہیں۔ اسی قوت پر اس زمانہ سپر پیچوایزم کے نام سے مشہور ہے۔ مگر جب کہ وہ انسان میں بالقوہ موجود ہے تو اس کا انسان سے تو فطرت انسان میں سے انسان کی ایک فطرت بڑھے ہوں یا اندھے خدا کی بادشاہت میں داخل

لئے وہ میری چوکیداری میں کھڑا رہا۔ پچاس ہزار لے الہام منی آذروں بیوں کے اس نے مجھے کئے۔ سائل نے عرض کیا بس بس جناب تسلی ہوگئی۔ ہاں یہ فرمائیے مسیح موعود کے نشانات میں مسیح مسلم میں ایک حدیث آئی ہے کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہوگا۔ وہ بیوی کرے گا اولاد ہوگی حج کرے گا اور آخر روضہ رسول اکرم ﷺ میں دفن ہوگا۔ سرکار مدینہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز میں اور مسیح علیہ السلام اکٹھے ایک ہی روضہ سے اٹھیں گے۔ ابو بکر و عمرؓ کے درمیان رئیس قادیان جواب دیتے ہیں کہ نازل ہونے والا عیسیٰ میں ہی ہوں۔ اعتبار نہ آئے تو خدا کا کلام (براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) میں دیکھ لو۔

الہام: ”انا انزلناہ قریباً من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وکان وعداً مفعولاً“

اگر تسلی نہ ہوئی ہو تو مبلغ ایک دوسرا الہام بھی حاضر ہے۔ الہام ”انا انزلناہ قریباً من القادیان بطرف شرقی منارة البیضاء“ (ازالہ اوہام ص ۷۵، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹) اور بیوی کے متعلق تو دنیا جانتی ہے کہ خود اللہ میاں نے میرا نکاح آسمان پر کیا۔ اس کے متعلق آسمان کے ستاروں سے زیادہ پیش گوئیاں موجود ہیں۔ یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی صورت نہیں ٹل سکتی۔ ہو کے رہے گی اور جو اس میں مخالفت کرے گا روسیہ ہوگا اور ناک صفائی سے کٹ جائے گی۔ خدا اس کو ضرور میرے پاس لائے گا۔ باکرہ ہونے کی صورت میں یا رانڈ ہو کر۔ بہر حال محمدی کا میرے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طور سے نہیں ٹل سکتی اور اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل اور میری نبوت پر تین حرف اور اولاد بھی اسی میں سے ہوگی۔ خدا کی قدرت کہ مرزا قادیانی کا انتقال ہو گیا اور سائل بھی چل بسا۔ مگر ایسا ضدی تھا کہ عالم برزخ میں بھی پوچھنے سے نہ رہا تو

۱۔ (حقیقت الوحی ص ۳۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۳۶) ”یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو تقدیر و پیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں۔ ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔“  
(حقیقت الوحی ص ۲۱۲، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۱) ”اگر میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو بخش برمن کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا کہ معلوم ہو کہ کس قدر آدمی کا دروازہ اس مدت میں کھولا گیا ہے۔ حالانکہ یہ آدمی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آ کر دیتے ہیں اور نیز ایسی آدمی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔“

حجاب دیا کیا ہوا اگر میرے ساتھ ڈھکیچڑیوں کی سمجھ میں نہیں آتے۔ کچھ سے اس کی اولاد در اولاد میں کسی لڑکے خیر یہ تو تھے مرزا قادیان کیڈر کی جو موت آتی ہے تو سیدہ خلیفہ قادیان کے خلاف وہی معمولی مصری اور فخر الدین ملتانی بھی مسیح میں خلیفہ جی کی مخصوص کام آنا کو نہ کر دیا۔ اب خیر سے قادیان میں ہو رہی ہے کہ لکھنؤ کی بھٹیا ریاں اور بھی ایسی ہی بیماری کے شکار ہو کر سوئیاں اور سرگودھا کے عقیدت خیر یہ تو ان کے گھر کی باتیں ہیں مضائقہ نہیں۔ آخر خاندان نبوت انہیں بھی الہام روز ستاتے ہیں البتہ خلافت کا ہیضہ زوروں پر ہے مرزا قادیانی نے جو ویولڈلہ وہ مشہور رسوائے عالم شادی کے غم میں دیوانے ہو کر ہوئی تو اولاد موعودہ کیسی حیرانگی پیش کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو تو اولاد موعودہ کیسی ذلیل و خوار ہے۔ ”حضرت خلیفہ آثار پہلو یہ ہے۔ جس کو نظر انداز کرنے کے لحاظ سے نہ صرف خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جواب دیا کیا ہوا اگر میرے ساتھ نکاح نہیں ہوا۔ بعض دفعہ پیش گوئیوں میں استعارے ہوتے ہیں جو نبیوں کی سمجھ میں نہیں آتے۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر خاکسار نبی کا مہر ہے تو میری اولاد اولاد سے اس کی اولاد در اولاد میں کسی لڑکے کا نکاح ضرور اس کی لڑکی سے ہو جائے گا۔

خیر یہ تو تھے مرزا قادیانی اور ان کے سائل کے تعلقات۔ بے فقیر کی بھی سننے۔ کچھ ہے گیدر کی جو موت آتی ہے تو سید ہاشم کا رخ کرتا ہے۔ یہی حال مرزائی ات کا ہے۔ حال ہی میں خلیفہ قادیان کے خلاف وہی معمولی سی شکایت جو بارہا قبل ہو چکی ہے پیدا ہوئی۔ تو شیخ عبدالرحمن مصری اور فخر الدین ملتانی بھی سچ پا ہوئے اور خلیفہ کے خلاف کم از کم ۳۰ اشتہارات نکالے۔ جن میں خلیفہ جی کی مخصوص کام آنا گوندھتی ہوتی کیوں ہے کے مصداق لکھے اور ان میں صافت سے علیحدہ کر دیا۔ اب خیر سے قادیان میں دو خلافتیں بغیر فوج خزانہ اور تخت کے ہیں۔ جن میں ۱۰ جنگ ہو رہی ہے کہ لکھنؤ کی بھڑیاں اور دہلی کی ڈونیاں سبق سیکھنے آتی ہیں اس۔ پہلے عمرین شمولی بھی ایسی ہی بیماری کے شکار ہو کر قادیانی سے لاہوری ہوئے تھے۔ اس کے بعد مستری مشین سوئیاں اور سرگودھا کے عقیدت کیش اور عبدالکریم مباہلے والوں کو بھی یہی شکایت محسوس ہوئی۔ خیر یہ تو ان کے گھر کی باتیں ہیں۔ وہ جو چاہیں سو کریں اور ان کے مرید جو چاہیں سو لکھیں۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ آخر خاندان نبوت جو پٹھراوہ جو بھی کریں تھوڑا ہے وہ کریں بھی تو بیچارے کیا کریں۔ انہیں بھی الہام روز ستاتے ہیں اور رو کیا صادقہ تک کرتی ہیں۔ ہاں زکام نبوت ابھی تک نہیں ہوا۔ البتہ خلافت کا ہیضہ زدروں پر ہے۔ اللہ رحم کرے۔

مرزا قادیانی نے جس شادی کے متعلق سرکارِ ردو عالم کی یہ حدیث پیش کی تھی یتیم زوج و یولد له وہ مشہور رسوائے عالم ”آسانی نکاح“ محمدی بیگم کے متعلق تھی اور اولاد کیا تو کیا، ذکر کردہ شادی کے غم میں دیوانے ہو کر مرے۔ مگر اس کا دامن دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ جب شادی ہی نہیں ہوئی تو اولاد موعودہ کیسی حیرانگی ہے؟ امت کے عقلمندوں پر جو خواہ مخواہ محمود کی تعریف میں غلط واقعہ پیش کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔ بندہ خدا عقل کرو جب موعودہ بیوی ہی نہ ملی وہ بھی کوئی اور لیتا راہ ہوا تو اولاد موعودہ کیسی ذیل کل مضمون ملاحظہ فرماتے ہوئے قادیانیت کی شرمکاریاں ملاحظہ کریں۔

”حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت حصہ کا ایک اور عظیم الشان پہلو یہ ہے۔ جس کو نظر انداز کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کفر کرنا ہے۔ حضور پر نور اسلامی طریق انتخاب کے لحاظ سے نہ صرف خلیفہ ہیں۔ بلکہ حضرت رسول کریم ﷺ آئمہ و اولیائے امت محمدیہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشوف، الہامات اور مصفیٰ وحی ربانی کے اعتبار سے موعود

الہام منی آذروں بیوں کے اس نے مجھے  
ن یہ فرمائیے مسیح موعود کے نشانات میں صحیح  
نازل ہوگا۔ وہ بیوی کرے گا اولاد ہوگی حج  
سرکار مدیہ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ قیامت کے  
ما کے۔ ابو بکر و عمر کے درمیان رئیس قادیان  
اعتبار نہ آئے تو خدا کا کلام (براہین احمدیہ

بیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل

حاضر ہے۔ الہام ”انما انزلناہ قریباً  
(انزالہ اوہام ص ۵۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹)  
میرا نکاح آسمان پر کیا۔ اس کے متعلق  
یہ تقدیر مہر م ہے جو کسی صورت نہیں مل  
سیاہ ہوگا اور ناک صفائی سے کٹ جائے  
کی صورت میں یاراند ہو کر۔ بہر حال محمدی  
میں مل سکتی اور اگر مل جائے تو خدا کا کلام  
ہوگی۔ خدا کی قدرت کہ مرزا قادیانی کا  
عالم برزخ میں بھی پوچھنے سے نہ رہا تو

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت  
کے طور پر ہوں۔ ان کی خبر قبل از وقت  
پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔“

میرے اس بیان کا اعتبار نہ ہو تو بخش  
آمدنی کا دروازہ اس مدت میں کھولا گیا  
قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی

خلیفہ ہیں۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پیش گوئی کی تھی۔  
 ”یتزوج ویولدہ“ یعنی مسیح محمدی شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی۔ اب ظاہر ہے کہ اگر  
 اس شادی اور اولاد میں کسی غیر معمولی فضیلت کا اشارہ نہیں تھا۔ تو ایسی عام بات کے ذکر کرنے کی  
 ضرورت ہی کیا تھی۔ کیا دنیا میں ہزاروں آدمی شادیاں نہیں کرتے اور کیا ہزاروں کے ہاں اولاد  
 نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شخص اپنے ہمیشہ سے کہے کہ آج میں نے ایک آدمی دیکھا جس کی دونائیں  
 دو آنکھیں اور دو کان تھے۔ تو سننے والے کو اس کی سنجیدگی اور دماغی توازن کے متعلق ضرور شبہ پیدا  
 ہو جائے گا۔ لہذا افضل الرسل حضرت رسول کریم ﷺ کا مسیح موعود کے متعلق شادی کرنے اور  
 صاحب اولاد ہونے کی پیش گوئی کرنا بالبداہت بتلاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کی زوجہ محترمہ اور حضور کی اولاد میں روحانی لحاظ سے ایک ایسی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ جس کا  
 ظہور اسلام کے لئے بطور نشان کے ہے۔ حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا قلعہ بننا حضرت  
 رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی کو چار چاند لگانا ہے اور حضور کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے  
 اس طرح اقطاب اور اولیائے امت نے بھی بکثرت حضور کی خلافت کی خوشخبریاں دی ہیں۔ مثلاً  
 حضرت نعمت اللہ ولی کا قصیدہ کسی صاحب علم سے مخفی نہیں۔ جس میں لکھا ہے پرش یادگار سے ینم  
 کہ حضرت مسیح موعود کا فرزند ارجمند حضور سرکار مدینہ علیہ السلام کے کمالات کی یادگار ہوگا۔ اس  
 سے بڑھ کر واضح اشارہ خلافت کے متعلق اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 پر حضرت محمود ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کثرت سے الہامات روئے صادقہ اور کشف ظاہر  
 ہوئے کہ ان کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی خلافت سے انکار کرنا صداقت اور انصاف کا  
 منہ چڑاتا ہے۔“ (اخبار الفضل ۱۱ اگست ۱۹۳۷ء، مجرہ سلمیٰ۔ اے، رکن مجلس انصار سلطان القلم)  
 اس کے بعد سائل نے پوچھا حضرت یہ تو کہتے ہیں آپ نے حج کیوں نہیں کیا۔ رئیس  
 قادیان فرمانے لگے میرے لئے وہاں امن نہ تھا۔ سائل نے کہا حضور آپ کو الہام واللہ عصمک  
 من الناس ہوا تھا۔ جواب دیا ہاں ہوا تھا۔ مگر سب الہاموں پر عمل تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ جان عزیز  
 ہے تم جانتے ہو کہ یہ مولویت کے شتر مرغ کس طرح کمر باندھے میرے پیچھے لگے تھے۔ اگر وہ  
 امیر عرب کو لکھ دیتے تو کیا حشر ہوتا۔ اس لئے مابعد دولت نے نسب یہی سمجھا کہ نہ جاؤں سائل نے  
 عرض کی حضور آپ کا مزار کہاں ہوگا۔ فرمانے لگے تم نہیں جانتے کہ اردو الہام کیا کہتا ہے۔ الہام:  
 ”ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔“ (تذکرہ ص ۵۹۱)

اور نیز ایک خواب سنایا۔  
 حضرت ﷺ کے روضہ مبارکہ پر میں  
 ایک سرکندہ تھا اور وہ اس سرکندے کو زخم  
 کے پاس کی زمین پر اس نے اپنا سرکندہ  
 خیر یہ تو تھے مرزا قادیانی کے  
 مقرر کیا ہوا۔ اب دیکھئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد  
 موقتہ ”یعنی جب تک تمام وکمال اہل  
 نہ کر لیں گے۔ تب تک حضرت مسیح پر  
 کی شہادت حضرت مسیح قیامت کو دیں  
 کریمہ پر مرزا قادیانی بہت سٹ پٹا  
 مرزا قادیانی کا وہ بیان بھی دلچسپی سے  
 (ازالہ اوہام ص ۳۶۷، خزائن)  
 نے اپنے دل میں یہ خیال کر لیا ہے کہ  
 کتاب کے فرقوں کا اس پر ایمان لانا  
 آیت موصوفہ بالا کے یہی معنی ہیں۔  
 سے اس زمانہ تک کہ مسیح نازل ہو۔  
 آئندہ ہوں گے وہ سب مسیح پر ایمان  
 ایک شخص خوب جانتا ہے کہ بے شمار  
 چکے ہیں اور خدا جانے آئندہ بھی  
 خدا تعالیٰ کا یہ منشا ہوتا کہ وہ تمام اہل  
 لاویں گے تو وہ ان سب کو اس وقت  
 اب مرنے کے بعد ان کا ایمان لانا

اور نیز ایک خواب سنایا۔ ”اس عاجز (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا جو آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارکہ پر میں کھڑا ہوں اور کوئی لوگ مر گئے ہیں یا مقتول ہیں۔ ان کو لوگ دفن کرنا چاہتے ہیں۔ اسی عرصہ میں روضہ کے اندر سے ایک آدمی نکلا اور اس کے ہاتھ میں ایک سرکندہ تھا اور وہ اس سرکندے کو زمین پر مارتا تھا اور ہر ایک کو کہتا تھا کہ تیری اس جگہ قبر ہوگی۔ تب وہ یہ کام کرتا کرتا میرے نزدیک آیا اور مجھ کو دکھلا کر اور میرے سامنے کھڑا ہو کر روضہ شریف کے پاس کی زمین پر اس نے اپنا سرکندہ مارا اور کہا کہ تیری اس جگہ قبر ہوگی۔“

(تذکرہ ص ۱۸۲، ازالہ اوہام ص ۴۷۱، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

خیر یہ تو تھے مرزا قادیانی کے الہام اور روایا صادقہ کے نمونے۔ دنیا جانتی ہے کہ ان کا حشر کیا ہوا۔ اب دیکھئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ یعنی جب تک تمام و کمال اہل کتاب حضرت مسیح کو سچا رسول اور زندہ بحمدہ العصری تسلیم نہ کر لیں گے۔ جب تک حضرت مسیح پر موت ہی نہیں آئے گی اور ان کے اس طریق پر ایمان لانے کی شہادت حضرت مسیح قیامت کو دیں گے کہ یہ سب اہل کتاب مجھ پر ایمان لائے تھے۔ اس آیت کریمہ پر مرزا قادیانی بہت سٹ پٹائے اور طرح طرح سے اس کے معانی کئے۔ اس لئے مرزا قادیانی کا وہ بیان بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(ازالہ اوہام ص ۳۶۷، خزائن ج ۳ ص ۲۸۸) ”پس واضح ہو کہ سائل کو یہ دھوکا لگا ہے کہ اس نے اپنے دل میں یہ خیال کر لیا ہے کہ آیت فرقانی کا یہ منشاء ہے کہ مسیح کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب کے فرقوں کا اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ کیونکہ ہم اگر فرض کے طور پر یہ یقین کر لیں کہ آیت موصوفہ بالا کے یہی معنی ہیں۔ جیسا کہ سائل سمجھا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ زمانہ موعود مسیح سے اس زمانہ تک کہ مسیح نازل ہو۔ جس قدر اہل کتاب دنیا میں گزرے ہیں یا اب موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے وہ سب مسیح پر ایمان لانے والے ہوں۔ حالانکہ یہ خیال بہ بداہت باطل ہے۔ ہر ایک شخص خوب جانتا ہے کہ بے شمار اہل کتاب مسیح کی نبوت سے کافر رہ کر اب تک واصل جہنم ہو چکے ہیں اور خدا جانے آئندہ بھی کس قدر کفران کی وجہ سے اس آتشِ تنور میں پڑیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ وہ تمام اہل کتاب فوت شدہ مسیح کے نازل ہونے کے وقت اس پر ایمان لاویں گے تو وہ ان سب کو اس وقت تک زندہ رکھتا۔ جب تک کہ مسیح آسمان سے نازل ہوتا۔ لیکن

یہ مرنے کے بعد ان کا ایمان لانا کیونکر ممکن ہے۔“

مود علیہ السلام کے متعلق پیش گوئی کی تھی۔  
 اس کے اولاد ہوگی۔ اب ظاہر ہے کہ اگر  
 بن تھا۔ تو ایسی عام بات کے ذکر کرنے کی  
 نہیں کرتے اور کیا ہزاروں کے ہاں اولاد  
 میں نے ایک آدمی دیکھا جس کی دونائیں  
 اور دماغی توازن کے متعلق ضرور شبہ پیدا  
 کا مسیح موعود کے متعلق شادی کرنے اور  
 ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 ایسی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ جس کا  
 یدہ اللہ بنصرہ العزیز کا قلعہ بنا حضرت  
 کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے  
 کی خلافت کی خوشخبریاں دی ہیں۔ مثلاً  
 جس میں لکھا ہے پسرش یادگارے یقیم  
 السلام کے کمالات کی یادگار ہوگا۔ اس  
 حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 ہامات روئے صادقہ اور کشف ظاہر  
 سے انکار کرنا صداقت اور انصاف کا  
 اہم لبی۔ اے رکن مجلس انصار سلطان القلم)  
 نے حج کیوں نہیں کیا۔ رئیس  
 نے کہا حضور آپ کو الہام واللہ یحصیک  
 پر عمل تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ جان عزیز  
 اندھے میرے پیچھے لگے تھے۔ اگر وہ  
 انسب یہی سمجھا کہ نہ جاؤں سائل نے  
 نئے کہ اردو الہام کیا کہتا ہے۔ الہام:  
 (تذکرہ ص ۵۹۱)

فقیر اس سے پہلے عرض کر چکا ہے کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ لیا وہ دوسروں کا پس خوردہ لیا۔ اس لئے یہ الہام اسی نیچری کی طرف سے ہیں اور یہ سرسید ہی کی جدت و مہربانی ہے جس سے مرزا قادیانی کو نبوت کا زکام اور رسالت کا ہیضہ ہو رہا ہے۔ غور سے سنئے:۔

(تفسیر احمدی ص ۴۹۳) ”وان من اهل الكتب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيدا“ اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ یقین کرے ساتھ اس کے۔ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر مارے جانے کے) قبل اپنی موت کے وہ جان لے گا کہ صلیب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہوں گے۔ یعنی اہل کتاب کو اپنی زندگی میں جو عقیدہ تھا اس کے برخلاف گواہی دیں گے۔“

تمنا ہے کہ اک اک بال کی سو سو بلائیں لے  
دل صد چاک شانہ بن کے گیسوئے محمدؐ کا

سرکارِ مدینہ ﷺ کا فیض عام ہر زمانہ پر محیط ہے اور رہے گا۔ اسی لئے خلاق کائنات نے انہیں خاتم النبیین ﷺ کے القاب سے نوازا کافۃ الناس کے لئے بشیر و نذیر کے خطاب سے یاد کیا۔ حضور اکرم ﷺ کے دور رسالت میں کسی نبی یا رسول کی قطعاً ضرورت اس لئے نہیں کہ ان کا فیض عام عملی طور پر زمانہ بھر کے لئے جاری و ساری ہے اور رہے گا۔ مثال کے طور پر اصلاح امت کے لئے فیوض نبوی ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ہوتا ہے ”لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذابون دجالون كلهم يزعم انه نبي الله وانا خاتم النبيين لا نبي بعدی“

اللہ اللہ ایک ایک لفظ حکمت سے بھرپور معارف میں ڈوبا ہوا۔ ہر زمانے کی راہبری کر رہا ہے۔ اب دیکھئے مرزا خواہ مخواہ خود بخود دجل بناتے ہوئے گڑھے مردے اکھاڑے جاتا ہے کہ اس سے وہ تمام اہل کتاب مقصود ہیں جو مرچکے ہیں یا مسیح کی آمد تک مریں گے یا ان کے زمانہ میں یا زمانہ مابعد میں مریں گے۔ اس دجل وہی سے یہ مدعا ہے کہ لوگ مخالفہ میں آجائیں گے۔ مگر کون نہیں جانتا کہ اس سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو مسیح کے وقت ہوں گے اور ایمان بھی وہی لا سکتے ہیں۔ جو جناب مسیح کا نزول من السماء مشاہدہ کریں گے اور گواہی بھی انہیں لوگوں پر ہوگی جو مسیح پر ایمان لائیں گے۔ مگر مرزا قادیانی کو کون سمجھائے وہ تو ٹھہرے کرشن اور رودر گو پال اور بے سنگھ بہادر قادیانی مثال کے طور پر اگر کہا جائے کہ بہشتی مقبرے کے تمام شیدائی یا موسیٰ جلسہ سالانہ پر حاضر ہوں تو کیا اس کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ وہ جو قبروں میں گل سڑ رہے ہیں یا جو ابھی منصہ شہود پر نہیں آئے۔ وہ بھی حاضر ہوں نہیں نہیں وہی آئیں گے جو اس

وقت جیتے ہوں۔ بعینہ یہ معاملہ یہ موت سے پہلے ایمان لائیں گے (ازالہ اوہام ص ۳۶۸) یہ جواب دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ زندہ کرے۔ جو مسیح کے وقت ہوں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امر ہے کہ کیا قرآن کریم اور احادیث میں نہیں کیا جاتا۔“

ناظرین! ہم مثلاً کہہ کے وقت ہوں گے اور قرآن کریم اہل کتاب سے مراد زمانہ حال کے واسطے۔ مرزا قادیانی کی خواہش مرزا قادیانی کا اپنا ذیل میں پیش (برکات الدعاء ص ۱۸)

ہیں۔ ”اس میں کچھ شک نہیں کہ کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ تعالیٰ کیونکہ ان کا نہ صرف قال حدیث نبوی ﷺ

جناب ام المؤمنین معلوم کر رہی ہوں کہ آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ حضور ﷺ وہاں چار قبروں میری ابو بکرؓ عمرؓ

یہ حدیث مؤمنین دیا۔ جس سے صاف طور پر یہ میں ابھی تین قبریں موجود ہیں

بِالِیٰؤْمَنِیْنَ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ  
نَابِیْہِمْ سَکَرٰیہٗ یَقِیْنُ کَرۡہِ سَاطِہِہٖ  
جَانِہِہٖ (قَبْلَ اٰنِیِّ مَوْتِہٖ کَہٗ وَہٗ جَانِ  
کَہٗ۔ یعنی اہل کتاب کو اپنی زندگی میں جو

سو بلائیں گے  
کیسے ہوئے محمدؐ کو

ہے اور ہے گا۔ اسی لئے خلاق کائنات  
 کے لئے بشر آوندِ برآ کے خطاب سے  
 کی قطعاً ضرورت اس لئے نہیں کہ ان کا  
 ہے گا۔ مثال کے طور پر اصلاح امت  
 م الساعة حتى يخرج ثلاثون  
 اتم النبیین لا نبی بعدی“

میں ڈوبا ہوا۔ ہر زمانے کی راہبری ہوئے گڑھے مردے اکھاڑے جاتا مسیح کی آمد تک مرے گے یا ان کے سے یہ مدعا ہے کہ لوگ مغالطہ میں مبتلا ہیں جو مسیح کے وقت ہوں گے اور مشاہدہ کریں گے اور گواہی بھی انہیں کون سمجھائے وہ تو ٹھہرے کرشن اور لکھا جائے کہ بہشتی مقبرے کے تمام لیا جائے گا کہ وہ جو قبروں میں گل وں نہیں نہیں وہی آئیں گے جو اس

یہ جواب دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت خدا تعالیٰ ان سب اہل کتاب کو پھر زندہ کرے۔ جو مسیح کے وقت بعثت سے مسیح کے دوبارہ نزول تک کفر کی حالت میں مر گئے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یوں تو کوئی کام خدا تعالیٰ سے غیر ممکن نہیں۔ لیکن زیر بحث تو یہ امر ہے کہ کیا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں ان خیالات کا کچھ نشان پایا جاتا ہے تو کیوں وہ پیش نہیں کیا جاتا۔“

ناظرین! ہم مثلاً کہہ چکے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے مصداق وہی اشخاص ہیں جو مسیح کے وقت ہوں گے اور قرآن کریم اور حدیث صحیحہ کے علاوہ آئمہ امت یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ اہل کتاب سے مراد زمانہ حال کے اہل کتاب ہوں گے نہ اس کا ماضی سے تعلق نہ مستقبل سے کوئی واسطہ۔ مرزا قادیانی کی خواہش ہے کہ اندھوں کو روشنی دکھائی جائے۔ اس لئے ایک اصول مرزا قادیانی کا اپنا ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ پس غور سے ملاحظہ فرمائیں:

(برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) پر جناب رئیس قادیان و خاکسار نبی تحریر فرماتے ہیں۔ ”اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ کرام حضرت ﷺ کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الہی ان کی قوت مدد کے ساتھ تھی۔ کیونکہ ان کا نہ صرف قائل بلکہ حال تھا۔“

حدیث نبوی ﷺ

جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میں ایسا معلوم کر رہی ہوں کہ آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ لہذا مجھے اجازت فرمائیے کہ میں آپ ﷺ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا میرا اس جگہ پر کوئی اختیار نہیں کیونکہ وہاں چار قبروں میری ابو بکرؓ، عمرؓ اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سوا اور کوئی جگہ ہی نہیں۔“

(کنز العمال بر حاشیہ و مسند احمد ج ۶ ص ۵۷)

یہ حدیث مؤمنین کی ماں کی روایت سے بیان ہوئی اور مؤمنین کے باپ نے جواب دیا۔ جس سے صاف طور پر یہ معلوم کہ عیسیٰ ابن مریم ابھی زندہ ہیں۔ نہیں مرے اور روضہ رسول میں ابھی تین قبریں موجود ہیں۔ چوتھی نہیں وہ جناب مسیح کے لئے ہے۔ جب وہ آسمان سے نزول فرمائیں گے تو ان کے ساتھ ہزاروں فرشتے ہوں گے۔



فرمائیں گے اور ۳۵ سال زمین پر رہ کر فوت ہوں گے۔ تو ان کی چوتھی قبر روضہ اطہر میں ہوگی۔ فقیر کے خیال میں یہ ایک ہی حوالہ مؤمنین کے لئے کافی ہے۔

دھجیاں نامہ سالار دو عالم کی اڑا

اے کہ تجھ کو نہ رہا یاد مآل پرویز

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۴۱۳) ”صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیال اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں بھی میرا ذکر خیر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عربی زبان میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ یعنی خدا کی مانند“

”هو الذی ارسل رسوله بالهدی جری اللہ فی حلل الانبیاء اس الہام میں میرا نام رسول بھی رکھا گیا اور نبی بھی۔ پس جس شخص کے خود خدا نے یہ نام رکھے ہوں۔ یعنی نبی اور رسول اس کو عوام میں سمجھنا کمال درجہ کی شوخی ہے۔“

(اخبار الحکم قادیان ۲ نومبر ۱۹۰۱ء) ”ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد ﷺ کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔“

(نزل المسح ص ۳، خزائن ج ۱ ص ۳۸۱) ”اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں نیا رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۲، خزائن ج ۱ ص ۲۱۶) ”مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بتایا اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد و احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی پختہ محمد کے پاس رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵) ”اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدور تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے۔ (یعنی میرے زمانہ میں) جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔ (یعنی چودھویں صدی مرزا کے دور رسالت کا زمانہ) پس انہیں معنوں کی طرف

اشارہ ہے جو خدا تعالیٰ کے اس قول میں

لہ خسف ا

القمر ا

”مسح موعود (مرزا قادیانی

مگر وہ میں سمجھنا گویا آنحضرت ﷺ کو میں داخل کرنا ایسا ہے جو کفر عظیم اور کفر منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت ﷺ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آن بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس کے کافر سے بڑھ کر ہیں۔ مسیح آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں داخل

(ایک غلطی کا ازالہ) ”میر

تھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا ہے۔ کیونکہ بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں

خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج۔

اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود

ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزا

میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ پس اس

تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہر حال

آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی

میں منعکس ہے تو پھر کون سا الگ

اشارہ ہے جو خدا تعالیٰ کے اس قول میں ہے کہ لَقَدْ نَعَزَمَ اللَّهُ بِرَبِّهِ

لَهُ خَسَفَ الْقَمَرُ الْمُنِيرُ وَإِنْ لِيْ غَسَا

الْقَمَرَانِ الْمَشْرِقَانِ اتَّسَكَرَ

(تفسیرہ اعجاز میں ۱۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳، مرزا غلام احمد قادیانی)

”مسح موعود (مرزا قادیانی) کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا یا امتی ہی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت ﷺ کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ایسا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے اور آنحضرت ﷺ کی بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت ﷺ کی جہک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت ﷺ کی بعثت اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کے کافر میں بعثت اول کے کافر سے بڑھ کر ہیں۔ مسیح موعود کی جماعت و آخرین منہم کی مصداق ہونے سے آنحضرت ﷺ کے اصحابہ میں داخل ہے۔“ (افضل کہہ دو کون روکتا ہے)

(اخبار الفضل ج ۲ نمبر ۲۳، ۲۵، ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

(ایک غلطی کا ازالہ) ”میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹی ہے۔ کیونکہ بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منہم لما سلطوا بہم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے میں برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور کیونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہر حال محمد ﷺ ہی نبی رہا نہ کوئی اور یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہے تو پھر کون سا الگ انسان ہوا۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

توان کی چوٹی قبر و ضہ اطہر میں ہوگی۔ فقیر

عالم کی اڑا

یاد مآل پرویز

(۴) ”صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور اذکر خیر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا ست بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور اور عربی زبان میں لفظی معنی میکائیل کے

بری اللہ فی حلل الانبیاء اس الہام کے خود خدا نے یہ نام رکھے ہوں۔ یعنی

یک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ وہ خود ہی آئے ہیں۔“

تہ کو یاد رکھو کہ میں نیا رسول اور نبی نہیں میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل نمائندہ ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور

بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس سے میرا نام محمد و احمد ہوا۔ پس نبوت اور رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام“

ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدور تھا پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ زمانہ میں جو شمار کی رو سے بدر کی (ازمانہ) پس انہیں معنوں کی طرف

مرزا رئیس و خاکسار قادیان کا ایک خاص مرید مرزا کے حضور میں ایک قصیدہ مداحیہ سناتا ہے اور عاجز و خاکسار نبی سن کر سر دھٹکا اور خوش ہوتا ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں  
اور پہلے سے بھی بڑھ کر اپنی شان میں  
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل  
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدرج ۲ نمبر ۳۳، ۲۵، ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء، قاضی یار محمد وکیل)

(ازالہ اوہام ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) آیت ”و مبعثاً برسول یاتنی من بعد اسمہ احمد ہمارے رسول اللہ ﷺ صرف احمد نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جمال اور جلال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں بر طبق پیش گوئی محمد و احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا ہے۔ رسول اللہ تو محمد اور احمد دونوں تھے۔ لیکن بر طبق پیش گوئی صرف احمد بمشر خود (مرزا قادیانی) ہے نہ رسول اللہ۔“

”یہ بھی کہہ دوں معراج (نبی کریم ﷺ) اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

الہامی گزٹ کی منادی

”خدا کا وعدہ ہے ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون“ قرآن شریف کی گم شدہ عظمت اور عزت کو پھر بحال کرنے کے لئے غلام احمد کی صورت میں یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ آیا اور خدا نے آسمان سے قرآن کی حفاظت اور اس کی عظمت و جلال کے اظہار کا ذریعہ پیدا کیا اور ارادہ کیا کہ قرآن کریم کا نزول دوبارہ ہو اور پھر دنیا کو اس کی عظمت پر اطلاع دی جائے اور اس غرض کے لئے اس نے پھر محمد کی ﷺ کے بروزی رنگ میں غلام احمد قادیانی کی صورت میں نازل کیا۔“ (اخبار الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء، کالم اڈل ص ۹)

(تذکرۃ الشہداء ص ۳۸، خزائن ج ۲ ص ۴۰) ”کوئی نرا بے حیاء نہ ہو تو اس کے لئے اس سے چارہ نہیں کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح مان لے۔ جیسا اس نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کو مانا ہے۔“

یہ کس کتاب میں ہے کہ خیر البشر کے بعد  
ہر گز کسی کو دعائے پیغمبری نہ ہو

کیا معطفے کے  
پھر قادیان میں کر

ناظرین! آپ نے مرزا قادیانی تھے وہ انکساری اور خاکساری کے فوٹو اور تصویریں۔ حیران ہوں اس بے تکلی رسالت پر۔ یہی ہے وہ ظلی نبوت اور امتی رسالت۔ مثل مشہور ہے کیا پدی اور کیا پدی بھی بے لذت کے اور رکھائی کیا ہے۔ دنیا بخدا جس قدر تو ہیں اس منہ پھٹنے کی اور سب اسلام کے لئے کاربند ہیں۔ یہ وہ بظاہر بڑے پاک باز بڑے نیک اطواران کی کی نشان ہیں۔ جن کی آڑ میں امت خیر الہام ہے۔ معصوم مکہ آج بخدا بے آرام ہیں۔ وہ سرقہ باز الہامی ڈاکو کاش چشم بصیرت کے دیکھتا۔ جہاں آداب محمدی سکھائے گئے قادیان وہ کیا جائیں ادب کیا ہے اور کیسے اور انیون کن مرکبات سے کھائی جاتی ہے اور قرآن کریم نبی کریم ﷺ کے ارشاد باری ملاحظہ ہوں:

..... ”یا ایہا الذین  
ولا تجہروا له بالقول کجہر بعضکم  
اے لوگو! جو ایمان لائے ہونہ  
سے پکارو جیسا کہ آپس میں پکارا کرتے ہ  
حرکت سے ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس  
۲..... ”لا تجعلوا

مرزا کے حضور میں ایک قصیدہ مداحیہ

ہم میں  
شان میں  
نے اکل  
ن میں

۲۵، ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء، قاضی یار محمد دیکل)

بشر آبر رسول یاتی من بعد  
میں ہیں۔ یعنی جامع جمال اور جلال  
در حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا  
صرف احمد بشر خود (مرزا قادیانی)

لیفٹ کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ اعلیٰ  
والہ ادبام ص ۷۴، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

لہ لحاظظون "قرآن شریف  
محمد کی صورت میں یقیناً محمد رسول  
عظمت و جلال کے اظہار کا ذریعہ  
اس کی عظمت پر اطلاع دی جائے  
غلام احمد قادیانی کی صورت میں  
خبر الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء، کالم اول ص ۹)  
نرا بے حیاء نہ ہو تو اس کے لئے  
یسا اس نے آنحضرت ﷺ کی

کے بعد  
نہ ہو

کیا مصطفیٰ کے بعد نہ آیا مسیلہ  
پھر قادیان میں کس لئے مجھ سانہی نہ ہو

ظفر علی خان!

ناظرین! آپ نے مرزا قادیانی کی اطاعت کیشیاں اور تابعداریاں ملاحظہ کیں۔ یہ  
تھے وہ انکساری اور خاکساری کے فوٹو اور یہی ہیں وہ وفاداریاں اور منت گذاریوں کی عملی  
تصویریں۔ حیران ہوں اس بے نگہ رسالت پر، پریشان ہوں اس بے پندے کی لوٹ پوٹ نبوت  
پر۔ یہی ہے وہ ظلی نبوت اور امتی رسالت۔

مثل مشہور ہے کیا پدی اور کیا پدی کا شور با۔ ہاتوئی مرزا کے پاس سوائے باتوں اور وہ  
بھی بے لذت کے اور رکھائی کیا ہے۔ دنیا خواہ خواہ راجپال کو کوئی ہے اور شرد ہانند کو برا کہتی ہے۔  
بخدا جس قدر تو ہیں اس منہ پھٹ نے کی اور کوئی کیا کرے گا۔ مرزا آنجہانی اور مرزے آنجہانی  
سب اسلام کے لئے کاربگل ہیں۔ یہ وہ ناسور ہیں جن کے گھاؤ اندر ہی اندر نشوونما پاتے ہیں۔  
بظاہر بڑے پاک باز بڑے نیک اطوار ان کی لمبی لمبی نمازیں اور تقدس کی فریج واڑھیاں۔ سب شکار  
کی ٹیٹان ہیں۔ جن کی آڑ میں امت خیر الانام کا شکار کھیلا جاتا ہے۔ آہ سبز روضہ میں آج بے چینی  
ہے۔ معصوم کد آج بخدا بے آرام ہیں۔ وہ شان محمدی کو کیا جانے جو دین حقہ کا شاد رہی نہیں۔ وہ  
سرقہ باز الہامی ڈاکو کاش چشم بصیرت کے ساتھ ساتھ بصارت بھی رکھتا تو وہ ان مقامات کو ضرور  
دیکھتا۔ جہاں آداب محمدی سکھائے گئے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی جی ٹھیرے جے سنگھ بہادر وریس  
قادیان وہ کیا جانیں ادب کیا ہے اور کیسے بجالایا جاتا ہے۔ ان سے پوچھئے کستوری کیا بھاؤ آتی ہے  
اور انیون کن مرکبات سے کھائی جاتی ہے اور ٹانگ و این اور کپلے قوت باہ کے لئے کتنے مفید ہیں۔  
قرآن کریم نبی کریم ﷺ کے ادب و احترام کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ چنانچہ چند ایک

ارشاد باری ملاحظہ ہوں:

..... "یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی  
ولا تجہروا له بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون"  
اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ اونچی کرو اونچی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا اور نہ زور  
سے پکارو جیسا کہ آپس میں پکارا کرتے ہو ایک دوسرے کو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال تمہاری اس  
حرکت سے ضائع ہو جائیں اور تمہیں اس کا پتہ بھی نہ لگے۔

..... ۲ "لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً قد

یعلم الله الذین يتسألون منکم لو اذا فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنه او یصیبهم عذاب الیم“ ﴿مت مقرر کرو پکارنا پیغمبر کا درمیان اپنے جیسا پکارنا۔ بعضے تمہارے کا ہے بعضوں کو تحقیق جانتا ہے۔ اللہ ان لوگوں کو کہ چھپ کر نکل جاتے ہیں تم میں سے نظر بچا کر۔ پس چاہئے کہ ڈریں وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں حکم اس کے سے اس سے کہ پہنچ جائے ان کو فتنہ یا پہنچ جائے ان کو عذاب دردینے والا۔﴾

۳..... ”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة“ ﴿البتہ تحقیق واسطے تمہارے پیچ رسول خدا کے پیروی اچھی واسطے اس شخص کے کہ امید رکھتا ہے۔ خدا کی اور دن پچھلے کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت۔﴾

۴..... ”الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذین یجدونہ مکتوباً“ ﴿وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں رسول کی جو نبی ہے ان پڑھا وہ جو پاتے ہیں۔ اس کو لکھا ہوا نزدیک اپنے پیچ تورات کے اور انجیل کے حکم کرتا ہے۔ ان کو ساتھ بھلائی کے اور منع کرتا ہے۔ ان کو نامعقول سے اور حلال کرتا ہے۔ واسطے ان کے پاکیزہ چیزیں اور حرام کرتا ہے۔ اوپر ان کے ناپاک چیزیں اور اودار رکھتا ہے۔ ان سے پوچھو!﴾

مگر مرزا قادیانی بیمارے کریں بھی تو کیا کریں۔ جب کہ قادیانی خدام ہی نہ لینے دے اور ان تھک فرشتے الہام باری کر کے قصر ایمان کو بیخ و بن سے ملیا میٹ کر دیں۔ جب کہ مرزا قادیانی کو وہ یوں کہتا ہے۔

۱..... ”انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید۔“ (تذکرۃ الشہادتین ص ۵، خزائن ج ۲۰ ص ۷)

۲..... ”انت منی بمنزلة اولادی اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری اولاد۔“ (اربعین حاشیہ نمبر ۳ ص ۱۹ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۳۵۲)

۳..... ”انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون“ یعنی اے مرزا قادیانی آپ کی تو وہ شان ہے کہ تو جس بھی چیز کے لئے کن کا حکم دے دے۔ یعنی ہو جا بس وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

۴..... ”اعطیت صفت الافناء والاحیاء س رب الفعال“ مجھے خدا کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی یعنی میں اس بات پر قادر ہوں کہ ماروں اور زندہ کروں۔ (خطبہ الہامی ص ۵۵، ۵۶، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۵..... ”میں نے

ہوں۔“

۶..... ”یوم یہ

آئے گا۔ یعنی انسانی مظہر (ریکس قادیانی)

اور مرزا قادیانی کا ادب

بھلا کیا جائیں کہ وہ کس بلا کا مرزا تھا

بروز میں آیا تھا اور اس کا نام خدا کا۔

”انت اسمی الاعلم

”انت منی بمنزلة

”انت منی وانا منا

”انت من مائنا وہ

خسکی سے۔

”ظهورک ظہوری

اے میرے الہیت خدا

”اینما تولو فثم و

منہ کروں گا۔

”انت منی بمنز

بہت ہے جو دنیا نہیں جانتی۔

”انت منی بمنزلة

۵..... ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں میں نے یقین کر لیا کہ وہی ہوں۔“  
(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

۶..... ”یوم یساقی ربك فی ظلل من الغمام اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔ یعنی انسانی مظہر (ریکس قادیان) کے ذریعہ اپنا جلال ظاہر کرے گا۔“

(حقیقت الوحی ص ۵۴)

اور مرزا قادیانی کا ادب و احترام کرنا کوئی مرزائی خدا سے سیکھے۔ یہ قادیانی اور لاہوری بھلا کیا جانیں کہ وہ کس بلا کا مرزا تھا۔ وہ انسان نہ تھا فرشتہ، نہیں نہیں خود خدا تھا۔ کیونکہ وہ خدا کے بروز میں آیا تھا اور اس کا نام خدا کا سب سے بڑا نام تھا۔ جیسے کہ وہ خود کہتا ہے۔  
”انت اسمی الاعلیٰ“ اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۴، خزائن ج ۷ ص ۴۲۳)

”انت منی بمنزلة بروزی“ اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ہوں۔

(مکملات الہیہ ص ۱۲، خزائن ج ۲۰ ص ۴۰۴)

”انت منی وانا منك“ اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷)

”انت من مائنا وهم من فשל“ اے مرزا تو ہمارے نطفہ سے ہے اور باقی لوگ

(انجام آقلم ص ۵۵، ۵۶، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵، ۵۶)

خسکی سے۔

”ظهورك ظهوری“ اے مرزا تیرا ظاہر ہونا گویا کہ میرا ظاہر ہونا ہے۔

(البشری ج ۲ ص ۱۲۶)

اے میرے الہیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔

(البشری ج ۲ ص ۱۲۵)

”اینما تولو فثم وجه الله“ اے مرزا جس طرف تیرا منہ ہوگا اس طرف میں بھی

(براہین احمدیہ ص ۲۳۱، حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۶۷)

منہ کروں گا۔

”انت منی بمنزلة لا يعلمها الخلق“ اے مرزا تیری منزلت میرے نزدیک

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

بہت ہے جو دنیا نہیں جانتی۔

”انت منی بمنزلة عرشی“ اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا میرا عرش۔

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

بحذر الذین یخالفون عن امره ان  
ت مقرر کر دو پکارنا پیغمبر کا درمیان اپنے جیسا  
لہذا ان لوگوں کو کہ چھپ کر نکل جاتے ہیں تم  
ت کرتے ہیں حکم اس کے سے اس سے کہ  
الا۔

بول الله اسوة حسنة“ ﴿البتہ تحقیق  
نفس کے کہ امید رکھتا ہے۔ خدا کی اور دن

بول النبی الامی الذین یجدونہ  
ہے ان پڑھا وہ جو پاتے ہیں۔ اس کو لکھا  
۔ ان کو ساتھ بھلائی کے اور منع کرتا ہے۔  
بڑے چیزیں اور حرام کرتا ہے۔ اوپر ان کے

یں۔ جب کہ قادیانی خدا دم ہی نہ لینے  
مخ و بن سے ملیا میٹ کر دیں۔ جب کہ

دی و تفردی اے مرزا تو مجھ سے ایسا  
(تذکرۃ الشہادتین ص ۵، خزائن ج ۲۰ ص ۷۷)

اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری  
ماشیہ نمبر ۳ ص ۱۹، حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۴۵۲)

یعنی ان تقول له کن فیکون“ یعنی  
کے لئے کن کا حکم دے دے۔ یعنی ہو جا

(حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

والاحیاء من رب الفعّال“ مجھے خدا

میں اس بات پر قادر ہوں کہ ماروں اور

طہ الہامیہ ص ۵۵، ۵۶، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

”یا قمر یا شمس انت منی وانا منك“ اے مرزا میرے چاند اے مرزا میرے سورج میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے۔ (تجلیات الہیہ ص ۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۹۷)  
 ”انت منی بمنزلة سمعی“ اے مرزا قادیانی تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میرے کان۔ (تذکرہ ص ۷۵۰)  
 ”انت منی بمنزلة النجم الثاقب“ اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا ثاقب ستارہ۔ (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۶۰، خزائن ج ۲۳ ص ۴۲۷ حاشیہ)

### الوکی دم فاخنتہ

”پہلا تعجب! یہ کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا نہیں کہا۔ بلکہ مرزا صاحب کہا ہے۔ چاہئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھیں۔ دوسرا تعجب! یہ کہ باوجود اس کے میری طرف سے درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے۔ مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم و انکسیر ہوئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے روک دیا کیا میرا نام مرزا صاحب ہے۔ کیا دنیا میں اور مرزا صاحب کے نام سے پکارا نہیں جاتا۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۵۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶۹)

ناظرین! اب جناب کی خدمت میں ایک ایسی مزیدار چیز پیش کی جاتی ہے۔ جو یقیناً خوش ذائقہ ہونے کے علاوہ بو، بانس میں نرالی ہے۔ یقیناً یہ کذاب قادیان کے لئے ایک زبردست توپخانہ ثابت ہوگی اور اس کے ایک ہی حربے سے دجالیت کا گدھا ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا بھاگتا نظر آئے گا۔ اس کے بعد قادیانی صدائے نبوت ”ان انکر الا صوات لصوت الحمیر“ ثابت ہوگی۔

۱..... (کتاب البریہ ص ۲۰۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۸) ”آ خضرت ﷺ نے فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لانی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں شک نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی۔“

۲..... (ازالہ اوہام ص ۵۷۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۲) ”ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل علیہ السلام کو بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت

لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں صحیح ہیں نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔“

۳..... (ازالہ اوہام ص ۴۴۱، خزائن ج ۱) رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا: باب نزول بہ پراسیہ وحی رسالت مسدود ہے اور رسالت نہ ہو۔“

۴..... (ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۱) یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل رسالت تا قیامت منقطع ہے۔“

۵..... (ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۱) رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام اور عقائد وحی نبوت پر تواتر سو برس سے مرگ بھکی۔“

۶..... (ایام صلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱) مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث نبوی بعدی ”میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کہیں کی پیروی کر کے منصوص صریح قرآن عہد اچھا مان لیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی

۷..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۰۰) النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں کہ سلسلہ اسے قطع کر چکا اور بعض احکام قرآن کریم کے مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر ورفعت شروع ہو جائے۔“

۹..... (حملۃ البشری ص ۲۹) ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“



لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ ہیں اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔“

۳..... (ازالہ اوہام ص ۴۴۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱) ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول بہ پرانیہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آدے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔“

۴..... (ازالہ اوہام ص ۶۱۲، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲) ”رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔“

۵..... (ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۷) ”حسب تصریح قرآن کریم رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام اور عقائد دینی بذریعہ جبرائیل کے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیراں سو برس سے مہر لگ چکی۔“

۶..... (ایام صلح ص ۱۳۶، خزائن ج ۱ ص ۳۹۲، ۳۹۳) ”قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث ”لا نبی بعدی“ میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیال رکھیکہ کی پیروی کر کے منصوص صریح قرآن عہد اچھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔“

۷..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ۵۱۵) ”اللہ کو شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے یا اور ان پر بڑھاوے۔“

۸..... (ازالہ اوہام ص ۵۸۳، خزائن ج ۳ ص ۴۱۴) ”اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے۔“

۹..... (حملۃ البشری ص ۴۹، خزائن ج ۷ ص ۲۳۳) ”اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی ﷺ اللہ

منك“ اے مرزا میرے چاند اے مرزا (تجلیات الہیہ ص ۵، خزائن ج ۲ ص ۳۹۷) خدا کا دیانی تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میرے (تذکرہ ص ۷۵۰) اے مرزا تو مجھ سے ایسا ہے جیسا ثاقب (عرفت ص ۶۰، خزائن ج ۲ ص ۴۳۷ حاشیہ)

نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا نہیں کہا۔ بلکہ بیکھیں۔ دوسرا تعجب! یہ کہ باوجود اس ظاہر کیا جائے۔ مگر پھر بھی خدا کو میرا نام جان پر لانے سے روک دیا کیا میرا نام پکارا نہیں جاتا۔“

بوقت الوحی ص ۳۵۶، خزائن ج ۲ ص ۳۶۹) مزید ارجحیت پیش کی جاتی ہے۔ جو یقیناً یقیناً یہ کذاب قادیان کے لئے ایک دجالیت کا گدھا ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا انکرا لا صوات لصوت

ج ۱۳ ص ۲۱۸) ”آنحضرت ﷺ نے نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی۔ اپنی آیت ”ولکن رسول اللہ“ نے فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت

(۲۱۸) ”ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ دیا گیا ہے اور حدیثوں میں بتصریح ل اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت

کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے واسطے نہ بھیجا اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہیں۔ خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔“

۱۰..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۲۱) ”میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔“

۱۱..... (تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۴۰، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰، ۲۳۱) ”میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت اہل جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی۔“

۱۲..... (تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۴۴، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۵۵) ”ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے..... اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا یعنی جامع مسجد دہلی میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“

۱۳..... (انجام آئینہ ص ۲۷، خزائن ج ۱ ص ۲۷ حاشیہ) ”کیا ایسا بد بخت و مغتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہے اور آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔“

۱۴..... (حملۃ البشری ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷) ”مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جا ملوں۔“

۱۵..... (حملۃ البشری ص ۷۹) ”اذا جاء نبوت کروں اور اسلام سے ختم میں مسلمان ہو کر نبوت کا دعویٰ کروں (فیصلہ آئینہ ص ۱۶) خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا خاتمہ حاضر کئے جاؤ گے۔“

۱۷..... (تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۷) ”لا الہ الا اللہ لعنت بھیجتے ہیں۔“ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

۱۸..... (انجام آئینہ ص ۲۷) ”کافر، غیبت ہے۔“

تاظرین کرام! آپ آ پیش کئے گئے ہیں۔ جن میں صاف آدم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نبوت گئے ہیں۔ اب اگر جناب جبرائیل اگر ﷺ کی رسالت کا ذب ٹھہر نہ مقام شکر ہے کہ یہ تمام مصلحت اور مقصد کے لئے لکھے۔ مرزا قادیانی کے سرچڑھ کر ہمیشہ رہا۔ مگر لغزشین ہوتی ہی رہیں۔ خام ہی رہی۔ اب مرزا قادیانی ا دستیاب ہوتے ہیں۔ سائل مرزا طرح ایک پودا نشوونما پاتا ہے اس کے بعد خاکسار ہوئے۔ از بھیس بدلا۔ اس کے بعد انہیں امام ہونے کا دعویٰ کیا بعدہ مجدد۔

نوں اور زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو  
 کم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے  
 کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر  
 رشین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہیں۔ خواہ  
 تہ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا

۲۱۔ جزائن ج ۵ ص ۲۱) ”میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ  
 بقرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے اور میں ایمان لاتا  
 ہوں کہ سرمدوں کے سرمدار اور رسولوں کے سرمدار ہیں اور  
 ”

۲۰۔ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰، ۲۳۱) ”میں ان تمام  
 اہل اور جیسا کہ سنت اہل جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان  
 مارو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت  
 مدنی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔  
 روع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی۔“  
 ۲۱۔ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۵۵) ”ان تمام امور میں  
 ت کا مذہب ہے..... اب میں مفصلہ ذیل امور کا  
 خانہ خدا یعنی جامع مسجد دہلی میں کرتا ہوں کہ میں  
 اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور

”ج ۱۱ ص ۲۷ حاشیہ“ ”کیا ایسا بد بخت و مفتری جو خود پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن و دو خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہوں۔“

اُن ج ۷ ص ۲۹) ”مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت  
فروں سے حاصلوں۔“

۱۵..... (حملة البشري ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷) ”مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں اذعاء نبوت کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جاملوں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں مسلمان ہو کر نبوت کا دعویٰ کروں۔“

۱۶..... (فیصد آسانی ص ۲۵، خزائن ج ۲ ص ۳۳۵) ”اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو۔ جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔“

۷۔..... (تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۲، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷) ”ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔“ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

۱۸..... (انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸) ”مدعی نبوت مسلمانہ کذاب کا بھائی، کافر، ضعیف ہے۔“

ناظرین کرام! آپ کی خدمت میں مندرجہ بالا اٹھاراں ایسے حوالے رئیس قادیان کے پیش کئے گئے ہیں۔ جن میں صاف طور پر دعویٰ نبوت سے انکار کیا گیا ہے اور جبرائیل علیہ السلام کی آمد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نبوت کے ساتھ ساتھ منقطع کرتے ہوئے انتہائی ذمہ داری کے الفاظ کہے گئے ہیں۔ اب اگر جناب جبرائیل علیہ السلام کی آمد کو مانا جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا زب ٹھہرتی ہے۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے پلے کچھ نہیں رہتا۔

مقام شکر ہے کہ یہ تمام حوالے اسلامی تعلیم میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ گویہ بھی کسی سہری مصلحت اور مقصد کے لئے لکھے گئے تھے۔ مگر افسوس ”جاء الحق وزهق الباطل“ مرزا قادیانی کے سرچڑھ کر ہمیشہ بولتا ہے اور باوجودیکہ انتہائی کوشش و چھان بین سارا اینڈ کو کرتا رہا۔ مگر لغزشیں ہوتی ہی رہیں۔ گویا ایک عرصہ دراز کے بعد اس کی بہت کچھ تصحیح کی گئی۔ مگر اصلاح خام ہی رہی۔ اب مرزا قادیانی کا کلام ایک عیار عطار کی بوتل بن گیا۔ جس میں سبھی قسم کے شربت و مستیاب ہوتے ہیں۔ سائل مرزا قادیانی کے کلام میں ایک سلسلہ وار ترتیب دیکھتا ہے اور جس طرح ایک پودا نشوونما پاتا ہے بعینہ مرزا قادیانی نے ترقی کی سب سے پہلے وہ بے کس و غریب اس کے بعد خاکسار ہوئے۔ ازاں بعد مصنف و مؤلف ہوئے۔ پھر انہوں نے مناظر اسلام کا بھی بدلایا۔ اس کے بعد انہیں محدث ہونے کی سوجھی۔ اس کے بعد مفسر کا خیال آیا۔ ازاں بعد امام ہونے کا دعویٰ کیا بعدہ مجدد بنے۔ یہاں سے چھلانگ لگا کر امتی رسول بعدہ امتی نبی اس کے

بعد ظلی نبی بعدہ بروزی نبی۔ جب دبے لفظوں میں نبی کہہ لیا اور امت کے چند سعید لوگوں کے علاوہ کوئی ٹس سے مس نہ ہوا تو مرزا قادیانی کو حقیقی نبوت کا بخار ہوا اور اس کے جراثیم کتاب تریاق القلوب مصنفہ مرزا جو ۱۸۹۹ء میں زیر تالیف تھی سے ترقی کرنے شروع ہوئے اور آخر ۱۹۰۲ء میں مرزا قادیانی کو نبوت کا ہیضہ ہی ہو گیا۔ جس کے حوالے آپ نے سابقہ اوراق میں ملاحظہ کئے ہیں۔ بس یہاں سے مرزا قادیانی نے نبوت کا گھاس کھانا شروع کیا اور برابر چھ سال کے بعد مرض ایلاوس میں مر گئے۔

۱..... (مواہب الرحمن ص ۶۳، خزائن ج ۱۹ ص ۲۸۶) ”آمدن ذومن جبرائیل علیہ السلام و مرابز گردش داد انگشت خود را و اشارہ کرد خدا اتا از دشمنان تگہ خواہد دشت۔“

۲..... (حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶) ”جاء نبي آفيل واختارني واذا ارفع اصعبه اشارہ ان وعدالك فطوبى لمن وجد ورائي آيا ميرے پاس آئیل اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔“

نہ ڈر خدا سے اور اس کے عتاب سے لیکن  
نبی کی غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈر

دین قیم پر خدا کی رحمت ہو۔ لاریب یہ اس کا پسندیدہ دین ہے اور اس کی حفاظت کا مسبب بھی وہ خود ہے۔ جس بیڑے کا نا خدا جی و قیوم ہو اور جس کو نیند آئے نہ اونگھ اسے حوادث اور تھیںڑوں کا کیا ڈر۔ وہ ہر زمانہ میں اپنے بیڑے کا خود رکھوالا ہے اور رہے گا۔ کوئی نہیں جو وہاں نقب زنی کرے اور پکڑا نہ جائے۔ کس کو طاقت ہے کہ وہاں ڈاکہ ڈالے اور سلامت روی سے عیش کرے۔ ہرگز نہیں ضرور گرفتار ہو کر رو سیاہ کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر رئیس قادیان کو ہی دیکھ لیجئے۔ آپ کو نبوت کا بخار کہوں یا ہیضہ ہو گیا۔ آپ شدت بخار میں توازن و دماغ کھو بیٹھے اور وادیلہ شروع کر دیا۔ ہم نبیوں کے پہلوان ہیں۔ ہم بے سنگھ بہادر ہیں، میں کرشن رودر گوپال ہوں، میں مسیح ہوں، میں مریم ہوں، میں مثل ہوں، میں آدم ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں، موسیٰ ہوں، محمد ہوں، احمد ہوں، میں خدا ہوں، خدا کا بیٹا ہوں، خدا کا باپ ہوں۔ ایسے ایسے خرافات و اہیہ کی رٹ لگاتے رہے۔ بالآخر کسی خدا کے بندے نے ڈانٹ پلائی اور کہا ا جی حضرت ہوش کی دوا لو۔ آپ نبی ہیں توبہ کرو نبوت تو اس پاکوں کے پاک اور خاصوں کے خاص پر ختم ہو چکی اور جو بھی آپ کے بعد اس پاک نام کی تذلیل کرے یا داکو اور لعنتی ہے۔ کیوں

غیرت سردی کو جوش میں لاتے  
میں معیار صداقت پر پورا اتروں  
سائل! قرآن کریم ہم  
اللہ “اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم  
ہمارے احکام کے فرمانبردار اور  
کچھ میں نے حاصل کیا ہے وہ  
ہیں۔“ ان اتبع الاما یوحی  
سابقہ الہام چوری کرنے پر ہی  
رئیس قادیان! جوار  
ہم بھی تو یہی کہتے ہیں۔ ”خدا تو  
نہیں آتا۔ بلکہ وہ صرف مطاع  
تو یہ ہماری سعادت  
بھی امتی ظلی بروزی نبی بننے پر  
جس رسول کی اطاعت کا ہم دعو  
سائل! نے دوبارہ  
الانبیاء لانرث ولا نورد  
ہوتا ہے۔ اس صحیح حدیث کی رو  
کوئی لیتا ہے۔ مگر اس کے خلاف  
کے لئے چھوڑا۔ اس لئے آپ  
رئیس قادیان! جوار  
ولیا یرثنی و یرث من ال  
ہے۔ اس لئے انبیاء ترکہ لیتے  
سائل! نے عرض کہ  
نہیں باطنی ہے۔ مال و ملاک  
اس کے بعد سائل  
آپ کو یہ سنت نصیب نہیں ہوئی

غیرت سردی کو جوش میں لاتے ہو تو جواب ملا اگر اعتبار نہ ہو تو مجھے منہاج النبوة پر پرکھ لو۔ یقیناً میں معیار صداقت پر پورا اتروں گا۔

سائل! قرآن کریم میں آتا ہے۔ ”وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے کوئی رسول ایسا بھیجا ہی نہیں مگر مطاع اور امام یعنی تمام رسول ہمارے احکام کے فرمانبردار اور اطاعت گزار ہوتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ میں امتی نبی ہوں جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے وہ رسول عربی سے لیا ہے۔ حالانکہ رسول اکرم ﷺ اقرار فرماتے ہیں۔ ”ان اتبع الاما یوحی الی“ یعنی میں صرف اپنی وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ حالانکہ آپ سابقہ الہام چوری کرنے پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں۔

رئیس قادیان! جواب دیتے ہیں کہ ہم کب کہتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا قبیح ہوتا ہے ہم بھی تو یہی کہتے ہیں۔ ”خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع و محکوم ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ صرف مطاع اور اپنی وحی کا قبیح ہوتا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۷۶، خزائن ج ۳ ص ۴۱۱) تو یہ ہماری سعادت اور نیک بخشی کی دلیل ہے کہ ہم اس قرآن حکیم کے ہوتے ہوئے بھی امتی ظلی بروزی نبی بننے پر اکتفاء کرتے ہیں ورنہ ہمارے معجزات تو دس لاکھ تک پہنچتے ہیں اور جس رسول کی اطاعت کا ہم دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس کے تو تین ہزار سے زیادہ نہیں۔

سائل! نے دوبارہ عرض کیا حضرت حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ ”نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نورث“ کہ ہم انبیاء کا گروہ نہ کسی کا وارث ہوتا ہے نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے۔ اس صحیح حدیث کی رو سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء نہ کسی جدی ترکہ کو لیتے ہیں اور نہ ان سے کوئی لیتا ہے۔ مگر اس کے خلاف اپنے جدی وراثت کو لیا اور اس کو ہزار گنا زیادہ فروغ دے کر اولاد کے لئے چھوڑا۔ اس لئے آپ اس اصول سے بھی گر گئے اور منہاج النبوة پر پورے نہ اترے۔

رئیس قادیان! جواب دیتے ہیں کہ کلام مجید میں آتا ہے۔ ”فہب لی من لدنک ولیاً یرثنی ویرث من ال یعقوب“ اور ایسا ہی دوسری جگہ ”وورث سلیمان داود“ آیا ہے۔ اس لئے انبیاء ترکہ لیتے اور دیتے بھی آئے ہیں۔

سائل! نے عرض کیا حضور یہ آپ کی بھول ہے وہ ورثہ دنیوی نہیں دینی ہے۔ ظاہری نہیں باطنی ہے۔ مال و املاک نہیں علم و عرفان ہے۔

اس کے بعد سائل نے عرض کیا ہجرت کرنا سنت انبیاء میں قدیم سے چلا آیا ہے۔ مگر آپ کو یہ سنت نصیب نہیں ہوئی۔

نبی کہہ لیا اور امت کے چند سعید لوگوں کے مت کا بخار ہوا اور اس کے جراثیم کتاب تریاق ترقی کرنے شروع ہوئے اور آخر ۱۹۰۲ء میں لے آپ نے سابقہ اوراق میں ملاحظہ کئے لھانا شروع کیا اور برابر چھ سال کے بعد مرض

۱۹۰۲ء (۲۸۶) ”آمدن دمن جبرائیل علیہ السلام از دشمنان نگہ خواہد داشت۔“

۱۹۰۶ء (۱۰۶) ”جاء نبی آئیل و اختار نبی وی لمن وجد وراثتی آیا میرے پاس ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔“

عتاب سے لیکن

کی نگاہ سے ڈر

س کا پسندیدہ دین ہے اور اس کی حفاظت کا ہو اور جس کو نیند آئے نہ اونگھ اسے حوادث روکھوالا ہے اور رہے گا۔ کوئی نہیں جو وہاں نہ وہاں ڈاکہ ڈالے اور سلامت روی سے لے گا۔ مثال کے طور پر رئیس قادیان کو بھی پشدت بخار میں توازن و دماغ کھو بیٹھے جے سنگھ بہادر ہیں، میں کرشن رو در گوپال میں آدم ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں، بیٹا ہوں، خدا کا باپ ہوں۔ ایسے ایسے کے بندے نے ڈانٹ پلائی اور کہا اجی سا پاکوں کے پاک اور خاصوں کے خاص تذلیل کرے یا واگو اور لعنتی ہے۔ کیوں

رکس قادیانی! جواب دیتے ہیں ہم کب اس سنت کو نہیں مانتے ایسا معلوم ہوتا ہے تم جاہل ہو۔ تمہاری نظر سے (ضمیر نصرت الحق ص ۶۷ طبع دوم) نہیں گذرا جس میں صاف لکھا ہے کہ: ”انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنے ملک سے ہجرت کرتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔“

یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم نے ابھی ہجرت نہیں کی۔ مگر ایک کشف میں ہم نے ایسا موقع دیکھا ہے سو کبھی وقت آنے پر ہو ہی جائے گی۔ اس کے بعد سائل نے کہا حضرت یہ تو کہتے کہ تمام انبیاء کو الہام ان کی مادری زبان میں ہوئے۔ مگر آپ کو ایسی زبانوں میں بھی الہام ہوئے۔ جن کو آپ مطلق نہ جانتے تھے اور یہ منہاج النبوة کے خلاف ہے۔ جیسا کہ فرقان حمید اسی پر روشنی ڈالتا ہے۔

۱..... ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم“

۲..... ”ولو جعلنہ قراناً اعجمیاً لقالو الو فصلت آیتہ۔ اعجمی وعربی“ یعنی اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں اتارتے تو کفار معترض ہوتے کہ اس کی آیات واضح کیوں نہ کی گئیں۔ یہ کیا ہے کہ غیر زبان میں الہام اور عربی مخاطب۔

رکس قادیان! جواب دیتے ہیں عذر تو معقول ہے۔ مگر جب ہم خود اس کو تسلیم کرتے ہیں اور سائل خواہ مخواہ جہالت کی وجہ سے ہماری کتب سے اندھا ہے تو ہم کیا کریں۔ یہ ہمارا تھوڑا قصور ہے۔ اسے چاہئے کہ پہلے ہماری تمام کتابوں کا مطالعہ کرے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ: ”یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔“

(چشمہ معرفت ص ۲۱۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

اور ہم تو خود مانتے ہیں کہ ہمیں الہام ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن کو ہم جانتے بھی نہیں اور یہ شاید اس لئے ہیں کہ ہم تمام جہان کی طرف مبعوث ہو کر آئے ہیں۔ دیکھو کلام مجید میں بھی تو آیا ہے۔ ”علمنا منطق الطیر“ یعنی حضرت سلمان علیہ السلام کہتے ہیں ہمیں جانوروں کی بولی سکھائی گئی۔

(نزل المسح ص ۵۷، خزائن ج ۱۸ ص ۳۳۵) ”بعض الہام مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔“

سائل! نے عرض کیا صرف آپ خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ دل چاہتا ہے۔ آپ کے ہزاروں الہام ایسے ہیں جن کا کی تعلیم نہیں ہوئی اور یہ بھی مانتے ہیں کہ ہے کہ بھول گیا ہوں۔ یعنی یہ یاد نہیں رہا ہی کئی الہاموں میں یہ کہا کہ کچھ عربی کے کا نشان دکھایا جائے گا۔ حالانکہ کلام مجید ”لا تحرك به لسانك لقد قرانه ثم ان علينا بیانه“ ”جلدی سیکھ لے لاریب اس وحی کو تیرے د جبرائیل پڑھے تو اس کے ساتھ پڑھ لیا کر یہ آیت کریمہ واضح طور پر کے ذمہ ہے اور یہ غیر ممکن ہے کہ الہام ر فقرے ہوں اور ایسے سربریدہ فقرات ہوں۔ مثلاً ”ایک دانہ کس کس نے کھا پوچھیں۔“ ”بستر عیش“ اب کیا مطلب تھہ رکس قادیان! جواب دے ہ ہماری وحی انبیاء ماسلف سے نزالی ہے ہ

آنچه من  
بخدا  
ہمچو قر  
از خطاء  
آں یقین  
برکلاے  
دآن یقین  
دآن یقین

م کب اس سنت کو نہیں مانتے ایسا معلوم ہوتا ہے تم  
۷ طبع دوم) نہیں گذرا جس میں صاف لکھا ہے کہ:  
ما ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنے ملک سے ہجرت  
ہے۔“

ہجرت نہیں کی۔ مگر ایک کشف میں ہم نے ایسا  
لکھا ہے۔ اس کے بعد سائل نے کہا حضرت یہ تو  
میں ہوئے۔ مگر آپ کو ایسی زبانوں میں بھی الہام  
منہاج النبوة کے خلاف ہے۔ جیسا کہ فرقان حمید

سول الا بلسان قومہ لیبین لہم  
اعجمیاً لقالو الو فصلت آیتہ۔ اعجمی  
س اتارتے تو کفار معترض ہوتے کہ اس کی آیات  
الہام اور عربی مخاطب۔

تو معقول ہے۔ مگر جب ہم خود اس کو تسلیم کرتے  
تب سے اندھا ہے تو ہم کیا کریں۔ یہ ہمارا تھوڑا  
کا مطالعہ کرے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ:  
کہ انسان کی زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو  
لیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔“

(چشمہ معرفت ص ۲۱۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

ن زبانوں میں ہوتے ہیں جن کو ہم جانتے بھی  
ف مبعوث ہو کر آئے ہیں۔ دیکھو کلام مجید میں  
رت سلمان علیہ السلام کہتے ہیں ہمیں جانوروں

”بعض الہام مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں  
سکرت یا عبرانی وغیرہ۔“

سائل! نے عرض کیا صرف ایک اور جواب دے دیں اس کے بعد چلا جاؤں گا۔ سح  
خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ دل چاہتا ہے کہ آپ کے قیمتی نکات کچھ اور سن لوں یہ تو فرمائیے کہ  
آپ کے ہزاروں الہام ایسے ہیں جن کا کچھ مطلب نہیں اور آپ خود اقرار کرتے ہیں کہ مجھے ان  
کی تفہیم نہیں ہوئی اور یہ بھی مانتے ہیں کہ کچھ حصہ یاد رہا ہے اور باقی بھول گیا ہے اور یہ بھی اقرار کیا  
ہے کہ بھول گیا ہوں۔ یعنی یہ یاد نہیں رہا کہ عمر اٹھائیس تھا۔ یا پراٹھوس تھا اور شاید پریشن تھا اور ایسا  
ہی کئی الہاموں میں یہ کہا کہ کچھ عربی کے لفظ تھے یا نہیں رہے اور اگلا فقرہ یاد ہے۔ ”مکذوبون“  
کا نشان دکھایا جائے گا۔ حالانکہ کلام مجید یتیم مکتوبہ کو یوں خطاب فرماتا ہے۔

”لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرانه فاذا قرانه فاتبع  
قرانه ثم ان علينا بيانه“ ”اے یتیم مکہ نہ حرکت دے اس وحی کے پڑھنے پر اپنی زبان کو کہ  
جلدی سیکھ لے لا ریب اس وحی کو تیرے دل میں بٹھانا اور تجھ کو یاد کرانا ہمارے ذمہ ہے۔ پس جب یہ  
جبرائیل پڑھے تو اس کے ساتھ پڑھ لیا کر پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کرنا۔“

یہ آیت کریمہ واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ رحمانی الہام کی وضاحت تام رحمان ہی  
کے ذمہ ہے اور یہ غیر ممکن ہے کہ الہام ربانی ملہم کی یاد سے اتر پائیں۔ یا غیر زبان میں ہوں اور غلط  
فقرے ہوں اور ایسے سربریدہ فقرات ہوں جو مفہوم کو مبہم الفاظ میں مطلب واضح کرنے سے عاجز  
ہوں۔ مثلاً ”ایک دانہ کس کس نے کھانا۔“ کہنے کو تو یہ الہام ہے۔ مگر مطلب گنگے کی ماں سے  
پوچھیں۔ ”بستر عیش“ اب کیا مطلب تصور کریں۔

رہیں قادیان! جواب دیتے ہیں احق کہیں کا ہم کب اس کے خلاف کہتے ہیں۔ کیا  
ہماری وحی انبیاء ماسلف سے نزالی ہے ہرگز نہیں۔ تم بیوقوف ہو جو نہیں سمجھتے۔ لوسنو:

آنچه من بشنوم ز وحی خدا  
بخدا پاک دانش ز خطا  
بچوں قرآن منزہ اش دانم  
از خطاء ہمیں است ایمانم  
آں یقین کہ بود عیسیٰ را  
برکلائے کہ شد بر اوالقا  
وآں یقین کلیم بر تورات  
وآں یقین ہائے سید السادات



کم نیم زان ہمہ بروئے یقین  
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزدول المسح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۷۷)

(البشری ج ۲ ص ۱۱۹) ”میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے میرے ہاتھ پر  
ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔“

”یہ مکالمہ الیہ جو مجھ سے ہوتا ہے اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو  
کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا۔ یقینی اور قطعی ہے اور  
جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر  
نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔“

(جلیات الہیہ ص ۳۰، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۲)

یہ علیحدہ بات ہے کہ کثرت و بہتات کے وقت تمیز نہیں رہتی اور ذرا انتظام میں خلل  
آ جاتا ہے۔ کیونکہ ہم عموماً بیمار رہتے ہیں۔

دل اور دماغ سخت کمزور، ذیابیطس، درد سر، مع دوران سر قدیم سے شامل حال ہیں۔  
تشیع قلب بھی ہے دن میں سو سو مرتبہ پیشاب دق (نزدول المسح ص ۲۰۹، سل سیرۃ المہدی) دوران سر  
(تریاق القلوب ص ۷۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳) قویخ زہری، جسم نحس (حقیقت الوحی ص ۲۳۴) درد گردہ  
(حقیقت الوحی ص ۳۳۵) امراض دماغ (فتح الاسلام ص ۲۶) ذہول (اعجاز احمدی ص ۷) حافظ خراب (نسیم  
دعوت ص ۷۱) کی خواب، بد ہضمی، اسہال (ریویو اگست ۲۶ ص ۶) لینے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا  
رہتا تھا۔ حالت مردی کا عدم تھی (تریاق القلوب ص ۷۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳) اور ان کے علاوہ اور  
بہت سے عوارض ہیں۔ اگر کسی وجہ سے الہام یاد سے اتر جائیں تو میرا تصور تھوڑا ہے۔ سائل یہ سن کر  
چپ ہو گیا اور مرزا قادیانی کی مجبوریوں کا دل ہی دل میں خیال کرتا ہوا چلا گیا۔ فقیر کو بھی افسوس ہوا  
کہ باتوں باتوں میں ہم کہاں سے کہاں چلے آئے۔ غرضیکہ آیت ”وان من اهل الكتاب الا  
لیؤمنن بہ قبل موتہ“ صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جناب مسیح نے اب تک موت کا  
ذائقہ نہیں چکھا۔ کیونکہ ابھی اہل کتاب تو ہمت باطلہ پر متعین ہیں۔ مومن نہیں ہوئے اور جب وہ  
مبارک وقت آئے گا۔ یعنی نزول مسیح ہوتا تمام یہودی و نصاریٰ لوائے محمدی میں آ جائیں گے۔  
چنانچہ رئیس قادیان ہمارے اس خیال کی پوری پوری تائید کرتے ہیں۔

(ایام صلح ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۳ ص ۸۱)  
وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور ملل با  
کرے گی۔“

(شہادت القرآن ص ۱۶، خزائن ج ۶ ص ۶)  
تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جائے گا۔“  
مرزا سیوا ایمان سے خدا لگتی کہو اگر تو

کے اپنے بیان کی رو سے تمام دنیا کے نفوس مسل  
بھی۔ کیا کرۂ زمین پر تمہیں اور کوئی قوم سوائے  
نصاریٰ توحید پرست ہیں۔ ہندو تمہیں نظر نہیں  
آ جائے مگر اسلام بجائے ترقی کے حنزل میں  
کتنی آبادی ہے۔ ان میں دو بڑی قومیں ہیں  
قریب ہے۔ ایمان سے کہو تم انہیں مسلمان  
سمجھتے ہو اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا حرام قرار  
نفوس مرزائی ہیں جو غلبہ تو کیا آئے میں تمک  
روز جوت بیزار ہوتی ہے۔ کیا یہی صور پھو  
اب آپ کے سامنے ایک اور تریاق جدید  
بھی توڑ دے اور شاید تمہیں سعید بنا دے۔  
”ولما ضرب ابن مریم

خیرام ہو ماضربوہ لك الا جدلا  
عليه وجعلنه مثلاً لبني اسرآئیل  
يخلفون . وانه لعلم للساعة فلا ت  
يصدنكم الشيطان انه لكم عدو  
کا مثال ناگہاں قوم تیری اس سے تالیاں  
کرتے اس کو واسطے تیرے یہ بات مگر  
انعام کیا ہے ہم نے اوپر اس کے اور کیا  
البتہ کرتے ہم تم سے فرشتے کہ بیچ زمین

(ایام صلح ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۳ ص ۳۸۱) ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راست بازی ترقی کرے گی۔“

(شہادت القرآن ص ۱۶، خزائن ج ۶ ص ۳۱۲) ”مسیح موعود کے زمانے میں صور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جائے گا۔“

مرزا نیو! ایمان سے خدا لگتی کہو اگر مسیح موعود تمہارے رئیس قادیان کو مان لیا جائے تو ان کے اپنے بیان کی رو سے تمام دنیا کے نفوس مسلمان ہو گئے۔ تم میں اندھے بھی ہیں اور اکثر سوہاگنے بھی۔ کیا کرۂ زمین پر تمہیں اور کوئی قوم سوائے اسلام کے دکھائی نہیں دیتی۔ کیا یہود مسلمان ہیں۔ نصاریٰ توحید پرست ہیں۔ ہندو تمہیں نظر نہیں آتے۔ سکھ مرزائی ہیں۔ یہ کیا بکواس ہے کہ مسیح تو آجائے مگر اسلام بجائے ترقی کے تنزل میں چلا جائے۔ روئے زمین پر اس وقت خدا ہی جانے کتنی آبادی ہے۔ ان میں دو بڑی قومیں عیسائی اور مسلمان ہیں۔ جس کی تعداد ڈیڑھ ارب کے قریب ہے۔ ایمان سے کہو تم انہیں مسلمان سمجھتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں تم مسلمان کے بچے کو بھی کافر سمجھتے ہو اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا حرام قرار دیتے ہو۔ رہ سہ کہ مسیح ناکام کی آمد کے ٹھہر ۵۰ ہزار نفوس مرزائی ہیں جو غلبہ تو کیا آٹے میں نمک بھی نہیں اور ان میں بھی دو جماعتیں ہیں۔ جن میں روز جوت پیزار ہوتی ہے۔ کیا یہی صور پھونک کر قوموں کو اسلام پر جمع کیا گیا۔ شرم کرو اور سوچو۔ اب آپ کے سامنے ایک اور تریاق جدید پیش کیا جاتا ہے جو یقیناً تمہاری رہی سہی موہوم امید کو بھی توڑ دے اور شاید تمہیں سعید بنادے۔

”ولما ضرب ابن مريم مثلاً اذا قومك منه يصدون . وقالوا الهتنا خيرام هو ما ضربوه لك الا جدلا بل هم قوم خصمون . ان هو الا عبد انعمنا عليه وجعلناه مثلاً لبنی اسراآئیل . ولو نشاء لجعلنا منكم ملئكة فی الارض یخلفون . وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون هذا صراط مستقیم . ولا یصدنکم الشیطن انه لکم عدو مبین (الزخرف: ۵)“ اور جب بیان کیا گیا بیٹا مریم کا مثال ناگہاں قوم تیری اس سے تالیاں بجاتے ہیں اور کہتے ہیں معبود ہمارے بہتر یا وہ نہیں بیان کرتے اس کو واسطے تیرے یہ بات مگر جھگڑنے کو بلکہ وہ قوم ہیں جھگڑالو نہیں وہ مگر ایک بندہ کہ انعام کیا ہے ہم نے اوپر اس کے اور کیا ہم نے اس کو نمونہ واسطے بنی اسرائیل کے اور اگر چاہے ہم البتہ کرتے ہم تم سے فرشتے کہ بیچ زمین کے جائے نشین ہوتے اور تحقیق البتہ وہ علامت قیامت کی

بروئے یقین  
ہست لعین

(نزل المسح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)  
کی طرح ہوں اور قریب ہے میرے ہاتھ پر

یک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو  
میرے پر نازل ہوا۔ یقینی اور قطعی ہے اور  
کہہ کر سکتا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر  
کہ خدا کی کتاب پر۔“

(تجلیات الہیہ ص ۳۰، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۲)  
تے تیز نہیں رہتی اور ذرا انتظام میں خلل

جمع دوران سر قدیم سے شامل حال ہیں۔  
المسح ص ۲۰۹، سل سیرۃ الہدی) دوران سر  
سم خمس (حقیقت الہی ص ۲۳۲) درد گردہ  
بول (اعجاز احمدی ص ۷) حافظ خراب (نیم  
ص ۶) لینے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا  
ان ج ۱۵ ص ۲۰۳) اور ان کے علاوہ اور  
نیں تو میرا قصور تھوڑا ہے۔ سائل یہ سن کر  
نیال کرتا ہوا چلا گیا۔ فقیر کو بھی افسوس ہوا  
سآمت ”وان من اهل الكتاب الا  
ما ہے کہ جناب مسیح نے اب تک موت کا  
ن ہیں۔ مومن نہیں ہوئے اور جب وہ  
ساری لوائے عمری میں آجائیں گے۔  
تے ہیں۔

ہے۔ پس مت شک لاؤ ساتھ اس کے اور بیرونی کرو میری، یہ ہے راہ سیدھی اور نہ بند کرے تم کو شیطان تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر۔ ﴿

خیر القرون یعنی زمانہ خیر الانام ﷺ میں تین قومیں عرب میں آباد تھیں۔ عیسائی، موسائی اور بت پرست، نصاریٰ نے تو مسیح علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتے ہوئے اس کی پرستش شروع کر رکھی تھی اور یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا قرار دے چکے تھے اور انبیاء کے پے درپے قتل و تکذیب کے باعث خدا کے زیر عتاب تھے اور باقی رہے بت پرست۔ سوان کی بات ہی نہ پوچھئے۔ ہر روز پھر تراشتے اور ان کے سامنے جین نیاز کو جھکاتے۔ یہی ان کے خدا تھے اور یہی معبود۔

ایسا ہی تمام جہاں کفر کی تاریکیوں سے گھرا پڑا تھا۔ کہیں چاند اور سورج معبود تھے تو کہیں آتش معبود تھی کوئی سانپوں کی پرستش کرتا تو کوئی درختوں کو پوجتا تھا۔ غرضیکہ خالص توحید کا نام لیوا، ساری خدائی میں کوئی ڈھونڈے سے بھی نہ ملتا تھا۔ چچا حالی کیا خوب کہہ گئے۔

کہیں آگ جیتی تھی وہاں بے محابا  
کہیں تھا کو اکب پرستی کا چرچا  
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا  
بتوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا  
کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی  
طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

اللہ اللہ! وہ خیر و برکت کا بہترین زمانہ جب خدائے رحمان اپنی عاجز مخلوق پر رحمانیت کے گوہر برسا رہا تھا اور اس کا فیض عام زمانہ بھر کے لئے جاری اور ساری تھا۔ آہ عرب کا وہ یتیم بچہ جو افق عالم پر چاند سے زیادہ منور ہو کر چکا اور اپنی بے پناہ کرنوں سے کفر کی سیاہ تاریکیوں کو مار مار کر بھگا رہا تھا۔ جہاں ہم بد نصیبوں کی قسمت چمک رہی تھی۔ وہاں انبیائے سابقین کی عصمت و عفت بھی جگمگا رہی تھی اور یوں سمجھئے کہ عرب کا چاند دولہا تھا اور مرسلین ستاروں کی طرح ساتھ ساتھ براتی تھے۔ جہاں اس کی تابانی منور و مسرور کر رہی تھی۔ وہاں ستاروں کی ضوفشانی بھی نکاہوں کو خیرہ و سرور بخش تھی۔ انبیائے سابقین پہ جو جواہر اہم و الزام امتوں کی کم نعتی و نامرادی کی وجہ سے عائد کئے گئے تھے۔ ان ایک ایک کی تردید قرآن صامت نے کی اور قرآن مطلق نے مثالیں دے دے کر کھول کھول کر بیان فرمائی۔ مثال کے طور پر یہود و نصاریٰ میں باہمی نزاع یہ

تھی۔ یہود کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ کی موت مار دیا اور نصاریٰ کا یہ ایمان بھوکا پیاسا مارا۔ مگر وہ تین دن تک مر یہ صرف اس لئے ہوا کہ وہ ہم گناہگار پھانسی چڑھا اور وہ خدا کا اکلوتا بیٹا۔ میں اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی اس کو زندہ آسمان پر ایک وقت معیت حکمت والا ہے۔ اور نیز وہ خدا کا بیٹا اب اس آیت کریمہ میں مولا کریم مرزا بنو! کیوں تمہاری شامتیں آئی مسیح کی تو بین دہانت کرتے ہو۔ لہذا نواز گیا ہے اور طرح طرح کے اس سے ایک نشانی ہے اور اس میں قطعاً آنے کا ایک نشان ہے۔ حضور ﷺ کرتے ہوئے مسیح کے نزول پر ایمان اس صحیح لائن سے نہ پھیروے اور تمہارے رہو کہ وہ تمہارا سرخ دشمن ہے اور مغرب زبان فیض ترجمان نے جب اس آجہنم کا اعلان فرمایا یعنی تم اور جہنم کا ایندھن ہیں تو کفار عرب۔ نصاریٰ مسیح کی پرستش یا جتا بہ صدیقہ تردید فرماتے ہوئے یہ آیت کریمہ ہے۔ یعنی اس سے قبل تمام بہتانہ بغلیں جھانکتے ہیں۔ مشرکین عرب کوئی کام ان کی بلا اجازت کرنا

تھی۔ یہود کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل پالصلیب کر دیا۔ اس لئے کہ وہ جھوٹا نبی تھا اور موسیٰ کلیم اللہ کے بعد کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرے۔ اس لئے ہم نے اس کو ذلت کی موت مار دیا اور نصاریٰ کا یہ ایمان تھا کہ بے شک یہود نے مسیح کو مصلوب کیا اور ہڈیاں توڑ کر بھوکا پیاسا مارا۔ مگر وہ تین دن تک مر رہے کے بعد قبر میں سے پھر جی اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا اور یہ صرف اس لئے ہوا کہ وہ ہم گناہگاروں کے لئے کفارہ ہوا اور ہماری معصیت دھونے کے لئے پھانسی چڑھا اور وہ خدا کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اس لئے ہم اس کی پرستش کرتے ہیں۔ چنانچہ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی کہ مسیح کونہ کسی نے قتل کیا نہ ہی صلیب دیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ آسمان پر ایک وقت معین کے لئے اٹھالیا۔ اس لئے کہ وہ اپنی بادشاہی میں بڑا ہی حکمت والا ہے۔ اور نیز وہ خدا کا بیٹا نہیں بلکہ اس کی مخلوق میں ایک چنا ہوا مرتبے والا بندہ ہے۔ اب اس آیت کریمہ میں مولا کریم مسیح، کے نزول کی خوشخبری دے رہے ہیں کہ او یہود یو اور مرزا یو! کیوں تمہاری شامتیں آئی ہیں۔ جو زبان طعن دراز کرتے ہوئے طرح طرح سے جناب مسیح کی توہین دہانت کرتے ہو۔ لاریب وہ تو ہمارا ایک نیک بندہ ہے جو ہماری نوازشات سے نوازا گیا ہے اور طرح طرح کے اس پر انعام و اکرام کئے گئے ہیں اور وہ تو قیامت کی علامات میں سے ایک نشانی ہے اور اس میں قطعاً شک لانے کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ یعنی یقیناً وہ قیامت کے آنے کا ایک نشان ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا اس پر ایمان ہے اور تم بھی میری پیروی کرتے ہوئے مسیح کے نزول پر ایمان لاؤ۔ بے شک یہی سید ہمارا ستہ ہے اور خبردار شیطان تمہیں اس صحیح لائن سے نہ پھیرے اور تمہارے دل میں کوئی دوسرے یا خیال فاسد نہ ڈال دے۔ ہوشیار رہو کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور مفسرین نے شان نزول اس آیت کریمہ کا اکثر یہ بیان کیا ہے کہ زبان فیض ترجمان نے جب اس آیت کریمہ ”ان انکم وما تعبدون من دون اللہ حسب جہنم“ کا اعلان فرمایا یعنی تم اور تمہارے معبود باطل جن کے بودے سہارے پر اترا رہے ہو۔ جہنم کا ایندھن ہیں تو کفار عرب اسے بتوں کی توہین کے ساتھ ساتھ مسیح کی توہین بھی سمجھے۔ کیونکہ نصاریٰ مسیح کی پرستش یا جتا بہ صدیقہ کی پرستش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مردود خیال کی تردید فرماتے ہوئے یہ آیت کریمہ جو زیر بحث ہے اتاری۔ اصل میں یہ آیت بطور فیصلہ کے ہے۔ یعنی اس سے قبل تمام بہتائیات کی سلسلہ وار تردید ہو چکی اور اسی تردید کی وجہ سے کفار عرب بغلیں جھانکتے ہیں۔ مشرکین عرب اپنے ان تراشیدہ معبودوں سے اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ وہ کوئی کام ان کی بلا اجازت کرنا گویا کہ معبودوں کی غیرت کو غضب میں لانے کے مترادف سمجھتے

ہری، یہ ہے راہ سیدھی اور نہ بند کرے تم کو

تین تو میں عرب میں آباد تھیں۔ عیسائی،  
م کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتے ہوئے اس  
نے بیٹا قرار دے چکے تھے اور انبیاء کے پے  
نے اور باقی رہے بت پرست۔ سو ان کی  
انے جہنم نیاز کو جھکاتے۔ یہی ان کے

پڑا تھا۔ کہیں چاند اور سورج معبود تھے تو  
رختوں کو پوجتا تھا۔ غرضیکہ خالص توحید کا  
چچا حالی کیا خوب کہہ گئے۔

واں بے محابا  
تی کا چرچا  
دل سے شیدا  
جا بجا تھا  
تھا صید کوئی  
تھا قید کوئی

بدائے رحمان اپنی عاجز مخلوق پر رحمانیت  
اری اور ساری تھا۔ آہ عرب کا وہ یتیم بچہ  
کروں سے کفر کی سیاہ تاریکیوں کو مار مار  
تھی۔ وہاں انبیائے سابقین کی عصمت  
ہا تھا اور مرسلین ستاروں کی طرح ساتھ  
تھی۔ وہاں ستاروں کی صوفشانی بھی  
ام والزام امتوں کی کم بختی و نامرادی کی  
صامت نے کی اور قرآن مطلق نے  
طور پر یہود و نصاریٰ میں باہمی نزاع یہ

تھے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ چوری وراثتی کرنے سے پیشتر وہ بتوں کے سامنے جاتے اور سجدہ عجز گزارنے کے بعد اس ترکش کو جو بت کے پہلو میں رکھا ہوتا زمین پر اس کے سامنے ڈال دیتے تھے۔ جس میں سے دو تیر نکلتے اور تیروں پر لفظ فعل یا لا تفعل یعنی کریا نہ کر جو پہلے سے کندہ تھا کو دیکھتے۔ یعنی اگر وہ تیر جس پر کرنے کا حکم ہوتا تو وہ یہ سمجھ لیتے کہ ہمارا خدا ہمارے اس فعل پہ خوش ہے اور وہ ہمیں جانے کی اجازت دیتا ہے اور اگر دوسرا تیر جس پر نہ کر لکھا ہوتا سیدھا پڑتا تو وہ یہ سمجھتے کہ بت ناراض ہے۔ اس لئے وہ فوراً واپس لوٹ جاتے۔ ان کے دلوں میں جس قدر بتوں کی عزت اور بڑائی موجود تھی اس سے زیادہ اور کسی کو وہ قابل قدر و منزلت نہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو بتوں کی عظمت کا رہ رہ کر خیال آتا اور وہ بار بار ان کا جناب مسج سے موازنہ کرتے ہوئے یہ قرآنی الفاظ کا اعادہ کرتے۔ ”وقالوا الہتنا خیر ام هو ما ضربوہ لك الا جدلاً“ یعنی یہ کہ معبود ہمارے بہتر یا مسیح نہیں بیان کرتے اس کو واسطے تیرے مگر جھگڑنے کو۔ ﴿

اس سوال کا جواب عقیدت یہ دیتی کہ یقیناً ہمارے بت بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ اکثریت میں ہیں۔ کوئی مینہ برساتا ہے کوئی تجارت میں زیادہ منافع دیتا ہے کوئی ہمارے نخلستان کو خشک ہونے سے بچاتا ہے کوئی اولاد دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ! مگر مسیح جو اقلیت میں ہے بھلا وہ اکیلا ہمارے معبودوں کا کس طرح مقابلہ کر سکتا ہے۔ بس یہ خیال یقین کے مراتب تک پہنچتے ہی ان کے قلوب مطمئن کر دیتا تھا اور وہ جوش میں خوش ہو کر تالیاں بجاتے اور طرح طرح کے بے معنی فضول سوالات کرتے۔ مگر جو یائے حق ہو کر نہیں صرف جھگڑا بڑھانے کو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے محمد ﷺ یہ حقیقت حق کے لئے نہیں محض فضول سروردی اور جہالت کرتے ہیں اور اصل میں یہ قوم مرزائی یا یہودی جھگڑا لوی واقع ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی ایسی بات ہی نہیں بلاشبہ وہ ہمارا نیک اور پیارا بندہ ہے۔ جس پر ہم نے انعام رکھے ہیں۔ یعنی معجزات عطاء کئے ہیں اور جبرائیل سے اس کو تائید دے رکھی ہے اور بلاشبہ وہ خود ہی ایک آیت اللہ ہے۔ یعنی معجزہ ہے اور یہ اس قوم کے لئے معجزہ ہے جو آئے دن قتل انبیاء میں مشاق و دلیر ہے اور فی الحقیقت جناب مسیح کا وجود ہی بنی اسرائیل کے لئے قدرت کردگار کا ایک نمونہ ہے۔ یعنی بدوں مس بشر نفع جبرائیل سے آپ کی پیدائش کا وقوع پذیر ہونا یہ تو تھا۔ اولین کے لئے اور نزول من السماء یہ ہے۔ آخرین کے لئے بہر حال مسیح کی ذات یہود کے لئے ایک قدرت خداوندی کا ایک کامل نمونہ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہود مرزائیوں کی طرح مسیح کے صعود من السماء پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ انسان کا اس جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا محال ہی نہیں غیر ممکن ہے اور اگر بغرض محال وہ آسمان پر چلے بھی

جائیں تو وہ وہاں کیا کھاتے  
کہ کذاب قادیان کی تصریح  
نادانو کیوں تمہاری کم بختی آئی  
جانا اور کھانا پلانا تو کیا اگر ہر  
کھانے پینے سے بے نیاز ہر  
غذا اور دو وظائف ہوگی اور حضہ  
ہو مسیح کا آسمان پر لے جانا  
نشان ہے اور یہ اس لئے کہ  
بعد زبان فیض ترجمان سے  
نزول مسیح پر ایمان رکھو اور قہ  
جائیں گے سو تم بھی ایمان رکھو  
ہے۔ ہاں خبردار ہوشیار رہو اور  
قادیانی دوسرے تمہارے دل میں  
ناظرین کرام اور

صحیح مفہوم سرکار مدینہ کے ارشاد  
(مسند احمد، ابن ماجہ، ابن ماجہ، باب خروج الہ  
رسول کریم ﷺ کو معراج ہو  
ملاقات ہوئی تو قیامت کے  
سوال کیا تو آپ نے لا علمی  
تھے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام  
باری کے کسی کو نہیں۔ لیکن  
دجال کا ذکر ہوا تو آپ نے کہ  
(در منثور ج ۶ ص ۷۰)  
فرماتے ہیں اس سے مراد جہنم

جائیں تو وہ وہاں کیا کھاتے اور کیا پیتے ہوں گے۔ کیونکہ وہ کوئی فرشتے تو تھوڑے ہی تھے۔ جیسا کہ کذاب قادیان کی تصریحات ہیں تو اس کے جواب میں ارشاد باری ہوتا ہے۔ اوبدگو ہر و اور نادانو کیوں تمہاری کم بختی آئی ہے۔ جو ہماری قدرت و طاقت کو محدود سمجھتے ہو۔ مسیح کا آسمان پر لے جانا اور کھلانا پلانا تو کیا اگر ہم چاہتے تو تم میں سے ہی فرشتے بنا دیتے۔ جو زمین پر رہتے ہوئے کھانے پینے سے بے نیاز ہوتے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ فتنہ دجال کے وقت مؤمنین کی غذا اور دو وظائف ہوگی اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہی انہیں کفایت کرے گی۔ اس کے بعد ارشاد ہوا مسیح کا آسمان پر لے جانا اور قرب قیامت میں زمین پر بھیجنا قیامت کے نشانات میں سے ایک نشان ہے اور یہ اس لئے کہ بنی اسرائیل کا ایک بیشتر حصہ قیامت کے وجود سے منکر ہے۔ اس کے بعد زبان فیض ترجمان سے تاکید کرائی کہ اے غیب پر ایمان لانے والوں! دیکھو خدا کو ماننے والو نزول مسیح پر ایمان رکھو اور قطعاً شک نہ لاؤ۔ میرا بھی اس پر ایمان ہے۔ یعنی وہ ضرور نازل کئے جائیں گے سو تم بھی ایمان رکھو اور میری پیروی کئے جاؤ۔ کیونکہ یہ ہی سیدھی راہ ہے اور یہ ہی حق ہے۔ ہاں خبردار ہوشیار رہو اور شیطان کے فریب سے بچتے رہو اور خدا سے پناہ مانگتے رہو۔ کہیں وہ قادیانی و موسر تمہارے دل میں نہ ڈال دے۔ کیونکہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔

ناظرین کرام اب آپ کی خدمت میں اس آیت کریمہ ”وانہ لعلم للساعة“ کا صحیح مفہوم سرکار مدینہ کے ارشادات گرامی سے پیش کرتے ہیں۔ پس غور سے سنئے:

(مسند احمد، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم و بیہقی، بحوالہ درمنثور) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے (سنن ابن ماجہ ص ۲۹۹، باب خروج المہدی) میں موقوفاً اور مسند امام احمد میں مرفوعاً مروی ہے کہ جس رات رسول کریم ﷺ کو معراج ہوئی۔ اس رات آپ کی حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی تو قیامت کے متعلق تذکرہ ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے لاعلمی فرمائی۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو وہ بھی نہ جانتے تھے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے کہ قیامت کا صحیح علم تو سوائے ذات باری کے کسی کو نہیں۔ لیکن قرب قیامت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کر رکھا ہے۔ اس کے بعد دجال کا ذکر ہوا تو آپ نے کہا کہ میں زمین پر اتروں گا اور اس کو قتل کروں گا۔

(درمنثور ج ۶ ص ۲۰) حضرت ابن عباسؓ ”وانہ لعلم للساعة“ کی تحت میں ارشاد فرماتے ہیں اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے تشریف لانا ہے۔

وہ بتوں کے سامنے جاتے اور سجدہ عجز ہوتا زمین پر اس کے سامنے ڈال دیتے فعل یعنی کرپا نہ کر جو پہلے سے کندہ تھا کو لیتے کہ ہمارا خدا ہمارے اس فعل پہ خوش مر جس پر نہ کر لکھا ہوتا سیدھا پڑتا تو وہ یہ باتے۔ ان کے دلوں میں جس قدر بتوں ل قدر و منزلت نہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے ان کا جناب مسیح سے موازنہ کرتے ہوئے یہ ام ہو ماضربوہ لك الاجدلا“ دواسطے تیرے مگر جھگڑنے کو۔

ارے بت بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ اکثریت فح دیتا ہے کوئی ہمارے نخلستان کو خشک مسیح جو اقلیت میں ہے بھلا وہ اکیلا ہمارے کے مراتب تک پہنچتے ہی ان کے قلوب تے اور طرح طرح کے بے معنی فضول دھانے کو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے رجمہ حالت کرتے ہیں اور اصل میں یہ قوم کیسی بات ہی نہیں بلاشبہ وہ ہمارا نیک اور عطاء کئے ہیں اور جبرائیل سے اس کو ہے۔ یعنی معجزہ ہے اور یہ اس قوم کے لئے رنی الحقیقت جناب مسیح کا وجود ہی بنی بدوں مس بشر نفع جبرائیل سے آپ کی دل من السماء ہے۔ آخرین کے لئے کا ایک کامل نمونہ ہے اور ایسا معلوم ہوتا اعتراض کرتے تھے کہ انسان کا اس جسد اور اگر بفرض محال وہ آسمان پر چلے بھی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ”وانہ لعلم للساعة“ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے وہ نہ مین پر ۴۰ سال رہیں گے حج کریں گے اور عمرہ بھی کریں گے۔

حضرت مجاہدؓ ”وانہ لعلم للساعة“ کی تحت میں ارشاد کرتے ہیں۔ اس آیت سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیامت سے پہلے کی آمد کا ہے۔ (درمنثور ج ۶ ص ۲۰)

حضرت امام حسنؓ فرماتے ہیں ”وانہ لعلم للساعة“ سے مراد نزول عیسیٰ ہے۔

(درمنثور ج ۶ ص ۲۰)

(تفسیر ابن کثیر ج ۷ ص ۲۱۷) اللہ تعالیٰ کے قول ”وانہ لعلم للساعة“ کے متعلق ابن اسحاق کی تفسیر گزرا چکی کہ مراد اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مثل مردوں کے زندہ کرنا۔ کوڑھوں اور برص والوں کو تندرست کرنا اور علاوہ اس کے دیگر امراض سے شفا دینا ہے۔ اس میں اعتراض ہے اور اس سے زیادہ ناقابل قبول وہ ہے جو قتادہؓ نے حسن بصریؓ، سعید ابن جبیرؓ سے بیان کیا ہے کہ انہ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ کیونکہ سیاق و سباق انہیں کے ذکر میں ہے۔ پس مراد اس سے ان کا قیامت سے پہلے نازل ہونا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ”وان من اهل الكتاب الا ليقومن به قبل موته“ فرمایا ہے۔ یعنی عیسیٰ کی موت سے پہلے اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا، اور ان معنوں کی دوسری قرأت تائید کرتی ہے جو یہ ہے۔ ”وانہ لعلم للساعة“ یعنی عیسیٰ نشانی ہے اور دلیل ہے قیامت کے واقع ہونے پر۔ مجاہدؓ کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قیامت کی نشانی ہے۔ اسی طرح ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابو عالیہؓ، ابو مالکؓ، عکرمہؓ، حسنؓ، قتادہؓ، ضحاکؓ وغیرہم بزرگان دین سے روایت ہے۔ حدیثیں رسول کریم ﷺ سے حد تو اتر تک پہنچ چکی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام، عادل، حاکم اور منصف کی حالت میں نازل ہونے کی خبر دی ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۷ ص ۲۲۲) ”وانہ لعلم للساعة“ کے ذریعہ تحت ارشاد ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت معلوم کرنے کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ اب عباسؓ نے اس کو لعلم للساعة پڑھا ہے۔ جس کے معنی نشانی کے ہیں اور حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ ارض مقدس میں افتخ کے مقام پر نازل ہوں گے۔ ان کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا اور اس سے دجال کو قتل کریں گے۔ پس وہ بیت المقدس میں آئیں گے۔ دریاں حلیکہ لوگ صبح کو نماز میں ہوں گے اور امام ان کو نماز پڑھا رہا ہوگا۔ پس وہ پیچھے ہٹیں گے۔ پس عیسیٰ ان کو آگے کر دیں گے اور ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ اسلامی طریقہ سے۔

(لسان العرب ج ۱)  
ہے۔ ”انہ لعلم للساعة“  
لعلم للساعة بھی پڑھا۔  
ایسا نشان ہے جو قیامت کے  
(روح المعانی ج ۵)

خدمت میں ہم صاحب روز  
انہوں نے انہ کی ضمیر کے متعلق  
میں جامع ہوگا۔ وہ فرماتے  
کرنے کے بعد صاحب روز  
کو ثابت کیا ہے جو اس کتاب  
آخر میں صاحب  
ہے ان کا بدیں الفاظ ذکر کیا  
مناسبتہ ذلك للساعة  
ہے ایک تو پہلے قرآن کا ذکر  
اسی طرح آگے  
البعء مافیہ“ یعنی  
اشکال ہے جو قرآن میں ہے  
اور ایسا ہی دجا  
لاہوری جو مرزا آنجمانی کا  
طرف پھرتی ہے اور مثلاً یہ آ  
فقیر کے خیال:

رہا ہے کہ کوئی چیز آسمان سے  
رات کو آئی تو اس سے اندھ  
وسباق میں مسیح علیہ السلام کا ذکر  
پھرے گی۔ جس کی طرف  
کی طرف پھریں اور ماخن فی



(لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۱۳) قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں آیا ہے۔ ”انہ لعلم للساعة“ اور یہ اکثر قاریوں کی قرأت ہے اور ان میں سے بعض نے اس کو لعلم للساعة بھی پڑھا ہے جس کے معنی ہیں عیسیٰ کا ظہور اور ان کا نازل ہونا۔ زمین کی طرف یہ ایسا نشان ہے جو قیامت کے نزدیک ہونے پر دلالت کرے گا۔

(روح المعانی ج ۲۵ ص ۸۸، زیر آیت وانہ لعلم للساعة) ناظرین کرام! اب آپ کی خدمت میں ہم صاحب روح المعانی علامہ آلوسی خاتم المفسرین التونی ۱۲۷۰ھ کا ناطق فیصلہ جو انہوں نے انہ کی ضمیر کے متعلق فرمایا پیش کرتے ہیں۔ گو یہ اختصاراً ہوگا۔ مگر پھر بھی اپنے موضوع میں جامع ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ”انہ کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس مرجع کے ذکر کرنے کے بعد صاحب روح المعانی نے نہایت بسط و شرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو ثابت کیا ہے جو اس کتاب میں انفراداً مذکور ہے۔“

آخر میں صاحب موصوف نے جن لوگوں نے وہ کا مرجع قرآن یا نبی کریم ﷺ بیان کیا ہے ان کا بدیں الفاظ ذکر کیا ہے۔ ”وضعف بانہ لم یجزل للقرآن ذکر ہذا مع عدم مناسبتہ ذلک للسياق“ یعنی جن لوگوں نے وہ کا مرجع قرآن بیان کیا ہے دو وجہ سے ضعیف ہے ایک تو پہلے قرآن کا ذکر نہیں دوسرے سیاق کی مناسبت نہیں۔

اسی طرح آگے لکھتے ہیں۔ ”وقال فرقة يعود علی النبی ﷺ وفيہ من البعد ما فیہ“ یعنی بعض فرقہ نے وہ کا مرجع نبی کریم ﷺ بیان کیا ہے۔ مگر اس میں بھی وہی اشکال ہے جو قرآن میں ہے۔

اور ایسا ہی دجال قادیان اور اس کی ذریت مغالطے دیتی ہے۔ مثلاً پادری محمد علی لاہوری جو مرزا انجمانی کا روحانی بیٹا ہے۔ اپنی بیان القرآن میں لکھتا ہے کہ، ”لی ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے اور مثلاً یہ آیت پیش کرتا ہے۔ ”انا انزلناہ“

فقیر کے خیال میں تو آسان جواب یہ ہے کہ یہاں انزلنا کا لفظ سیاق میں یہ ثابت کر رہا ہے کہ کوئی چیز آسمان سے نازل ہو رہی ہے اور سباق فی لیلۃ القدر بتا رہا ہے کہ وہ چیز قدر کی رات کو آئی تو اس سے اندھا بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہ یقیناً قرآن ہے۔ مگر آیت زیر بحث میں سیاق و سباق میں مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اس لئے ”وانہ لعلم للساعة“ کی ضمیر یقیناً اسی طرف پھرے گی۔ جس کی طرف سیاق و سباق کا مضمون پھرتا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ سیاق کی ضمیریں مسیح کی طرف پھریں اور مانحن فیدہ کی ضمیر کسی اور طرف لوٹے اور سیاق پھر مسیح کی طرف راجع ہو یہ عجیب

للساعة“ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ کے اور عمرہ بھی کریں گے۔

میں ارشاد کرتے ہیں۔ اس آیت سے (درمنثور ج ۶ ص ۲۰)

ساعة“ سے مراد نزول عیسیٰ ہے۔

(درمنثور ج ۶ ص ۲۰)

انہ لعلم للساعة“ کے متعلق ابن سلام کے معجزات مثل مردوں کے زندہ کے دیگر امراض سے شفا دینا ہے۔ اس آیت نے حسن بصری، سعید ابن جبیرؓ سے یہ ہے کہ انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ کر میں ہے۔ پس مراد اس سے ان کا نزول من اهل الكتاب الا لیؤمنن اهل کتاب کا ان پر ایمان لانا، اور ان لعلم للساعة“ یعنی عیسیٰ نشانی ہے اور کے معنی ہیں قیامت سے پہلے حضرت ریرہ، ابن عباس، ابو عالیہ، ابو مالکؓ، ہے۔ حدیثیں رسول کریم ﷺ سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام، ہے۔

در تحت ارشاد ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کہاں نے اس کو لعلم للساعة پڑھا ہے۔ امراض مقدس میں افق کے مقام پر نازل کریں گے۔ پس وہ بیت المقدس میں ان کو نماز پڑھا رہا ہوگا۔ پس وہ پیچھے واکریں گے اسلامی طریقہ سے۔

بی تکی منطق ہے جو سراسر جہالت پڑتی ہے۔ ”فافہم وتدبر ولا تکن من الفافلین“  
ناظرین! اب آپ کی خدمت میں دجال اکبر کی تفسیر پیش کی جاتی ہے غور سے سنئے۔  
(ازالہ اوہام ص ۳۲۳، خزائن ج ۳ ص ۳۲۱) پر لکھتے ہیں کہ:

”سوال! سورۃ زخرف میں یہ آیت موجود ہے ”وانہ لعلم للساعة فلا تمترن بها“ یعنی وہ قیامت کے وجود پر نشان ہے۔ سو تم باوجود موجود ہونے نشان کے قیامت کے بارے میں شک مت کرو۔ نشان سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور اس آیت سے ان کا نازل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اما الجواب! ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ اس آیت کو پیش کر کے قیامت کے منکرین کو ملزم کرنا چاہتا ہے کہ تم اس نشان کو دیکھ کر پھر مردوں کے جی اٹھنے میں کیوں شک میں پڑے ہو۔ سو آیت پر غور کر کے ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ آیت تو یہ بتلا رہی ہے کہ وہ نشان مردوں کے جی اٹھنے کا اب موجود ہے اور منکرین کو ملزم کر رہی ہے کہ اب بھی تم کیوں شک کرتے ہو۔ اب ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا اس آیت میں یہ مطلب ہے کہ جب حضرت مسیح آسمان سے آسمان سے نازل ہوں گے تب ان کا آسمان سے نازل ہونا مردوں کے جی اٹھنے کے لئے بطور دلیل یا علامت کے ہوگا۔ تو پھر اس دلیل کے ظہور سے پہلے خدا تعالیٰ لوگوں کو کیوں ملزم کر سکتا ہے۔ کیا اس طرح اتمام حجت ہو سکتا ہے کہ دلیل تو ابھی ظاہر نہیں ہوئی اور کوئی نام و نشان اس کا پیدا نہیں ہوا اور پہلے ہی سے منکرین کو کہا جاتا ہے کہ اب بھی تم کیوں یقین نہیں کرتے۔ کیا ان کی طرف سے یہ عذر صحیح طور پر نہیں ہو سکتا کہ یہ الہی ابھی دلیل یا نشان قیامت کا کہاں ظہور میں آیا۔ جس کی وجہ سے فلا تمترن بہا کی دھمکی ہمیں دی جاتی ہے۔ کیا یہ اتمام حجت کا طریق ہے کہ دلیل تو ابھی پردہ غیب میں ہو اور سمجھا جائے کہ الزام پورا ہو گیا ہے۔ ایسے معنی قرآن شریف کی طرف منسوب کرنا گویا اس کی بلاغت اور پر حکمت بیان پر دھبہ لگانا ہے۔ سچ ہے کہ بعض نے یہی معنی لئے ہیں۔ مگر انہوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ انہ کی ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتا ہے اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ قرآن شریف مردوں کے جی اٹھنے کے لئے نشان ہے۔ کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہو رہے ہیں۔ قبروں میں گلے سڑے ہوئے باہر نکلتے آتے ہیں اور خشک ہڈیوں میں جان پڑتی جاتی ہے۔“

صاحبان! قبل اس کے کہ میں اس عبارت کا جواب دوں۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی نگاہ میں قرآن کریم کی کیا وقعت تھی اور وہ کس طرح شوخ چشمی اور دیدہ دلیری سے

چہ دلا دراست زدے کہ بکف پڑھیں اور خدا را سوچیں کہ آ مدیہ علیہ السلام نے اس کا کیا مطلب ”اذا ذلزلت الانسان مالہا، یومئذ الناس اشتاتا، لیروا مثقال ذرۃ شرا یرہ“ حق تعالیٰ ساری

کے صدے سے کوئی عمارت برابر ہو جائیں گے۔ تاکہ میدان ثانی کے وقت ہوگا۔ یعنی اس وغیرہ سب باہر اگل ڈالے گی جس میں ہمیشہ لڑا کرتے تھے دیکھنے کے بعد یا ان کی روٹ ہو گیا۔ جو اس قدر زور سے۔ بنی آدم نے جو برے بھلے کا شخص نے مجھ پر نماز پڑھی تھی کل کی زبان میں یوں سمجھو ریکارڈ موجود رہتے ہیں۔ قیامت روز آدمی اپنی قبروں سے مبرا گروہ شرایین کا ہوگا۔ ایک ہے کہ لوگ حساب سے فارغ دوزخ کی طرف چلی جائیں تا بدکاروں کو ایک طرح کی رز کے دکھانے سے ان کے شمر اس کے سامنے ہوگا اور حق تو

چہ دلا دراست زدے کہ بکف چراغ دارد بن جایا کرتے تھے۔ مندرجہ ذیل مضمون کو غور سے پڑھیں اور خدا را سوچیں کہ آج سے چوداں سو برس محشر جب اس سورۃ کا نزول ہوا تھا تو سرکارِ مدینہ ﷺ نے اس کا کیا مطلب سمجھا اور آج دجال قادیان کیا کہہ رہا ہے۔

”اذا دزلزلت الارض زلزالها . واخرجت الارض اثقالها . وقال الانسان مالها . يومئذ تحدث اخبارها . بان ربك اوحى لها . يومئذ يصدر الناس اشتاتاً . ليروا اعمالهم . فمن يعمل مثقال ذرة خيراً يره . ومن يعمل مثقال ذرة شراً يره“

حق تعالیٰ ساری زمین کو ایک نہایت سخت اور ہولناک زلزلے سے ہلا ڈالے گا۔ جس کے صدمے سے کوئی عمارت اور کوئی پہاڑ یا درخت زمین پر قائم نہ رہے گا۔ سب نشیب و فراز برابر ہو جائیں گے۔ تاکہ میدان محشر بالکل ہموار اور صاف ہو جائے اور یہ معاملہ قیامت میں نفع ثانی کے وقت ہوگا۔ یعنی اس وقت زمین جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے مثلاً مردے یا سونا چاندی وغیرہ سب باہر اگل ڈالے گی۔ لیکن مال کا کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ سب دیکھ لیں گے کہ آج یہ چیز جس میں ہمیشہ لڑا کرتے تھے کس قدر بیکار ہیں۔ یعنی آدمی زندہ ہونے اور اس زلزلہ کے آثار دیکھنے کے بعد یا ان کی رو میں عین زلزلہ کے وقت حیرت زدہ ہو کر کہیں گی کہ اس زمین کو کیا ہو گیا۔ جو اس قدر زور سے ہلنے لگی اور اپنے اندر کی تمام چیزیں ایک دم باہر نکال پھینکیں۔ یعنی بنی آدم نے جو برے بھلے کام اس کے اوپر کئے تھے۔ سب ظاہر کر دے گی۔ مثلاً کہے گی فلاں شخص نے مجھ پر نماز پڑھی تھی۔ فلاں نے چوری کی تھی۔ فلاں نے خون ناحق کیا تھا وغیرہ گویا آج کل کی زبان میں یوں سمجھو کہ جس قدر اعمال زمین پر کئے جاتے ہیں زمین میں ان سب کے ریکارڈ موجود رہتے ہیں۔ قیامت کو وہ پروردگار کے حکم سے کھول دیئے جائیں گے۔ یعنی اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہوں گے۔ ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا۔ ایک زانیوں کا ایک خالموں اور ایک چوروں کا وعلیٰ ہذا القیاس یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہو کر جولوٹیں گے تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخی ہو کر جنت اور دوزخ کی طرف چلی جائیں گی۔ یعنی میدان حشر میں ان کے عمل دکھلائے جائیں گے۔ تابداروں کو ایک طرح کی رسوائی اور نیکوکاروں کو ایک قسم کی سرخروئی حاصل ہو یا ممکن ہے اعمال کے دکھلانے سے ان کے شرارت و نتائج کا دکھلانا مراد ہو۔ یعنی ہر ایک کا ذرہ ذرہ عمل بھلا ہو یا برا اس کے سامنے ہوگا اور حق تعالیٰ جو کچھ معاملہ ہر ایک عمل کے متعلق فرمائیں گے وہ بھی آنکھوں

ہم وتندبر ولا تکن من الفافلین“  
جال اکبر کی تفسیر پیش کی جاتی ہے غور سے سنئے۔  
(پر لکھتے ہیں کہ:

وجود ہے“ وانہ لعلم للساعة فلا تمترن  
باوجود موجود ہونے نشان کے قیامت کے بارے  
لی علیہ السلام ہیں جو قیامت کے قریب نازل  
ہوتا ہے۔

آیت کو پیش کر کے قیامت کے منکرین کو طرم کرنا  
قیامت میں کیوں شک میں پڑے ہو۔ سو آیت پر  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کچھ بھی تعلق  
کے جی اٹھنے کا اب موجود ہے اور منکرین کو طرم کر  
ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا اس  
سمان سے آسمان سے نازل ہوں گے تب ان کا  
لئے بطور دلیل یا علامت کے ہوگا۔ تو پھر اس دلیل  
رکتا ہے۔ کیا اس طرح اتمام حجت ہو سکتا ہے کہ  
کا پیدا نہیں ہوا اور پہلے ہی سے منکرین کو کہا جاتا  
کی طرف سے یہ عذر صحیح طور پر نہیں ہو سکتا کہ یہ الہی  
جس کی وجہ سے فلا تمترن بہا کی دھمکی ہمیں دی  
تو ابھی پردہ غیب میں ہوا اور سمجھا جائے کہ الزام  
منسوب کرنا گویا اس کی بلاغت اور پر حکمت بیان  
لئے ہیں۔ مگر انہوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ بلکہ  
صرف پھرتا ہے اور آیت کے یہ معنی ہیں کہ قرآن  
ہے۔ کیونکہ اس سے مردہ دل زندہ ہو رہے ہیں۔  
اور خشک ہڈیوں میں جان پڑتی جاتی ہے۔“

بابت کا جواب دوں۔ میں یہ بتا دیتا چاہتا ہوں کہ  
فی اور وہ کس طرح شوخ چشمی اور دیدہ دلیری سے

سے نظر آئے گا۔ یعنی جو پتھر یا پتھریلی زمین پر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں۔ عرب میں اکثر عادت صبح کے وقت تاخت کرنے کی تھی تاکہ رات کے وقت جانے میں دشمن کو خبر نہ ہو۔ صبح کو دفعۃً جا پڑیں اور رات کو حملہ نہ کرنے میں اظہار شجاعت سمجھتے تھے۔

مندرجہ بالا تفسیر جناب مولانا شبیر احمد عثمانی، شیخ الحدیث والتفسیر دیوبندی کی بیان ہوئی جو جمہور امت کے مطابق ہے۔ اب دجال قادیان کی بھی سنئے:

(ازالہ اوہام ص ۱۱۲، خزائن ج ۳ ص ۱۶۱) ”آئے والے زمانہ کے لئے (یعنی میرے زمانے کے لئے) خدا تعالیٰ سورہ الزلزال میں بشارت دیتا ہے اور اذا زلزلت کے لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب تم یہ نشانیاں دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ لیلۃ القدر اپنے تمام تر زور کے ساتھ پھر ظاہر ہوئی ہے اور کوئی رہائی مصلح خدا تعالیٰ کی طرف سے مع ہدایت پھیلانے والے فرشتوں کے نازل ہو گیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: ”اذا زلزلت الارض زلزالها، واخرجت الارض اثقالها، وقال الانسان مالها، يومئذ تحدث اخبارها، بان ربك اوحى لها، يومئذ يصدر الناس اشتاتا، ليروا اعمالهم، فمن يعمل مثقال ذرۃ خیرا يرہ، ومن يعمل مثقال ذرۃ شرا يرہ“ یعنی ان دنوں کا جب آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی عظیم الشان مصلح آئے گا اور فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ نشان ہے کہ زمین جہاں تک اس کا ہلانا ممکن ہے ہلائی جائے گی۔ یعنی طبیعیات، دلوں اور دماغوں کو غایت درجہ پر حمش دی جائے گی اور خیالات عقلی اور فکری اور سمعی اور بیکھی پورے پورے جوش کے ساتھ حرکت میں آجائیں گے اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو باہر نکال دے گی۔ یعنی انسانوں کے دل اپنی تمام استعدادات مخفیہ کو بے قصہ ظہور لائیں گے اور جو کچھ ان کے اندر علوم و فنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھ عمدہ عمدہ دلی اور دماغی طاقتیں اور لیاقتیں ان میں مخفی ہیں۔ سب کی سب ظاہر ہو جائیں گی اور انسانی قوتوں کا آخری نچوڑ نکل آئے گا اور جو ملکات انسانی کے اندر ہیں یا جو جذبات اس کی فطرت میں مودع ہیں وہ تمام قوت سے میز فصل میں آجائیں گی اور انسانی حواس کی ہر ایک قوت کی چیزیاں اور بشری عقل کی ہر قسم کی باریکیاں نمودار ہو جائیں گی اور تمام دفاعیں اور خزائن علوم مخفیہ و فنون مستودہ کے جو چھپے ہوئے چلے آتے تھے ان پر انسان فتح یاب ہو جائے گا اور اپنی فکری اور عقلی تدبیروں کو ہر ایک باب میں انتہا تک پہنچا دے گا اور انسان کی تمام قوتیں جو نشانہ انسانی میں خمر ہیں۔ صد ہا طرح کی تحریکوں کی وجہ سے حرکت میں آجائیں گی اور فرشتے جو اس لیلۃ القدر میں مرد مصلح کے ساتھ آسمان سے اترے ہوں گے۔ ہر ایک شخص پر اس کی استعداد موافق خارق

عادت اثر ڈالیں گے۔ یعنی نیک نیک محدود ہیں۔ وہ ان فرشتوں پر بیضا دکھائیں گے کہ ایک مرد لوگوں کو کہاں سے ملیں۔ تب اس درجہ کی طاقتیں میری طرف۔ استعداد پر بحسب اس کی حالت دل اور دماغ کام کر رہے ہیں کر رہی ہے۔ سو اس دن ہر فرشتوں کی تحریک سے جوش کریں گی۔ لیکن ایک قسم کا ابا طریقوں میں عجیب قسم کی تدبیر عادت طور پر الہامات اور مکاشفہ شاذ و نادر ہوگی کہ مومن کی خدمت جو کچھ انسان کے نوع میں پوشیدہ ہے خدا تعالیٰ کے فرشتے ان زندگی بسر کرتے تھے ایک گروہ آئے گا۔ تاہر ایک گروہ اپنی لیلۃ القدر کا نشان ہے۔ جس خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھیج دیا بعیسیٰ بن مریم واد القدر کی اب بعد اس کے تم نے پورا نہ ہوئے۔ جو خدا تعالیٰ آناظرین! دل چاہے ایک اور مثال دیتا جاؤں جس قدر تھی اور وہ کن کن الفاظ۔ (ازالہ اوہام ص ۵)

عادت اثر ڈالیں گے۔ یعنی نیک لوگ اپنے نیک خیال میں ترقی کریں گے اور جن کی نگاہیں دنیا تک محدود ہیں۔ وہ ان فرشتوں کی تحریک سے دنیوی عقلوں اور معاشرت کی تدبیروں میں وہ پید بیضا دکھائیں گے کہ ایک مرد عارف متحیر ہو کر اپنے دل میں کہے گا کہ یہ عقلی اور فکری طاقتیں ان لوگوں کو کہاں سے ملیں۔ تب اس روز ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتیں کرے گی کہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقتیں میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک وحی ہے جو ہر ایک استعداد پر بحسب اس کی حالت کے اتر رہی ہے۔ یعنی صاف نظر آئے گا کہ جو کچھ انسانوں کے دل اور دماغ کام کر رہے ہیں یہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ ایک غیبی تحریک ہے کہ ان سے یہ کام کر رہی ہے۔ سو اس دن ہر ایک قسم کی قوتیں جوش میں دکھائی دیں گی۔ دنیا پرستوں کی قوتیں فرشتوں کی تحریک سے جوش آ کر اگرچہ باعث نقصان استعداد کے سچائی کی طرف رخ نہیں کریں گی۔ لیکن ایک قسم کا ابال ان میں پیدا ہو کر اور انجماد افسردگی دور ہو کر اپنی معاشرت کے طریقوں میں عجیب قسم کی تدبیریں اور صنعتیں ایجاد کر لیں گے اور نیکیوں کی قوتیں خارق عادت طور پر الہامات اور مکاشفات کا چشمہ صاف صاف طور پر بہتا نظر آئے گا اور یہ بات شاذ و نادر ہوگی کہ مومن کی محذب جھوٹی لکے تب انسانی قوا کے ظہور بروز کا دائرہ پورا ہو جائے گا اور جو کچھ انسان کے نوع میں پوشیدہ طور پر ودیعت رکھا گیا تھا وہ سب خارج میں جلوہ گر ہو جائے گا۔ تب خدا تعالیٰ کے فرشتے ان تمام راست بازوں کو جو زمین کی چاروں طرف میں پوشیدہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے ایک گروہ کی طرح اکٹھا کر دیں گے اور دنیا پرستوں کا بھی کھلا کھلا ایک گروہ نظر آئے گا۔ تاہر ایک گروہ اپنی کوششوں کے ثمرات کو دیکھ لیں۔ تب آخر ہو جائے گی اور یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے۔ جس کی بناء بھی سے ڈالی گئی ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھیجا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ ”اننت اشد منساسبة بعیسیٰ بن مریم واشبه الناس به خلقاً وخلقاً وزماناً“ مگر یہ تاثرات اس لیلۃ القدر کی اب بعد اس کے کم نہیں ہوں گی۔ بلکہ بالاتصال کام کرتی رہیں گی۔ جب تک وہ سب کچھ پورا نہ ہو لے۔ جو خدا تعالیٰ آسمان پر مقرر کر چکا۔“

ناظرین! دل چاہتا ہے کہ لگے ہاتھ اس یہودی کی قرآنی معارف کی ڈیک مارتا کی ایک اور مثال دیتا جاؤں جس سے ثابت ہوگا کہ قرآن کی عظمت و قدر منزلت اس کے دل میں کس قدر تھی اور وہ کن کن الفاظ سے کیا کیا مطلب لے لیا کرتا تھا۔ پس غور سے سنئے:

(ازالہ اوہام ص ۵۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹) ”یہ فقرہ جو اللہ جل شانہ نے الہام کے طور پر اس

کرا آگ جھاڑتے ہیں۔ عرب میں اکثر وقت جانے میں دشمن کو خبر نہ ہو۔ صبح کو جھٹے تھے۔

الغیہ لیلۃ القدر و یوبندی کی بیان ہوئی سنئے:

لے زمانہ کے لئے (یعنی میرے زمانے) روز ازلزلت کے لفظ سے اس بات کی وہ لیلۃ القدر اپنے تمام تر زور کے ساتھ سے مع ہدایت پھیلانے والے فرشتوں الارض زلزلہا۔ و اخرجت منہا تحذات اخبارها۔ بان ربك روا اعمالهم۔ فمن يعمل مثقال ذرہ۔ یعنی ان دنوں کا جب آخری زمانہ فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ نشان ہے فنی طبیعتوں، دلوں اور دماغوں کو غایت اور بھیگی پورے پورے جوش کے ساتھ نکال دے گی۔ یعنی انسانوں کے دل ان کے اندر علوم و فنون کا ذخیرہ ہے یا جو سب کی سب ظاہر ہو جائیں گی اور فی کے اندر ہیں یا جو جو جذبات اس کی میں گی اور انسانی حواس کی ہر ایک نوح جائیں گی اور تمام دقائق اور خزائن پر انسان فتح یاب ہو جائے گا اور اپنی ہر ایک اور انسان کی تمام قوتیں جو نشانہ انسانی جائیں گی اور فرشتے جو اس لیلۃ القدر فخص پر اس کی استعداد موافق خارق

عاجز کے دل پر القاء کیا ہے کہ ”اننا انزلناه قریباً من القادیان“ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ”اننا انزلنا قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البيضاء“ کیونکہ اس عاجز کی سکونت جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔ منارہ کے پاس پس یہ فقرہ الہام الہی کا کہ ”کان وعدہ اللہ مفعولاً“ اس تاویل سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیش گوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔ اس عبارت تک یہ عاجز پہنچا تھا کہ یہ الہام ہوا۔ ”قل لو کان الامر من عند غیر اللہ لوجدتم فیہ اختلافاً کثیراً قل لوا تتبع اللہ اھواءکم لفسدت السموات والارض ومن فیہن ولبطلت حکمتہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً“ قل لو کان البحر مدد الکلکلمات ربی لسنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مدداً قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وکان اللہ غفوراً رحیماً“

ترجمہ: کہہ دے اے مرزا اگر یہ بات غیر اللہ سے ہوتی تو اس میں بہت اختلاف پائے جاتے۔ کہہ دے اگر اللہ تعالیٰ تمہاری خواہشوں کی تابعداری کرتا تو ضرور آسمان اور زمین اور ان کے رہنے والے فاسد ہو جاتے اور خدا کی حکمت باطل ہو جاتی اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے کہ اے مرزا اگر تم.....

### اردو الہام

پھر اس کے بعد یہ الہام کیا گیا کہ ان علما نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولہے ہیں۔ میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں۔ ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستان میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں۔ جو دنیا سے بھرے ہوئے ہیں۔ (شکر ہے تمہاری طرح دین سے پھرے ہوئے تو نہیں) اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا ہوا تھا اسی روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر پآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ (افسوس اس وقت براہین احمقہ نہ چھپی ہوگی) اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا۔ (اجی حضرت غضب کرتے ہو فقرے نہیں مرزائی قرآن ہے قرآن) ”اننا انزلناه قریباً من القادیان“ (اور بد بختی سے ضلع گورداسپور میں دو قادیان ہیں) تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے کہ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں

حصہ میں شاید نصف کے موقع پر لانسان عدوا مبینا) تب شریف میں درج ہے۔ (لیکن بطور اعزاز کے قرآن شریف میں مجھے دکھایا گیا تھا اور کشف میں پاچکے ہیں۔ قرآن شریف پڑے اب مرنے کے بعد کیا پڑھیں پڑھتے سنا تو اس میں یہ عید تھی کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے شریف میں قادیان پڑھ رہا ہے قدرت اس طرح پر ہمیشہ ظہور فرمے (ازالہ اوہام ص ۷۶)

کہ نبی بے عزت نہیں مگر اب میرے خیال میں ہے کہ یزید مکاریوں میں یہود اسکر یوٹی ہے تو بے وجہ انہیں نہیں دی۔ ا کہ درست نہیں تب اس نے خدا تعالیٰ نے ایک برے کام عند المارة البيضاء من فی هذا المقام“

صرف اتنا عرض کہ پچاس سال پہلے چراگاں بی بی یہ ہیں مرزا قادیان اب آئے مرزا قادیانی کی تفسیر کی ضمیر سچ علیہ السلام کی طرف

”قريباً من القاديان“ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ”انا قی عند المنارة البيضاء“ کیونکہ اس عاجز کی رہ کے پاس پس یہ فقرہ الہام الہی کا کہ ”کان وعدہ لیتق کھا کر یہ پیش گوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔“ قل لو کان الامر من عند غیر اللہ لوجد احواءکم لفسدت السموات والارض ومن بزاً حکیماً قل لو کان البحر مدام الکلمات لات ربی ولو جئنا بمثلہ مدام قل ان کنتم کان اللہ غفوراً رحیماً“

ت غیر اللہ سے ہوتی تو اس میں بہت اختلاف پائے کی تابعداری کرتا تو ضرور آسمان اور زمین اور ان ت باطل ہو جاتی اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے کہ

ان علمائے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور رہے ہیں۔ ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں (شکر ہے تمہاری طرح دین سے پھرے ہوئے تو الہام مذکورہ بالا ہوا تھا اسی روز کشفی طور پر میں نے قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف یہ نہ چھپی ہوگی) اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان قرے نہیں مرزائی قرآن ہے قرآن) ”انا سے ضلع گورداسپور میں دو قادیان ہیں) تو میں نے شریف میں لکھا ہوا ہے کہ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں

حصہ میں شاید نصف کے موقع پر یہ الہامی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ (ان الشیطان کان لانسان عدوا مبیناً) تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ (ولیکن بطور استعارہ شیطان لکھا ہے) اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام بطور اعزاز کے قرآن شریف میں درج ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے مجھے دکھایا گیا تھا اور کشف میں جو میں نے اپنے بھائی صاحب مرحوم کو جو کئی سال سے وفات پا چکے ہیں۔ قرآن شریف پڑھتے دیکھا۔ (زندگی میں تو بیچارے کو ایک لفظ پڑھنا نصیب نہ ہوا اب مرنے کے بعد کیا پڑھیں گے) اور اس الہامی آیت کو ان کی زبان سے قرآن شریف میں پڑھتے سنا تو اس میں یہ ہمید غنی ہے۔ جو کو خدا تعالیٰ نے میرے پرکھول دیا کہ ان کے نام سے اس کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق ہے۔ یعنی ان کے نام میں جو قادر کا لفظ آتا ہے اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قادر مطلق کا کام ہے۔ (یعنی خدا غلام قادر کی شکل میں قرآن شریف میں قادیان پڑھ رہا ہے۔ معاذ اللہ!) اس لئے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے اس کے عجائبات قدرت اس طرح پر ہمیشہ ظہور فرما ہوتے ہیں۔“

(ازالہ ابہام ص ۶، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰) ”میرے روحانی بھائی مسیح کا قول مجھے یاد آتا ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں سچ کہتا ہوں کہ اگرچہ لوگ امام حسین کا وقت پاتے تو میرے خیال میں ہے کہ یزید اور شر سے پہلے ان کا قدم ہوتا اور اگر مسیح کے زمانے کو دیکھتے تو اپنی مکاریوں میں یہود اور سکریوطی کو پیچھے ڈال دیتے۔ خدا تعالیٰ نے جو ان کو یزیدیوں سے مناسبت دی ہے تو بے وجہ انہیں نہیں دی۔ اس نے ان کے دلوں کو دیکھا کہ سیدھے نہیں ان کے چلن پر نظر ڈال کہ درست نہیں تب اس نے مجھے کہا کہ لوگ یزیدی الطبع ہیں اور یہ قصبہ دمشق سے مشابہ ہے۔ (سو خدا تعالیٰ نے ایک برے کام کے لئے اس دمشق میں رئیس قادیان کو اتارا۔) ”بطرف شرقی عند المارة البيضاء من المسجد الذی من دخله کان امنا فتبارک الذی انزلنی فی هذا المقام“

صرف اتنا عرض کر دوں کہ منارہ ۵۰ سال بعد بنا اور علی ہذا القیاس مسجد اور مرزا قادیانی پچاس سال پہلے چراگاں بی بی کے پیٹ سے نکلے۔ کہوں یا اترے۔

یہ ہیں مرزا قادیانی کی ایمانداریاں۔ جن پر قرآنی معارف کی ڈیک ماری جاتی ہے۔ اب آئیے مرزا قادیانی کی تفسیر پر تنقید کریں۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آیت وانه العلم للساعة میں ہ کی ضمیر مسیح علیہ السلام کی طرف نہیں بلکہ قرآن کریم کی طرف پھرتی ہے اور کلام مجید مردوں کے جی



اٹھنے یعنی قیامت کی نشانی ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ آیت فلا تمترن بہا یعنی دلیل تو پردہ غیب میں ہے اور پہلے ہی سے کہا جاتا ہے کہ تم اس میں شک نہ کرو۔ یعنی مسیح علیہ السلام کا نزول تو ابھی ہوا ہی نہیں پھر نزول سے پہلے شک کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس لئے ان دو باتوں کا جواب ہم نے دینا ہے۔ ایک یہ کہ وہ کی ضمیر مسیح علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور دوسرا قبل از نزول مسیح کیوں کہا گیا ہے کہ شک نہ کرو۔ فقیر کے خیال میں ان نیم یہودیوں کو باہر کی مثالیں یا جھوٹ کا رگڑنا بت نہ ہوں گی اور یہ جھگڑا لو قوم کبھی نہ مانے گی۔ اس لئے مرزا قادیانی کے بیاض خاص سے ان دونوں کا جواب دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ کسی طرح یہ اپنے آپ کو پہچان لیں اور ہدایت پاویں۔

..... (اعجاز احمدی ص ۲۱، خزائن ج ۹ ص ۱۳۰) ”قرآن شریف میں ہے ”انہ لعلم للساعة“ یعنی اے یہودیو عیسیٰ کے ساتھ تمہیں قیامت کا پتہ لگ جائے گا۔“ کیوں صاحب یہ وہ کی ضمیر مسیح کی طرف پھرتی ہے یا قرآن کی طرف تسلی نہ ہو تو اور سن لو۔ (حملۃ البشری ص ۹۰، خزائن ج ۷ ص ۳۱۶) ”یعنی ایک فرقہ یہود کا قیامت کے وجود سے منکر تھا۔ خدا نے بعض انبیاء کی زبانی ان کو خبر دی کہ تمہاری قوم میں ایک لڑکا بلا باپ پیدا ہوگا۔ یہ قیامت کے وجود پر ایک نشانی ہے۔“

مرزا نیو! جھنجلا کر جلدی سے کہیں یہ نہ کہہ دینا کہ اس کے مصداق مرزا قادیانی ہیں۔ کیونکہ ان کا بھی کوئی باپ نہ تھا۔ (یعنی روحانی باپ) جیسا کہ انہوں نے اس کے متعلق بہت کچھ کہا ہے۔ بہر حال صاف طور پر یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ کی ضمیر مسیح موعود کی طرف ہے قرآن کی طرف نہیں اور یہ بھی کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن قیامت کی نشانی ہو اور نشانی ہزاروں برس پیشتر آوے اور وقوع کا نام و نشان نہ ہو۔ نشان تو اس کو کہا جاتا ہے جہاں سے وقوع نظر آنے لگے۔ مثلاً جناب مسیح کا آسمان سے اترنا یہود و نصاریٰ اور مسلمان تینوں قوموں کے لئے ایک ایسا نمونہ ہے جس کی نظیر ہی نہیں۔ کیونکہ سطحی طور پر ان تینوں قوموں کا اس سے گہر تعلق ہے۔ یہود سمجھتے ہیں کہ مسیح قتل و مصلوب ہوا۔ نصاریٰ اور اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ وہ قرب قیامت میں آسمان سے اتریں گے۔ اب کہتے کہ یہ تینوں قومیں جن میں سے وقوع قبل ہی یہ ایمان رکھتی ہیں کہ مسیح قیامت کی ایک نشانی ہے۔ ان پر ایمان لائیں گی یا نہیں۔ یقیناً نزول مسیح کے وقت جب ویکلم الناس فی المہد وکھلا یعنی ادھیڑ عمر میں جب جناب مسیح وہ وعدہ ربانی کے مطابق جب کلام فرمائیں گے تو تمام قادیانی دوسرے اور رنگ دور ہو جائیں گے۔ اس وقت تمام قومیں یتیم مکہ کے دامن شفقت میں آجائیں گی۔ بخدا جس کے سوا اور کہیں پناہ نہ ملے گی۔

اب دوسرے اعتراض  
بڑھاپے میں عشق کا بھوت سر  
بیگم نام اپنے عزیزوں میں تھی  
کرے مرزا احمد بیگ کے مسلہ  
طرح کے چٹکنڈوں سے انہیں  
کے بیٹھے محمد بیگ کو پولیس میں  
خوشامدیں ہوئیں۔ قاصد بھیجے  
قادیان کا نکاح خود اپنے ہاتھ  
اس الہام پر سرکار مدینہ کی ایک  
سرکار دو عالم نے پہلے ہی میر  
ایک بیان اس کے متعلق دیا جا  
(ازالہ اوہام ص ۹۸)  
معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں  
ہوئی تو اس کے بعد اس عاجز  
بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر صوبہ  
(آتی کیوں نہ عشق نہ شد چہ چہ  
ہے۔ تب میں نے اس پشیمانی  
سکا۔ تب اسی حالت قریب  
المعتدین“ یعنی یہ بات  
کیوں جناب  
اور اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی  
”ان الساء  
یصدنک عنها من لا  
والی ہے۔ خبردار کوئی بے  
مرزا نیو! ایمان  
اتری۔ صرف اس لئے کہ

ہیں کہ آیت فلا تمزن بہا یعنی دلیل تو پر وہ غیب میں نہ کرو۔ یعنی مسیح علیہ السلام کا نزول تو ابھی ہوا ہی ہے۔ اس لئے ان دو باتوں کا جواب ہم نے دینا چاہا ہے اور دوسرا قبل از نزول مسیح کیوں کہا گیا ہے اس کو باہر کی مثالیں یا نبوت کا رگڑا بت نہ ہوں گی قادیانی کے بیاض خاص سے ان دونوں کا جواب پہچان لیں اور ہدایت پاویں۔

ج ۱۹ ص ۱۳۰ ”قرآن شریف میں ہے ”انہ لعلم نیامت کا پتہ لگ جائے گا۔“

بھرتی ہے یا قرآن کی طرف تسلی نہ ہو تو اور سن لو۔  
(۱) ”یعنی ایک فرقہ یہود کا قیامت کے وجود سے کہ تمہاری قوم میں ایک لڑکا بلا باپ پیدا ہوگا۔ یہ

کہہ دینا کہ اس کے مصداق مرزا قادیانی ہیں۔  
(پ) جیسا کہ انہوں نے اس کے متعلق بہت کچھ ہے کہ وہ کی ضمیر مسیح موعود کی طرف ہے قرآن کی امت کی نشانی ہو اور نشانی ہزاروں برس پیشتر آجاتا ہے جہاں سے وقوع نظر آنے لگے۔ مثلاً مان تینوں قوموں کے لئے ایک ایسا نمونہ ہے کہ اس سے گہرا تعلق ہے۔ یہود سمجھتے ہیں کہ پر متفق ہیں کہ وہ قرب قیامت میں آسمان سے دو تو قبل ہی یہ ایمان رکھتی ہیں کہ مسیح قیامت کی نزول مسیح کے وقت جب ویکلّم الناس فی عدہ ربانی کے مطابق جب کلام فرمائیں گے تو اس وقت تمام قومیں یتیم مکہ کے دامن شفقت کی۔

اب دوسرے اعتراض کا جواب بھی سنئے۔ پیارے مرزا قادیانی کی شامت جو آئی تو بڑھاپے میں عشق کا بھوت سر پر چڑھ بیٹھا۔ چھوٹے بیٹے فضل احمد کے سدھیال میں ایک لڑکی محمدی بیگم نام اپنے عزیزوں میں تھی۔ مرزا قادیانی اس پر حواس کھو بیٹھے۔ اس کے والد اللہ غریق رحمت کرے مرزا احمد بیک کے مسلمان تھے۔ کو غریب تھے مگر ایماندار تھے۔ مرزا قادیانی نے طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے انہیں رام کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ ہزاروں کی زمین کا لالچ دیا۔ ان کے بیٹھے محمد بیک کو پولیس میں اعلیٰ عہدہ دلوانے کی ترغیب دیتے ہوئے پکا پکا وعدہ دیا۔ متیس کیں۔ خوشامدیں ہوئیں۔ قاصد بھیجے، عرضیاں گذاریں۔ الہام سنائے، پیش گوئی کی، اللہ میاں نے رکش قادیان کا نکاح خود اپنے ہاتھ سے آسمان پر باندھ دیا۔ اب کوئی اس کو کسی صورت نہ روک سکے گا۔ اس الہام پر سرکار مدینہ کی ایک حدیث یتزوج ویولد لہ سے دستخط کراتے ہوئے کہا کہ دیکھو سرکار دو عالم نے پہلے ہی میری متعلق اس شادی کی پیش گوئی کر دی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک بیان اس کے متعلق دیا جو نقل کیا جاتا ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) ”اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے۔ پوری نہیں ہوئی تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا یہ پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی۔ (آتی کیوں نہ عشق نہ شد چٹی شد) اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔ ”الحق من دیک فلا تکونن من المعتزین“ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔“

کیوں جناب یہ کیا بات ہے کہ نکاح تو ابھی ہوا ہی نہیں اور شک پہلے ہی کیا جاتا ہے اور اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو سنو۔  
”ان الساعة آتیہ اکادا خفیہا لتجزی کل نفس بما تسعۃ فلا یصدنک عنہا من لا یقمن بها (سورہ طہ)“ یعنی اے موی قیامت بلا شک و شبہ آنے والی ہے۔ خبردار کوئی بے ایمان تجھے اس کے ماننے سے نہ روک دے۔“  
مرزا نبیو! ایمان سے کہو کہ موی علیہ السلام کو قیامت پر ایمان نہ تھا؟ پھر کس لئے یہ آیت اتری۔ صرف اس لئے کہ ایک ہونے والی سچی چیز تائید ہے۔ جس پر ایمان رکھنا فرض ہے۔

### مرزا اینڈ کولمبیٹڈ کی شہادتیں

(اخبار الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۹ء) ”دوستو! یہ آیت ”وانہ لعلم للساعة“ سورہ زخرف میں ہے اور بالاتفاق تمام مفسرین کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے واسطے ہے۔“  
سید محمد احسن امروہی قادیانی!

(اخبار البدر قادیان ۶ اپریل ۱۹۱۱ء) ”وانہ لعلم للساعة کے ہمارے نزدیک تو آسان معنی یہ ہیں کہ وہ مثل مسیح ساعت کا علم ہے۔“  
سید سرور شاہ قادیانی!

کو مثل کی دم گھاس خور ہوئی۔ مگر ضمیر مسیح کی طرف ہی پھری۔ ”فہو المطلوب“  
واذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ قال سبخنک ما یكون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ء ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئی شہید ء ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفرلہم فانک انت العزیز الحکیم“

جب کہے گا اللہ تعالیٰ (دن قیامت) کے اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو۔ جواب دیں گے پاک ہے تو اے معبود برحق کیسے لائق تھا۔ مجھ کو وہ بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہے تو تجھے علم ہوگا تو جانتا ہے میرے دلی بھید کو اور میں نہیں جانتا تیرے دل کی بات کو لاریب تو ہی بھیدوں کا جاننے والا ہے نہیں کہا ہے میں نے ان کو مکر وہی جو تو نے مجھے ارشاد کیا تھا کہ عبادت کرو اس ذات پاک کی جو میرا تمہارا سب کا پالنے والا ہے اور میں ان پر نگہبان تھا جب تک تو فی سے پہلے ان میں رہا۔ جب تو نے مجھے بمعہ روح و جسم اپنی طرف اٹھالیا پھر تو ہی ان کا نگہبان تھا۔ اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے غلام ہیں اور اگر انہیں بخش دے تو تو غالب و حکیم ہے۔

### فوائد از شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ العالی

”پچھلا رکوع حقیقت میں اس رکوع کی تمہید تھی۔ پچھلے رکوع کے ابتداء میں یوم الجمعہ الرسل فرما کر آگاہ کیا گیا تھا کہ قیامت کے دن تمام مرسلین سے ان کی امتوں کے مواجہہ میں علی روس الشہاد سوال و جواب ہوں گے۔ پھر ان میں سے خاص حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ جن کو کروڑوں آدمیوں نے خدائی کا درجہ دے رکھا ہے کہ ان سے بالخصوص اس عقیدہ ہائے باطلہ کی

نسبت دریافت کیا جائے گا۔  
جوان پر اور ان کی والدہ ماجدہ  
اتخذونی ”کیا تو نے  
حضرت مسیح علیہ السلام اس  
میں ارشاد ہوگا۔ ہذا یوم  
یوم یجمع اللہ الرسل  
الوقوع ہونے کی وجہ سے قرآن  
بات کیسے کہہ سکتا تھا۔ آپ  
جائے اور جس کو آپ پیغمبر  
سے نکالے۔ پس آپ کی  
کبھی نہیں کہہ سکتا اور سب  
نہیں ہو سکتی۔ اگر فی الواقعہ  
کہ میں نے خفیہ یا علانیہ  
گندے خیال کا فطور بھی  
و خواطر بھی پوشیدہ نہیں۔  
دے سکتا تھا۔ اس کے ہاں  
ہٹا دیا کہ میرا اور تمہارا سب  
بھی بائبل میں صریح تصویق  
توحید اور عبودیت کی طرف  
کی نگرانی اور خبر گیری کرتا  
کی جو مدت آپ کے علم  
”کما یظہر من م  
اموال کے نگران اور خبر  
السلام کی موت یا دفع  
ورافعک الی ملاحظہ  
فلما توفیتنی

ت "وانه لعلم للساعة" سورة زخرف  
السلام کے دوبارہ آنے کے واسطے ہے۔  
سید محمد احسن امروہی قادیانی!  
لعلم للساعة کے ہمارے نزدیک تو  
سید سرور شاہ قادیانی!  
طرف ہی پھری۔ "فهو المطلوب"  
الناس اتخذوني وامى الهين من  
ماليس لى بحق ان كنت قلته فقد  
ك انك انت علام الغيوب . ما قلت  
ربكم وكنت علمهم شهيداً ما دمت  
م وانت على كل شئى شهيد . ان  
العزیز الحكيم

میں نے یہی کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو کہ مجھے اور  
میں نے معبود برحق کیسے لائق تھا۔ مجھ کو وہ بات  
نے علم ہوگا تو جانتا ہے میرے دلی مجید کو اور  
کا جاننے والا ہے نہیں کہا ہے میں نے ان  
ت پاک کی جو میرا تمہارا سب کا پالنے والا  
میں رہا۔ جب تو نے مجھے بمعہ روح و جسم  
مذہب کرے تو وہ تیرے غلام ہیں اور اگر

حب عثمانی مدظلہ العالی

تھی۔ پچھلے رکوع کے ابتداء میں یوم یحج  
ن سے ان کی امتوں کے مواجہہ میں علی  
ص حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔  
کہ ان سے بالخصوص اس عقیدہ باطلہ کی

نسبت دریافت کیا جائے گا۔ لیکن اول وہ عظیم الشان احسانات اور ممتاز انعامات یاد دلائیں گے۔  
جوان پر اور ان کی والدہ ماجدہ پر فائز ہوئے۔ بعدہ ارشاد ہوگا۔ "أنت قلت للناس  
اتخذوني" کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی خدا کے سوا معبود مانو۔  
حضرت مسیح علیہ السلام اس سوال پر کانپ اٹھیں گے اور وہ عرض کریں گے جو آگے آتا ہے۔ آخر  
میں ارشاد ہوگا۔ هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم هذا کا اشارہ اسی یوم کی طرف ہے جو  
یوم یجمع اللہ الرسل میں مذکور تھا۔ بہر حال یہ سب واقعہ روز قیامت کا ہے۔ جسے متیقن  
الوقوع ہونے کی وجہ سے قرآن وحدیث میں بصیغہ ماضی قال تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی میں ایسی گندی  
بات کیسے کہہ سکتا تھا۔ آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ الوہیت وغیرہ میں کسی کو اس کا شریک کیا  
جائے اور جس کو آپ پیغمبر کا منصب جلیل عطا فرمائیں اس کی یہ شان نہیں کہ کوئی ناحق بات منہ  
سے نکالے۔ پس آپ کی سیو حیثیت اور میری عصمت دونوں کا اقتضاء یہ ہے کہ میں ایسی ناپاک بات  
کبھی نہیں کہہ سکتا اور سب دلائل کو چھوڑ کر آخری بات یہ ہے کہ آپ کے علم محیط سے کوئی چیز باہر  
نہیں ہو سکتی۔ اگر فی الواقعہ میں ایسا کہتا تو آپ کے علم میں ضرور موجود ہوتا۔ آپ خود جانتے ہیں  
کہ میں نے خفیہ یا علانیہ کوئی ایسا حرف منہ سے نہیں نکالا۔ بلکہ میرے دل میں اس طرح کے  
گندے خیال کا فطور بھی نہیں ہوا۔ آپ سے میرے یا کسی کے دل کے چھپے ہوئے ہوں۔ حس  
و خواطر بھی پوشیدہ نہیں۔ میں نے آپ کے حکم سے سرمو تجاووز نہیں کیا۔ اپنی الوہیت کی تعلیم تو کیسے  
دے سکتا تھا۔ اس کے بالمقابل میں نے ان کو صرف حیرت بندگی کی طرف بلایا اور کھول کھول کر  
بتلادیا کہ میرا اور تمہارا سب کا پروردگار وہی ایک خدا ہے۔ جو تمہارا عبادت کے لائق ہے۔ چنانچہ آج  
بھی بائبل میں صریح نصوص اسی مضمون کی بکثرت موجود ہیں۔ نہ صرف یہ کہ میں نے مخلوق کو تیری  
توحید اور عبودیت کی طرف دعوت دی۔ بلکہ جب تک ان کے اندر قیام پذیر رہا ہر ابران کے اموال  
کی نگرانی اور خبر گیری کرتا رہا کہ کوئی عقیدہ یا بے موقعہ خیال قائم نہ کر لیں۔ البتہ ان میں قیام کرنے  
کی جودت آپ کے علم میں مقدر تھی جب وہ پوری کر کے آپ نے مجھ کو ان میں سے اٹھا لیا۔  
"كما يظهر من مادة التوفى ومقابلة مادمت فيهم" تو پھر صرف آپ ہی ان کے  
اموال کے نگران اور خبردار ہو سکتے تھے۔ میں اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح علیہ  
السلام کی موت یا رفع الی السماء وغیرہ کی بحث ال عمران میں زیر فائدہ انسی متوفيك  
ودافعك الی ملاحظہ کیجئے۔ مترجم یعنی حضرت مولا ناقبلہ محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ نے یہاں  
فلما توفيتنى کا جو ترجمہ تو نے مجھ کو اٹھا لیا ہے کیا یہ باعتبار محاورات موت اور رفع الی

السماء دونوں پر صادق آسکتا ہے۔ گویا متنبہ کر دیا کہ نہ لفظ توفی کے لئے موت لازم ہے اور نہ خاص توفی بصورت موت کو مضمون زیر بحث میں کسی قسم کا مدخل ہے۔ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بعض لوگوں کی نسبت میں قیامت کے دن اسی طرح کہوں گا جس طرح بندہ صالح۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ: ”وکننت علیہم شہداً مادامت فیہم فلما توفیتنی کننت انت الرقیب علیہم“ اس قسم کی تشبیہات سے یہ نکالنا کہ حضور کی اور حضرت مسیح کی توفی بھی ہمہ وجہ یکساں اور ہمرنگ ہونی چاہئے۔ عربیت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ مشرکین مکہ ایک درخت جس کا نام ذات انما تھا پر ہتھیار لٹکایا کرتے تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لئے بھی ذات انما مقرر کر دیجئے۔ جیسا کہ ان کے یہاں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہذا کما قال قوم موسیٰ اجعل لنا الہا کما لہم آلہة“ تو ایسا ہوا جیسے موسیٰ کی قوم نے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے بھی ایسا معبود تجویز کرو۔ جیسا ان بت پرستوں کا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس تشبیہ کو سن کر یہ گمان کر سکتا ہے کہ صحابہ نے معاذ اللہ بت پرستی کی درخواست کی تھی۔ اس طرح کی تشبیہات سے نصوص محکمہ اور اجماع امت کے مخالف عقائد پر تمسک کرنا صرف قادیانی جماعت کا حصہ ہو سکتا ہے۔ جن کی نسبت یہ ارشاد ہوا۔ ”فاما الذین فی قلوبہم ذیغ فیتبعون ماتشابہ منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله“ اس کے بعد مسیح علیہ السلام عرض کریں گے۔ مولا آپ اپنے بندوں پر ظلم اور بیچاری نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اگر ان کو سزا دیں گے تو عین عدل و حکمت پر مبنی ہوگی اور فرض کیجئے معاف کر دیں تو یہ معافی بھی ازراہ عجز و سفہ نہ ہوگی۔ چونکہ آپ عزیز زبردست اور غالب ہیں۔ اس لئے کوئی مجرم آپ کے قبضہ قدرت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا کہ آپ اس پر قابو نہ پاسکیں اور چونکہ حکیم حکمت والے ہیں۔ اس لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ کسی مجرم کو یونہی بے موقع چھوڑ دیں۔ بہر حال جو فیصلہ آپ ان مجرمین کے حق میں کریں گے۔ وہ بالکل حکیمانہ اور قادرانہ ہوگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ کلام چونکہ محشر میں ہوگا۔ جہاں کفار کے حق میں کوئی شفاعت اور استدعا رجم وغیرہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے حضرت مسیح نے عزیز حکیم کی جگہ غفور رحیم وغیرہ صفات کو اختیار نہیں فرمایا۔ برخلاف اس کے ابراہیم خلیل علیہ السلام نے دنیا میں اپنے پروردگار سے عرض کیا تھا۔ ”رب انہن اضللن کثیراً من الناس فمن تبعننی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم“ اے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا تو جو ان میں سے میرا تابع ہو وہ میرا آدمی ہے۔ اور جس نے میری نافرمانی کی تو پھر تو غفور الرحیم ہے۔ یعنی ابھی موقع ہے کہ تو اپنی رحمت سے آئندہ ان کو توبہ اور رجوع الی الحق کی

توفیق دے کر پچھلے گناہوں کو مٹا رہے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بعض لوگوں کی نسبت میں قیامت کے دن اسی طرح کہوں گا جس طرح بندہ صالح۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ: ”وکننت علیہم شہداً مادامت فیہم فلما توفیتنی کننت انت الرقیب علیہم“ اس قسم کی تشبیہات سے یہ نکالنا کہ حضور کی اور حضرت مسیح کی توفی بھی ہمہ وجہ یکساں اور ہمرنگ ہونی چاہئے۔ عربیت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ مشرکین مکہ ایک درخت جس کا نام ذات انما تھا پر ہتھیار لٹکایا کرتے تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لئے بھی ذات انما مقرر کر دیجئے۔ جیسا کہ ان کے یہاں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہذا کما قال قوم موسیٰ اجعل لنا الہا کما لہم آلہة“ تو ایسا ہوا جیسے موسیٰ کی قوم نے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے بھی ایسا معبود تجویز کرو۔ جیسا ان بت پرستوں کا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس تشبیہ کو سن کر یہ گمان کر سکتا ہے کہ صحابہ نے معاذ اللہ بت پرستی کی درخواست کی تھی۔ اس طرح کی تشبیہات سے نصوص محکمہ اور اجماع امت کے مخالف عقائد پر تمسک کرنا صرف قادیانی جماعت کا حصہ ہو سکتا ہے۔ جن کی نسبت یہ ارشاد ہوا۔ ”فاما الذین فی قلوبہم ذیغ فیتبعون ماتشابہ منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله“ اس کے بعد مسیح علیہ السلام عرض کریں گے۔ مولا آپ اپنے بندوں پر ظلم اور بیچاری نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اگر ان کو سزا دیں گے تو عین عدل و حکمت پر مبنی ہوگی اور فرض کیجئے معاف کر دیں تو یہ معافی بھی ازراہ عجز و سفہ نہ ہوگی۔ چونکہ آپ عزیز زبردست اور غالب ہیں۔ اس لئے کوئی مجرم آپ کے قبضہ قدرت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا کہ آپ اس پر قابو نہ پاسکیں اور چونکہ حکیم حکمت والے ہیں۔ اس لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ کسی مجرم کو یونہی بے موقع چھوڑ دیں۔ بہر حال جو فیصلہ آپ ان مجرمین کے حق میں کریں گے۔ وہ بالکل حکیمانہ اور قادرانہ ہوگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ کلام چونکہ محشر میں ہوگا۔ جہاں کفار کے حق میں کوئی شفاعت اور استدعا رجم وغیرہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے حضرت مسیح نے عزیز حکیم کی جگہ غفور رحیم وغیرہ صفات کو اختیار نہیں فرمایا۔ برخلاف اس کے ابراہیم خلیل علیہ السلام نے دنیا میں اپنے پروردگار سے عرض کیا تھا۔ ”رب انہن اضللن کثیراً من الناس فمن تبعننی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم“ اے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا تو جو ان میں سے میرا تابع ہو وہ میرا آدمی ہے۔ اور جس نے میری نافرمانی کی تو پھر تو غفور الرحیم ہے۔ یعنی ابھی موقع ہے کہ تو اپنی رحمت سے آئندہ ان کو توبہ اور رجوع الی الحق کی

نہ کر دیا کہ نہ لفظ توفی کے لئے موت لازم ہے اور نہ  
 کسی قسم کا مدخل ہے۔ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے  
 کے دن اسی طرح کہوں گا جس طرح بندہ صالح۔  
 علیہم شہداً مادامت فیہم فلما توفیتنی  
 ہات سے یہ نکالنا کہ حضور کی اور حضرت مسیح کی توفی  
 عربیہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ مشرکین مکہ ایک  
 رتے تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے  
 کے یہاں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہذا کما قال  
 “تو ایسا ہوا جیسے موسیٰ کی قوم نے درخواست کی تھی  
 ن بت پرستوں کا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس تشبیہ کو  
 بت پرستی کی درخواست کی تھی۔ اس طرح کی  
 لف عقائد پر تمسک کرنا صرف قادیانی جماعت کا  
 ما الذین فی قلوبہم ذبیغ فیتبعون  
 “اس کے بعد مسیح علیہ السلام عرض کریں گے۔  
 اس لئے کہ اگر ان کو سزا دیں گے تو عین عدل  
 معافی بھی ازراہ عجز و سفہ نہ ہوگی۔ چونکہ آپ  
 آپ کے قبضہ قدرت سے نکل کر بھاگ نہیں  
 ت والے ہیں۔ اس لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ کسی  
 آپ ان مجرمین کے حق میں کریں گے۔ وہ  
 م کا یہ کلام چونکہ محشر میں ہوگا۔ جہاں کفار کے  
 قی۔ اس لئے حضرت مسیح نے عزیز حکیم کی جگہ  
 اس کے ابراہیم خلیل علیہ السلام نے دنیا میں  
 ن کثیراً من الناس فمن تبعنی فانه  
 ے پروردگار ان جنوں نے بہت سے آدمیوں کو  
 ہے۔ اور جس نے میری نافرمانی کی تو پھر تو  
 سے آئندہ ان کو توبہ اور رجوع الی الحق کی

توفیق دے کر پچھلے گناہوں کو معاف فرما دے۔ آمد برسر مطلب جو لوگ اعتقاداً قولاً و عملاً سچے  
 رہے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام ان کی سچائی کا پھل آج ملے گا۔ بڑی کامیابی حق تعالیٰ کی  
 رضا ہے اور جنت بھی اس لئے مطلوب ہے کہ وہ نکل رضا الہی ہے۔ یعنی ہر وفادار اور مجرم کے ساتھ  
 وہی معاملہ ہوگا جو ایک شہنشاہ مطلق کی عظمت و جلال کے مناسب ہے۔

ناظرین! اس آیت کریمہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ جناب مسیح کی توفی  
 کے بعد ان کی امت نے غلط عقائد اختیار کئے۔ انہیں خدائی کا جزو قرار دیا اور تثلیث میں خدا کو  
 بانٹ لیا۔ باپ بیٹا اور روح القدس چنانچہ اللہ تعالیٰ جہاں تمام انبیاء سے مختلف سوال کریں گے  
 وہاں جناب عیسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھا جائے گا کہ اے عیسیٰ ”أنت قلت للناس“ کیا تو نے  
 لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بنالو۔ وہ عرض کریں گے مولا! میں ایسی بات کس  
 طرح کہہ سکتا تھا۔ جس کا کہ مجھے حق ہی نہیں اور تو جانتا ہے کہ میں بناوٹ سے نہیں کہتا۔ کیونکہ تو  
 علام الغیوب ہے اور میرے دل کی چھپی باتوں سے آگاہ ہے اور میں تو قاصر ہوں اس بات سے  
 کہ آپ کے سوال کی نوعیت کو بھی سمجھوں۔ میں جب تک ان میں رہا وہی تعلیم دیتا رہا۔ جس کی کہ تو  
 نے مجھے تعلیم فرمائی تھی۔ یعنی بندگی کرو اللہ کی جو میرا اور سب کا معبود ہے۔

”وکننت علیہم شہیداً مادامت فیہم“ یعنی میں ان پر گواہ و نگہبان تھا۔ جب تک  
 ان میں رہا یہ مامت فہم صاف الفاظ میں دوزمانے بیان کرتا ہے۔ یعنی جب تک ان میں رہا تب  
 تک تو ان کے خیالات وہی تھے جو تیری تعلیم کے مطابق تھے اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا اس کے  
 بعد تو ہی ان کا محافظ اور نگہبان ہے۔ ہاں میں دیکھ آیا ہوں جب تو نے مجھے دوبارہ نازل کیا کہ ان  
 کے خیالات ایسے ہی تھے۔ اگر تو انہیں عذاب کرے تو بھی وہ تیرے غلام ہیں تو ہر طرح سے مالک  
 و مختار ہے اور اگر معاف کر دے تو بھی تو ہر طرح سے زبردست اور حکمت والا ہے۔

یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر مسیح کا نزول نہ مانا جائے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مولا  
 کریم ان سے امت کے بگڑنے کی گواہی لیں اور یہ تو مسلمہ بات ہے کہ توفی کے بعد امت بگڑی  
 توفی سے پہلے ان کے خیالات وہی تھے جو مسیح کی تعلیم تھی۔ یہ سارا جھگڑا تو آسمان پر چلے جانے  
 کے بعد پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مسیح کو اس کا قطعاً علم نہیں۔ پھر وہ مسیح سے ایسا سوال  
 کہ بتاؤ تم نے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بنالو کس طرح کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ ضرور  
 کوئی موقع گواہی کے لئے دے گا اور گواہی تب ہی قابل قبول ہے جو عینی شہادت ہو۔ اس آیت  
 سے اور تو اترو فی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ضرور نزول فرمائیں گے۔ جیسا کہ ہم پچھلے باب میں

مفصل کہ آئے ہیں اور جیسا کہ اس کے بعد احادیث مسیح سے انشاء اللہ بھی پیش کیا جائے گا۔  
 قادیانی یہاں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح کو امت کے بگڑنے کا علم آسمان پر دیا جائے  
 گا اور اس دیئے ہوئے علم کی وہ گواہی دیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ اگر انہیں علم دیا جاتا تو  
 وہ یوں نہ کہتے۔ بلکہ جواب الجواب میں وہ عرض کرتے مولاتیرے عطائی علم کے مطابق جیسا کہ تو  
 نے مجھ سے تذکرہ فرمایا تھا یہ درست ہے کہ انہوں نے معبود بتائے۔ مگر آیت زیر بحث میں انہوں  
 نے یہ نہیں کہا بلکہ تعلم مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسک کہا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اس  
 واقعہ کا علم ان کو پہلے دیا جائے گا اور وہ نزول مسیح کا ہی زمانہ ہو سکتا ہے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ یہ علم  
 آسمان پر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ مرزائی تعلیم ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۲، خزائن ج ۵ ص ۲۵۲) ”میرے پر یہ کھفا ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ  
 زہر ناک ہوا جو عیسائی قوم میں پھیل گئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی ہے۔“  
 ”خدا تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا گیا۔ یعنی اس کو  
 آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دی گئی۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۲)

مندرجہ بالا دونوں عبارتیں ہماری مدد و معاون ہیں۔ کیونکہ بہر حال اس شہادت  
 روز حشر کا علم مسیح کو پیشتر دیا جانا چاہئے۔ اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مسیح کو آسمان پر خبر دی گئی  
 اور اس کی سند اپنا کشف بتاتے ہیں جو ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ نہ ہم کو آپ کے کسی کشف پر  
 اعتبار ہے اور نہ ہی کوئی کشف آپ کا سچا ہوا۔ اگر قادیانی امت ۵ روپے فی کشف انعام رکھے  
 تو یہ فقیر مرزا قادیانی کا سو کشف انشاء اللہ جھوٹا ثابت کر سکتا ہے اور مرزا قادیانی کے کشف کی  
 بھی خوب کئی ذیل کا کشف امت کی چند ہیائی ہوئی آنکھوں میں سرمہ ثابت ہوگا۔ دیکھیں کون  
 کون شفا پاتا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ ص ۱۳۱ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۱۷۸) ”ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم  
 کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضا و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے کہ آئندہ زمانوں میں ایسا  
 ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا اور یاد  
 رکھنا چاہئے کہ مکاشفات اور رویا صالح میں ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الہیہ انسان  
 کی شکل میں متمثل ہو کر صاحب کشف کو نظر آ جاتے ہیں اور مجازی طور پر وہ یہی خیال کرتا ہے کہ  
 وہی خداوند قادر مطلق ہے اور یہ امر ارباب کشف شائع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے۔ جس سے  
 کوئی صاحب کشف انکار نہیں کر سکتا۔ غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت مخلیہ کے آگے

ایسی دکھائی دی تھی جو خداوند قادر  
 و قدر پیش کی گئی اور اس نے جو  
 اول اس سرخی کو رئیس قادیان نام  
 اس کتاب پر دستخط کر دیئے اور  
 دیکھا تو کئی قطرے سرخی کے تار  
 ریاست پھیالہ کے رہنے والے  
 تین قطرے ان کی ٹوپی پر پڑے  
 دروغ گور حافظہ نباشد۔

(حقیقت الوحی ص ۵)  
 زیارت ہوئی اور میں نے اپنے  
 واقعات ہونے چاہئے تب میں  
 اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے  
 چمڑکا۔ جیسا کہ جب قلم پر ز  
 دیئے اور میرے پر اس وقت  
 پر فضل و کرم ہے کہ جو کچھ بھی  
 میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت  
 اس کے اوپر غیب سے سرخی  
 کہ سرخی کے قطرے گرنے  
 آ دی اس راز کو نہیں سمجھے گا  
 ہوگا مگر جس کو روحانی امور کا  
 سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ  
 جاری تھے۔ عبد اللہ ایک رو  
 اپنے پاس رکھ لیا جواب تک  
 یہ تو تھے آپ  
 کار و بار نبوت پر کہ آپ ج  
 وقت تک پورے ہوں اور



ایسی دکھائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے۔ اس ذات بچوں و بے چگون کے آگے وہ کتاب قضاء و قدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل میں متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو ریخس قادیان مابدولت کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ پر رہ گیا۔ اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہو گئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرے سرخی کے تازہ تازہ کپڑوں پر پڑے۔ چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے دو یا تین قطرے ان کی ٹوپی پر پڑے۔ پس وہ سرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آ گئی۔“

دروغ گور حافظہ نباشد..... ایک ہی مضمون کے دو متضاد بیان

(حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷) ”ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی ایک پیش گوئیاں لکھیں۔ جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئے تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تاخیر کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا۔ جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آ جاتی ہے تو اس طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا۔ اسی خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل و کرم ہے کہ جو کچھ بھی میں نے چاہا۔ بلا توقف اللہ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اس وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پاؤں دبا رہا تھا کہ اس کے اوپر غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ سرخی کے قطرے گرنے اور قلم جھاڑنے کا ایک وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کہ کیونکر ہوا۔ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ معلوم ہوگا مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اس طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ ایک روایت کا گواہ ہے۔ اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تحریک اپنے پاس رکھ لیا جواب تک اس کے پاس موجود ہے۔“

یہ تو تھے آپ کے مکاشفات اور روایا صادقہ کے نمونہ حیرت آتی ہے۔ آپ کے اس کاروبار نبوت پر کہ آپ جو چاہیں لکھیں اور حکم دیں کہ اس نمونہ کے واقعات ہوں اور فلاں فلاں وقت تک پورے ہوں اور تعمیل کرے۔ اللہ میاں، تلف ہے اس بودی عقل پر اور تین حرف ہیں۔

سے انشاء اللہ ابھی پیش کیا جائے گا۔

امت کے بگڑنے کا علم آسمان پر دیا جائے، ہیں کہ یہ غلط ہے۔ اگر انہیں علم دیا جاتا تو مولا تیرے عطائی علم کے مطابق جیسا کہ تو بود بتائے۔ مگر آیت زیر بحث میں انہوں نے نفی فرمایا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اس مانہ ہو سکتا ہے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ یہ علم

”میرے پر یہ کشف ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ لیلۃ السلام کو اس کی خبر دی گئی ہے۔“

یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا گیا۔ یعنی اس کو (آئینہ کالات اسلام ص ۲۵۴)

ان ہیں۔ کیونکہ بہر حال اس شہادت کہتے ہیں کہ مسیح کو آسمان پر خبر دی گئی۔ کیونکہ نہ ہم کو آپ کے کسی کشف پر امت ۵ روپے فی کشف انعام رکھے سکتا ہے اور مرزا قادیانی کے کشف کی ل میں سرمہ ثابت ہوگا۔ دیکھیں کون

ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم سے لکھے کہ آئندہ زمانوں میں ایسا جمل شانہ کے سامنے پیش کیا اور یاد فی صفات جمالیہ یا جلالیہ الہیہ انسان ہا زنی طور پر وہ بھی خیال کرتا ہے کہ ف و معلوم الحقیقت ہے۔ جس سے جو بعالم کشف قوت مقلد کے آگے

تمہاری پیش گوئیوں پر اور خدا کو تو دیکھو جو سرشتہ دار کے ہر حکم کی بلا چون و چرا تعمیل کرے اور یہ نہ پوچھے کہ تم مجھے حکم دیئے والے کون اور نہ دیکھے کہ مرزا قادیانی کی نگاہ غضب کس کس بد نصیب کے خرم حیات پر بجلی گرائے گی اور کم عقل ایسا کہ قلم کو دوات میں غرق کرے اور جہالت تو ملاحظہ ہو کہ پہلے قلم کو مرزا پر چھڑ کے جو ایک میں کرتہ اور دوسرے میں کرتہ اور ٹوپی دونوں کا ستیاناس کرے اور لطف یہ کہ مرزا قادیانی حجرے میں لیٹے ہوں اور چھت بھی محفوظ ہو پھر کشنی سیاہی کے قطرے اور وہ بھی تازہ بتازہ گرتے نظر آئیں اور آنکھ کھلنے پر موجود ہوں اور رنگ سرخ ہو۔ پھر وہ تیر کا رکھے جائیں اور امت اس کو معجزہ سمجھے بتاؤ ایسی کرامات شیخ چلی کے بیاض میں بھی ملے گی؟

عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا کرہ زہریر و آتشین کے مخالف ہے۔ یہ قطرات کا ستیاناس کرنا تو جائز ہے۔ شرم کرو اور مرزا قادیانی کو سمجھاؤ کہ وہ اب بھی اس کی تردید کسان اللہ نزل من السماء جن کو اب الہام ستاتے ہیں کی معرفت کر دے۔

مرزا قادیانی مر گئے اور عبد اللہ چل بسا۔ مگر وہ کرتہ اور ٹوپی تو موجود ہوگی۔ ہے کوئی مسیح کا جیتا جاگتا لال یا تمام سو گئے۔ جو ہمیں وہ اللہ میاں کی سرخ سیاہی دکھلا دے اور کیما دی ترکیب سے اس کے اجزاء آسمانی ثابت کرے تو اس کے عوض مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد چہرے شاہی انعام میں پاوے۔ یہ تو تھے راستے کے کانٹے۔ انہیں چھوڑ دیجئے اور اصل مضمون کو ملاحظہ کیجئے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اس زہرناک ہوا کی خبر جو نصاریٰ میں پھیل گئی ہے یعنی حثیث پرستی وغیرہ کی خبر۔ مسیح کو آسمان پر دی گئی ہے فقیر کے خیال میں ان الفاظ میں بھی حیات مسیح مضمر ہے۔ کیوں اس لئے کہ اخبار زندوں کے لئے ہوتے ہیں اور مرزا قادیانی کے الفاظ مسیح کو مخاطب کرتے ہیں۔ روح مسیح کو نہیں بتلاتے اور مرزا قادیانی تو یہاں تک قائل ہیں کہ مسیح کو یہ فتنہ مشاہدہ کرایا گیا اور یہ تو ناممکن ہے کہ سات ہزار سال کی مسافت سے کوئی دیکھے لازم ہے کہ ایسی دور دراز جگہ سے ناظر خود آئے اور اگر یہ کہا جائے کہ کیا اللہ کو طاقت نہیں کہ وہ مسیح کو آسمان پر ہی فتنہ دکھا دے تو جواب یہ دینا چاہئے کیا اسے یہ طاقت نہیں کہ مسیح کو زمین پر بھیج کر قصہ زمین بر سر زمین کرادے۔ بہر حال مرزا قادیانی کو یہ مسلم ہے کہ جس چیز کی گواہی مطلوب ہے اس کا علم شہادت سے پہلے دیا جانا لازمی ہے اور یہ علم وہی ہے جسے اسلامی دنیا نزول مسیح سے تعبیر کرتی ہے اور جس کے لئے صداہا احادیث اور تواتر قومی چلا آتا ہے اور مرزا قادیانی کا اس پر بھی ایمان ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسائیوں نے مسیح کی پرستش کو شروع کیا ہے۔ جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں۔

(چشمہ معرفت ص ۲۵۴، خزائن)  
گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش  
اب اگر اس بیان کو سچا قر  
۱۲۰ برس عمر پانا، ایران، افغانستان،  
شہزادہ نبی یوسف آسف نام اختیار کر  
مرنا سب غلط و بکواس ہے۔ کیوں اس  
سے بھاگ کر ان ممالک کی سیاحت  
بگڑنے کا پورا پورا علم ہوتا اور وہ تو بقول  
ممکن ہے کہ جو نیدہ یا بیدہ نہ ہو اور  
بھینروں کی تلاش کرے اور ایک  
مرزا قادیانی کا یہ سرکلر یعنی ابھی انجیل  
پرستش شروع کی گئی۔ صاف ظاہر کر  
جس کا پورا پورا علم مسیح کو مسیح کی زندگی  
ظاہر ہے یہ دونوں عقائد ہی باطل  
کشیر میں دفن ہوئے نہ انہوں نے  
ان کو پورا جا اور نہ ہی انہیں اس کا کچھ  
گیا کہ وہ دیکھو تمہاری امت قادیان  
سے لاکھوں تک پہنچ گئی ہے اور وہ  
فرماتے ہیں مسیح بھی جواب دیں۔  
الرقیب علیہم پھر تو تو ہی ان  
پر زور تقاضہ کرتا ہے کہ اس کا ایفاء  
ہی نہیں سکتے کہ جناب مسیح کو اس  
آسمان پر اٹھالیا اور وہ قرب قیا  
کریں گے۔ ان کے ہاں اولاد  
اور قیامت کو وہ رسول اللہ ﷺ

(چشمہ معرفت ص ۲۵۴، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶) ”انجیل پر ابھی تیس برس پورے نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی۔“

اب اگر اس بیان کو سچا قرار دیا جائے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ تو وہ مسیح کا ۱۲۰ برس عمر پانا، ایران، افغانستان، نیپال، ہندوستان میں مارے مارے پھرنا۔ لائک، بدھ، شہزادہ نبی یوسف آسف نام اختیار کرنا کشمیر میں ۸۷ برس گم نامی میں بسر کرنا اور محلہ خان یار میں مرنا سب غلط و بیکواس ہے۔ کیوں اس لئے کہ اگر وہ ساڑھے تینتیس سالہ زندگی واقعہ قتل و صلیب سے بھاگ کر ان ممالک کی سیاحت کرتے تو لازم ہے۔ اس دراز عرصہ میں انہیں امت کے گزرنے کا پورا پورا علم ہوتا اور وہ تو بقول مرزا مسیح بھڑیوں کی تلاش میں ہی نکلے تھے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو نیدہ یا بیدہ نہ ہو اور پھر ایک مستقل نبی اور صاحب کتاب رسول کامل ۸۷ برس بھیڑوں کی تلاش کرے اور ایک چھوٹی سے چھوٹی امت نہ پیدا کرے۔ یہ ناممکن ہے اور مرزا قادیانی کا یہ سرکلر یعنی ابھی انجیل پر تیس برس نہ گزرے تھے کہ بجائے اللہ کے ایک انسان کی پرستش شروع کی گئی۔ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ان کی زندگی میں ہی تثلیث پرستی شروع ہو گئی تھی۔ جس کا پورا پورا علم مسیح کو مسیح کی زندگی میں تھا۔ پھر آسمان پر مسیح کو اطلاع دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ ظاہر ہے یہ دونوں عقائد ہی باطل اور بودے ہیں۔ نہ مسیح ۸۷ برس مارے مارے پھرے اور نہ کشمیر میں دفن ہوئے نہ انہوں نے بھیڑیں اکٹھی کیں اور نہ ہی ان کی ارضی زندگی میں کسی نے ان کو پوجا اور نہ ہی انہیں اس کا کچھ علم ہے۔ نہ ہی مسیح کو آسمان پر یہ خبر دی گئی اور نہ کوئی تماشہ دکھایا گیا کہ وہ دیکھو تمہاری امت قادیانی منارہ کے پاس پاس روز افزوں ترقی کرتی کرتی سینکڑوں سے لاکھوں تک پہنچ گئی ہے اور وہ تمہیں خدا کا بیٹا کہہ کر تم کو پوجتی ہے۔ یہ خیال ہی لغو ہے اللہ فرماتے ہیں مسیح یہی جواب دیں گے۔ فلما توفیتی۔ یعنی جب تو نے مجھے پورا پورا الیاکنٹ انت الرقیب علیہم پھر تو تو ہی ان کا نگہبان و محافظ تھا۔ لفظ توفی و رفع جو یقیناً ایک الہی وعدہ ہے۔ پر زور تھا کہ کرتا ہے کہ اس کا ایفاء جلد و بلا توقف ہو۔ اس لئے اس کے معنی سوائے اس کے اور ہو ہی نہیں سکتے کہ جناب مسیح کو اس جسم عنصری کے ساتھ اللہ بلند و برتر نے ایک معین وقت تک زندہ آسمان پر اٹھالیا اور وہ قرب قیامت میں دوبارہ نزول فرمائیں گے۔ عادل حاکم ہو کر وہ بیوی کریں گے۔ ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ وہ حج کریں گے اور روضہ نبوی میں دفن کئے جائیں گے اور قیامت کو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھیں گے۔ ابو بکرؓ و عمرؓ کے درمیان۔ کما قال!

لے ہر حکم کی بلا چون و چرا تعمیل کرے اور یہ نہ قادیانی کی نگاہ غضب کس کس بد نصیب کے ست میں غرق کرے اور جہالت تو ملاحظہ ہو ۷ میں کرتہ اور ٹوپی دونوں کا ستیاناس کرے ست بھی محفوظ ہو پھر کشفی سیاہی کے قطرے موجود ہوں اور رنگ سرخ ہو۔ پھر وہ تیر کا شیخ چلی کے بیاض میں بھی ملے گی؟

یہ دو آتشین کے مخالف ہے۔ یہ قطرات کا ذکر وہ اب بھی اس کی تردید کان اللہ کر دے۔

ا کرتہ اور ٹوپی تو موجود ہوگی۔ ہے کوئی مسیح سرخ سیاہی دکھا دے اور کیا دی ترکیب آف ایک ہزار روپیہ نقد چہرے شاہی انعام دیجئے اور اصل مضمون کو ملاحظہ کیجئے۔ میں پھیل گئی ہے یعنی تثلیث پرستی وغیرہ الفاظ میں بھی حیات مسیح مضمر ہے۔ کیوں نی کے الفاظ مسیح کو مخاطب کرتے ہیں۔ میں کہ مسیح کو یہ فتنہ مشاہدہ کرایا گیا اور یہ تو م ہے کہ ایسی دور دراز جگہ سے ناظر خود آسمان پر ہی فتنہ دکھا دے تو جواب یہ دینا زمین پر سر زمین کرادے۔ بہر حال اس کا علم شہادت سے پہلے دیا جانا لازمی ہے اور جس کے لئے صد ہا احادیث ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسائیوں

اکثر مرزائی کھیانے ہو کر یہاں ایک اور اعتراض کرتے ہیں اور جہلاء کو جوش دلا دیا کرتے ہیں کہ دیکھو مولوی جی کی مسلمانی صحیح حدیث بخاری شریف میں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کی نسبت میں قیامت کے دن اسی طرح کہوں گا جس طرح بندہ صالح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ”وکننت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم“ اس چکے میں عموماً عام لوگ جو عربی سے نا بلد ہیں۔ آجایا کرتے ہیں کہ مرزائی مولوی آیت تو وہی پیش کرتا ہے جو مسیح کے متعلق ہے۔ اس لئے جھٹ یہ نتیجہ نکال لیا کرتے ہیں کہ یا تو مسیح آسمان پر نہیں گیا یا حضور ﷺ کا وصال بھی نہیں ہوا۔

ناظرین! الفاظ پر غور کرو اور سمجھنے کی کوشش کرو سرکار مدینہ ﷺ اپنا ایک قول بیان فرماتے ہیں کہ میں ایسا کہوں گا وہ بھی بعض لوگوں کی نسبت جن بد بختوں نے شرک کیا ہوگا۔ حضور ﷺ نے اپنا عقیدہ بیان نہیں کیا اور عقائد ہی ایمانیات میں داخل ہیں اور اگر لفظوں کی وجہ سے رگ الحاد پکڑتی ہو تو اسی آیت کریمہ میں تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک اب کیا مسیح کا نفس اور خدا کا نفس ایک سا ہے۔ بعض محاورات ہوتے ہیں۔ جیسے زید اسد یعنی زید شیر ہے اب کیا کوئی بیوقوف زید کی چار ٹانگیں اور دم کا مطالبہ کرے گا۔ نہیں یہ محاورات ہیں ویسے ہی رسول کریم ﷺ مشرکین کے لئے یہ کہہ دیں گے مولا جب تک میں ان میں رہا میں نے انہیں وہی قرآنی تعلیم دی اور شرک کی مذمت کی جہاں یہ حدیث دیکھی وہاں آپ ﷺ کی اور بھی صدہا احادیث ایسی لکھیں تھی جن میں حلف اٹھاتے ہوئے مسیح کے آنے کا وعدہ دیا ہے اور کھول کھول کر صفات بیان کی ہیں اور یہ تو وہ پیش گوئی ہے جس پر آسمان کے ستاروں سے زیادہ شہادتیں موجود ہیں۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ وہاں نصوص قطعیہ وصریحہ کا بھی خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے توفی کے معنی وہی صحیح ہیں۔ اخذ الشئی وافیاً!

یہاں ایک اور اعتراض بھی حل کرتا جاؤں وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو حیات مسیح قبول کرنا صرف اس لئے ناگوار و محال نظر آتا ہے کہ آسمان پر مسیح کے کھانے پینے بیٹھنے اٹھنے اور ان کے لوازمات کا سامان نہیں۔ جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں۔

(ازالہ ادہام ص ۳۱، ۳۲، خزائن ج ۳ ص ۳۹۹، ۴۰۰) ”سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح مرے نہیں اور اسی دنیوی زندگی کے ساتھ کسی آسمان پر بیٹھے ہیں تو کیا تمام لوازم جسم خاکی کے ان میں خصوصیت کے ساتھ موجود ہیں۔ جو دوسروں میں نہیں پائے جاتے۔ کیا وہ کبھی سوتے اور کبھی جاگتے ہیں اور کبھی اٹھتے اور کبھی بیٹھے ہیں اور کبھی دنیوی شراب اور طعام کو کھاتے پیتے ہیں اور کیا وہ

اوقات ضروریہ میں پاخانہ پھرتے اور کوکٹواتے اور بالوں کو منڈواتے یا قہہ بستر بھی ہے۔ کیا وہ ہوا کے ساتھ دم بستر سنتے اور روشنی کے ذریعے سے دیکھتے ناظرین! خدا گواہ ہے کہ طرح طرح سے دہل بنائے اور مفاد کشف آپ کے ناظرین کی ضیافت لوازمات جو مرزا قادیانی کو مطلوب ہیں کو یہ خیال پیدا ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وقاصر ہے۔ مگر الزامی رنگ میں جواب پوچھتے ہیں کہ کیا آسمان پر گلاس دیر اور ایسے سچے لگے ہیں جن میں دو تہہ سیاہی بنتی ہے اور کیا نب سازی کے موجود ہیں جن سے نمیں بنائی جاتی ہیں درختوں کو کاٹنے اور ہولڈر بناتے ہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر مسیح کے لوازمات جواب دی ہے جہاں یہ کار نگر اور مزدورہ اللہ کا مقرب بھی گزارہ کر لیتا ہے۔

لقوم الظالمین!

خیر یہ تو تھا الزامی جواب قلت للناس صاف بتا رہی ہے جیسا کہ گے جبکہ خدائے جبار تخت عدالت پہ ہاتھ باندھے نہی نگاہیں کئے کھڑے پکاریں گے۔ ماں بیٹے کو اور بیٹا باپ کو آہ وہ ایسا سخت دن ہوگا۔ جبکہ نفع دہ باولے ہو رہے ہیں زمین تانبہ کی طر

اوقات ضروریہ میں پاخانہ پھرتے اور پیشاب بھی کرتے ہیں اور کیا وہ ضرورتوں کے وقت ناخنوں کو کٹواتے اور بالوں کو منڈواتے یا قصر شعر کرواتے ہیں۔ کیا ان کے لینے کے لئے چارپائی اور کوئی بستر بھی ہے۔ کیا وہ ہوا کے ساتھ دم لیتے اور ہوا کے ذریعے سے سونگتے اور ہوا ہی کے ذریعے سے سنتے اور روشنی کے ذریعے سے دیکھتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ!“

ناظرین! خدا گواہ ہے کہ مرزا قادیانی کے کپے کپے دہریہ خیال واقع ہوئے ہیں اور طرح طرح سے دجل بنائے اور مقالہ دینے میں مشاق ہیں۔ ہم نے سابقہ اوراق میں مبلغ دو کشف آپ کے ناظرین کی ضیافت میں پیش کئے ہیں جن سے جناب مسیح کی زندگی کے یہ لوازمات جو مرزا قادیانی کو مطلوب ہیں صاف ہویدا ہیں۔ گو یہ میرا ایمان نہیں اور نہ ہی کسی مسلمان کو یہ خیال پیدا ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ایسے معمولی سامان پیدا کرنے سے عاجز و قاصر ہے۔ مگر الزامی رنگ میں جواباً یہ پوچھنے کا حق ہم کو ہر طرح سے حاصل ہے۔ اس لئے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آسمان پر گلاس دیر کے کارخانے لگے ہیں جن میں ریت پستی اور کانچ ڈھلتا ہے اور ایسے سچے لگے ہیں جن میں دواتیں بنتی ہیں اور کیا رنگ کے کارخانے کھلے ہیں جن میں سرخ سیاہی بنتی ہے اور کیا نب سازی کے لئے کارگر بیٹھے ہیں اور ان کے پاس آئرن اور ہتھوڑے موجود ہیں جن سے نہیں بنائی جاتی ہیں اور ہولڈر بنانے کے لئے ترکھان بیٹھے ہیں جو آسمان کے درختوں کو کاٹتے اور ہولڈر بناتے ہیں اور کیا آسمان پر کرسیاں اور میز پڑے ہیں جن پر خدا بیٹھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر مسیح کے لوازمات نہیں ہیں تو یہ کہاں سے ٹپک پڑے اور مسیح کے لوازمات کا جواب دہی ہے جہاں یہ کارگر اور مزدور سوتے ہیں جو نہیں رنگ اور دواتیں وغیرہ بناتے ہیں وہاں وہ اللہ کا مقرب بھی گزارہ کر لیتا ہے۔ امید ہے کہ یہ جواب فہمت الذی کفروا للہ لا یھدی لقوم الظالمین!

خیر یہ تو تھا الزامی جواب جو اللہ معاف کرے طوعاً و کرہاً دیا گیا۔ آیت زیر بحث اُنت قلت للناس صاف بتا رہی ہے جیسا کہ اس کا سیاق و سباق پتہ دیتا ہے کہ یہ واقعات قیامت کو ہوں گے جبکہ خدائے جبار تحت عدالت پہ جلوہ فگن ہوں گے اور مجرمین عرق ندامت میں شرابور سامنے ہاتھ باندھے نیچی نگاہیں کئے کھڑے ہوں گے۔ اللہ اللہ! اس دن پیغمبر بھی یا رب نفسی یا رب نفسی پکاریں گے۔ ماں بیٹے کو اور بیٹا باپ کو بھول جائے گا۔ گودی کے بچے کو دودھ دینا زچہ بھولے گی۔ آہ وہ ایسا سخت دن ہوگا۔ جبکہ نفع دے گا مال اور نہ کام آئے گی اولاد۔ اور لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ باولے ہو رہے ہیں زمین تانبہ کی طرح سرخ ہوگی اور آسمان آگ برسا رہا ہوگا۔ پانی کا کہیں نام

اعتراض کرتے ہیں اور جہلاء کو جوش دلا دیا بخاری شریف میں رسول اکرم ﷺ فرماتے طرح کہوں گا جس طرح بندہ صالح حضرت ادمت فیہم فلما تو فیتنی کنت انت سے ناہلہ ہیں۔ آجایا کرتے ہیں کہ مرزائی اس لئے جھٹ یہ نتیجہ نکال لیا کرتے ہیں کہ ہوا۔

ش کرو سرکار مدیہ ﷺ اپنا ایک قول بیان کی نسبت جن بد بختوں نے شرک کیا ہوگا۔ مانیات میں داخل ہیں اور اگر لفظوں کی وجہ مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسک اورات ہوتے ہیں۔ جیسے زید اسد یعنی زید مطالبہ کرے گا۔ نہیں یہ محاورات ہیں ویسے لا جب تک میں ان میں رہا میں نے انہیں میٹ دیکھی وہاں آپ ﷺ کی اور بھی صد ہا کے آنے کا وعدہ دیا ہے اور کھول کھول کر ان کے ستاروں سے زیادہ شہادتیں موجود ہیں یہ کام بھی خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے توفی

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو حیات مسیح قبول مسیح کے کھانے پینے بیٹھنے اٹھنے اور ان کے

”سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح بیٹھے ہیں تو کیا تمام لوازم جسم خاکی کے ان س پائے جاتے۔ کیا وہ کبھی سوتے اور کبھی شراب اور طعام کو کھاتے پیتے ہیں اور کیا وہ

اور سایہ کے نشان نہ ملے گا۔ تمام مخلوق عالم میں صرف ایک ہستی ہوگی جس کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا اور اس کا سایہ حامل لوگوں کو سپر کا کام دے گا۔ جہاں دنیا نفسی نفسی پکارے گی وہاں وہ امتی امتی بولے گا اور اسے اپنی جان کا نہیں امت کا فکر دامن گیر ہوگا۔ تمام مرسلین من اللہ کو ایک خاص دعا کی قبولیت دنیا میں دی گئی تھی جو تمام نے اس دنیا میں متفرق طور پر مانگ لی۔ مگر یتیم مکہ علیہ السلام نے اللہ کی امانت میں دے دی۔ سرکارِ مدینہ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میں وہی امانت دعا اس روز مانگوں گا اور سجدہ عجز سے سر نہ اٹھاؤں گا۔ جب تک امت کو نہ بخشوا لوں گا۔ فرماتے ہیں یوم ندعو اکل اناس بامامہم یعنی اس دن اللہ بادشاہ تمام پیغمبروں کو معاذ ان کی امت کے طلب کرے گا اور ان سے طرح طرح سے سوال و جواب ہوں گے۔ جیسا کہ آیت زیر بحث کا سیاق کہتا ہے قال اللہ تعالیٰ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتہم! یعنی جس دن اکٹھا کرے گا اللہ پیغمبروں کو پس کہے گا کیا جواب دیئے گئے تھے تم ایسا ہی ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ: ”یوم یحشرہم وما یعبدون من دون اللہ فیقول أنتم اضللتہم عبادی ہؤلاء ام ہم ضلوا السبیل (فرقان)“

یعنی روزِ محشر خدائے واحد ان مشرکین کو مع ان کے معبودوں کے جمع کرے گا اور ان سے پوچھے گا کیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود ہی تمہاری پرستش کرنے لگے تھے۔ غرضیکہ وہ بڑا سخت دن ہوگا۔ اس دن بڑے بڑے نبی اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔ ہاں! ہاں! وہ صاحب کتاب و اولوالعزم نبی جن کے خوف کھانے کی فرقان حمید شہادت دیتا ہے اور دعائیہ رنگ میں ان کے کلمات پیش کرتا ہے ”ولا تحزنن یشیوم یبعثون یوم لا ینفع مالاً ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم“ یعنی وہ جدا مجد سرور عالم جناب ابراہیم خلیل اللہ عرض کرتے ہیں مولا مجھے اس دن رسوا نہ کیجیو۔ وہ دن جب نہ فائدہ دے مال اور نہ اولاد۔ مگر سود مند ہو وہ دل جو نیکی سے لبریز ہو۔ وہاں مرزا قادیانی جیسے نقالی بروزی برازی ظلی چیلوں کا کیا کام اور کیا حوصلہ کیا پدی اور کیا پدی کا شور با۔ بنی اسرائیل بحرمانہ حیثیت سے سامنے کھڑے ہوں گے۔ دوسری طرف عیسائی گردن جھکائے جلالت پروردگار سے کانپ رہے ہوں گے۔ ذرے ذرے اور دانے دانے کا حساب ہوگا۔ زجر و توبخ کے طور پر رب العالمین پوچھیں گے ”أأنت قلت للناس“ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا کے ساتھ شریک بنالو۔

غرضیکہ یہ واقعات قیامت کے دن پیش ہوں گے مگر یہ اوندھی کھوپڑی والے مرزائی یہ

کہتے ہیں کہ یہ سوال و جواب عا ہوئے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ ساتھ سلام درود بھیجنے کے وقت تین ہزار معجزات اور قادیانی کے رات کا ناکام چاند اور مرزا قادیانی اس دن پتہ لگے گا جس دن اللہ گئے۔ نہ وہاں مرزا قادیانی ہوگا اللہ گردن مارتے ہوئے وہاں کہہ دیں گے ”وقال الرسل اس دن یہ لوگ بلند آواز سے لیتنی لم اتخذ فلان غضب ہے کہ دنیا میں مرزائی

الہم صلی علیہ وسلم  
۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء ص ۵ کا لکھ (۲)  
اور پھر قیامت  
است وجنون!

چنانچہ آیت کریمہ  
ہوئے کہتے ہیں کہ:  
(ازالہ اوہام ص ۲)

کہتے ہیں۔ آیت فلما تات  
کے بعد واقع ہوگی۔ لیکن تجرب  
سوچتے کہ آیت فلما توفیتی  
ہے اور اس کے اول اذ موجود  
قصہ وقت نزول آیت زمانہ  
حضرت بعض  
کر دیا کرتا ہے۔ اگر اعتبار

کہتے ہیں کہ یہ سوال وجواب عالم برزخ میں ہو چکے ہیں۔ توبہ یہ صرف مغالطہ دہی کے لئے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ برزخ کیا ہے اور محشر کسے کہتے ہیں۔ جو لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سلام درود بھیجنے کے وقت کذاب قادیان کو برابر کا سا جمی گیر بنا سکتے ہیں اور حضور ﷺ کے تین ہزار معجزات اور قادیانی کے دس لاکھ معجزات شمار کر لیتے ہیں اور سرکار مدینہ ﷺ کے زمانہ کو پہلی رات کا ناکام چاند اور مرزا قادیانی کو چودھویں رات کا ماہ کامل بتاتے ہوئے نہیں شرماتے انہیں اس دن پتہ لگے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہو کر جواب دہی کے لئے بلائے جائیں گے۔ نہ وہاں مرزا قادیانی ہوگا اور نہ دس لاکھ معجزے نہ وہاں براہین ملے گی نہ ازالہ اوہام۔ ملائکہ اللہ گردن مارتے ہوئے وہاں لے جائیں گے جہاں ان کی مخصوص جگہ ہے اور یتیم مکہ ﷺ صاف کہہ دیں گے ”وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مہجورا“ آہ! اس دن یہ لوگ بلند آواز سے چلاتے ہوئے بھد حسرت و انوس یہ کہتے جائیں گے ”یا ویلتنا لیتنسی لم اتخذ فلان خلیلا“ اے کاش! کہ ہم نے مرزا قادیانی کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ غضب ہے کہ دنیا میں مرزائی یہ درود پڑھیں:

اللهم صلی علی محمد وعلی عبدک المسیح الوعود (الفضل اخبار قادیان ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء ص ۵۸۵) یعنی اے اللہ محمد ﷺ اور مرزے پر درود و سلام بھیج۔ اور پھر قیامت کے روز شافع محشر سے سفارش کی توقع رکھیں۔ اس خیال است محال است وجنون!

چنانچہ آیت کریمہ مذکورہ ”اننت قلت للناس“ پر مرزا قادیانی اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

(ازالہ اوہام ص ۶۰۲، خزائن ج ۳ ص ۴۲۵) ”بعض لوگ یہ دوسری تاویل کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ آیت فلما توفیتنی میں جس توفی کا ذکر ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد واقع ہوگی۔ لیکن تعجب کہ وہ اس قدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرا نہیں شرمائے۔ وہ نہیں سوچتے کہ آیت فلما توفیتنی سے پہلے یہ آیت ہے۔ واذا قال اللہ اور ظاہر ہے کہ قال ماضی کا صیغہ ہے اور اس کے اول اذ موجود ہے جو خالص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبالی کا۔“

حضرت بعض اوقات اذ ماضی پر داخل ہو کر اس کو مستقبل کے معنوں میں بھی تبدیل کر دیا کرتا ہے۔ اگر اعتبار نہ ہو تو شرح جامی و کافیر اور کتب نحو میں قانون ملاحظہ کر لو اور مرزا قادیانی

بہستی ہوگی جس کے ہاتھ میں جہنم ہوا ہوگا نفسی پکارے گی وہاں وہ امتی امتی بولے تمام مرسلین من اللہ کو ایک خاص دعا کی طور پر مانگ لی۔ مگر یتیم مکہ ﷺ نے اللہ میں وہی امانت دعا اس روز مانگوں گا اور سنا گا۔ فرماتے ہیں یوم ندعو اکل معدان کی امت کے طلب کرے گا اور ان ت زیر بحث کا سیاق کہتا ہے قال اللہ اجبتکم! یعنی جس دن اکٹھا کرے گا اللہ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ: ”یوم ننتقم اضللتکم عبادی ہؤلاء ام ہم

ن کے معبودوں کے جمع کرے گا اور ان کی تمہاری پرستش کرنے لگے تھے۔

بڑے نبی اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے کی مزم نمی جن کے خوف کھانے کی فرقان کرتا ہے ”ولا تحزنی یوم اللہ بقلب سلیم“ یعنی وہ جدا مجد اس دن رسوا نہ کیجیو۔ وہ دن جب نہ لبریز ہو۔ وہاں مرزا قادیانی جیسے نقالی کیا پدی کا شور با۔ بنی اسرائیل مجرمانہ گردن جھکائے جلالت پروردگار سے سائب ہوگا۔ زجر و توبخ کے طور پر رب لوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو

مگر یہ اوندھی کھوپڑی والے مرزائی یہ



آپ کا حافظہ چونکہ خراب ہے۔ اس لئے آپ کو شاید یاد نہیں رہتا کہ آپ خود آیت متذکرہ بالا کا ترجمہ تو اتر قومی کے مطابق کر چکے ہیں اور اس مایہ ناز کتاب میں جسے قطبی کہتے ہو اب کس چیز کا اعتبار کریں۔ آپ کی مثال تو شتر مرغ کی ہے کہ پرندوں میں جانور اور حیوانوں میں مرزا قادیانی! مندرجہ ذیل چشم بصیرت سے پڑھو اور شرمائو۔

(کشتی نوح ص ۶۹ طبع ششم، خزائن ج ۱۹ ص ۷۶) یہ وہ کشتی ہے جو بغیر چوڑی کے خشکی پر چلتی ہے۔ کل کے ذریعہ سے نہیں دجال کے حکم سے۔ ”اور یاد رکھو اب عیسیٰ تو ہرگز نازل نہیں ہوگا۔ کیونکہ جو اقرار اس نے آیت فلما توفیتنی کی رو سے قیامت کے دن کرنا ہے۔“

مرزا نبی! کیا قیامت سے مراد تمہارے ہاں عالم برزخ ہے۔ تسلی نہ ہوئی ہو تو اور سنو۔ (حقیقت الوحی ص ۳۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۳) رئیس قادیان بروزی رسول ظلی نبی چلی محدث فرماتے ہیں ”فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم اس جگہ اگر قوفی کے معنی معہ جسم آسمان پر اٹھانا تجویز کیا جائے تو یہ معنی تو بدیہی المظان ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف کی انہیں آیات سے ظاہر ہے کہ یہ سوال حضرت عیسیٰ سے قیامت کے دن ہوگا۔“

فرقہ غالبہ احمدیہ کے نوٹہالو! اب تمہاری سمجھ میں آ گیا کہ کبھی کبھی اذماضی میں داخل ہو کر مستقبل کے معنوں میں آ جایا کرتا ہے۔ اگر اب بھی تسلی نہ ہو تو سنو۔

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۵) پر ارشاد ہوتا ہے:

”پس تحقیق عیسیٰ یہ جواب دے گا قیامت کے دن یعنی کہے گا فلما توفیتنی کا جملہ دن قیامت کے جس طرح سے اے عظیمندو تم قرآن میں پڑھتے ہو۔“

اب ایمان سے کہو یہ کتابیں اور اقوال سچے ہیں یا ازالہ اوہام والہ میان۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دونوں سچے نہیں ہو سکتے۔ دونوں میں سے ایک سچا ہونا چاہئے اور یہ کیا بات ہے کہ مرزا قادیانی نیم دروں نیم بروں رہتے ہیں۔ کیا یہی مرزا قادیانی کی صحیح الدماغی کی دلیل ہے:

”یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فآمنوا خیرالکم وان تکفروا فان لله مافی السموات والارض وکان اللہ علیما حکیمایا اهل الكتاب لاتغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القا الی مریم وروح منه فآمنوا باللہ ورسله ولا تقولوا ثلاثة انتھو خیرالکم انما اللہ الہ واحد سبحانہ ان یکون له ولد له مافی السّموات ومافی الارض وکفی باللہ

وکیلا لن یستنکف المسیح ا  
یستنکف عن عبادتہ ویست  
وعملوا الصالحات فیوہ  
استنکفوا واستکبروا فیعد  
ولیا ولا نصیرا یا ایہا الذ  
نوراً مبیناً فاما الذین آمنوا  
وفضل ویہدہم الیہ صراطاً  
”اے لوگو تمہارے پاس آ

بھلا ہو تمہارا اور اگر نہ مانو گے تو اللہ کا  
کچھ جاننے والا حکمت والا۔ اے کتاب  
کی شان میں مگر کئی بات بے شک  
جس کو ڈالامریم کی طرف اور روح

خدا تین ہیں۔ اس بات کو چھوڑ دو یہ  
لائق نہیں ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ آ  
ہے اللہ کا رسا زکج کو اس سے ہرگز عا  
جس کو عار آوے اللہ کی بندگی سے اور

جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے انہوں  
اپنے فضل سے اور جنہوں نے عار کی  
پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا  
تمہارے رب کی طرف سند اور اتارنا

اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے  
سیدھے راستے پر۔“

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں  
معلوم ہے۔ لیکن اس قرآن میں اللہ  
چنانچہ جاننے والے جانتے ہیں کہ جو  
ہوتے رہیں گے وہ کسی کتاب سے

وکیلا لن یستنکف المسیح ان یكون عبد الله ولا الملائكة المقربون ومن یستنکف عن عبادته ویستکبر فسیحشرهم الیه جمیعاً فاما الذین آمنوا وعملوا الصالحات فیوفیهم اجرهم ویزیدهم من فضله . واما الذین استنکفوا واستکبروا فیعذبهم عذاباً الیماً . ولا یجدون لهم من دون الله ولیاً ولا نصیراً یا ایها الناس قد جاءکم برهان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً . فاما الذین آمنوا بالله واعتصموا به فسیدخلهم فی رحمة منه وفضل ویهدیهم الیه صراطاً مستقیماً (النساء: ۱۷۰ تا ۱۷۵)

”اے لوگو تمہارے پاس آچکا رسول ٹھیک بات لے کر تمہارے رب کی سومان لو تاکہ بھلا ہو تمہارا اور اگر نہ مانو گے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا۔ اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت کہو اللہ کی شان میں مگر کئی بات بے شک مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا وہ رسول ہے اللہ کا اور اس کلام ہے جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے ہاں کی، سومانو اللہ کو اور اس کے رسولوں کو اور نہ کہو خدا تین ہیں۔ اس بات کو چھوڑ دو بہتر ہو گا تمہارے واسطے بے شک اللہ معبود ہے اکیلا اس کے لائق نہیں ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافیا ہے اللہ کا رسا مسیح کو اس سے ہرگز عار نہیں کہ وہ بندہ ہو اللہ کا، اور نہ فرشتوں کو جو مقرب ہیں اور جس کو عار آوے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے گا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے تو ان کو پورا دے گا ان کا ثواب اور زیادہ دے گا اپنے فضل سے اور جنہوں نے عار کی اور تکبر کیا سوان کو عذاب دے گا۔ عذاب دردناک اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار۔ اے لوگو تمہارے پاس پہنچ چکی تمہارے رب کی طرف سند اور تاری ہم نے تم پر روشنی واضح۔ سو جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی رحمت میں اور فضل میں اور پہنچائے گا ان کو اپنی طرف سیدھے راستے پر۔“

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں وحی ہر پیغمبر کو بلاشبہ آتی رہی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں سب کو معلوم ہے۔ لیکن اس قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص علم اتارا اور اللہ اس حق کو ظاہر کرے گا۔ چنانچہ جاننے والے جانتے ہیں کہ جو علوم اور حقائق قرآن مجید سے حاصل ہوئے اور برابر حاصل ہوتے رہیں گے وہ کسی کتاب سے نہیں ہوئے اور جس قدر ہدایت لوگوں کو حضرت محمد ﷺ سے

یا نہیں رہتا کہ آپ خود آیت متذکرہ بالا کا کتاب میں جسے قطبی کہتے ہو اب کس چیز کا دلائل میں جانور اور حیوانوں میں مرزا قادیانی!

یہ وہ کشتی ہے جو بغیر چٹوں کے خشکی پر چلتی اور یاد رکھو اب عیسیٰ تو ہرگز نازل نہیں ہوگا۔ قیامت کے دن کرنا ہے۔“

عالم برزخ ہے۔ تسلی نہ ہوگی ہو تو اور سنو۔ اس قادیان بروزی رسول ظلی نبی چلی محدث یس علیہم اس جگہ اگر توفی کے معنی مع جسم ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف کی انہیں آیات میں ہوگا۔“

مجھ میں آگیا کہ کبھی کبھی اذماضی میں داخل تسلی نہ ہو تو سنو۔

(پر ارشاد ہوتا ہے: کے دن یعنی کہے گا فلما توفیتی کا جملہ دن ہے ہو۔“

ہیں یا ازالہ ادہام والہ بیان۔ یہ تو ظاہر ہے ثبات چاہئے اور یہ کیا بات ہے کہ مرزا قادیانی مسیح الدماغی کی دلیل ہے:

رسول بالحق من ربکم فآمنوا بسوات والارض وکان الله علیما ولا تقولوا علی الله الا الحق انما کلمته القہا الی مریم وروح منه تنھو خیرا لکم انما الله واحد فوات وما فی الارض وکفی بالله

ہوئی اور کسی سے نہیں ہوئی۔ قرآن مجید اور حضرت پیغمبر ﷺ کی تصدیق اور توثیق کے بعد فرماتے ہیں کہ اب جو لوگ آپ کے منکر ہوئے اور توریت میں جو آپ ﷺ کے اوصاف اور حالات موجود تھے ان کو چھپالیا اور لوگوں پر کچھ کا کچھ ظاہر کر کے ان کو بھی دین حق سے باز رکھا۔ سو ایسوں کو نہ مغفرت نصیب ہو۔ نہ ہدایت۔ جس سے خوب واضح ہو گیا کہ ہدایت آپ کی متابعت میں منحصر ہے اور گمراہی آپ کی مخالفت کا نام ہے۔ جس سے یہود کو پوری سرزنش ہوگی اور ان کے خیالات کی تخلیط واضح ہوگئی۔ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کی کتاب کی تصدیق اور آپ کے مخالفین یعنی اہل کتاب کی تخلیط اور تفصیل بیان فرما کر اب عام سب لوگوں کو منادی کی جاتی ہے کہ اے لوگو! ہمارا رسول سچی کتاب اور سچا دین لے کر تمہارے پاس پہنچ چکا۔ اب تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ اس کی بات مانو اور نہ مانو گے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ وہ تمہارے تمام افعال و احوال سے خبردار ہے۔ تمہارے اعمال کا پورا حساب و کتاب ہو کر اس بدلہ ملے گا۔

اس ارشاد سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ وحی جو پیغمبر پر نازل ہو اس کا ماننا فرض اور اس کا انکار کفر ہے۔ اہل کتاب اپنے انبیاء کی تعریف میں غلو سے کام لیتے اور حد سے نکل جاتے۔ خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگتے۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین کی بات میں مبالغہ مت کر اور جس سے اعتقاد ہو اس کی تعریف میں حد سے نہ بڑھنا چاہئے۔ جتنی بات تحقیق ہو اس سے زیادہ نہ کہے اور حق تعالیٰ کی شان مقدس میں بھی وہی بات کہو جو سچی اور محقق ہو۔ اپنی طرف سے کچھ مت کہو۔ تم نے یہ کیا غضب کیا کہ حضرت مسیح کو جو رسول اللہ ہیں اور اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے تھے ان کو وحی کے خلاف خدا کا بیٹا کہنے لگے اور تین خدا کے معتقد ہو گئے۔ ایک خدا دوسرے حضرت عیسیٰ تیسرے حضرت مریم۔ ان باتوں سے باز آؤ۔ اللہ تعالیٰ واحد اور یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہو سکے۔ اس کی ذات پاک اور اس سے منزہ اور مقدس ہے۔ یہ تمام خرابی اس کی ہے کہ تم نے وحی کی اطاعت اور پابندی نہ کی۔ وحی کی متابعت کرتے تو خدا کے لئے بیٹا نہ مانتے اور تین خدا کے قائل ہو کر صریح مشرک نہ ہوتے اور محمد رسول اللہ سید الرسل اور قرآن مجید افضل الکتاب کی تکذیب کر کے آج ذلیل کافر نہ بننے۔ اہل کتاب کے ایک فریق نے تو حضرت عیسیٰ کو رسول بھی نہ مانا اور قتل کرنا پسند کیا۔ جن کا ذکر پہلے گزرا اور دوسرے فریق نے ان کو خدا کا بیٹا کہا۔ دونوں کافر ہو گئے۔ دونوں فریق کی گمراہی کا سبب یہ ہوا کہ وحی کا خلاف کیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ نجات وحی کی متابعت میں منحصر ہے اور نیز آسمانوں اور زمینوں میں نیچے سے اوپر تک جو کچھ ہے

سب اس کی مخلوق اور اس کی مملکت اور کیونکر ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی دوسرے کی حاجت نہ خلاصہ یہ ہوا کہ نہ کسی مخلوق میں گنجائش اور نہ اس کو اس کی شریک یا بیٹا کہنا اس کا کام۔ میں آ گیا کہ جو کوئی حق تعالیٰ موجودات کو مخلوق باری اور بار حاجت براری اور کار سازی۔ ممکنات میں داخل کر دیا تو اب اشارہ خفی تھا اس کا پتہ چل گیا برابر موجود ہے تو خوب سمجھ کر پیدا ہوا ایسا ہی اس سے بھی پاک اور اس کی عبادت کرنا اور اس علیہ السلام اور ملائکہ مقربین۔ عار آ سکتا ہے۔ البتہ ذلت تو اس مسیح کو ابن اللہ اور معبود مان لیا اور بتوں کی عبادت کرنے لگا۔ اللہ جل شانہ نے ا پیش فرمایا ہے جسے فقیر کے خبر حضرات مجھے معاف فرمائیں فریق مخالف کی آنکھیں کھول حمید کو اپنے مفید مطلب بتالیا ہوا انشاء اللہ بفضل ایزد مرزاقا میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے کہ کروں جیسے مفسرین نے نہیں

اور حضرت پیغمبر ﷺ کی تصدیق اور توثیق کے بعد فرماتے  
ئے اور توحید میں جو آپ ﷺ کے اوصاف اور حالات  
کچھ کا کچھ ظاہر کر کے ان کو بھی دین حق سے باز رکھا۔ سو  
جس سے خوب واضح ہو گیا کہ ہدایت آپ کی متابعت  
کا نام ہے۔ جس سے یہود کو پوری سرزنش ہوگی اور ان  
کی اور آپ ﷺ کی کتاب کی تصدیق اور آپ کے  
بیان فرما کر اب عام سب لوگوں کو منادی کی جاتی ہے  
چادین لے کر تمہارے پاس پہنچ چکا۔ اب تمہاری خیریت  
مانو گے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ آسمان اور  
داحوال سے خبردار ہے۔ تمہارے اعمال کا پورا حساب

علوم ہو گیا کہ وحی جو پیغمبر پر نازل ہو اس کا ماننا فرض اور اس  
کی تعریف میں غلو سے کام لیتے اور حد سے نکل جاتے۔ خدا  
رہتا ہے کہ دین کی بات میں مبالغہ مت کر اور جس سے  
بڑھنا چاہئے۔ جتنی بات تحقیق ہو اس سے زیادہ نہ کہے اور  
ت کہو جو سچی اور محقق ہو۔ اپنی طرف سے کچھ مت کہو۔ تم  
سوی اللہ ہیں اور اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے تھے ان کو وحی  
خدا کے معقد ہو گئے۔ ایک خدا دوسرے حضرت عیسیٰ  
آؤ۔ اللہ تعالیٰ واحد اور یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں  
ت پاک اور اس سے منزہ اور مقدس ہے۔ یہ تمام خرابی اس  
ی نہ کی۔ وحی کی متابعت کرتے تو خدا کے لئے بیٹا نہ مانتے  
نہ ہوتے اور محمد رسول اللہ سید الرسل اور قرآن مجید افضل  
نہ بننے۔ اہل کتاب کے ایک فریق نے تو حضرت عیسیٰ کو  
کا ذکر پہلے گزرا اور دوسرے فریق نے ان کو خدا کا بیٹا کہا۔  
ہی کا سبب یہ ہوا کہ وحی کا خلاف کیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا  
ر نیز آسمانوں اور زمینوں میں نیچے سے اوپر تک جو کچھ ہے

سب اس کی مخلوق اور اس کی مملوک اور اس کے بندے ہیں۔ پھر کیسے اس کا شریک یا اس کا بیٹا کون  
اور کیونکر ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کا بنانے والا اور سب کی کار سازی کے لئے وحی کافی اور بس  
ہے۔ کسی دوسرے کی حاجت نہیں۔ پھر بتا۔ یہ اس کو شریک یا بیٹے کی حاجت کیسے ہو سکتی ہے۔  
خلاصہ یہ ہوا کہ نہ کسی مخلوق میں اس کے شریک بننے کی قابلیت اور لیاقت اور نہ اس کی ذات پاک  
میں گنجائش اور نہ اس کو اس کی حاجت۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ مخلوق میں سے کسی کو خدا تعالیٰ کا  
شریک یا بیٹا کہنا اس کا کام ہے جو ایمان اور عقل دونوں سے محروم ہو۔ مضمون بالا سے یہ سمجھ  
میں آ گیا کہ جو کوئی حق تعالیٰ کے لئے بیٹا یا کسی کو اس کا شریک مانتا ہے وہ حقیقت میں جہنم  
موجودات کو مخلوق باری اور باری تعالیٰ کو خالق جملہ موجودات نہیں مانتا اور نیز اللہ تعالیٰ کو سب کی  
حاجت براری اور کار سازی کے لئے کافی نہیں جانتا۔ گویا خدا کو خدائی سے نکال کر مخلوقات اور  
ممکنات میں داخل کر دیا تو اب ارشاد سبحانہ ان یسکون لہ ولد میں جس ناپاکی کی طرف  
اشارہ غنی تھا اس کا پتہ چل گیا اور فرزند حقیقی اور فرزند مجازی اور ظاہری دونوں میں وہ ناپاکی چونکہ  
برابر موجود ہے تو خوب سمجھ میں آ گیا کہ اس ذات مقدس جیسے اس سے پاک ہے کہ اس کے بیٹا  
پیدا ہوا ایسا ہی اس سے بھی پاک اور برتر ہے کہ اپنی مخلوق میں کسی کو بیٹا بنا دے۔ یعنی اللہ کا بندہ ہونا  
اور اس کی عبادت کرنا اور اس کے حکموں کو بجالانا تو اعلیٰ درجہ کی شرافت اور عزت ہے۔ حضرت مسیح  
علیہ السلام اور ملائکہ مقربین سے اس نعمت کی قدر اور ضرورت پوچھئے۔ ان کو اس سے کیسے شک اور  
عار آ سکتا ہے۔ البتہ ذلت تو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی بندگی میں ہے۔ جیسے نصاریٰ نے حضرت  
مسیح کو ابن اللہ اور معبود مان لیا اور مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مان کر ان کی عبادت کرنے لگے  
اور بتوں کی عبادت کرنے لگے۔ سو ان کے لئے ہمیشہ کو عذاب اور ذلت ہے۔

اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں موجود یہودیت کی صحیح تفسیر کو ایک ایسے انداز میں  
پیش فرمایا ہے جسے فقیر کے خیال میں قادیانیت کے تابوت میں آخری میخ سمجھنا چاہئے۔ اہل علم  
حضرات مجھے معاف فرمائیں۔ چھوٹا منہ اور بڑی بات کہہ رہا ہوں۔ مگر مجھے بھی حق حاصل ہے کہ  
فریق مخالف کی آنکھیں کھول دوں کہ جس طریق کار کو تمہارے مرزا قادیانی اختیار کر کے فرقان  
حمید کو اپنے مفید مطلب بنالیا کرتے تھے اس سے ہزار گنا زیادہ فقیر فرقان حمید سے استدلال کرتا  
ہوا انشاء اللہ بفضل ایزد مرزا قادیانی کا صریح کفر اور بطلان ثابت کر سکتا ہے اور یہ بھی کہہ دوں کہ  
میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے کہ کوئی ایسی بات کہوں جو تو اتر قومی کے خلاف ہو یا ایسی جدت اختیار  
کروں جیسے مفسرین نے نہیں چھوڑا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے قوی امید رکھتا ہوں کہ

آیت اور لفظ لفظ سے مرزا قادیانی کی کذابیت اور وجہ اہل آسمان کا رد۔ آیت زیر بحث میں ارشاد ہوتا ہے اے لوگو! کیوں خواہو گے فضول لڑتے جھگڑتے ہو۔ بات بات میں کھینچ تان کرنا حماقت و جہالت ہے۔ اس لئے کہ تمہاری رشد و ہدایت کے لئے شمس الانبیاء آچکا۔ اب خیر اعظم کی موجودگی میں کفر کی سیاہ تاریکیاں بھلا کہاں ٹھہر سکتی ہیں اور جو کور باطن شہرہ چشمی سے دیا جلاوے اور سورج کی موجودگی میں لوگوں کو اس کی طرف بلاوے اس کی کم بختی و جہالت کی بھی کوئی انتہاء ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارا پیامبر خالی ہاتھ نہیں آیا۔ بلکہ وہ صحیح چیز لے کر آیا ہے۔ سو تمہاری اس میں ہی بھلائی ہے کہ تم اسے قبول کر لو۔ یعنی جس چیز سے منع کرے اسے چھوڑ دو اور بال کی کھال نہ کھینچو اور چھوڑ دینے کی وجوہات نہ پوچھو۔ مثلاً حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد تیس دجال و کذاب یعنی جھوٹے اور فریبی آئیں گے۔ جو اپنے زعم باطل میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم اللہ کے پیامبر ہیں۔ حالانکہ پیامبری مجھ پر ختم ہو گئی۔ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد تا قیام زمانہ کوئی نبی نہ ہوگا۔ اللہ فرماتے ہیں وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں مان لو۔ کیونکہ وہ حق لے کر آئے ہیں اور ان کے ساتھ سچی روشنی ہے۔ اب یہ نہ کہو کہ نبوت باعث رحمت تھی۔ ہم اس سے کیوں محروم رہیں۔ نہیں۔ بلکہ جو کچھ بھی کہہ دیا گیا ہے وہی صحیح ہے اور اس میں تمہاری اپنی ہی بھلائی ہے اور جس چیز کا حکم دیں۔ مثلاً حضور ﷺ نے قسم اٹھا کر پیشگوئی کی کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام آسمان سے قرب قیامت میں اتریں گے۔ اب تم یہ نہ پوچھو کہ وہ آسمان پر کیسے گئے۔ کیا کھاتے کیا پیتے کہاں سوتے اور کہاں اٹھتے ہیں۔ بس تمہارا کام یہ ہے کہ تم اس کے حکم کی بلاچوں و چراں قبیل کرو اور یہی متیقن کا ایمان ہے ”ذالک الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين يؤمنون بالغيب“ اور مومن تو وہی ہے جو بن دیکھے خدا پر ایمان لائے اور وہ مومن کس طرح ہو سکتا ہے جو نبی کے حکم پر چاہے وہ اس کے کس قدر خلاف ہو ممکن آلود پشیمانی کرے یا جی میں ہی کڑ ہے۔ جیسے کہ اللہ فرماتا ہے ”فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم“ قسم ہے اے محمد ﷺ تیرے رب کی کہ نہیں ایماندار ہو سکتے وہ یہاں تک کہ تیرے ہر حکم کے سامنے سر نیاز کو جھکا نہ دے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم لوگ اپنی جانوں پر قلم کرتے ہوئے میرے پیامبر کو ٹھکرادو گے یا قبیل ارشاد میں سر مواعرف کرو گے تو یاد رکھو کہ تمہارے اس نہ ماننے سے ہماری خدا کی میں تو کوئی خلل نہ آئے گا۔ جو کچھ بھی زمین اور آسمانوں میں ہے اس کے ہم ہی واحد مالک ہیں اور ایسے مالک ہیں جو زبردست اور سب چیزوں کے جاننے والے ہیں۔ ہم سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔

اور اے مرزا! دین حنیف جاگتا ہے۔ سوتا ہے۔ خطا کرتا ہے۔ قادیانی سے ہے اور مرزا قادیانی اس ہے۔ وہ مرزا قادیانی کی عرش پر تعریف بلکہ خدا کی شان میں وہی کہو جو قرآن تعالیٰ آتی ہے نہ اذگہ وغیرہ وغیرہ!

اور مرزا! یہ تم کیا اندھیر کر بنا رہے ہو۔ حالانکہ وہ اتنی ظلی بروزی میں وہ کچھ بھی نہیں اور عیسیٰ بن مریم تو خدا یعنی اس کی پیدائش بن باپ کے کلمہ کن فی الدنيا والاخرہ نبی اور کہاں کفر چہ نسبت کجا عیسیٰ! مسیح تو اللہ کا رسول، اللہ السلام کو القاء کی گئی اور جس کی ہجرت خدا کا بندہ ہے۔

اے مرزا! یہ حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی خدا ہے یا خدا مرزا

فی المنام عین اللہ و تیقنت ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ وہی ہے یا انت منی و انت منک یعنی تو میرا باپ کاں اللہ نزل من السماء یعنی خدا انہیں چھوڑ دو اور مت کہو کہ خدا تین ہیں ہے اور اس میں شک نہ کرو کہ اللہ اپنی کی ضرورت نہیں۔ وہ اولاد کو پسند نہیں کہ مرزا قادیانی نے ایک دلہا اپنی حال

اور اے مرزا نیو! دین حنیف میں غلو نہ کرو اور خدا کی شان میں گستاخی نہ کرو۔ مثلاً خدا جاگتا ہے۔ سوتا ہے۔ خطا کرتا ہے۔ بھلائی کرتا ہے۔ طاعون کے کیڑے پالتا ہے۔ وہ مرزا قادیانی سے ہے اور مرزا قادیانی اس سے ہے۔ وہ مرزا قادیانی کے لئے تیز تلوار لئے کھڑا رہتا ہے۔ وہ مرزا قادیانی کی عرش پر تعریف کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ! ایسی لغو اور بیہودہ باتیں مت کہو۔ بلکہ خدا کی شان میں وہی کہو جو قرآن تعلیم دیتا ہے۔ یعنی وہ بیوی بچوں سے پاک ہے۔ اسے نیند آتی ہے نہ انگھ وغیرہ وغیرہ!

اور مرزا نیو! یہ تم کیا اندھیر کرتے ہو کہ تم ایک دجال و کذاب کو خواہ مخواہ عیسیٰ بن مریم بنا رہے ہو۔ حالانکہ وہ امتی ظلی بروزی مجدد و محدث صور ہونے کا ناکام دعوے کرتا ہے اور حقیقت میں وہ کچھ بھی نہیں اور عیسیٰ بن مریم تو خدا کا صاحب کتاب رسول و پیامبر تھا اور وہ تو اللہ کا کلام تھا۔ یعنی اس کی پیدائش بن ہاپ کے کلمہ کن سے ہوئی تھی۔ کہاں وہ نفع جبرائیل سے آیت اللہ وجیہا فی الدنیا والآخرہ نبی اور کہاں کذاب قادیان:

چہ نسبت خاک را با عالم پاک  
کجا عیسیٰ ابن مریم اور کجا دجال ناپاک

مسح تو اللہ کا رسول، اللہ کا کلام اللہ کے ہاں کی روح ہے۔ جو جنابہ مریم علیہا السلام کو القاء کی گئی اور جس کی ہجرت مقررین میں ہوئی باوجود اس قدر مراتب کے پھر بھی وہ خدا کا بندہ ہے۔

اے مرزا نیو! یہ حقیقت ہے۔ اس کو مانو اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور مت کہو کہ مرزا قادیانی خدا ہے یا خدا مرزا اور محمود تین خدا ہیں۔ جیسا کہ تمہارا مرزا کہتا ہے۔ راقی فی المنام عین اللہ و تیقنت انفی انی ہو! یعنی میں نے دیکھا خواب میں کہ میں خدا ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ وہی ہوں یا انت اکی اعلیٰ یعنی اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے یا انت منی و انت منک یعنی تو میرا باپ ہے اور میں تیرا باپ ہوں۔ وغیرہ وغیرہ! اور محمود کے متعلق کأن اللہ نزل من السماء یعنی خدا محمود میں حلول کرتا ہوا اتر آیا۔ یہ بے حیائی کے کلمات ہیں۔ انہیں چھوڑ دو اور مت کہو کہ خدا تین ہیں۔ ان فاسد خیالات کو بھول جاؤ۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اور اس میں شک نہ کرو کہ اللہ اپنی بادشاہی میں بڑا ہی زبردست اور اکیلا ہے۔ اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ وہ اولاد کو پسند نہیں کرتا۔ وہ بیوی کو نہیں چاہتا۔ پھر تم یہ کفر یہ کلمات کیوں کہتے ہو کہ مرزا قادیانی نے ایک دفعہ اپنی حالت یہ بیان کی کہ گویا میں عورت ہوں اور اللہ نے رجولیت کی

دردِ جالیت آشکارا کر دوں۔ آیت زیر بحث نہ جھڑتے ہو۔ بات بات میں کھینچ تان کرنا کے لئے مشن الانبیاء آچکا۔ اب غیر اعظم کی ساری اور جو کور باطن شہرہ چشمی سے دیا جلاوے ہے اس کی کم بختی و جہالت کی بھی کوئی انتہاء بلکہ وہ صحیح چیز لے کر آیا ہے۔ سو تمہاری اس سے منع کرے اسے چھوڑ دو اور ہال کی کمال نہ کہنے فرماتے ہیں کہ میرے بعد تیس دجال مہم باطل میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم اللہ کے پیغمبر ہیں اور میرے بعد تا قیام زمانہ کوئی نہ ہو۔ کیونکہ وہ حق لے کر آئے ہیں اور ان کے پیغمبر بھی۔ ہم اس سے کیوں محروم رہیں۔ نہیں۔ جاری اپنی ہی بھلائی ہے اور جس چیز کا حکم بن مریم علیہ السلام آسمان سے قرب قیامت گئے۔ کیا کھاتے کیا پیتے کہاں سوتے اور کی بلا چوں و چراں تھیل کرو اور یہی متیقن کا متیقن یؤمنون بالغیب“ اور مومن تو ہر طرح ہو سکتا ہے جو نبی کے حکم پر چاہے وہ جی میں ہی کڑے۔ جیسے کہ اللہ فرماتا ہے سجد بینہم“ قسم ہے اے محمد ﷺ تیرے حکم کے سامنے سر نیاز کو جھکانہ دے۔

لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے میرے گے تو یاد رکھو کہ تمہارے اس نہ ماننے سے ن اور آسمانوں میں ہے اس کے ہم ہی واحد وں کے جاننے والے ہیں۔ ہم سے کچھ بھی

قوت کا اظہار کیا اور کیوں یقین کرتے ہو کہ اللہ نے یہ کہا۔ یا قمر یا شمس انت منی و انت منک! یعنی مرزا چاند مرزا سورج۔ وہ مجھ سے ہے۔ میں اس سے ہوں۔ ہوش کرو اور عقل کے ناخن لو۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا۔ تم نہیں جانتے کہ جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے وہ سب میرا ہے۔ کیونکہ میں نے اس کو عدم سے وجود بخشا ہے۔ وہ سب میری مخلوق ہے۔ وہ سورج ہو یا ستارے۔ چاند ہو یا فرشتے اور تحقیق عالم میں بھی وہ اکیلا کار ساز ہے۔

اور مرزا! یہ تم کیوں گمان کرتے ہو کہ جو آسمان پر چلا گیا وہ خدا بن گیا۔ وہاں فرشتے بھی تو لاتعداد رہتے ہیں اور ان کی ربوبیت بھی ہوتی ہے۔ پھر وہ خدا کیسے بن گئے۔ انہیں تو یعنی فرشتوں اور مسیح کو کو وہ مقربین ہیں مگر پھر بھی انکار نہیں کہ وہ میرے ادنیٰ بندے ہیں اور بندہ ہونے میں انہیں قطعاً عار نہیں اور جو حماقت کرے اور بندہ ہونے سے عاری ہو اور تکبر کرے اور خدا کہلوائے تو کیا اس کو یا نہیں کہ روز فیصل کو اسے چارونا چار میرے حضور میں حاضر ہو کر جواب دہ ہونا ہے۔ جہاں ماننے والوں کو ہر طرح کے آرام و اسائش ملیں گے اور نہ ماننے والوں کو درد دینے والے عذاب۔ افسوس اس دن نہ ماننے والے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے اور افسوس کرتے ہوئے کہیں گے کہ کاش ہم مٹی ہوتے۔ کیونکہ انہیں وہاں کوئی حاجتی نہ ملے گا اور وہ کسی مددگار کو وہاں نہ پائیں گے۔

اور مرزا! کیا تمہارے پاس رحمت اللعالمین جو کافۃ الناس بشیر و نذیر ہے نہیں پہنچا اور کیا تم تک اس کے صحیح اخبار نہیں پہنچے۔ جن میں کھول کھول کر لفظ لفظ کی تفسیر بیان نہیں ہوئی۔ پھر تم خواہ مخواہ کیوں ایسی باتیں کہتے ہو جو ان میں نہیں لکھیں اور تم کیوں ان باتوں پر اعتبار کرتے ہو جو اس کے افعال و کردار میں نہیں ملتیں۔ حالانکہ تمہارے پاس قرآن موجود ہے جو صحیح روشنی ہے اللہ کی طرف سے۔ کیوں تم بہکی بہکی باتیں کرتے اور بتاتے ہو۔ ایمان لاؤ رسول عربی پر اور پیروی کرو قرآن و حدیث کی اور چھوڑ دو کچی باتیں اور جس نے پیروی کی گویا اس نے خدا کی اطاعت کر لی اور جو ایمان لایا محمد رسول اللہ ﷺ پر اور اس کے دین کو جو اللہ کی رسی ہے مضبوط پکڑ لیا تو ان کو داخل کرے گا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و فضل میں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

حضرات! نصاریٰ کے پاس صرف دو ہی ایسے دلائل ہیں جن سے وہ مسیح کو ابن اللہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں باتیں یتیم کے ساتھ کھیلنے کے سامنے کئی مرتبہ پیش ہوئیں اور متعدد دفعہ ان دونوں مسئلوں پر روشنی ڈالی گئی۔ یعنی ولادت مسیح اور رفع الی اللہ پر۔

ولادت مسیح کو ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم سے توڑا کہ اگر کسی کا بلا باپ

ہونا خدائی کی دلیل زیادہ پہنچتا ہے۔ اور

کی قطعاً دلیل نہیں کہ مسیح کو اور ملائکہ

کہنے والے کون،

الملئکۃ العقوب

پر رہنے کی دلیل

اللہ

ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

بہانے تلاش کر

”

اللہ تعالیٰ نے فوراً

آسمان پر موجود

آہ

بہت پہلے دے

”

مریم

”

کہا ہے اے

اللہ کا سو حرام کی

والا۔ بے شک

معبود کے اور



لہذا یہ کہا۔ یا قمر یا عس انت منی و انت منک! یعنی مرزا سے ہوں۔ ہوش کرو اور عقل کے ناخن لو۔ یہ تمہیں کیا راز میں ہے اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے وہ وجود بخشا ہے۔ وہ سب میری مخلوق ہے۔ وہ سورج میں بھی وہ اکیلا کار ساز ہے۔

تے ہو کہ جو آسمان پر چلا گیا وہ خدا بن گیا۔ وہاں بیت بھی ہوتی ہے۔ پھر وہ خدا کیسے بن گئے۔ انہیں پھر بھی انکار نہیں کہ وہ میرے ادنیٰ بندے ہیں اور تے کرے اور بندہ ہونے سے عاری ہو اور تکبر کرے مل کو اسے چار و ناچار میرے حضور میں حاضر ہو کر رح کے آرام و سائش ملیں گے اور نہ ماننے والوں نہ ماننے والے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے اور افسوس۔ کیونکہ انہیں وہاں کوئی حمایتی نہ ملے گا اور وہ کسی

الملاحین جو کافۃ الناس بشیر و نذیر ہے نہیں پہنچا س کھول کھول کر لفظ لفظ کی تفسیر بیان نہیں ہوئی۔ پھر نہیں لکھیں اور تم کیوں ان باتوں پر اعتبار کرتے ہو تمہارے پاس قرآن موجود ہے جو صحیح روشنی ہے اور ہاتھوں پر ایمان لاؤ رسول عربی پر اور پیروی جس نے پیروی کی گویا اس نے خدا کی اطاعت کے دین کو جو اللہ کی رسی ہے مضبوط پکڑ لیا تو ان کو بھی لوگ ملاح پانے والے ہیں۔

یہ ایسے دلائل ہیں جن سے وہ مسیح کو ابن اللہ کہنے کے لئے تیار ہوئے۔ ان کے سامنے کئی مرتبہ پیش ہوئیں اور متعدد ت مسیح اور رفیع الی اللہ پر۔

د اللہ کمثل آدم سے توڑا کہ اگر کسی کا بلا باپ

ہونا خدائی کی دلیل ہے تو آدم کے ماں اور باپ دونوں ہی نہ تھے۔ اس لئے یہ حق تو آدم کو بد رجبہ اتم زیادہ پہنچتا ہے۔ پھر انہیں خدا کیوں نہیں کہتے۔

اور رفیع الی اللہ سے جا بجا تائید کرتے ہوئے یہ کہا کہ کسی کا آسمان پر رہنا اس کی خدائی کی قطعاً دلیل نہیں۔ وہاں بے شمار ملائکہ بھی تو رہتے ہیں۔ پھر انہیں خدا کیوں نہیں بتا لیتے اور جب کہ مسیح کو اور ملائکہ کو قطعاً عار نہیں اور وہ بندہ ہونے کو فخر یہ پسند کرتے ہیں تو تم انہیں خواہ مخواہ خدا کہنے والے کون، ارشاد ہوتا ہے۔ ”لن یستغفک المسیح این یکون عبد اللہ ولا المملکۃ المقربون“ یعنی فرشتے بھی تو مسیح کے ساتھ مقربین میں سے ہیں کہ تم انہیں بھی آسمان پر رہنے کی دلیل سے خدایا ابن اللہ کہنے کو تیار ہو۔

اللہ اللہ! کیسا شافی جواب ہے مرزا قادیانی کے اس سوال کا جو تحت میں درج کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات والا تبارک کو یہ پہلے ہی معلوم ہے کہ دجال و کذاب پھر یں لگائیں گے اور بہانے تلاش کریں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو بھی یہ وہم ہوا۔

”عیسائیوں نے خدا کے بیٹے ہونے کی ایک دلیل پیش کی کہ وہ بچہ باپ پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کی تردید کی۔ ”ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم“ پس ایسا ہی زندہ آسمان پر موجود ہونے کو عیسائی دلیل ابن اللہ ہونے کی قرار دیتے ہیں۔ اس کی مثال کیوں نہ دی۔

(ابلاغ الہین مرزا قادیانی کا آخری ہیکچر لاہور ص ۲۳، ملحوظات ج ۱ ص ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹)

آہ! مرزا قادیانی آپ کے سوال کا جواب چچا سحزی مدت ہوئی تمہاری پیدائش سے بہت پہلے دے چکے

مر نہ بیند بروز شہرہ چشم  
چشم آفتاب را چہ گناہ

”لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم..... یؤفکون (المائدہ)“

”بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح علیہ السلام نے کہا ہے اے بنی اسرائیل بندگی کرو۔ اللہ کی رب ہے میرا اور تمہارا بے شک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کوئی نہیں گنہگاروں کی مدد کرنے والا۔ بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک۔ حالانکہ کوئی معبود نہیں بجز ایک معبود کے اور اگر نہ باز آویں گے اس بات سے کہ کہتے ہیں تو بے شک پہنچے گا ان میں سے کفر پر

قائم رہنے والوں کو عذاب دردناک کیوں نہیں۔ توبہ کرتے اللہ کے آگے اور گناہ بخشواتے اس سے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔ نہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول، گذر چکے اس سے پہلے بہت رسول اور اس کی ماں ولی ہے۔ دونوں کھاتے تھے کھانا۔ دیکھ ہم کیسے بتلاتے ہیں ان کو پھر دیکھ کہاں وہ اٹے جارہے ہیں۔“

آیت متذکرہ بالا میں مولا کریم نے زبان فیض ترجمان سے یہ تعلیم امت کو بطور تنبیہ بیان فرمائی کہ اے امت خیر الایام خوب یاد رکھو کہ عقیدت و محبت سرکارِ مدینہ ﷺ میں غلو سے کام نہ لینا۔ یعنی حد تجاوز سے متجاوز نہ ہو جانا۔ کہیں یہ نہ کر بیٹھنا جس طرح کہ نصاریٰ نے کیا۔ بے شک وہ کافر ہوئے۔ جنہوں نے کہا کہ اللہ تو ہی مسیح ہی ہے جو مریم کا بیٹا تھا۔ حالانکہ مسیح کی تعلیم اس کے برعکس تھی۔ وہ تو بنی اسرائیل میں یہی منادی کرتے رہے کہ اے بنی اسرائیل معبود تمہارا اور میرا وہی وحدہ لا شریک ہے جو اپنی خدائی میں بڑا زبردست اور اکیلا ہے۔ نہ اسے کسی کی مدد کی ضرورت ہے اور نہ وہ کسی کا محتاج ہے۔ سن لو اور یاد رکھو جس کسی نے اس کا شریک بنایا۔ جیسا کہ کذاب قادیان کہتا ہے۔ ”الارض والسماء معک کما هو معی“ (تذکرہ) یعنی زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

”کلک ولا امرک“ (ایضاً) سب تیرے لئے ہیں اور تیرے حکم کے لئے۔

پس وہ کافر ہو گیا اور خوب یاد رکھو اور سن لو جس کسی نے بھی اس کا شریک بنایا تو اللہ نے جنت کو اس کے لئے حرام کر دیا۔ یعنی شرک قطعاً جنت میں نہ جائے گا۔

”ان الله لا یغفر ان یشرک“ اللہ تمام گناہ معاف کر دے گا اور نہ کرے گا تو شرک، پس جس نے شرک کیا۔ اس نے اپنا ٹھکانہ ہمیشہ کے لئے جہنم بنا لیا اور یہ بھی اچھی طرح سے سمجھ لو کہ مشرکین کی کوئی شفاعت نہ کر سکے گا۔ افسوس انہیں وہاں کوئی ساتھی و مددگار نہ ملے گا۔ بے شک وہ بھی کافر ہوئے۔ جنہوں نے کہا اللہ تین میں کا ایک ہے۔ جیسے نصاریٰ کا عقیدہ ہے یا نیم یہودی کہتے ہیں۔ حالانکہ سوائے اس ذاتِ باری کے کوئی دوسرا معبود نہیں۔ وہ واحد و یکتا ہے۔ وہ خالق و مالک ہے اور باقی تمام وہ رسول ہوں یا نبی، فرشتے ہوں یا ستارے سب مخلوق و مملوک ہیں۔ خبردار اس کی بادشاہی میں کسی دوسری کو شریک مت کہو۔ سب اس کے عزت دیئے ہوئے بندے اور غلام ہیں۔ او خدا کی بادشاہی میں شریک بنانے والو توبہ کرو توبہ کرو اور ایسے بد عقائد کو چھوڑ دو ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ غفور الرحیم اور بخشنے والا مہربان ہے۔ ہاں جو بد بخت اپنی بد بختی کو نہ چھوڑے اور پندرہ دہ سن لے کہ اس کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ جس میں وہ

یقیناً گرفتار رہے گا۔ خدا مگر رسول اللہ تھی اور غور کیجئے۔ پھر کس روشن دلیل سے فرمائی کہ وہ وہ بیان نہ فرما جاتا۔ مسیح تو مخلص من قہ ہے۔ اس نے کھایا کرتے تھے۔ تبصریح بیان میں کھایا کرتے خبر دیتا ہے۔ وہ فوت ہو گئی کے ساتھ شاہد ساتھ ان کی مریم تو بیچہ مریم اس آیت مذ کلون الطلع ہو تو اس یقینی آیت سے ظا خا کی زندہ۔ زندہ نہیں ہیں

توبہ کرتے اللہ کے آگے اور گناہ بخشواتے اس  
مریم کا بیٹا مگر رسول، گذر چکے اس سے پہلے بہت  
تھے کھانا۔ دیکھ ہم کیسے بتلاتے ہیں ان کو پھر دیکھ کہاں

نے زبان فیض ترجمان سے یہ تعلیم امت کو بطور تنبیہ  
کو کہ عقیدت و محبت سرکارِ مدینہ ﷺ میں غلو سے کام  
لیا یہ نہ کریں۔ جس طرح کہ نصاریٰ نے کیا۔ بے شک  
ہی ہے جو مریم کا بیٹا تھا۔ حالانکہ مسیح کی تعلیم اس کے  
تے رہے کہ اے بنی اسرائیل معبود تمہارا اور میرا وہی  
ت اور اکیلا ہے۔ نہ اسے کسی کی مدد کی ضرورت ہے  
کی نے اس کا شریک بنایا۔ جیسا کہ کذاب قادیان  
و معنی ”(تذکرہ) یعنی زمین و آسمان تیرے ساتھ

ب تیرے لئے ہیں اور تیرے حکم کے لئے۔  
رسن لو جس کسی نے بھی اس کا شریک بنایا تو اللہ نے  
عاجزت میں نہ جائے گا۔

ک ”اللہ تمام گناہ معاف کر دے گا اور نہ کرے گا تو  
کھانا ہمیشہ کے لئے جہنم بنا لیا اور یہ بھی اچھی طرح  
ا۔ افسوس انہیں وہاں کوئی ساتھی و مددگار نہ ملے گا۔  
مذہبن میں کا ایک ہے۔ جیسے نصاریٰ کا عقیدہ ہے یا  
ہاری کے کوئی دوسرا معبود نہیں۔ وہ واحد و یکتا ہے۔  
س یا نبی، فرشتے ہوں یا ستارے سب مخلوق و مملوک  
شریک مت کہو۔ سب اس کے عزت دیئے ہوئے  
ریک بنانے والو توبہ کرو توبہ کرو اور ایسے بدعتا کو  
رجیم اور جھٹنے والا سہرا مان ہے۔ ہاں جو بد بخت اپنی  
س کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ جس میں وہ

یقیناً گرفتار رہے گا۔ اس لئے توبہ کرو توبہ کرو اور ان بد اعتقادات کو چھوڑ دو اور نہیں ہے مریم کا بیٹا  
خدا۔ مگر رسول ہے اللہ کا اور گذر چکے مسیح سے پہلے بہت رسول اور ماں اس کی بھی خدا نہ تھی۔ بلکہ ولی  
اللہ تھی اور غور کرو خدا تو کھانے پینے سونے جاگنے سے بے نیاز ہے اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے  
تھے۔ پھر کس طرح خدا بن گئے۔ خدا تو کھانا پیتا نہیں۔ اے محمد ﷺ غور کرو کہ ہم نے کسی واضح اور  
روشن دلیل سے انہیں سمجھایا۔ مگر وہ الٹے جا رہے ہیں۔

غرضیکہ اس آیت کریمہ میں مسیح اور جتا بہ مریم کے خدا ہونے کی دلائل سے نفی بیان  
فرمائی کہ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اگر مسیح فوت ہو گئے ہوتے تو باری تعالیٰ کھانے کی دلیل  
بیان نہ فرماتے۔ بلکہ صاف کہہ دیا ہوتا کہ اللہ توحی و لایموت ہے اور اگر مسیح خدا ہوتا تو وہ کیوں مر  
جاتا۔ مسیح تو مر چکا پھر وہ کیسے خدا بن گیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اس آیت پر یہ اعتراض کیا ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۲۰۳، خزائن ج ۳ ص ۳۲۵) ”ما السميع ابن مريم الا رسول قد  
خلت من قبله الرسل و امه صديقه كانا يا كلان الطعام“ یعنی مسیح صرف ایک رسول  
ہے۔ اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے اور ماں اس کی صدیقہ ہے۔ جب وہ دونوں زندہ تھے تو طعام  
کھایا کرتے تھے۔ یہ آیت بھی صریح النص حضرت مسیح کی موت پر ہے۔ کیونکہ اس آیت میں  
تبصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم طعام نہیں کھاتے۔ ہاں کسی زمانے  
میں کھایا کرتے تھے۔ جیسا کہ کان کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے۔ جو حال کو چھوڑ کر گزشتہ زمانے کی  
خبر دیتا ہے۔ اب ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مریم اس وجہ سے طعام کھانے سے روکی گئی کہ  
وہ فوت ہو گئی اور چونکہ کان کے لفظ میں تشبیہ کا صیغہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حضرت مریم  
کے ساتھ شامل ہیں اور دونوں ایک ہی حکم کے نیچے شامل ہیں۔ لہذا حضرت مریم کی موت کے  
ساتھ ان کی موت بھی مانتی پڑی۔ کیونکہ آیت موصوفہ بالا میں ہرگز یہ بیان نہیں کیا گیا کہ حضرت  
مریم کو بوجہ موت طعام کھانے سے روکے گئے۔ لیکن حضرت ابن مریم کسی اور وجہ سے اور جب ہم  
اس آیت مذکورہ بالا کو اس دوسری آیت کے ساتھ ملا کر پڑھیں کہ ”ما جعلناهم جسداً لا یا  
كلون الطعام“ جس کے یہ معنی ہیں کہ کوئی ہم نے ایسا جسم نہیں بنایا کہ زندہ ہو۔ مگر کھانا نہ کھاتا  
ہو تو اس یقینی اور قطعی نتیجہ تک ہم پہنچ جائیں گے کہ فی الواقعہ حضرت مسیح فوت ہو گئے۔ کیونکہ پہلی  
آیت سے ثابت ہو گیا کہ اب وہ کھانا نہیں کھاتے اور دوسری آیت بتلا رہی ہے کہ جب تک یہ جسم  
خاک کی زندہ ہے طعام کھانا اس کے لئے ضروری ہے۔ اس سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب وہ  
زندہ نہیں ہیں۔ ”ایہا الناظرین غلام احمد القادیانی و زوجته نصرۃ بیگم

کانتا تکلان الطعام ومشتافی الارض“ یعنی اے ناظرین غلام احمد قادیانی اور نصرت بیگم بیوی اس کی طعام کھایا کرتے تھے اور زمین پر چلا کرتے تھے۔

اب مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرگئے اور بیوی اب تک (۱۹۳۵ء) زندہ ہے کیا وہ اب نہیں کھاتی یا زمین پر نہیں چلتی۔ مرزا قادیانی کے استدلال سے تو اس کو بھوکا مرنا چاہئے اور زمین پر نہیں چلنا چاہئے۔ کیونکہ غلام احمد نصرت بیگم کے ساتھ دونوں ایک ہی حکم کے نیچے شامل ہیں۔ لہذا غلام احمد نصرت بیگم کے ساتھ نصرت بیگم کی موت بھی مانی پڑی۔ کیونکہ فقرہ موصوفہ بالا میں ہرگز یہ بیان نہیں کیا گیا کہ غلام احمد تو بوجہ موت طعام کھانے سے روکا گیا۔ لیکن اس کی بیوی نصرت بیگم کسی اور وجہ سے کھاتی ہے اور جب ہم اس فقرے کو اس آیت شریف کے ساتھ پڑھتے ہیں تو یہ صاف کھل جاتا ہے کہ یہ شیطانی دوسو سے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے جیسا کہ یہ آیت بتلاتی ہے۔

”فاتخذہ عدوا انما يدعوا حزبه ليكونوا من اصحاب السعير“ یعنی شیطان تمہارا صریح دشمن ہے۔ پس تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ اپنے شیطانوں کو بلاتا ہے کہ تمہیں دوزخی بناوے۔

حضرات! آیت کریمہ محسبات دسباق کے آپ کے سامنے ہے۔ ہر دانا اور فہم مند اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اس میں سوائے ابن اللہ یا اللہ ہونے کی تردید کے اور کچھ نہیں۔ وہی نصاریٰ کے سوال ہیں۔ یعنی چونکہ مسیح بلا باپ کے پیدا ہوا۔ اس لئے خدا کا بیٹا ہے اور چونکہ وہ آسمان پر چلا گیا اس لئے وہ خدا ہے یا خدا کا بیٹا ہے۔ آیت موصوفہ میں اللہ تعالیٰ نے اس باطل خیال کی پرزور تردید کی اور ایک اور طریق سے ابن اللہ یا اللہ ہونے کا ابطال کیا۔ ارشاد ہوتا ہے مسیح تو اللہ کا رسول ہے۔ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے اور وہ خدا نہیں مگر رسول ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کھانے پینے سے بے نیاز ہے اور مسیح اور ان کی ماں تو کھانا کھاتے تھے اور جو کھانے پینے کا محتاج ہو وہ کس طرح خدا ہو سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے ترجمے میں غلت کے معنی موت کے کئے ہیں۔ یعنی ”قد خلت من قبلہ الرسل“ یعنی مسیح سے پہلے کے تمام رسول فوت ہو گئے۔ اول تو غلت کا ترجمہ موت کرنا جہالت و نادانی ہے۔ دوم مرزا قادیانی کی قلمی شہادت ہے کہ مسیح نزول قرآن کے وقت تک زندہ موجود تھے۔ کیونکہ آپ کا ترجمہ یہ صاف شہادت دیتا ہے کہ ان سے پہلے کے رسول فوت ہو گئے۔ مرزا قادیانی کا غلت کے معنی موت کرنا کسی حالت میں جائز نہیں۔ اس لئے کہ دوسری آیات اس کی پرزور تردید کرتی ہیں۔ مثلاً ”واذا اخلوا الی“

شیطینہم قالوا

ترجمہ یہ ہوگا اور جب وہ صرف ان سے مذاق کرے۔

ارسلناک فی امۃ

ایک امت میں ہو چکی

آپ کے پہلے کی تمام امتیں

معلوم ہوا کہ غلت کا ترجمہ

ہے۔ ”سنة الله التمر

اب کیا کذاب العصر کے

ہی بیسویں آیات ہیں۔

کرتی ہیں کہ مرزا قادیانی

ہے۔ اب سوال یہ ہوتا

ہیں۔ اول یہ کہ ساون

ہوئے تھے۔ اس لئے

آیا۔ جس کا نا جائز فائدہ

(ازالہ دوام)

الرسول افسان مات

پہلے سب نبی فوت ہوئے

کوئی نقص لازم آئے گا

لئے زندہ رہنا ضروری

ظاہر ہے کہ اگر مسیح ابن

ناظرین!

تا کہ دجال اکبر کی دجال

فوائد: واقف

صفوف درست کرنے

اسلام کے عقب پر

یعنی اے ناظرین غلام احمد قادیانی اور نصرت کرتے تھے۔

در بیوی اب تک (۱۹۳۵ء) زندہ ہے کیا وہ لے استدلال سے تو اس کو بھوکا مرنا چاہئے اور کے ساتھ دونوں ایک ہی حکم کے نیچے شامل کی موت بھی مانتی پڑی۔ کیونکہ فقرہ موصوفہ موت طعام کھانے سے روکا گیا۔ لیکن اس کی م اس فقرے کو اس آیت شریف کے ساتھ دوسے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے

لیکونوا من اصحاب السعیر“ یعنی مجھو وہ اپنے شیطانوں کو بلاتا ہے کہ تمہیں

آپ کے سامنے ہے۔ ہر دانا اور عقلمند اچھی نے کی تردید کے اور کچھ نہیں۔ وہی نصاریٰ لئے خدا کا بیٹا ہے اور چونکہ وہ آسمان پر چلا میں اللہ تعالیٰ نے اس باطل خیال کی پرزور بطلان کیا۔ ارشاد ہوتا ہے صبح تو اللہ کا رسول خدا نہیں مگر رسول ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی س تو کھانا کھاتے تھے اور جو کھانے پینے کا اپنے ترجمے میں غلت کے معنی موت کے صبح سے پہلے کے تمام رسول فوت ہو گئے۔ دوم مرزا قادیانی کی قلمی شہادت ہے کہ صبح کا ترجمہ یہ صاف شہادت دیتا ہے کہ ان کے معنی موت کرنا کسی حالت میں جائز ہیں۔ مثلاً ”واذا اخلوا السی

شیطینہم قالوا انما معکم انما نحن مستهزؤن“ اب مرزا قادیانی کی رو سے اس کا ترجمہ یہ ہوگا اور جب وہ مرتے ہیں شیاطین کی طرف تو کہتے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ان سے مذاق کرتے تھے۔ اب کیا یہ ترجمہ صحیح ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہی ”کذلک ارسلناک فی امة قد خلت من قبلہا امم“ یعنی اے محمد ﷺ اسی طرح بھیجا ہم نے تجھ کو ایک امت میں ہو چکی اس سے پیشتر امتیں۔ اب کیا اس کے معنی یہ لئے جائیں کہ اے محمد ﷺ آپ کے پہلے کی تمام امتیں مر گئیں۔ حالانکہ کلام مجید ”یا اهل الکتاب“ نکار رہا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ غلت کا ترجمہ موت نہیں بلکہ گذرنا یا خالی کرنا ہے۔ ایسا ہی سورۃ فتح میں ارشاد ہوتا ہے۔ ”سنة الله التی قد خلت من قبل“ یعنی عادت اللہ کی جو گذری ہے پہلے اس سے اب کیا کذاب العصر کے مطابق اس کا ترجمہ کریں کہ عادت اللہ کی جو مر گئی ہے پہلے اس سے ایسا ہی بیسویں آیات ہیں۔ جو مرزا قادیانی کے اس نظریے کی پرزور تردید کرتی ہوئی بانگ دہل اعلان کرتی ہیں کہ مرزا قادیانی کی دجالیت کو نہ دیکھئے۔ ترجمہ وہی صحیح ہے۔ جو تو اتر قومی سے چلا آتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے غلت کا ترجمہ موت کیوں کیا۔ اس کے دو وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ سادوں کے اندھے کو ہر یاد دل ہی سوچتی ہے۔ وہ چونکہ جناب صبح کو مارنے پر تلے ہوئے تھے۔ اس لئے انہیں موت ہی موت نظر آتی تھی اور دوم یہ کہ ایک دوسری آیت میں غلت آیا۔ جس کا ناجائز فائدہ آپ اٹھانا چاہتے تھے سو غور سے سنئے۔

(ازالہ ابہام ص ۶۰۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۷) ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افسان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم یعنی محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں۔ ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ اب کیا اگر وہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو ان کی نبوت میں کوئی نقص لازم آئے گا۔ جس کی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ۔ اس آیت کا ما حاصل یہ ہے کہ اگر نبی کے لئے زندہ رہنا ضروری ہے تو کوئی ایسا نبی پہلے نبیوں میں سے پیش کر دو جو آج تک زندہ موجود ہے اور ظاہر ہے کہ اگر صبح ابن مریم زندہ ہے تو پھر یہ دلیل جو خدا تعالیٰ نے پیش کی صحیح نہیں ہوگی۔“

ناظرین! اب اس آیت کریمہ کا شان نزول آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ دجال اکبر کی دجالیت اظہر من الشمس ہو جائے۔ پس غور سے سنئے۔

فوائد: واقعہ یہ ہے کہ احد میں نبی کریم ﷺ نے بنفس نفیس نقشہ جنگ قائم کیا۔ تمام صفوف درست کرنے کے بعد پہاڑ کا ایک درہ باقی رہ گیا۔ جہاں سے اندیشہ تھا کہ دشمن لشکر اسلام کے عقب پر حملہ آور ہو جائے۔ اس پر آپ نے پچاس تیر اندازوں کو جس کے سردار

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ تھے مامور فرما کر تائید کر دی کہ ہم خواہ کسی حالت میں ہوں تم یہاں سے مت ٹلنا۔ مسلمان غالب ہوں یا مغلوب۔ حتیٰ کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ان کا گوشت فوج کرکھا رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ مت چھوڑنا۔ ”وانسا لن نزال غالبین ماتبتکم مکانکم“ (بنوئی) ہم برابر اس وقت تک غالب رہیں گے جب تک تم اپنی جگہ پر قائم رہو گے۔ الغرض فوج کو پوری ہدایت دینے کے بعد جنگ شروع کی گئی۔ میدان کارزار گرم تھا۔ غازیان اسلام بڑھ بڑھ کر جو ہر شجاعت دکھا رہے تھے۔ ابودجانہؓ علی مرتضیٰؓ اور دوسرے مجاہدین کی بسالت و بے جگری کے سامنے مشرکین کی کمریں ٹوٹ چکیں تھیں۔ ان کو راہ فرار کے سوا اب کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ کفار کو شکست فاش ہوئی وہ بدحواس ہو کر بھاگے ان کی عورتیں جو غیرت دلانے کو آئی تھیں پانچے چڑھا کر ادھر ادھر بھاگتی نظر آئیں۔ مجاہدین نے مال غنیمت پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ منظر تیر اندازوں نے دیکھا تو سمجھے کہ اب فتح کامل ہو چکی۔ دشمن بھاگ رہا ہے۔ یہاں بیکار ٹھہرنا کیا ضروری ہے۔ چل کر دشمن کا تعاقب کریں اور غنیمت میں حصہ لیں۔ عبداللہ بن جبیرؓ نے رسول اللہؐ کا ارشاد ان کو یاد دلایا۔ وہ سمجھے کہ آپؐ کے ارشاد کا اصلی منشاء ہم پورا کر چکے ہیں۔ یہاں ٹھہرنے کی حاجت نہیں۔ یہ خیال کر کے سب غنیمت پر جا پڑے۔ صرف عبداللہ بن جبیرؓ اور ان کے گیارہاں ساتھ درہ کی حفاظت پر باقی رہ گئے۔ مشرکین کے سواروں کا سالار خالد بن ولید کے زیرِ کمان تھا جو اس وقت تک حضرت اور رضی اللہ عنہ نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے پلٹ کر درہ کی طرف سے حملہ کر دیا۔ دس بارہ تیز انداز ڈھائی سو سواروں کی یلغار کو کہاں روک سکتے تھے۔ تاہم عبداللہ بن جبیرؓ اور ان کے رفقاء نے مدافعت میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا اور اسی میں جان دے دی۔ مسلمان مجاہدین اپنے عقب سے مطمئن تھے کہ ناگہاں مشرکین کا سالار ان کے سروں پر جا پہنچا اور سامنے سے مشرکین کی فوج جو بھاگی جا رہی تھی پیچھے پلٹ پڑی۔ مسلمان دونوں طرف سے گھر گئے اور بہت زور کا رن پڑا۔ کتنے ہی مسلمان شہید اور زخمی ہوئے۔ اسی افراتفری میں ابنِ قمریہؓ نے ایک بھاری پتھر حضور نبی کریمؐ پر پھینکا جس سے دندان مبارک شہید اور چہرہ انور زخمی ہوا۔ ابنِ قمریہؓ نے چاہا کہ آپؐ کو قتل کرے۔ مگر مصعب بن عمیرؓ نے جن کے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا تھا مدافعت کی۔ حضور نبی کریمؐ زخم کی شدت سے زمین پر گرے کسی شیطان نے آواز لگادی کہ آپؐ قتل کر دیئے گئے۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں کے ہوش خطا ہو گئے اور پاؤں اکٹڑ گئے۔ بعض مسلمان ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ بعض ضعفاء کو خیال ہوا کہ مشرکین کے سردار ابوسفیان سے

امن حاصل کریں۔ بعض منافقین کہنے لگے مذہب میں واپس چلا جانا چاہئے۔ اگر محمدؐ مقتول ہو گئے تو رب محمدؐ کو مقتول نہیں جس چیز پر آپؐ قتل ہوئے تم بھی پر تم بھی جان دے دو۔ یہ کہہ کر آگے اثناء میں حضورؐ نے آواز دی ”اللہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ کعب بن مالک بشارت حاصل کرو رسول اللہؐ یہاں ہو گئے۔ تیس صحابہ کرامؓ نے آپؐ کو قتل کر دیا اسی موقع پر سعد بن ابی وقاصؓ دھکلائیں۔ آخر مشرکین میدان چھوڑ گئے۔ ”و ما محمد الا رسول قد خذ ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے کتنے سنبھالا اور جان و مال فدا کر کے قائم کئے اس وقت نہ سہی اگر کسی وقت آپؐ خدمت و حفاظت کے راستہ سے اٹھ جیسے اس وقت محض خبر قتل سن کر بہت کے موافق الیعاذ باللہ میرے بعد دیر کرے گا۔ خدایا کیا تو اپنا ہی نقصان کرے گا۔ خدایا کرو اگر اس نے اپنے دین کی خدمت منت منہ منت شائشا اور شکر یہی ہے کہ ہم پیشہ میں اشارہ لگتا ہے حضرتؐ کی گئے ان کو بڑا ثواب ہے۔ اسی طرح مسلمان کیا اور بعض مارے گئے۔

امن حاصل کریں۔ بعض منافقین کہنے لگے جب محمد قتل کر دیئے گئے تو اسلام چھوڑ کر اپنے قدیم مذہب میں واپس چلا جانا چاہئے۔ اس وقت انس بن مالکؓ کے چچا انس بن الحضرت نے کہا کہ اگر محمد مقتول ہو گئے تو رب محمدؐ کو مقتول نہیں ہوا۔ حضور ﷺ کے بعد تمہارا زندہ رہنا کس کام کا ہے۔ جس چیز پر آپ ﷺ قتل ہوئے تم بھی اسی پر کٹ مرو اور جس پر آپ ﷺ نے جان دی ہے اسی پر تم بھی جان دے دو۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے حملہ کیا۔ لڑے اور مارے گئے۔ رضی اللہ عنہ! اسی اثناء میں حضور ﷺ نے آواز دی ”السی عباد اللہ اننا رسول اللہ“ اللہ کے بندو ادھر آؤ۔ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ کعب بن مالکؓ آپ ﷺ کو پہچان کر چلائے یا معشر المسلمین مسلمانو بشارت حاصل کرو رسول اللہ یہاں موجود ہیں۔ آواز کا سنتا تھا کہ مسلمان ادھر ہی سٹنا شروع ہو گئے۔ تیس صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے قریب ہو کر مدافعت کی اور مشرکین کی فوج کو منتشر کر دیا اسی موقع پر سعد بن ابی وقاصؓ، طلحہ ابوطحہؓ اور قتادہ بن العثمان وغیرہ نے بڑی جانبازیاں دکھلائیں۔ آخر مشرکین میدان چھوڑ کر چلے جانے پر مجبور ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئے ”و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل“ یعنی محمد ﷺ بھی آخر خدا تو نہیں ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے کتنے رسول گزر چکے ہیں۔ جن کے بعد ان کے قبیحین نے دین کو سنبھالا اور جان و مال فدا کر کے قائم رکھا۔ آپ ﷺ کا اس دنیا سے گزرنے کا بھی کچھ اچھا نہیں۔ اس وقت نہ سہی اگر کسی وقت آپ ﷺ کی وفات ہو گئی یا شہید کر دیئے گئے تو کیا تم دین کی خدمت و حفاظت کے راستہ سے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دو گے۔ جیسے اس وقت محض خبر قتل سن کر بہت سے لوگ حوصلہ چھوڑ بیٹھنے لگے تھے یا منافقین کے مشورے کے موافق الیعاذ باللہ میرے بعد دین کو خبر باد کہہ دو گے۔ تم سے ایسی امید ہرگز نہیں اور کسی نے ایسا کیا تو اپنا ہی نقصان کرے گا۔ خدا کا کیا بازو سکتا ہے۔ وہ تمہاری مدد کا محتاج نہیں۔ بلکہ تم شکر کرو اگر اس نے اپنے دین کی خدمت میں لگا لیا:

منت منہ کہ خدمت سلطان ہی کنم

منت شاش از دکہ بخد مت گزاشت

اور شکر یہی ہے کہ ہم پیش از پیش خدمت دین میں مضبوط اور ثابت قدم ہوں۔ اس میں اشارہ نکلتا ہے حضرت ﷺ کی وفات پر بعض لوگ دین سے پھر جائیں گے اور جو قائم رہیں گے ان کو بڑا ثواب ہے۔ اسی طرح ہوا کہ بہت سے لوگ مرتد ہوئے۔ صدیق اکبرؓ نے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعض مارے گئے۔

کہ ہم خواہ کسی حالت میں ہوں تم یہاں سے تم دیکھو کہ پرندے ان کا گوشت نوچ کر کھا فزال غالبین ماتبتکم مکانکم“ ب تک تم اپنی جگہ پر قائم رہو گے۔ الغرض مٹی۔ میدان کا رزار گرم تھا۔ غازیان اسلام مرتضیٰؓ اور دوسرے مجاہدین کی بسالت و بے ان کو راہ فرار کے سوا اب کوئی راستہ نظر نہ سست فاش ہوئی وہ بدحواس ہو کر بھاگے ان لرا دھر ادھر بھاگتی نظر آئیں۔ مجاہدین نے زوں نے دیکھا تو سمجھے کہ اب فتح کامل وری ہے۔ چل کر دشمن کا تعاقب کریں اور ﷺ کا ارشاد ان کو یاد دلایا۔ وہ سمجھے کہ یہاں ٹھہرنے کی حاجت نہیں۔ یہ خیال برادران کے گیاراں ساتھ درہ کی حفاظت ن ولید کے زیرِ کمان تھا جو اس وقت تک پلٹ کر درہ کی طرف سے حملہ کر دیا۔ دس کتے تھے۔ تاہم عبد اللہ بن جبیرؓ اور ان کے یں جان دے دی۔ مسلمان مجاہدین اپنے کے سروں پر جا پہنچا اور سامنے سے مشرکین دونوں طرف سے گھر گئے اور بہت زور کا راقری میں ابن قمیہؓ نے ایک بھاری پتھر ید اور چہرہ انور زخمی ہوا۔ ابن قمیہؓ نے چاہا کے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا تھا مدافعت کرے کسی شیطان نے آواز لگا دی کہ وں خطا ہو گئے اور پاؤں اکھڑ گئے۔ بعض ل ہوا کہ مشرکین کے سردار ابوسفیان سے



تنبیہ: قد غلت من قبلہ الرسل میں غلت خلو سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہو چکنے، گزرنے اور چھوڑ کر چلے جانے کے ہیں۔ اس کے لئے موت لازم نہیں۔ جیسے فرمایا ”واذا لقوكم قالوا آمنا واذنا عضوا علیکم الانامل“ یعنی جب تمہیں چھوڑ کر علیحدہ ہوتے ہیں۔ نیز الرسل میں لام استغراق نہیں۔ لام جنس ہے۔ کیونکہ اثبات مدعا میں استغراق کو کوئی دخل نہیں۔ بحیثہ اسی قسم کا جملہ حضرت مسیح کی نسبت فرمایا ”ال مسیح بن مریم الارسل قد من قبلہ الرسل“ کیا لام استغراق لے کر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ تمام پیامبر مسیح سے پہلے گزر چکے۔ کوئی ان کے بعد آنے والا نہ رہا۔ لامحالہ لام جنس لینا ہوگا۔ وہی یہاں لیا جائے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کے مصنف اور ابن عباس کی قرأت میں الرسل نہیں رسل مکرہ ہے۔ باقی خلوی تفصیل صرف موت یا قتل کا ذکر اس لئے کیا کہ موت طبعی ہر حال آنے والی ہے اور قتل کی خبر اس وقت مشہور کی گئی تھی اور چونکہ صورت موت کا وقوع میں آنا مقدر تھا۔ اس لئے اس کو قتل پر مقدم کیا گیا۔ ابوبکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد جب صحابہ کے مجمع میں یہ پوری آیت الشاکرین تک بلکہ آیت انک میت وانہم میتون بھی پڑھی تو لوگ قد غلت اور افائن مات اور انک میت سے خلوا اور موت کے جواز و عدم استبعاد پر متنبہ ہو گئے جو صدیق اکبرؓ کی غرض تھی۔ موت کے واقعہ ہو چکنے پر نہ صدیق اکبرؓ نے اس سے استدلال کیا نہ کسی اور نے سمجھا۔ اگر یہ الفاظ موت واقع ہو چکنے کی خبر دیتے تو چاہئے تھا کہ نزول آیت کے وقت یعنی وفات سے سات برس پہلے ہی سمجھ لیا جاتا کہ آپ ﷺ کی وفات ہو چکی ہے۔ اس تقریر سے بعض محرفین کی سب تحریفات ہباء منشور ہو جاتی ہیں۔ بخوف تطویل ہم زیادہ بسط نہیں کر سکتے۔ اہل علم کے لئے اشارے کر دیئے ہیں۔

ناظرین! مرزا قادیانی بڑے ہی ایماندار واقعہ ہوئے ہیں۔ خواہ مخواہ مغالطہ دہی گویا آپ کی گھٹی میں پڑی ہے۔ اونٹ رے اونٹ تیری کوئی کل سیدھی۔ اب دیکھئے آیت یر بحث کا حاصل یہ بتاتے ہیں کہ اگر نبی کے لئے زندہ رہنا ضروری ہے تو انبیاء سابقین سے کوئی ایسا نبی پیش کر دو جو آج تک زندہ موجود ہو اور فیصلہ یہ دیا کہ اگر مسیح ابن مریم زندہ ہے تو خدا جھوٹ بولتا ہے۔ بھلے مانس سے کوئی پوچھے آخر تم ہو کون معارف قرآن ڈیک مارنے سے نہیں آتے۔ معارف تو تم کیا بیان کرو گے تمہیں تو سیدھی بات بھی الٹی معلوم ہوتی ہے۔ سچ ہے سادہ کے اندھے کو ہر یاد الہی سوچتی ہے۔ گئے گزرے ایمان سے کہو یہ حاصل جو تم نے نکالا ہے:

۱..... نبی کے

۲..... خدانے

شرم کرو اور باز آؤ۔

الارسل کا صحیح ترجمہ جو شارح

رہیت کے زروں سے زیادہ اقوال

سوائے مت کے کہیں اور کچھ نظر

موت، کبھی تو فی سے موت، کبھی

اودھم مچا رکھا ہے۔ تمام زندگی دہ

سیاہ کار

لکھتے لکھتے ہاتھ تھک

دینا تو کیا دامن کی ہوا دیکھنا بھی

اور مسیح زندہ آسمان پر موجود ہے

میں نزول کرے گا اور مرزا قادیانی

میں مسیح موعود نہیں ہوں

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خر)

صاحبان میری معروضیات کو متوجہ

کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹے

یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے

کر دیا تھا۔ جس کو شائع کرنے

نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں

بلکہ میری طرف سے عرصہ سات

حضرت عیسیٰ کے بعض روحانی

فطرت میں بھی رکھے ہیں۔“

مسیح موعود نہیں ہوں صرف

(توضیح المرام ص ۸۰، خر)

۱..... نبی کے لئے ہمیشہ کی زندگی اور اس کی مثال۔

۲..... خدا نے کب ہمیشہ رہنے کی دلیل پیش کر کے غلط کہا۔

شرم کرو اور باز آؤ۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں وہ مرزا قادیانی کی زبان میں۔ واما محمد الارسل کا صحیح ترجمہ جو شارع علیہ السلام تابعین تبع تابعین نے سمجھا اور جس کے صحیح ہونے پر ریت کے زروں سے زیادہ اقوال الرجال موجود ہیں وہ وہی ہے جو تفصیلاً بیان ہو چکا۔ مگر جنہیں تو سوائے مت کے کہیں اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ سوتے موت، جاگتے موت، اٹھتے موت، بیٹھتے موت، کبھی تونی سے موت، کبھی رفع سے موت، کبھی خلعت سے موت، کبھی حیات سے موت، یہ کیا اودھم مچا رکھا ہے۔ تمام زندگی دجل بنانے اور دھوکہ دینے میں بسر ہوئی:

سیاہ کاری میں کھودی سب سیاہی سر کے بالوں کی

لکھتے لکھتے ہاتھ تھک گئے اور قلم گھس گیا۔ اگلے ورق سیاہ ہوئے۔ مگر جناب مسیح کو مار دینا تو کیا دامن کی ہوا دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا۔ اے بسا آرزو کہ خاک شد۔ مرزا قادیانی تو چل بسا اور مسیح زندہ آسمان پر موجود ہے اور انشاء اللہ! وہ جب پروردگار کی مشیت میں ہوگا قرب قیامت میں نزول کرے گا اور مرزا قادیانی کو بھی اس پر یقین ہے۔ جیسا کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ:

میں مسیح موعود نہیں ہوں

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) ”اے برادران دین و علمائے شرح متین آپ صاحبان میری معروضیات کو متوجہ ہو کر سنیں۔ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا۔ بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر براہین احمدیہ میں کئی مقام پر بتصریح درج کر دیا تھا۔ جس کو شائع کرنے پر سات سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ میں نے یہ ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام مجھ پر لگا دے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل ہوں۔ یعنی حضرت عیسیٰ کے بعض روحانی خواص اور طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔“

مسیح موعود نہیں ہوں صرف مسلمان ہوں

(توضیح الہام ص ۱۸، ۱۷، خزائن ج ۳ ص ۶۰، ۵۹) ”اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مسیح کا مثیل

ظلو سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہو چکنے،

لئے موت لازم نہیں۔ جیسے فرمایا ”واذا

امل“، یعنی جب تمہیں چھوڑ کر علیحدہ ہوتے

۔ کیونکہ انباط مدعا میں استغراق کو کوئی دخل

نہیں۔ مسیح بن مریم الارسل قد من

یہ ہوں گے کہ تمام پیامبر مسیح سے پہلے گزر

ہونا ہوگا۔ وہی یہاں لیا جائے۔ اس کی تائید

عجاس کی قرأت میں الارسل نہیں رسل مکرہ

کیا کہ موت طبعی ہر حال آنے والی ہے اور

ت کا وقوع میں آنا مقدر تھا۔ اس لئے اس کو

ت کے بعد جب صحابہ کے مجمع میں یہ پوری

بنفون بھی پڑھی تو لوگ قد خلعت اور افائن

نہاد پر متغیب ہو گئے جو صدیق اکبرؓ کی غرض

سے استدلال کیا نہ کسی اور نے سمجھا۔ اگر یہ

آیت کے وقت یعنی وفات سے سات

ہے۔ اس تقریر سے بعض عرفین کی سب

یادہ بطل نہیں کر سکتے۔ اہل علم کے لئے

تہ ہوئے ہیں۔ خواہ مخواہ مغالطہ وہی گویا

اکل سیدی۔ اب دیکھئے آیت پر بحث کا

ہے تو انبیاء سابقین سے کوئی ایسا نبی پیش

ن مریم زندہ ہے تو خدا جھوٹ بولتا ہے۔

یک مارنے سے نہیں آتے۔ معارف تو

تی ہے۔ سچ ہے سادوں کے اندھے کو ہر

جو تم نے نکالا ہے:

مبھی نبی ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول تو جواب یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولا نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔“

میں مسیح موعود نہیں ہوں بلکہ مجدد وقت ہوں

(تلخ رسالت ج ۱ ص ۱۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۴) ”اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔“

مسیح موعود کے آنے کا انکار

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۸) ”میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو اور شاید یہ پیش گوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر اس پر جتنی ہوں اور شاید سچ و حقیقت میں کوئی مسیح نازل ہو۔“

میں تو کرشن رو در گوپال ہوں

(تجربہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱) ”ہر ایک نبی کا نام مجھے دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رو در گوپال بھی کہتے ہیں۔ یعنی فناء کرنے والا اور پرورش کرنے والا۔ اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ آریہ قوم کے لوگ ان دنوں کرشن کا انتظار کرتے تھے وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار مجھ پر ظاہر کیا جو کرشن آخری زمانہ میں ہونے والا تھا۔ وہ تو ہی ہے، آریوں کا بادشاہ۔“ (ہت تیرے کی)

(چشمہ معرفت ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۲) ”ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا۔ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گذرے ہیں اور فرمایا ”کان فی الہند نبی اسود اللون اسمہ کاهنا“ یعنی ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا مہن تھا۔ یعنی گھنیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔“

مسیح ابن مریم آسمان سے نازل  
”یہ عاجز بار بار یہی کہتا

آیا۔ بلکہ میں بھی تم سے اور تمہاری شریف اور کوئی دوسری کتاب نہیں۔ اور بجز جناب ختم المرسلین احمد عربیؑ

بہر وی کریں۔ یاد دہروں سے کرنا میں ایمان لانا جس کی الہام الہی والہام غلط ہے جو کچھ مجھے ہو رہا ہے

اس میں کیا حرج ہے۔ کیا اس نے پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری زندگی ماشاں اور چشم ماروٹن ہے۔ ہمارا گرو

مندرجہ بالا مضامین کو سیمالی حالت کا ایک بے قرار نقشہ چیتے، کبھی کیڑ ہیں تو کبھی کوا۔

اذاک

سیہد

یعنی جب کو کسی قوم کا را کہاں نبی، کہاں مجدد

نہ دیکھا اور وہ مفت میں بدنام ہو تدا میر اختیار کرتے ہیں۔ جب کبھی

رنگ چوکھا آتا ہے۔ بس بیٹے بیٹے رو کیا مکاشفات ستیا ناسی کر جائیں

ہے اور کچھ دماغ ہی عیاشی عطاء نہیں رہتا کہ پیچھے کیا کہہ آئے او (جگ مقدس ص ۷، خزائن ج ۲۶ ص ۹۹)

اؤل تو جواب بھی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے  
بلکہ صاف طور پر بھی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا  
پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے  
گا۔“

ہوں

رات ج ۳ ص ۲۳) ”اور مصنف کو اس بات کا بھی علم  
طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات

اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا کہ شاید  
جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر  
سج نازل ہو۔“

۵۲۱ ص ۵۲۱) ”ہر ایک نبی کا نام مجھے دیا گیا ہے۔  
را ہے جس کو درود و گوپال بھی کہتے ہیں۔ یعنی فنا  
نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ آریہ قوم کے لوگ ان  
ی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں  
ن آخری زمانہ میں ہونے والا تھا۔ وہ تو ہی ہے،

۳۸۲) ”ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے  
نے یہی فرمایا۔ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی  
اسود اللون اسمہ کاہنا“ یعنی ہندوستان  
کاہن تھا۔ یعنی گھنیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔“

## سج ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے

”یہ عاجز بار بار یہی کہتا ہے کہ اے بھائیو! میں کوئی نیا دین یا کوئی نئی تعلیم لے کر نہیں  
آیا۔ بلکہ میں بھی تم سے اور تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں اور ہم مسلمانوں کے لئے بجز قرآن  
شریف اور کوئی دوسری کتاب نہیں۔ جس پر عمل کریں یا عمل کرنے کے لئے دوسروں کو ہدایت دیں  
اور بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی ﷺ کے اور کوئی ہمارے لئے ہادی اور مقتدا نہیں۔ جس کی ہم  
پیروی کریں۔ یا دوسروں سے کرانا چاہیں تو پھر ایک متدین مسلمان کے لئے میرے اس دعوے  
میں ایمان لانا جس کی الہام الہی پر بنیاد ہے کوئی اندیشہ کی جگہ نہیں۔ اگر بفرض محال میرا یہ کشف  
والہام غلط ہے جو کچھ مجھے ہو رہا ہے اور اس کے سمجھنے میں میں نے دھوکہ کھایا ہے تو ماننے والے کا  
اس میں کیا حرج ہے۔ کیا اس نے کوئی ایسی بات مان لی جس کی وجہ سے اس کے دین میں کوئی رخنہ  
پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری زندگی میں سچ سچ حضرت مسیح ابن مریم ہی آسمان سے اتر آئے تو دل  
ماشا اور چشم مارو شن ہے۔ ہمارا گروہ سب سے پہلے اسے قبول کر لے گا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۸۲، خزائن ج ۳ ص ۱۸۷، ۱۸۸)

مندرجہ بالا مضامین کو چیتان مرزا کہنا زیادہ موزوں ہے۔ بہر حال مرزا قادیانی کی  
سیمانی حالت کا ایک بے قرار نقشہ ہے۔ جسے کسی صورت میں قرار ہی نہیں کبھی وہ شیر ہیں تو کبھی  
چیتے، کبھی کینڈر ہیں تو کبھی کوا۔

اذا كان الغراب دليل قوم

سيهد بهم طريق الهالكين

یعنی جب کو اسی قوم کا راہنما ہوگا تو یقیناً سوائے ہلاکت کے کسی نیک راستہ پر نہ چلا سکے گا۔  
کہاں نبی، کہاں محدث، کہاں مجدد اور کہاں کرشن۔ بخدا اگر گٹ کو رنگ بدلتے یوں  
نہ دیکھا اور وہ مفت میں بدنام ہوئی۔ یہاں تو بہر و پیوں کی بھی توبہ ہے۔ وہ بیچارے بھی بیسوں  
تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ تب کہیں محنت ٹھکانے لگتی ہے اور یہاں تو ہنگ لگتی ہے نہ پھٹکری اور  
رنگ چوکھا آتا ہے۔ بس بیٹے بیٹھے جو چاہیں بن جائیں اور جو چاہیں کہہ دیں اور تائید میں الہام  
رویا مکاشفات ستیاسی کر جائیں بس چھٹی ہوئی۔ ایک بات ہو تو کچھ کہیں یہاں ہر چیز ہی نرالی  
ہے اور کچھ دماغ ہی عیاشی عطاء ہوا ہے اور حافظہ نہایت کمزور اور لسیان کا زور ہے۔ آپ کو یہ یاد  
نہیں رہتا کہ پیچھے کیا کہہ آئے اور اب کیا کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ آیت موصوفہ کا ترجمہ آپ نے  
(جنگ مقدس ص ۷، خزائن ج ۶ ص ۸۹) میں یہ کیا۔

”قد خلت من قبلہ الرسل اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے“ اور الرسل سے تمام رسول مراد لینا یہ بھی بعد میں خیال آیا۔ ورنہ جب تک توازن دماغ صحیح تھا تب تو وہ ہی صحیح ترجمہ کرتے تھے۔ جو تو اتر قومی سے چلا آتا ہے۔ مثلاً (شہادت القرآن ص ۳۳، خزائن ج ۶ ص ۳۳۰) پر آیت ”ولقد آتینا موسیٰ الكتاب وقفینا من بعده بالرسل“ کئی رسول کیا ہے۔

ایسا ہی مولوی نور دین تمہارے خلیفہ اول نے فصل الخطاب جلد اول ص ۲۵ حاشیہ پر ”اذا جاتہم الرسل“ کا ترجمہ جب آئے ان کے پاس رسولوں سے کئی ایک ”کیا سب رسول آگئے تھے۔ پھر تو مرزا کو بھی لاین۔ کلیئر ہوا ہوگا اور وہ دجال کے گدھے پر (ریل) سیکنڈ کلاس کے ریزرو ڈبے میں آیا ہوگا۔ ایسا ہی تمہارے بڑے بھائیوں کی مخصوص عادت بیان ہوتی ہے۔ ”ویقتلون النبین بغیر حق (بقرہ: ۶۱)“ ”کیا سب نبی قتل کر دیئے گئے تھے۔ لا محالہ ماننا پڑے گا کہ ”ال“ استغراق کا نہیں جنس کا ہے۔ ایسا ہی خلت کا ترجمہ موت کرنا جہالت و نادانی ہے۔ اس لئے کہ کلام مجید کی بلاغت پر وہبہ آتا ہے۔ مثلاً کفار عذاب کے اترنے کا جلد تقاضہ کرتے تھے۔ ارشاد ہوا ”وقد خلت من قبلہم المثلث (الرعد: ۶)“ شک کیوں کرتے ہو اس سے پہلے عذاب کی بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں۔ اب تمہارے منشاء کے مطابق اس کا ترجمہ کریں کہ اس سے پہلے عذاب کی بہت سی مثالیں مرچکی ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے ہرگز نہیں۔

مرزا! ایمان سے کہو یہ کیا بات ہے کہ آیت ”ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (مائتہ: ۷۵)“ سے تم مسیح کی موت نکال لیتے ہو اور ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران: ۱۴۴)“ سے جناب نبی کریم ﷺ کی حیات سمجھ لیتے ہو۔ حالانکہ دونوں آیتیں آپ پر اتریں اور دونوں میں صرف نام مسیح اور محمد ﷺ کا فرق ہے۔ جو یقیناً کہہ رہی ہیں کہ دونوں زندہ ہیں۔ اس لئے کہ دونوں حضور ﷺ کی زندگی میں نازل ہوئیں۔ یہ کیا وجہ ہے کہ ایک کے معنی موت اور دوسری کے معنی حیات سمجھے جائیں۔ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ فرقان حمید سے یہ آیت مٹ جائے اور اگر ایسا کرنا محال ہے تو خود مٹ جاوے یا یہ ناپاک خیال چھوڑ دو۔ سنو! تمہارے مرزا قادیانی مجددین کے انکار کو کفر سے تعبیر کرتے ہیں اور مجدد بھی وہ جو تمہارے مسلمہ ہیں۔

امام فخر الدین رازیؒ زیر آیت ”ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل“ فرماتے ہیں۔ ”نہیں عیسیٰ مگر ایک رسول ایسے ہی جیسے کہ ان سے پہلے گذر چکے

ہیں۔ عیسیٰ، اللہ کی طرف سے لائے تھے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ہاتھ پراچھا کیا اور مردوں کو اٹھادھا بنادیا اور سمندر کو بھاڑ دونوں کے بغیر پیدا کئے گئے

امام جلال الدین رسول قد خلت من اس سے پہلے بھی بہت سے جیسا کہ نصاریٰ خیال کرتے نیز یہ کیا ایماندا

مطلب ایک سے موت اور پر بودے سہارے تلاش کرنا جیسے مرزا مرچکا اور کیا مرزا لئے پھرتے ہو۔ وہ رب الہ کو کیا کی ہے۔ شرم کرو اس کیا جاتا ہے کہ خدا بھی زندہ

کیا خدا الہی عمر دیئے پر قادیان فرشتے جن اور شیطان جن مرزا قادیانی کو بھی اس پر اپنے وقت معینہ پر آئے دیا ہوا ہے۔ ”وان من ادعہ بھی موجود ہے۔“ (فہرست علیہ السلام) ”مگر ایمان

الساعة (لقمان: ۳۴) للساعة (زخرف: ۱۱) قیامت وقوع پذیر ہوگی

مت من قبلہ الرسل اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے اور مراد لینا یہ بھی بعد میں خیال آیا۔ ورنہ جب تک توازن دماغ صحیح تھا رستے تھے۔ جو تو اترومی سے چلا آتا ہے۔ مثلاً (شہادت القرآن ص ۴۴، مت ولقد آتینا موسیٰ الكتاب وقفینا من بعده لیا ہے۔

ما نور دین تمہارے غلیفہ اڈل نے فصل الخطاب جلد اول ص ۲۵ حاشیہ پر رسل کا ترجمہ جب آئے ان کے پاس رسولوں سے کئی ایک کیا سب مرزا کو بھی لائن۔ کلیئر ہوا ہوگا اور وہ دجال کے گدھے پر (ریل) سیکنڈ میں آیا ہوگا۔ ایسا ہی تمہارے بڑے بھائیوں کی مخصوص عادت بیان ہوتی ہیں بغیر حق (بقرہ: ۶۱) کیا سب نبی قتل کر دیئے گئے تھے۔ لا استغراق کا نہیں جنس کا ہے۔ ایسا ہی خلت کا ترجمہ موت کرنا جہالت ظلم مجید کی بلاغت پر دھبہ آتا ہے۔ مثلاً کفار عذاب کے اترنے کا جلد "وقد خلت من قبلہم المثلث (الرعد: ۶) شک کیوں کرتے بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں۔ اب تمہارے منشاء کے مطابق اس کا عذاب کی بہت سی مثالیں مرچکی ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے ہرگز نہیں۔

سے کہو یہ کیا بات ہے کہ آیت "ما المسیح ابن مریم الا رسول سل (مائتہ: ۷۵) سے تم مسیح کی موت نکال لیتے ہو اور "وما محمد بن قبلہ الرسل (آل عمران: ۱۴۴) سے جناب نبی کریم ﷺ کی دونوں آیتیں آپ پر اتریں اور دونوں میں صرف نام مسیح اور محمد ﷺ کا ہیں کہ دونوں زندہ ہیں۔ اس لئے کہ دونوں حضور ﷺ کی زندگی میں ایک کے معنی موت اور دوسری کے معنی حیات سمجھے جائیں۔ کوئی ایسی آیت مٹ جائے اور اگر ایسا کرنا محال ہے تو خود مٹ جاوے یا یہ ناپاک مرزا قادیانی مجددین کے انکار کو کفر سے تعبیر کرتے ہیں اور مجدد بھی

یٰٰ زیر آیت "ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من یں۔" نہیں عیسیٰ مگر ایک رسول ایسے ہی جیسے کہ ان سے پہلے گزر چکے

ہیں۔ عیسیٰ، اللہ کی طرف سے ایسے ہی معجزات لے کر آئے تھے کہ جن کی مثل وہ پہلے رسول بھی لائے تھے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اچھا کیا اور مردوں کو ان کے ہاتھ پر زندہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر عصا زندہ کر کے اڑھا بنا دیا اور سمندر کو پھاڑ دیا اور اگر وہ بغیر باپ پیدا کئے گئے تھے تو آدم علیہ السلام ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کئے گئے تھے۔" (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۶۱)

امام جلال الدین سیوطی (تفسیر جلالین ص ۱۰۳) زیر آیت "ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" فرماتے ہیں۔ "نہیں ہے مسیح ابن مریم مگر ایک رسول اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس وہ بھی ان کی طرح گزر جائے گا۔ وہ اللہ نہیں جیسا کہ نصاریٰ خیال کرتے ہیں۔"

نیز یہ کیا ایمان داری ہے کہ ایک الفاظ ایک ہی مضمون ایک جیسی آیت سے دو جدا گانہ مطلب ایک سے موت اور دوسری سے حیات لینا۔ کہاں کا انصاف اور کہاں کی دیانت ہے اور اس پر بودے سہارے تلاش کرنا کہ وہ کھانا کھاتے تھے۔ اب صدیقہ مرچکی اس لئے کھانا بھی مرچکا۔ جیسے مرزا مرچکا اور کیا مرزا کا کھانا بھی موقوف ہو گیا۔ کیا غضب کرتے ہو۔ کیوں عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھرتے ہو۔ وہ رب العالمین جو تمام جہاں کی ربوبیت فرماتا ہے۔ اس کے پاس مسیح کے کھانے کو کیا کمی ہے۔ شرم کرو اس کے خزانے بھر پور ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی آپ کی لمبی عمر پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ خدا بھی زندہ موجود اور مسیح بھی زندہ موجود۔ اصل میں یہ سب دجل اور مغالطے ہیں۔ کیا خدا لمبی عمر دینے پر قادر نہیں کیا۔ اس زمین پر کئی سو برس عمر پانے والے انسان نہیں گزرے۔ کیا فرشتے جن اور شیطان چھوٹی عمروں والے ہیں۔ لمبی عمر پانا خدا ہونے کی دلیل نہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو بھی اس پر اتفاق ہے۔ ہاں! موت سب کو آئے گی اور اس کا وقت مقرر ہے۔ وہ جب اپنے وقت معینہ پر آئے گی تو نہ مسیح کو چھوڑے گی اور نہ فرشتوں کو۔ چنانچہ مسیح کی موت کا ذکر اور وقت دیا ہوا ہے۔ "وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (نساء: ۱۵۹) اور نبی کریم کا وعدہ بھی موجود ہے۔ "ثم يموت ويدفن معی فی قبری (شکوۃ ص ۴۸۰، نزول عیسیٰ علیہ السلام) مگر ابھی یہ وقت نہیں آیا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "ان اللہ عنده علم الساعة (لقمان: ۳۴) کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی اور مسیح علیہ السلام کو "وانہ لعلم للساعة (زخرف: ۶۱) قرار دیا جا چکا ہے۔ یعنی مسیح علامات قیامت کی ایک نشانی ہے۔ سو جب قیامت وقوع پذیر ہوگی۔ اس سے پہلے نشانات بھی ضرور آئیں گے۔ مگر عذاب کے لئے جلدی کرنا

شیوہ کفار ہے۔ جلدی نہ کرو۔ انتظار کرو۔ وہ ضرور آئے گی۔ اس لئے باری تعالیٰ نے تاکید فرمائی۔  
خبردار شیطان تمہیں سیدھی راہ سے روک نہ دے اور یتیم مکہ نے حلف اٹھا کر فرمایا کہ مسیح قیامت کے  
قریب آسمان سے نازل ہوں گے: ”یریدون لیطفقوا نور اللہ بافواہم واللہ مقم نورہ  
ولو کرۃ الکافرون هو الذی ارسل رسوله بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی  
الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (صف: ۹۸)“

بجھاتے ہی رہے پھونکوں سے کافر اس کو رہ کر

مگر نور اپنی ساعت میں رہا ہو کر تمام اس کا

”کفار ناپکا را راہ کرتے ہیں کہ چراغ اسلام کو اپنی ناکام پھونکوں سے گل کر دیں۔

حالانکہ اللہ پورا کرے گا اس نور کو اگرچہ منکر پسند نہ کریں۔ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے  
رسول کو ہدایت و دین حق کا حامل بنا کر بھیجا۔ تاکہ غالب کر دے دین الہی کو جمیع ادیان باطلہ پر  
اگرچہ مشرک برا منائیں۔“

اس آیت کریمہ میں غلبہ دین تام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اصل میں یہ ایک زبردست پیش  
گوئی ہے۔ جو انشاء اللہ اپنے وقت پر پوری ہوگی۔ دنیائے عالم اور ان میں بسنے والی قومیں وہ  
یہودی ہوں یا مرزائی، عیسائی ہوں یا ہندو تمام متفقہ طور پر اسلام سے جلتی اور مٹا دینے کی کوششیں  
کرتی ہیں۔ مگر وہ جبار محافظ اس کی خود حفاظت کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ نہ اس کو کوئی مٹا سکتا ہے نہ  
مٹا سکے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اسلام کے پودے کو قدرت نے چمک دی ہے

اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دہادیں گے

غرضیکہ اعدائے دین کی کوشش ناکام و نامراد ہی رہیں گی اور شجر اسلام اپنے ذال پات  
پھل پھول سے سرسبز و شاد کام ہی رہے گا۔ گو منکرین کے دل میں ناسور ہی نہ کیوں پڑیں یہ شمع  
ہدایت نہ بجھائے سے بجھی ہے نہ بجھے گی۔ کیونکہ اس کی بناء ہی کچھ ایسی زبردست رکھی گئی ہے۔ اللہ  
پاک ذات زبردست حکمت و قدرت والے نے ایک خاص الحاص رسول کو تبلیغ حقہ کے لئے پسند  
فرماتے ہوئے علم و عرفان سے بھرپور کر کے ہدایت و راہنمائی کے لئے اپنے پسندیدہ دین کے  
ساتھ اصلاح خلق کے لئے بھیجا۔ تاکہ تمام باطلہ اور ادیان فاسدہ پر غالب آوے اور غیر  
رسالت کی روشنی کے سامنے وہ گیس ہوں یا بجلی کے قہقہے، ستارے ہوں یا چاند سب بھل و شرمندہ  
ہوں اور حق باطل پہ غالب آوے۔ اگرچہ مشرکین کے دل اس سے کڑھتے ہی کیوں نہ رہیں۔

اس آیت کریمہ میں جو  
فرمائی ہے۔ چنانچہ دنیا کو ازبر ہے کہ  
کراٹھی۔ چچا حالی کیا خوب کہہ گئے۔  
گھٹا اک

پڑی چار

کڑکی

جو ٹیکس

رہے

ہری

ہوا

پڑی

ہوئی

گلی

ہوا

جے

حدیث شریف میں

السماء کے زمانے میں ہوگا اور

ہوئے وعدہ فرمایا ہے۔

”وعن عائشہ

والنہار حتی یعبد اللہ

انزل اللہ هو الذی ارہ

ذالك ما شاء اللہ ثم یبد

حبو من خردل من ایہ

(مشکوٰۃ ص ۴۸۱، باب لا

صدیقہ بیان فرماتی ہیں کہ

ہوگی۔ حتی کہ بت پرستی کا دھماکا



اس آیت کریمہ میں جو سر اسر رحمت کردگار کی خزینہ ہے اپنے انعام و بخشش کی انتہاء فرمائی ہے۔ چنانچہ دنیا کو ازبر ہے کہ وہ مٹھی بھر جماعت جب عرب کے ریگستان سے علم توحید لے کر اٹھی۔ چچا حالی کیا خوب کہہ گئے۔

گھٹا اک پہاڑوں سے بٹھا کے ابھی  
پڑی چار سو یک یک دھوم جس کی  
کڑک اور دمک دور دور اس کی پہنچی  
جو ٹیکس پہ گرجی تو گنگا پہ بری  
رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی  
ہری ہو گئی ساری بھیتی خدا کی  
ہوا غلطہ نیکیوں کا بدوں میں  
پڑی کھلی کفر کی سرحدوں میں  
ہوئی آتش افسردہ آتش کدوں میں  
لگی خاک سی اڑنے سب معبودوں میں  
ہوا کعبہ آباد سب گھر اجڑ گئے  
جے ایک جا سارے دنگل چھڑ کر

حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ غلبہ دین ایک دفعہ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء کے زمانے میں ہوگا اور وہی غلبہ تام ہوگا اور اسی کے لئے سرکار مدینہ نے حلف اٹھاتے ہوئے وعدہ فرمایا ہے۔

”وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَذْهَبُ الْيَلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى يَعْبُدَ اللَّاتُ وَالْعَزَى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ كُنْتُ لَا أَظُنُّ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى أَنْ ذَلِكَ تَامًا قَالَ إِنَّهُ سَيَكُونُ مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتُفَوِّي كُلَّ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مَثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَيَبْقَى مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ فَيَرْجِعُونَ إِلَى دِينِ آبَائِهِمْ (مشکوٰۃ ص ۴۸۱، باب لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى إِشْرَارِ النَّاسِ)“ ﴿جنا بام المؤمنین عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ بت پرستی کا دوبارہ زور نہ ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تو جب آیت

رود آئے گی۔ اس لئے باری تعالیٰ نے تاکید فرمائی۔  
اور جیم مکہ نے حلف اٹھا کر فرمایا کہ مسیح قیامت کے  
لیطفقوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ  
رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی  
(۹۰)“

اس سے کافر اس کو رہ کر  
میں رہا ہو کر تمام اس کا  
براغ اسلام کو اپنی ناکام پھونکوں سے گل کر دیں۔  
رہ نہ کریں۔ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے  
کہ غالب کر دے دین الہی کو جسے ادیان باطلہ پر

عدہ دیا گیا ہے۔ اصل میں یہ ایک زبردست پیش  
لی۔ دنیائے عالم اور ان میں بسنے والی قومیں وہ  
تہ طور پر اسلام سے جلتی اور مٹا دینے کی کوششیں  
اسے اور کرتا رہے گا۔ نہ اس کو کوئی مٹا سکتا ہے نہ

ت نے چلک دی ہے  
جتنا کہ دبا دیں گے

مراوی رہیں گی اور پھر اسلام اپنے ذال پات  
ین کے دل میں ناسور ہی نہ کیوں پڑیں یہ شیخ  
کی بناء ہی کچھ ایسی زبردست رکھی گئی ہے۔ اللہ  
خاص الخاص رسول کو تبلیغ حقہ کے لئے پسند  
درا نہمائی کے لئے اپنے پسندیدہ دین کے  
لہ اور ادیان فاسدہ پر غالب آوے اور نیز  
تقیے، ستارے ہوں یا چاند سب بخل و شرمندہ  
دل اس سے کڑھتے ہی کیوں نہ رہیں۔

”هو الذی ارسل رسوله بالهدی“ نازل ہوئی۔ اس وقت سمجھ چکی تھی کہ دین کا غلبہ پورا ہو چکا۔ فرمایا تحقیق بات یہ ہے کہ اس کا غلبہ عنقریب پھر ہوگا۔ جتنا عرصہ اللہ چاہے گا۔ (مسیح ابن مریم کے زمانہ میں نزول کے بعد) پھر خدا ایک پاک ہوا بھیجے گا۔ جس سے ہر وہ مومن جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہوگا۔ مرجائے گا۔ باقی رہ جائیں گے ایسے شخص جن میں ذرہ بھی بھلائی نہ ہوگی۔ پس وہ جھک جائیں گے اپنے آہائی دین بت پرستی کی طرف۔ ﴿مسلم و مشکوٰۃ﴾

”وعن عبد اللہ بن عمرؓ وقال قال رسول اللہ ﷺ يخرج الدجال فيمكث اربعين يوما او شهر او عاماً فيبعث اللہ عيسى بن مريم كانه عروة بن مسعود فيطامه فيهلكه ثم يمكث في الناس سبع سنين ليس بين اثنين عداوة ثم يرسل اللہ ريحا باردة من قبل الشام فلا يبقى على وجه الارض احد في قلبه مثقال ذرة من خيرا وایمان الا قبضة حتى لو ان احدكم دخل في كبد جبل لدخلته عليه حتى تقبضه قال فيبقى شرار الناس في خفة الطير واحلام السباع لا يعرفون معروفنا ولا ينكرون منكرا فيتمثل لهم الشيطان فيقول الا تستحيون فيقولون فما تامرنا فيها مرهم بعبادة الاوثان وهم في ذلك دار رزقهم حسن عيشهم ثم ينفخ في الصور فلا يسمعه احد الا اصفى ليتا ورفع ليتا قال واوّل من يسمعه رجل يلوط حوض ابله فيصعق ويصعق الناس ثم يرسل اللہ مطرا كانه الطل فينبت منه اجساد الناس ثم ينفخ فيه اخرى فاذا هم قيام ينظرون ثم يقال يا ايها الناس هلم الی ربكم قفوه انهم ساء لون فيقال اخرجوا بعث النار فيقال من كم كم فيقال من كل الف تسعمائة وتسعة وتسعين قال فذلك يوم يجعل الولدان شيبا وذلك يوم يكشف عن ساق (مسلم من ۴۰۳، باب ذكر الدجال، مشکوٰۃ ص ۴۸۱، باب لا تقوم لساعة الا على اشرار الناس، فصل اوّل)“

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دجال نکلے گا تو ٹھہرے گا۔ چالیس (۴۰) گے راوی کو شک ہے کہ آیا دن ہیں یا مہینے یا سال اس کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجیں گے گویا کہ ان کی شکل حضرت عروہ بن مسعودؓ ہے۔ (یہ صحابی ہیں جو خوبصورت تھے) پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھ سات سال لوگوں میں ٹھہریں گے۔ (وہ ایسا زمانہ برکت کا ہوگا) جو دو آدمیوں کے درمیان خصومت نہ ہوگی۔ اس

کے بعد اللہ تعالیٰ شام کے میں رائی برابر بھی ایمان وہاں بھی وہ ہوا اس کو مار مثل درندوں کے ہوں کرنے والے) یہ نیکی متمثل ہو کر آئے گا آ

ہے۔ پس شیطان ان کے ان پر ڈالنے والے ہوا جائے گی۔ جب وہ صوم گھبراہٹ ہوگی سب وہ شخص ہلاک ہوگا اگر سمجھیں گے گویا کہ وہ ش کی۔ پس سب کے سب ٹھہرا بھی تم سے سوال سے نکالیں تو کہا جا۔ (جہنمی) پس کہے گا یہ غرضیکہ

اللہ محمد رسولہ علیہ السلام نے ابھی نہ ہوگی جب تک کہ کتاب ”یدخلو“ رہے جس کے دل باقی جو رہیں وائشرا مرزا قادیانی بھی تھے اور یہ وہ کتاب ہے ہے۔ کیونکہ اسے

کے بعد اللہ تعالیٰ شام کے طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے۔ جس کی وجہ کوئی آدمی جس کے قلب میں رائی برابر بھی ایمان ہو اسب فوت ہو جائیں گے۔ اگر کوئی آدمی پہاڑ کے اندر بھی چلا گیا ہے تو وہاں بھی وہ ہوا اس کو مار ڈالے گی۔ اس کے بعد وہ ظالم لوگ رہیں گے جو بمنزلہ تیزی پرندوں اور مثل درندوں کے ہوں گے۔ (یعنی شہوت کی طرف جلدی جانے والے اور نہایت درندہ ظلم کرنے والے) یہ نیکی کو نیکی سمجھیں گے نہ برے کو برا سمجھیں گے۔ پس ان کے سامنے شیطان متمثل ہو کر آئے گا آ کر کہے گا اور کیا تمہیں حیا نہیں آتی۔ پس لوگ کہیں گے کہ تیرا کیا فرمان ہے۔ پس شیطان ان کو کہے گا اور کیا ہے صرف بتوں کی عبادت کرو تو اس وقت وہ لوگ اپنا رزق ان پر ڈالنے والے ہوں گے۔ (جیسے بارش برستی ہے) بہتر ہوگی ان کی زندگی۔ پھر صور پھونکی جائے گی۔ جب وہ صور سنیں گے تو سننے والا ایک طرف گرے گا تو دوسرے طرف سے اٹھے گا۔ یعنی گھبراہٹ ہوگی سب سے اذل صور وہ شخص سے گا جو انہیوں کے لئے حوض صاف کرتا ہے۔ پس وہ شخص ہلاک ہوگا اس کے بعد سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے گویا کہ وہ جہنم ہے جس سے لوگوں کے بدن اگیں گے۔ پھر دوسری بار صور پھونکی جائے گی۔ پس سب کے سب انتظار میں کھڑے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا چلو اپنے رب کے ہاں۔ ٹھہرو ابھی تم سے سوال ہوتا ہے۔ پس کہا جائے گا نکالو جہنم کے لئے تو کہا جائے گا کتنے کتنے کہاں سے نکالیں تو کہا جائے گا ہزار سے نو سو ننانوے نکالو باقی رہنے دو۔ (گویا ہزار سے ایک جتنی باقی جہنمی) پس کہے گا یہ وہ دن ہے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہ وہ دن ہے جو ظاہر ہوگا امر عظیم۔

غرضیکہ یہ آیت کریمہ اور احادیث صحیحہ ہر اس فرد کو مجبور کرتی ہیں جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہو وہ ضرور اس بات پر حق یقین رکھتا ہے کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام نے ابھی جام موت کو نہیں چکھا۔ کیونکہ سرکار مدینہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت قائم ہی نہ ہوگی جب تک مسیح ابن مریم کا نزول نہ ہو اور پیش گوئی کے الفاظ تقاضہ کرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب ”یدخلون فی دین اللہ افواجا“ ہو جائیں اور کرہ زمین پر کوئی ایسا متنفس باقی نہ رہے جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہو۔ وہ اس پاک ہوا سے جام موت نہ پئے اور باقی جو رہیں و اشرا رہ جائیں اور وہ بت پرستی میں محو ہو جائیں۔ چنانچہ ہمارے اس نظریے کی مرزا قادیانی بھی تائید کرتا ہوا کہتا ہے اور اس کتاب میں لکھتا ہے۔ جسے براہین احمدیہ کہا جاتا ہے اور یہ وہ کتاب ہے جو قطب ستارے سے زیادہ محکم ہے۔ یعنی اس کے لفظ لفظ کی جنبش غیر ممکن ہے۔ کیونکہ اسے سرکار مدینہ سے رجسٹری کرایا گیا ہے اور یہ تربوز کی شکل میں واپس کی گئی تھی۔ جو

نازل ہوئی۔ اس وقت سمجھ چکی تھی کہ دین کا غلبہ پورا رہے گا۔ پھر ہوگا۔ جتنا عرصہ اللہ چاہے گا۔ (مسیح ابن مریم) پاک ہوا بھیجے گا۔ جس سے ہر وہ مومن جس کے دل میں رائی رہ جائے گی اسے شخص جن میں ذرہ بھی باقی دین بت پرستی کی طرف۔ (مسلم مشکوٰۃ)

قال قال رسول اللہ ﷺ يخرج الدجال بعث اللہ عیسیٰ بن مریم کانہ عروۃ بن فی الناس سبع سنین لیس بین اثنین قبل الشام فلا یبقی علی وجہ الارض مان الا قبضة حتی لو ان احدکم دخل نبضہ قال فیبقی شرار الناس فی خفة معروفہ ولا ینکرون منکرا فیتمثل لہم فاما تارنا فیہا مرہم بعبادۃ الاوثان ثم ینفخ فی الصور فلا یسمعه احد الا سمعه رجل یلوط حوض ابلہ فیصعق نہ الطل فینبت منہ اجساد الناس ثم ان ثم یقال یا ہا الناس ہلم الی ربکم بعث النار فیقال من کم کم فیقال من فذلک یوم یجعل الولدان شیبا وذلک باب ذکر الدجال، مشکوٰۃ ص ۴۸۱، باب

کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب (شک ہے) کہ آبادن ہیں یا مبینے یا سال اس سمجھیں گے گویا کہ ان کی شکل حضرت عروہ بن حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھ سات سال لوگوں آدھیوں کے درمیان خصوصیت نہ ہوگی۔ اس

مرزا قادیانی کی کہنیوں اور داڑھی کی ستیاناسی کر گئی۔ یعنی تربوز کا میٹھا رس مرزا کی کہنیوں اور داڑھی کو تر کر گیا اور اسے قطبی بھی کہتے ہیں یہ وہ کتاب ہے جس کی پچاس جلدوں اور تین سودا لک کے وعدوں پر غریب مسلمانوں کی گاڑھے کی کمائی دھوکہ دیتے ہوئے لوٹی گئی اور لاکھوں جمع کئے گئے۔ مگر جس کا حشر یہ ہوا کہ تین سودا لک سے تین بھی دینے کی ہمت تو فیق نہ ہوئی اور جلدوں کے متعلق یا مظہر العجایب پچاس جلدوں میں پینتالیس غائب اور وہ بھی انٹ سنٹ الہام بے معنی و بے ربط تفسیر اور لے لے وعدے چند جموٹے خواب اور بناوٹی مکاشفات اور تمہیدی باتیں اس میں یہ ہوگا وہ ہوگا۔ گویا مقدمہ میں ختم کرتے ہوئے الزام خدا پر رکھ دیا گیا کہ اب اس کا کام خدا نے اپنے ہاتھ سے لے لیا اور قادیانی خدا کی عادت تو کبھی جانتے ہیں کہ وہ وعدہ ایفا کی کو جانتا ہی نہیں۔ چچا غالب کیا خوب کہہ گئے۔

اسد بمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے  
تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

الغرض اس کتاب (براہین احمدیہ حاشیہ ص ۳۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) پر فرماتے ہیں کہ:

”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں یہ ایک پیش گوئی ہے اور جس میں غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لادیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔“

مندرجہ بالا حوالے سے واضح طور پر عیاں ہے کہ مسیح ابن مریم کی دوبارہ آمد کے وقت اللہ تعالیٰ اسلام کو جمع اکناف عالم میں فروغ دے گا اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ ایک پیش گوئی ہے جو مسیح ابن مریم کے ساتھ جسمانی تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے اس کا آنا ضروری ہے۔ ہمیں تو مرزا قادیانی کے اس قول کے ساتھ پورا پورا اتفاق ہے۔ دیکھیں کون کون نیم یہودی اپنے پنجابی نبی کی عزت کرتا ہوا اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ کیونکہ نبی جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہیں اور اگر قرآنی استدلال کی وجہ سے کسی کی رگ الحاد پھڑکنے سے نہ رکے تو مرزا قادیانی کی الہامی زبان اور اس معتبر کتاب سے جسے آیت کہہ کر بیان کیا گیا ہے اور جو فرقان حمید میں تو ان الفاظ میں نہیں ہے۔ ایک اور چیز پیش کرتے ہیں دیکھیں کون کون خوش نصیب ایمان لاتا ہے۔

(براہین احمدیہ حاشیہ ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱، ۶۰۲) پر ارشاد ہوتا ہے کہ:

”عسی ربکم ان !  
للکافرین حصیرا“ خدا تعالیٰ رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام پر یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف ا کہ جب خدا تعالیٰ بحر میں کے لئے السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور زمانہ کے لئے بطور ارہاس واقع ہوا رہا ہے ”توبوا واصلحوا والیٰ“ مرزا قادیانی کا یہ الہام تو پیش گوئی سے تعبیر کیا جائے تو زیادہ مرزا نبی اگر تم نے رحمت اللعالمین سر لے کر آمدینہ نے حلف اٹھائے ہیں ارشاد کرتا ہے ”فلا وربک لا یؤمنو قسم ہاے محمد تمہارے رب کی جب تک خم نہ کر دیں گے۔ تب تک یہ ایماندارا جو فرمان رسالت کی تکذیب کرتا ہوا حضور نے بار بار فرمایا ”والذی نفد ص ۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیہ میں میری جان ہے۔ تحقیق ضرور نازل کی حلف اٹھائے کہ وہ لوگ مسلمان ہو اندر ہی کچھ خیال کریں اور یتیم مکہ خدا اور قرآن کریم کی آیات کو ضامن ٹھہر نہیں جو انکار کرے تو اور کیا ہے؟ اور ہے؟۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں سرکش

”عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم  
 للکافرین حصیرا“ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے جو تم پر رحم کرے اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف  
 رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید  
 خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر (نازل) ہونے کا اشارہ ہے۔  
 یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے..... تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے  
 کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے عصفِ قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ  
 السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں..... کو صاف کر دیں گے۔ کج اور  
 ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کو نیست و نابود کر دے گا۔ یہ میرا زمانہ اس  
 زمانہ کے لئے بطور ارہاس واقع ہوا..... اب بجائے اس کے رفق اور احسان سے اتمامِ حجت کر  
 رہا ہے ”توبوا واصلحوا والی اللہ توجہوا“ توبہ کرو اور باز آؤ اور اللہ کی طرف توجہ کرو۔“  
 مرزا قادیانی کا یہ الہام مسیح ابن مریم کی آمد کی خبر ایک ایسے انداز میں پیش کرتا ہے جسے  
 پیش گوئی سے تعبیر کیا جائے تو زیادہ انسب ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں اور  
 مرزا انیسو! اگر تم نے رحمت اللعالمین سرکارِ بطحاء سے کنارہ کشی کی اور سرکشی پہ اترائے یعنی وہ چیز جس کے  
 لئے سرکارِ مدینہ نے حلف اٹھائے ہیں۔ نہ مانا تو اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ وہ  
 ارشاد کرتا ہے ”فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموا فیما شجر بینہم (نسلہ: ۶۵)“ یعنی  
 قسم ہے اے محمدؐ تیرے رب کی جب تک یہ لوگ تمہیں اپنا حکم نہ مان لیں گے اور تیرے ہر حکم پر سر تسلیم  
 خم نہ کر دیں گے۔ تب تک یہ ایماندار ہی نہیں ہو سکتے۔ اب انصاف سے کہئے وہ ایماندار کس طرح ہوا  
 جو فرمان رسالت کی تکذیب کرتا ہوا تاویل میں ڈھونڈتا اور کفر کی گہرائیوں میں غوطے لگاتا ہے۔ حالانکہ  
 حضورؐ نے بار بار فرمایا ”والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم (مشکوٰۃ  
 ص ۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)“ یعنی قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ قدرت  
 میں میری جان ہے۔ تحقیق ضرور نازل ہوگا تم میں مسیح ابن مریم اب انصاف کیجئے کہ اللہ تعالیٰ رب محمدؐ  
 کی حلف اٹھائے کہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے جو تیرے حکم سے سرمغزق کریں۔ یا اپنے دل کے  
 اندر ہی کچھ خیال کریں اور قیم مکہ خدا کی قسمیں کھائے اور مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی کرے  
 اور قرآن کریم کی آیات کو ضامن ٹھہرائے اور وقت موقعہ اور نشانات بیان ہوں۔ وہ بد بخت و سرکش  
 نہیں جو انکار کرے تو اور کیا ہے؟ اور جہنم ایسے بے پیروں کے لئے نہیں تو اور اس کے کس کے لئے  
 ہے؟۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں سرکش نہ بنو ورنہ جہنم میں جلائے جاؤ گے۔ ایمان لاؤ کہ مسیح ابن مریم

یوز کا بیٹھا رس مرزا کی کہنیوں اور داڑھی  
 کی پچاس جلدوں اور تین سودا لاکھ کے  
 ہوئے لوٹی گئی اور لاکھوں جمع کئے گئے۔  
 کی ہمت و توفیق نہ ہوئی اور جلدوں کے  
 پ اور وہ بھی انت سٹ الہام بے معنی  
 نہ بناوٹی مکاشفات اور تمہیدی باتیں اس  
 م خدا پر رکھ دیا گیا کہ اب اس کا کام خدا  
 جانتے ہیں کہ وہ وعدہ ایفائی کو جانتا ہی

سے کہتا ہے  
 ہری گردن پر

۵۹۳) پر فرماتے ہیں کہ:

ویدین الحق لیظہرہ علی الدین  
 مسیح کے حق میں یہ ایک پیش گوئی ہے اور  
 مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب  
 گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع

کہ مسیح ابن مریم کی دوبارہ آمد کے وقت  
 مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ ایک پیش گوئی  
 لئے اس کا آثار ضروری ہے۔ ہمیں تو  
 یکس کون کون نیم یہودی اپنے پنجابی  
 مکہ نئی جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہیں اور اگر  
 کے تو مرزا قادیانی کی الہامی زبان اور  
 جو فرقان حید میں تو ان الفاظ میں نہیں  
 سب ایمان لاتا ہے۔

(۱) پر ارشاد ہوتا ہے کہ:

جلالت کے ساتھ آسمان سے اتریں گے اور میں تو غربت اور درویشی سے تنگ ہو کر مجبوراً پیٹ پوجا کے لئے آیا ہوں۔ مسیح ابن مریم کے زمانے میں سرور عالم کا ارشاد ہے۔

”ويفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة والواحدة خير من الدنيا وما فيها (مشکوٰۃ ص ۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)“ یعنی مال و دولت کی گویا ایک نہر چلے گی۔ لوگ درم و دینار سے ایسے بے نیاز ہوں گے کہ ڈھونڈے سے کوئی لینے والا نہ ملے گا۔ لوگ اس قدر مستغنی ہو جائیں گے کہ جس کو کہا جائے گا کہ ہزاروں درہم لے تو وہ استغفار سے جواب دے گا یہ سنہری نکلیاں میرے کس سرف کی۔ اس سے بہتر ہے مالک الملک کا ایک سجدہ۔ مگر میرا زمانہ جو مسیح کے زمانے کے لئے بطور ارباب ہے اور درویشی اور غربت کے رنگ میں ہے۔ ایک ایک آنہ کے لئے خدا کی جھوٹی قسمیں اور روٹی کے لئے جان کو تلف کرنے کا ہے۔ میرے زمانے میں فقیروں کی کثرت چوروں کی برکت راہزنوں کی ترقی اور لوٹ اور ماری گرم بازاری ہے۔ دنیا مردار کے پیچھے کتوں کی طرح لگی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے جو میری تعلیم میں چندوں کی گرم بازاری ہے اور یہی میری فتوحات ہیں جو ایک سال میں کم از کم دو لاکھ روپے تک پہنچتی ہیں اور ایسی فتوحات کی خبریں کم از کم پچاس ہزار سے زیادہ ہیں۔ جو مجھے میرے خدائے مجبئی جن کو میں الہام کہتا ہوں۔ نیز میرے زمانہ میں فسق و فجور قمار بازی و راہزنی و حرام کاری اور سیاہ باطنی کا دور دورہ ہے۔ مگر مسیح ابن مریم کے زمانہ میں پرہیز گاری اور تقویٰ، راست بازی اور سلامت روی، نیکو کاری اور ایمان داری کا خوش منظر ہوگا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی فرماتے ہیں تو ”توبوواصلحو والی اللہ توجہوا“ یعنی اے مرزائیوں توبہ کرو اور اصلاح کرو یعنی یہ خیال فاسد چھوڑ دو کہ مسیح مرچکا اور وہ کشمیر محلہ خان یار میں دفن ہوا۔ توبہ کرو اور ابھی اصلاح کا موقع ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ غفور رحیم ہے۔ باز آؤ ان تواہم باطلہ کو چھوڑ دو ایسے لغو قصے نہ مسیح ابن مریم ابھی مرا اور نہ کسی بد بخت و شقی نے اس کو پھانسی دیا۔ خدا کی طرف توجہ کرو۔ یعنی اللہ فرماتا ہے ”وانہ لعلم للساعة (زخرف: ۶۱)“ یعنی مسیح ابن مریم تو قیامت کے علامات سے ایک نشان ہے۔ ”فلا تمتدنون بها“ یعنی پھر تم کیوں شک کرتے ہو کیا قیامت آچکی جو تم مسیح کے آنے کا تقاضہ کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”ان الذی عنده علم الساعة (لقمان: ۳۴)“ یعنی کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی۔ بہر حال اس کا ایک وقت معین ہے وہ جب ہوگی۔ مسیح ابن مریم اس کے قریب نازل ہوگا مرزا قادیانی یہ بھی کہتے ہیں اس وقت نرمی اور منت سے تمہیں یہ صحیح تعلیم دی جاتی ہے۔ تم خدا کی غیرت کو چیلنج مت کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ

بھی قہر اور سختی کو استعمال میں اور اللہ کی طرف توجہ کرو جو اپنے

عقیدہ پر قائم رہو۔ اس آیت ممدوحہ کی نبوت کے محافظ اعتراض مسلمان ہوتے ہوئے کہہ دے۔ بازی کی اور الہامات کا بیہوشی انہوں نے حیات مسیح کا ان کا عقیدہ قرار دیا۔ جواب اس کردیں۔ خیالات فاسدہ کہ زندگی تک مشرک بنے رہیں میں کریں۔ جیسا کہ انبیاء نے ”حضرت مسیح“ مکالمے میں کثرت ہوئی۔ اور دوسرے لوگوں کے مکالمے صفائی اور سکندر کا فرق ثابت

”پس اسی وجہ اس نام کے مستحق نہیں۔ نہیں پائی جاتی۔“ ”ان اللہ فرق فی نزول اللہ ومخاطباتہ واقوی اقسام الوح

بھی قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا۔ پھر نہ بہشتی مقبرہ ہوگا نہ ٹل منارہ۔ اس لئے توبہ کرو اور باز آؤ اور اللہ کی طرف توجہ کرو جو اپنی بادشاہی میں بڑائی زبردست اور بڑائی حکمت والا ہے۔

عقل حیران ہے اسے کیا لکھئے  
خامہ انگشت بدندان ہے اسے کیا کہئے

اس آیت محدودہ اور احادیث صحیحہ اور اقوال مرزا پر خود مرزا قادیانی اور ان کی بے پندے کی نبوت کے محافظ اعتراض کرتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے یہ عقیدہ رکھی طور پر مسلمان ہوتے ہوئے کہہ دیا اور نہ جب وہ مرزائی ہوئے یعنی جب ان کے خدا نے ان سے الہام بازی کی اور الہامات کا مینہ برسا تو مرزا قادیانی کا اسلامی عقیدہ بھی اس میں بہ کر مرزائی ہو گیا۔ یعنی انہوں نے حیات مسیح کا انکار کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے اس کی از حد تردید کی اور اسے شرکیہ عقیدہ قرار دیا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ نبی دنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ کفر و شرک کو نیست و نابود کر دیں۔ خیالات فاسدہ کو مٹا دیں اور توحید و سنت کو رائج کریں۔ اس لئے نہیں آتے کہ باون سالہ زندگی تک مشرک بنے رہیں اور مشرک کی تعلیم دیتے رہیں۔ حالانکہ وحی کے آنے کا اقرار اس صورت میں کریں۔ جیسا کہ انبیائے سلف نے کیا۔ حسب ذیل کلام مرزا غور سے پڑھیں۔

”حضرت مسیح موعود وحی نبوت اور غیر نبی کی وحی میں یہ فرق بتاتے ہیں۔ نبوت کے مکالمے میں کثرت ہوتی ہے اور عالم مکالمہ الہیہ میں کثرت نہیں ہوتی۔ اور نبوت کی وحی اور مکالمہ اور دوسرے لوگوں کے مکالمہ میں فرق کثرت اور کیفیت اور کمیت کا ہوتا ہے۔ پس کثرت اور قلت صفائی اور تکدر کا فرق ثابت کر دینا کہ مکالمہ نبوت کا کیا ہے اور دوسرا کیا۔“

(ملفوظات ج ۵ ص ۵۳، ۵۵، ملخصاً)

”پس اسی وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔“

”ان الوحی کما یُنزل علی الانبیاء کذا لک یُنزل علی الاولیاء ولا فرق فی نزول الوحی بین ان یکون الی نبی او ولی کل حظ من مکالمات اللہ ومخاطباتہ علی حسب المدارج نعم الوحی الانبیاء شان اتم واكمل واقوی اقسام الوحی وحی رسولنا خاتم النبیین“

(تحدید بغداد ص ۲۰، ۲۱، حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۲۷، ۲۸، ۲۹)

سے محک ہو کر مجبوراً پیٹ پوجا

تكون السجدة والواحدة  
من عليه السلام) ”یعنی مال

وں کے کہ ڈھونڈے سے کوئی

ئے گا کہ ہزاروں درہم لے تو

س سے بہتر ہے مالک الملک

ہے اور درویشی اور غربت کے

کے لئے جان کو تلف کرنے کا

کی ترقی اور لوٹ اور مار کی

بھی وجہ ہے جو میری تعلیم میں

م کم از کم دو لاکھ روپے تک

جو مجھے میرے خدا نے بھیجی

اور ہزنی و حرماکاری اور سیاہ

ور تقویٰ، راست بازی اور

مرزا قادیانی فرماتے ہیں تو

بہ کرو اور اصلاح کرو یعنی یہ

توبہ کرو اور ابھی اصلاح کا

ملکہ کو چھوڑ دو ایسے لغو قصے نہ

مد کی طرف توجہ کرو۔ یعنی

مریم تو قیامت کے علامات

تے ہو کیا قیامت آچکی جو تم

عندہ علم الساعة

کا ایک وقت معین ہے وہ

ملہتے ہیں اس وقت نرمی اور

کیونکہ ایسا کرنے سے وہ



”اس امت میں بھی وحی یقینی اور قطعی کا وجود ضروری ہے تا یہ امت بجائے افضل الامم ہونے کے احقر الامم نہ ٹھہرے۔ سو خدا نے آخری زمانہ میں اکمل اور اتم طور پر یہ نمونہ دکھایا۔“

(نزل اسحٰس ص ۸۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶۷)

”در حقیقت اکثر انبیاء کے معجزات کی نسبت یہ معجزات اور پیش گوئیاں ہر ایک پہلو سے

(نزل اسحٰس ص ۸۳، ۸۴، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶۲)

بہت قوی اور بہت زیادہ ہیں۔“

”اس دعاء میں اس انعام کی امید دلائی گئی جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو دیا گیا اور ظاہر

ہے کہ ان تمام انعاموں میں سے بزرگ تر انعام وحی یقینی کا انعام ہے۔“

(نزل اسحٰس ص ۱۰۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۷)

”میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے ہنر سے اس نعمت کا کامل حصہ پایا جو مجھ سے

پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔“ (حقیقت الوحی ص ۶۲، خزائن ج ۲۲ ص ۶۳)

”جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی وحی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر

آنحضرت ﷺ تک از قبیل اضمات احلام وحدیث النفس نہیں ہے۔ ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات

(نزل اسحٰس ص ۸۱، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶۰)

سے پاک اور منزہ ہے۔“

”سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۲، خزائن ج ۱۷ ص ۳۰۹)

پانے میں تیس برس تک مدت دی گئی۔“

”ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے..... یعنی ۲۳ سالہ مدت میں وحی کا ہونا..... بے

ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت ”لو تقول“ کو ہنسی ٹھٹھا میں آڑا نا ان شریعہ

(اربعین نمبر ۳ ص ۱۲، خزائن ج ۱۷ ص ۳۷۷)

لوگوں کا کام ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں۔“

”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر

اسحق سے اور اسماعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب

کے بعد ہمارے نبی اکرم ﷺ سے..... ایسا ہی اس نے مجھے اپنے محالہ اور مکالمہ کا شرف بخشا۔“

(تجلیات الہیہ ص ۱۹، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۱)

اور یہ بھی بتا دوں کہ مرزا قادیانی نے وحی کے آنے کا اقرار چالیس سالہ عمر میں کیا ہے

اور چالیس سالہ عمر سے لے کر باون سالہ عمر تک یعنی پورے بارہ برس تک شرک کیا اور شرک کی تعلیم

دی۔ ایسا شرک نبی اور ایسا بد اعتقاد رسول جس کی بارہ برس وحی منت گذاریاں کرتی رہی کہ تو

رسول اللہ ہے تو مسیح سے افضل ہے۔ تیری وحی تمام انبیاء سے بالا ہے۔ مگر وہ میں نہ مانوں میں نہ

مانوں ہی کرتا رہا اور نہ مانا اور نہ

ور ہیں رب روڑی دی بھی سند

ابن مریم جیسی بن گئے۔ اسی

میں ہے اور جو مشق میں ہے

رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے

(ایک)

اور مرزا قادیانی کا یہ قول

”انبیاء کرام

ہیں۔ انبیاء کی اپنی ہستی بال

ہوتے ہیں۔ ان سے وہ

جاسکے۔“

اور مرزا انہو! کیا

نبوت اسی چیز کا نام ہے۔

کی تعلیم دی اور بارہ برس

کہہ دوں برانہ ماننا کیا تھا

کر جواب دو براہین احمدیہ

یہ مشرکانہ عقیدہ اس میں

اکرم ﷺ نے اس شرکیہ عقیدہ

مرزا قادیانی غٹ غٹ کر

ایک ایک لفظ دیکھ کر اور پھر

دنیا تک رہے گا۔ یونہی دشمن

آدمیوں پر پڑتی ہو۔ ایما

وہ ذات کر دگا

قائدین اور ریفاہری مشرک

عقیدہ شرکیہ ہے اور نہ ہو

اور قطعی کا وجود ضروری ہے تا یہ امت بجائے افضل الامم  
آخری زمانہ میں اکمل اور اتم طور پر یہ نمونہ دکھایا۔“

(نزدول اسحٰص ۸۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶۷)

بات کی نسبت یہ معجزات اور پیش گوئیاں ہر ایک پہلو سے

(نزدول اسحٰص ۸۳، ۸۴، خزائن ج ۸ ص ۳۶۲)

میدد لائی گئی جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو دیا گیا اور ظاہر  
انعام وحی یعنی کا انعام ہے۔“

(نزدول اسحٰص ۱۰۹، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۷)

سے نہ اپنے ہنر سے اس نعمت کا کامل حصہ پایا جو مجھ سے  
ملا کو دی گئی تھی۔“ (حقیقت الوحی ص ۶۲، خزائن ج ۲۲ ص ۶۳)

سلام کی وحی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر

وحدیث انفس نہیں ہے۔ ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات

(نزدول اسحٰص ۸۱، خزائن ج ۱۸ ص ۳۶۰)

میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۲، خزائن ج ۱ ص ۳۰۹)

ہے۔ یعنی ۲۳ سالہ مدت میں وحی کا ہونا..... بے

رأیت ”کو تفقول“ کوئی ٹھٹھا میں آڑا نا ان شری

س۔“ (اربعین نمبر ۳ ص ۱۲، خزائن ج ۱ ص ۴۷۷)

جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر

در یوسف اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب

س اس نے مجھے اپنے محالہ اور مکالمہ کا شرف بخشا۔“

(تجلیات الہیہ ص ۱۹، خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۱)

نے وحی کے آنے کا اقرار چالیس سالہ عمر میں کیا ہے

یعنی پورے بارہ برس تک شرک کیا اور شرک کی تعلیم

جس کی بارہ برس وحی منت گذاریاں کرتی رہی کہ تو

تمام انبیاء سے بالا ہے۔ مگر وہ میں نہ مانوں میں نہ

مانوں ہی کرتا رہا اور نہ مانا اور مانا بھی تو پورے بارہ برس بعد پنجابی ایک مثل مشہور ہے۔ بارین  
در ہیں رب روڑی دی بھی سدا اے۔ سومرزا قادیانی کی بھی سنی گئی اور وہ خیر سے مسیح ابن مریم، عیسیٰ  
ابن مریم عیسیٰ بن گئے۔ اسی بارہ سالہ مدت میں وہ منارہ بھی تعمیر ہوا۔ جس کا تذکرہ احادیث نبویہ  
میں ہے اور جو دمشق میں ہے۔ سورکی عقیدہ کا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ کے وقت  
رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کر چکے تھے۔ جیسا کہ وہ خود اس کا اقرار کرتے ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶، ایام صلح ص ۷۵، خزائن ج ۱۳ ص ۳۰۹)

اور مرزا قادیانی کا یہ قول بھی ملاحظہ کریں

”انبیاء کرام کے اقوال وافعال، اجتہادات وآراء سب کے سب یوحی خدا ہوتے  
ہیں۔ انبیاء کی اپنی ہستی بالکل فنا ہو جاتی ہے۔ وہ خدا کے ہاتھ میں مردہ پاکٹ پتی کی طرح  
ہوتے ہیں۔ ان سے وہ طاقت ہی سلب کر لی جاتی ہے جس سے خلاف مرضی خدا کام کیا  
جاسکے۔“

اور مرزا ہیو! کیا مرزا قادیانی کا کلام اور وحی تمہارے لئے بطور جنت کے نہیں۔ کیا  
نبوت اسی چیز کا نام ہے۔ صبح آدی اور رات عورت کبھی دن کورات اور رات کو دن بارہ برس شرک  
کی تعلیم دی اور بارہ برس اسی تعلیم کو مٹانے میں کاٹی۔ یہ عجب قسم کی نبوت ہے۔ ایک بات یاد آئی  
کہ دوں برانہ ماننا کیا تمہارے نبی کی ہر بات صداقت سے کوسوں دور ہی ہوتی ہے۔ سنو اور سوچ  
کر جواب دو براہین احمدیہ کی جب رجسٹری تمہارے مرزا نے دربار رسالت سے کرائی۔ اس وقت  
یہ شرک کا نہ عقیدہ اس میں نہ تھا۔ کیا یہ اس وقت نکال کر رجسٹری ہوئی تھی ہر گز نہیں۔ کیا حضور  
اکرم ﷺ نے اس شرکیہ عقیدہ کو نہ دیکھا تھا۔ ظاہر ہے کہ ضرور دیکھا ہوگا۔ کیا تر بوڑ کڑوا تھا یا بیٹھا جو  
مرزا قادیانی غٹ غٹ کر پی گئے۔ ہوش کی دوا لو اور عقل سے کام لو۔ ایک معمولی رجسٹر اقبالے کا  
ایک ایک لفظ دیکھ کر اور پوچھ پوچھ کر دستخط کرتا ہے اور کافیہ للناس رسول جس کا دور رسالت رہتی  
دنیا تک رہے گا۔ یونہی دستخط کر دے گا اور ایسے عقیدہ پر جو شرک فی التوحید ہو اور جس کی زدار یوں  
آدمیوں پر پڑتی ہو۔ ایمان سے کہو!

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

وہ ذات کردگار قیامت کے دن کس طرح غریب مخلوق سے سوال کر سکتی ہے۔ جس کے  
قائدین اور ریفاہری مشرکانہ تعلیم دیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ خیال ہی مردود ہے نہ حیات مسیح کا  
عقیدہ شرکیہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم اس کی تعلیم کو جاری کرتا ہے اور قرآن

ناطق حلف اٹھاتے ہوئے اس پہ ایمان رکھتا ہے اور ایمان لانے کی تاکید کرتا ہے۔ باقی رہا طبعی عمر پانے کا مسئلہ تو وہ مالک جو نہ شمار ہونے والی مخلوق ملائکہ کو لمبی زندگی عطاء کر سکتا ہے وہ ایک انسان کو بھی ایک وقت معین تک زندہ رکھنے پر قادر ہے تم ہو کون جو اس کی ذات پر پھبتیاں اڑاتے ہو اپنی پیدائش کو سوچو وہ گندہ مٹی کا ناپاک قطرہ جو ماں کے رحم میں گندے اور ناپاک خون سے پرورش پاتا ہوا اس کی قدرت و حکمت پر طعنہ زنی کرتا ہے۔ تف ہے تمہاری عقل پر اور تمہارے بودے خیال پر کہ مسیح کو کھانا کون دیتا ہے۔ وہی دیتا ہے جو تمہاری ماں کے پیٹ میں شکلیں بناتا ہے۔ ”ہو الذی بصورکم فی الارحام کیف یشاء (آل عمران: ۶)“ کبھی تم نے ماں کے پیٹ میں شکل بنتے دیکھا ہے۔ وہی آسمان پر بھی رزق پہنچاتا ہے۔ جو پتھر میں کیڑے کو تازہ ہتازہ بنزپتے دیتا ہے وہی مسیح کو کھلاتا ہے۔ جو صدف میں کیڑے سے موتی بناتا ہے۔ وہی کھانے کو دیتا ہے۔ جو آہو کو نافہ بخشتا ہے۔ اس کے خزانوں میں کس چیز کی کمی ہے۔ مگر افسوس جاہل اور نادان نہیں جانتے۔

فتدبروا ایہا الحواریون للجدال

بخدا تمہارے بودے استدلال پر مجھے ہنسی آتی ہے۔ اس شریک عقیدے کو یوں کہہ کر مرزا قادیانی کے سر سے ٹالا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ بیت المقدس کی طرف جب تک منہ کر کے نماز پڑھتے تھے جب تک وحی الہی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی نہ آئی۔ مولانا ظفر علی خان قبلہ نے کیا خوب کہا۔

اس جور پہ اس ظلم پہ جو پیکر بے داد  
عدل اور مساوات کی بھی فلسفہ چھاننے  
اس سے تو کہیں اچھا ہے وہ لٹرن ہی کا اندھا  
بھر بھر کر مٹن چاب جو اپنوں ہی میں بانٹنے

”اولئك الذين آتینہم الكتاب والحکم والنبوة فان یکفر بها هؤلاء

فقد وکلنا بها قوماً لیسوا بها بکفرین . اولئك الذين هدے اللہ فبہدھم اقتدھ  
قل لا اسئلكم علیہ اجرأ ان هو الا نکرئ للعلمین (انعام: ۹۰، ۸۹)“ ﴿یہی وہ لوگ تھے جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت پھر اگر ان باتوں کو نہ مانے مکہ والے تو ہم نے ان باتوں کے لئے مقرر کر دیئے ہیں۔ ایسے لوگ جو ان سے منکر نہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے، سو تو چل ان کے طریقہ پر۔ تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو۔﴾

تمام انبیاء علیہم السلام  
سہمی ایک ہے۔ ہر نبی کو اس پر  
سامور ہیں۔ گویا اس آیت میں  
راستے سے جدا نہیں رہا۔ فردر  
واقع ہوتا رہا ہے۔ یتیم مکہ کی بو  
سلف کی سنت پر آپ بھی عالم  
”ربنا وابعث فیہم رسلاً  
وضع للناس للذی ببک  
ہوا تو آپ نے اسی پر عمل کیا  
پڑھا رہے تھے۔ ارشاد باری  
ہوئے قبلہ رو ہو گئے اور یہ بھی

وہ  
خلیل  
ازل  
کہ  
وہ  
جہا  
مشیت ایزدی کی  
میری نیا تیرے دوست نے  
بنا ہوا ہے۔ ارشاد باری ہوا  
(بقرہ: ۱۲۰) ”حضرت  
سراسر وحی منت گذاریاں کر  
ہوئی گوزشتہ ہوا جو بارہ برس  
تذلیل کرے اور پھر چھوٹی  
میں دیکھ لیا۔ حیف ہے امر

تا ہے اور ایمان لانے کی تاکید کرتا ہے۔ باقی رہا طبعی عمر مخلوق ملائکہ کو لمبی زندگی عطا کر سکتا ہے وہ ایک انسان کو ہے تم ہو کون جو اس کی ذات پر پھبتیاں اڑاتے ہو اپنی ماں کے رحم میں گندے اور ناپاک خون سے پرورش پاتا ہے۔ تفت ہے تمہاری عقل پر اور تمہارے بوڑھے خیال پر نہاری ماں کے پیٹ میں شکلیں بناتا ہے۔ ”هو الذي ل عمران: ٦٠“ ”کبھی تم نے ماں کے پیٹ میں شکل بننے سے پہلے جو پتھر میں کیڑے کو تازہ بہ تازہ ہرپتے دیتا ہے وہی موتی بناتا ہے۔ وہی کھانے کو دیتا ہے۔ جو آہو کو تازہ ہے۔ مگر انوس جاہل اور نادان نہیں جانتے۔

الحواریون للدجال

پر مجھے ملنی آتی ہے۔ اس شریک عقیدے کو یوں کہہ کر کہ ”مولا“ بیت المقدس کی طرف تھک منہ کر کے نماز کر کے نماز پڑھنے کی نہ آئی۔ مولا نا ظفر علی خان قبلہ

لم پہ جو پیکر بے داد  
کی بھی فلسفہ چھانے  
ہے وہ لندن ہی کا اندھا  
جو انہوں ہی میں بانٹے

اب والحکم والنبوة فان يكفر بها هؤلاء  
اولئك الذين هداه الله فبهدهم اقتده  
للعلمين (انعام: ۹۰، ۸۹) ”یہی وہ لوگ  
پھر اگر ان باتوں کو نہ مانے مکہ والے تو ہم نے ان  
ان سے منکر نہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی  
کہ میں نہیں مانتا تم سے اس پر کچھ مزدوری یہ تو

تمام انبیاء علیہم السلام عقائد اصول دین اور مقاصد کلیہ میں متحد ہیں۔ سب کا دستور  
اسی ایک ہے۔ ہر نبی کو اس پر چلنے کا حکم ہے۔ آپ بھی اسی طریق مستقیم پر چلتے رہنے کے لئے  
بامور ہیں۔ گویا اس آیت میں متنبہ کر دیا کہ اصولی طور پر آپ کا راستہ انبیائے سابقین کے  
راستے سے جدا نہیں رہا۔ فروغ کا اختلاف وہ ہرزائے مناسبت و استعداد کے اعتبار سے پہلے بھی  
واقع ہوتا رہا ہے۔ یتیم مکہ کی بعثت سے پہلے بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا چکا تھا۔ اس لئے انبیائے  
سلف کی سنت پر آپ بھی عامل رہے۔ مگر آپ کے جدا مجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء  
”ربنا وابعث فیہم رسولاً منهم یقلوا (بقراءہ: ۱۲۹)“ کے مطابق ”ان اول بیت  
وضع للناس للذي ببكة مبارکاً وهدى للعالمین (آل عمران: ۹۶)“ ارشاد باری  
ہوا تو آپ نے اسی پر عمل کیا اور اسی وقت کیا۔ یعنی آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز  
پڑھا رہے تھے۔ ارشاد باری اسی حالت میں ہوا۔ حضور ﷺ اسی حالت میں ایزیوں پر گھومتے  
ہوئے قبلہ رو ہو گئے اور یہ بھی بتادوں کہ موجودہ قبلہ کیا تھا۔ چچا حالی کیا خوب کہہ گئے۔

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا  
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا  
ازل نے مشیت سے تھا جس کو تا کا  
کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدی کا  
وہ تیرھ تھا اک بت پرستوں کا گویا  
جہاں نام حق کا نہ تھا کوئی جویا

مشیت ایزدی کو غیرت نے تقاضہ کیا۔ کعبۃ اللہ نے زبان حال سے استدعا کی۔ مولا  
میری نیا تیرے دوست نے تیرے حکم سے رکھی تھی۔ تیرے ہوتے ہوئے تیرا گھربتوں کی آماجگاہ  
بنا ہوا ہے۔ ارشاد باری ہوا: اے محمد ﷺ ”واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی  
(بقراءہ: ۱۲۵)“ حضور ﷺ نے آن واحد میں اس حکم کی تعمیل کی۔ یہ نہیں کیا کہ بارہ برس تک  
سراسر وحی منت گذاریاں کرتی رہی اور کذاب قادیان کے ماتھے پہ جوں بھی نہ رہ سکی۔ وہ وحی ہی کیا  
ہوئی گوز شتر ہوا جو بارہ برس مشیت الہی کے خلاف چلتا رہا۔ پھر بھی نبی اور رسول کے مبارک نام کی  
تذلیل کرے اور پھر چھوٹی سی لغزش نہیں شرک کرتا رہا۔ اللہ اللہ شرک نبی کبھی نہ سنا تھا۔ مگر پنجاب  
میں دیکھ لیا۔ حیف ہے امت پر جو نبوت پہ عنکبوت کے تار بن رہی ہے۔ حضرت گدھے پر قالین

ڈالنے سے شیر تھوڑا ہی ہو جاتا ہے۔ گوز، اور غ میں فرق ایک نقطے کا ہوتا ہے۔ مگر آنکھوں والے جھٹ تار لیتے ہیں اور گدھا تو اپنی آواز سے چھپا نہیں رہتا۔ ذرا گرمی محسوس ہوئی تو یہ نابکار ڈھینچو ڈھینچو کرتا ہوا دم کو مخصوص جگہ میں دباتا ہوا بھاگا۔

انبیائے کرام کی سنت پہ عمل کرنا سنت ہے شرک نہیں۔ انبیاء کرام سے کوئی ایسی مثال تو دیجئے جو بارہ سینکڑ تک وحی کی تعمیل میں عمار کار رہا اور سوچا کیا کہ ایسا کہنے اور کرنے سے کہیں الوجو گاتھ کے پورے اور عقل کے اندھے ہاتھ آئے ہیں۔ بدک نہ جائیں۔ خود شرک بتا رہا اور انہیں دریائے شرک میں ڈبو تارہا۔ ایسی حالت میں سینکڑوں اسی کفریہ عقیدہ پر جہنم واصل ہوئے۔ کیا ان سب کا بوجھ پنجابی نبی کی گردن پر نہیں۔ کیا وہ دن قیامت کے رب العالمین سے نہیں کہیں گے کہ مولا تو خواہ مخواہ ہم سے شرک کی باز پرس کرتا ہے۔ جب کہ تو نے نبی ہی ہم کو شرک دیا ہمارا کیا قصور ہے۔ جو کچھ پوچھنا ہوا اسی مرزے طفیلی نبی اور بھروے رسول سے پوچھ۔

نیز قبلہ یا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے۔ جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے اور نزول مسیح کا مسئلہ تو عقائد سے ہے اور عقائد ایمانیات میں داخل ہے۔ اس لئے اس میں تبدیلی ناممکن ہے اور جو کرے وہ مسلمان نہیں اور دوسری مثال یونس بن مٹی پہ فضیلت دینے کے متعلق صرف ڈوبتے کو تھکے کا سہارا ہے۔ اول تو وہ حدیث ہی ضعیف ہے یا محض تواضع و انکساری کے رنگ میں کہا گیا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کو اسی پر خود اقرار ہے۔

اور اگر حدیث مذکور کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی وہ تمہارے مفید مطلب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ تعلیم ربانی ہی یہی ہے۔ ”لا نفوق بین احد من رسلہ (بقدرہ: ۲۸۰)“ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد اسی آیت کریمہ کی تفسیر ہے۔ آپ کا ارشاد شان نبوت کی تحقیر و تذلیل کرنے کے متعلق ہے کہ نبوت وہ پاک منصب ہے جس کی عزت و توقیر فرض ہے۔ باقی رہی فضیلت وہ تو خود فرقان شاہد ہے ”ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض (بنی اسرائیل: ۵۰)“ کہ ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی۔ کوئی ایک قوم کی طرف کوئی ایک ملک کی طرف کوئی ہم کلامی سے مشرف ہوا۔ کوئی ایک صاحب کتاب ہوئے اور حضور ﷺ کے متعلق فرمایا ”کافة للناس بشیراً ونذیراً (سبا: ۲۸)“ ”وما ارسلناک الا رحمت اللعالمین (انبیاء: ۱۰۷)“ مگر قربان جاؤں سرکارِ شرب کے حضور ﷺ نے کبھی فخر نہ کیا۔ کوئی یہ اس کا وقار دیکھے اور پھر اس پہ انکسار دیکھے سر مبارک پہ تاج اطہر تو دوش پر اک کلیم بھی ہے

جنہوں سے کتا  
کسی میں یہ  
اور باقی رہا یہ کہنا کہ  
لئے نہیں ہو سکتا کہ ایک تو مرزا  
دوئم وہ الہامی کتاب ہے۔ اگر  
پر تین لفظ بھیجنے کے مترادف۔  
حرف ایک شوشہ نہیں بدل سکتا  
مرزا قادیانی الہاماً تائید کرتے  
و کہ حایہ ماننا ہی پڑے گا کہ برادر  
کے غضب کی تاب سہنے کے  
و  
ناظرین صحیفہ  
کے کمزور ہونے کی وجہ سے  
یاد دلادیتا۔ اس لئے صرف  
باتیں کہہ کر مضمون کو ختم کر  
مفید باتیں ہیں جو انشاء  
و ماتوفیقی الا باللہ  
”ولقد ار  
(الرعد: ۲۸)“ ”ہوئے مجھے  
ناظرین! یہ  
چاہئے۔ کیونکہ وہ جہنم مکہ  
اور رشتہ ازدواجی میں  
انہیں ساڑھے تینتیس سر  
نے ان کے قتل و صلیب  
ہے اور اس پر اتفاق کر  
کہ ہم نے اس کو بیوی

مافرق ایک نقطے کا ہوتا ہے۔ مگر آنکھوں  
نہیں رہتا۔ ذرا گرمی محسوس ہوئی تو یہ نابکار

رک نہیں۔ انبیاء کرام سے کوئی ایسی مثال تو  
چاہیے کہ ایسا کہنے اور کرنے سے کہیں الوجو  
بدک نہ جائیں۔ خود مشرک بنارہا اور انہیں  
سی کفر یہ عقیدہ پر جہنم واصل ہوئے۔ کیا ان  
ت کے رب العالمین سے نہیں کہیں گے کہ  
ب کہ تو نے نبی ہی ہم کو مشرک دیا ہمارا کیا  
وہ اپنے رسول سے پوچھ۔

ماز پڑھنا عملیات میں سے ہے۔ جس میں  
ہے اور عقائد ایمانیات میں داخل ہے۔ اس  
میں اور دوسری مثال یونس بن مثنیٰ پہ فضیلت  
تو وہ حدیث ہی ضعیف ہے یا محض تواضع  
کی کوئی پر خود اقرار ہے۔

ئے تو پھر بھی وہ تمہارے مفید مطلب نہیں  
بین احد من رسلہ (بقرہ: ۲۸۰)“  
ر ہے۔ آپ کا ارشاد شان نبوت کی تحقیر  
ہے جس کی عزت و توقیر فرض ہے۔ باقی رہی  
بعض النبین علی بعض (بنی  
یلد دی۔ کوئی ایک قوم کی طرف کوئی ایک  
صاحب کتاب ہوئے اور حضور ﷺ کے  
(۲۸:۱)“ وما ارسلناک الا رحمت  
رب کے حضور ﷺ نے کبھی فخر نہ کیا۔

مر اس پر انکار دیکھے  
پر اک تمہیں بھی ہے

جنہوں سے پہنچیں اذیتیں پھر انہیں کے حق میں دعائیں مانگیں  
کسی میں یہ شان علم بھی ہے اور کوئی ایسا حلیم بھی ہے

اور باقی رہا یہ کہنا کہ رکی طور پر مرزا قادیانی نے ایسا کہا تو یہ قطعاً غلط و مردود ہے۔ اس  
لئے نہیں ہو سکتا کہ ایک تو مرزا قادیانی کا وہ الہامی تھیلا ہے۔ جس پر نبوت قادیان کا انحصار ہے۔  
دوئم وہ الہامی کتاب ہے۔ اس لئے اس کے عقائد کو غلط کہنا اور الہام سے روگردانی کرنا قادیانیت  
پر تین لفظ بھیجنے کے مترادف ہے۔ سوئم کلام مجید کی آیت سے استدلال کیا گیا ہے۔ جس کا ایک  
حرف ایک شوشہ نہیں بدل سکتا۔ چہارم حدیث صحیح سے اس کی تصدیق کرائی جا چکی ہے۔ جنم  
مرزا قادیانی الہاماً تائید کرتے ہیں۔ اس لئے کسی صورت میں اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور طوعاً  
و کرہاً یہ ماننا ہی پڑے گا کہ براہین والا یہ عقیدہ صحیح اور درست ہے اور انکار کی صورت میں اللہ تعالیٰ  
کے غضب کی تاب سہنے کے لئے تیار ہو جو عنقریب ملاقات کے وقت انشاء اللہ کر رہے گا۔

وما علینا الا البلاغ!

ناظرین صحیحہ تقدیر کا حجم بہت بڑھ گیا ہے۔ اس لئے طوالت کے ڈر سے اور بازو  
کے کمزور ہونے کی وجہ سے مجبور ہوں۔ کاش قوم تھوڑی سی توجہ کرتی تو قادیانیت کو چھٹی کا دودھ  
یاد دلا دیتا۔ اس لئے صرف قرآن کریم سے ایک اور آیت پیش کرنے کے بعد چند ایک اور  
باتیں کہہ کر مضمون کو ختم کرتا ہوں اور فقیر کے خیال میں سعید لوگوں کے لئے اس میں بہت سی  
مفید باتیں ہیں جو انشاء اللہ ان کے کام آئیں گی اور صراط مستقیم سے ہٹنے نہ دیں گی۔  
وما توفیقی الا باللہ!

”ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا لهم ازواجاً وذریۃ  
(الرعد: ۳۸)“ اے محمد! تجھ سے پہلے رسولوں کو ہم نے اولاد و ازواج والے بنایا تھا۔ ﴿﴾

ناظرین! یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ جناب مسیح کی بیوی اور بچے ہونے  
چاہئے۔ کیونکہ وہ یتیم مکہ سے پہلے رسول ہیں اور یہ بھی آپ سے مخفی نہیں کہ ان کی کوئی بیوی بچہ نہ تھا  
اور روضہ ازدواجی میں غسک ہونا انہیں پہلی زندگی میں نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ بد بخت یہود نے  
انہیں ساڑھے تینتیس سالہ مدت العمر میں قتل و مصلوب کے حیلہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ یعنی یہود  
نے ان کے قتل و صلیب کی خفیہ تجویز سوچی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بچانے کا ذمہ لیا۔ دنیا جانتی  
ہے اور اس پر اتفاق کرتی ہے کہ مسیح نے بیوی اور بچوں کا منہ نہیں دیکھا۔ مگر آیت کریمہ یہ کہتی ہے  
کہ ہم نے اس کو بیوی بچوں والے بنایا تھا۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ان کے بیوی بچہ نہ ہو۔

جب یہ مشکل پڑی تو ہمیں اس کا حل دربار رسالت سے تلاش کرنا پڑا۔ اللہ اللہ وہ کافہ للناس نبی جس کی تعلیم ہر زمانے کے لئے مشکل کشا ہے اور ابتلاء مصیبت میں ہمیشہ سے ساتھی ہے۔ ہر دکھ کی وہ دوا ہر درد کا وہ درماں، ضعیفوں کا سہارا، یتیموں کا مولا، بیواؤں کا شفیق اور گرتوں کا سنبھالا ہے۔ جو اخلاق کے انتہائی مراتب کا مالک ہے اور جس کی زبان فیض ترجمان کے انمول گوہر زمانے کو مستفیض و سیراب کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے یوں عقدہ کشا ہوئے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

”عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یفزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول المسیح الفصل الثالث)“ ﴿حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر اتریں گے۔ پس وہ شادی کریں گے ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ وہ زمین پر پینتالیس برس بسر فرمائیں گے پھر وہ فوت ہو کر میرے مقبرے میں میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ پس میں اور عیسیٰ انھیں کے قیامت کو ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان۔﴾

ناظرین کرام! قرآن صامت نے یتیم مکہ کی بعثت کے قبل انبیاء علیہم السلام کی جس ازدواجی زندگی کو بیان فرمایا ہے قرآن ناطق نے اس کی تفسیر فرماتے ہوئے فرقان حمید کی اس آیت کے اعتراض کو نہ صرف دور کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی بیوی بچے نہ تھے۔ بلکہ معترضین کے منہ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تالے لگاتے ہوئے پیش گوئی فرمادی کہ مسیح ابن مریم سن کھولت میں جب نزول اجلال فرمائیں گے۔ وہ بیوی کریں گے۔ ان کے ہاں بچے ہوں گے۔ وہ پینتالیس برس زمین پر قیام فرمائیں گے۔ اس کے بعد واصل الالحق ہو کر میرے مقبرے میں میرے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔ پھر قیامت کے روز میں اور عیسیٰ علیہ السلام ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان انھیں گے۔

اس حدیث کو مرزا قادیانی نے صحیح تسلیم کرتے ہوئے اپنی متعدد کتب میں نکاح آسمانی کے ضمن میں اپنے پر لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ بندروں کو چھینٹ کے پا جائے بھلے معلوم نہیں ہوتے اور زراغ کی چونچ میں انگوڑی نہ دیتا۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ رسوائے عالم نکاح جس کی یاد مرزا قادیانی کو نزع کے عالم میں ستاتی رہی کا کیا حشر ہوا۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی اس کے ضمن میں لکھتے ہیں وہی ملاحظہ فرمائیں۔

## فیصلہ آسمانی

تجھ سے پوچھا ہے۔ کہہ دے اے مرزا نہیں روک سکتے۔ ہم نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں ”یستألف زوجنا لها لا مبدل

## منکوحہ آسمانی قاد

”اس“ اللہ ﷻ نے بھی پہلے نیز صاحب اولاد ہوگا شادی کرتا ہے اور اولاد ہے جو بطور نشان ہو ہے۔ اس جگہ رسول فرما رہے ہیں کہ یہ ہا ”جب

۱۶ مارچ ۱۸۹۱ء تک کہ قریب موت گویا پیش گوئی آگے نکلنے والا ہے۔ تب میں سمجھ نہیں سکا۔ تر

تکونن من المم

”تفسیر طرح غل نہیں سکتی



## فیصلہ آسانی

تجھ سے پوچھتے ہیں اے مرزا کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ محمدی بیگم تمہاری آسانی منکوحہ ہے۔ کہہ دے اے مرزا ہاں مجھے اپنے رب کی قسم یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا نکاح باندھ دیا۔ میری باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔

”يَسْئَلُونَكَ أَحَقُّ هُوَ قُلُوبُ أَيْ وَرَبِّي أَنَّهُ لَحَقٌ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ  
زَوْجِنَا لَهَا لَا مَبْدَلَ لِكَلِمَاتِي وَأَنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمَرٌّ“

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۳)

## منکوحہ آسانی قادیانی

”اس (یعنی محمدی بیگم کے نکاح والی) پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ عروج و ولولہ یعنی وہ سچ موعود بیوی کرگا۔ نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے تروج اور اولاد کا ذکر عام طور پر مقصود نہیں۔ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تروج سے مراد وہ خاص تروج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔ اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“ (ضمیمہ انجام آئیم ص ۵۳، خزائن ج ۱ ص ۳۷۷)

”جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے۔ پوری نہیں ہوئی تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت کو یا پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے معنی اور ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اس حالت قریب الموت کے مجھے الہام ہوا۔ ”الحق من ربك فلا تكونن من الممترين“ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۹۹، خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

”نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے۔“ لا تبدیل لکلمات

ربہا رسالت سے تلاش کرتا پڑا۔ اللہ اللہ وہ کافہ ہے اور ابتلاء مصیبت میں ہمیشہ سے ساتھی ہے۔ نبیوں کا مولا، پیادوں کا شفیق اور گرتوں کا سنبھالا جس کی زبان فیض ترجمان کے اصول گوہر زمانے کا عقدہ کشا ہوئے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

قال رسول الله ﷺ ينزل عيسى ابن مريم مكث خمسا واربعين سنة ثم يموت ابن مريم في قبر واحد بين ابی بكر (الفصل الثالث) حضرت عبد اللہ بن عمر جو یا رسول کریم ﷺ نے کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر سا اولاد ہوگی۔ وہ زمین پر پینتالیس برس بسر میرے ساتھ دفن ہوں گے۔ پس میں اور عیسیٰ

تیم مکہ کی بعثت کے قبل انبیاء علیہم السلام کی جس نے اس کی تفسیر فرماتے ہوئے فرقان حمید کی اس علیہ السلام کی بیوی بننے نہ تھے۔ بلکہ محترضین نے پیش گوئی فرمادی کہ سچ ابن مریم سن کھولت کریں گے۔ ان کے ہاں بننے ہوں گے۔ وہ کے بعد واصل الالحق ہو کر میرے مقبرے میں کے روز میں اور عیسیٰ علیہ السلام ابوبکرؓ اور عمرؓ کے

م کرتے ہوئے اپنی متعدد کتب میں نکاح آسانی ہے۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ بندروں کو چھینٹ کے میں انکو زینت نہیں دیتا۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ کے عالم میں ستاتی رہی کا کیا حشر ہوا۔ چنانچہ خود فرمائیں۔

اللہ“ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔“

(اشہار مرزا، ۶ اکتوبر ۱۸۹۳ء، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

اور مرزا نے: ”یاد رکھو خدا کے فرمودہ میں تحلف نہیں اور انجام وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ (یعنی محمدی بیگم میرے نکاح میں ضرور آئے گی) خدا کا وعدہ ہرگز نہیں ٹل سکتا۔“

(ضمیمہ انجام آختم ص ۱۳، جزائن ج ۱ ص ۲۹۷)

اس پیش گوئی کو پورا کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے وہ دوڑ دھوپ کی کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ ہزاروں کی زمین کے لالچ آسانی خسر کو دیئے۔ آسانی سارے کو پولیس میں نوکری دلوانے کا ٹھیکہ لیا۔ اس کی بیماری میں حکیم نور دین کو خاص طور پر دوا اور دعاء کی تلقین کی۔ دعاء سے مطلب یہاں صرف منت و حاجت سے ہے۔ وہ برابر تمارداری کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کے لئے تلقین کرتے رہے۔ پیسوں کا صد نامہ بردو ڈائے گئے۔ سارے کا سارا اینڈ کو نہ ہی رات سویا نہ صبح آرام سے بیٹھا۔ خود مرزا قادیانی نے بڑی بڑی کوشش سے الہام کئے اور محنت سے خواب بنائے۔ مکاشفات میں جانفشانی اور استعاروں میں عرق ریزی کی۔ مگر نتیجہ مرغ کی ایک ٹانگ نظر آیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بڑھاپے میں عشق کا مہیب دیوانہ کی حالت میں مرزا قادیانی کے سر پر سوار ہوا۔ جب کہ وہ بیمار پیوں کی جولا نگاہ بنے ہوئے تھے۔ کہیں درد سر ڈیرے ڈالے پڑا تھا تو کہیں دوران سر اڑھ جمار ہا تھا۔ کہیں ذیابیطس نے تنگ کر رکھا تھا تو کہیں سستی و کاہلی نے جان پر ہتار رکھی تھی۔ درد دل کے ساتھ ساتھ ضعف جگر، اعضاء شکنی، بڑھاپا، کمزوری وغیرہ کے علاوہ نامراد مراق کے دورے پڑ رہے تھے۔ ایسی حالت میں مرزا قادیانی کے الہام میں اگر غلطی ہوئی تو کچھ ان کا اپنا قصور تھوڑا ہی ہے۔ آخر عشق نہ شد جتنی شد۔ آپ کا توازن دماغ ایسا کھویا اور غم نے صبر کو تاراج کرتے ہوئے وہ وہ کام آپ سے کرا دیئے جو پنجابی نبی کی صداقت پر ہمیشہ یادگار رہیں گے اور یہ وہ اسوہ مرزا ہے جس پہ عمل کرنا ہر مرزائی کا فرض اولین ہے۔ دیکھیں کون کون سنت مرزا پہ عمل کرتا ہوا خانہ بربادی پر اتر آتا ہے۔ آپ کو ناکامی نکاح سے وہ صدمہ ہوا اور وہ شاق گذرا کہ حقیقی دونوں بیٹوں فضل احمد سلطان احمد کو عاق، بیوی بہو کو طلاق مال و الماک اراضی سے جواب، نئی دلہن نصرت جہاں بیگم کے ہاتھوں بک گئے۔ تمام زر نقد باغ اراضی نکاح رہن بالوفا میں کر کے صرف

پیغمبری اور رسالت ہی پر آ  
بیا ہی جا چکی تھی۔ مگر مرزا کو:  
سمندر دہائے ہوئے اللہ  
امید میں آنکھیں بند کر کے  
”خدا تجھے بکتر

ہے۔ جس میں وصل مقدر  
دن خدا کے کلمات پورے  
ہوگی۔ اگر چہ وہ کراہت کر  
صرف ایک شخص ہلاک ہ  
پیش گوئی کو باطل نہیں کر

”یاد رکھو اس  
ڈھائی سالہ مدت میں نہ  
پہ کسی خبیث مفتری کا  
تلقین۔ وہی رب ذوالجلال

”مرزا احمد  
باشندہ ہے۔ جس کی  
گئے ہیں۔ یہ تمام اسو  
کے لئے کافی ہیں۔“  
مگر آہ!  
سچے مرزائی کا دل سیلا

نہ وصا  
نقد پر مرم بھی کچھ

پیغمبری اور رسالت ہی پر اکتفاء کر لیا۔ مگر محمدی کی محبت دن دو گنی رات چو گنی ترقی کرتی گئی۔ گو وہ بیاہی جا چکی تھی۔ مگر مرزا کو برابر الہام پر الہام ہو رہے تھے اور وہ دل ہی دل میں محبت کے بے پناہ سمندر دہائے ہوئے اللہ میاں کے وعدوں کو سچائی کے مراتب پر دیکھنے کا تقاضہ کر رہا تھا اور اسی امید میں آنکھیں بند کر کے وصل کے خواب دیکھ رہا تھا۔

”خدا تجھے بکثرت برکت دے گا۔ یہ اشارہ ہے ان پر آفتوں کے بعد زمانہ آنے والا ہے۔ جس میں وصل مقدر ہے۔ جس کا اشتہار میں وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ اس دن خدا کے کلمات پورے ہو کر رہیں گے اور دشمنوں کے منہ سیاہ ہوں گے۔ خدا کی بات ظاہر ہوگی۔ اگرچہ وہ کراہت کریں۔ بلاشبہ خدا غالب ہے اور لاریب خدا فاسقوں کو رسوا کرے گا۔ اب صرف ایک شخص ہلاک ہونے والوں سے باقی ہے۔ پس خدا کے حکم کے منتظر رہو۔ تحقیق وہ اپنی پیش گوئی کو باطل نہیں کرے گا۔ بے شک خدا اپنے مہموں کو رسوا نہیں کرے گا۔“

(ترجمہ انجام آتھم ص ۲۱۷، ۲۱۸، خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۷)

”یاد رکھو اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی۔ یعنی (میرا قیہ مرزا سلطان ڈھائی سالہ مدت میں نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمق! یہ انسان کا افتراء نہیں یہ کسی غیبت مغتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ملتیں۔ وہی رب ذو الجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

”مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے۔ جس کی معیاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے۔ قریباً گیارہاں مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں۔ ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔“

(شہاد القرآن ص ۷۹، خزائن ج ۶ ص ۳۷۵)

مگر آہ! ان ہر دو پیش گوئیوں کا حشر کیا ہوا۔ کوئی مرزائیوں کے سینے چیر کر دیکھے۔ بخدا

سچے مرزائی کا دل سیاہ اور جگر داغ داغ ہو گا اور یہ آواز سنائی گئی۔

اک چاک ہو تو سی لوں اپنا گریباں یا رب

ظالم نے پھاڑ ڈالا ہے تار تار کر کے

نہ وصال جاناں نصیب ہوا، نہ قوم کے طعنوں سے راحت نصیب ہوئی۔ محمدی بیگم کی

نقد پر مبرم بھی کچے تار کے کی طرح ٹوٹ گئی اور سلطان محمد کی ڈھائی سالہ موت جو تقدیر مبرم تھی وہ بھی

ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔“

مرزا، ۶ اکتوبر ۱۸۹۳ء، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

مختلف نہیں اور انجام وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ

ئے گی (خدا کا وعدہ ہرگز نہیں ٹل سکتا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۷)

مرزا قادیانی نے وہ دوڑ دھوپ کی کہ توبہ ہی بھلی

آسانی سائے کو پولیس میں نوکری دلوانے کا

پردہ اور دعاء کی تلقین کی۔ دعاء سے مطلب

رداری کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کے لئے

بے سارے کا سارا ایندھن ہی رات سو یا نہ صبح

سے الہام کئے اور محنت سے خواب بنائے۔

کی۔ مگر نتیجہ مرغ کی ایک ٹانگ نظر آیا۔ کسی

ت خدا کی

جوں دوا کی

میں مرزا قادیانی کے سر پر سوار ہوا۔ جب

سر ڈیرے ڈالے پڑا تھا تو ہمیں دوران سر

سستی دکھائی نے جان پر بتا رکھی تھی۔ درد

فروزی وغیرہ کے علاوہ نامراد مراق کے

الہام میں اگر غلطی ہوئی تو کچھ ان کا اپنا

دن داغ ایسا کھویا اور غم نے صبر کوتا راج

صداقت پر ہمیشہ یادگار رہیں گے اور یہ

ہے۔ دیکھیں کون کون سنت مرزا پہ عمل کرتا

وہ صدمہ ہوا اور وہ شاق گذرا کہ حقیقی

مال و مالک اراضی سے جواب، نئی دہن

راضی نکاح رہن بالوفا میں کر کے صرف

تاریکبوت نکل۔ نہ وہ نکاح میں آئی تھی، نہ آئی۔ نہ سلطان محمد کی موت آئی اور نہ وہ مرا۔ مرزا قادیانی خواہ مخواہ مفت میں بدنام ہوئے اور اللہ میاں کو وعدہ ایفائی سے ڈر معلوم ہوا۔ کیونکہ مرزا سلطان محمد بڑا سخت جاں تھا۔ ہاں! بھائی فوجی آدمی فرانس تک میدان کارزار میں خون کی ہولی کھیلنے والے مرزائی فرشتوں کو کب خاطر میں لاتا تھا اور کسی کو کب جرأت تھی کہ اس کے پاس بھٹکے۔ نیز چونکہ اس کا تعلق امت خیر الانام سے تھا۔ کیونکہ یہ پیش گوئی مسلمانوں کے لئے بطور حجت قرار دی جا چکی تھی۔ اس لئے غفور جہاں نے اس کو سلامت رکھا۔

بہت اہل باطل نے تھی خاک چھانی  
ہوا دودھ کا دودھ پانی کا پانی

آہ! اس عمر میں رسوائی روسیاهی بدنامی و ضلالت مرزا قادیانی کے مقدر میں تھی۔ وہ بارش کی طرح آئی اور آندھی کی طرح چھا گئی۔ افسوس امت اب تک اس سیاہی کو دھور ہی ہے۔ جو بھڑک کے دھویوں نے دھونے سے انکار کرتے ہوئے افسوس کے ساتھ موسیو بشیر الدین محمود اور پادری محمد علی کو واپس کر دی ہے۔ دیکھیں اب امریکہ کے دھوبی کام آتے ہیں یا دجالی حواری اس خدمت کو پورا کرتے ہیں۔

غرضیکہ آیت موصوفہ بالبداهت بیان کرتی ہے کہ کج علیہ السلام کے بیوی بچے ہونے چاہئے اور حدیث نبویہ ان کے بیوی بچوں کو ان کے متعلق صاف و صریح پیش گوئی فرماتی ہے کہ کج علیہ السلام آمد ثانی میں نکاح کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔

ناظرین! اب ایک اصولی چیز ایسی پیش کی جاتی ہے جس کا انکار کفر ہے اور وہ مسلمان کھلانے کا مستحق ہی نہیں جو اس کا انکار ایک لمحہ کے لئے کرے۔ چہ جائیکہ مجدد وقت ہو اب اسی چیز پر کذاب قادیان کی اور اس کی بے پندے کی نبوت کی ایمانداری معلوم ہو جائے گی۔ کیونکہ ابھی دبی زبان سے امت غلط سے اوپر اوپر سرکار مدینہ کا اقرار کرتی ہے کہ وہ ہی چشمہ فیض ہے۔ جس سے مرزا قادیانی نے ترقی کرتے کرتے نبوت کو جا مارا۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی

ڈر اس کی دیرگیری سے کہ ہے سخت انتقام کا

”وما اتکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنه فانتهوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب (حشر: ۷)“ اور جو دے تم کو رسول ﷺ سو لے لو۔ جس سے منع کرے چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

ایک دوسرے  
(نسل: ۸۰) ”یعنی جس  
کیوں کہا۔ اس لئے کہ  
یتیم مکہ کی زبان نطق ہی نہ

مندرجہ ذیل  
مؤمنین کے لئے زاد  
اللہ ان کی سابقہ دجالیہ  
مضمون بھی اپنی نوعیت

فرمان ر  
”عن  
لیوشکن ان یفزر  
ویضع الجزیة و  
خیراً من الذل  
الکذب الا لیوہ  
قسم ہے اس ذات  
مریم حاکم عادلہ  
کے زمانہ میں مال  
مافیہا سے بہتر ہوگا  
کریم سے چاہئے  
یعنی خدا فرماتا ہے  
پہلے اس پر ایمان

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے: ”ومن يطع الرسول فقد اطاع الله (نساء: ۸۰)“ یعنی جس کسی نے سرکارِ مدینہ کی فرمانبرداری کی پس اس نے خدا کی تابعداری کر لی۔ یہ کیوں کہا اس لئے کہ: ”وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى (نجم: ۱۰۳)“ یعنی یتیم مکہ کی زبان نطق ہی نہیں کرتی۔ جب تک ہم اس کو نطق نہ کراویں۔ مولانا روم کیا خوب کہہ گئے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود  
زانکہ از حلقوم عبداللہ شود

مندرجہ ذیل احادیثِ نبویہ چشمِ بصیرت سے مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ یہ جواہر پارے مومنین کے لئے زادۂ ایمان ہوں گے۔ ہاں نیم یہودی جلتے ہوئے کچھ بڑبڑائیں گے۔ مگر انشاء اللہ ان کی سابقہ دجالت اور بڑبڑاہٹ کا ساتھ ساتھ جواب بھی دیتا جاؤں گا۔ یقین ہے کہ یہ مضمون بھی اپنی نوعیت میں نرالا اور دلچسپ ہوگا۔ قول مرزا۔

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو  
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(ضمیمہ تخریج گزشتہ ص ۲۷، خزائن ج ۷ ص ۷۸)

فرمان رسالت نمبر ۱:

”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيراً من الدنيا وما فيها ثم يقول ابی ہریرۃ فاقروا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليوثنن به قبل موته“ (ابو ہریرۃ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق اتریں گے تم میں ابنِ مریم حاکمِ عادل ہو کر۔ پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اٹھادیں گے ان کے زمانہ میں مال اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ عبادت دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہوگا۔ یہ حدیث بیان فرما کر ابو ہریرۃ کہتے ہیں کہ اگر تم اس حدیث کی صداقت قرآن کریم سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو ”وان من اهل الكتاب الا ليوثنن به قبل موته“ یعنی خدا فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہ ہوگا جو مسیح پر اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے گا۔ (رواہ بخاری، مسلم، معقول از مشکوٰۃ ص ۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

نہ سلطان محمد کی موت آئی اور نہ وہ مرا۔  
میاں کو وعدہ ایٹائی سے ڈر معلوم ہوا۔ کیونکہ  
آدمی فرانس تک میدان کارزار میں خون کی  
آقا اور کسی کو کب جرأت تھی کہ اس کے پاس  
کیونکہ یہ پیش گوئی مسلمانوں کے لئے بطور  
کو سلامت رکھا۔

قی خاک چھانی  
پانی کا پانی

صلالت مرزا قادیانی کے مقدر میں تھی۔ وہ  
امت اب تک اس سیاہی کو دھور ہی ہے۔ جو  
نئے افسوس کے ساتھ موسیٰ و بئیر الدین محمود اور  
کے دھوبی کام آتے ہیں یا دجالی حواری اس

نہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے بیوی بچے ہونے  
مقتضی صاف و صریح پیش گوئی فرماتی ہے کہ مسیح  
آدھوں گے۔

جاتی ہے جس کا انکار کفر ہے اور وہ مسلمان  
نہ کرے۔ چہ جائیکہ مجددِ وقت ہو اب اسی چیز  
ایمانداری معلوم ہو جائے گی۔ کیونکہ ابھی  
راہ کرتی ہے کہ وہ ہی چشمہ فیض ہے۔ جس

دعوتِ گرفت اس کی

ہے سخت انتقام کا

ماکم عنه فانتھوا وانتقوا اللہ ان اللہ  
سولے لو۔ جس سے منع کرے چھوڑ دو  
ہے۔

قبل اس کے کہ میں حدیث بالا پر کچھ عرض کروں۔ کذاب قادیان کے چند مصدقہ قانون پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ کسی یہودی کو لب کشائی کا موقع نہ رہے اور رگ الحاد کٹ جائے۔

### مرزا قادیانی کے زرین اصول

.....۱ ”نبی کا کسی بات کو قسم کھا کر بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی تاویل نہ کی جائے نہ استثناء۔ بلکہ اس کو ظاہر پر محمول کیا جائے۔“

(حملۃ البشریٰ ص ۱۴، حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

اس کی تائید میں (شہادت القرآن ص ۳، خزائن ج ۶ ص ۲۹۹) پر لکھتے ہیں کہ:

”ہمیں اپنے دین کی تفصیلات احادیث نبویہ کے ذریعے سے ملی ہیں۔“

”جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو۔ قبول کرنے کے لائق ہے۔“

(ازالہ ادہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۳۰۰)

”قسم دلالت کرتی ہے کہ حدیث کے وہی معنی مراد ہوں گے جو اس کے ظاہری الفاظ سے نکلتے ہوں۔ ایسی حدیث میں نہ کوئی تاویل جائز ہے اور نہ کوئی استثناء ورنہ قسم میں فائدہ کیا رہا۔“

(حملۃ البشریٰ ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

”دوسرا معیار رسول اللہ ﷺ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے معنی سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول کریم ﷺ ہی تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہوگی۔“

(برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸)

”تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہؓ آنحضرت ﷺ کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی۔ کیونکہ ان کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔“

(برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸)

جناب رسالت مآب ﷺ اس حدیث شریف کو بطور پیش گوئی قسم کھا کر بیان فرمایا۔ اس لئے اس میں کسی قسم کا استثناء جائز نہیں اور اس میں تاویل کرنا شیوہ اسلام نہیں۔ بلکہ فرمان کو

”من وعن“ تسلیم کر  
وہ مؤمن ہی نہیں جو فر  
دیکھے حضور پر نور ﷺ  
یہ نہیں فرمایا کہ ابن چرا  
ہوگا۔ عیسائیت نیست  
طوفان آگیا۔ مرزا قادی  
گھر میں چرا چاہوا۔ ذرا  
وہ سالہ پورٹوں کو ملاح

اچھی کسر  
سیلاب کس حد کو پہنچے  
.....۱  
سے اسلام جمع آفاق  
.....۲  
کیا جائے گا۔“

.....۳  
پھیل جائے گا اور ملر  
.....۴  
چندر پو جا جائے گا  
.....۵  
اس میدان میں کھڑ

”من وعین“ تسلیم کرنا اور اس کے حرف حرف پر ایمان لانا عین مسلمانی اور ایمان کی نشانی ہے۔ وہ مؤمن ہی نہیں جو فرمان رسالت پہ حرف لائے یا کچھ بھی حرف رکھے اور شک لائے۔ اب دیکھئے حضور پر نور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اور حلف اٹھاتے ہیں کہ تم میں ضرور ابن مریم اتریں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ابن چراغ بی بی پیدا ہوگا۔ دوسری چیز کسر صلیب بتائی کہ ابن مریم کے آنے سے کیا ہوگا۔ عیسائیت نیست و نابود ہو جائے گی۔ مگر مرزا قادیانی کے آنے سے کیا ہوا عیسائیت میں گویا طوفان آ گیا۔ مرزا قادیانی کا اپنا ضلع بنالہ دھرا دھرا مرتد و بے ایمان ہونے لگا اور عیسائیت کا گھر گھر میں چرچا ہوا۔ ذیل کے نقشہ سے صرف دارالفساد قادیان کے ضلع کی سرکاری مردم شماری کی وہ سالہ رپورٹوں کو ملاحظہ کیجئے۔

۱۸۹۱ء	۲۴۰۰
۱۹۰۱ء	۴۴۷۱
۱۹۱۱ء	۲۳۳۶۵
۱۹۲۱ء	۳۲۸۳۲
۱۹۳۱ء	۴۳۳۴۳

اچھی کسر صلیب ہوئی۔ ایک ایک کا دو دوسو ہو گیا اور خدا جانے یہ عیسائیت کا بے پناہ سیلاب کس حد کو پہنچے گا۔ کیا یہی کسر صلیب ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی ڈکنے کی چوٹ یہ کہتے مرے۔  
۱..... ”جب مسیح موعود دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے اسلام صحیح آفاق واقعات میں پھیل جائے گا۔“ (برائین احمد یہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)  
۲..... ”مسیح موعود کے زمانے میں صور پھونک کر تمام قوموں کو دین اسلام پر جمع کیا جائے گا۔“ (شہاد القرآن ص ۱۶، خزائن ج ۶ ص ۳۱۲)  
۳..... ”اس بات پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا اور مل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راست بازی ترقی کرے گی۔“

(ایام مسلم ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۳ ص ۳۸۱)  
۴..... ”ہاں مسیح آ گیا..... اور وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رام چندر پوجا جائے گا نہ کرشن اور نہ عیسیٰ علیہ السلام۔“ (شہادت القرآن ص ۸۵، خزائن ج ۶ ص ۳۸۱)  
۵..... ”طالب حق کے لئے یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہ ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید

رض کروں۔ کذاب قادیان کے چند صدقہ  
ہودی کو لب کشائی کا موقعہ نہ رہے اور رگ

بیان کرنا اس بات پر گواہ ہے کہ اس میں کوئی  
لیا جائے۔“

(حملۃ البشری ص ۱۳، حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)  
ان ج ۶ ص ۲۹۹ پر لکھتے ہیں کہ:

نبویہ کے ذریعے سے ملی ہیں۔“

میں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان  
کے لائق ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

ی معنی مراد ہوں گے جو اس کے ظاہری الفاظ

نہ ہے اور نہ کوئی استثناء ورنہ قسم میں فائدہ کیا

(حملۃ البشری ص ۱۳، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ

بزرگ نبی حضرت رسول کریم ﷺ ہی تھے۔

تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا  
ل ہوگی۔“

(برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸)

کچھ شک نہیں کہ صحابہ آنحضرت ﷺ کے

تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور

نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔“

(برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸)

یف کو بطور پیش گوئی قسم کھا کر بیان فرمایا۔

تاویل کرنا شیوہ اسلام نہیں۔ بلکہ فرمان کو



پھیلاؤں..... پس مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت قاتل ظہور میں نہ آئے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود مہدی معبود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو تم سب گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں۔“

(اخبار بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج ۶ ص ۱۶۲)

فرمان رسالت میں تیسری چیز قتل خنزیر بیان ہوئی۔ مگر قتل خنزیر سے قتل کس صلیب بیان ہوا۔ یعنی جب نصاریٰ نصاریٰ ہی نہ رہیں گے وہی مسلمان ہو جائیں گے تو پھر وہ خنزیر کا کھانا کس طرح پسند کریں گے اور دین حنیف میں تو وہ طیب جانور جس کا کھانا حلال و مسنون ہے۔ جب قتل ہو جائے وہ دانستہ ہو یا نادانستہ حرام ہے اور پھر خنزیر جو پہلے ہی اسلام میں حرام ہے اور لطف یہ کہ وہ قتل بھی ہو جائے کس طرح کھانا جائز ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ جب ابن مریم آئیں گے اور عیسائیت کے ستون کو توڑ دیں گے اور جب ستون ٹوٹ گیا اور وہ عمارت ہی نہ رہی تو اس کے سامان خود بخود ٹوٹ گئے۔ جب عیسائی ہی مسلمان ہو گے تو خنزیر کیا دجال کھائیں گے۔ مگر مرزا قادیانی کے وقت میں اس مردود جانور کی بھی وہ بہتات ہوئی کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں:

”مسیح کا آسمان سے اترنے کے بعد پہلا کام یہی ہوگا کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ اب جائے تعجب ہے کہ صلیب کو توڑنے سے اس کا کون سا فائدہ ہے۔ اگر اس نے مثلاً دس بیس لاکھ صلیب توڑ بھی دی تو کیا عیسائی لوگ جن کو صلیب پرستی کی دھن لگی ہوئی ہے اور صلیبیں بنوائیں سکتے اور دوسرا فقرہ جو کہا گیا ہے کہ خنزیروں کو قتل کرے گا۔ یہ بھی اگر حقیقت پر محمول ہے تو عجیب فقرہ ہے۔ کیا حضرت مسیح کا زمین پر اترنے کے بعد عمدہ کام یہی ہوگا کہ وہ خنزیروں کا شکار کھیلتے پھریں گے اور بہت سے کتے ساتھ ہوں گے۔ اگر یہی سچ ہے تو سکھوں اور چماروں اور سانسنیوں اور گندھلیوں وغیرہ (مرزائیوں) کو جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں۔ خوشخبری کی جگہ ہے کہ ان کی خوب بن آئے گی۔ مگر شاید عیسائیوں کو ان کی اس خنزیر کشی سے چنداں فائدہ نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ عیسائی قوم نے خنزیر کے شکار کو پہلے ہی کمال تک پہنچا رکھا ہے۔ بالفضل خاص لنڈن میں خنزیر کا گوشت فروخت کرنے کے لئے ہزار دوکان موجود ہے اور بذریعہ معتبر خبروں کے ثابت ہوا ہے کہ صرف یہی ہزار دوکانیں نہیں بلکہ پچیس ہزار اور خنزیر ہر روز لنڈن میں سے محصولات کے لوگوں کے لئے باہر بھیجا جاتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۴۲، خزائن ج ۳ ص ۱۲۳، ۱۲۴)

اس بیہودہ دلچر فضول  
قادیانی کے قلب میں فرمان رس  
میرے خیال میں یہ پنجابی مسیح  
ہے کہ شام میں نہ سانس نہ گند  
دست و بازو ہیں اور اسی لئے مرزا  
رچایا اور چوہڑوں کو لوٹ کھایا  
تلاش میں نکلیں گے۔ جیسا کہ  
بہر حال مرزا قادیانی نے خنزیر  
پیش خبری بیان کرتا ہے۔ چونکہ  
یہ بھی ظاہر ہے کہ جب اہل کفر  
وہ تو غیر مسلم دیتے ہیں اور جس  
مرزا قادیانی کے زمانہ میں ایک  
غرضیکہ جز یہ موقوف تو کیا ایک  
ہوئی کہ مسیح علیہ السلام کے وقت  
قدر مستغنی اور عابد ہوں گے  
جائے گا کہ لے لو وہ جواب  
بابرکت زمانہ ہوگا جس میں  
پھریں گے اور کوئی کسی کو تکلیف  
عاشقان ناموس یزدانی اس  
من اهل الكتب الا ليدؤا  
مگر مرزا قادیانی  
بنی نوع آدم لڑے، کوڑی  
امت کو لوٹا، کہیں لنگر کے  
توسیع اشاعت، کہیں ماہوار  
لے کر چھوڑ دیا جاتا تو بھی  
شرابی زانی صرف وصیت

ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو پھر میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود مہدی معبود کو کرنا چاہئے کیا تو تم سب گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں۔“

(اخبار بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج ۶ ص ۱۶۲)

زیر بیان ہوئی۔ مگر قتل خنزیر سے قبل کسر صلیب بیان ہی مسلمان ہو جائیں گے تو پھر وہ خنزیر کا کھانا کس جب جانور جس کا کھانا حلال و مسنون ہے۔ جب قتل خنزیر جو پہلے ہی اسلام میں حرام ہے اور لطف یہ کہ وہ وہاں کے ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ جب ابن سائے اور جب ستون ٹوٹ گیا اور وہ عمارت ہی نہ بھیسائی ہی مسلمان ہو گئے تو خنزیر کیا دجال مردود جانور کی بھی وہ بہتات ہوئی کہ تو بہ ہی بھلی

پہلا کام یہی ہوگا کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو لے کر اس کا کون سا قاتل ہے۔ اگر اس نے لوگ جن کو صلیب پرستی کی دھن لگی ہوئی ہے اور کہہ کہ خنزیروں کو قتل کرے گا۔ یہ بھی اگر حقیقت پر زمین پر اترنے کے بعد عمدہ کام یہی ہوگا کہ وہ تہ ساتھ ہوں گے۔ اگر یہی سچ ہے تو سکھوں اور نیوں کو جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں۔ مگر شاید عیسائیوں کو ان کی اس خنزیر کشی سے خنزیر کے شکار کو پہلے ہی کمال تک پہنچا رکھا ہے۔ نے کے لئے ہزار دوکان موجود ہے اور بذریعہ کانٹیں نہیں بلکہ بچیس ہزار اور خنزیر ہر روز لندن ہے۔“

(ازالہ اہام ص ۳۲، ۳۱، خزائن ج ۳ ص ۱۲۳، ۱۲۴)

اس بیہودہ دلچر فضول و بکواس تحریر سے مرزا قادیانی کا مافی الضمیر عیاں ہے کہ مرزا قادیانی کے قلب میں فرمان رسالت کا کیا مرتبہ تھا اور ان کی وہ کس حد تک عزت کرتے تھے۔ میرے خیال میں یہ پنجابی مسیح نے اپنا نقشہ کھینچا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے اور دنیا کا اس پر پورا پورا اتفاق ہے کہ شام میں نہ سانس نہ گند بھیل نہ سکھ نہ چمار ہوتے ہیں۔ یہ پنجاب کی قومیں پنجابی مسیح کی دست و بازو ہیں اور اسی لئے مرزا قادیانی کے بھائی امام دین نے ان قوموں میں پیغمبری کا ڈھونگ رچایا اور چوہڑوں کو لوٹ کھایا تھا۔ سو مرزا قادیانی پیاس کے کنارے کنارے اس عزیز شکار کی تلاش میں نکلیں گے۔ جیسا کہ ان کا عزیز بیٹا فضل عمر پیاس کی موجوں میں گل چھڑے اڑاتا ہے۔ بہر حال مرزا قادیانی نے خنزیر کی بہتات کو مانا ہے۔ حالانکہ فرمان رسالت اس کے قتل و موت کی پیش خبری بیان کرتا ہے۔ چوتھی چیز فرمان رسالت نے یہ بیان فرمائی کہ جزیہ موقوف ہو جائے گا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب اہل کتاب یعنی یہودی و نصرانی مسلمان ہو جائیں گے تو جزیہ کون دے گا۔ وہ تو غیر مسلم دیتے ہیں اور جب سبھی مسلمان ہو جائیں گے تو یہ بھی خود بخود موقوف ہو جائے گا۔ مگر مرزا قادیانی کے زمانہ میں ایک جزیہ تو کیا بیسویں ٹیکس ایسے رائج ہوئے جن کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ غرضیکہ جزیہ موقوف تو کیا ایک ایک کے بیس بیس دینے پڑتے ہیں۔ پانچویں چیز افراط مال بیان ہوئی کہ مسیح علیہ السلام کے وقت میں مال کی اس قدر فراوانی ہوگی گویا کہ نہر بہ رہی ہے اور لوگ اس قدر مستغنی اور عابد ہوں گے کہ کوئی قبول کرنے والا ڈھونڈے سے نہ ملے۔ جس کو روپیہ پیش کیا جائے گا کہ لے لو وہ جواب دے گا کہ اس سے بہتر ہے مالک الملک کا ایک سجدہ۔ غرضیکہ یہ ایسا بابرکت زمانہ ہوگا جس میں نہ چور ہوگا نہ ریزن۔ عدل کا وہ دور دورہ ہوگا کہ لوگ سونا اچھالتے پھریں گے اور کوئی کسی کو تکلیف نہ دے گا۔ یہ حدیث صحابہ میں ابو ہریرہؓ بیان فرما کر کہتے ہیں اے عاشقان ناموس یزدانی اس مبارک دور کی تصدیق چاہتے ہو تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھو۔ ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبله موتہ“

مگر مرزا قادیانی کے زمانے میں کیا ہوا۔ ایک ایک پائی پے فساد ہوئے ایک ایک روٹی پر بنی نوع آدم لڑے، کوڑی کوڑی کے لئے ہاتھ پائی ہوئی۔ خود مرزا قادیانی نے طرح طرح سے امت کو لوٹا، کہیں لنگر کے نام پر، کہیں تبلیغ کے کام پر، کہیں منارہ کی تعمیر، کہیں گھر کی وسعت، کہیں توسیع اشاعت، کہیں ماہواری چندہ، کہیں پیٹ کا دھندہ، کہیں ہوس کا پھندہ۔ غرضیکہ جیتے جیتے چندہ لے کر چھوڑ دیا جاتا تو بھی غنیمت تھا۔ یہاں مرکز بھی چندہ نہیں چھوٹا۔ ساری عمر کا بدکار و مشرک شرابی زانی صرف وصیت کر دینے اور قادیان میں دوزخی مقبرہ میں دفن ہو جانے سے ماشکی یا بہشتی

ہو جاتا ہے۔ ایک ایک قبر کا دس دس بیس بیس ہزار سلسلہ عالیہ احمقہ کے خزانے میں آتا ہے۔ جس سے ”کأن الله نزل من السماء“ من مانی موجیں اڑاتا ہے اور مردہ عالم بزرخ میں کف افسوس ملتا اور کہنے پہ نام ہوتا ہے۔ اس حدیث کی صحت و عظمت پر جہاں آسمان کے ستاروں سے زیادہ شاہد موجود ہیں۔ وہاں مرزا قادیانی کو بھی پورا پورا اتفاق ہے۔ اسی لئے انہوں نے اپنی متعدد کتب میں اس کو درج فرمایا اور جناب ابو ہریرہؓ نے اس حدیث کو جب اپنے ہم جلیسوں میں بیان کیا تو کوئی ایک بھی معترض نہ ہوا۔ بلکہ سب کا یہی ایمان تھا کہ مسیح قرب قیامت میں ان صفات کے ساتھ نزول فرمائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کے خلاف ایک صحابی نے بھی اس کی تردید میں ایک لفظ نہیں کہا اور یہی وجہ ہے کہ تمام محدثین، آئمہ کرام و مفسرین عظام تا ایں زمان اس سے اتفاق کرتے چلے آئے ہیں اور انشاء اللہ تا نزول مسیح اتفاق کرتے چلے جائیں گے۔ ذیل میں بطور حجت ہم اس معتبر و بلند مرتبت مسلمہ مجدد کے پاکیزہ خیالات پیش کرتے ہیں۔ جس کا انکار مرزا قادیانی کے نزدیک کفر ہے۔ دیکھئے کون کون اس سعادت سے حصہ لیتا ہے۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ امام مجدد صدی ہشتم اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں:

”حضرت ابو ہریرہؓ کا مذہب یہ ہے کہ قول الہی قبل موتہ میں ضمیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھرتی ہے۔ پس معنی اس آیت کے یہ ہوئے کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی بات پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جزم کیا ہے۔ مطابق اس کے جو امام ابن جریر نے آپ سے بطریق سعید بن جبیر با سند صحیح روایت کیا ہے اور نیز بطریق ابی رجا حضرت امام حسن بصری سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آویں گے۔ خدا کی قسم آپ یقیناً اس وقت زندہ ہیں۔ جب آپ نازل ہوں گے تو سب اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔“

(فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۷)

اس حدیث شریف اور آیت کریمہ سے یہ روز روشن کی طرح معلوم ہوا کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ قرب قیامت میں ضرور تشریف لاویں گے اور مرزا قادیانی کو مسیح موعود خیال کرنا حماقت و نادانی ہے۔ کیونکہ ان میں یہ کوئی بھی وصف پایا نہیں جاتا۔

فرمان رسالت نمبر: ۲

”حضرت ابو ہریرہؓ جناب سرور دو عالم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا یتیم مکہ نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً احرام باندھیں گے

ابن مریم مقام فح الارواح سے رنج  
حج کریں گے)

کیوں  
جو چھو

### اصول مرزا

”اگر میں بخاری اور  
پیش کرتا۔“

”صحیحین کو تمام کتب

اس حدیث شریف

ابن مریم کی زندگی کی ایک اور

بلکہ ان کا چہرہ رو سیاہ نظر آئے

احرام باندھ کر عازم حج ہوں

استثناء جائز نہیں۔ کیونکہ قسم کا

گا۔ مثلاً ماہ صیام کا چاند ابر کی

فلاں جگہ چاند اپنی آنکھوں

روزے کی نیت کر لی جائے گی

بلند مرتبت سرور دو عالم بعد از

اس پہ حرف لائیں اور پھر امتحان

نے نہ دیکھا مگر دل کی گہرائی

کے وجود پر یقین کیا۔ قرآن

دی۔ حشر کو نہ دیکھا بشر یہ یقین

پیش گوئی کی مشکلات پر نگاہ

کی تصریحات ہیں۔

”نیا اور پرانا قلعہ

خاک کی جسم کے ساتھ کرہ زمہر

ابن مریم مقام حج الروحاء سے حج کا یا عمرہ کا یا قرآن کریں گے۔ (یعنی عمرہ کر کے اسی احرام سے حج کریں گے) (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۰۸، باب جواز التمتع فی الحج والقرآن)

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو  
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو  
(تخفہ گولڑیہ ص ۲۷، خزائن ج ۷ ص ۷۸)

### اصول مرزا

”اگر میں بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ ہوتا تو میں کیوں بار بار ان کو اپنی تائید میں پیش کرتا۔“

(ازالہ اوہام ص ۸۸۳، خزائن ج ۳ ص ۵۸۲)  
”صحیحین کو تمام کتب حدیث پر مقدم رکھا جائے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۵)  
اس حدیث شریف میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے اللہ بزرگ و برتر کی حلف اٹھاتے ہوئے ابن مریم کی زندگی کی ایک اور ایسی دلیل بیان فرمائی۔ جس کے سامنے دجالین کی ایک نہ چلے گی۔ بلکہ ان کا چہرہ روسیہ نظر آئے گا۔ آقائے بروجرئے فرمایا کہ ابن مریم حج الروحاء کی گھائی سے احرام باندھ کر عازم حج ہوں گے۔ چونکہ یہ حدیث قسم سے ادا ہوئی اس لئے اس میں کوئی تاویل یا استثناء جائز نہیں۔ کیونکہ قسم کا فائدہ ساقط ہو جائے گا اور اس کے علاوہ نظام دنیا میں فرق آجائے گا۔ مثلاً ماہ صیام کا چاند ابر کی وجہ سے نہیں دیکھا گیا۔ ایک آدمی حلفیہ بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں جگہ چاند اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تو کیا کیا جائے گا۔ اس کی قسم پہ اعتبار کرتے ہوئے روزے کی نیت کر لی جائے گی۔ یہ تو بھی ایک غلام خیر الالام کی قسم چہ جائیکہ اس ذیشان عالی مقام بلند مرتبت سرورِ دو عالم بعد از خدا بزرگ کی قسم اس کو جھوٹا سمجھیں اور پھر مسلمانی کا بھی دعویٰ کریں۔ اس پہ حرف لائیں اور پھر امتی کہلائیں۔ سرکارِ دو عالم نے ذات باری سے تعارف کرایا۔ آنکھوں نے نہ دیکھا مگر دل کی گہرائیوں نے بدرجہ اتم محسوس کیا۔ ملائکہ پہ بن دیکھے ایمان لائے۔ جنات کے وجود پر یقین کیا۔ قرآن منزل من اللہ ہوتے آنکھوں نے نہ دیکھا۔ مگر ایمان نے شہادت دی۔ حشر کو نہ دیکھا نشر پہ یقین ہوا۔ غرضیکہ مومن کا ایمان ہی بالغیب ہے اور وہ مومن ہی نہیں جو پیش گوئی کی مشکلات پر نگاہ رکھے اور تو اہم باطلہ سے ریت کے پہاڑ بنائے۔ جیسا کہ کذاب العصر کی تصریحات ہیں۔

”نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زہریر تک پہنچ سکے۔“ (ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

ملہ عالیہ احمقہ کے خزانے میں آتا ہے۔ جس میں اڑاتا ہے اور مردہ عالم بزرخ میں کف و عظمت پر جہاں آسمان کے ستاروں سے بالاتر ہے۔ اسی لئے انہوں نے اپنی متعدد حدیث کو جب اپنے ہم جلسوں میں بیان کیا تھا کہ حج قرب قیامت میں ان صفات سے حج کے خلاف ایک صحابی نے بھی اس کی شین، آئینہ کرام و مفسرین عظام تا ایں زمانہ دل سے اتفاق کرتے چلے جائیں گے۔ ذیل کیزہ خیالات پیش کرتے ہیں۔ جس کا انکار سعادت سے حصہ لیتا ہے۔ حضرت حافظ ان میں فرماتے ہیں:

الہی قبل موتہ میں ضمیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور اسی بات پر حضرت عبداللہ جریر نے آپ سے بطریق سعید بن جبیر مام حسن بھری سے روایت کیا کہ انہوں نے آویں گے۔ خدا کی قسم آپ یقیناً اس بآپ پر ایمان لے آئیں گے۔“

(فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۷)

وز روشن کی طرح معلوم ہوا کہ مسیح علیہ السلام کے اور مرزا قادیانی کو مسیح موعود خیال پایا نہیں جاتا۔

سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا یتیم مکہ نے ی جان ہے۔ یقیناً احرام باندھیں گے

”اگر فرض کے طور پر اب تک زندہ رہنا ان کا (مسح) تسلیم کر لیں تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدت گزرنے پر پیر فرتوت ہو گئے ہوں گے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۰، خزائن ج ۳ ص ۱۲۷)

یہ خیال ہی فاسد و مردود ہے۔ کہاں عقل انسانی اور کہاں تدبیر یزدانی اور اوندی کھوپڑی اور محدود فکر کے پتلو کیا اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی اپنی طرح مجبور و معذور سمجھتے ہو۔ کون ہے جو ہماری قدرت و طاقت کا احاطہ کرے۔ کس کو مجال ہے کہ ہماری حد بست کر سکے۔ عقل کے ناخن لوسو چو اور سمجھو جو کچھ بھی ہماری مشیت کو منظور ہوتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ کوئی نہیں جو ہمارے ارادوں میں آڑے آئے یا ہمارے راہ میں حائل ہو۔ یہ خیال ہی مٹھکے خیز اور بودا ہے کہ نیا اور پرانا فلسفہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان کرہ زمہریر تک نہیں پہنچ سکتا۔ عقل کے اندھ سوچو تو زمہریر کس نے بنایا اور اس میں منجمد کرنے کی طاقت کس نے بخشی۔ یقیناً وہ تمہاری طرح ہماری ادنیٰ مخلوق ہے اور تمہاری طرح سرکش و نافرمان نہیں ہے۔ جو طاقت دے سکتا ہے وہ سلب بھی کر سکتا ہے۔ پانی کا کام ڈبونا ہے۔ مگر وہ اسرائیلوں کو ہمارے حکم پر راستہ بھی دے سکتا ہے۔ آگ جلا دیتی ہے مگر ابراہیمؑ کے لئے ہمارے حکم سے گلزار بھی بن سکتی ہے۔ زہری نفسہ ہلاکت ہیں مگر وہ تریاق بھی بن سکتے ہیں۔ تم تو روزی دست و بازو کے زعم میں کما کر کھاتے ہو۔ مگر ہماری بے تعداد ایسی بھی مخلوق ہے۔ جو عقل فکر سے محض کوری ہے۔ ان کو کون روزانہ روزی دیتا ہے۔ تمہارے دست و بازو کا پیہ تو تمہیں جب لگے جو ہمارے نظام سے علیحدہ ہو کر حاصل کرو۔ اگر ہم سورج کی حدت کو معدوم کر دیں اور بارش کو روک لیں۔ پھر دیکھیں تمہاری محنت و کوشش، کبھی سوچا بھی پانی کی کیا قیمت دیتے ہو۔ جس پر زندگی کا انحصار ہے۔ ہوا کس مول لیتے ہو جس پر زیست کا دار و مدار ہے۔ اولاد کن درموں خریدا کرتے ہو۔ جس پر بھلا عالم ہے۔ اور لمبی عمر گزرنے پر پیر فرتوت کی بھی خوب کمی۔ نوح کا زمانہ بھول گئے چوداں چوداں سو برس کے آدمی تمہارے پچاس سالہ بوڑھے سے توانا و تندرست تھے۔ ہزار برس تو وہ وعظ و نصیحت ہی کرتے رہے۔ اصحاب کہف کئے برس سوئے کچھ یاد ہے۔ عزیر کتنی مدت مرے رہے بھول گئے ہم میں یہ طاقت ہے کہ بڑھا پاروک دیں یا جوانی کو بڑھا پے میں بدل دیں۔ کیونکہ ہم ہر ایک چیز پر قادر ہیں۔

ہم تیر کا اسی الہام پر شیخ الاسلام علامۃ الانور الکشمیریؒ ثم الدیوبندی کا کلام جو انہوں نے عقیدۃ الاسلام ص ۲ طبع دیوبند میں فرمایا نقل کرتے ہیں۔

”وذلك الش  
عروج جسم الى  
يعرف شيطان  
المتفرنجين ثم  
الشان التجاء الى  
ستحمر اواذا قيل  
الملائكة ارضك  
وصعود انسان الى  
يبدخت  
محال ہے۔ (دیکھو) یہ  
بجائے خود کسی چیز کو نہیں  
ہے کہ میں بڑا فلسفی ہو  
مثال شتر مرغ کی ہے۔  
کہا جائے بوجھ اٹھا تو  
اللہ تبارک  
نظاہر ہے کہ فرشتوں کو  
کوئی فرق نہیں۔  
ناظرین!  
(زخرف: ۶۰) ”یعنی  
اللہ تعالیٰ اس بات پر  
و تقدیس میں منہمک  
طریق کار ہے اس  
ملائکہ کو زمین پر بسا  
زمین کے رہنے والے  
اور یہ کوئی مشکل نہیں۔

”وذلك الشقى المتنبي يقول ان الفلسفة القديمة والجديدة تحيل عروج جسم الى السماء يدعى الشقى النبوة ثم يتفلسف وفوق ذلك انه لا يغرف شيئا من الفلسفة ولا شيئا وانما يدين بما سمعه من اتباعه المتفرنجين ثم يتشدد به كانه فيلسوف هاذق فاذا اعوزه الامروا عجزه الشأن التجاء الى دعواه الا لهام فهو كالنعامة اذا قيل له طراستنوق او استحمر او اذا قيل له احمل استنسر، والله تعالى يقول لو شئنا لا مسكنا الملائكة ارضكم ومعلوم ان هبوط ملك الى الارض تاركا مقامه المعلوم وصعود انسان الى السماء سيان لا فرق بينهما“

یہ بد بخت متنبی دعویٰ کرتا ہے کہ فلسفہ قدیم و جدید کی تحقیق ہے کہ اس جسم کا آسمان پر جانا محال ہے۔ (دیکھو) یہ بد بخت اول تو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پھر فلسفی بنتا ہے۔ حالانکہ فلسفہ کا جاننا بجائے خود کسی چیز کو نہیں جانتا۔ بلکہ جو یورپین سے سنتا ہے۔ اسی کی اطاعت کرتا ہے پھر ظاہر کرتا ہے کہ میں بڑا فلسفی ہوں۔ اگر کوئی فلسفہ بین عار کرتا ہے تو لاچار الہام کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کی مثال شتر مرغ کی ہے۔ اگر اس کو اڑنے کے لئے کہا جائے تو کہتا ہے میں اونٹ ہوں یا گدھا۔ اگر کہا جائے بوجھ اٹھا تو کہتا ہے میں پرندہ ہوں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں اگر ہم چاہیں تو زمین کو ملائکہ سے آباد کریں اور یہ بات ظاہر ہے کہ فرشتوں کو اپنا مقام معلوم چھوڑ کر زمین پر آنا اور انسان کا آسمان پر چڑھنا برابر ہیں اور کوئی فرق نہیں۔

ناظرین! خلاق جہاں کا یہ ارشاد ”ولو نشاء لجعلنا منكم ملائكة في الارض (زخرف: ۶۰)“ یعنی اگر ہم چاہیں تو زمین کو ملائکہ سے آباد کریں۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ آسمانی مخلوق کو زمین پر بسا دے اور وہی اشغال و افعال یعنی تسبیح و تقدیس میں منہمک رہنا لذات دینی سے نا آشنائی اور اکل شرب سے بے اعتنائی۔ جیسا کہ ان کا طریق کار ہے اس خطہ خاکی پر وہی کاروبار جو آسمان پر بجالاتے ہیں اختیار کریں اور جیسا کہ وہ ملائکہ کو زمین پر بسانے اور آباد کرنے پر قادر ہے اس سے کہیں زیادہ وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ زمین کے رہنے والے یعنی انسان آسمان پر لے جائے اور وہیں ان کے ضروریات زندگی مہیا ہوں اور یہ کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

و رہنا ان کا (مسبح) تسلیم کر لیں تو کچھ شک نہیں کہ  
 ” (ازالہ ابہام ص ۵۰، خزائن ج ۳ ص ۱۲۷)  
 ماں عقل انسانی اور کہاں تدبیر یزدانی اور اوندھی  
 در بے بضاعتی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی اپنی طرح  
 طاعت و طاقت کا احاطہ کرے۔ کس کو مجال ہے کہ ہماری  
 جو کچھ بھی ہماری مشیت کو منظور ہوتا ہے وہ ہو جاتا  
 آئے یا ہمارے راہ میں حائل ہو۔ یہ خیال ہی  
 بات کو ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان کہہ نہ سکتا  
 نے بنایا اور اس میں مجتہد کرنے کی طاقت کس نے  
 ہے اور تمہاری طرح سرکش و نافرمان نہیں ہے۔ جو  
 فی کا کام ڈبونا ہے۔ مگر وہ اسرائیلوں کو ہمارے حکم  
 ابراہیم کے لئے ہمارے حکم سے گلزار بھی بن سکتی  
 ن سکتے ہیں۔ تم تو روزی دست و بازو کے زعم میں  
 مخلوق ہے۔ جو عقل فکر سے محض کوری ہے۔ ان کو  
 بازو کا پتہ تو تمہیں جب لگے جو ہمارے نظام سے  
 ت کو معدوم کر دیں اور بارش کو روک لیں۔ پھر  
 کی کیا قیمت دیتے ہو۔ جس پر زندگی کا انحصار  
 روک دیا ہے۔ اولاد کن درموں خرید کرتے ہو۔  
 ر قوت کی بھی خوب کہی۔ نوح کا زمانہ بھول گئے  
 س سالہ بوڑھے سے توانا و تندرست تھے۔ ہزار  
 ب کہف کئے برس سوئے کچھ یاد ہے۔ عزیر کتنی  
 ہے کہ بڑھا پاروک دیں یا جوانی کو بڑھاپے میں  
 مت الانور الکشمیری ثم الدیوبندی کا کلام جو انہوں  
 تے ہیں۔

اگر کوئی مرزائی یا سودائی اس قول الہی پر معترض ہو اور نادانی و حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعتراض کرے کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ انسان فرشتہ ہو جائے اور فرشتے زمین پر چلنے لگیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خبیث، خدا کو ناکارہ سمجھتا اور وہ ناکارہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ فقرہ یونہی کہہ دیا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مقولہ معیار صداقت کی ضمانت سے کم نہیں۔ وہ جو بھی کہہ دے وہ ہماری عقل میں آوے نہ آوے اس میں یہ خیال نہیں لانا چاہئے کہ چونکہ یہ ہماری عقل و فکر سے بعید ہے۔ اس لئے ایسا ہو نہیں سکتا۔ ہماری طاقت محدود ہمارا فہم محدود ہمارے پلے ہی کیا ہے۔ ایک گندے مادے کا ناپاک قطرہ ترقی کرتے کرتے آخر کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ ذات کردگار ہماری طرح مجبور و معذور نہیں۔ نہ اس کی طاقت محدود نہ اس کی خدائی مقبود۔ کون ہے جو اس کی حد بست کرے اور کس کی مجال ہے جو اس کے نظام میں دخل دے۔ اس کے بعید ہی نرالے ہیں۔ اس کی ذات عجز سے مبرا اور عیب سے خالی۔ گویا سقم کو وہ جانتی ہی نہیں۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی وعدہ کرے اور پورا نہ ہو۔ کوئی مقولہ بیان ہو اور وہ معیار صداقت پر پورا نہ اترے۔ اگر یہ خیال کریں کہ یہ فقرہ ایسے ہی کہہ دیا گیا ہے ورنہ اس کا وجود میں آنا مشکل ہی نہیں محال ہے تو اس سے تو یہ لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ خدا بھی ہماری طرح مشکلات و محالات کے چنگل میں مقید ہے۔ جو صرف باتیں بیان کر دیتا ہے۔ مگر ایفاء کی طاقت نہیں رکھتا اور جناب مسیح کا آسمان پر لے جانا تو ایک امر مقدر تھا۔ جس کی سب سے بڑی وجہ ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

ہر ایک نبی کا ایک مبشر اور مصدق ہوتا رہا ہے اور یہ ایک متفقہ اور مانی ہوئی چیز ہے۔ چنانچہ جناب مسیح تک یہ سلسلہ بدستور صحیح چلتا آیا ہے۔ مگر رسول پاک ﷺ چونکہ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی وہ ظلی ہو یا بروزی۔ تشریف ہو یا غیر تشریفی قطعاً کسی صورت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے مبشر جناب مسیح کو جنہوں نے آپ کی آمد کا مژدہ سنایا تھا۔ ”و مبشراً برسول یاتى من بعدی اسمہ احمد (صف: ۶)“ کو ہی مصدق بنانے کے لئے ایک لمبی عمر عطاء فرماتے ہوئے آسمان پر اٹھالیا اور وہی وعدہ الہی ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موتہ (نساء: ۱۵۹)“ کی تحت میں قرب قیامت میں تشریف لائیں گے اور یہی وجہ ہے جو سرکار مدینہ نے اپنے مصدق کے لئے حلف اٹھاتے ہوئے وعدہ فرمایا۔

فرمان رسالت نمبر: ۳

”عن عبد اللہ بن عمر و بن العاص قال قال رسول اللہ ﷺ یفزل

عیسیٰ ابن مریم الی الا  
ثم یموت فیدفن معی فی  
ابی بکر و عمر (رواہ ابن  
عیسیٰ بن مریم مع نبینا، م  
جناب عبد اللہ بن عمر بن العاص  
اللہ تعالیٰ نے کہ عیسیٰ بیٹے مریم  
ہاں اولاد ہوگی۔ وہ پینتالیس برس  
وہ میرے پاس میرے مقبرے  
اٹھیں گے ابو بکر اور عمر کے درمیان  
قول مرزا

کیوں  
جو چھ

اس حدیث شریفہ  
فرمائی جو چھٹی صدی کے مسلمہ  
تذکرہ کرتے ہوئے اس کی صحیح  
کی۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ بندرو  
پہلو۔  
زاغ

چنانچہ مرزا نے اس  
”لوگوں نے اس  
کر دیا انسانوں کو جہنم کی آگ  
بر خلاف عیسیٰ آسمان سے اترے۔  
کرے اور موتیوں کی طرح قطعاً



س قول الہی پر معترض ہو اور نادانی و حماقت کا مظاہرہ کرتے  
 ۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ انسان فرشتہ ہو جائے اور فرشتے زمین  
 خبیث، خدا کو ناکارہ سمجھتا اور وہ ناکارہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ  
 الٰہی کا کوئی مقولہ معیار صداقت کی ضمانت سے کم نہیں۔ وہ جو  
 نہ آوے اس میں یہ خیال نہیں لانا چاہئے کہ چونکہ یہ ہماری  
 نہیں سکتا۔ ہماری طاقت محدود ہمارا فہم محدود ہمارے پلے  
 قطرہ ترقی کرتے کرتے آخر کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ  
 اس۔ نہ اس کی طاقت محدود نہ اس کی خدائی مقبوضہ کون ہے  
 ل ہے جو اس کے نظام میں دخل دے۔ اس کے بھید ہی  
 اور عیب سے خالی۔ گویا سقم کو وہ جانتی ہی نہیں۔ پھر یہ کس  
 پر پورا نہ ہو۔ کوئی مقولہ بیان ہو اور وہ معیار صداقت پر پورا  
 بسے ہی کہہ دیا گیا ہے ورنہ اس کا وجود میں آنا مشکل ہی نہیں  
 حوزہ باللہ خدا بھی ہماری طرح مشکلات و محالات کے چنگل  
 ہوتا ہے۔ مگر ایفاء کی طاقت نہیں رکھتا اور جناب مسیح کا آسمان  
 ب سے بڑی وجہ ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

مدق ہوتا رہا ہے اور یہ ایک متفقہ اور مانی ہوئی چیز ہے۔  
 مسیح چلا آیا ہے۔ مگر رسول پاک ﷺ چونکہ خاتم النبیین  
 وہ ظلی ہو یا بروزی۔ تشریف ہی ہو یا غیر تشریفی قطعاً کسی  
 و تعالیٰ نے آپ کے ہر جناب مسیح کو جنہوں نے  
 آبر رسول یاسی من بعدی اسمہ احمد  
 لئے ایک لمبی عمر عطا فرماتے ہوئے آسمان پر اٹھالیا اور  
 ب الالیق منن بہ قبل موتہ (نساء: ۱۵۹) کی  
 میں گئے اور یہی وجہ ہے جو سرکار مدینہ نے اپنے مصدق

وبن العاص قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل

عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمساً واربعین سنة  
 ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین  
 ابی بکر و عمر (رواہ ابن جوزی فی کتاب الوفاء ص ۸۳۲، الباب الثانی فی حشر  
 عیسیٰ بن مریم مع نبینا، مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام)“  
 ﴿جناب عبداللہ بن عمر بن العاصؓ فاتح مصر صحابی نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول  
 اللہ ﷺ نے کہ عیسیٰ بیٹے مریم کے زمین کی طرف اتریں گے۔ پس وہ نکاح کریں گے اور ان کے  
 ہاں اولاد ہوگی۔ وہ پینتالیس برس زمین پر قیام کریں گے۔ اس کے بعد واصل الٰہی الٰہی ہوں گے۔  
 وہ میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔ پس میں اور عیسیٰ مریم کا بیٹا ایک ہی مقبرہ سے  
 اٹھیں گے ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان۔﴾

قول مرزا

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو

جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(تحدہ گولڈ ویس ص ۲۷، خزائن ج ۷ ص ۷۸)

اس حدیث شریف کی صحت کے متعلق جہاں ابن جوزیؒ نے کتاب الوفا میں تصدیق  
 فرمائی اس جو چھٹی صدی کے مسلمہ مجدد ہیں۔ وہاں مرزا قادیانی نے بھی اپنی متعدد کتب میں اس کا  
 تذکرہ کرتے ہوئے اس کی صحت کو قبول کر کے اسی حدیث کو اپنے پرچہ پاں کرنے کی لا حاصل سعی  
 کی۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ بندروں کو کنجواب کے پا جائے زیب نہ دیں۔ یا بقول ٹھیکہ

پہلوئے حور میں لنگور خدا کی قدرت

زائغ کی چونچ میں انگور خدا کی قدرت

چنانچہ مرزا نے اس حدیث شریف کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

”لوگوں نے اس پہلے خارق عادت امر کا عیسیٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا۔ جس نے  
 کروڑ ہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنادیا تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے کہ انسانی عادت کے  
 برخلاف عیسیٰ آسمان سے اترے۔ فرشتے بھی ساتھ ہوں اور اپنے منہ کی پھونک سے لوگوں کو ہلاک  
 کرے اور موتیوں کی طرح قطرے اس کے بدن سے ٹپکتے ہوں۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۰۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۲)

”یاد رہے مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ ۱..... وہ دوزر درنگ چادروں کے ساتھ اترے گا۔ ۲..... اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔ ۳..... اور نیز یہ کہ کافراس کے دم سے مرے گا۔ ۴..... اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا غسل کر کے حمام سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر سے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے۔ ۵..... اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ ۶..... اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔ ۷..... اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔ ۸..... اور نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی۔ ۹..... اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا۔ ۱۰..... اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت ﷺ کی قبر میں داخل کیا جائے گا۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۰۷، ۳۰۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۹، ۳۲۰)

اب ان دس صفات کی تصریحات بھی ملاحظہ کریں:

۱..... دوزر د چادروں سے مراد: مرزا قادیانی کی دو محبوب بیماریاں یعنی دوران سروکثرت پیشاب۔

۲..... دو فرشتوں سے مراد: اتمام حجت نشانوں اور علم کے ساتھ (مولوی نور دین مولوی عبدالکریم)

۳..... کافراس کے دم سے مرے گا۔ یعنی توجہ سے کافروں کا مرنا۔

۴..... قطروں کا موتیوں کی طرح سر سے گرنا سے مراد: بار بار توبہ اور تضرع دعاء کرنا۔

۵..... خانہ کعبہ کے طواف سے مراد: مرکز اسلام کا طواف کرنا۔

زمین قادیان اب محترم ہے

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درشین اردو ص ۵۲)

۶..... صلیب کو توڑنے سے مراد: صلیبی عقیدہ کو توڑنا۔

۷..... خنزیر کو قتل کرنے سے مراد: بد زبان دشمن کو مغلوب کرنا۔

۸..... دجال کے قتل سے مراد: دجالی فتنہ رو بہ زوال ہونا۔

۹..... نکاح سے مراد: آسمانی منکوحہ محمدی بیگم اور اولاد کا ان اللہ نزل من السماء۔

۱۰..... فیدن معینی فی قبری سے مراد: روح مسیح کا سرور و دعا عالم ﷺ سے وصال پذیر ہونا۔

یہ ہیں قادیانی تاویلا  
تو اسلام کے پلے باقی کیا رہ جا  
بقیہ اسلامی کا انحصار ہے۔ کل کو کا  
سلوٹ اور روزہ کے معنی بیچلے۔  
خدمت خلق اور قربانی کے معنی  
قبول کرے اور انہیں خرافات  
مثلاً میں کہتا ہوں مجھے دودھ  
ہے اور کہا جاتا ہے کہ چونکہ یہ  
دے کر بلاتا ہوں اور اس کے  
چاہتا ہوں اور وہ جواب دیتا  
آخر یہ کیا اندھیر ہے۔ خوش گو  
بن چراغ بی بی بن رہا ہے۔  
رہی کہ وہ عیسیٰ جوزمین پر نہیں  
بی بچہ جن رہی ہے اور اب وہ  
ہے۔ تعجب ہے اس بے نیکی  
الرحمتہ کیا خوب کہہ گئے۔  
ہذا  
نہ  
فرمان رسالت  
بلکہ صاف الفاظ میں ایمنہ  
نہیں جاتا اور نہ ہی وہ مرزا  
اور خود ہی عیسیٰ جنتے ہیں۔  
ہوئے شرم نہیں آتی اور کچھ  
موعود شادی کریں گے اور  
ہونے کا دعویٰ کب کیا۔ پ  
دیا کہ بعض جاہل اور کم فہم

سلا متوں میں سے یہ لکھا ہے کہ ۱..... وہ دوز درنگ  
نیز یہ کہ دفرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے  
میں گے۔ ۲..... اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی  
ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر سے موتیوں کے  
..... اور نیز یہ کہ وہ دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کر  
گا۔ ۳..... اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔ ۸..... اور  
ہوگی۔ ۹..... اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجال کا قاتل ہوگا۔  
نے گا۔ بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت ﷺ کی قبر میں داخل  
(حقیقت الوسی ص ۳۰۷، ۳۰۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۹، ۳۲۰)  
ت بھی ملاحظہ کریں:

سے مراد: مرزا قادیانی کی دو محبوب بیماریاں یعنی

مراد: اتمام حجت نشانوں اور علم کے ساتھ (مولوی

سے مرید گے سے مراد: یعنی توجہ سے کافروں کا مرنا۔

طرح سے گرنے سے مراد: بار بار توبہ اور تضرع دعاء کرنا۔

سے مراد: مرکز اسلام کا طواف کرنا۔

اب محترم ہے

سے ارض حرم ہے

(درشین اردو ص ۵۲)

سے مراد: صلیبی عقیدہ کو توڑنا۔

سے مراد: بد زبان دشمن کو مغلوب کرنا۔

مراد: دجالی فتنہ رو بہ زوال ہونا۔

مافی منکوحہ محمدی بیگم اور اولاد کا ان اللہ نزل من السماء۔

سے مراد: روح مسیح کا سرور و عالم ﷺ سے وصال پذیر ہونا۔

یہ ہیں قادیانی تاویلات جو بیان ہوئیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر انہیں قبول کیا جاوے  
تو اسلام کے پلے باقی کیا رہ جاتا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ اور قربانی کے مسائل جن پر  
بقاء اسلامی کا انحصار ہے۔ کل کو کوئی اور سر بھرا مشرقی جیسا جلد باز یہ تاویل نہ کرے گا کہ نماز کے معنی  
سلوٹ اور روزہ کے معنی پیچھے سے پریڈ کرنا اور حج کے معنی امیر کی فرمانبرداری اور زکوٰۃ کے معنی  
خدمت خلق اور قربانی کے معنی خاکی اور اخوت کا سرخ نشان اب کہتے کون احمق ہے جو دونوں کو  
قبول کرے اور انہیں خرافات نہ کہے۔ فقیر کے خیال میں نظام دنیا کا برقرار رہنا محال ہو جائے گا۔  
مثلاً میں کہتا ہوں مجھے دودھ چاہئے۔ اس کے عوض میرے سامنے سفید چونے کا پانی پیش کیا جاتا  
ہے اور کہا جاتا ہے کہ چونکہ یہ دودھ سے ملتا جلتا ہے۔ اس لئے اسے ہی پی لو۔ میں محمد اسلم کو آواز  
دے کر بلاتا ہوں اور اس کے بجائے سندھی بیگ دوڑا آتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میں تو محمد اسلم کو  
چاہتا ہوں اور وہ جواب دیتا ہے میں بھی آدمی ہوں گدھا توڑا ہی ہوں۔ مجھے ہی محمد اسلم سمجھ لو۔  
آخر یہ کیا اندھیر ہے۔ پیش گوئی مسیح ابن مریم کو مسیح موعود قرار دیتی ہے۔ مگر اس کا مصداق غلام احمد  
بن چراغ بی بی بن رہا ہے۔ پیش گوئی مسیح موعود کا نزول بیان کرتے ہوئے صاف الفاظ میں کہہ  
رہی کہ وہ عیسیٰ جوزمین پر نہیں بلکہ اس کی ضد آسمان پر ہے۔ زمین پر اترے گا۔ مگر یہاں چراغ بی  
بی بچہ جن رہی ہے اور اب وہ باون سالہ زندگی میں مینارہ کی تجویزیں سوچتا ہوا اترنے کا دعویٰ کر رہا  
ہے۔ تعجب ہے اس بے ننگے دعوے پر اور حیرانگی ہے۔ اس بے بنیاد ڈھکوسلے پر جناب حافظ علیہ  
الرحمۃ کیا خوب کہہ گئے۔

ہزار کلمہ باریک ترز سو اینجا است

نہ ہر کہ سر ہترشد قلندری داند

فرمان رسالت بزور تقاضہ کرتا ہے کہ آنے والے کا نام عیسیٰ ہے اور اسی پر بس نہیں۔  
بلکہ صاف الفاظ میں ابن مریم بیان ہو رہا ہے۔ یہاں اپنا نام بدلنے کے ساتھ ماں کے نام کو بدلا  
نہیں جاتا اور نہ ہی وہ مرزا قادیانی کے بس کا روگ ہے۔ اس لئے خود مابدولت ہی مریم بنتے ہیں  
اور خود ہی عیسیٰ بنتے ہیں۔ عجیب معاملہ ہے کہ گھاس خور اسی چیز کو لئے پھرتے ہیں اور منادی کرتے  
ہوئے شرم نہیں آتی اور پھر یہ ایک اور طریق سے بھی غلط ہے۔ وہ یہ کہ صفات میں لکھا ہے کہ مسیح  
موعود شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پنجابی نبی نے مسیح موعود  
ہونے کا دعویٰ کب کیا۔ یہ ظاہر ہے کہ ۱۸۹۰ء سے قبل آپ مثیل مسیح ہی بنتے رہے اور یہاں تک لکھ  
دیا کہ بعض جاہل اور کم فہم لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں نے مسیح موعود کا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

حالانکہ میں نے تو صرف مثل مسیح کا دعویٰ کیا ہے اور اگر بغرض محال آپ کو مسیح موعود ہی خیال کر لیا جائے تو دیکھنا پڑے گا کہ آپ نے اس شک کو یعنی شادی کو کہاں تک پورا کیا ہے۔ یہ بھی عیاں ہے کہ دعویٰ مسیح موعود کے بعد آپ نے کوئی شادی نہیں کی۔ ہاں سر سے پاؤں کے ناخنوں تک زور ضرور لگایا ہے اور آسمان پر نکاح کے ہونے کی بھی سنائی ہے۔ مگر سوائے بدنامی اور جگ ہنسائی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ آپ کی منکوحہ آسمانی کو آپ کی آنکھوں سے سامنے دوسرا لیتا ہوا چلتا بنا۔ مگر آہ آپ کی ڈھارس نہ ٹوٹی۔ بیوہ ہونے کا انتظار اور رقیب کے مرنے کی آرزو میں مدتوں بیٹھے آپیں سرد بھرتے اور سسکیاں لیتے رہے۔ مگر قدرت نے اس کا بال بھی بیکانہ کیا اور آپ کا لین کلیر ہو گیا اور موعودہ اولاد کی نسبت شیطان کی آنت سے زیادہ لمبا اخبار الہامی کہتے ہوئے سنایا۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شود ایک اور طریق سے بھی یقیناً آپ کا ذب تھے۔ وہ یہ کہ مرزا قادیانی کو دعویٰ مسیح موعود کے بعد یعنی ۱۸۹۰ء کے بعد چیتا لیس برس زمین پر ضرور رہنا چاہئے تھا۔ مگر آپ نے بہت جلد بازی سے ۱۹۰۸ء میں ہی سنکل ڈاؤن کر دیا۔ حالانکہ آپ کو پیش گوئی کے مطابق ۱۹۳۵ء تک رہنا چاہئے۔ یہ بھی نہ ہوا اور سنیے پیش گوئی کے الفاظ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا انتقال مدینہ طیبہ میں ہو اور جیسا کہ آپ کا اپنا ایک الہام بھی ہے۔ یعنی ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ مگر ہوا کیا آپ لاہور میں مرے اور دجال مکہ اور مدینہ میں نہ جاسکے گا تو پوری طرح سے فقیر نے جب حدیث شریف میں یہ پڑھا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں نہ جاسکے گا تو پوری طرح سے تفہیم نہ ہوئی۔ مرزا قادیانی کے انتقال نے اس پر روشنی ڈالی کہ کیوں دجال مکہ اور مدینہ میں نہ جاسکے گا اور آپ کی بطلان کے لئے تو یہی کافی ہے کہ حدیث پاک کے آخری الفاظ تو یہ چاہتے ہیں کہ قیامت کو سرکار نامدار کے ساتھ مسیح موعود اکٹھے ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں اور ان کے یمنین و شمال جناب ابو بکر صدیق اور عمر فاروق ہوں۔ مگر یہاں کیا ہے کہ مرزا قادیانی نام زنگی کا نور مقبرے میں حکیم نور دین کے بازو میں نبض دکھا رہے ہیں اور دوسرے رفیق کی انتظار کر رہے ہیں۔ جو غالباً آپ کا بیٹا محمود ہوگا (وہ بھی نہ ہوا۔ محمود چناب نگر میں دفن ہوا۔ فقیر مرتب) اگر مرزا قادیانی ہی مسیح موعود ہیں تو حدیث کے الفاظ یوں ہونے چاہئے۔

فیخرج غلام احمد القادیانی بین نور الدین والمحمود!

اب دیکھئے ایک چیز کے انکار سے بیسوں چیزوں کو بدلنا پڑا۔ اس لئے یہ معنی ہی غلط یہ انداز ہی غلط۔ فرمان رسالت کی رو سے تو یہ چاہئے کہ آنے والا مسیح زمین کی ضد آسمان سے نزول کرے۔ مگر قادیانی اصطلاح میں اس کے معنی ماں کے پیٹ سے نکلنے کے لئے جانے ہیں اور پھر

بھی حدیث کے الفاظ صادق تھے۔ بعد میں غلام احمد کہلوا۔ ماں کا نام ملے نہ اپنا، مگر پھر ہم عقل زحیرت کہ اس چہ بولالچہ اب دیکھنا یہ ہے کیا۔ سو وہ مرزا نیت کے آش دعویٰ کے بعد ان کی شادی کا خود اس کا اقرار نکاح آسمانی "یہ امر کہ الہام ہے درست ہے۔"

"اس پیش گوئی کوئی فرمائی ہے۔ خروج نزوح اور اولاد کا ذکر عام ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوش نشان ہوگا اور اولاد سے مراد اس میں رسول اللہ ﷺ ان

مگر ہوا کیا۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے پڑھا تھا پورا نہیں ہو

ٹک پڑتی۔ ایک اور چیز آپ کو ۱۹۳۵ء تک زندہ ہے کہ پھر بھی یہی کہے بھلے مانسوا اگر مرزا ہی

یا ہے اور اگر بغرض محال آپ کو مسیح موعود ہی خیال کر لیا  
کو یعنی شادی کو کہاں تک پورا کیا ہے۔ یہ بھی عیاں ہے  
مادی نہیں کی۔ ہاں سر سے پاؤں کے ناخنوں تک زور  
لی بھی سنائی ہے۔ مگر سوائے بدنامی اور جگ ہنسائی کے  
سمانی کو آپ کی آنکھوں سے سامنے دوسرا لیتا ہوا چلتا  
نے کا انتظار اور رقیب کے مرنے کی آرزو میں مدتوں  
ہے۔ مگر قدرت نے اس کا بال بھی بیکا نہ کیا اور آپ کا  
مان کی آنت سے زیادہ لمبا اخبار الہامی کہتے ہوئے  
طریق سے بھی یقیناً آپ کا ذہن تھے۔ وہ یہ کہ مرزا  
کے بعد پینتالیس برس زمین پر ضرور رہنا چاہتے تھے۔  
ہی مشکل ڈاؤن کر دیا۔ حالانکہ آپ کو پیش گوئی کے  
اور سینے پیش گوئی کے الفاظ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا  
نایک الہام بھی ہے۔ یعنی ہم مکہ میں مریں گے یا  
ورد جالی مکہ کو زمینت بخشے ہوئے قادیان پہنچے۔  
جال مکہ اور مدینہ میں نہ جاسکے گا تو پوری طرح سے  
پر روشنی ڈالی کہ کیوں دجال مکہ اور مدینہ میں نہ جا  
ہے کہ حدیث پاک کے آخری الفاظ تو یہ چاہتے ہیں  
ٹھے ایک ہی مقبرہ سے انھیں اور ان کے ہمین و شمال  
کیا ہے کہ مرزا قادیانی نام زنگی کا نور مقبرے میں  
دوسرے رفیق کی انتظار کر رہے ہیں۔ جو غالباً  
میں دفن ہوا۔ فقیر مرتب (اگر مرزا قادیانی ہی مسیح

بین نور الدین والمحمود!

وں چیزوں کو بدلنا پڑا۔ اس لئے یہ معنی ہی غلط یہ  
کہ آنے والا مسیح زمین کی ضد آسمان سے نزول  
کے پیٹ سے نکلنے کے لئے جائے یہاں اور پھر

بھی حدیث کے الفاظ صادق نہیں بیٹھتے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی نے جنم لیا تو وہ سندھی بیک  
تھے۔ بعد میں غلام احمد کہلوائے۔ مگر حدیث یہ چاہتی ہے کہ وہ عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ اب یہاں نہ  
ماں کا نام ملے نہ اپنا، مگر پھر بھی مرزا قادیانی ہانکے جاتے ہیں کہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔ بسوخت  
عقل زحیرت کہ اس چہ بوالجہیست!

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ کس سن میں  
کیا۔ سو وہ مرزائیت کے آشناؤں سے مخفی نہ ہوگا کہ آپ کا یہ دعویٰ ۱۸۹۰ء کے بعد کا ہے۔ اب  
دعویٰ کے بعد ان کی شادی کا وقوع میں آنا حدیث کی رو سے لازمی ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے  
خود اس کا اقرار نکاح آسمانی کے موقع پر کیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

”یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا  
ہے درست ہے۔“

”اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش  
گوئی فرمائی ہے۔ تزوج و یولدہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔  
تزوج اور اولاد کا ذکر عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی  
ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے۔ (محمدی بیگم) جو بطور  
نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے۔ جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا  
اس میں رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔“

(ضمیمہ انجام آتم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۷۷)

مگر ہوا کیا۔

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال

اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

چنانچہ مرزا قادیانی نے اس کے بعد کوئی شادی نہیں کی اور نکاح آسمانی جو خود اللہ میاں  
نے پڑھا تھا پورا نہیں ہوا اور جب کہ شادی ہی مصعہ شہود سے غائب ہے تو اولاد کیا آسمان سے  
فک پڑتی۔ ایک اور چیز بھی مرزا قادیانی کے بطلان کی شاہد ہے۔ وہ یہ کہ فرمان رسالت کی رو سے  
آپ کو ۱۹۳۵ء تک زندہ رہنا چاہئے۔ مگر آپ کا لین کلیر بیفورتا تم ۱۹۰۸ء میں ہو رہا ہے۔ مگر امت  
ہے کہ پھر بھی یہی کہے جاتی ہے کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ کوئی ان گھاس خوروں سے پوچھے کہ  
بھلے مانو اگر مرزا ہی مسیح موعود ہوتا تو ہماری کیا بدبختی آتی تھی۔ جو ہم ۹۰ کروڑ مسلمان اس کو نہ قبول

کر لیتے اور یہ ٹھیکیداری کا پتہ تمہارے ہی حصے کیوں آتا۔ کابل سے شروع کر کے تمام ممالک کی سیر کرو۔ کوئی مرزا کو جانتا بھی نہیں۔ جب مسلمان ہی اس سے شناسا نہیں تو یہود و نصاریٰ کا کیا قصور۔ کیا وہ تمام لوگ یوم حشر رب العالمین کے سامنے یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ مولا ہمیں تو مسیح کے آنے کا پتہ بھی نہیں اور جناب مسیح کس برتے پر شہادت میں بلائے جائیں گے۔ جب کہ ان کے علم میں ہی نہیں کہ یہود کہاں رہتے ہیں۔ کس قدر ہیں اور ان کے کیا کیا عقائد ہیں۔ چیز تو وہ صحیح اور قابل قبول ہے جو مشاہدہ میں آدے۔ مگر یہاں بلا دیکھے بھالے شہادت میں طلب کیا جا رہا ہے اور سوال ہو رہا ہے۔ ”أنت قلت للناس اتخذوني وأمي الهين من دون الله (مسافہ: ۱۱۶)“ کیا تم نے ہی کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو سوائے اللہ کے معبود بنالو۔ اس لئے یہ نظریہ ہی غلط و مردود ہے۔

اکثر مرزائی یہ اعتراض کرتے ہیں گنبد خضریٰ کے اندر چوتھی قبر کی گنجائش ہی نہیں۔ سو یہ بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ ہمیں اس کے متعلق بھی بہت سی ایسی احادیث ملتی ہیں جو اس نظریے کو مردود و لغو قرار دیتی ہیں۔ پس غور سے سنئے سب سے پہلی چیز اسی حدیث کے وہ الفاظ ہیں۔ یعنی فدفن مئی فی قبری یعنی مسیح میرے ساتھ میرے روضے میں دفن ہوں گے۔ سبز گنبد کے لاکھوں زائر موجود ہیں جو متفقہ طور پر یہ شہادت دیتے ہیں کہ گنبد خضریٰ کے اندر تین قبریں موجود ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ابھی مسیح ابن مریم زندہ ہیں۔ فوت نہیں ہوئے اور اگر فوت شدہ تسلیم کر لیں تو چوتھی ان کی قبر کہاں ہے۔ نیز یہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کا وصیت کرنا کہ مجھ کو حضور اکرم ﷺ کے پاس دفن نہ کچھ۔ بلکہ جنت البقیع میں دفن بنائو۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قبر کی جگہ تو ہے مگر وہ مسیح ابن مریم کے لئے مخصوص ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب فتح الباری پارہ ششم میں بیان فرماتے ہیں:

”قولها عند وفاتها لا تدفني عندهم يشعروا به بقى من البيت موضع المدفن“ جناب عائشہ صدیقہ کا وفات کے وقت یہ کہنا کہ مجھے ان کے پاس یعنی روضہ اطہر میں دفن نہ کرنا۔ صاف بتا رہا ہے کہ روضہ اقدس میں ایک قبر کی جگہ ابھی باقی ہے اور ایسا ہی فتح الباری پارہ سوم میں فرماتے ہیں۔

”ان الحسن ابن علی اوصی اخاه ان يدفنه عندهم..... فدفن بالبقیع“ جناب امام حسنؑ نے اپنے بھائی امام حسینؑ کو وصیت فرمائی کہ مجھے روضہ اطہر میں دفن کچھ۔ مگر وہ دفن کئے گئے بقیع میں۔

تو یہ صاف  
کو مسیح ابن مریم کے  
کہ مسیح ابن مریم زندہ  
تو اور کیا ہے۔ اب  
ایسے انداز میں پیش  
کہہ جاتے ہیں کہ  
کہ مسلمان ہو کر قر  
”رہ“

قدر گستاخی اور۔  
تعبہ  
اور اپنے منحوس  
آ غرضو ﷺ کو  
بتایا۔ حضور اکرم  
اکرم ﷺ کے  
اپنے آپ پر ج  
حقیقت اور دا  
حالانکہ وہ مدینہ  
نہ ہوا۔ یہاں

کہ: ”ومبنا  
دیتا ہوں ایا  
سلوک ہے

تو یہ صاف معلوم ہوا کہ قبر کی جگہ تو باقی تھی مگر احترام الفاظ نبوی کے لئے صحابہؓ نے اس کو مسیح ابن مریم کے لئے مخصوص رکھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابی اس بات پر متفق تھے کہ مسیح ابن مریم زندہ ہیں اور وہ قرب قیامت میں نزول اجلال فرمائیں گے۔ یہ اجماع امت نہیں تو اور کیا ہے۔ اب اس حدیث پر مرزا قادیانی کا دجل بھی ملاحظہ فرمائیں اور بخدا یہ جگہ بھی کچھ ایسے انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ سادہ لوح ترپ اٹھتے ہیں اور عقیدت سرکار مدینہؐ میں یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ مسیح فوت ہو گیا۔ حالانکہ یہ کلمہ میرے خیال میں کفر سے کم نہیں۔ کیوں اس لئے کہ مسلمان ہو کر قرآن حدیث اور تو اتر قومی سے انکار کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

”رسول کریم ﷺ کی قبر کو نعوذ باللہ کھود کر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دفن کرنا کس قدر گستاخی اور بے ادبی ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۸)

تعب نہیں حیرت ہے کہ وہ شخص جس نے رسول اکرم ﷺ کی مماثلت تامہ کا دعویٰ کیا اور اپنے منحوس زمانے کو خیر القرون سے بہتر کہا۔ رسالت محمدیہ کے عیب و سقم تلاش کئے اور آنحضرت ﷺ کی بخت کو پہلی رات کا چاند قرار دیتے ہوئے اپنے دور کو چودھویں رات کا چاند بتایا۔ حضور اکرم ﷺ کے معجزے تین ہزار بتاتے ہوئے اپنے معجزات دس لاکھ شمار کر گیا۔ حضور اکرم ﷺ کے تمام انعامات ازلیہ پہ روز روشن میں ڈاک ڈالا اور براہین احمقہ میں تو مان نہ مان اپنے آپ پر چڑ گیا۔ معراج جسمانی کا منکر ہوا۔ آپ کی پیش گوئیوں پہ اعتراض کئے کہ دجال کی حقیقت اور دابۃ الارض کی کیفیت آج کتاب پر نہ کھلی۔ مجہوروں والی زمین کو آپ نے یمامہ سمجھا۔ حالانکہ وہ مدینہ طیبہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ کے خواب پہ آوازے کسے اور کہا کہ خواب اس سال پورا نہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاک ناموں کو اپنے میں مدغم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہہ دیا۔

منم مسیح زمان دنم کلیم خدا  
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تزیان القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

اور اس پر بس نہ کیا دعائے خلیل اور نوید مسیحا کو اپنے پرچسپاں کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ: ”و مبشرا برسول یاتنی من بعدی اسمہ احمد (صف: ۶)“ اور میں خبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو مجھ سے بعد آنے والا ہے جس کا نام نامی احمد ہوگا۔ اور دھڑلے سے کہہ دیا گیا کہ یہ میری ہی بشارت ہے۔ رونا آتا ہے کہ وہ کون۔ نیک سلوک ہے۔ جو ذات گرامی سے آپ نے کیا۔ ہر ایک چیز کا بہرہ وپہنچنے کی سعی لاکھائی۔

آتا۔ کامل سے شروع کر کے تمام ممالک کی اعلیٰ اس سے شناسا نہیں تو یہود و نصاریٰ کا کیا منے یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ مولا ہمیں تو تے پر شہادت میں بلائے جائیں گے۔ جب کہ قادر ہیں اور ان کے کیا کیا عقائد ہیں۔ چیز تو یہاں بلا دیکھے بھالے شہادت میں طلب کیا انتخذونی وامی الہین من دون اللہ ری مال کو سوائے اللہ کے معبود بنا لو۔ اس لئے

ری کے اندر چوتھی قبر کی گنجائش ہی نہیں۔ سو یہ سی ایسی احادیث ملتی ہیں جو اس نظریے کو پہلی چیز اسی حدیث کے وہ الفاظ ہیں۔ یعنی میں دفن ہوں گے۔ ہر گنبد کے لاکھوں زائر مصری کے اندر تین قبریں موجود ہیں۔ اس ہوئے اور اگر فوت شدہ تسلیم کر لیں تو چوتھی بیت کرنا کہ مجھ کو حضور اکرم ﷺ کے پاس دلالت کرتا ہے کہ قبر کی جگہ تو ہے مگر وہ مسیح لکائی کتاب فتح الباری پارہ ششم میں بیان

عندہم یشعر بانہ بقی من البیت کے وقت یہ کہنا کہ مجھے ان کے پاس یعنی مذس میں ایک قبر کی جگہ ابھی باقی ہے اور

سہ ان یدفنه عندہم..... فدفن وصیت فرمائی کہ مجھے روضہ اظہر میں دفن



مثلاً جنگ بدر کے تین سو تیراں جانساروں کی نقل کرتے ہوئے اپنے تین سو تیراں عقل کے اندھے بنائے۔ جن میں ۷۷ مردے بھی شامل تھے۔ آنحضرت ﷺ کے آسمانی نکاح کی نقل اتارتے ہوئے محمدی کے عشق میں بیسوں الہام سنائے اور رسوائی اور روسیائی سے دوچار ہوئے۔ حضور ﷺ کی بیویوں کے متعلق فرقان حمید نے احترام کے طور پر ان کو مسلمانوں کی مائیں قرار دیا تو پنجابی نبی نے بغیر سوچے سمجھے اپنی بیوی کو ام المؤمنین کہلوایا۔ حضور اکرم ﷺ کی کاپی کرتے ہوئے اپنے کلڑا توڑ مریدوں کو صحابی کے نام سے یاد کیا۔ حضور اکرم ﷺ کی وحی کی نقلیں اتارتے ہوئے وہی پیغمبی پسند کیا۔ جس کے دنیا پر آنے کا انکار کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اوسلمانوں کی ذریت کہلانے والا شرم کرو اور خدا سے ڈرو اور جبرائیل کا زمین پر حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آنا جاری نہ کرو۔ کیونکہ وہ آدم معنی اللہ سے پیغمبی بنا اور آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکا۔ مگر وہ رے مرے بے دم کے شیر کہ جدت کرتے ہوئے الہام سنا دیا کہ جانی ایل اور ترجمہ فارسی میں جڑ دیا کہ آمد نزدمن جبرائیل علیہ السلام۔ اس چھوٹے سے مضمون میں کیا کیا گنواؤں۔ غرضیکہ وہ تمام باتیں جن میں سراسر توہین محبوب خدا ہے۔ آپ نے روارکھی اور آج تم کس منہ سے لٹوے بسورتے ہو کہ ”فید فن معی فی قبری“ میں توہین ہوتی ہے۔ کاش کہ تم کچھ پڑھے لکھے ہوتے تو یہ فضول اعتراض نہ کرتے۔ یہ ہے آپ کا مبلغ علم جس کے برتے پر تم پیغمبری کر رہے ہو۔ سنو اور ہوش کی دوالو۔ اس میں قطعاً توہین نہیں۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی عزت ہے کہ حسب پیش گوئی وہ آپ کے مقبرے میں دفن ہو رہے ہیں اور وہی آپ کے لئے ازل سے مخصوص ہے اور اگر قبر کی وجہ سے رگ الحاد پھڑکتی ہو تو ملا علی قاریؒ کی کتاب (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ ص ۲۳۳، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) ہی دیکھ لو وہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”فید فن معی فی قبری (ای فی قبری) وعبر عنها بالقبر لقرب قبره بقبره فکانما فی قبر واحد“ میری قبر میں دفن ہوگا۔ یعنی میرے روضے مبارک میں اور مقبرہ کی بجائے قبر کا لفظ دونوں قبروں کے ساتھ ساتھ ہونے کی وجہ سے استعمال فرما دیا۔ کچھ امید ہے کہ اعتبار کے لئے یہی شہادت کافی ہے۔ مگر مرزائی آن باشند کہ چپ نہ شود یہ کب مانیں گے۔ لیجئے ہم مرزا قادیانی کے پتال جنتی الہامی گھڑی ہی سے اس کا ثبوت پیش کئے دیتے ہیں۔

”جناب ابو بکرؓ و عمرؓ..... ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملتی ہو کہ دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔“ (نزول المسح ص ۴۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵)

مزید تسلی چاہو تو اور سنو  
میں دفن ہونا..... ممکن ہے کوئی مثل

بس اہل اسلام اسی کو مسکن  
کر کے خواہ مخواہ اس پٹے میں ٹانگ  
و کینسی۔

خیال زار  
غلام زاد  
اور مرزا قادیانی کے۔  
ہیر پھیر۔ سنو اور غور سے سنو۔ آقا  
صدیقہ معرض کرتی ہیں کہ ہو سکتا ہے  
اجازت دیجئے کہ میں آپ ﷺ  
سے سن لیجئے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں  
قبری وقبرابی بکر و عمر و  
احمد ج ۶ ص ۵۷“

ارشاد فرماتے ہیں: ”  
وہاں سوائے میری قبر اور ابو بکرؓ اور  
اسی پر بس نہیں (مشکوٰۃ)

روایت ہے کہ انہوں نے کہا تو ارادہ  
”عیسیٰ ابن ماریہ“

موضع قبر ”عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے  
ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے حجرہ

ص ۴۱۵) میں زیر آیت ”وان  
حضرت عبداللہ بن سلام سے رو  
ہوں گے اور ان کی قبر چوٹی ہوگی

کی نقل کرتے ہوئے اپنے تین سوتیراں عقل کے اندھے  
 آغضو علیہ السلام کے آسانی نکاح کی نقل اتارتے ہوئے  
 در رسوائی اور روسپائی سے دوچار ہوئے۔ حضور ﷺ کی  
 کے طور پر ان کو مسلمانوں کی مائیں قرار دیا تو پنجابی نبی  
 کہلویا۔ حضور اکرم ﷺ کی کاپی کرتے ہوئے اپنے کلڑا  
 ورا کر ﷺ کی وحی کی نقلیں اتارتے ہوئے وہی پیغامی  
 ہوئے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اوسلمانوں کی ذریت  
 ائیل کا زمین پر حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آنا  
 می بنا اور آغضو علیہ السلام پر ختم ہو چکا۔ مگر وہاں سے مرے  
 سنا دیا کہ جانی ایل اور ترجمہ فارسی میں جز دیا کہ آمد  
 مضمون میں کیا کیا گنواؤں۔ غرضیکہ وہ تمام باتیں جن  
 وار کھی اور آج تم کس منہ سے تسوے بسورتے ہو کہ  
 ہوتی ہے۔ کاش کہ تم کچھ پڑھے لکھے ہوتے تو یہ فضول  
 کے برتے پر تم بغیر کر رہے ہو۔ سنو اور ہوش کی  
 ﷺ کی عزت ہے کہ حسب پیش گوئی وہ آپ کے  
 کے لئے ازل سے مخصوص ہے اور اگر قبر کی وجہ سے رگ  
 شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ ص ۲۳۳، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) ہی

(ای فی قبری) وعبر عنها بالقبر لقرب  
 میری قبر میں دفن ہوگا۔ یعنی میرے روضے مبارک  
 کے ساتھ ساتھ ہونے کی وجہ سے استعمال فرمادیا۔  
 اوت کافی ہے۔ مگر مرزائی آن باشند کہ چپ نہ شود یہ  
 ل جنتر یا الہامی گھڑی ہی سے اس کا ثبوت پیش کئے

یہ ملا کہ آغضو علیہ السلام سے ایسے ملحق ہو کر دفن کئے گئے  
 (نزول المسح ص ۲۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵)

مزید تسلی چاہو تو اور سنو: ”واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر میں ان کا آخری زمانہ  
 میں دفن ہونا..... ممکن ہے کوئی مثیل ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضے کے پاس مدفون ہو۔“  
 (ازالہ اوہام ص ۲۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۱، ۳۵۲)  
 بس اہل اسلام اسی کو مسیح موعود کہتے ہیں اور اسی کی انتظار میں بیٹھے ہیں۔ آپ مہربانی  
 کر کے خواہ مخواہ اس پھٹے میں ٹانگ نہ پھنسا لیں۔ تشریف لے جائیے No Vacancy نو  
 وکنیسی۔

خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے

غلام زادے کو دعویٰ پیغمبری کا ہے

اور مرزا قادیانی کے پلے ہی کیا ہے توہمات باطلہ کے ڈھیر یا ظلمات اور چھاؤں کے  
 ہیر پھیر۔ سنو اور غور سے سنو۔ آقائے نامدار سرکار مدینہ علیہ السلام کی زندگی میں جنابہام المؤمنین عائشہ  
 صدیقہ عرض کرتی ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ میرا آپ ﷺ کے بعد انتقال ہوا۔ اس لئے کرم کیجئے اور  
 اجازت دیجئے کہ میں آپ ﷺ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ اب جواب بھی فرمان فیض ترجمان  
 سے سن لیجئے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ: ”انسی لى بذلك الموضع ما فيه الا موضع  
 قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسیٰ ابن مریم (منتخب کنز العمال بر حاشیہ، مسند  
 احمد ج ۶ ص ۵۷)“

ارشاد فرماتے ہیں: ”اے عائشہ اس جگہ اب میرا اختیار نہیں۔ کیونکہ بروئے امر مقدر  
 وہاں سوائے میری قبر اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر کے اور کوئی جگہ ہی نہیں۔“

اسی پر بس نہیں (مشکوٰۃ ص ۵۱۵، باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی) میں حضرت عبداللہ سے  
 روایت ہے کہ انہوں نے کہا تو رات میں آنحضرت ﷺ کی صفت میں یہ مرقوم ہے کہ:

”عیسیٰ ابن مریم یدفن معہ قال ابو مودود وقد بقی فی البیت  
 موضع قبر“ عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے ساتھ دفن ہوگا ابو مودود راوی حدیث فرماتے  
 ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے حجرہ میں ابھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ یوں ہی (تفسیر ابن کثیر ج ۲  
 ص ۴۱۵) میں زیر آیت ”وان من اهل الکتاب“ بروایت طبرانی ابن عساکر تاریخ بخاری  
 حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ حضرت مسیح آغضو علیہ السلام کے حجرے میں دفن  
 ہوں گے اور ان کی قبر چوٹی ہوگی۔ فیکون قبرہ رابعاً!

اس حدیث پر اکثر مرزائی یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر گنبد خضریٰ میں چار قبروں کا وقوع میں آنا ہوتا تو جنابہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کو چار چاند خواب میں دیکھنے چاہئے تھے۔ حالانکہ آپ نے تین دیکھے۔ اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ روضہ اطہر میں تین ہی قبریں رہیں گی۔ چوتھی نہ ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ:

بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ جنابہ صدیقہ کی زندگی میں کتنی قبریں روضہ اطہر میں تھیں۔ ظاہر ہے کہ تین۔ پھر آپ کو چار چاند کیسے دکھائے جاتے۔ حضرت عیسیٰ نے تو ابھی جام موت پیا ہی نہیں۔ وہ کس طرح آپ کو دکھایا جاتا۔

ناظرین یہ مینڈکی کو زکام محض دجل سے زیادہ کیا وقعت رکھتا ہے۔  
چوتھا فرمان رسالت:

”عن جابر ان رسول اللہ ﷺ قال عرض علی الانبیاء فاذا موسیٰ ضرب من الرجال کانہ من رجال شنوۃ رأیت عیسیٰ ابن مریم فاذا اقرب من رأیت بہ شبہاً عروۃ بن مسعود (مسلم ج ۱ ص ۹۵، باب الاسراء، مسند احمد ج ۳ ص ۳۴)“ ﴿حضرت جابرؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا معراج کی رات انبیاء مجھ سے ملے۔ موسیٰ علیہ السلام تو دبلے پتلے تھے۔ گویا قبیلہ شنوۃ کے مردوں سے ملتے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام مشابہ تھے عروۃ بن مسعود کے ساتھ۔﴾  
اس حدیث شریف سے یہ پتہ چلا کہ آنحضرت ﷺ نے جناب مسیح ابن مریم کو معراج کی رات آسمان پر دیکھا اور اس کی مشابہت عروۃ بن مسعود سے بتائی۔ جو ایک صحابی تھے۔ اس کے ساتھ ہی ذیل کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکلے گا دجال پس رہے گا چالیس (روای حدیث کہتا ہے) نہیں جانتا ہوں میں کہ چالیس کے لفظ سے سال مراد ہیں یا مہینے یا دن فرمایا نبی کریمؐ نے ”فیبعث اللہ عیسیٰ ابن مریم کسانہ عروۃ بن مسعود فیطلبہ فیہلکہ“ ﴿پس بھیجے گا اللہ تعالیٰ ابن مریم کو گویا کہ وہ عروۃ بن مسعود ہے۔ پس وہ ڈھونڈیں گے دجال کو پس ہلاک کریں گے اس کو۔﴾ (مکتوۃ ص ۳۸۱، باب لا تقوم الساعۃ)  
ناظرین کرام! پہلی حدیث میں جس مسیح ابن مریم کو آسمان پر دیکھا دوسری میں اسی کا نزول بتایا۔ ثابت ہوا کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نزول فرمائیں گے۔ جو انبیائے سابقین میں سے تھے اور جن پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ ایسی صاف اور بین دلیل کے ہوتے ہوئے اس کا مصداق

مرزا قادیانی کو کہنا ڈھٹائی کا  
کجا دجال ناپاک؟ مرزا  
کھوپڑی کا انداز ہی یہی  
شعشعے دل سے غور کرو  
مالو تمہارا اختیار ہے۔

دیکھیں کون  
لفظ کا شوقلیٹ بھیجتا ہے  
پانچواں فرم  
”عن ابی  
مریم من السماء  
﴿جناب ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ کے  
حال ہوگا اس وقت جس  
میں اس وقت موجود ہو  
اس واقعہ کے  
انتہائی منزل کو پہنچ چکا  
مستقیم سے بھٹک کر درجہ  
رہی ہے۔ شیطان معہ  
اس قول پہ ناز کر رہا ہے  
عبادک منهم المخلو  
حیرتی مخلوق کو سوائے تیرے  
وہ آج اپنا  
آتی ہے۔ وہ خوش ہے۔

بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر گنبد خضریٰ میں چار قبروں کا مائیکہ صدیقہ کو چار چاند خواب میں دیکھنے چاہئے تھے۔ یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ روضہ اطہر میں تین ہی قبریں ہیں کہ جنابہ صدیقہ کی زندگی میں کتنی قبریں روضہ اطہر میں چاند کیسے دکھائے جاتے۔ حضرت عیسیٰ نے تو ابھی جام ہایا جاتا۔

اصل سے زیادہ کیا وقعت رکھتا ہے۔

اللہ ﷻ قال عرض علی الانبیاء فاذا موسیٰ قال شنوئۃ رأیت عیسیٰ ابن مریم فاذا اقرب ہود (مسلم ج ۱ ص ۹۵، باب الاسراء، مسند احمد رنی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ملے۔ موسیٰ علیہ السلام تو دبلے پتلے تھے۔ گویا قبیلہ شنوہ م مشابہ تھے عروہ بن مسعود کے ساتھ۔ ﴿

چلا کہ آنحضرت ﷺ نے جناب مسیح ابن مریم کو معراج کی عروہ بن مسعود سے بتائی۔ جو ایک صحابی تھے۔ اس کے

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکلے گا دجال (ہے) نہیں جانتا ہوں میں کہ چالیس کے لفظ سے سال مراد سن اللہ عیسیٰ ابن مریم کسانہ عروہ بن یحییٰ کا اللہ تعالیٰ ابن مریم کو گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ہے۔ میں کے اس کو۔ ﴿ (مکتوۃ ص ۴۸۱، باب لا تقوم الساعۃ)

میں جس مسیح ابن مریم کو آسمان پر دیکھا دوسری میں اسی کا ہم نزول فرمائیں گے۔ جو انبیائے سابقین میں سے تھے مناف اور یثین دلیل کے ہوتے ہوئے اس کا مصداق

مرزا قادیانی کو کہنا ڈھٹائی اور بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے؟ غور کرو اور سوچو کہاں عیسیٰ ابن مریم اور کجا دجال ناپاک؟ مرزا نیو! ایمان سے کہو کہ کوئی حدیث سیدھے صحیح الفاظ میں بھی مانو گے یا اوندھی کھوپڑی کا انداز ہی یہی ہے کہ رات کے معنی دن اور حیوان کے معنی انسان خدا را کچھ تو سوچو اور ٹھنڈے دل سے غور کرو اور نہیں تو مرزا قادیانی ہی کی مری مٹی پر احسان کرو وہ تو کہہ گیا تم مانو یا نہ مانو تمہارا اختیار ہے۔

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(تحد گولڑ دیہ ص ۲۷، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

دیکھیں کون کون اس پہ عمل کرتا ہوا نعرہ لبیک بلند کرتا ہے اور پنجابی نبوت پر صرف تین لفظ کا شوق کٹ بھیجتا ہے۔

پانچواں فرمان رسالت:

”عن ابی ہریرۃ انه قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم واما کم منکم (بیہقی کتاب الاسماء والصفات ص ۳۰۱)“ ﴿ جناب ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ تم میں عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا ایک امام بھی تم میں اس وقت موجود ہوگا۔ ﴿

اس واقعہ کی تفصیل یوں ملاحظہ فرمائیں۔ دجال کی چہرہ دستیاں مکاریاں اور عیاریاں انتہائی منزل کو پہنچ چکی ہیں۔ بندگان خدا خائف و پریشان ہیں۔ خدا کی بھولی بھالی مخلوق صراط مستقیم سے بھٹک کر دجال پرست بن چکی ہے اور اس شیطانی گروہ میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ شیطان معد اپنی ذریت کے دندنا تا ہوا فلسفہ عالم کو درہم برہم کر رہا ہے اور غرور و غرور سے اس قول پہ ناز کر رہا ہے جو روز ازل میں پیش آیا تھا۔ ”قال فبعزتك لا غوینہم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین (ص: ۸۲)“ ﴿ یعنی قسم ہے تیرے جلال کی البتہ میں گمراہ کردوں گا تیری مخلوق کو سوائے تیرے خاص بندوں کے۔ ﴿

وہ آج اپنی کامیابی پر مغرور و نازاں ہے۔ کیونکہ کہہ ارض پر اسے اپنی شہنشاہیت نظر آتی ہے۔ وہ خوش ہے کیونکہ اسے جہنم کے لاتعداد رفیق نظر آ رہے ہیں۔

ادھر غیرت کردگار جوش رحمت میں اس کا مدا بھیج رہی ہے۔ یعنی مہدی مہجود جن کا نام نامی واسم گرامی محمد بن عبد اللہ ہے۔ وہ علم محمدی بلند کرتے ہیں۔ مشتاقان سرکار مدینہ اور نام لیوان توحید لوائے محمدی کے نیچے جوق در جوق جمع ہو رہے ہیں۔ غرضیکہ رحمانی اور شیطانی طاقتیں سمٹ سمٹا کر اپنے اپنے مرکز پہ جمع ہو رہی ہیں۔ اعلان جنگ ہو چکا ہے اور گویا بگل بجتے ہی والا ہے۔ عین اسی حالت میں جناب عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوتا ہے۔ دنیا انہیں آسمان سے نازل ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ مسجد اقصیٰ کے مینار پر دو فرشتوں کا سہارا لئے اترتے ہیں۔ بالآخر وہ امام مہدی کے لشکر میں آتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی آمد ہزار عید سے زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے۔ لشکر اسلام پھولے نہیں سماتا۔ فقیر کو وہ الفاظ نہیں ملتے جو پیش کرے کہ جس سے آپ اندازہ کریں کہ وہ خوشی کیسی ہوگی۔ بس یوں سمجھو کہ عاشق کو معشوق اور اندھوں کو آنکھیں ملنے سے جو کیف حاصل ہوتا ہے۔ اس سے ہزار گنا زیادہ مسلمانوں کو خوشی ہوگی۔ اس لئے کہ سرکار مدینہ کی پیش گوئی کو پورا ہوتے آنکھوں سے دیکھیں گے اور جناب مسیح کی زیارت کریں گے۔ جو اللہ کے پاک رسول تھے۔ ٹھیک اسی وقت نماز کے لئے مؤذن منادی کرے گا اور خدا کی واحدانیت اور سرکار مدینہ کی رسالت کی گواہی دے گا۔ اس کے بعد صفوں کی ترتیب ہوگی تو جناب امام مہدی عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی اپیل کریں گے کہ آپ امام بن کر نماز پڑھائیں۔ وہ جواب دیں گے زبان فیض ترجمان کے الفاظ میں سنئے صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرہم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امرآء تکرمة اللہ هذه الامة (مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)“ ﴿پس نازل ہوں گے عیسیٰ بن مریم۔ امیر اسلام یعنی مہدی انہیں عرض کریں گے آئیے ہمیں نماز پڑھائیے وہ فرمائیں گے نہیں یہ شرف امت محمدی کو ہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے امیر و امام ہوں۔﴾

ناظرین! انصاف کیجئے اور خدا را سوچئے کہ جناب مسیح ایک صاحب کتاب نبی شرف محمدی کا احترام کرتے ہوئے عجز پیش کرتے ہیں کہ یہ شرف صرف امت محمدیہ ہی کو تفویض کیا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے امام بنیں۔ چنانچہ جناب مہدی امامت فرماتے ہیں اور جناب عیسیٰ ان کی اقتداء میں نماز گزارتے ہیں۔ یہ بھی عرض کر دوں کہ جناب مہدی جو اس وقت امام الصلوٰۃ ہو رہے ہیں کون ہیں۔ یہ بھی فرمان رسالت کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب  
واسم ایہ اسم  
فی المہدی، مشن  
بیت میں سے ہوگا۔  
چنانچہ  
”م“ نکلے گا  
ہوگا۔۔۔۔۔ میرے باب

اللہ اللہ  
مہدی ہوں جس  
سوچو اور سمجھنے کی کو  
ذیل کے واقعہ کو چش  
مرزا  
رودر کو پال جی تم  
صاحب جواب  
نماز پڑھے گا۔“

اب  
ہیں اور امام  
میں سے ہی پیدا  
خاک ہو سکتی ہے  
ہیضہ کی خوشخبری  
راولانہ پیش گوئی  
آفریز ہوئے۔  
انصاف سے کہو  
ازلیہ کو لوٹے

اس کا مداوا بھیج رہی ہے۔ یعنی مہدی معبود جن کا  
 ی بلند کرتے ہیں۔ مشتاقان سرکار مدینہ اور نام  
 ق جمع ہو رہے ہیں۔ غرضیکہ رحمانی اور شیطانی  
 ہیں۔ اعلان جنگ ہو چکا ہے اور گویا بگل بجتے  
 ن مریم کا نزول ہوتا ہے۔ دنیا انہیں آسمان سے  
 ہے۔ حتیٰ کہ وہ مسجد اقصیٰ کے مینار پر دو فرشتوں کا  
 کے لشکر میں آتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی آمد  
 م پھولے نہیں سماتا۔ فقیر کو وہ الفاظ نہیں ملتے جو  
 خوشی کیسی ہوگی۔ بس یوں سمجھو کہ عاشق کو معشوق  
 ہوتا ہے۔ اس سے ہزار گنا زیادہ مسلمانوں کو  
 کی کو پورا ہوتے آنکھوں سے دیکھیں گے اور  
 ک رسول تھے۔ ٹھیک اسی وقت نماز کے لئے  
 سرکار مدینہ کی رسالت کی گواہی دے گا۔ اس  
 عیسیٰ علیہ السلام سے امامت کی اپیل کریں گے  
 یں گے زبان فیض ترجمان کے الفاظ میں سنئے

ول امیرہم تعال صل لنا فیقول لا ان  
 هذه الامة (مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول  
 عیسیٰ بن مریم۔ امیر اسلام یعنی مہدی انہیں عرض  
 گئے نہیں یہ شرف امت محمدی کو ہی ہے کہ وہ ایک

ہئے کہ جناب مسیح ایک صاحب کتاب نبی شرف  
 یہ شرف صرف امت محمدیہ ہی کو تفویض کیا گیا  
 مہدی امامت فرماتے ہیں اور جناب عیسیٰ ان  
 دوں کہ جناب مہدی جو اس وقت امام الصلوٰۃ  
 میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب امام مہدی کے متعلق فرمایا ”رجل من اهل بيتی یواطی اسمہ اسمی  
 واسم ابیہ اسم ابی (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱، کتاب المہدی، ترمذی ج ۲ ص ۴۷، باب ماجلہ  
 فی المہدی، مشکوٰۃ ص ۴۷۰، باب اشراط الساعة)“ ﴿فرمایا وہ ہونے والا مہدی میرے اہل  
 بیت میں سے ہوگا۔ اس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔﴾  
 چنانچہ مرزا قادیانی اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتا ہوا لکھتا ہے:  
 ”آحضرت ﷺ پیش گوئی فرماتے ہیں..... مہدی خلق اور خلق میں میری مانند  
 ہوگا..... میرے باپ کے نام کی طرح اس کے باپ کا نام ہوگا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۳۷، خزائن ج ۳ ص ۱۷۵)

اللہ اللہ! ان باتوں کی قبولیت کے بعد دعویٰ کرنا کہ میں ہی وہ عیسیٰ ہوں اور میں ہی وہ  
 مہدی ہوں جس کا تذکرہ قرآن وحدیث میں آیا ہے۔ کس قدر ڈھٹائی اور بے ایمانی ہے۔ خدا را  
 سوچو اور سمجھنے کی کوشش کرو کہ اگر مرزا قادیانی ہی مہدی معبود تھے تو وہ امامت کیوں نہ کراتے تھے۔  
 ذیل کے واقعہ کو چشم بصیرت سے پڑھو۔

مرزا قادیانی کا کوئی چیلہ آپ سے سوال کرتا ہے کہ بے شک سورما بہادر جی یا ہے  
 رودرگوپال جی تم نماز کیوں نہیں پڑھاتے اور امام کیوں نہیں بنتے تو یہ خانہ زاد نبوت کے وہی نبی  
 صاحب جواب دیتے ہیں کہ: ”حدیث میں آیا ہے کہ مسیح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے  
 نماز پڑھے گا۔“ (فتاویٰ احمدیہ ص ۱۸۲ ج ۱)

اب غور فرمائیں کہ ”کیف انتم اذا نزل“ کا مصداق مرزا قادیانی اپنے کو گردانتے  
 ہیں اور امامکم منکم کے معنی دجل کی بھیٹی اور یہود کی ٹھٹی سے یہ کرتے ہیں کہ آنے والا مسیح تم  
 میں سے ہی پیدا ہوگا۔ سو وہ میں ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا کی آمد سے مسلمانوں کو خوشی بھلا  
 خاک ہو سکتی ہے۔ جب کہ آپ کی آمد طاعون و کالہ سے شروع ہوئی اور زلزلوں میں گزری۔ کبھی  
 ہیضہ کی خوشخبری آپ نے سنائی۔ کبھی گالیوں سے تواضع کی۔ کبھی اتر ہونے کی بڑی ہانگی۔ کبھی  
 راولا نہ پیش گوئیوں سے نبوت کی تذلیل کی۔ کبھی محمدی کے نکاح میں ٹھنڈے سانسوں سے جلوہ  
 آفریز ہوئے۔ ایسی ایسی خرافات ذات باری سے منسوب کیں جن کا تصور کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے۔  
 انصاف سے کہئے کہ رسالتوں اور نبوتوں پہ ڈاکر زنی کرنے والا ایسا سورما جو دن دھاڑے انعامات  
 ازلیہ کو لوٹے اور اپنے پہ چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کرے۔ مسلمانوں کے کئے کوئی مژدہ

جانفراء لاسکتا ہے اور اہل اسلام کو کوئی خوشی حاصل ہو سکتی ہے؟ قطعاً نہیں:

پیشاب کا قطرہ در یکتا نہ ہوئے گا  
کو ا ہزار بولے پر بلبل نہ ہوئے گا

اس حدیث پر مرزا قادیانی کی امت یہ اعتراض کرتی ہے کہ امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کر کے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ بخاری میں من السماء کا لفظ نہیں۔

جواب یہ ہے کہ حدیث کی کتاب بیہقی حرج نہیں بلکہ مسند ہے۔ یعنی ایسی کتاب نہیں ہے جو دوسروں سے نقل کر کے ذخیرہ اکٹھا کرے۔ جیسا کہ کنز العمال وغیرہ ہے۔ بلکہ امام بیہقی اپنی سند سے راویوں کے ذریعے روایت کرتے ہیں اور بخاری شریف کا حوالہ صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں بھی موجود ہے۔ گو من السماء کا لفظ نہیں۔ لیکن مراد نزول سے نزول من السماء ہی ہے۔ چنانچہ امام بیہقی خود لکھتے ہیں۔ ”انما اراد نزوله من السماء بعد الرفع“ (مرزائی پاکٹ ص ۳۴۸)

یعنی سوائے اس کے نہیں کہ اس کو روایت کرنے والے کا ارادہ نزول من السماء ہی ہے۔ کیونکہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ بخاری شریف میں من السماء کے الفاظ نہ ہونا کوئی لازمی امور سے نہیں۔ کیونکہ ان کا مدعا نزول من السماء ہی سے ہے۔ اس لئے اس حدیث کو جو صحیح اسناد سے امام بیہقی نے روایت فرمائی ہے خلاف نہیں۔

دور کیوں جاتے ہو اپنے گھر ہی کی خبر لو کہ تمہارے مرزا قادیانی نے صحیح مسلم کی روایت پیش کرتے ہوئے من السماء کے لفظ کہے ہیں۔ حالانکہ مسلم شریف میں یہاں من السماء نہیں تو اس سے مطلب یہی لیا جائے گا کہ گو مسلم میں من السماء کے الفاظ نہیں۔ مگر جناب امام مسلم کا نشاء یہی ہے کہ آسمان سے اتریں گے۔

”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

ایسا ہی بخاری شریف کے نشاء کو سمجھنے کی کوشش کریں اور یاد آ یا تمہارے مرزا کی جانے بلا کہ امام بخاری تھے کون، اور انہوں نے احادیث کو کیسے فراہم کیا اور وہ کس پلے کے بزرگ تھے۔ آہ تمیں مارخیاں دیکھو تو شیطان کی آنت سے زیادہ وہ لمبی مگر عمل کا نقش پا بھی نہیں ملتا۔ ارے عقل

کے اندھو اور قسمت کے ہنر  
کرے گا۔ تمہارے مرزا کی  
بخاری کا تہم کا مختصر تعارف  
آپ کا نام نا  
ہے۔ چونکہ یہاں ہماری  
ہیں۔ لہذا وہی گزارش ہو  
اسی صحیح بخاری کو نوے ہزار  
احادیث کو بڑی جانفشانی  
امر سے اندازہ لگائیں کہ  
خالی نہ تھا۔ جناب امام کی  
تعبیر کے بغیر نہ رہوں گے  
تا بعین کی خدمت میں  
کرنے سے پیشتر غسل  
مجاوری کی ہر وہ حدیث  
اگا کر مسنون طریقہ پر  
طریق سے حدیث کی  
اس ان تھا  
فرمایا۔ جن میں سے قر  
آپ کے  
میں اظہار عقیدت واس  
کا نتیجہ ہے کہ آپ کے  
ترمذی، امام ابو عبد الرحمن  
اور عرض کر دینا ضرور  
امام بخاری کے پاس  
کے سامنے زانو ادب  
پاؤں میری طرف بڑ



دکھتی ہے؟۔ قطعاً نہیں:

یکتا نہ ہوئے گا

بلبل نہ ہوئے گا

اعتراض کرتی ہے کہ امام بیہقی نے اس حدیث کو  
”بخاری میں من السماء کا لفظ نہیں۔“

تو مخرج نہیں بلکہ مسند ہے۔ یعنی ایسی کتاب

ہے۔ جیسا کہ کنز العمال وغیرہ ہے۔ بلکہ امام

نے ہیں اور بخاری شریف کا حوالہ صرف اس لئے

”کو من السماء کا لفظ نہیں۔“ لیکن مراد نزول سے

”انما اراد نزوله من السماء بعد

(مرزائی پاکٹ ص ۳۳۸)

ت کرنے والے کا ارادہ نزول من السماء ہی

میں من السماء کے الفاظ نہ ہونا کوئی لازمی

سے ہے۔ اس لئے اس حدیث کو جو صحیح اسناد

لو کہ تمہارے مرزا قادیانی نے صحیح مسلم کی

حالاتکہ مسلم شریف میں یہاں من السماء

من السماء کے الفاظ نہیں۔ مگر جناب امام

وجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے

(ازالہ ابہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۳۲)

فش کریں اور یاد آیا تمہارے مرزا کی جانے

بے فراہم کیا اور وہ کس تپکے کے بزرگ تھے۔

لمبی عمر عمل کا نقش پا بھی نہیں ملتا۔ ارے عقل

کے اندھو اور قسمت کے بیٹو یہ تو خیال کرو جو امام بخاری کے نام کو نہیں جانتا وہ پیغمبری بھلا خاک  
کرے گا۔ تمہارے مرزا کو تو یہ بھی نہ معلوم ہو سکتا کہ امام بخاری کا کیا نام تھا۔ ذیل میں جناب امام  
بخاری کا تہم کا مختصر تعارف کراتا ہوں سنئے۔

آپ کا نام نامی واسم گرامی ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ  
ہے۔ چونکہ یہاں ہماری غرض امام بخاری کی سوانح حیات نہیں۔ بلکہ چند ایک واقعات پیش کرتے  
ہیں۔ لہذا وہی گزارش ہوں گے۔ آپ کے خاص تلمیذ امام فربری فرماتے ہیں کہ امام بخاری سے  
اسی صحیح بخاری کو نوے ہزار آدمیوں نے پڑھا۔ یہ بھی عرض کرنا مفید ہوگا کہ جناب امام نے ان  
احادیث کو بڑی جانفشانی اور محنت سے بڑی بڑی دور پیدل سفر کرتے ہوئے اکٹھا کیا۔ آپ اس  
امر سے اندازہ لگائیں کہ اس زمانہ میں جب کہ ریل، موٹر، سڑکیں مفقود تھیں اور راستہ خطرے سے  
خالی نہ تھا۔ جناب امام کو فرمان رسالت کے جمع کرنے کا اس قدر شوق تھا۔ جسے میں تو عشق سے  
تعبیر کئے بغیر نہ رہوں گا۔ سفر کے مصائب اور راہ کے نوائب جھیلنے ہوئے ایک ہزار اسی محدثین،  
تابعین کی خدمت میں جانا پڑا اور یونہی احادیث کو نقل نہیں کر لیا گیا۔ بلکہ تقریباً ہر حدیث کو قلمبند  
کرنے سے پیشتر غسل کیا اور دو رکعت نفل ادا فرمائے اور مزید صحت کے لئے مدتوں گنبد خضریٰ کی  
مجاوری کی ہر وہ حدیث جس کی صحت مطلوب ہوتی خدا سے دعا کرتے اور اس خیال کو چھاتی سے  
لگا کر مسنون طریقہ پر سو جاتے۔ خواب میں سرور دو جہاں سرکارِ شرب سے ملاقات ہوتی اور اس  
طریق سے حدیث کی صحت ہوتی۔

اس ان تھک دوڑ دھوپ و محنت شاقہ کے نتیجہ میں آپ نے قریباً چھ لاکھ احادیث کو جمع  
فرمایا۔ جن میں سے قریباً دس ہزار احادیث کو صحیح میں درج فرمایا۔

آپ کے علم و فضل کی شہرت دور دراز ملکوں میں پہنچی تو دور دور سے لوگ آپ کی خدمت  
میں اظہار عقیدت و استغاثت کے لئے حاضر ہوئے۔ چنانچہ یہ آپ کی ہی برکت و فیوض و شفقت  
کا نتیجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ میں سے بڑے بڑے امام و قابل قدر محدث مثلاً امام مسلم امام ابو عیسیٰ  
ترمذی، امام ابو عبد الرحمن نسائی جیسے فقید الثال بزرگ پیدا ہوئے۔ چنانچہ امام مسلم کے متعلق اتنا  
اور عرض کر دینا ضروری ہے کہ وہ اپنے سابق استاد امام ذہلی کو جب کہ انہوں نے یہ حکم دیا کہ کوئی  
امام بخاری کے پاس نہ جائے اور نہ کچھ سنے تو امام مسلم کو یہ گوارہ نہ ہوا۔ بلکہ انہوں نے امام بخاری  
کے سامنے زانو ادب نہ کرتے ہوئے یہ الفاظ کہئے کہ یا امیر المؤمنین فی الحدیث اپنے مبارک  
پاؤں میری طرف بڑھائیے تاکہ میں ان کو چوموں اور آنکھوں پر لگاؤں۔ اس لئے کہ آپ نے ہم

مسلمانوں پر وہ احسان کیا۔ یعنی اس قدر محنت سے ذخیرہ حدیث کو جمع فرمایا ہے جس کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں۔ آپ کا یہ احسان یقیناً امت مرحومہ عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے گی اور قیامت تک اس کا بدلہ نہ اتار سکے گی۔ ایک واقعہ عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہوا معذرت خواہ ہوں اور طوالت مضمون سے ڈرتا ہوا معافی کا خواستگار ہوں۔

ایک دفعہ جناب امام بخاری بغداد تشریف لے گئے۔ وہاں دس اہل اللہ محدثین نے آپ کے امتحان کی غرض سے آپ کی خدمت میں دس جدا جدا احادیث جن کی سند عبد ابدل دی گئی تھی۔ پیش کیں۔ جناب امام کے سامنے جب حدیث پیش کی جاتی تو آپ ہر حدیث پر لا اعراف یعنی میں نہیں جانتا کہہ دیتے۔ جب تمام بزرگوں نے تمام احادیث ختم کیں اور آپ نے وہی کلمہ لا اعراف دہرایا تو وہ سمجھے کہ کچھ بھی نہیں صرف شہرت ہی شہرت ہے۔

فی الحقیقت لا اعراف کہنا صحیح تھا۔ اس لئے کہ جناب امام نے ان سندات سے کوئی حدیث نہ سنی تھی۔ اب جب کہ احادیث ختم ہو چکیں اور وہ بزرگ خاموش ہوئے تو آپ نے وہ تمام احادیث صحیح سندات کے ساتھ ان کے سامنے بیان کیں تو وہ عیش و عشرت کراٹھے اور یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ واللہ بخاری جیسا محدث نہ دیکھا نہ سنا۔ جب آپ کا انتقال ہوا اور قبر کھودی گئی۔ تو قبر سے جو مٹی نکلتی تھی۔ اس سے غبر و کستوری کی خوشبو آتی تھی جو لوگوں نے تمبر کا مٹو اسے پاس رکھی۔ مرزا قادیانی کی جانے بلا کہ امام بخاری کون تھے۔ کوئی چندہ اور کستوری تھوڑے ہی بھیجتے تھے۔ چنانچہ ذیل کا مضمون پڑھئے اور یہ بھی کہہ دوں کہ فقیر کو اگر کوئی مرزا کی ایک آنہ کا ٹکٹ یا جوابی پوسٹ کارڈ بھیج کر یہ دریافت کرے کہ کتنی مرتبہ مرزا قادیانی نے نام غلط لکھنے میں غلطی کی تو میں بتانے کو تیار ہوں۔ سر دست اتنا کہہ دیتا ہوں کہ مبلغ تیس دفعہ تو اسی تیاری صحیفہ تقدیر میں میری نگاہ سے گذر اور حیرت کا موجب بنا۔

”بخاری کی یہ حدیث کہ جو امامکم منکم ہے۔ اگر تاویلات کے ٹکٹے میں نہ چڑھائی جاوے اور جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے ہیں۔ انہیں کے موافق معنی لئے جائیں تو صاف نظر آ رہا ہے کہ اس حدیث کے ظاہر ظاہر یہی معنی ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہی ہوگا۔ یعنی ایک مسلمان ہوگا نہ یہ کہ سچ منج ابن مریم جس پر انجیل نازل ہوئی ہے۔ جس کو الگ ایک امت دی گئی۔ آسمان سے اترے گا۔ اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ امام محمد اسماعیل صاحب جو اپنی صحیح بخاری میں آنے والے مسیح کی نسبت صرف اس قدر حدیث بیان کر کے چپ کر گئے کہ امامکم منکم اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دراصل حضرت اسماعیل بخاری صاحب کا یہی مذہب تھا۔ وہ ہرگز اس

بات کے قائل نہ تھے کہ امامکم منکم ہے۔ صاف

فقیر کے خیال داخل ہے۔ ورنہ کون نہیں لئے انب یہی ہے کہ انصاف و دیانت سے۔ ”عن امیو

حقن یلی (ترمذی) ابو ہریرہ رو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو مندرجہ بالا

ایسے انداز سے بیان فرمادے کہ مرد و تم کو بہکانے دے معبود آئے گا۔ اس حد مہدی تم میں سے ہی آنے میں صرف ایک جس میں میری یہ پیش گوئی گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جواب میں یہی کافی المؤمنین کہلو انہیں اور جواب دیں کہ وہ امیرا بادشاہ تسلیم کرنا تو کیا نہیں ہو سکتی۔ اس کے ”عن ام

عترتی من ولد فاد

نہ سے ذخیرہ حدیث کو جمع فرمایا ہے جس کا کوئی ٹھکانہ عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے گی اور قیامت تک اس پر اکتفا کرتا ہوا معذرت خواہ ہوں اور طوالت مضمون

اور تشریف لے گئے۔ وہاں دس اہل اللہ محدثین نے میں دس جدا جدا احادیث جن کی سند عبد ابدل دی گئی ہر حدیث پیش کی جاتی تو آپ ہر حدیث پر لا اعرافوں نے تمام احادیث ختم کیں اور آپ نے وہی کلمہ لا یرت ہی شہرت ہے۔

اس لئے کہ جناب امام نے ان سندات سے کوئی ہو چکیں اور وہ بزرگ خاموش ہوئے تو آپ نے وہ سنے بیان کیں تو وہ عیش عیش کراٹھے اور یہ کہنے پر مجبور بنا۔ جب آپ کا انتقال ہوا اور قبر کھودی گئی۔ تو قبر نبوأتی تھی جو لوگوں نے تبرکات دتوں اپنے پاس رکھی۔ بخاری کون تھے۔ کوئی چندہ اور کستوری تھوڑے ہی مٹی کہہ دوں کہ فقیر کو اگر کوئی مرزائی ایک آنہ کا کلٹ یا تھی مرتبہ مرزا قادیانی نے نام غلط لکھنے میں غلطی کی تو دل کہ مبلغ تیس دفعہ تو اسی تیاری صحیفہ تقدیر میں میری

م منکم ہے۔ اگر تاویلات کے شکنجے میں نہ چڑھائی۔ انہیں کے موافق معنی لئے جائیں تو صاف نظر آ رہا وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہی ہوگا۔ یعنی ایک سنا نازل ہوئی ہے۔ جس کو الگ ایک امت دی گئی۔ ہے کہ امام محمد اسماعیل صاحب جو اپنی صحیح بخاری میں ہٹ بیان کر کے چپ کر گئے کہ امام منکم اس سے بل بخاری صاحب کا یہی مذہب تھا۔ وہ ہرگز اس

بات کے قائل نہ تھے کہ حج حج ابن مریم آسمان سے اترے گا۔ بلکہ انہوں نے اس فقرہ میں جو امام منکم ہے۔ صاف اور صریح طور پر اپنا مذہب ظاہر کر دیا۔“

(ازالہ ابہام ص ۹۵ تا ۹۸، خزائن ج ۳ ص ۱۵۲، ۱۵۳)

فقیر کے خیال میں دجل تو آپ کی گھٹی میں پڑا ہے اور مغالطہ ہی آپ کی سرشت میں داخل ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ امام منکم کس کے متعلق صادق المصدق نے فرمایا ہے۔ اس لئے انب بھی ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ مغالطہ بھی لگے ہاتھ دور کرتا جاؤں۔ پس التجاء ہے کہ انصاف و دیانت سے سنئے اور سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

”عن ابی ہریرۃ لو لم یبق من الدنیا الا یوماً لطول اللہ ذلک الیوم حتی یلی (ترمذی ج ۲ ص ۴۷، باب ماجاء فی المہدی)“

ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو لمبا کرے گا تا کہ وہ شخص بادشاہ ہو جائے۔

مندرجہ بالا حدیث بطور پیش گوئی صادق المصدق نے یقین امت کے لئے ایک ایسے انداز سے بیان فرمائی۔ یعنی امت مرحومہ کو انتہائی یقین دلاتے ہوئے فرمایا کہ خبردار کوئی مرد و دم کو بہکانہ دے کہ زمانہ بہت لمبا گزر چکا اور قیامت آیا ہی چاہتی ہے اور اب کہاں مہدی معبود آئے گا۔ اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ کا مطلب یہی تھا کہ امام منکم یعنی وہ آنے والا مہدی تم میں سے ہی پیدا ہوگا۔ لہذا انتظار فضول ہے نہیں بلکہ تاکید فرمایا کہ نہیں اگر قیامت کے آنے میں صرف ایک ہی دن باقی کیوں نہ ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا فرمائیں گے کہ جس میں میری یہ پیش گوئی پوری ہو کر رہے گی۔ یعنی جناب مہدی امیر المؤمنین اور بادشاہ ہو جائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مدعی یعنی مرزا قادیانی کے حق میں یہ پیش گوئی صادق آ سکتی ہے۔ سو اس کے جواب میں یہی کافی ہے کہ نہ ہی مرزا قادیانی کو توفیق ہوئی کہ وہ خلافت کا اعلان کریں اور امیر المؤمنین کہلوائیں اور نہ ہی انہیں انج بھر زمین کی بادشاہت ملی۔ اگر مرزائی کم فہمی و جہالت سے یہ جواب دیں کہ وہ امیر اور بادشاہ تھے تو یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ مسلمانوں نے من حیث القوم انہیں بادشاہ تسلیم کرنا تو کیا مسلمانوں کی صف سے ہی باہر نکال دیا۔ اس لئے یہ حدیث آپ کے موافق نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ ذیل کی حدیث کو چشم بصیرت سے مطالعہ فرمائیں۔

”عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول المہدی من عترتی من ولد فاطمہ (رواہ ابو داؤد ج ۲ ص ۱۳۱، اول کتاب المہدی)“

ام المؤمنین ام سلمہؓ جرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا مہدی میری اولاد یعنی فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔

یہ حدیث بھی مرزا قادیانی کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ نے چینی الاصل اور فارسی نسل مغل اور زمیندار اور خدا جانے کتنی قومیں ترک وغیرہ اپنے نسب کے اندر بیان کیں اور سید ہونے کی نفی کی۔ بلکہ جب ہم آپ کی نسل کے متعلق صحیح معیار معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہنسی کو مجبوراً ضبط کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ خود اقرار کرتے ہیں۔

میں کبھی آدم موسیٰ کبھی یعقوب ہوں

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(برائین احمد یہ ج ۵ ص ۱۰۳، خزائن ج ۲ ص ۱۳۳)

یہ بے شمار نسل والے کی یہاں ضرورت نہیں۔ امامکم منکم تو یہ چاہتا ہے کہ مہدی معبود جنابہ سیدۃ النساء فاطمہؓ الزہراءؓ کی اولاد سے ہو۔ یہ حدیث بھی مرزا قادیانی کو فٹ نہ آئی اور سنئے:

”عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ ﷺ المہدی منی اجلہ لجنبہ اقصی الانف یملا الارض قسطاً وعدلاً کما ملکت ظلماً وجوراً یملک سبع سنین (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱، اوّل کتاب المہدی)“

جناب ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ مہدی مجھ سے ہوگا۔ روشن پیشانی والا۔ خوبصورت ناک والا، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جیسے کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ اس کے بعد سات سال بادشاہی کرے گا۔

مندرجہ بالا حدیث بھی مرزا قادیانی کے حسب حال نہیں بلکہ سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی تصویر سے آپ کی روشن پیشانی اور خوبصورت ناک کا پتہ چلتا ہے کہ یہاں یہ دونوں نشانیاں مفقود ہیں۔ کاش مرزا قادیانی تصویر نہ بنواتے اور کملی پوش آقا ﷺ کے نقش قدم پر چلتے آنحضور سرکار مدینہ ﷺ نے تصاویر کے خلاف جہاد کیا اور سختی سے منع فرمایا۔ مگر سرکاری نبی انگریز کی غلامی اور اس کے تمدن و معاشرت کی پیروی کرتا ہوا تصویر کھینچوا بیٹھا اور فقیر کے خیال میں یہ فعل بھی قدرت کو یونہی منظور تھا تا کہ حق و باطل میں امتیاز رہے۔ اس کے علاوہ حدیث شریف تو یہ چاہتی ہے کہ وہ عدل و انصاف سے زمین کو بھر دے مگر یہاں۔

اس سادگی پہ کیوں نہ کوئی مرجائے اے خدا

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

چنانچہ امامکم  
جو زمین کو عدل و انصاف سے

نہ

نہ

ایسا ہی ایک دو

”عن ابی س

الارض الرحبة وحن

يلتجى اليه من الظلم

قسطاً وعدلاً كما

الارض لا تدخر الا

شيئاً الا صبه الله

فتمنى الاخياء الا

(مستدرک حاکم ج ۵

شدید) ”جناب ابو

امت کو آنے والی ہے فر

عزت اور اہل بیت سے

دے گا۔ جیسا کہ وہ ظلم

ہوں گے۔ یہاں تک کہ

تک کہ زندے مردوں

یا نو سال حکومت کرے

یہ حدیث

احق خواہ مخواہ و امامکم

رو سے آوے۔ یہاں

کوئی بات ایسی نہیں

کے بعد جب جناب

تو قرآن کریم کی اگر

میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے  
ہوگا۔

اف ہے۔ کیونکہ آپ نے چینی الاصل اور فارسی النسل  
وغیرہ اپنے نسب کے اندر بیان کیں اور سید ہونے  
اللقح معیار معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہنسی کو مجبوراً ضبط

سوی کبھی یعقوب ہوں  
سلیس ہیں میری بے شمار

(برائین احمدیہ ج ۵ ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳)

رت نہیں۔ امامکم منکم تو یہ چاہتا ہے کہ مہدی معبود  
یہ حدیث بھی مرزا قادیانی کو فٹ نہ آئی اور سنئے:

قال قال رسول الله ﷺ المہدی منی اجلے  
تسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملاک  
ل کتاب المہدی)

تے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ مہدی مجھ سے  
لا، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جیسے کہ وہ  
سال بادشاہی کرے گا۔

یانی کے حسب حال نہیں بلکہ سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ  
بشانی اور خوبصورت ناک کا پتہ چلتا ہے کہ یہاں یہ  
تصویر نہ جواتے اور کلی پوش آقا ﷺ کے نقش قدم پر  
لے خلاف جہاد کیا اور سختی سے منع فرمایا۔ مگر سرکاری نبی  
پیروی کرتا ہوا تصویر کھینچوا بیٹھا اور فقیر کے خیال میں  
طل میں امتیاز رہے۔ اس کے علاوہ حدیث شریف تو  
بھر دے مگر یہاں۔

نہ کوئی مرجائے اے خدا  
ہاتھ میں تلواریں بھی نہیں

چنانچہ امامکم منکم تو یہ چاہتا ہے کہ وہ مہدی ایسا نیک بخت عادل اور منصف ہوگا۔  
جوزمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ مگر یہاں کیا ہے:

نہ خدا ہی الا نہ وصال صنم  
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ایسا ہی ایک دوسری حدیث میں اس ظلم و جور کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان فرمایا:

”عن ابی سعید الخدری لم یسمع بلاء اشد منه حتی تفیض عنهم  
الارض الرحبة وحتی یملاء الارض جوراً وظلماً لا یجد المؤمن ملجاء  
یلتجی الیہ من الظلم . فیبعث الله عزوجل رجلاً من عترتی فیملأ الارض  
قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً یرضی عنه سلکن السماء وساکن  
الارض لا تدخر الارض من بذرها شیئاً الا اخرجته والا السماء من قطرها  
شیئاً الا صبه الله علیهم مدراراً یرعیش فیهم سبع سنین او ثمان او تسعاً  
فتمنی الا خباء الاموات مما ضع الله عزوجل باهل الارض من خبره  
(مستدرک حاکم ج ۵ ص ۶۵۹، حدیث ۸۴۸۶، باب ینزل بامتی فی آخر الزمان بلاء  
شدید)“ جناب ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مصیبت کا ذکر جو  
امت کو آنے والی ہے فرمایا یہاں تک کہ کوئی آدمی ظلم سے اپنا جان نہ پائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ میری  
عترت اور اہل بیت سے ایک جوان کو مبعوث کرے گا۔ پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر  
دے گا۔ جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ آسمان و زمین کے رہنے والے اس سے راضی  
ہوں گے۔ یہاں تک کہ آسمان ہر چیز کو بہادے گا اور زمین تمام نباتات کو نکال دے گی۔ یہاں  
تک کہ زندے مردوں کی زندگی کی خواہش کریں گے اور وہ اللہ کا محبوب سات سال یا آٹھ سال  
یا نو سال حکومت کرے گا۔

یہ حدیث بھی مرزا قادیانی کے سراسر خلاف ہے اور قطعاً گنجائش نہیں رکھتی کہ کوئی  
احق خواہ خواہ و امامکم منکم کا مصداق بنے۔ ہاں وہی اس کا صحیح حق دار ہے جو فرمان رسالت کی  
رو سے آوے۔ یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو لطف سے خالی نہیں کہ ہمارے پنجابی نبی کی بھی  
کوئی بات ایسی نہیں جو محکمہ سے خالی ہو۔ چنانچہ آپ اپنی باون سالہ مشرکانہ زندگی بسر کرنے  
کے بعد جب جناب مسیح کی بے موت، موت کے درپے ہوئے اور آپ کو مارنے کا خیال سوچا  
تو قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے، یعنی و اوینا ہماربوة ذات قرار

و معین سے جناب مسیح کو پھانسی پر سے اتارتے ہوئے مریم عیسیٰ کے چکر میں غلطان و پہچان رکھتے ہوئے ہجرت کرانے پر مجبور ہوئے۔ جب دجل کا نقشہ آنکھوں میں کھینچ گیا تو جھٹ کہہ دیا گیا کہ دیکھو قرآن کریم نے ان دونوں کے لئے یعنی جناب مسیح اور جنابہ مریم کے لئے اونچے پہاڑ و باغات چشموں والی زمین کو قرار دیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ سوائے کشمیر کے اور کوئی جگہ ہو ہی نہیں سکتی۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ مسیح کشمیر میں آئے اور یہاں ہی زندگی کے بقیہ دن ختم کر کے محلہ خان یار میں ابدی نیند سوئے۔

سبحان اللہ! یہ تھی آپ کی منطق اور پیا مبری۔ مگر دور کیوں جائیں ابھی کل ہی کا واقعہ ہے کہ رائے صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اس کی ارتقی کے ساتھ ساتھ جہاں اہل ہنود تھے وہاں ٹوڈی مسلمانوں کے علاوہ ایک تہم رسیدہ روزگار میرا سی محلہ میرزاہ بھی جا رہا تھا۔ ارتقی کے عقب میں عورتوں کا ایک انبوہ کثیر سیدہ کوہی اور بین کرتا جا رہا تھا۔ جن میں غالباً رائے صاحب کی لڑکی بڑے درد و کرب سے لمبا بازو کئے ہوئے یہ کہہ رہی تھی۔

آہ! تم وہاں چلے ہو جہاں دانہ نہ پانی۔ افسوس! تم وہاں جا رہے ہو جہاں دیا، نہ جی۔ حیف! تم وہاں جاتے ہو جہاں چار پائی، نہ بستر۔

میرزاہ جو باپ کے ہمراہ جا رہا تھا۔ لڑکی کے ان کلمات سے بیٹا ہنہ متاثر ہو کر باوا کا بازو جھنجھور کر کہنے لگا۔

ابا، ابا دیکھو تو یہ لڑکی ہمارے ہی گھر کا پتہ دے رہی ہے۔

بھینہ بھی حال مرزا قادیانی کا ہے۔ قرآن کریم نے کسی واقعہ کی یاد دلاتے ہوئے چشموں اور باغات کا ذکر کیا۔ آپ نے جھٹ کشمیر کہہ دیا۔ کسی بھوکے سے کسی نے سوال کیا دو اور دو کتنے ہوتے ہیں۔ وہ بولا چار روٹیاں۔ مرزا قادیانی کی جانے بلا کہ دنیا میں کتنے جنت نظیر ہیں اور قرآن حکیم کا یہاں کیا منشاء ہے اور وہ کس کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ بہر حال جناب امام مہدی کی ایک علیحدہ شخصیت ہے۔ مگر مرزا قادیانی خواہ مخواہ اسے ہضم کئے جاتے ہیں اور ڈکار تک لینا گوارہ نہیں کرتے۔ ذیل کی حدیث گوش ہوش سے سنئے اور ایمان کی عینک سے دیکھئے۔

خامہ انگشت بدندان ہے اسے کیا کہئے

”عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لن تهلك امة انا اولها

وعیسیٰ ابن مریم آخرها والمہدی اوسطها (مشکوٰۃ ص ۵۸۳، باب ثواب هذا الامة الفصل الثالث) ”جناب ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے وہ

امت کیسے ہلاک ہو سکتا  
اور جس کے درمیان مہدی  
ناظرین ک  
مہدی عیسیٰ ابن مریم  
دجل دینے کو کہے جاتا  
اطلاق خود ساختہ الہام  
رہنے دو جس کی تاویل  
صاحب یہاں تو باوا آ  
پری ہوتی ہے۔ فقیر  
جداگانہ شخصیتوں کا کہ  
کے لئے ایک دو فرما  
”عن  
رسول اللہ ﷺ  
وینزل عیسیٰ  
یاروح اللہ تقی  
امیرہم فیصل  
فیقلته (احمد و  
عیسیٰ علیہ السلام  
سامنے خانہ خدا میں  
ساتھ ستر ہزار یہ  
وقت۔ پس مسلمان  
پڑھائیے وہ جوار  
امیر ہیں۔ پس آ  
مریم اپنی خجھر پکڑ کر  
مرزا  
اس لئے کہ اس

ہے اتار تے ہوئے مریم عیسیٰ کے چکر میں غلطان و بیچان  
نے۔ جب دجل کا نقشہ آنکھوں میں کھینچ گیا تو جھٹ کہہ  
روں کے لئے یعنی جناب مسیح اور جنابہ مریم کے لئے  
قراردیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ سوائے کشمیر کے اور  
کہ مسیح کشمیر میں آئے اور یہاں ہی زندگی کے بقیہ دن  
نے۔

اور پیا مبری۔ مگر دور کیوں جائیں ابھی کل ہی کا واقعہ  
ارٹھی کے ساتھ ساتھ جہاں اہل ہنود تھے وہاں ٹوڈی  
میرا سی معہ میر زادہ بھی جا رہا تھا۔ ارٹھی کے عقب میں  
جا رہا تھا۔ جن میں غالباً رائے صاحب کی لڑکی بڑے  
کی۔

پانی۔ افسوس! تم وہاں جا رہے ہو جہاں دیا، نہ بتی۔  
تر۔

غافل لڑکی کے ان کلمات سے پتا پانہ متاثر ہو کر باوا کا

کا پتہ دے رہی ہے۔

قرآن کریم نے کسی واقعہ کی یاد دلاتے ہوئے  
کشمیر کہہ دیا۔ کسی بھوکے سے کسی نے سوال کیا دو اور  
قادیانی کی جانے بلا کہ دنیا میں کتنے جنت نظیر ہیں  
لطف اشارہ کر رہا ہے۔ بہر حال جناب امام مہدی  
اہ خواہ اسے ہضم کئے جاتے ہیں اور ڈکار تک لینا  
سے سنئے اور ایمان کی عینک سے دیکھئے۔

ہے اسے کیا کہئے

رسول اللہ ﷺ لن تہلک امة انا اولھا  
سطھا (مشکوٰۃ ص ۵۸۳، باب ثواب هذا  
روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے وہ

امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور جس کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم ہیں  
اور جس کے درمیان مہدی ہے۔

ناظرین کرام! اس حدیث صحیحہ سے یہ روز روشن کی طرح معلوم ہوا کہ جناب امام  
مہدی عیسیٰ ابن مریم دو جدا جدا شخصیتیں ہیں۔ جن کا زمانہ بھی جدا گانہ ہے۔ مگر قادیانی خواہ خواہ  
دجل دینے کو کہے جاتا ہے۔ ”لا مہدی الا عیسیٰ“ یعنی امام مہدی ہی عیسیٰ ہیں اور عیسیٰ کا  
اطلاق خود ساختہ الہام کی رو سے خود بنتا ہے۔ بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ کوئی حدیث تو ایسی بھی  
رہے دو جس کی تاویل یا استعارہ نہ کرتے ہوئے بلا اچھ سچ سچ سیدھے الفاظ میں قبول کر لو۔ مگر  
صاحب یہاں تو باوا آدم ہی نرا لایا ہے۔ سب سیدھی باتوں کو الٹا کیا جاتا ہے تو کہیں دجالیت کی حکم  
پری ہوتی ہے۔ فقیر کے خیال میں یہ احادیث ہی کافی ہیں۔ کیونکہ ناظرین کو انشاء اللہ ان دو  
جدا گانہ شخصیتوں کا کما حقہ علم ہو چکا ہوگا۔ ہاں نئی روشنی والے شاید ابھی مطمئن نہ ہوئے ہوں تو ان  
کے لئے ایک دو فرمان اور نقل کئے دیتا ہوں۔ پس غور سے سنئے:

”عن عثمان بن ابی العاص و هو فی المسجد مع جماعة قال سمعت  
رسول اللہ ﷺ یقول..... فیخرج الدجال..... ومع الدجال سبعون الفاً.....  
وینزل عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام عند الصلوة الفجر فیقول لہم امیرہم  
یا روح اللہ تقدم صل لنا فیقول هذا الامة امرأ بعضهم علی بعض فیتقدم  
امیرہم فیصل حتی اذا قضی صلواتہ اخذ عیسیٰ حربۃ فیدہب نحو الدجال  
فیقلقہ (احمد والحاکم فی المستدرک ص ۶۷۴، ۶۷۵ ج ۵ حدیث نمبر ۸۵۲۰، باب نزول  
عیسیٰ علیہ السلام من السماء)“ حضرت عثمان ابن ابی العاصؓ نے ایک جماعت کثیر کے  
سامنے خانہ خدا میں بیان کیا کہ سنائیں نے نبی کریم ﷺ سے..... دجال نکلے گا..... اور اس کے  
ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے..... ایسی حالت میں نازل ہوگا عیسیٰ ابن مریم مسیح کی نماز کے  
وقت۔ پس مسلمانوں کا امیر جناب عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کرے گا کہ آگے تشریف لا کر نماز  
پڑھائیے وہ جواب دیں گے کہ یہ شرف امت محمدی کو حاصل ہے کہ ان میں سے بعض بعض کے  
امیر ہیں۔ پس آگے بڑھے گا امیر مسلمانوں کا اور نماز پڑھائے گا۔ حتیٰ کہ نماز ختم ہوگی تو عیسیٰ ابن  
مریم اپنی خنجر پکڑ کر دجال کی طرف جائیں گے اور اسے قتل کریں گے۔

مرزا نیو! کہیں حدیث کی عظمت اور صحت پر سوال کر کے منہ پہ کالک نہ لگا بیٹھنا۔ کیوں  
اس لئے کہ اس حدیث کی روایت دو اماموں نے کی۔ یعنی امام احمد مجدد صدی دوم و امام حاکم مجدد



صدی چہارم نے جو عند المرزا نہایت معتبر ہیں اور جن کا منکر کافرو بے دین ہے۔ ہاں بھائی اسی لئے پہلے کہہ دیا کہیں ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔ اب عینک ایمانی کی روشنی میں کہئے کہ تمہارے مرزا قادیانی سچے یا صحابی و تابعی، وہ کون بد بخت ہے جو حدیث کی عظمت سے انکار اور صحابہ کبار سے بیزار اور امانین سے انحراف کر کے اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

فرمان رسالت سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ امام مہدی اور جناب عیسیٰ دو مختلف شخصیتیں ہیں اور یہ بھی واضح ہوا کہ آنے والے مسیح کا نام ابن مریم ہے۔ ابن چراغ بی بی نہیں اور وہ پیدا نہیں بلکہ نازل ہوگا اور مسلمانوں کے امیر کی اقتداء میں نماز پڑھے گا اور دجال کو قتل کرے گا۔ یہ مخفی نہیں کہ مرزا قادیانی میں یہ صفات قطعاً مفقود تھیں۔ ساری عمر میں وہ تلوار و جہاد کے نام سے ڈرتے رہے اور اس کے بند کرنے میں ایڑی چوٹی کا روز مارا۔ واقعہ لکھنؤ کے بعد وہ ایسے خائف ہوئے کہ جان کی حفاظت کے لئے گورنمنٹ سے التجا کی کہ چند سپاہی بھیج دیں۔ کیونکہ واللہ یعصمک من الناس پر ایمان آج کل کے نبیوں کا نہیں رہا اور شاید الہام ربنا حاج کو شکریے سے Return with thanks کر دیا گیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کا مسجد میں یہ حدیث بیان کرنا اور امت کا بلا رو قد قول کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ چیز تمام صحابہ کے ایمان میں داخل تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ایک صحابی نے اس کی تردید نہ کی۔ گویا یہ مسئلہ تو اجتماع امت کا ایک متفقہ مسئلہ ہے۔ مرزا نیکو گئے گئے ایمان سے کہو تمہارے مرزا قادیانی کو یہ جرأت یہ حوصلہ ہو سکتا ہے کہ وہ ستر ہزار یہود کے مقابل اکیلا جاوے اور ان کی موجودگی میں ان کے امیر کو قتل کرے۔ تمہارے مرزا تو بیچارے وہ تھے ایک پادری آتھم کے مقابل میں ایسے ٹھک ہوئے کہ بھرے مجمع میں جواب دینے سے عاجز آتے ہوئے عورتوں کی طرح تیری ناک میں کیڑے پڑیں پے اتر آئے اور الہام سنانے لگے اور اوسان ہانٹگی کا تو کچھ نہ پوچھو۔ بس اس سے اندازہ کرو کہ دین کا ٹھیکہ دار اور نبوت کے ظل کا دعویٰ دار بھرے مجمع میں بدحواسی کا یوں مظاہرہ کرتا ہے کہ حرمت رمضان کی پرواہ نہ کرتا ہو۔ برسر عام چاء کی پیالیاں ٹھونسنے جاتا ہے۔ واہ رے میرے شیر تیری پیغمبری۔

یہاں ایک لطیفہ بھی عرض کر دوں تاکہ حدیث کی صحت پر مرزا قادیانی کے دستخط بھی ہو جائیں اور قادیانی کے دجل کا بھانڈا بھی چور ہے میں پھوٹ جائے۔

مرزا قادیانی سے کہ  
پڑھاتے تو آپ نے جواب دیا  
”حدیث میں آیا“

بہر  
من  
”عن ابی ا  
شریک بننت ابی ال  
وامامہم رجل صالح  
ما جہ ص ۲۹۷، ۲۹۸  
حضرت ابوامامہ الباہلی  
دجال اور قیامت کا حال،  
اس دن عرب کہاں ہوں  
ان کا امام ایک صالح مرد  
نازل ہوں گے۔“

ایک دوسری  
الباہلی قال قال  
الصبح اذ نزل علی  
ینکص یمشی القم  
بین کتفیه ثم ید  
نصرف قال عید  
سبعون الف یہوا  
ص ۲۹۸، باب فتنة  
آنحضرت ﷺ سے را  
کا امام ایک نیک شخص  
اچانک عیسیٰ علیہ السلام

مرزا قادیانی سے کسی شخص نے سوال کیا اہی حضرت یہ تو کہتے کہ آپ نماز خود کیوں نہیں پڑھاتے تو آپ نے جواب دیا۔

”حدیث میں آیا ہے کہ صبح جو آنے والا ہے وہ دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔“

(قادیانی احمدیہ ج ۱ ص ۸۲)

بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش  
من انداز قدرت رای شام

”عن ابی امامۃ الباہلی قال خطبنا رسول اللہ ﷺ..... فقالت ام شریک بنت ابی الفکر یا رسول اللہ فاین العرب یومئذ قال ہم قلیل..... وامامہم رجل صالح قد تقدم بهم الصبح اذا نزل عیسیٰ ابن مریم (سنن ابن ماجہ ص ۲۹۷، ۲۹۸، بساب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم علیہ السلام)“  
حضرت ابوالامامۃ الباہلی نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ہم صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے دجال اور قیامت کا حال بیان فرمایا تو ام شریک بنت ابی الفکر صحابیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس دن عرب کہاں ہوں گے تو حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد کیا وہ بہت تھوڑے ہوں گے اور ان کا امام ایک صالح مرد ہوگا۔ وہ صبح کی نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہوگا کہ اچانک عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔

ایک دوسری جگہ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔ ”عن ابی امامۃ الباہلی قال قال رسول اللہ ﷺ امامہم رجل صالح..... تقدم یصلی لہم الصبح اذ نزل علیہم عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام الصبح فرجع ذالک الامام ینکص یمشی القہقری لیتقدم عیسیٰ علیہ السلام یصلی فیضع یدہ عیسیٰ بین کتفیه ثم یقول له تقدم فصل فانها لك اقیمت فیصلی بہم امامہم فاذا نصرف قال عیسیٰ علیہ السلام افتحو الباب فیفتح ووراء الدجال معہ سبعون الف یهودی..... فیدرکہ عند باب لد الشرقی فیقتلہ (سنن ابن ماجہ ص ۲۹۸، باب فتنة الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم علیہ السلام)“  
آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دجال کے خروج کے زمانہ میں بیت المقدس کے لوگوں کا امام ایک نیک شخص ہوگا..... اور ان کا امام آگے بڑھ کر صبح کی نماز پڑھانے کا ارادہ کرے گا کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام صبح کے وقت آن اتریں گے۔ یہ امام ان کو دیکھ کر اٹھے پاؤں پیچھے ہٹے گا

تن کا منکر کافر و بے دین ہے۔ ہاں بھائی اسی بے عینک ایمانی کی روشنی میں کہتے کہ تمہارے ہے جو حدیث کی عظمت سے انکار اور صحابہ کبار بنائے۔

ح عیاں ہے کہ امام مہدی اور جناب عیسیٰ دو لے صبح کا نام ابن مریم ہے۔ ابن چراغ بی بی امیر کی اقتداء میں نماز پڑھے گا اور دجال کو قتل قطعاً مفتوح تھیں۔ ساری عمر میں وہ تلوار و جہاد یڑی چوٹی کا روز مارا۔ واقعہ لکھنؤ کے بعد وہ فرسٹ سے استقامت کی کہ چند سپاہی بھیج دیں۔ ان کے نبیوں کا نہیں رہا اور شاید الہام رہا عاج کر دیا گیا۔

ت عثمان کا مسجد میں یہ حدیث بیان کرنا اور کہ یہ چیز تمام صحابہ کے ایمان میں داخل تھی کہ ہے کہ کسی ایک صحابی نے اس کی تردید نہ کی۔ مرزا نے گئے گزرے ایمان سے کہو تمہارے رزار یہود کے مقابل اکیلا جاوے اور ان کی اتو بچا رہے وہ تھے ایک پادری آتھم کے دینے سے عاجز آتے ہوئے عورتوں کی ہام سنانے لگے اور اوسان بانگلی کا تو کچھ نہ ت کے کل کا دھویدار بھرے مجمع میں بدحواسی تا ہو۔ برسر عام چاء کی پیالیاں ٹھونسنے جاتا

ش کی محنت پر مرزا قادیانی کے دستخط بھی ہو رٹ جائے۔

تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے ہو کر نماز پڑھائیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا دہنا ہاتھ اس کے دونوں کاندھوں کے درمیان رکھ دیں گے اور امام سے فرمائیں گے آپ ہی آگے بڑھیے کہ یہ نماز آپ ہی کے لئے قائم ہوئی تھی۔ پھر وہی امام نماز پڑھائے گا۔ جب نماز سے فراغت ہوگی تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ دروازہ کھول دو۔ سو وہ کھول دیا جائے گا۔ وہاں پر ستر ہزار یہود کے ساتھ دجال ہوگا جو تمام مسلح ہوں گے۔ پس جناب عیسیٰ دجال کو باب الشرقی کے پاس قتل کریں گے۔

اللہ اللہ! اس قدر جامع اور مانع دلائل کے ہوتے ہوئے ایسی قوی تصریحات کو دیکھتے ہوئے کوڑمغزی اور کور باطنی کا مظاہرہ کرنا پرلے درجے کی ڈھٹائی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ میں نہ مانوں میں نہ مانوں کی رٹ لگانا آسان ہے۔ مگر روز روشن کو شب و بچور کہنے والے آخر کب تک ٹھہر سکتے ہیں۔ حق و باطل میں ہمیشہ سے چولی دامن کا رشتہ چلا آیا ہے۔ مگر باطل آخر باطل ہی ہے۔ ملح سازی کو بظاہر کندن سے زیادہ آبدار معلوم ہوتی ہے۔ مگر تاکہ، آخر نقل نقل ہی ہے۔ اب فرمان رسالت آپ کے سامنے ہیں ان میں کوئی ایک شق ایسی نہیں جو گدھے پہ شیر کا قالین ڈال سکے اور مفید مطلب ہو جائے۔ مرزائے قادیان کو ان احادیث سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ وہ خواہ مخواہ اس میں الجھ رہے ہیں۔ یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو لطف سے خالی نہیں۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے جب ہندوستان پر تسلط قائم کیا ہے۔ اس زمانہ میں محد و معدلتیں تھیں۔ ان میں اکثر مختیار اور چند ایک وکیل کام کرتے تھے۔ یہ مختیاری ہی اس زمانہ کی اعلیٰ و کالت سمجھی جاتی تھی اور اکثر اردو خواندہ لوگ جنہیں آج کوئی پوچھتا بھی نہیں وکیل بنے پھرتے تھے۔ ضلع کی پکھری کے سامنے بڑے بڑے بیڑے کے نیچے ملاوٹل مختیار حق کی نے منہ میں لئے دھواں دھار کش نکالتے ہوئے فرنیٹر میل کا انجن بنا بیٹھا ہے۔ سامنے مولوی عظیم اللہ وکیل مقدمہ کی تیاری میں مصروف کتاب کے اور اق کو جلد جلد الٹ رہے ہیں۔ ایک بوڑھا دیہاتی بڑا سالھ لئے مولوی صاحب کے سامنے بیٹھ کر سلام کہتا ہے۔

مولوی صاحب: کہو چوہدری اچھے ہو کیسے آنا ہوا۔

جاٹ: تجو ر میرے بھتیجیوں نے میرا دم تاک میں کر رکھا ہے۔ جہاں میں مویشی باندھتا ہوں وہیں وہ کم بخت بھی باندھ دیتے ہیں۔ جس سے مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے کوئی ایسا مقدمہ کرو جس سے وہ سزا پا جائیں۔

مولوی صاحب: کیا ان کا اس جگہ میں کوئی حق نہیں۔

جاٹ: حق تو۔  
مولوی صاحب  
جاٹ: یوں جا  
مولوی صاحب  
چلے گئے اور دیہاتی صاحب  
ملاوٹل مختیار  
وکیل کی طرف لگے ہو۔  
لئے ان کی طرف متوجہ  
کیا جائیں۔ جاٹ نے  
ہوئے لمبے لمبے کش لگا۔  
ہاں صاحب  
سکتا۔ کہو تو پھانسی دلا دو  
بڑے صاحب کی پکھری  
جاٹ ہمایا  
پردہ نہیں۔ مگر پھانسی  
کورٹ کلکٹ کے لئے  
بڑے لمبے سے سفید  
صاحب آپ ہی کلکٹ  
مختیار: نہیں  
ہیں۔ رام جانے ہمیں  
غرضیکہ چا  
کرتی تھی۔ مختیار صا  
لگا دیئے اور ایک لمبے  
تھے وہ اٹھتے ہوئے  
جاٹ خوشی خوشی یہ کا  
ہوئے ایک مہینہ کا دعا

لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا دانا ہاتھ  
م سے فرمائیں گے آپ ہی آگے بڑھیں کہ  
ز پڑھائے گا۔ جب نماز سے فراغت ہوگی تو  
مولوی دیا جائے گا۔ وہاں پر ستر ہزار یہود کے  
عیسیٰ دجال کو باب الشرعی کے پاس قتل

ہوتے ہوئے ایسی قوی تصریحات کو دیکھتے  
کی ڈھٹائی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔  
سان ہے۔ مگر روز روشن کو شب دیجور کہنے  
سے چولی دامن کا رشتہ چلا آیا ہے۔ مگر باطل  
بدار معلوم ہوتی ہے۔ مگر تاکہ، آخر نقل نقل  
س کوئی ایک شق ایسی نہیں جو گدھے پہ شیر کا  
بیان کو ان احادیث سے دور کا بھی واسطہ  
واقعہ یاد آیا جو لطف سے خالی نہیں۔

قائم کیا ہے۔ اس زمانہ میں محد و معدلتیں  
تھے۔ یہ مختیاری ہی اس زمانہ کی اعلیٰ و کالت  
پوچھتا بھی نہیں وکیل بنے پھرتے تھے۔  
چچے ملا دامل مختیار حقے کی نے منہ میں لئے  
ہے۔ سامنے مولوی عظیم اللہ وکیل مقدمہ کی  
ہے ہیں۔ ایک بوڑھا دیہاتی بڑا سالٹھ لئے

ہوا۔

میں کر رکھا ہے۔ جہاں میں مویشی باندھتا  
مخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے کوئی ایسا

نہیں۔

جاٹ: حق تو ہے مگر مجھے تو تکلیف ہوتی ہے۔

مولوی صاحب: تو ایسی حالت میں ان پر دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

جاٹ: یوں جہلم نہ کرو ان کو جس صورت میں ہوقید کرادو۔

مولوی صاحب جاٹ سے پلہ چھوڑا لے کے لئے بلا ضرورت صاحب کے کمرے میں

چلے گئے اور دیہاتی صاحب بڑ بڑاتے ہوئے اٹھے۔

ملا دامل مختیار جو قریب ہی بیٹھا حقہ نوشی میں کمال کر رہا تھا اور جس کے کان سائل اور

وکیل کی طرف لگے ہوئے تھے۔ موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے سنہری چڑیا کو دام ترویر میں لانے کے

لئے ان کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ چوہدری جی مجھے اپنی پتا سنا بیٹے بھلا یہ کل کے چھو کرے وکالت

کیا جانیں۔ جاٹ نے ہاتھ جوڑتے ہوئے داستان کہہ ڈالی تو مختیار صاحب موچھوں پہ تاؤ دیتے

ہوئے لمبے لمبے کش لگاتے ہوئے بولے۔

ہاں صاحب! یہ بڑا سنگین مقدمہ ہے اور بڑے صاحب کے سوا اس کو کوئی سن بھی نہیں

سکتا۔ کہو تو پھانسی دلا دوں۔ مگر ہمارے مختیار نے کا پورا پورا خیال رکھیں اور دیکھو۔ چونکہ یہ مقدمہ

بڑے صاحب کی کچہری میں داخل ہوگا۔ اس لئے اس پر کورٹ فیس بھی بڑی لگے گی۔

جاٹ ہسیانی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا روپیہ عزت ہی کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی کچھ

پردہ نہیں۔ مگر پھانسی نہیں کالے پانی بھجوادو۔ مختیار نے بہت اچھا کہتے ہوئے بیس روپے کے

کورٹ ٹکٹ کے لئے فہمائش کرتے ہوئے خزانچی کی طرف اشارہ کیا اور خود مضمون دعویٰ ایک

بڑے لمبے سے سفید کاغذ پر لکھنا شروع کیا۔ جاٹ نے بیس روپے سامنے ڈھیری کر دیئے کہ

صاحب آپ ہی ٹکٹ منگالیں۔ میں کہاں خراب ہوتا پھروں گا۔

مختیار: نہیں چوہدری تم خود ہی اپنے ہاتھ سے لاؤ۔ ہم پرائے مال کو چھوٹا گناہ سمجھتے

ہیں۔ رام جانے ہمیں دوسرے کے مال سے ڈر لگتا ہے ڈر۔

غرضیکہ چاٹ ۲۰ روپے کے ٹکٹ لایا۔ اس زمانے میں ٹکٹوں پر نام اور تاریخ درج نہ ہوا

کرتی تھی۔ مختیار صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ بیس روپے کے ٹکٹ بڑی صفائی سے درخواست پر

لگا دیئے اور ایک لمبے لفافے پر اپنا خوشخط پہ لکھ کر مختیار کی طرف متوجہ ہوا۔ ہسیانی میں دس ہی باقی

تھے وہ اٹھنٹے ہوئے لفافہ موکل کو دیا کہ جاؤ سامنے والے لیٹر بکس میں اپنے ہاتھ سے ڈال دو۔

جاٹ خوشی خوشی یہ کام کر کے مطمئن ہوا اور عرض کیا حضور میں کب آؤں۔ مختیار نے تسلی دیتے

ہوئے ایک مہینہ کا وعدہ دیا۔

گاؤں میں پہنچ کر جاٹ نے اودھم مچاتے ہوئے آسمان سر پر اٹھالیا۔ دیکھو تو میرے  
 ذہن میں کس طرح مویشی باندھتے ہیں۔ بد معاش کہیں کے کالے پانی نہ بھجواؤں تو کلونا نام نہیں۔  
 چوہدری کے دیہاتی بھیجے حقیقتاً کچھ عرصہ تو سہم گئے۔ مگر جب بیس بچپس دن گزر گئے  
 تو وہ مسخکہ اڑانے لگے تو جاٹ کو بھی فکر ہوئی اتفاق سے اس دن پانچ صد روپیہ میٹھر کے فصل کا  
 شوگر ملز سے وصول ہوا۔ روپیہ لیتے ہی سید حادالت کا رخ کیا۔ مختیار نے دور سے دیکھا کہ سونے  
 کی چڑیا دام میں پاؤں چل کر آ رہی ہے۔ تو وقار سے اکڑ کر یونہی مصروفیت کے بخار میں قلم کی  
 جولانیاں دکھانے لگے۔

جاٹ: بے رام جی کی۔

مختیار: آؤ بھائی کلونے بے رام جی کی۔ اچھا ہوا تم آ گئے۔ پرسوں تمہارا مقدمہ پیش ہوا  
 بڑی محنت سے بحث کی صاحب تو نہ مانتے تھے۔ مگر تمہاری تکلیف سے آبدیدہ ہو کر کچھ ہماری پرانی  
 راہ ورسم سے مجبور ہو کر کہنے لگے کہ سائل کو کہہ دیا جائے کہ کالے پانی کے لئے جہاز کا کرایہ داخل  
 کرے۔ کہو چوہدری صاحب اس سے زیادہ اور تمہاری کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔

مقدمے کی کامیابی اور منہ مانگی کالا پانی بھیجنے کی مراد اور اس پر تعریفی الفاظ سن کر جاٹ  
 کی باچھیں کھل گئیں اور وہ کپڑوں میں پھولا نہ سایا۔ بس یوں سمجھو کہ اس کو خوشی کا ہیضہ ہو گیا۔

مختیار نے جب پانے کو کامیاب دیکھا تو کہنے لگا۔ چوہدری جی اب دیری نہ کیجئے  
 روپیہ جلد داخل کیجئے تاکہ جہاز کے لئے لکھ دیا جائے۔

جاٹ نے پانچ صد کی ہمیانی سامنے رکھ دی اور کہا دیری کیسی ابھی داخل کر دیں۔

ہاں! کتنا کرایہ چاہئے مختیار نے کہا صاحب تو ہزار مانگتے تھے۔ بڑی کوشش اور  
 محنت سے ساڑھے تین سو روپیہ فیصلہ ہوا۔ جاٹ نے فوراً یہ رقم گن کر سامنے رکھ دی تو مختیار  
 کے لئے کہا کہ دیکھو ساڑھے چھ سو کا تو فائدہ ہی کرایا ہے۔ اب تم جانو جو خوشی میں آدے  
 دے دو۔ دیہاتی خوشی کے پیسے میں اتنا آپے سے باہر تھا۔ چکنی چڑی باتوں پر سو گن دیا۔  
 مختیار نے دیکھا ابھی ہمیانی میں کچھ باقی ہے بولا چوہدری صاحب ہاں تو جو سپاہی حفاظت  
 کے لئے ساتھ جائیں گے ان کا خرچ غرضیکہ بچا رہے چوہدری کی میٹھر کی فصل پوری کی پوری  
 لے کر چوہدری کو اطمینان دلاتے ہوئے ایک ایک ماہ کے مزید وعدے پر گاؤں بھیج دیا۔ جاٹ  
 نے خدا جانے کس اضطراب و بے چینی سے یہ دن ایک ایک کر کے شمار کئے اور حسب وعدہ  
 کالے پانی بھیجنے کے شوق میں مختیار کے پاس پہنچا۔

مختیار نے دور  
 راہنمائی کی تو اطمینان قلب  
 تلاش میں ادھر ہی آ رہی ہے  
 کا کرایہ تم نے داخل کیا تھا  
 نے کالے پانی کے لئے جہاز  
 سے بھاگ جاؤ اور خبردار کہ  
 جاٹ یہ سنتے تو  
 بعینہ یہی حال

دیتے ہیں۔ کسی نہ کسی حد  
 کر لیتے ہیں۔ بھلے مانس  
 نہ ذات، نہ حلیہ، نہ ملک  
 ہاں! بھیا وہ دن گئے جس  
 مکان یہ بھرہ دے کر بنوا  
 ایسی ہی اور ستم ظریفی  
 کلونہ سمجھو۔ اب بڑے  
 گھر کے مہمان بنو گے۔  
 ”عن ابن

وعیسیٰ ابن مریم  
 الامة)“ حضرت ابن  
 ہلاک ہو سکتی ہے جس  
 امام مہدی سے۔  
 مرزا نیو! ۱۳۱۱

جنبل مجدد صدی دوم  
 کی صحت سے انکار کر  
 لازم آتا ہے اور دو مجدد  
 اپنی ہی معتبر کتاب اور

مختیار نے دور سے دیکھا کہ الو کی دم فاختہ آ رہی ہے تو کچھ گھبرایا مگر عیاری نے راہنمائی کی تو اطمینان قلب سے ست نام کے جواب میں بولا۔ بھاگو بھاگو وہ دیکھو پولیس تمہاری تلاش میں ادھر ہی آ رہی ہے۔ میں نے آج تک تمہارا پتہ راز میں رکھا بات یہ ہوئی کہ وہ جہاز جس کا کرایہ تم نے داخل کیا تھا آتے ہوئے راستہ میں ڈوب گیا۔ اب بڑا صاحب کہتا ہے کہ وہ جس نے کالے پانی کے لئے جہاز منگا یا تھا اس سے اس کی قیمت وصول کرو۔ اس لئے بہتر ہے کہ چپکے سے بھاگ جاؤ اور خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا ورنہ پکڑے جاؤ گے۔

جاٹ یہ سنتے ہی پاؤں سر پر رکھ کر بھاگا اور پلٹ کر پھر کبھی عدالت کا منہ نہ دیکھا۔  
بعینہ یہی حال ہمارے مرزا قادیانی کا ہے کہ عیار مختیار کی طرح کوئی نہ کوئی فقرہ جڑ دیتے ہیں۔ کسی نہ کسی حدیث میں حق آسائش بتاتے ہوئے مفید مطلب بنانے کی ناکام کوشش کر لیتے ہیں۔ بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ میاں نہ تمہارا نام ملے، نہ تمہارے باوا کا، نہ اماں کا، نہ ذات، نہ حلیہ، نہ ملک، نہ قوم، نہ صفات، نہ حیات، پھر تو کون، مان نہ مان، میں تیرا مہمان۔ ہاں! بھیا وہ دن گئے جب کالے پانی کے لئے جہاز یا پلنگ کی آڑ میں دو دو ہزار کی لاگت کے مکان یہ بھرہ دے کر بنوا لیا کرتے کہ یہ کشتی نوح ہے۔ جو اس میں پناہ پائے گا محفوظ رہے گا اور ایسی ہی اور ستم ظریفیاں توڑا کرتے تھے۔ اب وہ زمانہ نہیں۔ دنیا تم سے آشنا ہو چکی۔ سب کو کھونہ سمجھو۔ اب بڑے صاحب کے نام سے لوگ مانوس ہیں۔ کوئی شکایت کر دے گا تو بڑے گھر کے مہمان بنو گے۔

”عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ لن تهلك امة انا اولها وعيسى ابن مريم اخرها والمهدي اوسطها (مشکوٰۃ ص ۵۸۳، باب ثواب هذه الامة)“ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کا شروع تو مجھ سے ہے اور آخر عیسیٰ ابن مریم سے ہے اور درمیان زمانہ امام مہدی سے۔ ﴿

مرزا نیو! اس حدیث مرفوع کو تمہارے مصدقہ و مسلمہ دو اماموں نے یعنی امام احمد بن حنبل مجدد صدی دوم اور حافظ ابو نعیم صاحب مجد صدی چہارم نے روایت کیا ہے۔ اس لئے اس کی صحت سے انکار کر کے کہیں خذ لاں کا سودا نہ کر بیٹھنا۔ کیونکہ مجدد کے انکار سے بقول مرزا کفر لازم آتا ہے اور دو مجددوں کی تکذیب سے تو دین بھی گیا دنیا بھی گئی ہو جائے گا۔ اگر اعتبار نہ ہو تو اپنی ہی معتبر کتاب اور منظور نظر مرزا یعنی ”عسل مصطفیٰ“ مرتبہ مرزا خدا بخش قادیانی جس پر دمشق اور

تے ہوئے آسمان سر پر اٹھالیا۔ دیکھو تو میرے کہیں کے کالے پانی نہ بھجواؤں تو کلونا نام نہیں۔  
مرد تو سہم گئے۔ مگر جب میں پچیس دن گزر گئے تو اس دن پانچ صد روپیہ میٹھر کے فصل کا کارخ کیا۔ مختیار نے دور سے دیکھا کہ سونے سے اکڑ کر یونہی مصروفیت کے بخار میں قلم کی

پھا ہوا تم آ گئے۔ پرسوں تمہارا مقدمہ پیش ہوا جہاں کی تکلیف سے آبدیدہ ہو کر کچھ ہماری پرانی نے کالے پانی کے لئے جہاز کا کرایہ داخل ی کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔

بیچنے کی مراد اور اس پر تعریفی الفاظ سن کر جاٹ یوں سمجھو کہ اس کو خوشی کا ہیضہ ہو گیا۔  
تو کہنے لگا۔ چوہدری جی اب دیری نہ کیجئے

ی اور کہا دیری کیسی ابھی داخل کر دیں۔  
احب تو ہزار مانگتے تھے۔ بڑی کوشش اور نے فوراً یہ رقم من کر سامنے رکھ دی تو مختیار رایا ہے۔ اب تم جانو جو خوشی میں آوے، باہر تھا۔ چکنی چڑی باتوں پر سوگن دیا۔  
چوہدری صاحب ہاں تو جو سپاہی حفاظت کے چوہدری کی میٹھر کی فصل پوری کی پوری کے مزید وعدے پر گاؤں بھیج دیا۔ جاٹ ایک ایک کر کے شمار کئے اور حسب وعدہ

اندلسی دونوں جماعتوں کے اماموں اور بقیہ مکران توڑ مبلغوں نے تقریظی ریوز کئے ہوئے ہیں۔ دیکھ لو اور اگر ساری خرافات کے ملاحظہ کے لئے وقت عزیز اجازت نہ دے تو صرف ۱۶۲ تا ۱۶۵ ہی دیکھ لیا جائے اس پر برابر تیرہ صدیوں کے مجدد گنوائے گئے ہیں اور کسی ایک کے انکار کو کفر کے مترادف سمجھا گیا ہے۔ یقین ہے کہ رگ الحاد پھڑکنے کی بجائے دب جائے گی اور حدیث کی عظمت پر حرف گیری کا یارا نہ ہوگا۔ اب انصاف کیجئے کہ حدیث تو یہ چاہتی ہے کہ سب سے اخیر میں آنے والے کا نام عیسیٰ ابن مریم ہو اور درمیانی زمانہ کے صاحب کا نام محمد بن عبد اللہ ہو۔ جسے امام مہدی کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی خواہ مخواہ ان دو مبارک ہستیوں کو ایک میں مدغم کرتے ہوئے اپنا الوسیدھا کر رہے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ تمام عقیدت کیش یا لنگر کے لنگور یا ضمیر فروش ذکور آپ کی ہاں میں ہاں ملانا طوعاً و کرہاً منظور کرتے ہوئے گردن تسلیم کو خم کرنے میں مصلحت وقت سمجھیں گے۔ مگر یہ تو کہنے کے وہ خوش نصیب ممالک جہاں آپ کی گھناؤنی تعلیم نہیں پہنچی تو وہ سعید لوگ جنہیں قدرت نے قلب سلیم عطاء کیا ہے اور وہ صوفیائے کرام جنہیں پاک باطنی نے پسند کیا اور وہ اہل علم حضرات جو رسول کریم کے صحیح جانشین ہیں۔ وہ آپ کی اس بودی تاویل اور الٹی منطق پر اگر لاجول نہ پڑھیں تو تم ہی انصاف سے کہو کیا کہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم نے انہیں تعلیم ہی کچھ ایسی دی ہے۔ ”واذ خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما (فرقان: ۶۳)“ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی نامور اور مقبول ہستیاں جن کے سامنے مرزا جیسے ہزاروں باتونی ایک لفظ نہ کہہ سکیں خاموش رہیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ مرزا کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ نعوذ باللہ!

یہ نہیں بلکہ اس لئے کہ ناکندہ ترش کند بھکس یا بھکس پرواز! کے مصداق ہی صحیح ہے اور بھلا ان کے اوقات عزیز کب اجازت دیتے تھے کہ وہ قال اللہ وقال الرسول جس میں دین و دنیا کی فلاح ہے کو چھوڑ کر خرافات و اہیہ میں الجھ جائیں اور فقیر کے خیال میں یہ ان کا استغنا ہی ہمارے سرچڑھ رہا ہے۔ حضرت مولانا علامہ الشیخ الانور کا شمیرئی نے وصال سے چند سال قبل اس طرف تھوڑی سی توجہ فرمائی۔ ان کے وہ جواہر پارے ہمارے سامنے ہیں۔ مگر افسوس عوام تو کیا علماء سے وہ جن کا سینہ رحمت کردگار کا خزینہ ہے کے سوا کوئی کیا سمجھے گا۔ انہوں نے اصولی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً یہ کہ نبوت کا امکان بعد از سرور دو عالم ہو بھی سکتا ہے یا نہیں۔ اس پر دلائل سے نقد و تبصرہ فرماتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ اس خیال است و محال است و جنون۔ اس کے بعد متنبی قادیانی کی نبوت پر اس انداز سے بحث فرمائی ہے کہ گویا لعل و گوہر کے دریا بہا دیئے ہیں۔ مگر

افسوس کہ ہم جیسے کم علم افراد ہیں۔ کاش محترم مولانا صاحب مدنی کسی اولین احسان فرمائیں۔ (الحمد للہ) نے پوری فرمادی۔ فلاح ناظرین! ار کرائے دیئے ہیں۔ تا اسی مرزا کی معتبر کتاب ہیں پس غور سے سنئے۔ ”عن ع یهلك امة انا اولہا اخرہا“ حضرت خوش ہو خوش ہو..... وہ میرے بارہ خلیفے ہوں فرمان رس کتاب نمی ہیں۔ مگر م ذیل کا مضمون گوطویل تنکے کا سہارا کس دیدار سے یہ پتہ چل جائے (ازالہ ادب) لفظ جو مسلم کی حدیث منارہ شرقی کے پاس بظاہر کچھ معلوم نہیں؟ اس جگہ بلاشبہ استعار بات کی تقییش کی طرف محبت و اثن مولوی جیک



افسوس کہ ہم جیسے کم علم اس سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ ہاں اہل علم جھولیاں بھر بھر کر ذخیرہ کر رہے ہیں۔ کاش محترم مولانا شیخ الحدیث شبیر احمد صاحب عثمانی یا محترم و بزرگ شیخ الاسلام حسین احمد صاحب مدنی کسی اولین فرصت میں ان سے عام فہم تراجم کی طرف توجہ فرما کر ہم بے بصروں پر احسان فرمائیں۔ (الحمد للہ! کہ ان کتب کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ مصنفؒ کی خواہش اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی۔ فلحمد للہ۔ فقیر مرتب)

ناظرین! اب ہم آپ کی خدمت میں فرمان رسالت مندرجہ بالا پر مرزائی دستخط بھی کرائے دیئے ہیں۔ تاکہ قادیانی دیانت و امانت کا کما حقہ پتہ چل جائے۔ چنانچہ ذیل کی حدیث اسی مرزائی معتبر کتاب ”عسل مصطفیٰ“ سے نقل کرتے ہیں۔ جس کے راوی امیر المؤمنین حضرت علیؑ ہیں پس غور سے سنئے۔

”عن علیؑ قال قال رسول اللہ ﷺ البشر وثم البشر و..... کیف یهلك امة انا اولها واثننا عشر خليفة من بعدی والمسیح عیسیٰ ابن مریم اخرها“ حضرت علیؑ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو مخاطب فرماتے ہوئے فرمایا خوش ہو خوش ہو..... وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے کہ جس کی ابتداء مجھ سے ہوئی اور درمیان میں میرے بارہ خلیفے ہوں گے اور سب سے آخری خلیفہ کا نام مسیح ابن مریم ہے۔ (منقول از عسل مصطفیٰ ج ۲ ص ۵۱۲) فرمان رسالت کی رو سے سب سے آخری خلیفہ کا نام مسیح ابن مریم بیان ہوا جو صاحب کتاب نبی ہیں۔ مگر مرزا قادیانی سکھا شاہی کرتے ہوئے خواہ خواہ اپنے پے چسپاں کر رہے ہیں۔ ذیل کا مضمون گوطویل ہے۔ مگر لطف سے خالی نہیں کا مطالعہ کرو اور خدا را سوچو کہ مرزا قادیانی خیالی تینکے کا سہارا کس دیدہ دلیری سے لیتے ہوئے کیا کیا کہہ گئے۔ اس دیدہ دلیری و چالاکی و عیاری سے یہ پتہ چل جائے گا کہ قادیانی نبوت کس معیار پر کھڑی کی گئی اور اس کے پلے کیا تھا۔

(ازالہ اوہام ص ۶۳ تا ۶۹ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۲ تا ۱۳۶) ”اب یہ جاننا چاہئے کہ دمشق کا لفظ جو مسلم کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے سفید منارہ شرقی کے پاس اتریں گے۔ یہ لفظ ابتداء سے محقق لوگوں کو حیران کرتا چلا آتا ہے۔ کیونکہ بظاہر کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کو دمشق سے کیا مناسبت ہے اور دمشق کو مسیح سے کیا خصوصیت..... اس جگہ بلاشبہ استعارہ کے طور پر کوئی مرادی معنی مخفی ہیں۔ جو ظاہر نہیں کئے گئے اور یہ عاجز ابھی اس بات کی تفتیش کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا کہ وہ معنی کیا ہیں کہ اسی اثناء میں میرے ایک دوست اور محبت واثق مولوی حکیم نور دین صاحب قادیان آئے اور انہوں نے اس بات کے لئے درخواست

بلغوں نے تقریظی ریوز کئے ہوئے ہیں۔ دیکھ زیز اجازت نہ دے تو صرف ۱۶۵ تا ۱۶۲ ہی دیکھ گئے ہیں اور کسی ایک کے انکار کو کفر کے مترادف لئے دب جائے گی اور حدیث کی عظمت پر حرف یہ چاہتی ہے کہ سب سے اخیر میں آنے والے ب کا نام محمد بن عبد اللہ ہو۔ جسے امام مہدی کے اہل ان دو مبارک ہستیوں کو ایک میں مدغم کرتے

تصور یا ضمیر فروش ذکر آپ کی ہاں میں ہاں ملانا میں مصلحت وقت سمجھیں گے۔ مگر یہ تو کہنے کہ میں پہنچی تو وہ سعید لوگ جنہیں قدرت نے قلب باطنی نے پسند کیا اور وہ اہل علم حضرات جو رسول اول اور الٰہی منطق پر اگر لاحول نہ پڑھیں تو تم نے انہیں تعلیم ہی کچھ ایسی دی ہے۔ ”واذ (۶۳:۱)“ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی نامور اور باتوئی ایک لفظ نہ کہہ سکیں خاموش رہیں۔ اس

نس بائجنس پرواز! کے مصداق ہی صحیح ہے اور وہ قال اللہ وقال الرسول جس میں دین و دنیا میں اور فقیر کے خیال میں یہ ان کا استغنا ہی دانور کا شمیرائی نے وصال سے چند سال قبل اس ہمارے سامنے ہیں۔ مگر افسوس عوام تو کیا علماء کوئی کیا سمجھے گا۔ انہوں نے اصولی باتیں بیان عالم ہو بھی سکتا ہے یا نہیں۔ اس پر دلائل سے است و محال است و جنون۔ اس کے بعد معنی کہ گویا لعل و گوہر کے دریا بہا دیئے ہیں۔ مگر

کی کہ جو مسلم کی حدیث میں لفظ دمشق و نیز اور ایسے چند مجمل الفاظ ہیں۔ ان کے انکشاف کے لئے جناب الہی میں توجہ کی جائے۔ لیکن چونکہ ان دونوں میں میری طبیعت علیل اور دماغ ناقابل جدوجہد تھا۔ اس لئے میں ان تمام مقاصد کی طرف توجہ کرنے سے مجبور رہا۔ (یہ تھی مرزا کے الہام کی حقیقت۔ یعنی جب کبھی منشی جی کا دماغ تازہ اور طبیعت حاضر ہوتی تھی۔ اس وقت کی کیفیت کا نام وحی کھاتہ رکھ لیا جاتا اور یہی کے کھتیاں کے موقعہ پر دماغی جدوجہد کر کے کانٹ چھانٹ کر کے باقی ملائی جاتی تھی۔ چہ خوب) صرف تھوری سی توجہ کرنے سے ایک لفظ کی تشریح یعنی دمشق کے لفظ کی حقیقت میرے پرکھولی گئی اور نیز ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراث آنے والا جو ابوداؤد کی کتاب میں لکھا ہے۔ یہ خبر صحیح ہے اور یہ پیش گوئی اور مسیح کے آنے کی پیش گوئی درحقیقت یہ دونوں اپنے مصداق کی رو سے ایک ہی ہیں۔ یعنی ان دونوں کا مصداق ایک ہی شخص ہے جو یہ عاجز ہے۔ (صاحبان حراث کہتے ہیں زمیندار کو مگر یہ صفت بھی مرزا میں نہ تھی۔ کیونکہ وہ خود یا ان کا باپ دادا کھیتی باڑی نہ کرتے تھے۔ مگر چونکہ تھوڑی بہت زمین رکھتے تھے اس لئے دجل دین کو ایک لفظ کا ڈبے کو تنکے کا سہارا ہو رہا ہے۔ بہت اچھا آگے چلئے) سواؤل دمشق کے لفظ کی تعبیر جو بذریعہ الہام مجھ پر کھولی گئی بیان کرتا ہوں..... پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر مخجاب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزید الطبع اور یزید پلیدی کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الہی کی کچھ عظمت نہیں۔ (یہ قادیان دارالامان کی تعریف ہو رہی ہے۔ اسی لئے تو میں اس کو دارالفساد لکھتا ہوں۔ سبحان اللہ یہ سچی بات مرزا قادیانی کی قلم سے نکل گئی) غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ نے مسیح کے اترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ (تو پھر کیا نقلی مسیح مراد ہے جس پر براہین احمقہ ٹپکی تھی۔ چہ خوب) بلکہ مسلمانوں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اور نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا تھا۔ کیونکہ دمشق پایہ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے اور یزید یوں کو ان یہودیوں سے بہت مشابہت ہے۔ (مگر قادیان میں تو تھانہ، تحصیل اور منصفی بھی نہیں پھر یہاں سے خاک احکام جاری ہونے کی ممانعت ہوئی۔ دجل بھی دیا وہ بھی کچا۔ اس لئے

کہ قادیانی نہ تھا سچا) پس مسیح کا وہ بوجہ مشابہت ان دونوں بزرگوں پانچواں گدھا سوار لاہور سے سا ہو کر کہہ دیتا۔ پانچویں سوار دہلی یہود ہیں اترے گا اور ظاہر ہے دراصل یہودی ہیں اس لئے دمشق دراصل مسیح نہیں ہے۔ (ممانعت اکثر انبیاء سے کرتے چلے آئے۔ الشہداء کی طرح بیٹے بھائی بھائی بھی نہیں چھپتا۔ مگر ممانعت کا یہود ہیں۔ ایسا ہی مسیح جواز۔ نکتہ ہے۔ جس پر غور کرنے۔ کیا گیا ہے۔“

اچھا نکتہ ہے حشر  
انا الحق کہو اور رسولی نہ پاؤ۔ جیسے  
یا  
لڑ

عجیب ثم اا  
قادیان بوجہ اس کے کہ اکٹ  
اور مشابہت رکھتا ہے.....  
الیزیدیون “یعنی اس  
ایسے کامل تصریح سے خدا  
بلکہ میرے نزدیک ممکن۔  
مگر خدا تعالیٰ خوب جانتے  
مشابہت دی..... اور یہ ہم  
وبالحق انزلناہ ویا

کہ قادیانی نہ تھا سچا) پس مسیح کا دمشق میں اترنا صاف دلالت کرتا ہے کہ کوئی مثیل جو حسین سے بھی بوجہ مشابہت ان دونوں بزرگوں کی مماثلت رکھتا ہے۔ (چار گھوڑے سوار دہلی سے آرہے تھے پانچواں گدھا سوار لاہور سے ساتھ ہو لیا جو کوئی پوچھتا کہاں سے آرہے ہو گدھا سوار جھٹ آگے ہو کر کہہ دیتا۔ پانچوں سوار دہلی سے آئے ہیں) یزیدیوں کی تینھ اور طرم کرنے کے لئے جو مثیل یہود ہیں اترے گا اور ظاہر ہے کہ یزید الطبع لوگ یہودیوں سے مشابہت رکھتے ہیں یہ نہیں کہ دراصل یہودی ہیں اس لئے دمشق کا لفظ صاف طور پر بیان کر رہا ہے کہ مسیح جو اترنے والا ہے وہ بھی دراصل مسیح نہیں ہے۔ (مماثلت تو تب ہوتی جب یہودی کی طرح پھانسی پر چڑھا دیتے۔ جیسا کہ وہ اکثر انبیاء سے کرتے چلے آئے ہیں یا یزیدیوں کی مماثلت تو تب سمجھی جاتی۔ جب وہ امام سید الشہداء کی طرح بیٹے بھائی بھانجے بھتیجے یا روانصار غلام قتل کر دیتے۔ افسوس یہ تو ہے کہ یہاں کا منہ بھی نہیں چھپتا۔ مگر مماثلت کا بخار اور تامت کا ہیضہ ہو جاتا ہے) بلکہ جیسا کہ یزیدی لوگ مثیل یہود ہیں۔ ایسا ہی مسیح جو اترنے والا ہے وہ بھی مثیل مسیح ہے حسنی الفطرت، یہ نکتہ ایک نہایت لطیف نکتہ ہے۔ جس پر غور کرنے سے صاف کھل جاتا ہے کہ دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔“

اچھا نکتہ ہے جس کا کوئی معیار ہی نہیں واہ صاحب واہ حسنی الفطرت کی بھی خوب کہی۔  
انا الحق کہو اور سولی نہ پاؤ۔ حسنی بنو اور سجدے میں سر نہ کٹاؤ۔

یا اللہ ہم تیرے ہیں  
لڑنے مرنے کو اور بہترے ہیں

عجیب ثم العجب! (ازالہ ابہام ص ۱ تا ۷۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸ تا ۱۳۹) ”یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں۔ دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔۔۔۔۔ اور اس بارے میں قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا۔“ اخرج منه الیزیدیون ”یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ اب اگرچہ میرا یہ دعویٰ تو نہیں اور نہ ایسے کامل تصریح سے خدا تعالیٰ نے میرے پرکھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ اس بات کا شاہد حال ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی۔۔۔۔۔ اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے۔“ انا انزلناہ قریباً من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وکان وعد اللہ مفعولاً ”یعنی ہم نے اس کو قادیان کے

چند مجمل الفاظ ہیں۔ ان کے انکشاف کے لئے یوں میں میری طبیعت علیل اور دماغ ناقابل توجہ کرنے سے مجبور رہا۔ (یہ تھی مرزا کے الہام کی طبیعت حاضر ہوتی تھی۔ اس وقت کی کیفیت کا یہ پردہ مافی جدوجہد کر کے کانٹ چھانٹ کر کے کرنے سے ایک لفظ کی تصریح یعنی دمشق کے لفظ تصریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص پ میں لکھا ہے۔ یہ خبر صحیح ہے اور یہ پیش گوئی اور پنے مصداق کی رو سے ایک ہی ہیں۔ یعنی ان ہے۔ (صاحبان حراث کہتے ہیں زمیندار کو مگر یہ پ دادا کھیتی پاڑی نہ کرتے تھے۔ مگر چونکہ تھوڑی کا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہو رہا ہے۔ بہت اچھا الہام مجھ پر کھولی گئی بیان کرتا ہوں۔۔۔۔۔ پس جب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے ہیں جو یزید الطبع اور یزید پلید کی عادات اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الہی کی کچھ رعایت ہے۔ اسی لئے تو میں اس کو دارالفساد لکھتا ہوں۔ (تو پھر کیا نفلی مسیح مراد ہے جس پر براہین با شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے تھا۔ کیونکہ دمشق پایہ تخت یزید ہو چکا ہے اور ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے اور) (مگر قادیان میں تو تھانہ، تحصیل اور منصفی بھی ماملت ہوئی۔ دجل بھی دیا وہ بھی کچا۔ اس لئے

قریب اتارا اور سچائی کے ساتھ اتارا اور ایک دن وعدہ اللہ کا پورا ہونا تھا۔ (مرزا یحیٰ خدا گنتی کہو کہ مرزا قادیانی اترے تھے تو کہاں سے، پہلے مرزا قادیانی کا چڑھنا بتاؤ اترنا خود بخود مان لیں گے۔ افسوس جس قوم میں اترنا سے مراد ماں کے پیٹ سے نکلتا ہو اس کی عقل کا ماتم نہ کریں تو اور کیا کریں) اس الہام پر نظر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہام نوشتوں میں بطور پیش گوئی پہلے سے لکھا گیا تھا۔ اب چونکہ قادیان کو اپنی ایک خاصیت کی رو سے دمشق سے مشابہت دی گئی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر یہ پیش گوئی بیان کی گئی ہوتی۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹) ”یہ فقرہ جو اللہ تعالیٰ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر القا کیا ہے کہ ”اننا انزلناہ قریباً من القادیان“ اس کی تفسیر یہ ہے ”اننا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البیضا“ کیونکہ اس عاجز کی سکونت جگہ قادیان کے شرقی کنارے پر ہے۔ منارہ کے پاس بس یہ فقرہ الہام الہی کا کہ کان وعدہ اللہ مفعولاً۔ اس تاویل سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیش گوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔“

(حیرانگی ہے مرزا قادیانی کی اس صفائی پر کہ جب مرزا قادیانی پیدا ہوئے۔ اس وقت نہ یہ مسجد ضار تھی اور نہ ٹل منارہ۔ اچھا بدھو خدا ہے جو یہ بھی نہیں جانتا کہ جس چیز سے بچ دے رہا ہوں وہ تو منصہ شہود سے غائب ہے اور پیدا ہونے والا خود اس کو بھیک مانگ مانگ کر تعمیر کر رہا ہے اور اسی تیاری میں اس کی اپنی تیاری ہو گئی اور کہاں سے اتر رہا ہے یہ تو بتایا ہی نہیں گیا۔ کیا مرزا قادیانی پیدا نہ ہوئے تھے۔ منارہ سے ٹک پڑے تھے۔ آخر یہ کیا گورکھ دہندہ ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا)

(ازالہ اوہام ص ۷۶ تا ۷۹، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹، ۱۴۱)

”جس روز الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ ”اننا انزلناہ قریباً من القادیان“ تو میں نے سن کر تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ تین شہروں کا نام بطور اعزاز

کے قرآن شریف میں درج مجھے دکھلایا گیا تھا اور اس کٹ پانچکے ہیں قرآن شریف پڑھتے سنا تو اس میں عید کشف کی تعبیر کو بہت کچھ پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا کہ عجائبات قدرت اس کا (یا مظہر العجا)

لئے امت سے خطاب۔ یا مرزائی رسول۔ کیونکہ قادیان کے قریب اتارا ہوں۔ جیسے ہمالہ گورداس کہ جو شخص غلام قادر۔ قرآن پڑھنا قرار دے قادیان لکھا ہوا کہاں۔ لینا دانائی میں داخل۔ پڑتا ہو مردود ہے اور کچھ کیونکہ وہ زمین ہی بنجر بنالیا کرتے تھے اور کچھ نہر زبیدہ کے متعلق؛ المومنین کو کیا خواب آسن گھڑت خواب او ذیل میں (ازالہ او)

غفر اللہ جو ایک معزز ہونے کے بعد دوسرے

دن وعدہ اللہ کا پورا ہونا تھا۔ (مرزا یحیٰی خدا گیتی کہو کہ مرزا قادیانی کا چڑھنا بتاؤ اترنا خود بخود مان لیں گے۔ پیٹ سے نکلنا ہو اس کی عقل کا ماتم نہ کریں تو اور کیا م ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کوئی پہلے سے لکھا گیا تھا۔ اب چونکہ قادیان کو اپنی کی گئی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا نام کر یہ پیش گوئی بیان کی گئی ہوتی۔“

(۱۳۹) ”یہ فقرہ جو اللہ تعالیٰ نے الہام کے طور پر اس اہ قریباً من القادیان“ اس کی تفسیر یہ ہے ”انا بقی عند المنارة البيضاء“ کیونکہ اس عاجز کی منارہ کے پاس پس یہ فقرہ الہام الہی کا کہ کان وعدہ کر یہ پیش گوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔“

مٹائی پر کہ جب مرزا قادیانی پیدا ہوئے۔ اس وقت ہے جو یہ بھی نہیں جانتا کہ جس چیز سے یحییٰ دے رہا ہے والا خود اس کو بھیک مانگ مانگ کر تعمیر کر رہا ہے رکھاں سے اتر رہا ہے یہ تو بتایا ہی نہیں گیا۔ کیا پڑے تھے۔ آخر یہ کیا گورکھ دہندہ ہے۔ کچھ سمجھ

(۱۳۹، ۱۴۱)

قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا۔ اس صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ ”انا بن کر تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف ہا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو بں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی اپنے دل میں کہا کہ تین شہروں کا نام بطور اعزاز

کے قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا اور اس کشف میں جو میں نے اپنے بھائی صاحب مرحوم کو جو کئی سال سے وفات پا چکے ہیں قرآن شریف پڑھتے دیکھا اور اس الہامی فقرہ کو ان کی زبان سے قرآن شریف میں پڑھتے سنا تو اس میں بھی غفلت ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے میرے پرکھول دیا کہ ان کے نام سے اس کشف کی تعبیر کو بہت کچھ تعلق ہے۔ یعنی ان کے نام میں جو قادر کا لفظ آتا ہے اس لفظ کو کشفی طور پر پیش کر کے یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قادر مطلق کا کام ہے۔ اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے عجائبات قدرت اس طرح پر ہمیشہ ظہور فرماتے ہیں۔“

(یا مظہر الحجاب غلام قادر معہ غلام احمد کے غائب۔ اب چونکہ یہ دونوں چل بے اس لئے امت سے خطاب ہے کہ وہ ازراہ مہربانی یہ بتانے کی زحمت گوارہ کرے کہ مرزائی خدا سچا ہے یا مرزائی رسول۔ کیونکہ خدا تو کہتا ہے کہ ”انا انزلناہ قریباً من القادیان“ کہ ہم نے مرزا کو قادیان کے قریب اتار اور قادیان کا قرب ان مضامین کو حاصل ہے۔ جو قادیان کے قریب ہوں۔ جیسے مثال گورداسپور۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں قادیان میں اترا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جو شخص غلام قادر سے غلام حذف کرتے ہوئے قادر سمجھ لے یعنی بھائی کا قرآن پڑھنا خدا کا قرآن پڑھنا قرار دے لے۔ اس کی عقل کا ماتم کس طریق سے کریں اور وہ نصف کے قریب میں قادیان لکھا ہوا کہاں ہے اور اگر کشف کی سناؤ تو جواب یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے بات کو تول لینا دانائی میں داخل ہے۔ ہر وہ کشف جو دین میں رخنہ انداز ہو۔ جس کے باعث دین میں تفرقہ پڑتا ہو مردود ہے اور کشف کے متعلق اتنا اور عرض کر دوں کہ مرزا قادیانی کو کبھی کشف نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ زمین ہی بنجر اور پتھر ملی تھی۔ جو ناقابل زراعت سمجھی جاتی ہے۔ ہاں مرزا قادیانی کشف بنالیا کرتے تھے اور کشف اور خواب کے متعلق اہل علم خوب جانتے ہیں کہ کشف کیا ہوتا ہے۔ مثلاً نہر زبیدہ کے متعلق جو مکہ اور مدینہ کے درمیان جاری ہے سب کو علم ہے کہ جنابہ زبیدہ زوجہ امیر المومنین کو کیا خواب آیا اور کیا تعبیر کی گئی۔ مگر صاحب توبہ ہی بھلی ہے۔ یہاں کا تو باوا آدم ہی نرالہ من گھڑت خواب اور خود تراشیدہ کشف)

ذیل میں مرزا قادیانی کے کشف بنانے کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے ملاحظہ کریں:

(ازالہ اوہام ص ۲۱۳، ۲۱۴، خزائن ج ۳ ص ۲۰۵، ۲۰۶) ”مجھے یاد ہے کہ میرے والد صاحب غفر اللہ جو ایک معزز رئیس اور اپنی نواح میں عزت کے ساتھ مشہور تھے انتقال کر گئے تو ان کے فوت ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں میں نے دیکھی

جس کا حلیہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارات سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں اور کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ گئی۔ انہیں دنوں میں میں نے ایک نہایت خوبصورت مددیکھا اور میں نے اسے کہا کہ تم ایک عجیب خوبصورت ہو۔ تب اس نے اشارہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ میں تیرا بخت بیدار ہوں اور میرے اس سوال کے جواب میں کہ تو عجیب خوبصورت آدمی ہے۔ اس نے یہ جواب دیا میں درشتی آدمی ہوں اور ابھی تھوڑے دن گزرے ہیں کہ ایک مدقوق اور قریب الموت انسان مجھے دکھائی دیا اور اس نے ظاہر کیا کہ میرا نام دین محمد اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ دین محمدی ہے۔ جو مجسم ہو کر نظر آیا اور میں نے اس کو تسلی دی کہ تو میرے ہاتھ سے شفا پائے گا۔“

ناظرین! جس حدیث کے توڑ موڑ میں مرزا قادیانی نے سابقہ اوراق میں دجل بانی کی اور دمشق سے قادیان کو تعبیر کرانے کی ناکام کوشش کی وہ فرمان رسالت زادتہ ایمان کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

”وعن النّوّاس بن سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدِّجَالَ فَقَالَ اِنْ يَخْرُجُ وَاَنَا فَيَكُمُ فَاَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَاِنْ يَخْرُجُ وَلَسْتُ فَيَكُمُ فَاَمْرُهُ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللّٰهُ خَلِيفَتِيْ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اِنَّهُ شَابٌ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِيَةٌ كَانِيْ اَشْبَهَهُ بِعَبْدِ الْعَزِيْ بْنِ قَطْنٍ فَمَنْ اَدْرَكَكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَفِيْ رَوَايَةٍ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ فَاَنْهَا جَوَارِكُمْ مِنْ فَتْنَتِهِ اِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةٍ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَعَاثَ شَمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَانْتَبِهُوا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لَبِثْهُ فِيْ الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَوْمَ كَسَنَةٍ وَيَوْمَ كَشْهَرٍ وَيَوْمَ كَجَمْعَةٍ وَسَاثِرًا يَامَهُ كَايَا مَكْمٌ..... قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اسْرَاعُهُ فِيْ الْاَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَاْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ فَيَاْمُرُ السَّمَاءَ فَتَمْطُرُوْا الْاَرْضَ فَتَنْبِتُ قَتْرُوْحَ عَلَيْهِمْ سَارِحَتَهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذَرٰى وَاسْبَغَهُ ضَرْوَعًا وَاَمْرُهُ خَوَاصِرٌ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُرْدُوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيَصْبَحُوْنَ مَمْلُؤِيْنَ لَيْسَ بَايْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمْرُ بِالْخَرْبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا اَخْرِجِيْ كُنُوْزَكَ فَتَنْتَبِعُهُ كُنُوْزَهَا كَيَا سَبَّ النَّحْلُ ثُمَّ يَدْعُوْا رَجُلًا مَّمْتَلِيًّا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزَلَتَيْنِ رَمِيَةً الْغَرَضُ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيَقْبَلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهٌ يَضْحَكُ فَيَنْمُوْهُ كَذَلِكَ اِنْ بَعَثَ اللّٰهُ

الميسح ابن مريم في واضعاً كفيه على اجذ جمان كاللؤلؤ فلا يح يفتنه طرفه فيطلبه علامات بين يدي الساعة اس حدیث میں پیش کئے۔

(ازالہ اوہام مر میں لگا ہوگا کہ ناگہاں انہ طرف اترے گا..... اور دونوں ہتھیلی اس کی دو طرفہ اس کے پسینہ کے قطرات چاندی کے دانوں کی طرح ان کے دم کی ہوا پا کر حضرت ابن مریم دجال میں سے ایک گاؤں سے مندرجہ بالا اور ترجمہ بھی حضرت شاہ نبی کریم ہوں۔ پس اس کا مقابلہ ہر مرد اس کا مقابلہ کر امت مرحومہ کے افر عقلیہ و نقلیہ سے کیا گھوگرالے بالوں ساتھ ہے۔ اگر کوئی کیونکہ یہ اوائل آیا۔

ہے اور اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے ہمت ہوں اور کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ بصورت مدد دیکھا اور میں نے اسے کہا کہ تم ایک پیرے پر ٹکا ہر کیا کہ میں تیرا بخت بیدار ہوں اور موت آدی ہے۔ اس نے یہ جواب دیا میں درشنی یک مدقوق اور قریب الموت انسان مجھے دکھائی دیا دل میں ڈالا گیا کہ یہ دین محمدی ہے۔ جو مجسم ہو کر سے شفا پائے گا۔“

مرزا قادیانی نے سابقہ اوراق میں دجل بانی کی کی وہ فرمان رسالت زادتہ ایمان کے لئے

قال ذکر رسول الله ﷺ الدجال فقال وان يخرج ولست فيكم فامرء حجيح شاب قعط عينه طافية كاني اشبهه ليقرأ عليه فواتح سورة الكهف وفي ف فانها جواركم من فتنته انه خارج ثا شمالا يا عباد الله فاثبتوا قلنا يا ربعون يوما يوم كسنة ويوم كشهر ... قلنا يا رسول الله وما اسراعه في ياتي على القوم فيدعوهم فيؤمنون فثبت فتروح عليهم سارحتهم اطول ه خواصر ثم ياتي القوم فيدعوهم صبحون محلين ليس بايديهم شي تي كنوزك فتتبعه كنوزها کیا سب وبه بالسيف فيقطعه جزلتين رمية يضحك فينما هو كذلك اذ بعث الله

المیسیح ابن مریم فیفزل عند المنارة البيضاء شرقی دمشق بین مهزورتین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین اذا طأ طأ راسه قطر واذ ارفعه تحدر منه مثل جمان کاللولؤ فلا یحل لکافر یجد من ریح نفسه الامات ونفسه ینتھی حیث ینتھی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله..... الخ (مشکوٰۃ ص ۴۷۳، باب علامات بین یدی الساعة فصل اول)

اس حدیث شریف کو مرزا آنجمانی نے صحیح تسلیم کرتے ہوئے حسب ذیل خیالات پیش کئے۔

(ازالہ اوہام ص ۲۱۸، ۲۱۹، خزائن ج ۳ ص ۲۰۹) ”دجال اسی قسم کی گمراہ کرنے کی کوششوں میں لگا ہوگا کہ ناگہاں ابن مریم ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اترے گا..... اور پھر فرمایا جس وقت وہ اترے گا اس وقت اس کی زرد پوشاک ہوگی..... اور دونوں قتل اس کی دوفرشتوں کے بازوؤں پر ہوگی..... پھر فرمایا کہ جس وقت مسیح اپنا سر جھکائے گا تو اس کے پسینہ کے قطرات مترشح ہوں گے اور جب اوپر کو اٹھائے گا تو بالوں سے قطرے پسینے کے چاندی کے دانوں کی طرح گریں گے۔ جیسے موتی ہوتے ہیں اور کسی کافر کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ ان کے دم کی ہوا پا کر جیتا رہے۔ بلکہ فی الفور مر جائے گا اور دم ان کا ان کی حد نظر تک پہنچے گا۔ پھر حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں لگیں گے اور لد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اس کو جا کر پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔“

مندرجہ بالا بیان کو ذہن نشین رکھیے اور اس کے بعد حدیث مذکور کے ترجمے کو ملاحظہ فرمائیں اور ترجمہ بھی حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی صاحب اشعۃ الملمعات کا لکھتے ہیں بمعہ تلخیص۔

”نبی کریم ﷺ نے دجال کا ذکر کیا تو فرمایا اگر دجال نکلے اور فرض کرو کہ میں بھی تم میں ہوں۔ پس اس کا مقابلہ تمہارے سامنے میں کروں گا۔ اگر نکلے اور میں تمہارے ہاں نہ ہوں۔ پھر ہر مرد اس کا مقابلہ کرے۔ (شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ مقابلہ دلائل شرعیہ عقلیہ کرے) اس فرمان کو امت مرحومہ کے افراد نے حضور ﷺ کے ارشاد کے موافق اس زمانہ کے دجال کا مقابلہ بھی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے کیا ہے اور خدا تعالیٰ میرے بعد میرے وکیل ہیں۔ تحقیق دجال جو ان زیادہ کھونگرا لے ہالوں اور اس کی آنکھ پھولے والی ہوگی۔ گویا کہ اس کی تشبیہ عبدالحزی بن قطن کے ساتھ ہے۔ اگر کوئی تم میں سے اس دجال کو دیکھے تو چاہئے کہ ابتداء سورۃ کہف کی آیات کو پڑھے۔ کیونکہ یہ اوائل آیات سورۃ کہف تمہارے لئے اس قتلہ دجال سے امان دینے والی ہیں۔ وہ دجال



شام اور عراق کے درمیان ریگستانی راستے میں پیدا ہوگا۔ وہ دائیں بائیں فساد کرے گا۔ اے  
 بندگان خدا ثابت رہیو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زمین میں کتنی مدت ٹھہرے گا۔ تو  
 حضور ﷺ نے فرمایا چالیس دن ایک سال کی مانند کا اور ایک دن ایک ماہ کے مثل اور  
 ایک دن ہفتہ کے مثل باقی اس کے تمام دن تمہارے دنوں کی مانند ہوں گے۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا یا  
 رسول اللہ ﷺ پس وہ دن جو ایک سال کا ہوگا۔ کیا ہمیں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی تو  
 آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نہ بلکہ باقی دنوں کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھنا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا  
 رسول اللہ ﷺ کس طرح زمین میں جلدی چلے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جیسے بارش کہ اس کے بعد  
 ہوا آ جائے۔ پس وہ دجال ایک قوم کے پاس آئے گا اور ان کو بلائے گا۔ پس وہ قوم اس کے ساتھ  
 ایمان لاوے گی۔ پس وہ آسمان کو حکم کرے گا تو بارش ہوگی اور زمین کو حکم کرے گا تو وہ جمادے  
 گی۔ پس شام کو چراگا ہوں سے ان کے جانور پہلی حالت سے موٹے تازے آئیں گے اور ان  
 کے پستان بھرے ہوں گے اور ان کی کوکھیں بھی پر ہوں گی۔ پھر دجال ایک اور قوم کے پاس آئے  
 گا۔ ان کو بلائے گا وہ قوم اس کے قول کو رد کرے گی۔ پس وہ وہاں واپس آئے گا۔ پس وہ قحط سالی  
 میں مبتلا ہوں گے جو اس وقت ان کے ہاتھ کوئی چیز نہ ہوگی۔ وہ دجال ویرانی سے گذرے گا۔ وہ  
 دجال اس کو کہے گا کہ اپنے خزانے نکال۔ پس وہ زمین اس کی پیروی کرے گی۔ جیسے شہد کے سردار  
 شہد کی متابعت کرتے ہیں۔ پھر دجال ایک جوان موٹے کو بلائے گا تو اس کو تلوار سے مار کر دو  
 ٹکڑے کر کے علیحدہ علیحدہ رکھے گا۔ جو ایک گز کے مقدار پر ہوں گے۔ پھر اسی جوان کو بلائے گا  
 اور اس کو زندہ کرے گا اور وہ شخص اس کے سامنے آئے گا۔ ہنسا ہوا۔ پس عین اسی حالت میں  
 اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجیں گے۔ پس حضرت مسیح منارۃ البیضاء پر نازل ہوں گے۔ جو دمشق  
 سے شرقی جانب ہے۔ زرد رنگ شدہ کپڑوں میں اپنے ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے  
 ہوئے جب اپنے سر کو نیچا کریں گے تو پسینہ گرے گا اور جب اٹھائے گا تو چاندی کی مانند دانے  
 گریں گے۔ جس کا فر کو حضرت عیسیٰ کی ہوا پہنچے گی وہ وہاں ہی مرے گا اور آپ کی ہوا اس جگہ تک  
 پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی۔ پھر حضرت مسیح دجال کو تلاش کریں گے۔ تاکہ لد کے دروازہ  
 پر اس کو ملیں گے اور اس کو قتل کریں گے۔“

چنانچہ اس حدیث کی مزید تصدیق کرتے ہوئے نزول المسیح کے متعلق حسب ذیل سرکلر  
 پیش کرتے ہیں اور یہ حدیث اس وقت پیش ہوتی ہے جب ٹل منارہ دار الفساد قادیانی میں تیار  
 ہو رہا تھا اور چندہ کی دھن میں مرزا قادیانی الغرض مجنوں ہو رہے تھے۔

”ہمارے بعض  
 ہے۔ سودا خ ہو کہ ہمارے  
 ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی  
 ہوگا۔ اس کا نزول ایک سنبھ

قبل اس کے  
 اور اس کے اہم نکات کی  
 جس کی طرف فرمان رس  
 دجال مردود کے ساتھ من  
 سے یہ واضح طور پر معلوم  
 کے سامنے اس وقت کے  
 طاقت سے غالب آئیں  
 کتاب کے ابتدائی مضمون  
 کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں  
 ”اللہ ولی

اولہم الطاغوت یخ  
 خالدون۔ الم ترالی  
 ربی الذی یحیی و  
 بالشمس من المشرق  
 الظلمین (بقرہ: ۲۵۷)  
 اندھیروں سے طرف رو  
 ان کو روشنی سے طرف ا  
 رہیں گے۔ کیا نہ دیکھا تو  
 دی اللہ نے اس کو ہادشا  
 اس نے میں جلاتا ہوں  
 لے آؤ تو اس کو مغرب۔

”ہمارے بعض مخلصوں کو معلوم ہوگا کہ یہ منارۃ المسیح کیا چیز ہے اور اس کی کیا ضرورت ہے۔ سو واضح ہو کہ ہمارے سید و مولا خیر الاصفیاء خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ پیش گوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف، اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا۔ اس کا نزول ایک سفید منارۃ کے قریب ہوگا۔ جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔“

(تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۵۴، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۱۵)

قبل اس کے کہ میں اس حدیث پر جو ایک زبردست پیش گوئی ہے پر تبصرہ کروں اور اس کے اہم نکات کی طرف توجہ دلاؤں۔ یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک واقعہ نمائشی طور پر جس کی طرف فرمان رسالت توجہ دلاتا ہے۔ پیش کردوں یہ اس لئے کہ فرمان رسالت میں دجال مردود کے ساتھ مقابلہ دلائل قطعیہ اور براہین ساطعہ کے ساتھ کرنے کا حکم ہے۔ جس سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دجال کی طاقت بڑی زبردست ہوگی اور اس کے لاکھ لاکھ کے سامنے اس وقت کے سعید انسان جسمانی حیثیت میں کمزور ہوں گے۔ ہاں دجال پر ایمانی طاقت سے غالب آئیں گے۔ جس طرح کہ ذیل کا واقعہ روشنی ڈالتا ہے اور جیسا کہ اسی کتاب کے ابتدائی مضمون سے مترشح ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ ایک مکالمہ ہے۔ جو فرقان حکیم کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ پڑھئے اور سر دھنئے:

”اللہ ولی الذین آمنوا یخرج ہم من الظلمت الی النور والذین کفروا اولئکم الطاغوت یرجونہم من النور الی الظلمت اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون۔ الم تر الی الذی حاج ابراہیم فی ربہ ان اٹہ اللہ الملك اذ قال ابراہیم ربی الذی یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال ابراہیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب فبہت الذی کفر واللہ لا یہدی القوم الظالمین (بقرہ: ۲۵۸، ۲۵۷)“ اللہ دوست دار ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے، نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے طرف روشنی کے اور جو لوگ کہ کافر ہوئے دوست ان کے شیطان ہیں۔ نکالتے ہیں ان کو روشنی سے طرف اندھیروں کے یہ لوگ ہیں رہنے والے آگ کے۔ وہ سچ اس کے ہمیشہ رہیں گے۔ کیانہ دیکھا تو نے طرف اس شخص کے جھگڑا ابراہیم سے سچ پروردگار اس کے اس واسطے کہ دی اللہ نے اس کو بادشاہی جس وقت کہا ابراہیم نے پروردگار میرا وہ ہے کہ جلاتا ہے اور مارتا ہے کہا اس نے میں جلاتا ہوں اور مارتا ہوں کہا ابراہیم نے پس تحقیق اللہ لاتا ہے سورج کو مشرق سے پس لے آؤ تو اس کو مغرب سے پس بچکا ہوا وہ جو کافر تھا اور اللہ نہیں راہ دکھاتا تو قوم ظالموں کو۔“

ہوگا۔ وہ دائیں بائیں فساد کرے گا۔ اے اللہ ﷻ زمین میں کتنی مدت ٹھہرے گا۔ تو کی مانند کا اور ایک دن ایک ماہ کے مثل اور دن کی مانند ہوں گے۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا یا ہمیں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی تو ہ کر کے نمازیں پڑھنا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا ﷺ نے فرمایا جیسے بارش کہ اس کے بعد دوران کو بلائے گا۔ پس وہ قوم اس کے ساتھ ہوگی اور زمین کو حکم کرے گا تو وہ جمادے لت سے موئے تازے آئیں گے اور ان آگے۔ پھر دجال ایک اور قوم کے پاس آئے ں وہ وہاں واپس آئے گا۔ پس وہ قحط سالی ہوگی۔ وہ دجال ویرانی سے گذرے گا۔ وہ اس کی پیروی کرے گی۔ جیسے شہد کے سردار ٹے کو بلائے گا تو اس کو تلواریں سے مار کر دو رار پر ہوں گے۔ پھر اسی جوان کو بلائے گا ئے گا۔ ہنستا ہوا۔ پس عین اسی حالت میں نارۃ البیضاء پر نازل ہوں گے۔ جو دمشق ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے۔ جب اٹھائے گا تو چاندی کی مانند دانے ں ہی سرے گا اور آپ کی ہوا اس جگہ تک ال کو تلاش کریں گے۔ تاکہ لد کے دروازہ

ئے نزول المسیح کے متعلق حسب ذیل سرکلر جب ٹل منارہ دار الفساد قادیانی میں تیار ور ہے تھے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نمرود کے دربار میں جو بائبل میں خدا بننا بیضا تھا تشریف لے گئے اور اس کے قاعدے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سجدہ نہ کیا۔ نمرود نے خشم آلود لہجے میں سختی سے پوچھا کہ تم نے مجھ کو سجدہ کیوں نہ کیا۔ کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں۔ تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا میرا رب تو وہ ذات پاک ہے جو نیست کو هست اور هست کو نیست کرتا ہے تو نمرود نے جواب دیا میں زندے کو مردہ اور مردے کو زندہ کرتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت زندان سے دو قیدی ایسے منگوائے جن میں سے ایک کو پھانسی کی سزا تھی اور دوسرا بے گناہ تھا۔ چنانچہ اس نے بے گناہ کو قتل کر دیا اور پھانسی والے کو آزاد کر دیا اور کہا دیکھو میں زندے کو مردہ اور مردے کو زندہ کرتا ہوں۔ جناب ابراہیم خلیل الرحمن نے نمرود کو ٹھکست دینے اور ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ایک اور پہلو بدلا اور فرمایا میرا خدا تو وہ رب العالمین ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے۔ تو اگر خدا ہے تو مغرب سے طلوع تو کر دے۔ اس مسکت جواب سے نمرود مبہوت رہ گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

ایسا ہی یہ حدیث بیان کرتی ہے کہ جب دجال خروج کرے گا تو اس کے انفرادی حیثیت سے یہ کام ہوں گے۔ مثلاً بارش برسانا اور مردوں کو زندہ کرنا اور زمین سے خزان اور مہزیاں نکالنا یہ صفات بیان کرنے سے مراد ہے کہ اس سے زیادہ وہ اور کسی بات پر قادر نہ ہوگا۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ فرض کرو کہ اگر وہ میری زندگی میں آجائے تو جس طرح میرے جد امجد خلیل الرحمن نے نمرود کا مقابلہ کرتے ہوئے اسے خدا کی آئے دال کا بھاؤ بتاتے ہوئے شرمندہ و مبہوت کیا تھا۔ اسی طرح میں بھی کروں گا اور جو میرے بعد آوے اور میں نہ ہوں تو اللہ ولی المؤمنین ہے۔ وہ خود اس کا مقابلہ اسی طریق سے کریں گے۔ یعنی دلائل عقلیہ سے اسے ملزم بنائیں گے۔ مرزا قادیانی یہاں کم علمی و جہالت سے دجل و بیٹے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ سب استعارات ہیں اور تطبیق یوں دیتے ہیں کہ انگریز دجال ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ بارش برسانے پر قادر ہو جائیں اور وہ اس وقت تک اس کے لئے صدمات تجارب بھی کر چکے ہیں اور ایسا ہی وہ مردوں کے زندہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور دجال کی تیز رفتاری کو ریل سے پہنچ دیتے ہیں اور ایسا ہی مسیح ابن مریم جو قاتل دجال ہے کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ وہ مسیح نامصری صاحب انجیل نہیں بلکہ خود مابدولت ہیں۔ جو مسیح ابن مریم کے رنگ میں یعنی خواہر طبع درویشی کے لباس میں نمودار ہوئے۔ یہ ہیں مرزا قادیانی کی تصریحات۔ مگر فقیر کے خیال میں یہ سب باتیں لغو و فضول ہیں۔ اس لئے کہ اس کے قرائن ہی کچھ ایسے ہیں جو ان واقعات کی پرزور

تردید کرتے ہیں۔ وہ اس کی دجالت اور کابل نخ نخ کی تشریح و افعال کا ذرہ ذرہ شرونی ملتی ہے۔ سب دوسرا نام ہے۔ اس دیکھئے کہ زمانے کی نہیں کہ زمانہ سابق جنگ پہلوان کیا کر دیکھے۔ اب بھی ذرا نقل نے سنبھالا لگے۔ اس کے حاجت نہ نکوار۔ تہذیب جدیدہ اس چھوٹے دجالوں عقل انسانی کا شکر کے جوہر لئے کہ زمانہ زمانے کی رفت ہوگا۔ اس۔ بھی کہ وہ ز کے مشابہ و مشکل ہو۔ نام سے مت کہ وہ ایک

ب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نمرود کے دربار میں جو  
س کے قاعدے کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سجدہ نہ  
کے کہ تم نے مجھ کو سجدہ کیوں نہ کیا۔ کیا میں تمہارا خدا  
ہوں؟ جواب میں ارشاد فرمایا میرا رب تو وہ ذات پاک ہے  
نمرود نے جواب دیا میں زندے کو مردہ اور مردے کو  
مردہ کیسے مٹکوائے جن میں سے ایک کو پھانسی کی  
جگہ گناہ کو قتل کر دیا اور پھانسی والے کو آزا کر دیا اور کہا  
ہوں۔ جناب ابراہیم خلیل الرحمن نے نمرود کو شکست  
دے رکھی اور فرمایا میرا خدا تو وہ رب العالمین ہے  
خدا ہے تو مغرب سے طلوع تو کر دے۔ اس مسکت  
دے سکا۔

کہ جب دجال خروج کرے گا تو اس کے انفرادی  
مانا اور مردوں کو زندہ کرنا اور زمین سے خزان اور  
ہے کہ اس سے زیادہ وہ اور کسی بات پر قادر نہ ہوگا۔  
رو کہ اگر وہ میری زندگی میں آجائے تو جس طرح  
بل کرتے ہوئے اسے خدا کی آئے دال کا بھاؤ  
ج میں بھی کر دوں گا اور جو میرے بعد آوے اور میں نہ  
بلد اس طریق سے کریں گے۔ یعنی دلائل عقلیہ سے  
ی وجہالت سے دجل دینے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ  
ن کہ اگر یزدجال ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ بارش  
اس کے لئے صد ہا تجارت بھی کر چکے ہیں اور ایسا ہی  
ٹی کا زور لگا رہے ہیں اور دجال کی تیز رفتاری کو ریل  
و قائل دجال ہے کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ وہ مسیح  
ہیں۔ جو مسیح ابن مریم کے رنگ میں یعنی خواہ طبع  
مرزا قادیانی کی تصریحات۔ مگر فقیر کے خیال میں یہ  
کے قرائن ہی کچھ ایسے ہیں جو ان واقعات کی پر زور

تردید کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ تمام انبیاء کا اپنی اپنی امتوں کو دجال اکبر کے فتنہ سے متنبہ کرتے ہوئے  
اس کی دجالیت اور کذابیت کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑنا اور خصوصاً نبی کریم ﷺ کا اس کے بال  
بال نخی کی تشریح کرنا، چنانچہ احادیث میں اس مردود کے کما حقہ حلیہ کے علاوہ اس کے اشغال  
وافعال کا ذرہ ذرہ شرح و بسط سے لکھا ہے اور ساتھ ہی اس کے صفات کے متعلق بھی پوری پوری  
روشنی ملتی ہے۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ دجال کے معنی کیا ہیں۔ دجل فریب و دھوکے کا  
دوسرا نام ہے۔ اس لحاظ سے دجال کے معنی ہوئے دھوکہ اور فریب دے کر گمراہ کرنے والا۔ اب  
دیکھئے کہ زمانے کی رفتار کیا ہے۔ آیا وہ مصنوعات میں ترقی پذیر ہے۔ یا تنزل پسند یہ محتاج مباحث  
نہیں کہ زمانہ سابق سے سرعت کے ساتھ ترقی کے منازل بتدریج طے کر رہا ہے۔ پہلے قرونوں میں  
جنگ پہلوان کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ جگہ فوجوں نے سنبھالی۔ شمشیر و سنان کے جوہر دنیا نے  
دیکھے۔ اب بھی خوب سے یاد ہیں۔ ازاں بعد نیزہ و تلوار بیکار متصور ہوئے تو ان کی جگہ بندوق  
رائفل نے سنبھالی۔ یہ کھیل بھی ختم ہوا تو سوسومیل سے توپوں کے گولے خرمن حیات کا صفایا کرنے  
لگے۔ اس کے بعد زمانے نے ایک اور کروٹ بدلی وہ یہ کہ نہ اب فوج کی ضرورت نہ توپ کی  
حاجت نہ تلوار سے کام نہ سنان سے واسطہ اب کیا ہے ہوائی جہاز ہوں اور مہلک گیس۔ کیونکہ  
تہذیب جدید انہیں مشغلوں میں نشوونما پاتی ہے۔

اس بیان سے یہ مطلوب ہے کہ زمانہ بام ترقی پر پہنچا ہی چاہتا ہے۔ اب چھوٹے  
چھوٹے دجالوں کا دجل کام نہیں دیتا۔ کیونکہ دنیا اب وہ دنیا نہیں۔ زمانے کی اس تیز رفتاری نے  
عقول انسانی کو بھی تواضع سے بے نیاز کر دیا۔ اس لئے چھوٹے چھوٹے دجال جو دنیا کو سکریں یعنی  
شکر کے جوہر سے چھلاو ادے جایا کرتے تھے بیکار ہوئے۔ اب ان کا دجل چلے نہ کذب۔ اس  
لئے کہ زمانہ خرافات و عیار ہو گیا اور ہوتا جائے گا۔ اس لئے اب وہی دجال دجل دے سکے گا جو  
زمانے کی رفتار سے سوبلیوں آگے ہوگا اور چونکہ وہ زمانہ جس کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ قرب قیامت کا  
ہوگا۔ اس لئے وہ دجال اکبر اگر ایسی صفات سے وابستہ نہ ہو تو کون اسے قبول کرے گا اور اس لئے  
بھی کہ وہ زمانہ نزول مسیح کا زمانہ ہے۔ اس لئے اس دور میں کوئی ایسا ہی آنا چاہئے جو صفات مسیح  
کے مشابہ ہو اور قضا و قدر کو بھی یہی منظور ہے کہ امتحان کا پرچہ زمانے کی استبداد کے مطابق کشن  
و مشکل ہو۔ کیونکہ یہ شیطانی اور رجحانی آخری کشش ہے۔ اس لئے مسیح الدجال کو جیسا کہ اس کے  
نام سے مترشح ہے۔ سبکی صفات کے ساتھ ہی آنا چاہئے۔ اب دیکھئے دجال کی صفات میں لکھا ہے  
کہ وہ ایک قوم کی طرف جائے گا اور اسے اپنی دجالیت کی دعوت دے گا۔ وہ اسے قبول نہ کرے گی

تو دجال اس مشکلم کو تلواری سے دو ٹکڑے کر دے گا اور لکھا ہے کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر اس کے سامنے ہنستا ہوا آ جائے گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ مسیح الدجال ہے۔ اس لئے اس کا کرشمہ مسیح کے مشابہ نہ ہو تو مشابہت تام کیسے ہو سکے گی اور دنیا اس کے دجال میں کس طرح آئے گی اور چونکہ مسیح کے مردے زندہ کرنے سے خدا کی بادشاہی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ اس لئے کہ وہ بطور معجزہ کے اذن الہی سے تھے اور یہاں بھی فرق نہ آئے گا۔ کیونکہ یہ امتحان بھی اذن الہی سے ہی مقصود ہے۔ دوئم یہ تو ایک دجل ہوگا۔ جو صرف ایک ہی تنفس پر کیا جائے گا۔ نہ یہ کہ یہ عمل متعدد دفعہ ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ یہ نگاہ کا دھوکہ ہو۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل میں رسیوں کے سانپ دیکھنے والوں کے لئے بنائے گئے تھے اور فقیر کا اپنا مشاہدہ ہے کہ وزیر آباد میں ایک بڑی ٹی پارٹی کے موقعہ پر جس میں ہزار ہا مخلوق اعلیٰ طبقہ کی موجود تھی۔ پڑھے لکھے ہوشیار آدمیوں کے سامنے ایک پروفیسر نے جو غالباً گجرات سے آیا تھا۔ ایک بیئر لے کر ایک تیز چاقو سے اس کا سر دوسرے کے ہاتھ سے بالکل جدا کر دیا۔ اس کا تازہ تازہ خون بہتے دنیا نے دیکھا اور سر ایک ہاتھ میں اور دھڑ دوسرے ہاتھ میں۔ مشاہدہ کیا۔ مگر جو نبی کہ پروفیسر نے ہاتھوں کو گردش کرتے ہوئے ان دونوں جزو کو ملایا تو بیئرہ پرواز کر گیا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دجال ایسا ہی نگاہوں کو دھوکہ دے کر دجل کو کامیاب بنائے اور ایسا ہی بارش کے برسانے کے متعلق عرض ہے کہ یہ بھی نگاہ کا دھوکہ نہ ہو اور انگوریاں پیدا کرنا تو کچھ دشوار نہیں۔ آج کل بیسیوں ایگریکلچر کالج کھلے ہیں۔ جن میں یہ تجربے روز ہوتے ہیں۔ ادھر بیج ڈالتے ہیں اور کلوں سے گرمی پہنچادی جاتی ہے۔ بس انگوریاں نکل آتی ہیں۔ ایسا ہی انڈوں سے بچے بذریعہ کل کے حاصل کر لئے جاتے ہیں اور بعض ایسی کلیں ایجاد ہو چکی ہیں جن میں حرارت پیدا کرنے کے لئے آگ جلائی جاتی ہے اور آگ کی حدت سے آگس کریم تیار ہو جاتی ہے اور اگر ایسا ہی کوئی عمل دجال کر دکھلائے تو کون سا بعید ہے۔

فرمان رسالت میں ایک نکتہ قابل توجہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ مومنین شر دجال سے بچتے کے لئے سورۃ کہف کے شروع کی چند آیات تلاوت کریں تو وہ انہیں کفایت کریں گی۔

”الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجاً . قيماً لينذر بأساً شديداً من لدنه ويبشر المؤمنين الذين يعملون الصلحت ان لهم اجراً حسناً . ملكثين فيه ابداً وينذر الذين قالوا اتخذ الله ولداً . ما لهم به من علم ولا لآبائهم كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذباً (كهف: ۱ تا ۴)“

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے اتاری اوپر بندے اپنے کے کتاب

اور نہ کی واسطے اس۔  
پاس اس کے سے اس  
ثواب اچھا رہنے وا  
اولاد نہیں ان کو سا  
نہیں کہتے مگر جھوٹ  
ان آیا

مداقت دین خفیہ  
لے تو کوئی وجہ نہیں  
ارشاد گرامی میں  
بھولا ہوا سبق یاد  
ایک اور بھی لطیف  
ہیں اور حمد کو ص  
ہے۔ حضور ﷺ

ان دونوں کے  
کریں گے تو کو  
کریں۔ پہلی س  
”

جہنم من  
ہم ہر جی کو ہر  
جنوں اور آدم

یافتہ ہو جاتا  
فیصل کر رکھا  
طے۔ اس۔

فتنا الذ

اے کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر اس کے سامنے  
 صبح الدجال ہے۔ اس لئے اس کا کرشمہ صبح  
 اس کے دجال میں کس طرح آئے گی اور  
 اس کوئی فرق نہ آیا تھا۔ اس لئے کہ وہ بطور  
 گا۔ کیونکہ یہ امتحان بھی اذن الہی سے ہی  
 متنفس پر کیا جائے گا۔ نہ یہ کہ یہ عمل متعدد  
 ت موی علیہ السلام کے مقابل میں رسیوں  
 رک کا اپنا مشاہدہ ہے کہ وزیر آباد میں ایک  
 ل موجود تھی۔ پڑھے لکھے ہوشیار آدمیوں  
 ایک بیڑہ لے کر ایک تیز چاقو سے اس کا  
 ازہ خون بہتے دنیا نے دیکھا اور سر ایک  
 کہ پروفسر نے ہاتھوں کو گردش کرتے  
 کہ وہ دجال ایسا ہی نگاہوں کو دھوکہ دے  
 متعلق عرض ہے کہ یہ بھی نگاہ کا دھوکہ نہ  
 ا مگر نیکو کالج کھلے ہیں۔ جن میں یہ  
 لری پہنچادی جاتی ہے۔ بس انگوریاں  
 کر لئے جاتے ہیں اور بعض ایسی کلیں  
 جلائی جاتی ہے اور آگ کی حدت  
 دکھلائے تو کون سا بعید ہے۔

ﷺ فرماتے ہیں کہ مومنین شر دجال  
 یں تو وہ انہیں کفایت کریں گی۔

ب ولم يجعل له عوجا . قیما  
 ین يعملون الضلحت ان لهم  
 اتخذ الله ولدا . مالهم به من  
 نوهم ان يقولون الا كذبا  
 وتاری او پر بندے اپنے کے کتاب

اور نہ کی واسطے اس کے کچی دران حالیکہ قائم رکھنے والی ہے دین کو تو کہ ڈراوے عذاب سخت سے  
 پاس اس کے سے اور بشارت دے ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے یہ کہ واسطے ان کے ہی  
 ثواب اچھا رہنے والے بیچ اس کے ہمیشہ اور ڈراوے ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں پکڑی ہے اللہ نے  
 اولاد نہیں ان کو ساتھ اس کے علم اور نہ باپوں ان کے کو بڑی بات ہے جو نکلتی ہے منہ ان کے سے  
 نہیں کہتے مگر جھوٹ۔ ۛ

ان آیات کریمہ میں صداقت قرآن اور صداقت رسالت نبی کریم ﷺ کے علاوہ  
 صداقت دین حنیف ہے کہ یہی سید حاراستہ ہے اور جب مومن اس چیز کو اچھی طرح ذہن نشین کر  
 لے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کا ایمان ذرا بھی ڈمگاسکے۔ تو حاصل مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ کے  
 ارشاد گرامی میں یہی نکتہ پنہاں ہے کہ مومن کو ایمان پر کامل بھروسہ ہو جائے اور جب مسلمان کو یہ  
 بھولا ہوا سبق یاد آ جائے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ دجال کے دجل اور جھانے میں آسکیں۔ یہاں  
 ایک اور بھی لطیف اشارہ ہے کہ یہ سورۃ عموماً مسلمان جمعہ کی نماز سے قبل ہمیشہ تلاوت کیا کرتے  
 ہیں اور جمعہ صبح کی نماز میں دو سورتیں پہلی رکعت میں سجدہ اور دوسری میں دھر پڑھنا سنت مسنونہ  
 ہے۔ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ وہ یہی دونوں سورتیں ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ  
 ان دونوں کے لئے امت کو تاکید فرمائی۔ اب جب کہ وہ سورہ کہف کی چند آیات تلاوت  
 کریں گے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان دو سورتوں کو بھول جائیں یا ان کے معارف کی طرف توجہ نہ  
 کریں۔ پہلی سورہ میں یعنی سجدہ میں شروع آیات میں یہ تلقین موجود ہے۔

”ولو شئنا لاتینا کل نفس هداها ولكن حق القول منی لا ملئق  
 جهنم من الجنة والناس اجمعین (آلہ السجدہ: ۱۳)“ اور اگر چاہتے ہم البتہ دیتے  
 ہم ہر جی کو ہدایت اس کی ولیکن ثابت ہوئی بات میری طرف سے کہ البتہ بھروں گا میں دوزخ کو  
 جنوں اور آدمیوں سے اکٹھے۔ ۛ

آیات کریمہ سے روز روشن کی عیاں ہوا کہ اگر مولا کریم چاہتے تو شیطان بھی ہدایت  
 یافتہ ہو جاتا اور کوئی بد بخت مورد عتاب نہ بنتا اور نہ دوزخ میں ڈالا جاتا۔ مگر چونکہ مولا کریم نے یہ  
 فیصلہ کر رکھا ہے اور یہی قانون الہی ہے کہ اعمال نیک و بد کی جزا سزا کے مطابق دوزخ و بہشت  
 ملے۔ اس لئے ہر تنفس کا امتحان لازمی ہے۔ جیسا کہ وہ ارشاد کرتا ہے۔

”آلم . احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وهم لا یفتنون ولقد  
 فتنا الذین من قبلهم (عنکبوت: ۲۱ تا ۲۳)“ ارشاد ہوتا ہے کہ لوگوں کے اتنا ہی کہہ دینے سے

اے میرے حبیب کہ ہم ایمان دار ہیں۔ ہم قبول کر لیں کہ وہ ایمان دار ہیں اور ہم ان کی آزمائش نہ کریں۔ حالانکہ ہمارا قدیم سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ ہم قول کی نہیں فعل کی جانچ پڑتال کر لیا کرتے کہ صادق کون ہے اور کاذب کون۔ ایسا ہی دوسری سورہ یعنی دہر میں انسان کو فعل خود مختیار بناتے ہوئے اسے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خود اپنے ہاتھوں جہنم خریدے یا جنت کا سودا کرے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ ”اننا ہدیناہ السبیل اما شکرا واما کفورا (دہر: ۳)“ یعنی ہم نے انسان کو عقل و فکر دل و دماغ دے کر دونوں راستے بتا دیے کہ اب یہ تیری مرضی پر منحصر ہے۔ چاہے شکر یا کفر دونوں میں سے جو چاہے کر یعنی انسان شکر و کفر کی جزا و سزا کو کما حقہ جانتا ہے۔

اب معاملہ نہایت سیدھا اور صاف ہے۔ دجال مردود کی نسبت فرمان رسالت نہایت شرح و وسط سے بیان کرتا ہے۔ حلیہ جس میں خط و خال تک مذکور ہے۔ اس کے علاوہ ایک اکفر سے تہنیت دے کر سمجھانے کی انتہائی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے بعد دجالی کاروبار اور اس کا سد باب درد اور اس کا علاج بتا دیا گیا ہے۔ اب کون ہے جو دجال کے دجل میں آ جائے۔ ہاں وہ جو جاہل و لامذہب ہیں اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضور سرکارِ دو عالم ﷺ ایک شخص سے یحییٰ دیں۔ ایک ہی حلیہ بتائیں اور ایک ہی کے کاروبار و لیکن اس سے دو قوتوں میں مراد کی جائیں۔ یعنی اگر یزید و اس سے استدلال گھاس خور ہی پسند کریں اور یہ مرزا قادیانی کی باریکیاں انہیں ہی مبارک ہوں۔ بہر حال دجال کے اس وطیرے سے خدائی میں کچھ خلل نہیں۔ اس لئے کہ قضا و قدر کو کبھی مقصود ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ شیطانی جواب کو جانتے ہوئے اسے عداؤت و میل اور مہلت دی گئی اور صاف کہہ دیا گیا کہ تو جو بھی کرنا چاہے کر لے۔ تیری اور تیرے چیلوں کی سزا جہنم ہے اور یہی مشیت الہی تھی۔ سمجھنے اور فکر کرنے کی یہ بات ہے کہ اگر اللہ میاں بلا امتحان و آزمائش کے دوزخ اور بہشت میں ڈال دیتا تو وہ لوگ جو دوزخ میں پڑتے وہ خدا کا گلہ کرتے کہ مولا کس قصور کے عوض ہم کو یہ سزا دی جا رہی ہے۔ زمانہ جانتا ہے اور کسی کو اس میں انکار نہیں کہ پروردگار عالم کو ارواح عالم کے خلق سے علم ہے کہ فلاں ابن فلاں جنتی اور فلاں ابن فلاں دوزخی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضور ﷺ کے ہاتھ میں دو کتابیں دی گئیں۔ ایک دائیں اور دوسری بائیں اور بتایا گیا کہ داہنے ہاتھ والے جنتی اور بائیں ہاتھ والے دوزخی ہیں۔ اس لئے یہ ماننا پڑا کہ خلاق جہاں سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں اور دنیا محض امتحان کے لئے بنائی گئی ہے۔ مبارک ہیں وہ جو دنیا کے ساتھ ساتھ دین کو بھی یاد رکھتے ہیں اور مبارک ہیں وہ جو اس کٹھن منزل سے صحیح سلامت پار اترتے ہیں۔ حضور سرکارِ مدینہ کا ارشاد ہے: ”الدنیا سجن المؤمنین“ یعنی دنیا ایمان داروں کے لئے بندی خانہ ہے۔

”عن ابی ہریرۃ  
عدلا واما ما مقسط  
یسلم علی ولا ردن  
البتہ ضرور اترے گا بیٹا مریم  
راہ سے حج یا عمرہ کرتا ہوا اور  
اسے سلام کا جواب دوں گا  
(حاکم فی المستدرک)

اس حدیث شریفہ  
وہ نازل ہوگا۔ یعنی ماں کے  
دور ویش اور وہ بہت انصاف  
بیوی اور بہو کو خواہش نفسا  
ایسا شتر کینہ ہو کہ لخت جگر کہ  
اور جب وہ رحلت کرے کہ  
کے انعام کا اشتہار دے اور  
لے جاؤ۔ مگر حالت یہ ہو کہ  
کے عوض حریم خانہ سے تخریب  
کہ ابن مریم وہ ہوگا کہ جو  
سلامی کرے اور اس کے  
پاک کام کے نام سے یو  
گرامی پہ آوازے کسے  
مسح موعود ہو سکتے ہیں۔

اس حدیث  
تھی۔ اس لئے کہ یہ حدیث  
کولہ تھی۔ اس لئے انہوں  
عند المرزا بھی نہایت معنی  
یعنی امام حاکم مجدد و امام



”عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لیہیطن ابن مریم حکماً عدلاً واماماً مقسطاً ویسلکن بجادۃ حاجاً او معمرأ اولیاً تین قبری حتی یسلم علی ولا ردن علیہ“ ﴿جناب ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ البتہ ضرور اترے گا بیٹا مریم کا حاکم عادل ہو کر اور امام صاحب انصاف اور وہ ضرور گزرے گا ایک راہ سے حج یا عمرہ کرتا ہوا اور البتہ وہ ضرور میری قبر پر آئے گا اور مجھے سلام عرض کرے گا اور میں اسے سلام کا جواب دوں گا۔﴾

(حاکم فی المستدرک ج ۳ ص ۴۹۰، حدیث نمبر ۴۲۱۸، باب حیوط بنی علیہ السلام قبل الدجال) اس حدیث شریف سے یہ عیاں ہے کہ مسیح موعود ابن مریم ہوگا۔ نہ ابن چراغ بنی اور وہ نازل ہوگا۔ یعنی ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوگا اور وہ بادشاہ عادل ہوگا۔ نہ کہ غریب محتاج عاجز و درویش اور وہ بہت انصاف پسند ہوگا۔ یہ نہیں کہ حقیقی اولاد کو بلاوجہ عاق و محروم الارث کرے۔ بیوی اور بہو کو خواہش نفسانی کی بناء پر طلاق دے اور زبردستی دلوائے۔ ضد اور تعصب کی وجہ سے ایسا شترکینہ ہو کہ نخت جگر کی انتہائی بیماری کی خبر سنے اور حیران رہ جائے تو کیا، جھوٹے منہ تک نہ پوچھے اور جب وہ رحلت کرے کفن دفن تو کیا ایسا مسک و بخیل ہو کہ نماز جنازہ تک نہ پڑھے۔ ہزاروں کے انعام کا اشتہار دے اور طرفہ یہ کہ خود دعوت دے کہ آؤ اور سو روپیہ فی پیش گوئی جھوٹا کرنے پر لے جاؤ۔ مگر حالت یہ ہو کہ جب مطلوبہ شخص آدے تو انعام تو کیا، گھر سے ہی نہ باہر لکے اور روپے کے عوض حریم خانہ سے تحریری یا زاری روایات کی مشین گن چلائے۔ فرمان رسالت تو یہ چاہتا ہے کہ ابن مریم وہ ہوگا کہ جو حج یا عمرہ یا ان دونوں میں سے کوئی ایک بجالا دے اور میرے روضہ پر سلامی کرے اور اس کے جواب میں دعا کے یہ نہیں کہ حج یا عمرہ کے ارادے سے رو کے اور خود اس پاک کام کے نام سے یوں بھاگے جیسے گدھے کے سر سے سنگ اور روضہ اطہر پر سلام تو کیا ذات گرامی پہ آواز دے کہے۔ اس لئے یہ تمام صفات چونکہ مرزا قادیانی میں کافور ہیں۔ پھر کس طرح وہ مسیح موعود ہو سکتے ہیں۔

اس حدیث کی تصدیق مرزا قادیانی تو کیا کریں گے اور انہیں بھلا حدیث آتی ہی کہاں تھی۔ اس لئے کہ یہ حدیث ان کے تانے بانے کو توڑ موڑ کر ملیا میٹ کرنے کو ایک زبردست ہم کا گولہ تھی۔ اس لئے انہوں نے اس کو کس بھی نہیں کیا۔ ہاں دو اور ایسی زبردست شخصیتوں نے جو عند المرزا بھی نہایت معتبر ہیں اور جن کا منکر کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ تصدیق فرمائی ہے۔ یعنی امام حاکم مجدد و امام صدی چہارم جو اس حدیث کے راوی ہیں اور دوسرے خوش نصیب اور بلند

ساکدہ ایمان دار ہیں اور ہم ان کی آزمائش کہ ہم قول کی نہیں فعل کی جانچ پڑتال کر لیا کری سورہ یعنی دہر میں انسان کو فعل خود مختیار نہیں جہنم خریدے یا جنت کا سودا کرے۔ را واما کفورا (دھر: ۳) ”یعنی ہم نے پیچھے اب یہ تیری مرضی پر منحصر ہے۔ چاہے کی جزا دے اور اکو کا حقہ جانتا ہے۔

جال مردود کی نسبت فرمان رسالت نہایت مذکور ہے۔ اس کے علاوہ ایک اکفر سے کے بعد جالی کا رو بار اور اس کا سد باب درد کے دجل میں آجائے۔ ہاں وہ جو جال و عالم ﷺ ایک شخص سے بیچ دیں۔ ایک میں مراد کی جائیں۔ یعنی انگریز و روس یہ ریکیاں انہیں ہی مبارک ہوں۔ بہر حال لئے کہ قضا و قدر کو یہی مقصود ہے۔ ورنہ اذہیل اور مہلت دی گئی اور صاف کہہ دیا کی سزا جہنم ہے اور یہی مشیت الہی تھی۔ ان آزمائش کے دوزخ اور بہشت میں نہ کہ مولا کس قصور کے عوض ہم کو یہ سزا دی پروردگار عالم کو اور احوال عالم کے خلق سے ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ بائیں اور بتایا گیا کہ داہنے ہاتھ والے اکہ خلق جہاں سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں جو دنیا کے ساتھ ساتھ دین کو بھی یاد رکھتے ت پارتے ہیں۔ حضور سرکار مدینہ کا داروں کے لئے بندی خانہ ہے۔

مراتب امام و مجدد صدی نهم یعنی جناب جلال الدین سیوطی جنہوں نے اسی حدیث کو اپنی بے مثل کتاب انتباہ الاذکیاء فی حیات انبیاء و در منشور جلد دوم میں ذکر فرمایا ہے۔  
کیوں چھوڑتے ہو لوگوں کی حدیث کو  
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(تذکرہ کلاذیہ ص ۲۷، خزائن ج ۷ ص ۷۸)

چنانچہ مرزا قادیانی بحوالہ امام شعرانی صاحب لکھتے ہیں کہ: ”میں نے ایک ورق جلال الدین سیوطی کا دستخط ان کے صحابی شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس پایا۔ جو کسی شخص کے نام خط تھا۔ جس نے ان سے بادشاہ وقت کے پاس سفارش کی درخواست کی تھی۔ سو امام صاحب نے اس کے جواب میں لکھا تھا کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تصحیح احادیث کے لئے جن کو محدثین ضعیف کہتے ہیں حاضر ہوا کرتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت تک پیچھے دفعہ حالت بیداری میں حاضر خدمت ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں بادشاہ وقت کے پاس جانے کے سبب اس حضوری سے رک جاؤں گا تو قلعہ میں جاتا اور تمہاری سفارش کرتا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

مرزا نیو! ایمان سے کہو کہ یہ حدیث غلط ہوتی تو امام موصوف اسے نقل کرتے ہرگز نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ حدیث صحیح ہے اور وہی اس کا مصداق ہے۔ جس کے لئے بیان ہوئی اور جس پر اجماع امت ہے اور مرزا قادیانی خواہ خواہ پانچوں سوار دہلی سے آئے ہیں بنیں جاتے ہیں۔ بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ فرمان رسالت سے تمہیں دور کا بھی واسطہ نہیں نہ نام ملے نہ مقام نہ صفات ملیں نہ کام۔ یہ زبردستی کے عشق حماقت کے مظاہرے نہیں تو اور کیا ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ حیات مسیح پر اجماع امت نہیں ذیل کی حدیث چشم بصیرت سے مطالع فرمائیں اور خدا لگتی کہیں کہ اگر یہ اجماع امت نہیں تو اور کیا ہے۔

(فتوحات مکہ ج ۱ ص ۲۲۳، ۲۲۴ باب ۳۶، مصنفہ شیخ محی الدین ابن عربی) میں ایک لمبی حدیث

لکھی ہے۔ جس کے ترجمہ پر طوالت کے خوف سے اکتفاء کرتا ہوں۔

”عبداللہ ابن عمر بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد امیر المؤمنین عمر ابن خطابؓ نے سعد بن وقاصؓ کی طرف سے لکھا اھلہ بن معاویہ انصاریؓ کو حلوان عراق کی جانب سے روانہ کر دتا کہ اس کے گرد و نواح میں اعلائے کلمۃ الحق کریں۔ پس اس حکم تعمیل میں سعدؓ نے فضلہ انصاریؓ کو جماعت مجاہدین کے ساتھ بھیجا۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر بہت فتوحات کیں اور مال غنیمت کو

لے کر واپس  
مجاہدین کو پہلا  
اکبر کہا تو  
کی پھر زحلہ  
اخلاص کا کلمہ  
جواب دیا یہ  
فرمایا تھا کہ  
مجیب نے فرمایا  
الفلاح  
ہوا۔ بے فکر  
مجیب نے د  
اخلاص کو  
صحابیوں۔  
آپ کون  
ارشاد کئے  
ہیں۔ اس  
پہٹ گیا۔  
کپڑوں  
جواب دے  
فرمایا ہ  
ٹھہرایا۔  
اتریں۔  
ہو گئے۔  
آپ  
پھر پوچھ  
کس کا

لے کر واپس ہوئے۔ اثنائے راہ میں غروب آفتاب کے وقت نعلہ بن معاویہ انصاری نے گروہ مجاہدین کو پہاڑ کے دامن میں ٹھہرایا اور خود موزن کے فرائض کو انجام دیا۔ جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو پہاڑ کے اندر سے ایک عجیب نے جواب دیا کہ نعلہ تو نے بہت خدائے واحد کی تعریف کی پھر نعلہ نے اشهد ان لا اله الا الله کہا تو عجیب مذکور نے جواب میں کہا اے نعلہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے۔ اس کے بعد نعلہ نے اشهد ان محمد رسول الله کہا تو عجیب مذکور نے جواب دیا یہ نام نامی اس ذات گرامی کا ہے جس کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے ہم کو دی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اسی نبی کی امت کے آخر میں قیامت ہوگی۔ پھر نعلہ نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو عجیب نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اس شخص کو جس نے نماز پوروام کیا۔ اس کے بعد نعلہ نے حی علی الفلاح کہا تو عجیب نے جواب دیا کہ فلاح اس کے لئے ہے جو محمد ﷺ کے نقش قدم پر گامزن ہوا۔ بے شک اس شخص نے نجات پائی۔ پھر نعلہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو دعویٰ پہلا جواب عجیب نے دہرایا۔ اس کے بعد نعلہ نے لا اله الا الله پر اذان کو ختم کیا تو عجیب نے فرمایا تم نے اخلاص کو پورا کیا تمہارے بدن پر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حرام کیا۔ جب اذان ختم ہوئی تو تمام صحابیوں نے کھڑے ہو کر حیرت و استعجاب سے اس عجیب کو جو درون پردہ تھا پوچھا کہ اے صاحب آپ کون ہیں۔ جن یا فرشتہ یا انسان۔ جس طرح سے آپ نے اذان کے جواب میں کلمات ارشاد کئے ہیں مہربانی کر کے اپنا چہرہ دپتہ و نشان یعنی اپنا تعارف بھی کرائیں کہ آپ کون بزرگ ہیں۔ اس لئے کہ ہم خدا اور اس کے رسول اور نائب رسول عمر بن الخطابؓ کی جماعت ہیں پس پہاڑ پھٹ گیا۔ معاً ایک آدمی باہر نکل آیا۔ جن کا سر بہت بڑا اور بال سفید تھے اور دو پرانے صوف کے کپڑوں میں ملبوس تھا۔ اس نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے اسلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ ہم نے جواب میں علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے فرمایا میرا نام زریب بن برتملا و صی عیسیٰ بن مریم ہوں۔ مجھ کو عیسیٰ علیہ السلام نے اس پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور اپنے نزول من السماء تک میری درازی عمر کے لئے دعاء فرمائی ہے۔ جب وہ اتریں گے تو صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور انصاری کے اختراع سے بیزار ہونگے۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ نبی صادق بالفعل کس حال میں ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ اس پر وہ بہت روئے۔ یہاں تک کہ ان کی ریش آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر پوچھا کہ ان کے بعد تم میں کون نائب ہوا۔ ہم نے جواب میں ابو بکر صدیقؓ عرض کیا تو فرمایا وہ کس حال میں ہیں۔ عرض کیا گیا وہ بھی چل بے۔ فرمایا ان کے بعد کون نائب ہوئے۔ ہم نے

بن سیدتی جنہوں نے اسی حدیث کو اپنی بے مثل روایت میں ذکر فرمایا ہے۔  
وہ نبی کی حدیث کو  
وہ تم اس خبیث کو

(تحفہ کوثر دیس ۲۷، خزائن ج ۷ ص ۷۸)

صاحب لکھتے ہیں کہ: ”میں نے ایک ورق جلال ذلی کے پاس پایا۔ جو کسی شخص کے نام خط تھا۔ درخواست کی تھی۔ سو امام صاحب نے اس کے مت میں صحیح احادیث کے لئے جن کو محدثین وقت تک پیچھے دفعہ حالت بیداری میں حاضر ہوا بادشاہ وقت کے پاس جانے کے سبب اس کا سفارش کرتا۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

طہ ہوتی تو امام موصوف اسے نقل کرتے ہرگز روئی اس کا مصداق ہے۔ جس کے لئے بیان خواہ خواہ یا نچوں سوار دہلی سے آئے ہیں بینت سے تمہیں دور کا بھی واسطہ نہیں نہ نام ملے نہ حماقت کے مظاہرے نہیں تو اور کیا ہے۔  
نہیں ذیل کی حدیث چشم بصیرت سے مطالع اور کیا ہے۔

نفذ شیخ محمد الدین ابن عربیؒ) میں ایک لمبی حدیث کتفاء کرتا ہوں۔

بے والد امیر المؤمنین عمر ابن خطابؓ نے سعد بنی کو حلو ان عراق کی جانب سے روانہ کروا کر اس اس حکم تعمیل میں سعدؓ نے فضلہ انصاری کو بھیج کر بہت فتوحات کیں اور مال غنیمت کو

جواباً جناب عمرؓ کا نام لیا تو فرمایا افسوس مجھے ناموس الہی کی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ پس تم لوگ میرا سلام جناب عمرؓ کو پہنچائیو اور کہو کہ اے عمر عدل و انصاف کراس لئے کہ قیامت قریب ہے اور یہ واقعات جو میں تم سے بیان کرتا ہوں جناب عمرؓ کے گوش گزار کرتے ہوئے میرا پیغام دینا کہ جب یہ علامات امت محمدیہ میں پیدا ہوں تو اس وقت کنارہ کشی کے سوا مفر نہیں اور وہ یہ ہیں کہ مرد مردوں سے بے پرواہ ہوں اور عورتیں عورتوں سے اور مقرر ہوں گے اپنے خلاف منصب کے اور ادنیٰ نسب والے اعلیٰ کی طرف منسوب کریں آپ کو، اور بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں اور چھوٹے بڑوں کی عزت و توقیر چھوڑ دیں اور امر بالمعروف اس طرح متروک ہو جائے کہ کوئی اس کے ساتھ مامور نہ کیا جائے اور نجی عن المنکر ایسے چھوڑ دیں کہ کسی کو اس سے نہ روکیں اور ان کے عالم دین کی تعلیم بغرض حصول دنیا کریں اور گرم بارش ہو۔ یعنی جو بارش فائدہ نہ بخشنے یا بالکل ہی بند ہو جائے اور بڑے بڑے ممبر بنائیں اور قرآن مجید کو نفرتی اور طلائی کریں اور مسجدوں کی از حد زینت کریں اور رشوت ستانی کی گرم بازاری ہو اور پختہ پختہ مکانات بنائے جائیں اور خواہشات نفسانی کی غلامی کریں اور دین کو دنیا کے بدلے فروخت کریں اور خوزیریاں کریں اور صلہ رحمی منقطع ہو جائے اور احکام فروخت کئے جائیں اور سود کھایا جائے اور حکومت فخر بن جائے اور دولت مندی معیار عزت سمجھی جائے اور ادنیٰ کی تعظیم اعلیٰ کرے اور عورتیں بے حجابانہ زمین پر چلیں۔ یہ بیان کرنے کے بعد وہ ہم سے غائب ہوئے۔ اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ نعلہ انصاری نے سعدؓ کی خدمت میں لکھا اور سعدؓ نے جناب عمرؓ کو اطلاع دی تو امیر عمرؓ نے جناب سعدؓ کو جواباً تاکید لکھا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر اس پہاڑ کے پاس اترو اور جب شرف ملاقات ہو میرا سلام ان کی خدمت میں عرض کرو۔ اس لئے کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض وصی جناب عیسیٰ ابن مریم کے عراق کے پہاڑوں میں ہیں۔ پس سعدؓ چار ہزار مہاجرین و انصار کے ہمراہ اس پہاڑ کے قریب اترے اور چالیس روز تک ہر نماز کے وقت کہتے رہے۔ مگر ملاقات نہ ہوئی۔

اس کے بعد جناب شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ اگرچہ ابن ازہر کی وجہ سے اسناد حدیث میں محدثین کو کلام ہے۔ مگر ہم صاحب کشف والوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے اور ایسا ہی شیخ (فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۳۲۷، باب ۳۶۰) میں حدیث نواس بن سمانؓ کی ذکر فرمائی ہے۔ جس میں یزید بن مریم بالسنارۃ البیضاء شرقی دمشق ہے اور جگہ جگہ شیخ قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں نزول عیسیٰ بن مریم کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان مضامین کی تحریر اور بیان میں بالکل معرئی اور خالی ہوں خود خداوند کریم ان کا بیان کرنے والا ہے اور یہ

بھی فرماتے  
اجماع امت  
امیر المؤمنین  
مصر نے لکھی  
ہوگا۔ ان کے  
اپنی زندگی میں  
سے نظر آ رہا  
ورد زبان کر  
نزدول کا وعدہ  
گئے ہیں کہ  
اختراع ہے

بطور پیغام  
سے بے  
کے لئے  
خالص سید  
کنارہ کشی  
وجہ سے ادا

العارفین  
لئے ایک  
خرافات  
جائیں۔  
اثرات

بھی فرماتے ہیں کہ: ”ہذا ما حد لی رسول اللہ ﷺ“

مرزا نیز! حدیث بالا کو گئی گذری چشم بصیرت سے پڑھو اور سوچو کہ کیا اب بھی تمہیں اجماع امت میں شک ہے۔ اس حدیث میں جہاں ہزاروں مجاہد و غازیوں چشم دید گواہ ہیں۔ وہاں امیر المؤمنین حضرت عمرؓ بھی شاہد ہیں اور یہ بھی سمجھو کہ جب یہ عجوبہ خبر جناب سعد بن وقاصؓ فاتح مصر نے لکھی ہوگی مدینہ الرسول میں صحابہ کرامؓ نے کن عقیدت کے ہاتھوں سے اس کا استقبال کیا ہوگا۔ ان کے دلوں میں کس قدر خوشی و انسباط کے سمندر موجزن ہوئے ہوں گے۔ جب کہ انہیں اپنی زندگی میں سرکار مدینہ کی اس عظیم الشان پیش گوئی کا وقوع پذیر ہونا جس کا تعلق قرب قیامت سے نظر آ رہا ہوگا۔ بخدا سرکار مدینہ ﷺ کی ذات والا تبار پہ لاکھ لاکھ درود و سلام بھیجتے ہوئے یہ صدا درود زبان کر رہے ہوں گے۔ صدق یا رسول اللہ اس حدیث شریف میں اسی صبح اسرائیلی کے لئے نزول کا وعدہ دیا گیا ہے جو صاحب کتاب نبی تھا اور اس کی آمد ثانی کے امتیازی کام بھی بتا دیئے گئے ہیں کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل یعنی حرام قرار دے گا اور اس کے علاوہ نصاریٰ کی اختراع سے ہزاری کا اظہار فرمائیں گے۔

زریب بن برہملا و صبیح علیہ السلام نے چند ایسی باتیں جناب امیر المؤمنین کے لئے بطور پیغام بیان فرمائیں۔ جن کا تعلق اسلامی روشنی میں قرب قیامت سے ہے۔ مثلاً مرد مردوں سے بے پرواہ اور عورتیں عورتوں سے مفر ہوں۔ پھوٹے نسب کے لوگ بڑے نسب کو دھوکہ دہی کے لئے اختیار کریں۔ جیسے آج کل کے دیسی سید مرہی سے قریشی اور قریشی سے دو سال بعد خالص سید، بڑوں کا غفور حم چھوٹوں سے مفقود اور امراء کا دولت پہ سانپ بن کر بیٹھنا دینیات سے کنارہ کشی اور خواہشات نفسانی کی حوس کی پیروی کرنا ایسا ہی چھوٹوں میں ادب کا لحاظ مفقود ہونا کی وجہ سے اشغال تفریح بن جانا وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین! کی ضیافت طبع اور سلیم الفکری کے لئے ایک بے نظیر تحفہ رئیس الکاشفین زبدۃ العارفین جناب حسن بصریؒ کی جانب سے پیش کرتے ہیں جو یقیناً تالیف القلوب المؤمنین کے لئے ایک تریاق عظیم اور زادۃ ایمان ہوگا۔ پس غور سے سنئے اور اس کی روشنی میں متنبی قادیان کی خرافات و اہیہ کو چشم بصیرت سے مطالعہ کیجئے۔ انشاء اللہ تمام دوسوے اور شکوک کا فور ہو جائیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو فرمان رسالت کو سر اور آنکھوں پہ قبول کرتے ہوئے اس کے اثرات کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دیں۔ قول مرزا:

لی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ پس تم لوگ میرا سہ کر اس لئے کہ قیامت قریب ہے اور یہ گنہگار کرتے ہوئے میرا پیغام دینا کہ جب کے سوا مفر نہیں اور وہ یہ ہیں کہ مرد مردوں ہوں گے اپنے خلاف منصب کے اور ادنیٰ بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں اور چھوٹے بڑوں کو ترک ہو جائے کہ کوئی اس کے ساتھ مامور سے نہ روکیں اور ان کے عالم دین کی تعلیم کا فائدہ نہ بخشنے یا بالکل ہی بند ہو جائے اور کریں اور مسجدوں کی از حد زینت کریں اور نائے جائیں اور خواہشات نفسانی کی غلامی یزیاں کریں اور صلہ رحمی منقطع ہو جائے اور فخر بن جائے اور دولت مندی معیار عزت ہو جائے نہ زمین پر چلیں۔ یہ بیان کرنے کے ساتھ صلہ نصاریٰ نے سعد کی خدمت میں جناب سعد کو جواباً تاکیداً لکھا کہ تم اپنے شرف ملاقات ہو میرا سلام ان کی خدمت پہ ہے کہ بعض وصی جناب عیسیٰ ابن مریم کے رین و انصار کے ہمراہ اس پہاڑ کے قریب مکر ملاقات نہ ہوئی۔“

مایا کہ اگرچہ ابن ازہر کی وجہ سے اسناد والوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے اور حدیث نواس بن سمعانؓ کی ذکر فرمائی ترقی دمشق ہے اور جگہ جگہ شیخ قدس سرہ نے ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان مضامین کی اوحد کریم ان کا بیان کرنے والا ہے اور یہ

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو  
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس ضبیث کو

(تخفہ کوثر دیہ ص ۲۷، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

”قال ابن ابی حاتم حدثنا بن عبد الرحمن حدثنا عبد اللہ بن ابی جعفر عن ابیہ حدثنا الربیع بن انس عن الحسن انه قال قوله تعالى انی متوفیک یعنی وفاة المنام رفعه اللہ فی منامہ قال الحسن قال رسول اللہ ﷺ للیہود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیمة“

فرمایا ابن حاتم نے حدیث کی مجھ کو باپ میرے نے احمد سے انہوں نے عبد اللہ بن جعفر سے جعفر نے باپ اپنے سے انہوں نے ربیع سے ربیع نے حسن سے فرمایا حسن نے بیچ قول اللہ کے انی متوفیک اٹھایا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو نیند میں اور کہا حسن نے فرمایا رسول کریم ﷺ نے یہود کو بے شک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے وہ لوٹیں گے تمہاری طرف قبل قیامت کے۔

مندرجہ بالا حدیث میں مرزائی اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت بصریؒ نے زمانہ رسالت خیر الانام نہیں پایا۔ اس لئے یہ حدیث چونکہ وہ خود روایت کرتے ہیں۔ صحیح نہیں تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت حسن بصریؒ ایک ایسے سفاک کے زمانے میں ہوئے ہیں جو دشمن اہل بیت تھا۔ اس لئے وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ جس حدیث کو میں بیان کروں وہ جناب علیؑ سے مروی سمجھو۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ ”انسی احدث الحديث عن علیؑ وما ترکت اسم علیؑ فی الاسناد الا لملاحظہ زمان الحجاج“ یعنی میں بواسطہ علی کرم اللہ وجہہ کے آنحضرت ﷺ سے روایت کرتا ہوں۔ مگر نام علی کرم اللہ وجہہ کا بلحاظ زمانہ حجاج کے ترک کر دیتا ہوں۔

چنانچہ مولانا علی القاری غفرہ اللہ الباری شرح نخبہ کی شرح میں اس کی تصدیق فرماتے ہیں۔ ”قال جمهور العلماء المرسل حجة مطلقاً بناء على الظاهر وحسن الظن به انه ما يروى حديثه الا عن الصحابي وانما حذفه بسبب من الاسباب كما اذا كان يرى الحديث عن جماعة من الصحابة لما ذكر عن الحسن البصري انه قال انما طلقه اذا سمه من السبعين من الصحابة وكان قد يحذف اسم عليؑ اليفا بالخصوص لخوف الفتنة“ ﴿جمہور علماء کے ہاں حدیث مرسل بغیر کسی قید کے حجت ہے۔ ظاہر حدیث کو دیکھتے ہوئے اور راوی کے ساتھ حسن ظن کرتے ہوئے کیونکہ وہ

حدیث کو صحابی سے سننے کی وجہ واسطہ حذف کرقتہ کے وجہ سے کوئی محدث تو اردو خواں ہی بچا رہے کریر جو بائے حق تو ہے۔ وہ تو سر حکم کی تعمیل ہیں۔ جو براڈ

دی ہے کہ امام جو متعلق ”با“ ”فلما“ کے چپ ہے کہ عدم کرتے ہیں حال الا

کہ وہ عدم ہیں۔ یہ بخاری میں

کوئی نئی کی حدیث کو  
دو تم اس خبیث کو

(تحدہ کولڈ ویس ۲۷، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

عن عبد الرحمن حدثنا عبد الله بن ابي  
س عن الحسن انه قال قوله تعالى اني  
منامه قال الحسن قال رسول الله ﷺ  
كم قبل يوم القيمة

پ میرے نے احمد عی انہوں نے عبد اللہ بن  
سے ریح نے حسن سے فرمایا حسن نے بیچ قول  
السلام کو نیند میں اور کہا حسن نے فرمایا رسول  
ت نہیں ہوئے وہ لوٹیں گے تمہاری طرف قبل  
(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰، درمنثور ج ۲ ص ۳۶)

کرتے ہیں کہ حضرت بصریؒ نے زمانہ رسالت  
روایت کرتے ہیں۔ صحیح نہیں تو جواب اس کا یہ  
نے میں ہوئے ہیں جو دشمن الہی بیت تھا۔ اس  
ان کروں وہ جناب علیؑ سے مروی سمجھو۔ چنانچہ  
علیؑ وما ترکتم اسم علیؑ فی الاسناد  
بواسطہ علیؑ کرم اللہ وجہہ کے آنحضرت ﷺ سے  
ہجرت کے ترک کر دیتا ہوں۔

شرح نخبة کی شرح میں اس کی تصدیق فرماتے  
طلقاً بناء اعلی الظاهر وحسن الظن  
وانما حذفه بسبب من الاسباب كما  
ساحبة لما ذكر عن الحسن البصري  
من الصحابة وكان قد يحذف اسم  
جمہور علماء کے ہاں حدیث مرسل بغیر کسی قید  
دی کے ساتھ حسن ظن کرتے ہوئے کیونکہ وہ

حدیث کو صحابی سے روایت کرتا ہے اور صحابی کا نام کسی سبب سے چھوڑ دیتا ہے۔ جیسا بہت صحابہ  
سے سننے کی وجہ سے بھی واسطہ حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسا حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت  
واسطہ حذف کرتا ہوں۔ جس وقت ستر کے قریب صحابہ سے سنتا ہوں اور کبھی حسن بصریؒ واسطہ کو کسی  
فتنہ کے وجہ سے حذف کر دیتے تھے۔ خصوصاً حضرت علیؑ کا نام۔

فقیر کے خیال میں چونکہ نہ مرزا قادیانی نے حدیث پڑھی اور نہ ہی ان کے اینڈ کو میں  
کوئی محدث تھا۔ اس لئے بیچاری امت جو بھی اعتراض کرے وہ بجائے۔ اس لئے کہ وہ بھی تو صرف  
اردو خواں ہی ہیں اور جب کہ ان کی ساری جماعت میں کوئی فن حدیث کو جاننے والا ہی نہیں تو وہ  
بیچارے کریں بھی تو کیا کریں اور فن حدیث کی مرزائی مبلغین کو ضرورت بھی کیا ہے۔ کیونکہ وہ  
جویائے حق تو تھوڑے ہی ہیں۔ مردہ جہنم میں جائے یا بہشت میں انہیں تو طوے مانڈے سے کام  
ہے۔ وہ تو سرکاری ملازموں کی طرح تنخواہ لینے کے عادی بن چکے ہیں۔ نام نہاد خلافت کے ہر اس  
حکم کی تعمیل ان کے لئے فرض ہے۔ جو انہیں دیا جائے۔ سوچنا اور سمجھنا ان کا کام نہیں۔ وہ تو لاؤ ڈسٹیکر  
ہیں۔ جو براڈ کاسٹ کے فرائض کو ادا کر رہے ہیں۔ تحقیق حق میں جائے ان کی بلا۔

کاوے کاوے سخت جانے ہائے تہائی نہ پوچھ

صبح کا ناشام کا لانا ہے جائے شیر کا

چنانچہ مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں ایک دلیل وفات مسیح پر بڑے زور شور سے یہ  
دی ہے کہ امام بخاریؒ جو فن حدیث میں بڑے ناقد البصیر ہیں۔ وہ تو اپنی صحیح میں ابن عباسؓ کی تفسیر  
جو متعلق ”بل رفعہ اللہ الیہ“ اور ”وان من اهل الكتاب“ اور ”وانہ لعلم للساعة“ اور  
”فلما توفیتنی“ کے ہے۔ بخاری میں تو مذکور نہیں اور اس میں فقط توفیک کی تفسیر میچ کر  
کے چپ ہو گئے۔ گویا انہوں نے ان کو صحیح نہ جانا اور نہ وہ اپنی صحیح میں ضرور لاتے تو جواب اس کا یہ  
ہے کہ عدم ذکر بخاری دلیل عدم صحت کی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ جناب امام بخاریؒ خود اقرار  
کرتے ہیں کہ ”ما دخلت فی کتاب الجامع الا ما صح وترکت کثیرا من الصحاح  
الحال الطول“ یعنی بہتری صحیح احادیث میں نے اپنی کتاب میں درج نہیں کیں۔

تعب تو یہ ہے کہ اگر معیار صحیح کا یہ ہے جو حدیث بخاری میں نہیں وہ صحیح نہیں۔ اس لئے  
کہ وہ عدم ذکر ہے۔ تو پھر آپ استدلال ان احادیث سے جو بخاری میں نہیں۔ کیوں پکڑتے  
ہیں۔ یہ بیٹھا بیٹھا ہپ اور کڑوا تھو کے مصداق ان حدیثوں کو کیوں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحیح  
بخاری میں قطعاً نہیں۔ مثلاً:



۱..... لا مہدی الا عیسیٰ

۲..... لوکان موسیٰ و عیسیٰ

۳..... ان المہدینا آیتین

۴..... کان فی الہند بنی اسود اللون اسمہ کاهنا

یا بغیر بخاری کے اور کوئی کتاب قابل استہجاد نہیں تو ازالہ اوہام کے متعدد صفحات پر کشاف اور معالم اور تفسیر رازی اور ابن کثیر، مدارک اور فتح الباری کے حوالہ جات کیوں دیتے ہو۔ جب کہ وہ بخاری میں مندرج نہیں۔ آہ! اس کا جواب بچارے مرزا کی بھلا کہاں دیں گے۔ اندھیر تو یہ ہے کہ جب ان کتابوں سے قطع و برید کر کے مرزا قادیانی اپنا مافی الضمیر بیان کریں تو امت کپڑوں میں پھولی نہ ساوے اور جب نام لیوان سرکار مدینہ انہیں کتابوں سے استنباط کریں اور جھوٹے گوگرد تک چھوڑ کر آویں تو دجل کے یہ بولتے چالتے پٹھو معترض ہوں کہ یہ حدیث بخاری میں نہیں۔ اس لئے قابل حجت نہیں بریں عقل و دانش بیاید گریست!

فقیر کے خیال میں مرزائیوں کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ کسی جاہل بے نماز متمسک آیت ولا تقربوا الصلوٰۃ سے پکڑا دوسرے نے کہا میاں اس کے آگے بھی پڑھئے۔ مضمون آیت کریمہ کا پورا نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کے آگے وانتم سکاڑی ہے۔ یعنی حالت نشہ میں نماز مت پڑھو تو متمسک اول نے کہا سارے قرآن پر تمہارا باپ عمل کرتا ہوگا۔ ہم سے اگر ایک آیت پر ہی عمل ہو جائے تو بیڑا پار ہے۔ ایسا ہی مرزا قادیانی نے نہ سوچا نہ سمجھا نہ جانا کہ ابن عباسؓ کا کیا مذہب ہے۔ بس ایک لفظ متوفیک کے معنی ممیتک پڑھ لئے جھٹ کہہ دیا۔ دیکھو! ابن عباسؓ بھی مسیح کی موت ہی بتلاتا ہے۔ حالانکہ انہیں لازم تھا کہ ان کی ساری آیات کا ترجمہ دیکھتے اور پھر کہتے۔ چنانچہ ذیل کا قول جو ابن عباسؓ ہی کا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں تو مرزا قادیانی کی خانہ زاد نبوت کا بھرم آسانی سے کھل جائے گا۔

”اخرج ابو الشیخ عن ابن عباس ان تعذبهم فانهم عبادک يقول عبیدک قد استوجبوا العذاب بمقاتلتهم وان تغفرلهم ای من ترکتم منهم مدفی عمرها یعنی عیسیٰ علیہ السلام حتی احبط من السماء الی الارض يقتل الدجال فنزلوا عن مقاتلتهم ووحده و اقروا انا عبید وان تغفرلهم حیث رجعوا عن مقاتلتهم فانک انت العزیز الحکیم (جلال الدین سیوطی، درمنثور ج ۲ ص ۳۵۰، آخر سورة مائدہ)“

ابن عباسؓ کی گوارہ ہے وہ صحیح لائن پر حیات مسیح میں عاجز آئے۔ کیونکہ صحابہ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی ان کو پیش کر

کوئی ایسا عا ہو۔ بلکہ جس زمانہ کی گئی تو اس بیت اسی ط خدا کو ہی منہ سے پیش گوئی ثابت نہیں

وابن لسان ہریر

ایسا ہی تفسیر عباس میں توفیقنی کا معنی رفعتنی مذکور ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کو ابن عباسؓ ہی کا مسلک پسند و مرغوب ہے تو آئیں اور اسے اختیار کریں۔ مگر آہ! انہیں یہ کب گوارہ ہے وہ تو ایک ہی لفظ پر عمل کرنے والے ہیں اور ان کی روٹی کا دھندہ انہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ صحیح لائن پر نہ چلیں۔

### حیات مسیح اجماع امت کا ایک مسلمہ عقیدہ ہے

قرآن وحدیث کے سامنے جب مرزا قادیانی سے کچھ بن نہ پڑا اور اس کے جواب میں عاجز آ گئے تو کھیانی ملی کھبانو چے پہ اتر آئے تو کہنے لگے کہ حیات مسیح اجماعی عقیدہ نہیں۔ کیونکہ صحابہ میں سے سوائے دو تین راویوں کے اور کسی نے اس پر کچھ روشنی نہیں ڈالی۔ اس لئے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کا بھی مذہب ہے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا۔ چنانچہ ذیل میں مرزا قادیانی کے دو اعتراض نقل کئے جاتے ہیں۔ پس غور سے سنئے اور ملاحظہ کیجئے کہ کس انداز میں ان کو پیش کرتے ہوئے دجل دیا جاتا ہے۔

(ازالہ ادہام ص ۱۴۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱) ”اول: یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو ہو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صد ہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیش گوئی ہے۔ جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا ہے۔“

(ازالہ ادہام ص ۱۴۳، ۱۴۴، خزائن ج ۳ ص ۱۷۳) ”دوئم: یہ دعویٰ کہ تمام صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اسی طرح مانتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ ہم یہ بالکل لغو اور بلا دلیل ہے۔ فرد فرد کی رائے کا خدا کو ہی علم ہوگا۔ کسی نے ان سب کے اظہارات لکھ کر کب قلمبند کئے ہیں۔ یا کب کسی نے اپنے منہ سے ان کے بیانات من کر شائع کئے ہیں۔ باوجودیکہ صحابی دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ تھے۔ مگر پیش گوئی کے روایت کرنے والے شاید دو یا تین تک نکلیں تو نکلیں اور ان کی روایت بھی عام طور پر ثابت نہیں ہوتی۔“

”اخرج الفريابي وسعيد بن منصور ومسعود وعبد بن حميد وابن ابی حاتم والطبرانی من طرق عن ابن عباس في قوله وانه لعلم للساعة قال خروج عيسى قبل يوم القيامة واخرج عبد بن حميد عن ابی هريرة وانه لعلم للساعة قال خروج عيسى يمكث في الارض اربعين سنة“

ود اللون اسمه كاهنا

استعمال نہیں تو ازالہ ادہام کے متعدد صفحات پر اور فتح الباری کے حوالہ جات کیوں دیتے ہو۔ بھکاریے مرزائی بھلا کہاں دیں گے۔ اندھیر مرزا قادیانی اپنا مافی الضمیر بیان کریں تو امت کا رد یہ انہیں کتابوں سے استنباط کریں اور نہ چالتے پٹھو معترض ہوں کہ یہ حدیث بخاری بہا بد گریست!

لیکن ہے۔ جیسا کہ کسی جاہل بے نماز متمسک نے کہا میاں اس کے آگے بھی پڑھئے۔ مضمون نم سسکاری ہے۔ یعنی حالت نشہ میں نماز ادا باپ عمل کرتا ہوگا۔ ہم سے اگر ایک آیت مانے نہ سوچا نہ سمجھا نہ جانا کہ ابن عباسؓ کا کیا پڑھ لئے جھٹ کہہ دیا۔ دیکھو! ابن عباسؓ بھی ان کی ساری آیات کا ترجمہ دیکھتے اور پھر حلقہ فرمائیں تو مرزا قادیانی کی خانہ زاد نبوت

باس ان تعذبهم فانهم عبادك يقول  
ن تغفر لهم اي من تركت منهم مدفي  
احبط من السماء الى الارض يقتل  
اقروا انا عبید وان تغفر لهم حيث  
م (جلال الدين سيوطي، درمنثور ج ۲)

تكون تلك الاربعون اربع سنين يحج ويعتمر واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن مجاهد<sup>۱</sup> وانه لعلم للساعة قال آياته للسايه خروج عيسى بن مريم قبل يوم القيامة واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن الحسن<sup>۲</sup> وانه لعلم للساعة قال نزول عيسى واخرج ابن جرير من طرق عن ابن عباس<sup>۳</sup> وانه لعلم للساعة قال نزول عيسى (تفسير درمنثور ج ۶ ص ۲۰) ”﴿فریابی سعید بن منصور، مسدود عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وانه لعلم للساعة سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قبل يوم القيامة مراد ہے اور عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی قول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا مراد لیا ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کے اندر چالیس برس رہیں گے۔ حج اور عمرہ بھی کریں گے اور عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہدؓ سے وانه لعلم للساعة سے بیان کیا ہے کہ قیامت کی علامت خروج عیسیٰ علیہ السلام قبل يوم قیامت ہے۔ عبد بن حمید اور ابن جریر نے حسنؓ سے بیان کیا ہے۔ وانه لعلم للساعة سے نزول عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے اور ابن جریر نے بہت طریقوں سے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ وانه لعلم للساعة سے مراد نزول عیسیٰ ہے۔﴾“

”وقال الامام احمد حدثنا هاشم بن قاسم حدثنا شيبان عن عاصم بن ابي النجود عن ابي زرين عن ابي يحيى مولى بن عقيل انصاري قال قال ابن عباس لقد علمت ائته من القرآن وانه لعلم للساعة قال هو خروج عيسى بن مريم عليه السلام قبل يوم القيامة وقوله سبحانه وتعالى وانه لعلم للساعة تقدم تفسير ابن اسحاق ان المراد من ذلك ما يبعث به عيسى عليه السلام من احياء الموتى وبراء الاكهم والابرص وغير ذلك من الاسقام وفي هذا نظر وابعده منه ما حكاه قتاده عن الحسن البصري وسعيد بن جيز عن الضمير في وانه عائد على القرآن بل الصحيح انه عائد على عيسى عليه السلام فان السياق في ذكره ثم المراد بذلك نزوله قبل يوم القيامة كما قال تبارك وتعالى وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته اي قبل موت عيسى عليه السلام ثم يوم القيامة يكون عليهم شهيدا ويؤثد هذا المعنى القرآن الاخرى وانه لعلم للساعة اي اماره ودليل على وقول الساعة قال مجاهد وانه لعلم للساعة خروج عيسى ابن مريم عليه

السلام قبل  
وابى ما  
يوم القيد  
هاشم بن قاسم  
ابن زرين اور  
ابن عباسؓ  
حضرت ابو  
تعالى وانه  
اشياء جن کو  
کرنا وغیرہ  
قتادہ نے  
راجع ہوتا  
عیسیٰ علیہ  
اللہ تعالیٰ  
موت عیسیٰ  
للساعة  
کی مجاہد  
طرح ابو  
ہے۔ قب  
کوئی دین  
پر گزری  
قرآنی آ  
اس کے  
میں ان  
ساتھ ہو

السلام قبل يوم القيامة وهكذا روى عن ابي هريرة وابن عباس وابي العالية وابي مالك وعكرمة والحسن وقتادة والضحاك وغيرهم وقد تواترت قبل يوم القيمة اماماً عادلاً (تفسير ابن كثير ج ۷ ص ۲۱۷) ”امام احمد نے فرمایا کہ ہمیں ہاشم بن قاسم نے شیبان سے حدیث بیان کی اور انہوں نے عاصم بن ابی النجود سے اور انہوں نے ابی رزین اور انہوں نے ابی یحییٰ سے جو مولا ابن عقیل انصاری کا ہے جو انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ فرمایا کہ میں نے قرآن کی آیت کو سمجھا اور وہ آیت وانہ لعلم للساعة ہے تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے آنا ہے اور قول اللہ تعالیٰ وانہ لعلم للساعة اس کے اندر ابن اسحاق کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے کہ اس آیت سے مراد اشیاء جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھیجا تھا۔ مردوں کا زندہ کرنا برص اور کوڑھ والوں کو اچھا کرنا وغیرہ۔ جو بیماریاں تھیں مگر اس کے اندر اعتراض ہے اور اس تفسیر سے زیادہ بعید وہ ہے جس کو قتادہ نے حسن بصری اور جبیر سے ضمیر فی وانہ لعلم میں بیان کیا ہے کہ ضمیر وانہ کا قرآن کے طرف راجع ہوتا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ ضمیر وانہ کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ سیاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے۔ باقی اس سے مراد نزول عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ اے قبل موت عیسیٰ علیہ السلام وانہ کے ضمیر کا مرجع ہیں کہ دوسری قراءۃ تائید کرتی ہے۔ وانہ لعلم للساعة اے امارۃ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں اور دلیل ہیں۔ وقوع ساعۃ کی مجاہد نے کہا کہ وانہ لعلم للساعة سے مراد خروج عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے اور اسی طرح ابو ہریرہؓ ابن عباسؓ ابی العالیہ ابی مالک حسن قتادہ ضحاك وغیرہ سے منقول ہے اور تواتر کو پہنچا ہے۔ قبل يوم القيمة اما ما عاد لا یعنی قیامت سے پہلے امام عادل آئے گا۔

تجب نہیں حیرت ہے کہ جب مرزا قادیانی یہ خود اقرار کرتے ہیں کہ نزول مسیح کا عقیدہ کوئی دینیات کا مسئلہ نہیں تو وہ خود کیوں اس پر عمل نہیں کرتے۔ ان کی ساری زندگی اسی ایک مسئلہ پر گزری۔ ہاؤن سالہ زندگی تک وہ مسلمانوں کے ہموا رہتے ہوئے جا بجا اعلان کرتے رہے اور قرآنی آیات سے تمسک کرتے ہوئے کہتے رہے۔ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے ضرور نازل ہوگا اور اس کے بعد جب خانہ زاد نبوت کے وہم میں مبتلا ہوئے تو مسیح کی رسوائی اور حقارت کے منظر کھینچنے میں ان کتابوں کا سہارا لیتے ہوئے جو تحریف شدہ ہیں اور جن پر ان کا اپنا ایمان نہیں۔ تمسک کیا اور ساتھ ہی عاجی خدا کے سر پریدہ، بے جوڑ، تک بند، سرقہ شدہ الہام جن کی تفہیم مرتے دم تک نہ

بعتمر واخرج عبد بن حميد وابن  
ماتة للسايه خروج عيسى بن مريم  
وابن جرير عن الحسن وانہ لعلم  
ير من طرق عن ابن عباس وانہ  
ومنثور ج ۶ ص ۲۰) ”فرمایا سعید بن  
ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ قول باری  
کا آنا قبل يوم القيامة مراد ہے اور عبد  
عیسیٰ علیہ السلام کا آنا مراد لیا ہے اور حضرت  
عند چالیس برس رہیں گے۔ حج اور عمرہ بھی  
لہ لعلم للساعة سے بیان کیا ہے کہ  
ت ہے۔ عبد بن حمید اور ابن جریر نے حسنؓ  
علیہ السلام مراد ہے اور ابن جریر نے بہت  
لم للساعة سے مراد نزول عیسیٰ ہے۔

ہاشم بن قاسم حدثنا شيبان عن  
عن ابي يحيى مولى بن عقيل  
من القرآن وانہ لعلم للساعة قال  
م قبل يوم القيامة وقوله سبحانه  
ابن اسحاق ان المراد من ذلك ما  
تنى وابراه الاكمه والابرص وغير  
منه ما حكاه قتاده عن الحسن  
نه عائد على القرآن بل الصحيح  
السياق في ذكره ثم المراد بذلك  
لى وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن  
سلام ثم يوم القيامة يكون عليهم  
وانہ لعلم للساعة اى امارۃ ودليل  
ساعة خروج عيسى ابن مريم عليه

ہوئی کے بل بوتے پر دفتروں کے دفتر سیاہ کئے۔ قرآنی آیات کو تحریف کے شکنجوں میں کتے ہوئے ایسے بھونڈے اور پھسڈے انداز میں پیش کیا کہ سرکارِ دو عالم کے مفہوم اور بیان سے مغائر جا پڑے۔ گویا کہ قرآن حکیم کے مغز کو یتیم مکہ نے نہ سمجھا اور معارف کی ڈینگ مارتے ہوئے نیچریت کی دلدل میں ایسے پھنسے کہ جائے رفتن نہ پائے مامدن ہوئے۔ معارف قرآن بھلا قادیانی دیہاتی مراقی کیا جانے۔ اس کے جاننے والے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن سلام، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم تھے۔ جنہوں نے قرآن صامت کو قرآن ناطق سے سنا زبان فیض ترجمان سے زیادہ اسرار الہی اور معارف یزدانی کو بھلا اور کوئی کیا بیان کر سکتا ہے۔ فقیر کے خیال میں تو سرکارِ مدینہ سے کسی کا یوں نسبت کرنا ہی کفر اور سلب ایمان ہے۔ مگر یہ ویسی یہودی ایسی فضا میں اثناء الحق کا اعادہ کرتے ہیں جہاں پچاسی بس کا روگ نہیں اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ دو تین راویوں سے زیادہ کسی صحابی کا یہ ایمان ہی نہیں۔ ایسا ہے جیسا کہ جیساروز روشن میں سورج کا انکار کرنا۔ قارئین کرام ملاحظہ کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کی چھاتی پہ ہزاروں صحابی پتھر توڑ رہے ہیں۔ چنانچہ ذیل کا مضمون کثرت صحابہ پر مشتمل مرزا کے منہ کو لگام دیتا ہے۔ مگر جب حیا ہو اور جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے۔

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

تو اس کے لئے ناجائز بھی شیر مادر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۹۸، زیر آیت وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم)  
 ”بیان فرماتے ہیں“ قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن المنہال ابن عمر وعن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما اراد اللہ ان یرفع عیسیٰ الی السماء خرج علی اصحابہ فی البیت اثنا عشر رجلاً من الحواریین یعنی فخرج علیہم من عین فی البیت ورأسہ یقطر ماء فقال ان منکم من یکفر بی اثنا عشر مرة بعد ان امن بی قال ثم قال ایکم یلقى علیہ شبہی فیقتل مکانی ویكون معی فی درجتی فقام شاب من احدثہم سناً فقال له اجلس ثم اعدا علیہم فقام ذالک الشاب فقال اجلس ثم اعدا علیہم فقام ذالک الشاب فقال انا فقال هو انت ذاک فالقی علیہ شبہ عیسیٰ ورفع عیسیٰ من روزنۃ فی البیت الی السماء قال وجاء الطلب من الیہود فاخذوا الثبہ فقتلوه ثم صلبوه فکفر بہ بعضہم

اشنی عشر  
 فینا ما شاء  
 اللہ ما شاء  
 عبداللہ ور  
 الکافرتان  
 محمد ﷺ  
 کریب عن  
 یلقى علیہم

کے آسمان پر ا  
 باہر نکلے اس وف  
 کے پاس تشریف  
 مرتبہ انکار کر  
 اور میری جگہ  
 کھڑے ہو کر

آپ نے دوہرے  
 جا اور آپ  
 وہ شخص ہے  
 السلام مکان  
 اور اسی شبیہ ک  
 مرتبہ مسیح کا  
 کہ ہم میں  
 ہیں۔ دوسر  
 اپنی طرف  
 اسے قتل کر  
 فرمایا اور یہ

اثنی عشر مرة بعد ان امن به وافتر قواثلات فرق فقالت فرقة كان الله فينا ما شاء ثم صعد الى السماء وهؤلاء اليعقوبية وقالت فرقة كان فينا الله ما شاء ثم رفعه الله اليه وهؤلاء النسطورية وقالت فرقة كان فينا عبد الله ورسوله ما شاء الله ثم رفعه الله اليه وهؤلاء المسلمون فتظاهرت الكافرتان على المسلمة فقتلوهما فلم يزل الاسلام طامسا حتى بعث الله محمد ﷺ وهذا اسناد صحيح الى ابن عباس ورواه النسائي عن ابي كريب عن معاوية نحوه وكذا ذكر غير واحد من السلف انه قال لهم ايكم يلقي عليهم شبهة فقتل مكاني وهو رفيقي في الجنة

”حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھانے کے ارادہ فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مکان سے جس میں چشمہ تھا باہر نکلے اس وقت ان کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ وہ اپنے بارہ حواریوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ بے شک تم میں سے ایک شخص مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ انکار کرے گا۔ بعد ازاں فرمایا کہ تم میں سے ایسا کون ہے جس پر میری شہادت ڈالی جائے اور میری جگہ وہ مقتول ہو اور میرے مرتبہ میں میرے ساتھ رہے۔ پس ایک نوجوان شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میں ہوں اے رسول اللہ کے، تو جناب عیسیٰ نے فرمایا کہ تو بیٹھ جا اور آپ نے دوبارہ انہیں الفاظ کا اعادہ کیا تو پھر بھی وہی شخص کھڑا ہوا۔ آپ نے پھر حکم دیا کہ تو بیٹھ جا اور آپ نے سہ بارہ انہیں الفاظ کو دہرایا۔ غرضیکہ چوتھی مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ہی وہ شخص ہے (جو انکار کرے گا) پھر عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت اس شخص پر ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ بعد ازاں یہود کے جاسوس آئے اور اسی شبیہ کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور اسی کو قتل و مصلوب کر دیا۔ انہیں حواریوں سے بعض نے بارہ مرتبہ مسیح کا انکار کیا اور اس کے بعد لوگ تین فرقوں پر منقسم ہو گئے۔ ایک گروہ اس امر کا قائل ہوا کہ ہم میں خدا رہا جب تک اسے منظور ہوا۔ پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ اس کو یعقوبیہ کہتے ہیں۔ دوسرے گروہ نے یہ کہا کہ خدا کا بیٹا جب تک چاہا ہم میں رہا۔ اس کے بعد خدا نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اس کو نسطوریہ کہتے ہیں۔ پھر دونوں فرقے کافروں کے غالب ہوئے اور اسے قتل کر دیا۔ پھر ہمیشہ اسلام معدوم رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور یہ سب اسناد صحیح ہیں۔ ابن عباس کی طرف اور روایت کیا اس اثر کونسا کی نے ابی کریب

قرآنی آیات کو تحریف کے شکنجوں میں کتے ہوئے کہ سرکارِ دو عالم کے مفہوم اور بیان سے مغائر نے نہ سمجھا اور معارف کی ڈہنگ مارتے ہوئے ان نہ پائے مائدن ہوئے۔ معارف قرآن بھلا والے عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن سلام، عبد اللہ بن عبد العزیز تھے۔ جنہوں نے قرآن صامت کو قرآن الہی اور معارف یزدانی کو بھلا اور کوئی کیا بیان کر سکتے ہیں جہاں پھانسی بس کا روگ نہیں اور کسی صحابی کا یہ ایمان ہی نہیں۔ ایسا ہے جیسا کہ ملاحظہ کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کی چھاتی پہ یوں کثرت صحابہ پر مشتمل مرزا کے منہ کو لگام دینا پائے۔

رچہ خواہی کن

ولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم  
حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو  
عمر وعن سعيد بن جبير عن ابن  
الهي السماع خرج على اصحابه وفي  
في فخرج عليهم من عين في البيت  
فر بي اثنا عشر مرة بعد ان امن بي  
ل مكاني ويكون معي في درجتي  
س ثم اعاد عليهم فقام ذاك الشاب  
الشاب فقال انا فقال هو انت ذاك  
ن روزنة في البيت الى السماء قال  
فقتلوه ثم صلبوه فكفر به بعضهم

سے اس نے ابی معاویہ سے مثل طریق مذکور کے اور اسی طرح ذکر کیا۔ اکثر علمائے سلف نے اس امر کو اور فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے تم میں سے جس پر ڈالی جائے شہادت میری اور قتل کیا جائے میرے عوض وہ رفیق ہے میرا جنت میں۔“

ناظرین! غور فرمائیں کہ صرف اسی حدیث کو بیان کرنے والے کتنے صحابی ہیں۔ ہاں! اگر مرزا قادیانی کا یہ خیال ہو کہ اس مسئلہ کو تمام صحابی علیحدہ علیحدہ بیان کریں تو یہ ان کی حماقت ہے۔ اس لئے کہ یہ غیر ممکن ہے۔ کیا کوئی جیتا جاگتا مرزائی یہ بتا سکتا ہے کہ کسی ایک مسئلے پر تمام افراد نے فرداً فرداً اپنی رائے کا اظہار کیا۔ قطعاً نہیں اور اس کی ضرورت بھی کیا ہے۔ بھائی ایمان چاہئے ایمان اور جب یہ ہو تو ایک ہی صحابی کا ایک ہی قول کافی ہے۔ جو اس نے نبی کریم ﷺ سے سن کر روایت کیا۔ یہ حدیث انجیل برنباس کے بیان سے مشابہت رکھتی ہے۔ جو قبل بیان ہو چکی اس میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح جناب مسیح کا رفع الی السماء ہوا اور کس پر آپ کی شبیہ ڈالی گئی اور نیز یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کس طرح مختلف انجیل گروہ بن گئے اور ان کے کیا نام ہیں اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ دین حنیف یعنی اللہ کا پسندیدہ دین جناب ابراہیم خلیل اللہ سے بعثت سرور دو عالم سے قبل بھی موجود تھا۔ مگر اس کی رونق و شادابی سرکار مدینہ سے شروع ہوئی اور آپ ﷺ کی آمد سے وہ تمام اعتراض جو عصمت انبیاء کے متعلق ہیں بیان ہو کر پایہ تکمیل تک پہنچی۔

### کذاب قادیان کا تعارف

(تذکرۃ الشہادتین ص ۲، خزائن ج ۲۰ ص ۴) ”جس مسیح موعود کی بشارت آج سے تیراں سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالمات الہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ باقی نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ہے ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنکتی تھی اور تمام مکالمات الہیہ ایسی عظیم الشان پیش گوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوئی تھیں اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدہ لا شریک خدا کا کلام ہے۔ جس کا کلام قرآن شریف ہے اور میں اس جگہ تورات و انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت و انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں اس قدر محرف و مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الحقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت

ہوا اور اس کی تھہ میں سورج اور چاند کا گرہن شریف میں یہ خیال اور ایسا ہوگا کہ فالحمد للہ موعود ہونے کی گلستان، بوستا ملاو کا فیہ پڑھ ہوش سنبھالنے گھر کا تمام اٹا ٹھکر کرے گا۔ ماہوار کا منشی خواب دیکھے

صحائف انبیاء امتحان کی تیار موعود قبل ہوں میں زمین و آسمان جب مرغ نہایت بے واقعات کے

سے کہو کہ تم جیسا قرآن



ہوا اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمان سے برسے۔ انہیں دنوں میں رمضان میں سورج اور چاند کو گرہن ہوا۔ جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت پڑے گی اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اس مری سے باہر نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔

فالحمد لله على ذلك!

مجمعی قادیان کے مخلص حواریو تمہارے مرزا کے لئے سرکار مدینہ نے کس کتاب میں مسیح موعود ہونے کی خوشخبری سنائی کہ قادیان میں مسیح موعود نسل مغلاں میں پیدا ہوگا اور اپنے والد سے گلستان، بوستاں ابتدائی تعلیم حاصل کر کے ایک ایک شیعہ عالم گل شاہ ساکن بنالہ سے شرح ملا و کافیہ پڑھے گا۔ اس کے بعد دوسری معمولی درسگاہوں میں بھگتا ہوا معمولی علم حاصل کرے گا۔ ہوش سنبھالتے ہی اس کا باپ اسے دیوانی عدالتوں میں مکیٹ دے گا اور اسی مشغلے میں وہ دونوں گھر کا تمام اثاثہ البیت تین تیراں کر کے فکر معاش میں وطن عزیز کو خیر باد کہتا ہوا پیٹ کے دھند کا فکر کرے گا۔ سیالکوٹ جائے گارل و جنر سکیمے گا اور ساتھ ساتھ سرکاری عدالت میں ۱۵ روپے ماہوار کا منشی گیرہ کرے گا۔ مگر ان اشغال میں طبیعت جولانیاں دکھائے گی اور ہوس مختیاری کے خواب دیکھے گا۔

غریب مسیح جس کی بشارت بزعم خود قرآن، احادیث، انجیل، تورات، زبور اور صحائف انبیاء میں لکھی ہے اور جس کے لئے تمام پیامبر خوشخبریاں دیتے آئے ہیں۔ مختیاری کے امتحان کی تیاریاں شب و روز ایک ہندو بھولی کے ساتھ کرے گا اور نتیجہ میں ہندو پاس اور بچار مسیح موعود فیل ہوگا۔ اسی ہوم و غموم میں نوکری چھوڑ کر وطن واپس لوٹے گا اور براہین احمدیہ کی تیاری میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتا ہوا تیس ماہریاں اخبار و اشتہار میں کرے گا اور بیس سال بعد جب مرغ دام تزدیر میں مقید ہوں گے انہیں سر بریدہ رطب و یابس کو جنہیں براہین احمدیہ میں نہایت بے سروسامانی سے مہیا کیا اور جن سر بریدہ فقرات کی ملہم کو تفہیم نہ ہوئی تھی۔ وہی مقطعات واقعات کے وقوع پذیر ہونے پر الہام کہتے ہوئے جڑے گا۔

آخر یہ کہاں لکھا ہے کہ ان حقائق کا حامل مسیح موعود ہوگا۔ مرزا نیو! گئے گذرے ایمان سے کہو کہ تمہارا مسیح موعود یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرا کلام قرآن کریم سے کم نہیں۔ وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا قرآن تو تم کیوں اس کی روز تلاوت نہیں کرتے اور کیا وجہ ہے کہ تم جبکہ وہ خدا کا ہی کلام ہے تو

رج ذکر کیا۔ اکثر علمائے سلف نے اس جائے شہادت میری اور قتل کیا جائے

ن کرنے والے کتنے صحابی ہیں۔ ہاں! علیحدہ بیان کریں تو یہ ان کی حماقت یا یہ بتا سکتا ہے کہ کسی ایک مسئلے پر تمام کی ضرورت بھی کیا ہے۔ بھائی ایمان فی ہے۔ جو اس نے نبی کریم ﷺ سے شاہد بہت رکھتی ہے۔ جو قبل بیان ہو چکی ہو اور کس پر آپ کی شبیہ ڈالی گئی اور اور ان کے کیا نام ہیں اور یہ بھی پتہ چلتا ہے اللہ سے بعثت سرور دو عالم سے قبل بعث ہوئی اور آپ ﷺ کی آمد سے وہ میل تک پہنچی۔

مسیح موعود کی بشارت آج سے تیراں سو مکالمات الہیہ اور خطابات رحمانیہ اس کے باقی نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ہے الہیہ ایسی عظیم الشان پیش گوئیوں سے اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی یہ اسی وحدہ لا شریک خدا کا کلام ہے۔ اس کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت و انجیل ہی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام کیسے یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ اس کے ذریعہ مرتبہ حق البقین تک پہنچی۔ پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت

اسی کے احکام پر نہیں چلتے اور تمہارا کیا حق ہے کہ قرآن سے تمسک کرو اور جب کہ تمہارے لئے بچارے مرزا کو بڑی تکلیف و محنت کے بعد قرآن جدید ملا، تمہیں لازم ہے کہ اسی پر عمل کرو اور وہی تمہارے گھروں کی زینت بنے اور اسی کے تمہارے حفاظ ہوں اور وہی نماز میں پڑھا جائے۔ مہربانی کر کے جہاں نئی مان لیا ہے بچارے کے کلام کو بھی مانو۔

مرزا قادیانی کو یہ بھی اقرار ہے کہ موجودہ انجیل و تورات محرف و مبدل ہیں۔ پھر بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ تم کیوں اس کے اقتباسات سے تمسک کرتے ہو۔ جب کہ تم انہیں خدا کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ آخر یہ کیا بیہودگی ہے کہ اسی سے ناجائز فائدہ بھی مشکل میں اٹھا لیتے ہو اور پھر طعن کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی اور جانتے ہو مرزا کی تواثر کی پیش گوئیاں اور معجزات کیا تھے۔ یہی نا، پلگ، نمونیا، ہیضہ، گرہن، لعنت بازی، شاعری، لوٹ مار کی پیش خبریاں منی آڈروں بیوں اور مٹھی گرم کے الہام سنانا۔ موت کی خوشخبریاں دینا۔ زلزلوں کی قصیدہ خوانی بنانا یا لڑکوں کی خوشخبری کہنا۔

ایمان سے کہو یہ تمام باتیں ابتدائے آفرینش سے حیات انسان کے ساتھ وابستہ نہیں کیا مرزا قادیانی سے قبل ہیضہ نمونیا پلگ گرہن زلزلے شاعری وغیرہ نہ ہوتی تھی۔ یا کیا مرزا قادیانی کی رحلت کے بعد زلزلے نہیں آتے۔ پلگ نہیں پھوٹی، ہیضہ نہیں ہوتا، نمونیا مفقود ہو گیا۔ چاند گرہن اور سورج گرہن نہیں ہوتا۔ شاعر مر گئے آخر یہ کیا قیامت ہے کہ واقعات زمانہ کو وہ معجزات سے تعبیر کر کے اپنا الوسیدھا کریں اور تم ان کو نبی ہانکے جاؤ۔ کچھ تو شرم کرو وہ کون سے نشان ہیں جو بارش کی طرح تمہارے مرزا کی صداقت میں آسمان سے بر سے یہ کیا شورا شوری ہے اور جب سوال ہوگا کہ میاں وہ برساتی نشانوں میں ایک تو پیش کرو تو نمکا نمکی دکھاتے ہوئے کہہ دو گے کہ اللہ میاں کا قلم چمڑکنا جو عبد اللہ سنوری اور مرزا کے کپڑوں کا ستیاناس کر گیا۔ موجود ہے شرم کرو اور باز آؤ شافع محشر کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ ہاں! یہ تو کہو کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا ذکر کہاں لکھا ہے۔ اس قرآن میں تو نہیں جو سرکار مدینہ پے نازل ہوا۔ اگر کوئی اس سے دکھلا دے تو منہ مانگا انعام پاوے۔ ہاں مرزائی قرآن میں ہو تو کچھ عجب نہیں۔ اس کے آخر میں ایک چیز ایسی ہے جو یقیناً تمہارے لئے زندہ درگور کے مترادف ہے۔ وہ یہ کہ کون کون سے انبیاء نے کن کن صحائف میں مسیح موعود کے وقت مری پڑنے کی پیش گوئی لکھی ہے۔ یقیناً تم تلاش کرتے کرتے مری کیوں نہ جاؤ۔ مگر دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک حوالہ نہ دے سکو گے اور نیم بیہودہ کچھ تو سوچو کہ ہر جا رہے ہو اور کسے چھوڑ رہے ہو۔ ذیل میں مرزا قادیانی کا وہ کلام پیش کیا

جاتا ہے۔ جسے کلام پاک کے پڑھو اور شرم کے سمندر میں ڈا کے خوف سے چھوڑتے ہو۔  
مرزا قادیانی کا قرآن  
(تذکرۃ الشہادتین)  
کرو یہ خوشخبری ہے جو قدیم۔  
یعنی ادب و حیا اور خوف  
معصیت اور نافرمانی کا گمان  
کسی فعل یا قول کے بجائے  
اور اس کے بندوں سے نکلی  
مگر اکثر لوگ نہیں جانتے کہ  
کیا تم مجھ سے بھاگ سکتے  
قول ہے اور ان باتوں میں  
مرزا کہہ دے کہ اگر تم خدا کو  
اور جو لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں  
اہانت کے درپے ہے۔ میں  
پاس ہو کر میرے رسول ڈراؤ  
ہو جائے گا تو کہا جائے گا  
ہے کہ زمین پر فساد مت کرو  
تجھے انہوں نے ہنسی اور ٹھٹھے  
نے مبعوث فرمایا۔ یہ تو ان کے  
پس وہ حق کے قبول کرنے۔  
لیں گے کہ وہ کس طرح بچا  
لگا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ  
کو ای موجود ہے۔ پس کیا  
تجھے چن لیا۔ جب تو کسی پر

مسک کرو اور جب کہ تمہارے لئے  
میں لازم ہے کہ اسی پر عمل کرو اور وہی  
میں اور وہی نماز میں پڑھا جائے۔

رات محرف و مبدل ہیں۔ پھر بھلے  
کرتے ہو۔ جب کہ تم انہیں خدا کا  
عائدہ بھی مشکل میں اٹھا لیتے ہو اور  
تو اتر کی پیش گوئیاں اور معجزات کیا  
ری، لوٹ مار کی پیش خبریاں منی  
دینا۔ زلزلوں کی قصیدہ خوانی بنانا یا

حیات انسان کے ساتھ وابستہ نہیں  
ناعمی وغیرہ نہ ہوتی تھی۔ یا کیا  
پھوٹی، ہیضہ نہیں ہوتا، نمونیا مفقود  
یہ کیا قیامت ہے کہ واقعات زمانہ کو  
کئے جاؤ۔ کچھ تو شرم کر وہ کون سے  
ن سے بر سے یہ کیا شورا شور ہے  
کرو تو تم کا ٹکلی دکھاتے ہوئے کہہ  
زوں کا ستیاناس کر گیا۔ موجود ہے  
قرآن شریف میں مسیح موعود کے  
ما جو سرکار مدینہ پے نازل ہوا۔ اگر  
قرآن میں ہو تو کچھ عجب نہیں۔ اس  
کے مترادف ہے۔ وہ یہ کہ کون کون  
نے کی پیش گوئی لکھی ہے۔ یقیناً تم  
کہ ایک حوالہ نہ دے سکو گے اور نیم  
میں مرزا قادیانی کا وہ کلام پیش کیا

جاتا ہے۔ جسے کلام پاک کے ہم پلہ کہا گیا اور جس کی میخیں مرزا قادیانی کے قلب میں دھنس گئیں۔  
پڑھو اور شرم کے سمندر میں ڈوب جاؤ۔ مرزا قادیانی کو گنگوٹری عربی کہوں یا آلوہم طوالت مضمون  
کے خوف سے چھوڑتے ہوئے ان کے اپنے ترجمہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

### مرزا قادیانی کا قرآن

(تذکرۃ الشہادتین ص ۷۲، خزائن ج ۲۰ ص ۹۲۶) ”خدا کا امر آ رہا ہے۔ پس تم جلدی مت  
کرو یہ خوشخبری ہے جو قدیم سے نبیوں کو ملتی رہی ہے۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے  
ہیں یعنی ادب وحیا اور خوف الہی کی پابندی سے ان ظنی راہوں کو بھی چھوڑتے ہیں۔ جن میں  
معصیت اور نافرمانی کا گمان ہو سکتا ہے اور دلیری سے کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔ بلکہ ڈرتے ڈرتے  
کسی فعل یا قول کے بجالانے کا قصد کرتے ہیں اور خدا ان کے ساتھ ہے جو اس کے ساتھ اخلاص  
اور اس کے بندوں سے ٹکی بجالاتے ہیں۔ وہ قوی اور غالب ہے۔ وہ ہر ایک امر پر غالب ہے۔  
مگر اکثر لوگ نہیں جانتے جب وہ ایک بات کو چاہتا ہے تو کہتا ہے ہو جا۔ پس وہ بات ہو جاتی ہے  
کیا تم مجھ سے بھاگ سکتے ہو اور ہم مجرموں سے انتقام لیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ صرف انسان کا  
قول ہے اور ان باتوں میں دوسروں نے اس کی مدد کی ہے۔ یہ تو جاہل ہے یا مجنون ہے ان کو اے  
مرزا کہہ دے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو آدمیری پیروی کرو تا خدا بھی تمہیں دوست رکھے  
اور جو لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ ہم ان کے لئے کافی ہیں۔ میں اس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری  
اہانت کے درپے ہے۔ میں اس شخص کی مدد کروں گا جو تیری مدد کرنا چاہتا ہے۔ میں ہوں جو میرے  
پاس ہو کر میرے رسول ڈرا نہیں کرتے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور تیرے رب کا کلمہ پورا  
ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے اور جب ان کو کہا جاتا  
ہے کہ زمین پر فساد مت کرو تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرتے ہیں۔ خبردار رہو کہ وہی مفسد ہیں اور  
تجھے انہوں نے ہنسی اور ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے اور ٹھٹھا مار کر کہتے ہیں کہ کیا یہ وہی شخص ہے جو خدا  
نے مبعوث فرمایا۔ یہ تو ان کی باتیں ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے سامنے حق پیش کیا۔  
پس وہ حق کے قبول کرنے سے کراہت کر رہے ہیں اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان  
لیں گے کہ وہ کس طرح پھیرے جائیں گے۔ خدا ان تہمتوں سے پاک اور برتر ہے جو اس پر  
لگا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں۔ ان کو کہہ دے کہ خدا کی میرے پاس  
گواہی موجود ہے۔ پس کیا تم ایمان لاتے ہو تو میری درگاہ میں وجیہہ ہے۔ میں نے اپنے لئے  
تجھے جن لیا۔ جب تو کسی پر ناراض ہو تو میں اس پر ناراض ہوتا ہوں اور ہر ایک چیز جس سے تو پیار

کرتا ہے میں بھی اس سے پیار کرتا ہوں۔ خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید و تفرید۔ تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ فضل سے۔ اس خدا کو حمد ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا اور تجھے وہ باتیں سکھلائیں جن کی تجھے خبر نہ تھی۔ لوگوں نے کہا یہ مرتبہ تجھے کہاں سے اور کس طرح مل سکتا ہے۔ ان کو کہہ دے میرا خدا عجیب ہے۔ اس کے فضل کو کوئی رو نہیں کر سکتا۔ مگر لوگ اپنے کاموں سے پوچھے جاتے ہیں۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس نے اس آدم کو پیدا کر کے بزرگی دی اور لوگوں نے کہا کیا تو ایسا شخص اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔ جو زمین پر فساد کرتا ہے۔ یعنی پھوٹ ڈالتا ہے۔ تو خدا نے انہیں کہا کہ جن باتوں کا مجھے علم ہے تمہیں وہ باتیں معلوم نہیں اور کہتے ہیں یہ ایک بناوٹ ہے کہ خدا ہے جس نے یہ سلسلہ قائم کیا۔ پھر یہ کہہ کر ان کو اپنے لہو و لعب میں چھوڑ دے اور ہم نے اے مرزا تجھے تمام دنیا کے لئے ایک عام رحمت کر کے بھیجا۔ میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تیری شان عجیب ہے اور اجر قریب ہے۔ میں نے تجھے روشن کیا اور میں نے تجھے چنا۔ تیرے پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جیسا کہ موسیٰ پر زمانہ آیا تھا اور تو ان لوگوں کے بارہ میں میری جناب میں شفاعت مت کر جو ظالم ہیں۔ کیونکہ وہ غرق کئے جائیں گے اور یہ لوگ مکر کریں گے اور خدا بھی ان سے مکر کرے گا اور خدا بہتر مکر کرنے والا ہے۔ وہ کریم ہے جو تیرے آگے آگے چلتا ہے اور اس کو وہ اپنا دشمن قرار دیتا ہے جو تجھ سے دشمنی کرتا ہے اور وہ عنقریب تجھے وہ چیز دے گا جس سے تو راضی ہو جائے گا۔ ہم زمین کے وارث ہوں گے اور اس کو اس کی طرفوں سے کھاتے جاتے ہیں۔ تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے جن کے باپ داوے ڈرائے نہیں گئے اور تاجر موموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ میں مامور ہوں اور میں سب سے پہلے مؤمن ہوں (کہ وہی کھاتہ مجھ پر نازل ہوتا ہے) تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تمام خیر قرآن میں ہے۔ اس کے حقائق اور معارف تک وہی لوگ پہنچتے ہیں جو پاک کئے جاتے ہیں۔ پس تم اس کے بعد یعنی اس کو چھوڑ کر کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔ یہ لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ کچھ ایسی کوشش کریں کہ تیرا امرنا تمام رہ جائے۔ لیکن خدا تو یہی چاہتا ہے کہ تیری بات کو کمال پر پہنچا دے اور خدا ایسا نہیں کہ قبل اس کے جو پاک اور پلید میں فرق کر کے دکھلاوے تجھے چھوڑ دے۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول مرزا کو ہدایت اور دین حق دے کر اس غرض کے لئے بھیجا۔ تاکہ وہ اس دین کو تمام دنیا پر غالب کرے اور خدا کا وعدہ ایک دن پورا ہونا ہی تھا۔ خدا کا وعدہ آگیا اور ایک پیر اس نے زمین پر مارا اور ظلم کی اصلاح کی۔ خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا اور اس شخص پر حملہ

کرے گا کہ جو ظلم کی راہ  
معصیت پر کمر باندھی راہ  
کے اسباب سے جائیں  
غالب اور بزرگ ہے  
دلوں کی حالتیں نہ بدلا  
لے گا۔ آج خدا کے سو  
وہ قادر خدا تیرے ساتھ  
بچاؤں گا۔ مگر وہ لوگ  
پورے طور پر اطاعت  
طرف سے سلامتی ہے  
رسول کے ساتھ کھڑا  
ملامت کرتے ہیں اور  
ہمیشہ رہے گی اور میں  
آئے گا۔ میں صاعقہ  
دور جہاں  
صاحب خانہ کی مدد  
بنائے بغیر نہ رہتا تھا  
لئے اپنے آپ کو شہ  
جاتا۔ سچ ہے کہ جو  
ہو جاتے تو بچا را میہ  
ہوئے اپنی بیوقوفی  
بھرتا ہوا خاموش ہو  
مرزا قادیانی کے ہا  
تھے۔ مرزا قادیانی  
کہ گویا پٹی پٹی دج  
حکم دیا۔ بھیا لکھوا



دستخطوں کے علاوہ ہمارے پینٹ گواہوں لالہ شریعت مل آریہ اور ملا دامل کے دستخط بھی کرا لیتا یا انہیں یہ الہام سنا دیتا۔

اونیم یہودیو کچھ تو کہو یہ تمہارے مرزا قادیانی کیا کیا آناپ شاپ کو قرآن کا مرتبہ دے رہے ہیں۔ کیا قرآن کریم میں ایسی ہی باتیں سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان میں لکھی ہوئی ہیں۔ جاننے ہو مخلوق اور خالق کے کیا تعلقات مراتب ہیں۔ بندہ تو بندہ ہی ہے خالق تھوڑا ہی ہے۔ یوں نہیں جیسے کذاب قادیان نے سمجھ رکھا ہے۔ مرزا قادیانی کے قرآن کو پڑھو اور فرقانِ حید کی روشنی میں پرکھو۔ ہم تمہارے لئے نمونہ ایک مشعل جلاتے ہیں۔ تم میں جنہیں تھوڑی سی بھی چشم بصیرت سے حصہ دیا گیا ہے وہ اس کو پڑھیں اور دل کی گہرائیوں میں ٹولیں۔ انشاء اللہ! قوی امید ہے کہ مرزائیت کے بھوت سے نجات پائیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

”قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الہکم الہ واحد (کہف: ۱۱۰)“ اور ترجمہ مولانا خلیفہ الطاف حسین صاحب حالی کی زبان سے سنئے تاکہ روحانیت نصیب ہو۔

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق زبان اور دل کی شہادت کے لائق  
اسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لائق اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ

جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم  
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

میرا ہے شرکت سے اس کی خدائی

نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں مہ و مہر ادلے سے مزدور ہیں واں

جہاں دار مغلوب و مقہور ہیں واں نبی اور صدیق مجبور ہیں واں

نہ پرش ہے رہبان و احبار کی واں

نہ پرواہ ہے ابرار و احرار کی واں

نصاری کی مانند دھوکہ نہ کھانا کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا  
میری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا

سب  
اسی  
بنانا نہ تربت کو یہ  
نہیں بندہ ہونے میں کہ  
مجھے  
کہ  
ان باتوں کو سمجھنے  
موازنہ اسلامی روشنی میں شد  
تمہیں اپنی شکل اس صفائی  
نصیب ہیں وہ جو اس مواز  
سمجھیں۔ اسے مسلمانوں  
کے لئے خوب ہے۔

رکس قادیان کا ذاتی تو

(تذکرۃ الشہادتین)

تمام نبیوں کی خبر اور قرآن شہ

گنی۔ (سبحان اللہ! واہ رے

حدیث صحیح کے مطابق اس ز

آمد شروع ہوئی اور آتے ہو

زمانہ میں وہ ستارا نکلا جو صبح

عام میں دمدار کہتے ہیں۔ جو

خوب کہی) میں وہ شخص ہور

اور عنقریب وہ وقت آتا ہے

ہو کر وہ تمام اونٹ بیکار ہو

چکے۔ مرزا قادیانی کی جا

ہیں اور جہاں سوائے اونٹوں

کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ

سب انسان ہیں واں جس طرح سرگندہ  
اسی طرح ہوں میں بھی ایک اس کا بندہ  
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم  
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم  
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی  
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور اپنی بھی  
ان باتوں کو سمجھنے کے بعد مندرجہ ذیل تعارف کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ یقین ہے کہ یہ  
موازنہ اسلامی روشنی میں شب و بجور سے زیادہ تاریک معلوم ہوگا اور یہ وہ آئینہ ہے جس میں  
تمہیں اپنی شکل اس صفائی سے نظر آئے گی۔ جو تمہیں یقیناً حق الیقین پر پہنچا دے گی۔ خوش  
نصیب ہیں وہ جو اس موازنے سے عبرت حاصل کریں اور سرکاری نبی کو دلائی جنگلے کی ہی زینت  
سمجھیں۔ اسے مسلمانوں سے کیا کام ہاں بھائی یہ انگریزی پودا کسی بڑے صاحب کے گلمے ہی  
کے لئے خوب ہے۔

### ریکس قادیان کا ذاتی تعارف

(تذکرۃ الشہادتین ص ۳۴ تا ۳۵ خزائن ج ۲۰ ص ۳۶) ”میں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں  
تمام نبیوں کی خبر اور قرآن شریف کی خبر کے موافق اس ملک میں خارق عادت طور پر طاعون پھیل  
گئی۔ (سبحان اللہ! واہ رے طاعونی نبی اور پلنگی پیغمبر صاحب خوب آئے) میں وہ شخص ہوں جو  
حدیث صحیح کے مطابق اس زمانہ میں حج روکا گیا۔ (واہ رے میرے بے دم کے شیر پلنگ سے تیری  
آمد شروع ہوئی اور آتے ہی ایک ارکان اسلام کو ہڑپ کر لیا خوب) میں وہ شخص ہوں جس کے  
زمانہ میں وہ ستارا نکلا جو مسیح ابن مریم کے وقت میں نکلا تھا۔ (العیاذ باللہ یہ وہ ستارا ہے جسے عرف  
عام میں دمدار کہتے ہیں۔ جو ہزاروں دفعہ نکل چکا ہے اور ادبار و نحوست کی نشانی سمجھا گیا ہے یہ بھی  
خوب کہی) میں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں اس ملک میں ریل جاری ہو کر اونٹ بیکار ہو گئے  
اور عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ بہت نزدیک ہے جب کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری  
ہو کر وہ تمام اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ (مرزا یو ایمان سے کہو ہمارے ملک میں اونٹ بیکار ہو  
چکے۔ مرزا قادیانی کی جانے بلا وہ ٹھہرے پیغمبر کہ اونٹ ہندوستان میں کس کس مقام زیادہ چلتے  
ہیں اور جہاں سوائے اونٹوں کے کوئی چارہ ہی نہیں۔ ہاں مرزا قادیانی ایک دور کی کوڑی بھی لائے  
کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہما کے درمیان عنقریب بلکہ بہت ہی نزدیک ریل جاری

یہ اور ملاوٹ کے دستخط بھی کرا لیتا یا

یا کیا آناپ شاپ کو قرآن کا مرتبہ  
مالک کی شان میں لکھی ہوئی ہیں۔  
بندہ ہی ہے خالق تھوڑا ہی ہے۔ یوں  
قرآن کو پڑھو اور فرقان حید کی روشنی  
میں جنہیں تھوڑی سی بھی چشم بصیرت  
ٹولیں۔ انشاء اللہ! قوی امید ہے کہ

حسب السی انما الہکم الہ واحد  
حالی کی زبان سے سنئے تاکہ روحانیت

ن اور دل کی شہادت کے لائق

کی ہے سرکار خدمت کے لائق

سے لگاؤ

آگے جھکاؤ

ما کے سدا عشق کا دم بھرو تم

کی طلب میں مرو جب مرو تم

س کی خدائی

سی کو بڑائی

وہر ادلے سے مزدور ہیں واں

بی اور صدیق مجبور ہیں واں

اجار کی واں

حرار کی واں

کو خدا کا نہ بیٹا بنانا

ا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا



ہونے والی ہے۔ جس سے اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ مگر ہوا کیا ان یہودیوں کی جانے بلا یہ توجہ سے روکے گئے۔ اس وقت تک ان دونوں شہروں کے درمیان ریل جاری نہیں ہوئی اور مرزا کو دوکان بڑھائے عرصہ تیس سال ہو گیا۔ گویا پیش گوئی کو سانپ سونگھ گیا یا گدھا کھا گیا۔ تف ہے ایسی ویسی لاف و گداف پر اور ریل کیوں نہ جاری ہوتی بھلا یہ کہاں ممکن تھا کہ دجال تو آوے اور گدھا پیچھے ہی ڈھینچو ڈھینچو کرے) میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صد ہا نشان ظاہر ہوئے۔ کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے جو نشان نمائی میں میرا مقابلہ کر کے مجھ پر غالب آ سکے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور شاید دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے تصدیق کی۔“

مرزا قادیانی کو مراق لے ڈوبا اور رہے سبے حواس محمدی کے عشق میں برباد ہوئے۔ اس چھوٹی سی تحریر پر تو دیر میں کہاں سے کہاں چلے گئے۔ جھوٹ کی حد اور کذب کی انتہاء ہو چکی۔ صد ہا نشان کے ہزاروں نہیں لاکھوں ہو گئے اور دو لاکھ تک حلف اٹھاتے ہوئے شمار کر گئے اور اس کے ایک سال بعد پانچ لاکھ پہنچ گئے۔ آئی اور رفتہ رفتہ ۱۰ لاکھ پر کہیں خدا خدا کر کے ٹھہرے اور نیم یہودیو تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو مرزا قادیانی کے مصدقہ دس لاکھ نشانات کے صرف عنوانات ہی گنوادے۔ مثلاً تار، ریل، اونٹ، گھوڑا، گاڑی، بیل، کتا، شیر، چیتا، یہ کیا عذاب ہے کہ دس لاکھ نشان تو ظاہر ہوں مگر مرزائی اس وقت تک پچاس ہزار سے تجاوز نہ کریں۔ جو مرزائی دس لاکھ کے صرف عنوانات ہی گنوادیں کہ یہ معجزات طاعونی نبی کے ہیں۔ اس کی خدمت میں مبلغ پانچ ہزار روپیہ نقد چہرے شاہی بلا عذر پیش کر دوں گا۔ ہاں یہ بھی کہہ دوں کہ تم تو کیا تمہاری نسل در نسل بھی کوشش و ہمت کرتی مرہی نہ کیوں جائے یہ انعام کبھی نہ حاصل کر سکو گے۔ لگے ہاتھ یہ بھی پوچھ لوں کہ وہ کون کون سے لال بچکھو ہیں۔ جنہیں حضور آقائے بروہہ بحر کے دیدار نصیب ہوئے اور تلقین ہوئی کہ مرزا کی رسالت پر ایمان لاؤ اور مرزا قادیانی نے ان کی تعداد دس ہزار سے زیادہ بتائی ہے جو صاحب ان دس ہزار سے زیادہ کے تحریرات مرزا سے بتائیں۔ وہ پانچ ہزار مند بجد بالا کے علاوہ دس ہزار اور انعام کے مستحق ہیں۔ مولانا عبدالغفور صاحب قبلہ خطیب ہزاروی فرماتے ہیں کہ بھائی تمہارا نام خالد ہے۔ کچھ تو پنجابی نبی کی امت کی پنجابی ہونے کی حیثیت سے رعایت کرو۔ اس لئے ان کے حکم پر سر تسلیم کو خم کرتے ہوئے خالد کے پاک نام کی زکوٰۃ نکالتے ہوئے نو ہزار کم کئے دیتا ہوں کہ صاحب تحریرات مرزا سے ایک ہزار ایسے شاہد پیدا کر دیں۔ وہ موعودہ انعام کے مستحق

ہیں۔ مرزا نیا اچ  
یہ بھی یاد رہے کہ تہ  
ہوئی اور جس نے  
فتح یاب ہوا۔ اس  
کبھی کوئی مجھ پر

اس  
تازیانہ لگاتے ہو  
ہیں کہ کوئی انسان  
مان لے۔ جیسا کہ  
شرافت سے کنار  
تب ہی تو کذا بیہ  
لئے کم ہیں کہ میر  
کہ ایک طور سے  
چونکہ

آیت پیش نہیں کی  
واقعات جن میں  
”و  
عقل بعد ذال  
عیب کرنے والا  
گنہگار گردن کش  
”او

مرزا قادیانی کیا  
حدیث کے الفاظ  
گھر میں سوئی گنو

لے۔ مگر ہوا کیا ان یہودیوں کی جانے بلایہ توجہ کے درمیان ریل جاری نہیں ہوئی اور مرزا کو بی کو سانپ سونگھ گیا یا گدھا کھا گیا۔ تف ہے ہوتی بھلا یہ کہاں ممکن تھا کہ دجال تو آوے اور اس جس کے ہاتھ پر صد ہا نشان ظاہر ہوئے۔ کیا میرا مقابلہ کر کے مجھ پر غالب آ سکے۔ مجھے اس تک دولاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر زیادہ لوگوں نے پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا

ہے سبے حواس محمدی کے عشق میں برباد ہوئے۔ گئے۔ جھوٹ کی حد اور کذب کی انتہاء ہو چکی۔ ناکہ تک حلف اٹھاتے ہوئے شہر کر گئے اور اس فتنہ والا کہ پر کہیں خدا خدا کر کے ٹھہرے اور نیم صدقہ دس لاکھ نشانات کے صرف عنوانات ہی ل، کتا، شیر، چیتا، یہ کیا عذاب ہے کہ دس لاکھ ہزار سے تجاوز نہ کریں۔ جو مرزائی دس لاکھ کے بل کے ہیں۔ اس کی خدمت میں مبلغ پانچ ہزار بھی یہ بھی کہہ دوں کہ تم تو کیا تمہاری نسل در نسل بھی بھی نہ حاصل کر سکو گے۔ لگے ہاتھ یہ بھی پوچھ آتے برو، بحر کے دیدار نصیب ہوئے اور تلقین فی نے ان کی تعداد دس ہزار سے زیادہ بتائی ہے اسے بتائیں۔ وہ پانچ ہزار مندرجہ بالا کے علاوہ صاحب قبلہ خطیب ہزاروی فرماتے ہیں کہ بھائی پنجابی ہونے کی حیثیت سے رعایت کرو۔ اس نے پاک نام کی زکوٰۃ نکلاتے ہوئے نو ہزار کم کئے ایسے شاہد پیدا کر دیں۔ وہ موعودہ انعام کے مستحق

ہیں۔ مرزا نیو! اچھلو کودو، سر پر پاؤں رکھ کر بھاگو۔ خالد نے تمہاری قسمت کا دروازہ کھول دیا۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ تمہارے مقابلہ میں کون چیلنج کر رہا ہے۔ وہ ہے جسے کسی میدان میں کبھی شکست نہ ہوئی اور جس نے کبھی کثرت کو قلت پر ترجیح نہ دی۔ جو اکیلا ساٹھ ساٹھ ہزار کے لشکر پر حملہ آور ہو کر فتح یاب ہوا۔ اس لئے ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ اس کے نام کی برکت سے اس شیطانی جنگ میں کبھی کوئی مجھ پر فتح یاب نہ ہوگا کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

سنجھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں

کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

اس کے آخر میں (تذکرۃ اشہاد میں ص ۲۸، خزائن ج ۲۰ ص ۲۱، ۲۰) پر دجالیہ کے مرکب کو تازیانہ لگاتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔ ”اب رہا میرا دعویٰ سو میرے دعوے کے ساتھ اس قدر دلائل ہیں کہ کوئی انسان نہ بے حیاء نہ ہو تو اس کے لئے اس سے چارہ نہیں ہے کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح مان لے۔ جیسا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کو مانا ہے۔ (او چھ تھیا روں پہ اتر آنا اور شرافت سے کنارہ کشی اختیار کرنا بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے۔ مان لیا صاحب آپ ایسے ہی ہیں۔ تب ہی تو کذابیت کو نبوت کے ترازو کے پلڑے میں رکھ رہے ہیں) کیا یہ دلائل میرے ثبوت کے لئے کم ہیں کہ میری نسبت قرآن کریم نے پورے پورے قرائن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا۔“

چونکہ مرزا قادیانی نے قرآن عزیز سے استدلال بغیر دلیل کے کیا ہے اور سند میں کوئی آیت پیش نہیں کی اس لئے اس فرض کو بھی فقیر ہی انجام دیتا ہے۔ سنئے وہ پورے پورے قرائن اور واقعات جن میں مرزا قادیانی کا ذکر اور نام ہے یہ ہیں:

”ولا تطع کل حلافہمین ہما زمشاء بنمیم مناع للخیر معتداثیم عتل بعد ذالک زینم (قلم ۱۰ تا ۱۳)“ اور مت کہا مان ہر ایک قسم کھانے والے ذلیل کا عیب کرنے والا لوگوں کو چلنے والا ساتھ چٹلی کے منع کرنے والا بھلائی سے حد سے نکل جانے والا گنہگار گردن کش پیچھے اس کے بے نصیب۔“

”اور حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے۔“ (ایضاً) مرزا قادیانی کیا غضب کر رہے ہو کہاں کدعہ جس کی تعریف میں یمن کی ایک بستی لکھا ہوا ہے۔ یعنی حدیث کے الفاظ تو یہ چاہتے ہیں کہ یمن کے علاقہ میں وہ جگہ ہو اور آپ اس عقل مند کی طرح جو گھر میں سوئی گنوا بیٹھا تھا اور تاریکی کی وجہ سے تلاش بازار کے گیس کے نیچے کر رہا تھا۔ یہ کہہ رہے

ہیں کہ کدہ کے کاف میں قادیان کو ڈھونڈ لیں۔ نا صاحب یہ بے جوڑ کا عشق کبھی فٹ نہ بیٹھے گا۔ کیونکہ سوزن تو قادیان میں گم ہوئی جو پنجاب میں واقع ہے اور تلاش کدہ میں کر رہے ہو۔ جو یمن میں موجود ہے۔ حالانکہ تم خود اسی قادیان کی مٹی پلید کرتے ہو۔ اے ازالہ اوہام میں قاضی ماجھی سے لفظ ض کو عربی رسم الخط میں دے تعبیر کرتے ہوئے قادیان بنا چکے ہو۔ یعنی قاضی سے قادی اور قادی سے قادیان۔ یعنی یا مظہر العجائب قادیان میں قاضی ماجھی صاحب یہ تو ہیں آپ کے ادنیٰ کرشمے مگر ایک بھول بھی آپ سے سہوا ہو گئی۔ جو چھوٹے کاف سے بڑا قاف بنا لیا اور اس کے متعلق کچھ نہ کہا۔ لو ہم ہی اس سقم کو بھی دور کئے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ حدیث میں تیراں سو برس سے چھوٹا کاف آ رہا ہے جو یقیناً یہ حق رکھتا ہے کہ اتنی لمبی عمر پانے پر بڑا ہو جائے۔ اس لئے اب اس کو بڑے ق میں ہی آنا چاہئے۔ کیوں ٹھیک ہے ناسرکار۔

”اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرہویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا۔“ (ایضاً) (یعنی وہ ایک سو سال ظہور کی تیار میں صرف کرے گا۔ یعنی پیدائش ہی میں گزارے گا۔ افسوس مرزا قادیانی نے حدیثوں کا نام لے کر یونہی ٹانگہ جڑ دیا ورنہ حدیثوں میں تو ہے نہیں اور جو دکھلا دے منہ مانگا انعام پاوے۔ ہاں یاد آیا کہ مرزا قادیانی کے منجملے صاحبزادہ بشیر نے ابا کی حدیث لکھی ہے۔ جس کا عنوان سیرت الہدیٰ رکھا ہے اور جو یوں شروع ہوتی ہے۔ بیان کیا مجھ سے ملاو ایل نے اس نے فلاں سے اس نے فلاں سے کہ حضرت مسیح موعود یوں فرماتے تھے۔ اگر ایسی کسی حدیث میں لکھا ہو تو کچھ عجیب نہیں) ”اور صحیح بخاری میں میرا تمام حلیہ لکھا ہے۔“ رے واہ مرزا اور اس کا حلیہ اور وہ بھی صحیح بخاری میں کریلہ اور نیم چڑھا کے مصداق ہے جو شخص صحیح بخاری کے مصنف کا نام تک نہیں جانتا ہو صحیح بخاری کو کیا سمجھے گا۔ ہے کوئی مرزا کا پیارا جو مرزا کی تحریر سے صاف صحیح کا نام ہی صحیح بتا دے۔ اس کے عوض ہم یہ مان لیں گے کہ واقعی مرزا قادیانی کا حلیہ صحیح میں موجود ہے ورنہ ایسا ہی ہے کہ جس شخص کو امام بخاری اور ان کے والد بزرگوار کے نام میں تمیز نہ ہو سکی۔ وہ بیچارا مسیح کے حلیہ میں کیا تمیز کرے گا۔

”اور صحیح بخاری میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا۔ سو قادیان دمشق سے مشرق کی طرف ہے۔“ کاش مرزا قادیانی اپنے کاتب وحی پنڈت شام لعل جو پرائمری کا طالب علم تھا سے ہی پوچھ لیتے تو ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ حضرت ہوش کی دوا اور بھی تو سچائی سے بھی پیار کرو۔

”پھر میرے دعویٰ کے مہینہ میں کسوف خسوف کا سواری کا پیدا ہونا۔ اونٹ بیکار صد ہا نشانوں کا ظاہر ہونا۔ آنحضرت ﷺ اور قرآن کا یہ تائیدات کا میرے شامل حال اور راست بازی اور پاک دلی پڑنا۔ یہاں تک کہ مثلیث کی مسلمانوں کا بہت فرقوں پر اور رے خوری اور حرام کاری اور ہو جانا اور ہر ایک پہلو سے اللہ دنیا کا ایک مصلح کا محتاج ہونا لوگوں کا عاجز آ جانا اور میری قرآن ایک خدا ترس کے لئے

سبحان اللہ! مرزا شروع ہوا مرزا قادیانی کی ہوئے کہ نورانیت سیاحی میں اور استقبال کے لئے بیچاری لئے فرشتوں نے بویا اور خ حالت میں سیاہ رنگ کے سے پیش کیا۔ یعنی طوعون پڑ تو مرزا قادیانی مرزائی قرآن و حدیث کی سواری کو چلایا۔ یعنی جتنا بہ پیش کیا اور بیچارے اونٹوں

۱۔ نا صاحب یہ بے جوڑ کا عشق کبھی فٹ نہ بیٹھے گا۔  
میں واقعہ ہے اور تلاش کدعہ میں کر رہے ہو۔ جو یمن  
پلید کرتے ہوئے ازالہ ادہام میں قاضی ماجھی سے  
وئے قادیان بنا چکے ہو۔ یعنی قاضی سے قادی اور  
ن میں قاضی ماجھی صاحب یہ تو ہیں آپ کے ادنیٰ  
۔ جو چھوٹے کاف سے بڑا قاف بنا لیا اور اس کے  
دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ حدیث میں تیراں سو برس سے  
لمبی عمر پانے پر بڑا ہو جائے۔ اس لئے اب اس کو  
مرکار۔

۲۔ اس مسیح موعود کی تیرہویں صدی میں پیدائش ہوگی  
(یعنی وہ ایک سو سال ظہور کی تیار میں صرف  
نوس مرزا قادیانی نے حدیثوں کا نام لے کر یونہی  
کھلا دے منہ مانگا انعام پاوے۔ ہاں یاد آیا کہ  
حدیث لکھی ہے۔ جس کا عنوان سیرت المہدی رکھا  
سے ملاوٹل نے اس نے فلاں سے اس نے فلاں  
کی کسی حدیث میں لکھا ہوتا تو کچھ عجیب نہیں) ”اور  
مرزا اور اس کا حلیہ اور وہ بھی صحیح بخاری میں کریلہ  
کے مصنف کا نام تک نہیں جانتا ہو صحیح بخاری کو کیا  
صاف صحیح کا نام ہی صحیح بتا دے۔ اس کے عوض ہم  
سوجود ہے ورنہ ایسا ہی ہے کہ جس شخص کو امام  
دسکی۔ وہ بیچارہ مسیح کے حلیہ میں کیا تمیز کرے گا۔

۳۔ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا۔ سو  
مرزا قادیانی اپنے کاتب وحی پنڈت شام محل جو  
اٹھانی نہ پڑتی۔ حضرت ہوش کی دوا اور کبھی تو

”پھر میرے دعویٰ کے وقت میں اور لوگوں کی تکذیب کے دنوں میں آسمان پر رمضان  
کے مہینہ میں کسوف خسوف کا ہونا زمین پر طاعون کا پھیلنا حدیث اور قرآن کے مطابق ریل کی  
سواری کا پیدا ہونا۔ اونٹ بیکار ہو جانے، حج روکا جانا، صلیب کے غلبہ کا وقت ہونا۔ میرے ہاتھ پر  
صد ہا نشانوں کا ظاہر ہونا ہزار ہا نیک لوگوں کا میری تصدیق کے لئے خوابیں دیکھا اور  
آنحضرت ﷺ اور قرآن کا یہ فرمایا کہ وہ مسیح موعود میری امت میں سے پیدا ہوگا اور خدا تعالیٰ کی  
تائیدات کا میرے شامل حال ہونا اور ہزار ہا لوگوں کا ۲ لاکھ کے قریب میرے ہاتھ پر بیعت کرنا  
اور راست بازی اور پاک دلی اختیار کرنا اور میرے وقت میں عیسائی مذہب میں ایک عام تزلزل  
پڑنا۔ یہاں تک کہ تثلیث کی طلسم کا برف کی طرح گداز ہونا شروع ہونا اور میرے وقت میں  
مسلمانوں کا بہت فرقوں پر منقسم ہو کر تزلزل کی حالت میں ہونا اور طرح طرح کی بدعات اور شرک  
اور مے خوری اور حرام کاری اور خیانت اور دروغ گوئی دنیا میں شائع ہو کر ایک عام تغیر دنیا میں پیدا  
ہو جانا اور ہر ایک پہلو سے انقلاب عظیم اس عالم میں پیدا ہو جانا اور ہر ایک دانشمند کی شہادت سے  
دنیا کا ایک مصلح کا محتاج ہونا اور میرے مقابلے سے خواہ اعجازی کلام میں خواہ آسانی نشانوں تمام  
لوگوں کا عاجز آ جانا اور میری تائید میں لاکھوں پیش گوئیاں پوری ہونا یہ تمام علامات اور نشانات اور  
قرآن ایک خدا ترس کے لئے میرے قبول کرنے کے لئے کافی ہیں۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص ۳۸، خزائن ج ۲۰ ص ۴۰، ۴۱)

سبحان اللہ! مرزا قادیانی کی بعثت جو آسانی بادشاہت تھی۔ اس کا استقبال آسمان سے  
شروع ہوا مرزا قادیانی کی نگاہ لطف و کرم نے جب نیرین کو بھانپا تو وہ بیچارے اتنے خائف  
ہوئے کہ نورانیت سیاہی میں بدل گئی۔ بہر حال مرزا قادیانی کا خیر مقدم آسمان کی تاریکیوں نے کیا  
اور استقبال کے لئے بیچاری زمین نے مدتوں کے اس پھل کو جسے خاص مرزا قادیانی کی بعثت کے  
لئے فرشتوں نے بویا اور خدا نے آب پاشی کی اور جسے مرزا قادیانی کی نگاہ لطف نے کشف کی  
حالت میں سیاہ رنگ کے پودوں میں دیکھا تھا۔ ایک گلدستے کی صورت میں اپنے جمالی ہاتھوں  
سے پیش کیا۔ یعنی طوعون پھوٹ نکلی۔

تو مرزا قادیانی نے اس کے انعام میں بیچاری زمین کو یہ صلہ دیا کہ اس کی چھاتی پر  
مرزائی قرآن وحدیث کی صداقت میں بھاری بھر کم بوجھ رکھتے ہوئے ایک تیز رفتار غیر مانوس  
سواری کو چلایا۔ یعنی جتا بہ بی ریل جسے مرزا قادیانی نے بعد میں دجال کا گدھا ثابت کرتے ہوئے  
پیش کیا اور بیچارے اونٹوں کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ چونکہ وہ تمام بیکار ہو گئے۔ اس لئے انکے

پوتین میں بھس بھر کر شیچو کھڑے کر دیئے گئے کہ مسیح موعود کی یادگار تازہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہمیں کوئی اونٹ نظر نہیں آتا اور جہاں کہیں ہیں وہ شیچو ہی ہیں۔۔۔ جو مرزا قادیانی کی کرامات سے تھوڑا بہت چل لیتے ہیں اور یہی وجوہات جو حج روکا گیا۔ کیونکہ ریل ابھی مکہ و مدینہ کے درمیان جاری نہیں ہوئی اور اونٹ یوں روکے گئے تو بیچارے حاجی حج کیسے کریں تم دیکھ رہے ہو کہ اب حج مسیح موعود کے وقت سے نہیں ہوتا۔ اسی لئے بیچارے مرزا قادیانی کو تمہاری سہولت اور شوق کی خاطر جان جو کھوں میں ڈال کر یہ شعر کہنا پڑا۔

زمین قادیان اب محترم ہے  
ہجوم غلط سے ارض حرم ہے

(درشین ص ۵۲)

اور ساتھ ہی تسکین امت کے لئے یہ ٹانکہ بھی جڑنا پڑا کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو چکا۔ یہی وجہ ہے جو قادیان میں ہشتی مقبرہ کھل گیا۔ ہاں بھیا سوچو تو یہ کیا کم احسان ہے اور ذرا یہ بھی تو دیکھو کہ مرزا قادیانی کے وقت میں صلیب کا غلبہ بڑھ گیا اور یہ سیلاب مسیح موعود کے وقت سے ہی شروع ہوا کہ پنجاب میں خاص مرزا قادیانی کے ضلع میں ایک عیسائی کے سو سو ہو گئے۔ گویا یہی کسر صلیب ہے اور خدا جانے یہ مسیح موعود کی بعثت کے ثمرات کہاں تک پہنچ کر دم لیں گے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک یہ سیلاب عظیم کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ وہ اسے تزلزل سے تعبیر کرتے ہوئے خوشخبری دیتے ہیں کہ یہ ٹیلٹ کا تودہ برف کی طرح پکھل جائے گا۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ روئے زمین پر پھیل جائے گا۔ یہاں ایک مثالی واقعہ یاد آ گیا جو لطف سے خالی نہیں۔ وہ یہ کہ سکموں کی عملداری میں کوئی مرا سی ایک ٹوٹی ہوئی قبر میں اپنے آپ کو زندہ درگور سمجھتا ہوا یہ دعاء کر رہا تھا یا اللہ سواری کے لئے گھوڑی دے۔ اتفاق سے اسی قبرستان کے نزدیک کسی گرو کے لال کی گھوڑی نے بچہ دیا جو چلنے کے قابل نہ تھا اور سنگھ جی کو چلنے کی جلدی تھی۔ وہ حیران تھا کہ بیگار میں کس کو پکڑے آبادی دور ہے اسی پریشانی میں میرا سی کے دعائیہ کلمات یا اللہ گھوڑی دے یا اللہ سواری کے لئے گھوڑی دے۔ سنے تو ڈانٹ کر آوازی دی او گھوڑی کے بچے ادھر آؤ اور ساتھ ہی آواز کے ساتھ مرا سی کے سر پر پہنچ کر ایک ہلکی سی لٹھ رسید کی مرا سی نے نظر اٹھا کر دیکھا تو گھوڑا سنگھ موت کے لباس میں سر پر کھڑا تھا۔ بیچارہ مرا سی چپکا سا جی مہاراج کہتا ہوا اٹھا تو سنگھ نے بچہ اٹھانے کی فہمائش کی، یہ کہتے ہوئے غریب مرا سی نے گھوڑی کا بچہ اٹھایا اور کہا اے مالک تیرے بھی بھیدز لے ہیں۔ مانگی تو نیچے کو تھی اور ملی اوپر کو ہے، اچھا شکر ہے۔

یہی حال  
ہو گئے اور اسی تنا  
کسر صلیب سمجھ رہے  
کی آمد سے مسلمان  
سے امت خیر الائنہ  
بدعات یعنی تاش  
بازار عصمت فروڈ  
سب سے زیادہ  
انقلاب آ گیا۔

کراچی نبوت من  
جائیں۔ کیونکہ دو  
سر تسلیم کے کچھ  
متعلق بھی سن لے  
مرزا  
نے ان کی نادانی  
بسر ہوا۔ آپ  
جس چیز سے سہا  
کرنے کی کوشش  
سہارا لینے کی  
میں مسیح ابن مر  
آ گیا۔ پھر کیا  
و حال حدیث  
”  
فاما عیسیٰ  
الکتاب مریم  
میں نے عیسیٰ

یادگار تازہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب  
۔۔۔ جو مرزا قادیانی کی کرامات سے  
ہونکہ ریل ابھی مکہ مدینہ کے درمیان  
کے کیسے کریں تم دیکھ رہے ہو کہ اب حج  
قادیانی کو تمہاری سہولت اور شوق کی

م  
م

(درمیں ص ۵۲)

تا پڑا کہ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے  
گیا۔ ہاں بھیا سوچو تو یہ کیا کم احسان  
کا غلبہ بڑھ گیا اور یہ سیلاب مسیح موعود  
نی کے ضلع میں ایک عیسائی کے سوسو  
بخت کے ثمرات کہاں تک پہنچ کر دم  
نعت نہیں رکھتا۔ وہ اسے تزلزل سے  
کی طرح پھل جلائے گا۔ دوسرے  
ایک مثالی واقعہ یاد آ گیا جو لطف سے  
ہوئی قبر میں اپنے آپ کو زندہ درگور  
اتفاق سے اسی قبرستان کے نزدیک  
اور سنگہ جی کو چلنے کی جلدی تھی۔ وہ  
میں میرا سی کے دعائیہ کلمات یا اللہ  
ٹ کر آوازی دی اوگھوڑی کے بچے  
ہلکی سی لٹھ رسید کی مرا سی نے نظر اٹھا  
مرا سی چپکا سا جی مہاراج کہتا ہوا اٹھا  
ی نے گھوڑی کا بچہ اٹھایا اور کہا اے  
ہے، اچھا شکر ہے۔

یہی حال مرزا قادیانی کا ہے۔ آئے تو کسر صلیب کو تھے۔ مگر ہوا کیا ایک ایک سوسو  
ہو گئے اور اسی تناسب سے رفتار ترقی کر رہی ہے۔ مگر مرزا قادیانی معجزہ شمار کر رہے ہیں اور  
کسر صلیب سمجھ رہے ہیں اور مرزا قادیانی اس پر بھی شاداں ہیں اور پھولے نہیں سہاتے کہ ان  
کی آمد سے مسلمان بہت سے فرقوں پر منقسم ہو کر رو بہ تنزل ہو گئے۔ یعنی مرزا قادیانی کی آمد  
سے امت خیر الانام کو یہ تحفہ ملا کہ وہ نہ دھوبی کے رہے نہ گھاٹ کے۔ ان میں طرح طرح کی  
بدعات یعنی تاش، سینما، تھمیر، گانا بجانا، چرس، افیون کے علاوہ شراب خوری، حرام کاری، سر  
بازار عصمت فروشی، خیانت و بے ایمانی، قمار بازی، ڈکیتی، رہزنی، دروغ گوئی، بے ایمانی اور  
سب سے زیادہ مصیبت یہ کہ شرک کی دہاء پھوٹ پڑی اور اس کے علاوہ ہر ایک چیز میں  
انقلاب آ گیا۔ یعنی نیکی کی جگہ بدی نے لے لی۔ یہ ہیں مرزا قادیانی کے احسان وہ ان کو گنوا  
کر اپنی نبوت منوانا چاہتے ہیں۔ اب کون ہے بھلا جو انکار کرے اور مسیح قادیان کو سچا نہ  
جائیں۔ کیونکہ وہ دلائل ہی ایسے زبردست گنوار ہے ہیں۔ جس کا کچھ جواب ہی نہیں اور بھج  
سر تسلیم کے کچھ چارہ ہی نہیں۔ اللہ معاف کرے کہاں سے کہاں چلا آیا۔ اب حلیہ مسیح کے  
متعلق بھی سن لیجئے کہ فرمان رسالت کیا بیان کرتا ہے۔

مرزا قادیانی علمی اور ادبی لحاظ سے محض کورے ہی تھے۔ کم بخت مراق اور جلب زری  
نے ان کی نادانی سے مسیح موعود کا دعویٰ تو کروادیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی عمر کا بیشتر حصہ اسی لکڑ میں  
بسر ہوا۔ آپ نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر قدرت نے انہیں اس منجھدار میں مقید رکھا۔ وہ  
جس چیز سے سہارا لیتے رہے وہ ہی ان کے خلاف ہوا۔ انہوں نے بروڑ کی چادر اوڑھ کر الو سیدھا  
کرنے کی کوشش کی۔ مگر عشاق سرکار مدینہ نے اسے تار تار کر کے رکھ دیا۔ سچ ہے ڈوبنے کو تنکے کا  
سہارا لینے کی حوس دم واپسین تک ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی نے اس پر پورا پورا عمل کیا۔ حدیث نبوی  
میں مسیح ابن مریم کے بالوں اور رنگ کے متعلق مختلف الفاظ دیکھ کر آپ کی ہاسی کڑاہی میں ابال  
آ گیا۔ پھر کیا تھا پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں۔ جھٹ کہہ دیا کہ دیکھو میرا حلیہ بلکہ ایک ایک خط  
وخال حدیث میں لکھا ہے۔ اب دلائل بھی سن لیجئے۔

”عن عبد اللہ ابن عمرؓ قال النبی ﷺ رایت عیسیٰ و موسیٰ و ابراہیم  
فاما عیسیٰ فاحمر جعد (صحیح بخاری ص ۴۸۹ ج ۱، باب قول اللہ عزوجل وانکرفی  
الکتاب مریم اذا تبذت)“ ﴿عبداللہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ دیکھا  
میں نے عیسیٰ و موسیٰ اور ابراہیم کو، لیکن عیسیٰ سرخ رنگ اور نکمر یا لے بال والے ہیں۔﴾

پھر اسی (ص ۴۸۹ ج ۱ باب ایضا) میں ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ جس میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ”تضرب لمتہ بین منکبہ رجل الشعر یعنی ہال حضرت عیسیٰؑ کے درمیان دو کندھوں کے تھے اور سیدھے تھے۔ ان دو کندھوں کے ملانے سے صاف مطلب یہی نکلتا ہے کہ مسج کے نام کے دو شخص ہیں۔ ورنہ ایک آدمی کے ہال کنگر والے اور سیدھے نامکن ہیں۔ نیز پہلی روایت میں حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کا رنگ سرخ اور دوسری میں گندی آیا ہے تو اس سے پھر یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مسج دو شخصوں کا نام ہے۔ ورنہ ایک ہی شخص کا رنگ سرخ اور گندی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ مسج اسرائیلی سرخ رنگ اور کنگر والے بالوں والا تھا۔ جو فوت ہو گیا اور مسج محمدی جو گندی رنگ میں سیدھے بالوں والا تھا وہ میں ہوں۔“

مندرجہ بالا مضمون کا جواب میرے محترم دوست مولانا حافظ حاجی ابو السعید محمد شفیع صاحب فاضل دیوبند حال سرگودھا علمی رنگ میں نہایت محققانہ بیان فرماتے ہیں۔ غور سے سنئے:

### بحث رجل

حدیث شریف میں حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے بالوں کے متعلق تین الفاظ آئے ہیں۔ جعد، رجل، یہ دونوں گندہ رکھے۔ تیسرا سبط، چنانچہ بخاری کے اسی صفحہ پر ہے۔ ”فإذا رجل آدم سبط الشعر“ یعنی حضرت عیسیٰؑ گندہ گوں کھلے بالوں والے جو کہ بحوالہ کتب لغت عرب ہر ایک کی تشریح کی جاتی ہے۔ (جعد) ”الجعد من الشعر خلاف السبط وقيل هو القصير منه“ (لسان العرب ج ۲ ص ۲۹۳)

ترجمہ: جعد وہ ہال ہیں جو خلاف سبط ہوں اور کہا گیا ہے کہ چھوٹے ہال (اقرب الموارد ج ۱ ص ۱۲۵) میں ہے۔ ”الجعد من الشعر ما فيه التواء وتقبط او القصير منه“ یہاں بھی دو معنی ہیں۔ یا کنگر والے یا چھوٹے (فتی الارب ج ۱ ص ۲۱۱) میں ہے۔ ”شعر جعد“ موئے مرغول یا موئے کوتاہ۔

(السبط) ”سبط الشعر سهل واسترسل وهو ضد جعل“ (منجد ص ۲۰۷) ترجمہ: سبط وہ ہال ہیں جو کھلے ہوئے اور لٹکے ہوئے ہوں۔ معلوم ہوا کہ اس میں دو وصف ہیں۔ سہولۃ تقطع کے مقابل اور امترسال قصیر کے مقابل تو سبط ہر دو وصف کے لحاظ سے ضد جعد ہوا۔ دھوٹا ہر! (یعنی الصحاح ص ۳۷۸) میں ہے۔ ”شعر سبط بفتح الباء وكسر هاء مسترسل غير جعد“ (فقه اللغة ص ۲۶) میں ہے ”سبط اذا كان مسترسلًا“ (اقرب الموارد

ج ۱ ص ۴۹۰) ”ج ۱ ص ۴۹۰“  
موئے فردہ و موئے  
البسوطۃ وال  
ہوتے ہیں۔ ار  
میں رجل کا معنی  
بین السبوط  
(قاموس ج ۳ ص  
یعنی رجل جیم کا  
العرب ج ۵ ص  
صفتہ علیہ السلام  
بل بینہم  
تھے۔ یعنی درمیان  
و مرغول شدہ مو  
وکسر ہا  
الشعر ما  
ہوگا کہ رجل کا  
ایک غلطی کا  
غیاث اور صر  
حیرت آتی۔  
کرتے کیا

ہو گئیں تو اب  
مرزا کی جماع  
جعد کا دوسرا



س ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ جس میں یہ الفاظ موجود  
رجل الشعر یعنی بال حضرت عیسیٰ کے درمیان دو  
یٹوں کے ملانے سے صاف مطلب یہی نکلتا ہے کہ  
کے بال کنگر والے اور سیدھے ناممکن ہیں۔ نیز پہلی  
سرخ اور دوسری میں گندی آیا ہے تو اس سے پھر یہ نتیجہ  
بہت ہی شخص کا رنگ سرخ اور گندی ہرگز نہیں ہو سکتا۔  
روالے بالوں والا تھا۔ جو فوت ہو گیا اور مسیح محمدی جو  
ہوں۔“

بے محترم دوست مولانا حافظ حاجی ابوالسعید محمد  
کی رنگ میں نہایت محققانہ بیان فرماتے ہیں۔

علیہ السلام کے بالوں کے متعلق تین الفاظ آئے  
ط، چنانچہ بخاری کے اسی صفحہ پر ہے۔ ”فـ اذا  
نـ عیسیٰ گندم گوں کھلے بالوں والے جو کہ بحوالہ کتب  
(ر) ”الجعد من الشعر خلاف السبط  
(لسان العرب ج ۲ ص ۲۹۳)  
ط ہوں اور کہا گیا ہے کہ چھوٹے بال (اقرب الموارء  
ما فيه التواء وتقبط او القصير منه“  
نقحی الارب ج ۱ ص ۲۱۱) میں ہے۔ ”شعر جعد“

استقرسل وهو ضد جعل“ (منہج ص ۲۰۷)  
نے اور لکھے ہوئے ہوں۔ معلوم ہوا کہ اس میں دو  
تقصیر کے مقابل تو سبط ہر دو وصف کے لحاظ سے  
ہے۔ ”شعر سبط بفتح الباء وكسر هـ اری  
”سبط اذا كان مسترسلا“ (اقرب الموارء

ج ۱ ص ۲۹۰) ”سبط الشعر سهل واستقرسل“ اور (نقحی الارب ج ۲ ص ۲۲۲) میں ہے۔ سبط  
موتے فروہ شہ نقیض جعد (رجل) (اساس البلاغۃ ص ۱۷۱) میں ہے۔ ”شعر رجل بین  
البسوطه والجعودة“ یعنی رجل ہاں نہ محض سیدھے اور نہ زیادہ کنگریا لے۔ بلکہ درمیان میں  
ہوتے ہیں۔ اب اس لفظ رجل پر قادیانی مبلغ کی لیاقت کا پردہ کھل گیا۔ کیونکہ انہوں نے اپنی تقریر  
میں رجل کا معنی سیدھے بال کئے تھے۔ نیز (اقرب الموارء ج ۱ ص ۳۹۲) میں ہے۔ ”شعر رجل  
بین السبوطه والجعودة“ (فقد اللغز ص ۶۶) ”ورجل اذا كان غير جعد ولا سبط“  
(قاموس ج ۳ ص ۳۹۳) ”شعر رجل وكجل وكشف بین السبوطه والجعودة“  
یعنی رجل جیم کا سکون اور فتح اور کسرہ سے وہ بال ہیں جو نہ سیدھے اور نہ بہت پیچیدہ اور (لسان  
العرب ج ۵ ص ۱۵۹) میں ہے۔ ”شعر رجل ورجل بین السبوطه والجعودة وفي  
صفته ﷺ كان شعره رجلاً ای لم يكن شديد لجعودة ولا شديد السبوطه  
بل بينهما“ اس نے ایک زیادہ فائدہ بھی بتا دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک بھی رجل  
تھے۔ یعنی درمیانے خمدار اور (نقحی الارب ص ۶۳۸) میں ہے۔ ”رجل شعره“ میان فروہ شہ  
و مرغول شد موتے او۔ (مقارن اصحاب ص ۴۶) میں ہے۔ ”و شعر رجل ورجل بفتح الجیم  
وكسر هـ لينس شديد الجعودة ولا سبطاً“ اور (منہج ص ۱۶۱) میں ہے۔ ”الرجل من  
الشعر ما بین الجعودة والاسترسال“ ان تمام حوالہ جات سے ناظرین پر روشن ہو گیا  
ہوگا کہ رجل کا معنی سیدھے بال ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں۔

### ایک غلطی کا ازالہ

مرزائی لفظ رجل کے واسطے چھان بین کر کے ترجمہ اردو بخاری مولوی وحید الزمان اور  
غیاث اور صراح سے ثابت کرتے ہیں کہ رجل کا معنی موتے فروہ شہ خلاف جعد لکھے ہیں۔ مجھے  
حیرت آتی ہے کہ خدا یا دجل کا معنی اس قوم میں کیسے کوٹ کوٹ کر بھردیا گیا ہے اور ذرا شرم نہیں  
کرتے کہ ایسی فحش غلطی قابل بیان کب ہو سکتی ہے۔

بریں عقل و دانش بپایہ گریست

جناب من! رجل لفظ عربی ہے۔ جب اس کے معنی میں آٹھ کتابیں نہایت معتبر متفق  
ہو گئیں تو اب غیاث کی فریاد کون سنتا ہے اور اردو ترجمہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ حالانکہ ان سے بھی  
مرزائی جماعت کا مطلب نہیں نکلتا۔ کیونکہ موتے فروہ شہ خلاف جعد اس بات کو واضح کرتا ہے کہ  
جعد کا دوسرا معنی جو قصیر ہے وہ نہیں۔ بلکہ لکھے ہوئے بال، رہا یہ کہ سیدھے یا کچھ خمدار تو یہ قید چھوڑ

گئے اور یقیناً مسامحت ہوئی۔ کیونکہ تمام عرب کی لغت رجل کا معنی جیسے ضد جمعہ لکھتے ہیں۔ ایسا ہی ضد سبط بھی لکھتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے حوالوں سے پتہ چلتا ہے۔ جیسے منتہی الارب میں ہے۔ میان فروہشتہ و مرغول شدہ موئے او اور ایسی دقیق بحث فارسی والوں کا کام بھی نہیں اور مولوی وحید الزمان نے تو قوسین کے درمیان صاف لکھ بھی دیا ہے کہ سیدھے بال سنگھی پھیرنے کی وجہ سے اور حاشیہ میں بھی یہی صورت تطبیق کی بیان کی ہے تو یہ بھی آپ کو مفید نہ ہوئے۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے میں ضرور کہوں گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی ناواہی اور سادگی نہیں کہ قاموس اور لسان العرب اور اقرب الموارد جیسی کتابوں کو چھوڑ کر مبلغ تحقیق غیاث اور ترجمہ رکھا جائے۔ افسوس ہے کہ دنیا سے انصاف اٹھ گیا اور محض تعصب رہ گیا۔ والی اللہ العلی!

دنیا میں نہیں زور تو محشر میں سنگر  
اللہ کے آگے تری فریاد کریں گے

### رسول اللہ کے بال

احادیث میں جناب رسول خدا ﷺ کے بالوں کی وصف آئی ہے۔ جس سے رجل کے معنی کی اور زیادہ کشف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ شمائل (ترمذی ص ۲، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ) میں ہے۔ ”عن الحسن بن علی قال سئلت خالی ہند بن ابی ہالہ وکان وصافاً عن حلیۃ رسول اللہ ﷺ وانا اشتہی ان یصف لی منها شیئاً اتعلق بہ فقال کان رسول اللہ ﷺ فخمًا فخمًا یتلا لزوجہ تلالو القمر لیلة البدر ا طول من المربع و اقصر من المشذب عظیم الہامۃ رجل الشعر“ ﴿حضرت امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک دریافت کیا اور وہ حضور ﷺ کا حلیہ مبارک اکثر بیان کرتے تھے اور مجھے شوق تھا کہ آنحضرت ﷺ کے اوصاف جمیلہ سن کر ذہن نشین کر کے اپنے اندر مناسبت پیدا کروں۔ پس فرمایا کہ آنجناب خود اپنی ذات والا صفات کی وجہ سے بھی ذیشان تھے اور لوگوں کی نظروں میں بھی بہت عالی پایہ تھے۔ آپ کا چہرہ منور ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ آپ کا قد مبارک متوسط قد والے سے ذرا اونچا تھا۔ لیکن بہت لمبے قد والے سے پست تھا۔ سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔﴾

”عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ ﷺ ابیض کانما صبیغ من فضۃ رجل الشعر (شمائل ترمذی ص ۲، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)“

﴿حضرت ابی  
کابدن چاند

بالقصیر  
باب ماجاء  
قد والے تھے  
درمیانے خد

بالسبط  
اللہ ﷺ  
محببت کی لئے

شعر الذ  
جمعہ اور نہ

شعر رس

واسبوط

شعر آرد

بفتح ال  
وغیرہ

”کان ر

﴿حضرت ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اس قدر صاف شفاف حسین تھے۔ گویا جناب کا بدن چاندی سے ڈھالا گیا۔ آپؐ کے بال مبارک قدرے خمدار ٹھنڈے تھے۔﴾

”عن انسؓ قال کان رسول اللہ ﷺ ربعة وليس بالطويل ولا بالقصير حسن الجسم وكان شعره ليس بجعد ولا سبط (شمائل ترمذی ص ۱، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)“ ﴿حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ درمیانہ قد والے تھے۔ خوبصورت جسم والے اور بال آپؐ کے نہ سخت ٹھنڈے یا لے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ درمیانے خمدار تھے)﴾

نیز امیر المؤمنین حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ ”ولم یکن بالجعد القطط ولا بالسبط کان جعداً رجلاً (شمائل ترمذی ص ۱، باب ماجاء فی خلق الرسول اللہ ﷺ)“ ﴿یعنی آپؐ کے بال مبارک نہ بہت پیچیدہ اور نہ بالکل سیدھے۔ بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔﴾

اور (بخاری ج ۲ ص ۸۷۶، باب الجعد) میں انسؓ سے روایت ہے کہ ”وکان شعر النبی ﷺ رجلاً لا جعد ولا سبط“ یعنی حضور ﷺ کے بال رجل تھے۔ نہ جعد اور نہ سبط۔

(ابن ماجہ ص ۲۵۹، باب اتحاد الجعد والذوائب) حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ ”کان شعر رسول اللہ ﷺ شعراً رجلاً“ (انجام الحلیہ شرح ابن ماجہ ص ۲۵۹ حاشیہ نمبر ۲۲ قولہ شعر رجلاً) میں ہے۔ ”ای بین الجعودة واسبوطه“

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۸، باب صفة شعر ﷺ (صفاته دحیلہ) میں ہے۔ ”کان شعراً رجلاً ليس بالجعد ولا السبط“

(شرح مسلم کامل امام نووی ج ۲ ص ۲۵۸) میں فرماتے ہیں۔ ”قوله كان شعراً رجلاً بفتح الراء وكسر الجيم وهو الذي بين الجعودة والسبوطه قاله الاصمعي وغيره“ یعنی رجل بال درمیانے خمدار کو کہتے ہیں۔ یہی معنی اسمعی وغیرہ سے منقول ہے۔

(شمائل ترمذی ص ۱، باب ماجاء فی خلق الرسول ﷺ) برآمد ابن عازبؓ سے روایت ہے۔ ”کان رسول اللہ ﷺ رجلاً“ یعنی حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک درمیانے خمدار تھے۔

نہ رجل کا معنی جیسے ضد جعد لکھتے ہیں۔ ایسا ہی چلتا ہے۔ جیسے شخی الارب میں ہے۔ میان فارسی والوں کا کام بھی نہیں اور مولوی وحید ہے کہ سیدھے بال کنگھی پھیرنے کی وجہ سے اور می آپؐ کو مفید نہ ہوئے۔ لیکن جہاں تک میرا کی تا وہی اور سادگی نہیں کہ قاموس اور لسان تحقیق غیاث اور ترجمہ رکھا جائے۔ افسوس ہے لی اللہ العلیٰ!

معرش میں سطر

فریاد کریں گے

کے بالوں کی وصف آئی ہے۔ جس سے رجل (ترمذی ص ۲، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ) خالی ہندبن ابی ہالہ وکان وصافاً یصف لی منها شیئاً اتعلق بہ فقال ووجهه تلالو القمر ليلة البدر طول الهامة رجل الشعر“ ﴿حضرت امام حسنؓ سے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک دریافت کیا تھے اور مجھے شوق تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بابت پیدا کروں۔ پس فرمایا کہ آنجناب خود اپنی کی نظروں میں بھی بہت عالی پایہ تھے۔ آپؐ نے متوسط قد والے سے ذرا اونچا تھا۔ لیکن بہت ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک کسی قدر بل کھائے

رسول اللہ ﷺ ابیض کانما صبیغ من ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)“

نیز (بخاری ج ۲ ص ۸۷۶، باب الجعد) ”کان شعر رسول اللہ ﷺ رجلاً لیس بالسبط ولا الجعد“ محشی کرمانی اور عینی (بخاری ج ۲ ص ۸۷۶ حاشیہ نمبر ۶) سے نقل کرتے ہیں کہ ”رجلاً بفتح الراء وكسر الجیم هو الذی بین الجعودة والسبوطه فالمدکور بعده كالتفسیر له“ یعنی حدیث میں رجلاً کے بعد جو لیس بالسبط والجعد آیا ہے۔ یہ صحابی کی تفسیر ہے کہ رجل وہ پال ہیں۔ جو نہ زیادہ ٹھنڈا اور نہ محض سیدھے۔ (امام ترمذی شاکل ص ۱۱، باب ماجاء فی علق الرسول ﷺ) میں اس کی تفسیر خود فرماتے ہیں۔ ”والرجل الذی فی شعره حجونه ای تثن قليلاً“ اور (قاضی عیاض ص ۹۱، فصل قد آتیناک اکر مک اللہ من ذکر الاخلاق) میں ”رجل الشعر“ والی حدیث کو حضرت علیؓ و حضرت انسؓ و حضرت ابی ہریرہؓ و حضرت براء ابن عازبؓ و حضرت عائشہؓ و حضرت ابن ابی ہالہؓ و حضرت ابو جحیفہؓ و حضرت جابرؓ و حضرت ام معبدؓ و حضرت ابن عباسؓ و حضرت معرض بن معقیبؓ و حضرت ابو الطفیلؓ و حضرت عداہ ابن خالدؓ و حضرت عزم بن فاسکؓ و حضرت حکیم بن حزامؓ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

مرزا! ایمان سے کہو اب غیاث اور ترجمہ کہاں گے۔ جس کو آپ لئے پھرتے ہیں۔ دیکھو رجل اور سبط ایک چیز ہرگز نہیں۔ اب اگر انصاف ہے تو ذرا شرم کرو اور آئندہ مسلمانوں کو اسے صریح و محکمہ میں نہ ڈالو۔ اب ان حوالہ جات کے بعد حضرات ناظرین فیصلہ دیں یا تو تمام اہل لغت عرب اور صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ اور آئمہ محدثین بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و قاضی عیاض و امام نووی و عینی وغیرہ کو غلط قرار دیا جائے یا نبی سبیل اللہ صرف ایک مرزا قادیانی کی رائے فاسد کی تخریب کی جائے۔

تطبیق جعد و سبط و رجل

اصل میں بات یہ ہے کہ لغت کی ناواہی سے انسان کو ایسی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ جن میں چکر کھاتا ہے۔ ورنہ حقیقت میں یہ کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ جب جعد کے دو معنی لغات عرب میں پائے جاتے ہیں۔ چھیدگی اور چھوٹا پن تو ممکن تھا کہ کوئی شخص جعد سے دوسرا معنی سمجھ لے اور یہ بالوں کے عیب سے ہے تو اس شبہ کو دور کرنے کے واسطے سبط بھی فرما دیا۔ تاکہ لمبائی اور استر سال پر بھی دلالت کرے۔ جس کے ملانے سے جعد السبط ہوئے۔ یعنی لکھے ہوئے اور تھوڑے خمار جو بالوں کی غایت درجہ کی وصف ہے۔ چنانچہ (لسان العرب ج ۲ ص ۲۹۳) میں ہے۔ ”وانا قالوا رجل جعد السبوطه فهو مدح“ یعنی جب کسی شخص کو عرب والے کہیں کہ یہ جعد السبوطہ ہے۔ تو کلمہ مدح ہے اور تعریف کا ہے۔ جس کی تشریح دوسرے عنوان میں خود رسول

خدا ﷺ نے یوں فرما دیا تھا۔ ان دو میں سے ایک اور کوئی اختلاف نہیں الزامی جواب

اگر جعد تکلیف کر کے تطبیق کر مسیح بنی اسرائیلی ہوا احمد نور کا بلی کو دیتا ہوا خدا کی دعویٰ والے تحقیق بھی کرے تو نیز اگر ان الفاظ کے پر احسان کر کے اسلام کے متعلق بھی یہاں تطبیق ضروری تطبیق حلیتین

حضرت ادم۔ یعنی سرخ اور کالامی خواہ خواہ ہیں۔ حالانکہ اس کو عزوجل و انکر ادم الرجاء والے تھے۔ تو اب انصاف کو سامنے رکھ کر (بخاری ص ۳۸۹، باب سے نفی موجود ہے

سان شعر رسول الله ﷺ رجلاً ليس  
ري ج ۲ ص ۸۷ حاشیہ نمبر ۶) سے نقل کرتے ہیں  
هو الذی بین الجعودۃ والسبوطۃ  
میں رجلا کے بعد جو لیس بالسبط والجعد آیا ہے۔  
مٹکر دار اور نہ محض سیدھے۔ (امام ترمذی شاکل  
خود فرماتے ہیں۔ ”والرجل الذی فی  
ش ۹۱، فصل قد آتیناک اکرک الله من ذکر  
کو حضرت علیؓ و حضرت انسؓ و حضرت ابی ہریرہؓ  
ابن ابی ہالہؓ و حضرت ابو جحیفہؓ و حضرت جابرؓ  
بن معقیبؓ و حضرت ابوالطفیلؓ و حضرت عداءؓ  
زام وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔  
نہ کہاں گے۔ جس کو آپؐ لئے پھرتے ہیں۔  
اف ہے تو ذرا شرم کرو اور آئندہ مسلمانوں کو  
بعد حضرات ناظرین فیصلہ دیں یا تو تمام اہل  
محدثین بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و قاضی  
سبیل اللہ صرف ایک مرزا قادیانی کی رائے

سے انسان کو ایسی دشواریاں پیش آتی ہیں۔  
ف نہیں۔ کیونکہ جب جعد کے دو معنی لغات  
ممكن تھا کہ کوئی شخص جعد سے دوسرا معنی سمجھ  
نے کے واسطے سبط بھی فرما دیا۔ تاکہ لسانی اور  
سے جعد السبط ہوئے۔ یعنی لٹکے ہوئے اور  
چنانچہ (لسان العرب ج ۲ ص ۲۹۳) میں ہے۔  
”یعنی جب کسی شخص کو عرب والے کہیں کہ یہ  
جس کی تشریح دوسرے عنوان میں خود رسول

خدا ﷻ نے یوں فرمائی کہ رجل الشعر یعنی حضرت عیسیٰ کے بال قدرے ٹھنکر والے تھے۔ کیونکہ  
جعد میں پیچیدگی اور قصر تھا تو ان دو میں سے محض متوسط پیچیدگی لے لو اور سبط لٹکاؤ اور سیدھا پن  
تھا۔ ان دو میں سے بھی صرف لٹکاؤ والا معنی لے لو۔ تو نہایت آسانی سے رجل کا معنی حاصل ہے  
اور کوئی اختلاف نہیں۔

### الزامی جواب

اگر جماعت مرزائیہ خواہ مخواہ ضد کریں کہ نہیں جب ان کے دوحمل نکل سکتے ہیں تو اتنی  
تکلیف کر کے تطبیق کی کوئی ضرورت نہیں تو اچھا پھر ایک اور عیسیٰ بھی آنے والا ہے۔ کیونکہ جعد والا  
مسیح بنی اسرائیلی ہو اور سبط والا مرزا قادیانی ہو اور رجل والا ابھی باقی ہے۔ میں ایک نیک مشورہ  
احمد نور کالمی کو دیتا ہوں کہ رجل الشعر والے مسیح خود بن جائے۔ کیونکہ صیغہ چل چکا ہے اور دنیا تو  
خدائی دعویٰ والے کے ماننے کو بھی تیار ہے اور آپ کا سر چونکہ منڈا ہوا ہوتا ہے تو اگر کوئی زیادہ  
تحقیق بھی کرے تو فرما دیتا کہ میرے بال منڈانے سے پہلے رجل تھے۔ پس کام چل جائے گا۔  
نیز اگر ان الفاظ کے اختلاف سے جب حضرت عیسیٰ تین ثابت ہوئے تو لیجئے اپنے خواص دوستوں  
پر احسان کر کے موسویت کا مدعی بنائے۔ کیونکہ صحیح بخاری میں یہی تین الفاظ حضرت موسیٰ علیہ  
السلام کے متعلق بھی وارد ہوئے ہیں۔ تو امت مرزائیہ میں سے دو موسیٰ بھی تیار کر لیجئے اور اگر  
یہاں تطبیق ضروری ہے تو وہاں بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں۔

### تطبیق حلیتین

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بخاری میں دو رنگ آئے ہیں۔ ایک احمر اور ایک  
ادم۔ یعنی سرخ اور گندم گون اور ان دو کا جمع کرنا بغیر تاویل کے صاف ظاہر ہے۔ لیکن المحرض  
کا الاعمی خواہ مخواہ یہاں بھی اعتراض کر دیتے ہیں کہ چلو جی صاف حدیث میں دو عیسیٰ بن مریم  
ہیں۔ حالانکہ اس کی تطبیق خود بخاری کی عبارت سے نکلتی ہے۔ چنانچہ (بخاری ص ۳۸۹، باب قول الله  
عز وجل وانذر فی الكتاب مریم) میں لکھا ہے۔ ”فاذا رجل ادم کا حسن ماتری من  
ادم السرجال“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام گندم گون رنگ والوں میں سے نہایت عمدہ رنگ  
والے تھے۔ تو اب ظاہر ہے کہ گندمی رنگ جب احسن طریق پر ہو تو ضرور سرخی دے گا۔ اب ذرا  
انصاف کو سامنے رکھ کر فرمائیے کہ اس میں بھی اب اختلاف باقی ہے۔ مزید برآں یہ بھی تو دیکھو کہ  
(بخاری ص ۳۸۹، باب قول الله عز وجل وانذر فی الكتاب مریم) میں صرف احمر کی بڑی تاکید  
سے نفی موجود ہے۔

”عن سالم عن ابيه قال لا والله ما قال النبي ﷺ لعيسى احمروا

ولكن قال بينما انا نائم اطوف بالكعبة فاذا رجل ادم“

حضرت سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احمروا سرخ رنگ والا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ میں نیند میں طواف کعبہ کر رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی گندم گوں نظر آیا۔ آگے طویل مضمون ہے اور مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔

اگر جناب مرزا قادیانی احمراور آدم کو دیکھ کر خوش ہوئے کہ چلو کام بن گیا۔ دوسرا ابن مریم بنا کر میری گنجائش نکل آئی تو لیجئے جناب یہاں رسول محمد عربی ﷺ کے بھی دو رنگ موجود ہیں۔ ایک ابیض مشرب جس کا معنی امام ترمذی نے شامل میں خود کیا۔ ”والمشرب الذی فی بیاضہ حمرة“ یعنی مشرب وہ رنگ ہے جس کی سفیدی میں سرخی بھردی گئی ہو اور دوسرا بھی (شامل ترمذی ص ۲، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ) میں ہے۔ ”کانما صبیغ من فضة“ یعنی حضور اکرم ﷺ کا جسم اطہر اس قدر سفید تھا کہ گویا چاندی سے ڈھالا گیا ہے۔ تو اب بتائیے تطبیق دو گے یا محمد بھی رویناؤ گے۔ شاید مرزائی صاحبان تو جھٹ کہہ دیں گے کہ محمد ﷺ بھی مرزا قادیانی ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا ایک شعر ہے۔

منم مسیح زمان دنم کلیم خدا  
منم محمد واحد کہ مجتبیٰ باشد

(تزیان القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

نیز اس شعر کی رو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپ ہیں۔ مگر یہ خوشی خدائے پاک ان کو نصیب نہیں کرتا۔ کیونکہ محدثین و مراح احادیث علیہم الرضوان نے سب کا جواب دے کر قلع قمع کر دیا اور تطبیق دیئے گئے ہیں۔

یہ بھی اختلاف حلیمین والی دلیل۔ جس کی حقیقت آپ کے سامنے کھول کھول کر رکھ دی گئی اور یہ تھا لفظ رجل کا جھگڑا۔ جولفت عرب اور احادیث صحاح ستہ سے منکشف کیا گیا۔

کوچہ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے  
قیس کیا جانے بھلا اگلے زمانے والا

اب حضرات ناظرین پر لازم ہے کہ نظر انصاف سے نتیجہ نکالیں کہ کیا یہاں بھی کوئی دلیل وفات عیسیٰ علیہ السلام کی بن سکتی ہے یا نہ۔ ”واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم . وما علینا الا البلاغ“

سامنے ایک  
ثابت کرے  
معانی و تفسیر  
اتنا ہی بعید  
ہوئے (ازالہ)

زمانہ فی الحقیقت  
قرآن زمیں  
مطابق جن  
لے آیا ہوا ہے

ہو چکا ہے  
درجہ بہتر  
رنگ میں  
انہوں نے  
راہ بنایا۔  
رہیں۔  
آفت۔  
کس منہ

بھلے مانس سے کوئی پوچھے کہ جھوٹ کی نمائندگی کیوں کیا روز ازل سے ہی تمہارے نام ہو چکا ہے۔ بندہ زرکشی یہ بھی تو سوچا ہوتا کہ قرآن کریم کے معانی اور نکات و معارف تم سے کروڑ درجہ بہتر و افضل و اتم حضور سرکارِ مدینہ ﷺ نے نہ صرف سمجھ بلکہ لفظ لفظ کی وضاحت و تفسیر عملی رنگ میں ایسی فرمائی کہ مشائقانِ شمع رسالت پر اونوں کی طرح جیتی جاگتی تصویریں بن گئے۔ انہوں نے ایک ایک ارشاد کو نہ صرف دل کی گہرائیوں میں جگہ دی بلکہ خط خط اور خال خال کو مشعلِ راہ بنایا۔ آہ! یہ بھی کوئی رموز و نکات ہیں کہ ظہم کے خلاف معنی ہوں، تابعین اس سے محض کورے رہیں۔ تبع تابعین اس سے نا آشنا ہوں۔ تمام مجدد و محدث ان سے مس بھی نہ کریں۔ آخر یہ کیا آفت ہے کہ سرکارِ مدینہؐ سے لے کر اس وقت تک وہ سوائے تمہارے کسی کی سمجھ میں نہ آئیں۔ آہ کس منہ سے کہوں توبہ ہزار بار توبہ۔ یعنی وہ علم جو تمہیں لپچی لپچی سے ملادہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو بھی نہ



ملا۔ خلفائے راشدین اس سے محروم رہے۔ چاروں اماموں کو وہ نصیب نہ ہوا اور کوئی مجدد اس کو نہ پاسکا۔ یہ کیا اندھیر ہے۔ تف ہے اس نظریے، پر لعنت ہے ایسے خیال پر، یہ تو کہئے آیات کو تم مبین مراد باعداد جعفری ٹھہراے ہو یا بوضع لغت عربیہ۔ حالانکہ قرآن عزیز تو یہ اعلان فرماتا ہے۔

”انما انزلناہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون (یوسف: ۲)“ یعنی اللہ فرماتے ہیں ہم نے قرآن پاک کو عربی زبان میں اس لئے اتارا تا کہ تم اس کو کا حقہ سمجھ سکو۔ یعنی اس کی آیات ظاہر پر حمل کرتی ہیں۔ یعنی دلالت وصینہ معتبر ہے۔ مراد شارع علیہ السلام سے، نہ کہ اعداد جعفری، ہاں بھائی یہ پیامبری ہے نہ کہ جوگی و رمال کی دوکان مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ قرآن میں آیا ہے۔

”ظہر الفساد فی البر والبحر (روم: ۴۱)“ اب کہئے اس کے معنی بحساب عدد جمل سے لیں گے یا وضع سے۔ اگر عدد سے لیں تو ۱۸۳۶ ہوئے۔ حالانکہ یہ واقعہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں ہوا۔ آیا خیال شریف کے بیچ میں، تو معلوم ہوا وہی معنی صحیح ہیں جو درتیم ﷺ نے بیان کئے اور وہی قرآنی رموز و معارف کے مفسر اعلیٰ تھے۔ اب آئیے مرزا قادیانی جس آیت کی چوری کرتے ہوئے خواہ مخواہ دجل کی بھٹی میں ابال کھا رہے ہیں۔ اس کے سیاق سابق کو دیکھیں تا کہ مرزا قادیانی کی پارسائی منظر عام پر لائی جاسکے۔

”وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنناہ فی الارض وانا علی ذہاب بہ لبقادرون فانشانا لکم بہ جنات من نخیل واعناب لکم فیہا فواکہ کثیرہ ومنہا تناء کلون (مؤمنون: ۱۸، ۱۹)“ اللہ فرماتے ہیں ہم نے پانی آسمان سے موافق انداز کے اتارا اور ہم اس کے لے جانے پر بھی قادر ہیں۔ پھر ہم نے اسی پانی سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے۔ ان باغوں میں بہت میوے ہیں جن کو تم کھاتے ہو۔ ﴿ناظرین! خدا را انصاف کریں کہ اس آیت شریفہ میں قرآن کریم کے اٹھائے جانے کا جب کہ کوئی ذکر ہی نہیں، تو مرزا قادیانی خواہ مخواہ آسمان کے تارے کیوں توڑ رہے ہیں۔ ہاں مرزا قادیانی لائے تو ہیں۔ مگر وہ قرآن جس میں انگریزی، فارسی، اردو، عربی، سنسکرت، عبرانی، لاطینی کے بے جوڑ و بے ربط کلمات ہیں۔ جیسے شدت بخار میں مریض واویلے کرتا ہے۔ اور اسی آیت کے ساتھ جو حدیث کا ٹانکہ بھی جڑا ہے کہ میں ہی ہوں مرد فارسی الاصل ہوں۔ جو آسمان سے دوبارہ جا کر اس کو لایا ہوں۔ تو اس کے دو جواب ہیں۔

اولیٰ ایہ کہ  
ہو۔ مرزا قادیانی کے مذہب  
شکر ہے کہ مرزا تو آسمان  
قادیان میں اتر آیا۔ کہ  
دوئم ایہ کہ  
فارس (مشکوٰۃ ص  
اس بوڑھے صحابی سل  
آنحضرت ﷺ کی پیدا  
بحیرہ راہب کے یہاں  
ہمراہ ہو لیا۔ ان دنوں  
ربی سے ہجرت کر آ۔  
یہودوں ہر ذویہ کے  
سختیاں برداشت کر۔  
سو کھجور کے درخت ج  
رحمت عالم نے اپنے  
جماعت میں حضور ﷺ  
سلمان فارسی ایسا مس  
مرزا قادیانی  
ہپ کر جائے اور خو  
”عن  
الدجال اکثرہ  
خبز و نہر ماء  
الدجال، و مسلم  
مغیرہ  
آنحضرت ﷺ  
لوگ کہتے ہیں کہ

اول! یہ کہ جناب مسیح ابن مریم مشیت ایزدی کے مطابق جب کہ قدرت کردگار خود قائل ہو۔ مرزا قادیانی کے مذہب میں آسمان پر اس لئے نہیں جاسکتے کہ راستے میں خطرناک کڑے ہیں۔ شکر ہے کہ مرزا تو آسمان پر چڑھ گیا اور قرآن بغل میں دبا کر سیالکوٹ سے نہ آسمان سے سیدھا قادیان میں اتر آیا۔ کیوں مرزا نیویہ جائز ہے۔ تا۔ شرم کرو اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچو۔

دوئم! یہ کہ یہ حدیث ”لو کان الایمان معلقاً عند الثریا لנاله رجل من فارس (مشکوٰۃ ص ۵۷۶، باب جامع المناقب)“ یہ حدیث آنحضور سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس بوڑھے صحابی سلمان فارسیؓ سے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بیان فرمائی۔ جو تلاش حق میں آنحضور ﷺ کی پیدائش سے قبل آتش پرستی سے بیزار ہو کر بیسویں خاندانوں میں بھٹکتا ہوا آخر بخیرہ راہب کے یہاں بصرہ میں حاضر ہوا اور یہاں سے خاموش اسی کی خوشخبری پا کر ایک قافلہ کے ہمراہ ہولیا۔ ان دنوں سرکارِ دو عالم ﷺ مدینہ منورہ میں کفار مکہ کی پورش کی تاب نہ لاتے ہوئے حکم ربی سے ہجرت کر آئے تھے۔ یہ غریب سالار قافلہ کی سنگدلی و بے ایمانی کی وجہ سے اس سفاک یہودن ہرڈویہ کے باپ کے ہاتھوں جس کا نام ایوب تھا غلام ہوئے اور مدتوں غلامی کی کڑی سختیاں برداشت کرنے کے بعد سرکارِ مدینہ ﷺ کی کمال شفقت و مہربانی سے چالیس اوقیہ سونا اور سو کھجور کے درخت جو یہودی کے باغ میں لگا کر بار آور ہونے پر آزاد ہوئے۔ آہ! یہ یہودی کا باغ رحمت عالم نے اپنے ہاتھ سے لگا کر اپنے عاشق کو قدموں میں جگہ دی۔ اس کے متعلق صحابہ کی جماعت میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو میرے اصحاب میں سے یہ شخص یعنی سلمان فارسیؓ ایسا موجود ہے کہ اس کی طلب وہاں تک کرتا۔

مرزا قادیانی کو اس حدیث سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ تو وہ مجنوں ہے جو روز چوری ہپ کر جائے اور خون کے وقت اصل مجنوں کا پتہ دے۔

”عن المغيرة بن شعبه قال ما سال اجد رسول الله ﷺ عن الدجال اكثر مما سألته وانه قال لي ما يضرك قلت انهم يقولون ان معه جبل خبز و نهر ماء قال هو اهون على الله من ذلك (بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۵، باب ذکر الدجال، و مسلم ج ۲ ص ۴۰۳، باب الذکر الدجال)“

مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ کسی نے دجال کے بارے میں مجھ سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ سے سوال نہیں کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تجھ کو ضرر نہ پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی تو جناب نے فرمایا وہ خدا کے

س اماموں کو وہ نصیب نہ ہوا اور کوئی مجدد اس کو نہ منت ہے ایسے خیال پر، یہ تو کہنے آیات کو تم بین مالا نکہ قرآن عزیز تو یہ اعلان فرماتا ہے۔

”کم تعقلون (یوسف: ۲)“ یعنی اللہ فرماتے ہیں اتارنا کہ تم اس کو کا حقہ سمجھ سکو۔ یعنی اس کی تجربہ ہے۔ مراد شارع علیہ السلام سے، نہ کہ اعداد کی دوکان مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ قرآن

د (روم: ۴۱)“ اب کہئے اس کے معنی بحساب لیں تو ۱۸۳۶ ہوئے۔ حالانکہ یہ واقعہ حضور کے بیچ میں، تو معلوم ہوا وہی معنی صحیح ہیں جو عرف کے مفسر اعلیٰ تھے۔ اب آئیے مرزا قادیانی کی بھٹی میں ابال کھا رہے ہیں۔ اس کے سیاق م پر لائی جاسکے۔

فاسکناء فی الارض وانا علی ذهاب نخیل واعذاب لكم فیها فواکه کثیرة اللہ فرماتے ہیں ہم نے پانی آسمان سے موافق نہیں۔ پھر ہم نے اسی پانی سے تمہارے لئے

میں بہت میوے ہیں جن کو تم کھاتے ہو۔ بہت شریفہ میں قرآن کریم کے اٹھائے جانے آسمان کے تارے کیوں توڑ رہے ہیں۔ ہاں لریزی، فارسی، اردو، عربی، سنسکرت، عبرانی، بخار میں مریض داویہ لے کرتا ہے۔

نکدہ بھی جڑا ہے کہ میں ہی ہومرد فارسی الاصل اس کے دو جواب ہیں۔

ہاں حقیر تر ہے۔ یعنی وہ اس قدر منزلت کا مالک نہ ہوگا۔ یعنی اس کے پاس فی الواقعہ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو۔ بلکہ یہ چیزیں محض خیالی طور پر ہوں گی۔ جو دیکھنے والوں کے امتحان کا موجب بنے گی۔ کافر اس سے لغزش کھائے گا اور مؤمن اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے گا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کے پاس یہ چیزیں نہ ہوں گی۔

یہ حدیث اس مضمون کی شاہد ہے کہ صحابہ کرامؓ میں اکثر ذکر دجال کے تذکرے ہوتے تھے اور صحابی طمانیت ایمان کے لئے سرکارِ دو عالم ﷺ سے استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے دجال کے بعض خواص عمومی بیان فرمائے۔ یعنی سرکارِ مدینہ ﷺ نے مہاجرین و انصار کو مخاطب فرماتے ہوئے یہ ارشاد کیا قوم یہود میں دجال کے والدین کے ہاں تیس برس سے اولاد نہ ہوئی ہوگی۔ جو دجال پیدا ہوگا۔ یہ لڑکا کانا بڑی بڑی داڑھوں اور کچلیوں والا ہوگا۔ کم منفعت اس کی آنکھیں سویا کریں گی اور دل جاگتا ہوگا۔ اس کا باپ کا قد لمبا خشک گوشت ہوگا۔ چونچ جیسی اس کی ناک ہوگی۔ اس کی ماں موٹی چوڑی لمبی ہوگی۔ (رواہ شرح السنہ)

”عن عبد اللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب انطلق مع رسول اللہ ﷺ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۸، باب ذکر ابن صیاد)“

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جماعت صحابہ کرامؓ کے ساتھ جس میں میرے والد بھی تھے۔ ابن صیاد کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ اس وقت نبی مخالفہ کے مخلوق کے پاس لڑکوں میں کھیل رہا تھا اور ایام بلوغت کے قریب سن میں تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ اس کی پشت پر رکھا اور فرمایا کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اس نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یعنی عرب کے پھر ابن صیاد نے کہا کیا تم شہادت میری رسالت پر دیتے ہو۔ حضور ﷺ نے اس سے قطع کلام کرتے ہوئے فرمایا۔ ”أمنت بالله وبرسوله“ پھر ابن صیاد سے پوچھا کیا معلوم ہوتا ہے۔ تجھ کو اس نے کہا مجھ کو خبر دینے والا کبھی سچ بولتا ہے اور کبھی جھوٹ۔ حضور ﷺ نے فرمایا تجھ پر سچ اور جھوٹ غلط کر گیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا میں نے کوئی چیز تجھ سے پوشیدہ کر رکھی ہے۔ وہ آیت تھی۔ ”یوم تاتی السماء بدخان مبین (دخان: ۱۰)“ اس نے جواب دیا دن ہے آپ نے ڈانٹ کر فرمایا دور ہو ہرگز نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے۔ عمرؓ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضور ﷺ نے جواب دیا یہ لڑکا اگر وہ ہے تو تو اس پر مسلط نہیں ہو سکتا اور اگر وہ نہیں تو اس کے قتل میں کچھ فائدہ نہیں۔

ابن  
باغ میں تشریف  
کر چاہتے تھے کہ  
تھا۔ ابن صیاد کی  
یہ صحابہؓ ہیں۔  
آپؐ نے خدا کا  
دجال سے ڈرا۔  
میں ایسی امتیاز  
سے منزہ و برتر۔  
چنا  
ہو چکا ہے۔ ۱۲  
علامات اس  
حلیہ دجال جس  
منطبق پایا تو  
ماگلی۔ مگر آنحضرت  
والایکن  
قاتل نہیں اور  
کے چکموں  
برطانیہ کو یا  
رسالت کی  
سکے گا اور وہ  
موجود نہیں  
پر محمول ہوگا

ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ اس کے بعد ناموس الہی ابی بن کعب انصاریؓ کے خرما کے باغ میں تشریف لے گئے۔ جس میں ابن صیاد بھی موجود تھا۔ حضور ﷺ درختوں کی آڑ میں چھپ کر چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ سنیں۔ کیونکہ وہ اس وقت بستر پر لیٹا ہوا خفی آواز میں کچھ گفتگو کر رہا تھا۔ ابن صیاد کی ماں نے حضور ﷺ کے اس ارادے کو سمجھ کر آواز دی اے صاف (یہ اس کا نام تھا) یہ محمد ﷺ ہیں۔ چنانچہ وہ چپ ہو گیا۔ حضور ﷺ نے وہیں کھڑے ہو کر ایک عام خطاب کیا۔ آپؐ نے خدا کی حمد و ثناء کے بعد دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کو دجال سے ڈراتے گئے ہیں۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا۔ لیکن میں تمہیں اس بارہ میں ایسی امتیازی بات کہوں گا جو کسی نبی نے نہیں کہی۔ جان لو کہ وہ دجال کا نام ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ و برتر ہے۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۸، ذکر ابن صیاد)

چنانچہ ابوبکر صحابی بیان کرتے ہیں ہم نے سنا کہ مدینہ کے یہود میں ایسا ہی ایک لڑکا پیدا ہو چکا ہے۔ اس لئے میں اور زبیر بن العوامؓ ملکر دونوں اسے دیکھنے کو گئے۔ چنانچہ ہم نے سب علامات اس میں اور اس کی والدہ میں ویسی ہی پائیں۔ جیسی کہ حضور ﷺ نے بیان فرمائی تھیں۔ یہ حلیہ دجال جس سے آپؐ نے پہلے خبر دی تھی۔ جب صحابہ نے ابن صیاد پر بعد اس کے والدین کے منطبق پایا تو یقین کر لیا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ اسی لئے عمرؓ نے اسے قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اجازت نہ دیتے ہوئے فرمایا۔

”ان یکن ہو فلسط صاحبہ وانما صاحبہ عیسیٰ ابن مریم والایکن ہو فلیس لك ان تقتل رجلا من اهل العهد“

یعنی اگر یہ دجال ہے تب تو اس کا قاتل نہیں۔ کیونکہ بجز عیسیٰ ابن مریم کے اس کا کوئی قاتل نہیں اور اگر یہ ابن صیاد نہیں تو اہل ذمہ میں سے ایک شخص کا قتل کر دینا تم کو سزاوار نہیں۔

ناظرین! یہ ہیں وہ واقعات جن سے کذاب قادیان نے ازالہ اوہام کو طرح طرح کے چکموں سے پر کرتے ہوئے دجل کی مشین چلا کر اردو خواندہ لوگوں کو دھوکہ دیا اور روس اور برطانیہ کو یا جوج ماجوج اور پلگ کو دابۃ الارض اور پادریوں کو دجال کا خطاب دیا۔ حالانکہ فرمان رسالت کی رو سے دجال ایک ہی شخص ہوگا اور اسے سوائے مسیح ابن مریم کے کوئی دوسرا قتل نہ کر سکے گا اور وہ تلوار سے قتل کیا جائے گا نہ کے دلائل سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں کیونکہ مسیح کو دجال شخص کا قاتل ہونا چاہئے اور یہ بھی یاد رہے کہ حدیث کا مطلب ظاہر پر محمول ہوگا۔ یعنی کوئی تاویل قابل قبول متصور نہ کی جائے گی۔ اس لئے کہ جناب عمرؓ نے جب قتل

نہ ہوگا۔ یعنی اس کے پاس فی الواقعہ روٹیوں کا طور پر ہوں گی۔ جو دیکھنے والوں کے امتحان کا مومن اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے گا۔ اس

بہ کرام میں اکثر ذکر دجال کے تذکرے ہوتے ہیں۔ استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ سرکارِ دو فرمائے۔ یعنی سرکارِ مدینہ ﷺ نے مہاجرین میں دجال کے والدین کے ہاں تیس برس سے ٹا بڑی بری داڑھوں اور کچلیوں والا ہوگا۔ کم ہوگا۔ اس کا باپ کا قد لمبا خشک گوشت ہوگا۔

ی لمبی ہوگی۔ (رداء شرح المسند)

ممر بن الخطاب انطلق مع رسول

یاد)

ﷺ جماعت صحابہ کرامؓ کے ساتھ جس میں لے گئے۔ وہ اس وقت نبی مفاہات کے مخلوق کے بن میں تھا۔ حضور ﷺ نے اپنا مبارک ہادت دیتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اس ت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ یعنی رسالت پر دیتے ہو۔ حضور ﷺ نے اس سے مولا ”پھر ابن صیاد سے پوچھا کیا معلوم ہوتا ہے اور کبھی جھوٹ۔ حضور ﷺ نے فرمایا تجھ پر نے کوئی چیز تجھ سے پوشیدہ کر رکھی ہے۔ وہ (دخان: ۱۰)“ اس نے جواب دیا دغ ہے پنے قدر سے۔ عمرؓ عرض کرتے ہیں یا رسول دوں۔ حضور ﷺ نے جواب دیا یہ لڑکا اگر وہ قتل میں کچھ فائدہ نہیں۔

کی اجازت مانگی تو یتیم مکہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کو دلائل سے قتل کرو، اور ایسا ہی مرزا قادیانی یہاں ایک اور چکمہ دیا کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے ابن صیاد کے دجال ہونے پر ”مسا اشك“ یعنی میں شک نہیں کرتا کہا یہ باپ بیٹوں یعنی جناب عمرؓ اور ابن عمرؓ کے ذاتی خیالات اس بناء پر تھے کہ وہ ابن صیاد کو ان تین علامات سے متصف سمجھتے تھے۔ جو اس پر پورے طور سے فرمان رسالت کے موجب ان کے اجتہاد میں منطبق ہوئی تھیں۔ اس کے بعد جب انہیں بقیہ نشانات بتلا گئے۔ یعنی وہ مکہ اور مدینہ میں نہ جاسکے گا۔ وہ خراسان سے خروج کرے گا اور اس کا قاتل مسیح ابن مریم ہوگا وغیرہ تو جناب عمرؓ کو اپنی غلطی کا پورا پورا یقین ہوا۔ چنانچہ ذیل کی حدیث ہمارے اس بیان کی موید ہے۔

”عن ابن عباسؓ قال خطب عمر بن الخطابؓ وكان من خطبه وانه سيكون من بعدكم قوم يكذبون بالرجم وبالذجال وبالشفاعة وبعدذاب القبر“ جناب عمرؓ کا خطبہ دیتے ہوئے یہ فرمانا کہ تمہارے بعد ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو رجم اور دجال اور شفاعت اور عذاب قبر کا منکر ہوگا۔

بھائیو! یہ تمام باتیں مرزائیوں میں موجود ہیں۔ باوجودیکہ وہ ہری خلافتوں کے دعویدار ہیں۔ مگر آج تک رجم کا نام بھی نہیں سنا اور شفاعت مرزا کے وہ قائل ہیں اور عذاب قبر کے وہ منکر ہیں اور طرح طرح سے اس پر اسرار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کوئی قبر کھود کر عذاب قبر تو بتا دو۔ نیز وہ دجال شخص کے منکر ہیں۔ گویا جناب عمرؓ کا یہ خطاب آج تیراں سو برس بعد پورا نظر آ رہا ہے اور کیوں نہ آئے۔ جب کہ ان کے متعلق ایسی ہی روایات ملتی ہیں۔ چنانچہ عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ جس شے کی نسبت کہتے ہیں کہ میں اسے ایسا خیال کرتا ہوں وہ ویسی ہی نکلتی ہے۔ قیس بن خارقؓ کہتا ہے کہ ہم آپس میں تذکرہ کیا کرتے ہیں کہ عمرؓ کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے۔

ایک مزے کی چیز بھی یہاں کہہ دوں وہ یہ کہ مرزا قادیانی نے صرف اس لئے کہ چونکہ میں نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے۔ لہذا لوگ سوال کریں گے کہ دجال کہاں ہے۔ اس لئے دجال شخص کی تکذیب کرتے ہوئے پھارے پادریوں کو دجال کا خطاب جڑتے ہوئے ابن صیاد کی بریت کی ولیکن افسوس انہوں نے ابن صیاد کے دلائل کو نظر انداز کر دیا۔ چنانچہ وہ دجال شخص کا قاتل ہوتے ہوئے مندرجہ ذیل طریق سے اپنی بریت بیان کرتا ہے اور فقیر کے خیال میں یہی مرزائیوں کے لئے اکسیری سرمہ ہے۔ کاش وہ اس کو استعمال کر کے مرزا قادیانی کی تصریحات کا مطالعہ کریں۔ پس سنئے ابن صیاد مکہ اور مدینہ کی راہ میں ابو سعیدؓ سے ملاقی ہوا اور تعجب کیا۔

خدا تعالیٰ  
ہوں اور دجال  
اس کے بعد  
بھی نہیں کہ  
فرماتے ہیں

کہتے ہو تو  
پاس اور حنفی

سے تھا کہ  
ابن صیاد  
کو نہ رو کہ

انکار کیا  
آکھ مجھ

حجت اب  
کتاب

جانے  
کر لیا

کرام  
نشین

کتاب پڑھ  
ہوئے

مرزا

یا کہ اس کو دلائل سے قتل کرو، اور ایسا ہی مرزا قادیانی  
عبداللہ بن عمرؓ نے ابن صیاد کے دجال ہونے پر ”ما  
بیٹوں یعنی جناب عمرؓ اور ابن عمرؓ کے ذاتی خیالات اس  
سے متصف سمجھتے تھے۔ جو اس پر پورے طور سے فرمان  
بتی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد جب انہیں بقیہ نشانات  
ملے۔ وہ خراسان سے خروج کرے گا اور اس کا قاتل مسیح  
کا پورا پورا یقین ہوا۔ چنانچہ ذیل کی حدیث ہمارے

لب عمر بن الخطاب وکان من خطبه وانه  
بن بالرجم وبالرجال وبالشفاعة وبعباد  
رمانا کہ تمہارے بعد ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو رجم اور

موجود ہیں۔ باوجودیکہ وہ ہری خلافتوں کے دعویدار  
امت مرزا کے وہ قاتل ہیں اور عذاب قبر کے وہ منکر  
لئے کہتے ہیں کہ کوئی قبر کھود کر عذاب قبر تو بتا دو۔ نیز  
خطاب آج تیرا سو برس بعد پورا نظر آ رہا ہے اور  
ی روایات ملتی ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے  
ایسا خیال کرتا ہوں وہ ویسی ہی نکلتی ہے۔ قیس بن  
س کہ عمرؓ کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے۔

یادہ یہ کہ مرزا قادیانی نے صرف اس لئے کہ چونکہ  
ل کریں گے کہ دجال کہاں ہے۔ اس لئے دجال  
س کو دجال کا خطاب جڑتے ہوئے ابن صیاد کی  
لائل کو نظر انداز کر دیا۔ چنانچہ وہ دجال شخصی کا قاتل  
بیان کرتا ہے اور فقیر کے خیال میں یہی مرزائیوں  
عال کر کے مرزا قادیانی کی تصریحات کا مطالعہ  
ابوسعیدؓ سے ملاتی ہوا اور تعجب کیا۔

میں بڑا تعجب کرتا ہوں ان لوگوں سے جو مجھے دجال سمجھتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا رسول  
خدا ﷺ سے کہ دجال لا ولد ہوگا اور میں صاحب اولاد ہوں اور دجال کافر ہوگا اور میں مسلمان  
ہوں اور دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا اور میں مدینہ سے آ رہا ہوں اور مکہ جاتا ہوں۔  
اس کے بعد ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہنے لگا کہ میں قسمیہ کہتا ہوں اور اس میں کچھ شک  
بھی نہیں کہ میں جانتا ہوں محل پیدائش اس کی کو اور مکان اس کے کو اور کہاں ہے۔ وہ ابوسعیدؓ  
فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس نے اشتباہ میں ڈال دیا۔ (رواہ مسلم ج ۲ ص ۳۹۷، باب ابن صیاد)

اور ایسا ہی جابر بن عبداللہؓ کو جب محمد بن منکدرؓ نے کہا کہ تم حلفاً ابن صیاد کو دجال کیوں  
کہتے ہو تو جابر بن عبداللہؓ نے جواب دیا میں نے سنا ہے عمرؓ کو حلف اٹھاتے سرور دو عالم ﷺ کے  
پاس اور حضور ﷺ نے اس کو نہ روکا۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۸، باب ابن صیاد)

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت جابرؓ کا کافی طور پر ابن صیاد کو دجال کہنا صرف اس بناء  
سے تھا کہ عمرؓ حلف اٹھاتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ کی حلف اپنے اجتہادی زعم پر تھی۔ کیونکہ علامات  
ابن صیاد پر منطبق ہوتے تھے اور ابھی پورے علامات سننے بھی نہ تھے اور جناب رسالت پناہی کا عمرؓ  
کو نہ روکنا اس لئے تھا کہ انہوں نے اپنے غالب ظن کی وجہ سے حلف اٹھائی تھی۔

غرضیکہ مرزا قادیانی نے اپنی سنہری دروہیلی مصلحتوں سے مجبور ہو کر حدیث صحیحہ سے  
انکار کیا اور انہیں خواہ مخواہ شبہات و استعارات کے ہیر پھیر میں لے گئے۔ صاف دین مطالب کو  
آکھ مجھولی کرتے ہوئے کچھ کا کچھ بنا دیا اور جہاں کہیں اپنے مفید مطلب ایک لفظ بھی مل گیا۔  
جھٹ اپنے پر چسپاں کر لیا اور ڈنکے کی چوٹ اپنے ہر ماسٹر البدر سے منادی کر دی کہ دیکھو فلاں  
کتاب میں فلاں بزرگ نے میری تائید میں پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ سادہ فہم اور اردو دان اصحاب کی  
جانے بلا کہ کتاب مذکور میں بزرگ مذکور نے کیا لکھا۔ وہ مرزا قادیانی کی مشاقی میں آ گئے اور یقین  
کر لیا کہ بروزی نمی ہے۔ رودر گوپال بے سنگھ بہادر جھوٹ تھوڑا ہی بولتے ہیں۔ ادھر ہمارے علماء  
کرام کا کچھ نہ پوچھئے۔ اکثر تو نام کے مولوی اور علم سے محض کورے دادا جان عالم تھے۔ بیٹا مسند  
نشین ہوا تو باپ کے علم و فضل کا ڈھنڈورا پیٹنے پر اکتفاء کر بیٹھا اور جب پوتے پہ نوبت آئی تو  
کتا میں بیچ کر شکم پری کی اور جو فاقوں نے تنگ کیا تو مست قلندر بنے اور ارادت کیبھوں پر دھر رگڑا  
ہوئے۔ آہ! زمانے میں علم و فضل کے متلاشی نہ رہے اور صاحب علم خال خال رہ گئے اور پھر  
مرزا قادیانی کے زمانہ میں جب کہ قرآن کریم کے اردو تراجم پر کافر کا خطاب ملے۔

ذیل کا ایک واقعہ مرزا قادیانی کی اس بات پر وال ہے کہ یہ پلکی نبی کس طرح اپنے مفید مطلب دلائل بنا کر لوگوں کو الو بنا لیا کرتے تھے۔

(ایام صلح ص ۱۳۸، خزائن ج ۱۳ ص ۲۸۲، ۲۸۳) کتاب اقتباس الانوار مصنف شیخ محمد اکرم صابری کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے آپ کو بروزی طور پر مسیح ابن مریم ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔  
”تصرف کرنے سے روح کسی کامل کی صاحب ریاضت و مجاہدہ پر اور نزول مسیح عبارت اسی بروز سے مطابق ہے۔“ لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم کے یعنی روح عیسیٰ مہدی آخر الزمان میں..... متصرف ہوگئی۔“

اب آئیے اصل کتاب کو ملاحظہ کریں۔

(کتاب اقتباس الانوار ص ۵۲، ۳۳) جناب شیخ محمد اکرم صابری مندرجہ بالا قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ”وایں مقدمہ بغایت ضیف است“

”وایں روایت بر قول کسے را کہ میگوید مہدی ہمیں عیسیٰ علیہ السلام است و تمسک میکند باین حدیث لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم و جواب ایں حدیث هل است بر حذف لا مہدی بعد المہدی المشہور الذین ہو من اولاد محمد و علی علیہ السلام الا عیسیٰ علیہ السلام“  
ناظرین انصاف کیجئے کہ شیخ مذکور نے کسی کا قول نقل کرتے ہوئے تردید کی۔ مگر مرزا قادیانی کو اس سے کیا کام۔ انہوں نے جھٹ وہ تردیدی قول اڑا لیا اور اپنی صداقت پہ جڑ ڈالا۔ ایک اور لطف کی بات کہہ دوں۔

”میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ وہ اب آسمان سے اتر ہی آوے۔ تا میں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعاء کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیں گے۔ اگر کوئی کہے کہ اہل حق کی دعائیں اہل باطل کے مقابل قبول ہونی ضروری نہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ ہندوؤں کے مقابل مسلمانوں کی دعاء قیامت کے بارہ میں قبول ہو کر ابھی قیامت آ جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقرر ہو چکا ہے کہ قیامت سات ہزار برس گزرنے سے پہلے واقع نہیں ہو سکتی اور ضرور ہے کہ خدا اسے روکے رکھے۔ جب تک وہ ساری علامتیں کامل طور پر ظاہر نہ ہو جائیں۔ جو حدیثوں میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن مسیح کے ظہور کا وقت تو یہی ہے..... اور وہ تمام علامتیں بھی پیدا ہو گئیں۔ جن کا مسیح کے وقت پیدا ہونا ضروری تھا۔“

(ازالہ اوہام ص ۲۶۳، خزائن ج ۳ ص ۳۷۷)

آ  
طراز ایسے ہی  
جس کا تو اکا  
”و یقولود  
مدی علیہ السلام  
نذیر مبید  
بہ تدعوہ  
دے تحقیق  
ساعت قریر  
جائے گا کہ

کر جواب  
جدیدا  
ہماری ہڈیا

بود اور  
زیر لے  
ایا۔ امام  
علامات  
شروع  
بہند ہو  
کوئی  
دیتے  
ان۔



انی کی اس بات پر وال ہے کہ یہ پہلی نبی کس طرح اپنے کرتے تھے۔

۱۸۸۲ء (۲۸۳) کتاب اقتباس الانوار مصنفہ شیخ محمد اکرم برزوی طور پر مسیح ابن مریم ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کسی کمال کی صاحب ریاضت و مجاہدہ پر اور نزول مسیح مہدی الایسی بن مریم کے یعنی روح عیسوی ظہور کریں۔

۵) جناب شیخ محمد اکرم صابری مندرجہ بالا قول کو نقل کرنے میں ضیف است۔

کسے راکہ میگوید مہدی ہمیں عیسوی علیہ حدیث لا مہدی الایسی بن مریم وجواب لا مہدی بعد المہدی المشہور الذین ہو من عیسوی علیہ السلام۔

مگر ذکر کرنے کسی کا قول نقل کرتے ہوئے تردید کی۔ مگر نے جھٹ وہ تردید قول اڑا لیا اور اپنی صداقت پہ جڑ

صورت میں متصور ہے کہ وہ اب آسمان سے اتر ہی سچ پر ہیں تو سب مل کر دعاء کریں کہ مسیح ابن مریم جلد کہے کہ اہل حق کی دعائیں اہل باطل کے مقابل قبول کے مقابل مسلمانوں کی دعاء قیامت کے بارہ میں یہ ہے کہ یہ مقرر ہو چکا ہے کہ قیامت سات ہزار رو ہے کہ خدا اسے رو کے رکھے۔ جب تک وہ ساری میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن مسیح کے ظہور کا وقت تو یہی کا مسیح کے وقت پیدا ہونا ضروری تھا۔

(ازالہ اوہام ص ۳۶۳، خزائن ج ۳ ص ۳۷۷)

اسد بمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے  
تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کے سامنے مرزا قادیانی کی طرح اکثر کفار عرب بڑے طراز ایسے ہی بیہودہ سوال کرتے کہ اے محمد ﷺ اگر تو سچا ہے تو اپنے رب سے سوال کر کہ قیامت جس کا تو اکثر تذکرہ کرتے ہوئے ڈرایا کرتا ہے ابھی آجائے۔ جیسا کہ قرآن شہد ہے۔ ”وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ اَنُكْنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (يسين: ۴۸)“ اس کے جواب میں سرکار مدینہ ﷺ کی زبان فیض ترجمان ہمیشہ یہ جواب دیتی ”قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبين۔ فلما راوه زلفۃ سیئت وجوه الذین کفروا وقیل هذا الذی کنتم به تدعون (ملک: ۲۶، ۲۷)“ اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ (تو فرمایا) کہہ دے تحقیق علم اللہ کو معلوم ہے اور تحقیق میں ہوں۔ ظاہر ڈرانے والا پس جب دیکھیں گے کہ وہ ساعت قریب آگئی تو ان کے چہرے سڑ جائیں گے اور منہ سیاہ ہو جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جس کو تم پکارا کرتے تھے۔

اور ایسا ہی حضور ﷺ کا بحث ثانی کی خبر دیتا اور کفار کا استہزاء کرتے ہوئے بغلیں جھانک کر جواب دیتا۔ جس کا قرآن شہد ہے۔ ”وقالوا اذا کنا عظاماً ورفاءہ ناللمبعوثون خلق جدیداً (بنی اسرائیل: ۴۹)“ کفار تجب سے اظہار کرتے تھے کہ جب ہم مرجائیں گے اور ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی۔ پھر ہم کو کس طرح نئی پیدائش میں اٹھایا جائے گا۔

اور مرزا قادیانی کا یہ چمکہ کہ نزول مسیح کو قیامت پر قیاس نہ کیا جائے۔ کیونکہ وہ آچکا کتنا بودا اور مسخکھ خیز ہے۔ اس لئے کہ آثار قیامت تو ابھی شروع ہی نہیں ہوئے۔ کیا قیامت خیز زلزلے جن کی خبر قرآن پاک نے دی آچکے۔ یا جوج ماجوج نے خروج کر لیا۔ دابۃ الارض نکل آیا۔ امام مہدی کا ظاہر ہو چکا۔ دجال ناپاک کی چہرہ دستیاب شروع ہو گئیں؟ یہ کیا بیہودگی ہے کہ علامات تو ابھی منصفہ شہود سے غائب ہوں اور مسیح ابن مریم کے لئے نزول من السماء کی دعاء پہلے ہی شروع کر دی جائے اور یہ کیا حماقت ہے کہ میں ہی مسیح ابن مریم ہوں۔ مرزا ایذا کوئی دھریہ تم سے بضد ہو کہ جب خدا حاضر ناظر اور ہر جگہ موجود ہے تو دکھلا کیوں نہیں دیتے کیا جواب دو گے اور اگر کوئی مسلمان تمہارے مرزائی فرشتوں کے دید کا تقاضہ تمہارے مرزا سے کرتا تو وہ کیا جواب دیتے۔ جنات جن کا ذکر قرآن شریف اور حدیث صحیحہ میں تو اتر سے موجود ہے۔ کسی کے تقاضہ پر ان کے وجود کو دکھا سکتے ہو۔ دور کیوں جاؤں اپنے سر کی مدد ہی کو مجسم طور پر پیش کر سکتے ہو۔ تقاضہ تو

وہ چاہئے جس کا موقعہ اور محل ہو۔ یہ کیا ہے کہ علامات قیامت کو اپنی صداقت منوانے کے لئے قبل از قیامت ہی طلب کیا جا رہا ہے۔ قرآن کریم کو دیکھو وہ نزول مسیح کا وقت ”وانہ لعلم للساعة“ بتا رہا ہے۔ یعنی مسیح ابن مریم قیامت کے نشانات میں سے ایک نشانی ہے۔ کیا قیامت آچکی جو اس نشانی کا تقاضہ ہو رہا ہے۔ کچھ شرم کرو!

اور عمر زمانہ پر تحدی سے سات ہزار سال کہنا یہ بھی نادانی ہے۔ کیونکہ رحمت عالم ﷺ نے یہ بھی تو فرمایا ”لا یجلیہا لو قتها الا هو“ (اعراف: ۱۸۷) ﴿﴾ نہیں جانتا اس کے وقت معین کو مگر وہ خود۔ ﴿﴾ یعنی اللہ اور ایسا ہی اکثر احادیث میں علم قیامت سے لاعلمی ظاہر فرمائی اور بخاری شریف کی اس حدیث کو دیکھو جو امیر عمرؓ نے بیان کی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر انتہاء تک ذکر فرمایا۔ حتیٰ کہ اہل جنت کو جنت میں اور اہل نار کو جہنم میں داخل کر دیا۔ بایں ہی مکافہ عالیہ کے قیامت کے بارہ میں یہ سوال جبرائیل علیہ السلام نے یوں فرمایا۔ ”ما المسئول عنہا باعلم من المسائل“ (بخاری ج ۱ ص ۱۲، باب سوال جبرائیل النبی ﷺ) ﴿﴾ جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے اعلم نہیں۔ یعنی جیسے سائل کو پتہ نہیں ایسے مسئول عنہا کو بھی پتہ نہیں۔ ﴿﴾

اور کیا حدیث معراج بھول گئی اور بھولتی کیوں نہ جب کہ معراج کے قائل ہی خیر سے نہیں۔ جس میں مسیح ابن مریم قیامت کے قرب میں نازل ہونے کا وعدہ الہی بیان فرمایا اور مسیح ابن مریم کے رفع السماء پر حرف گیری کرنا شیوہ اسلام نہیں۔ دہریت اور نیچریت ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث سے روز روشن کی طرح ثابت اور تواتر قوی سے چلا آتا ہے۔ ہاں ایمان بالغیب چاہئے۔ اور زانیو! خرافات مرزا سے تھوڑی مدت کے لئے کنارہ کشی اختیار کرو اور کتب مصدقہ اسلام کا مطالعہ کرو۔ جس میں صعود السماء بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ ان میں سے چند ایک تمہاری کورچشمی کے لئے درج کرتے ہیں۔

(شرح الصدور ص ۱۷۳) ترجمہ: علامہ جلال الدین سیوطیؒ کفایۃ المتقین سے بروایت یافعی شیخ عمر بن فارض مکی کا چشم دید واقعہ نقل کرتے ہیں کہ شیخ عمرؒ ایک ولی اللہ کے جنازہ پر جا پہنچے فرماتے ہیں کہ جب کہ ہم نماز جنازہ ادا کر چکے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس قدر سبز جانور آسمان سے اترے ہیں کہ ان سے آسمان چھپ گیا۔ پس ان میں سے ایک بڑا جانور الگ نیچے اتر اور اس نے اس ولی اللہ کو اس طرح نگل لیا۔ جیسے کہ جانور ایک دانے کو نگل لیتا ہے اور آسمان کی طرف اڑ گیا۔ شیخ عمرؒ فرماتے ہیں کہ میں اس واقعہ سے متعجب ہوا۔ لیکن اتنے میں ایک شخص میرے سامنے آ گیا

جو وہ بھی آ کر۔ کیونکہ شہید ہیں

میں زیدؒ کی عبادت سے دعا ہو فوت ہوا نظر آ اور اس اثر اجاتا

میں بر امیہ اللہ وغیرہ واقعہ ملائکہ کبیر اور بن

بن طر جان امر عجب

علامات قیامت کو اپنی صداقت منوانے کے لئے قبل  
م کو دیکھو وہ نزول مسیح کا وقت ”وانہ لعلم  
ست کے نشانات میں سے ایک نشانی ہے۔ کیا قیامت  
م کرو!

ارسال کہنا یہ بھی نادانی ہے۔ کیونکہ رحمت عالم ﷺ  
هو (اعراف: ۱۸۷) ”خبر نہیں جانتا اس کے وقت  
راحدیث میں علم قیامت سے لاعلمی ظاہر فرمائی اور  
عمر نے بیان کی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ سرکار  
فریش سے لے کر انتہاء تک ذکر فرمایا۔ حتیٰ کہ اہل  
کردیا۔ بایں ہی مکافہ عالیہ کے قیامت کے بارہ  
”ما المسئول عنها باعلم من السائل  
قیل النبی ﷺ“ جس سے سوال کیا گیا ہے وہ  
یہ مسئلہ عنہا کو بھی پتہ نہیں۔

بھولتی کیوں نہ جب کہ معراج کے قائل ہی خیر سے  
رب میں نازل ہونے کا وعدہ الہی بیان فرمایا اور مسیح  
وہ اسلام نہیں۔ دہریت اور نیچریت ہے۔ کیونکہ  
اور تو اتر قومی سے چلا آتا ہے۔ ہاں ایمان بالغیب  
ست کے لئے کنارہ کشی اختیار کرو اور کتب مصدقہ  
مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ ان میں سے چند ایک

جلال الدین سیوطی کفایۃ المتقین سے بروایت  
تے ہیں کہ شیخ عمر ایک ولی اللہ کے جنازہ پر جا پہنچے  
تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس قدر سبز جانور آسمان سے  
میں سے ایک بڑا جانور الگ نیچے اتر اور اس نے  
ب دانے کو نگل لیتا ہے اور آسمان کی طرف اڑ گیا۔  
ہوا۔ لیکن اتنے میں ایک شخص میرے سامنے آ گیا

جو وہ بھی آسمان سے اتر تھا اور نماز میں شریک ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ اے عمر اس واقعہ سے تعجب نہ  
کر۔ کیونکہ وہ شہید جن کی روحیں جنت میں سبز جانوروں کی مواصل میں رہتی ہیں۔ وہ تلوار کے  
شہید ہیں۔ لیکن محبت کے شہیدوں کے روح کا حکم رکھتے ہیں۔

شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ اسی کے مشابہ ہے وہ قصہ جس کو ابن ابی الدنیا نے ذکر موتی  
میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عابد و زاہد پہاڑ کے غار میں خدا  
کی عبادت کیا کرتا تھا اور دنیا کے لوگوں سے کنارہ کش اس کے زمانہ کے لوگ قحط کے دنوں میں اس  
سے دعاء منگوا کر تے تھے اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان پر ابر رحمت برسایا کرتا تھا اتفاقاً وہ  
فوت ہو گیا۔ لوگ اس کے غسل کی تیاری کرنے لگے کہ تا کہاں ایک تخت آسمان کی بلندی سے اترتا  
ہوا نظر آیا۔ یہاں تک کہ ولی اللہ کے نزدیک آ پہنچا اور ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس تخت کو چڑھ لیا  
اور اس ولی اللہ کو تخت پر رکھا اور وہ تخت آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور لوگ دیکھتے رہے کہ وہ ہوا میں  
اڑا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان سے پوشیدہ ہو گیا۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ اس کا موید وہ واقعہ ہے۔ جس کو بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوة  
میں بروایت عروہ بن مسعود نقل کیا ہے کہ عامر بن فہرہ غلام ابی بکرؓ عہدہ کے دن شہید ہوا اور عمر بن  
امیہ الضمریؓ نے چشم خود دیکھا کہ وہ اس وقت آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ چنانچہ یہی عجیب  
و غریب واقعہ ضحاک بن سفیانؓ کے اسلام کا باعث ہوا اور عامر بن فہرہ کے قتل کا اور رفع کا چشم دید  
واقعہ اور اس پر اپنا اسلام لانا آنحضرت ﷺ کی طرف لکھا اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ  
ملا نکہ نے عامر بن فہرہ کے جسم کو چھپا لیا اور اس کو طہین پر جاتا رہا اور یہی قصہ ابن سعد اور حاکم نے  
کبیر میں بطریق عروہ حضرت عائشہؓ سے بھی روایت کیا کہ عامر بن فہرہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا  
اور ملا نکہ نے اس کے جسم کو چھپا لیا اور عامر بن طفیل اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے۔ اس نے عامر  
بن فہرہ کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا دیکھا۔

اور اسی طرح خبیث بن عدی کی نسبت احمد اور ابو نعیم اور بیہقی نے بروایت عمر بن امیہ  
بن الضمریؓ روایت کی۔ شیخ سیوطی فرماتے ہیں کہ ابو نعیم کے نزدیک خبیث بن عدی کا آسمانوں کی  
طرف مرفوع ہونا قطعی ہے۔ چنانچہ ابو نعیم نے جواب و سوال کی صورت میں کہا ہے کہ اگر یہ کہا  
جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں کی طرف اٹھائے گئے ہیں تو ہم کہیں گے کہ ہمارے نبی ﷺ کی  
امت میں سے ایک قوم آسمانوں کی طرف اٹھائی گئی اور یہ امر عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے بھی  
عجیب تر ہے اور اس کے بعد عامر بن فہرہ اور خبیث بن عدی اور علا بن خضریٰ کا قصہ بیان کیا۔

اس کے بعد شیخ سیوطیؒ ایک مشہور حدیث سے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ ہم نے بروایت جابرؓ متفق کیا ہے۔ ان واقعات رفع کے غیر محال اور ممکن الوقع ہونے پر استدلال کر کے کہا کہ غزوہ احد میں جب کہ حضرت طلحہؓ اٹھلیوں کے زخم کے درد سے کلمہ حس جو عرب کے محاورہ میں شدت درد کے وقت زبان سے نکلتا ہے۔ تو اس وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت طلحہؓ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے طلحہؓ اگر تو بجائے کلمہ حس کے بسم اللہ کہتا تو ملائکہ بالضرور تجھے اٹھالے جاتے اور لوگ تیری طرف دیکھتے رہ جاتے یہاں تک کہ تو وسط آسمان میں جا پہنچا۔

مرزائے قادریانی بلا کے دورانہ لیش ہر چھوٹے بڑے سانچے میں ڈھل جانے والے۔ باتوں ہی باتوں میں زمین کے قلابے اور آسمان کے ستارے توڑ لانے والے اور لطف یہ کہ سیمابی فطرت کے مالک ہوئے ہیں اور یہ تمام باتیں جو آپ ان کی زبان سے سن رہے اور تمام وہ جدتیں جن کا وہ بار بار اعادہ کرتے ہیں۔ ان کی اپنی ایجاد نہیں۔ یہ تمام اوہام اور مغالطے ان سے قبل ان کے ہم مشرب بزرگ دے کر جوابدہی کے لئے معاہدے چیلوں چانٹوں کے بڑی سرکار میں پہنچ چکے ہیں۔ مرزا قادریانی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس بوسیدہ دسترخوان کی ریزہ چینی کر رہے ہیں۔ مگر ایک امتیازی چیز آپ کی بزرگی اور شوخ طبع کی مرہون احسان ہے۔ وہ یہ کہ مرزا قادریانی کی قماش کے لوگوں نے جب ہوس زری و ملک گیری کی تو انہیں مہدی معبود بننے کی سوچھی۔ دنیا جانتی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ ان کے اس دعوے نے بڑی بڑی سلطنتوں کو برسوں تکنی کا تاج نہچایا۔ دور کیوں جائیں مرزا قادریانی کے عہد بردز میں ہی محمد احمد سوڈانی نے حکومت مصر اور برطانیہ دونوں کا دم ناک میں کر دیا۔ چھ سو میل کا وہ تمام علاقہ جو مصر کے زیر نگین تھا۔ محمد احمد کے زیر تسلط ہو گیا۔ یہ تو سوڈان میں ہو رہا تھا۔ ادھر پنجاب میں مرزا قادریانی کے الہامی کارخانے پورے زور سے صبح و شام چل رہے تھے۔ جس میں اعلیٰ قسم کے باریک مکاشفات اور سبز گلابی خوابیں اور عمدہ قسم کی مضبوط پیش گوئیاں بنی جا رہی تھیں۔ غرضیکہ جو سوت اور رنگ اس کارخانہ میں خرچ ہوتا تھا۔ اس کا مقابلہ دوسرے طرز نہ کر سکتے تھے۔ مرزا قادریانی کے کارخانے میں ایک امتیازی چیز ایسی تھی۔ جو دوسرے متنبین سے جدا گانہ تھی اور اس کے لئے ہم مرزا قادریانی کے کمال مطالعہ فکر و سوچ و بچار کی داد دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ ان کے علم و تدبر نے انہیں یقین دلایا کہ مہدی معبود کہلانے والے منزل مقصود کو نہ پاسکے۔ دنیا نے ان کا ساتھ نصف صدی سے زائد نہ دیا۔ آخر جاء الحق و زہق الباطل ہو گیا۔ اس لئے درمیانی منزل کو ہی اڑا دینا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے زمان مہدی سے نہ صرف انکار کیا۔ بلکہ مہدی اور مسیح دونوں کو ایک ہی شخصیت میں مدغم کرتے ہوئے دعویٰ کر دیا کہ

مشہور حدیث سے جس کونسا کی اور بیہوشی اور طہرائی وغیرہ ہم  
ات رفع کے غیر محال اور ممکن الوقع ہونے پر استدلال کر  
ہے۔ تو اس وقت آنحضرت ﷺ نے حضرت طلحہ سے  
کلمہ حس کے بسم اللہ کہتا تو ملائکہ بالضرور تجھے اٹھالے  
تے یہاں تک کہ تو وسط آسمان میں جا پہنچا۔

مدینہ ہر چھوٹے بڑے سانچے میں ڈھل جانے والے۔  
آسمان کے ستارے توڑ لانے والے اور لطف یہ کہ سیما بی  
تیں جو آپ ان کی زبان سے سن رہے اور تمام وہ حدتیں  
پہنچی ایجاد نہیں۔ یہ تمام اوہام اور مغالطے ان سے قبل ان  
لے لئے مع اپنے چیلوں چانتوں کے بڑی سرکار میں پہنچ  
چلتے ہوئے اس بوسیدہ دسترخوان کی ریزہ چینی کر رہے  
روشن طبع کی مرہون احسان ہے۔ وہ یہ کہ مرزا قادیانی  
ولک گیری کی تو انہیں مہدی معبود بننے کی سوچھی۔ دنیا  
س دعوے نے بڑی بڑی سلطنتوں کو برسوں تکنی کا ناچ  
بروز میں ہی محمد احمد سوڈانی نے حکومت مصر اور برطانیہ  
تمام علاقہ جو مصر کے زیر نگین تھا۔ محمد احمد کے زیر تسلط  
اب میں مرزا قادیانی کے الہامی کارخانے پورے زور  
تم کے باریک مکاشفات اور سبز گلابی خواہیں اور عمدہ قسم  
ضیکہ جو سوت اور رنگ اس کارخانہ میں خراج ہوتا تھا۔  
اقادیانی کے کارخانے میں ایک امتیازی چیز ایسی تھی۔  
کے لئے ہم مرزا قادیانی کے کمال مطالعہ فکر و سوچ و بچار  
بر نے انہیں یقین دلایا کہ مہدی معبود کہلانے والے  
تھ نصف صدی سے زائد نہ دیا۔ آخر جاء الحق و زحق  
اڑا دینا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے زمان مہدی سے نہ  
یک ہی شخصیت میں مدغم کرتے ہوئے دعویٰ کر دیا کہ

دیکھو حدیث وار قطنی میں آیا ہے۔ ”لا مہدی الا عیسیٰ“ یعنی مہدی کوئی نہیں سوائے عیسیٰ  
کے اس لئے وہ میں ہی ہوں۔ ذیل میں رحمت عالم کی وہ پیش گوئیاں جو نواب صدیق الحسن خاں  
والہی بھوپال نے جمع فرمائیں بیان کرتے ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی کی پارسائی، بروہیت،  
مہدویت، مسیحیت کا نشہ ہرن ہو جائے گا۔ کیونکہ رحمت عالم کو خدا کے بعد امت ہی محبوب ہے۔  
یہی وجہ ہے جو سرکارِ دو عالم نے قیامت تک کے واقعات کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا تاکہ  
کوئی حقیقی انہیں گمراہ نہ کر سکے اور کسی باتوئی کا چکر امت کی گمراہی کا موجب نہ بنیں۔ اس لئے  
قرآن کریم نے ”رحمت للعالمین (انبیاء: ۱۰۷) رؤف الرحیم (نور: ۲۰) کافقہ  
للناس، بشیراً و نذیراً (سبا: ۲۸)“

”شاہدا و مبشر نذیر و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراج منیرا (احزاب:  
۴۵، ۴۶)“ کے خطابات سے یاد کرتے ہوئے اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ سے نوازا۔ چنانچہ ان  
ہزاروں صفات سے ہم صرف ایک کی جانب اس وقت توجہ دلاتے ہیں۔

”حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم (توبہ: ۱۲۸)“  
مسلمانو! آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر کم از کم دس مرتبہ درود بھیج کر  
ذیل کا مضمون پڑھو۔ کیونکہ یہ آپ کی کمال شفقت و مہربانی خیر خواہی و ہر دل عزیزی کا صدقہ  
ہے۔ جو کہ صرف اس لئے کہا گیا ہے کہ امت مرحومہ کسی کے دھوکہ و فریب کا شکار نہ ہو جائے۔  
تعارف مہدی معبود

۱..... قریب مشہور مہدی کے دریائے فرات کھل جائے گا اور اس میں سے ایک  
سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۱، کتاب الفتن و الاشرار الساعۃ)  
۲..... آسمان سے ندا آئے گی۔ ”الا ان الحق فی ال محمد“ اے لوگو حق  
آل محمد ﷺ میں ہے۔ (الاشیاء لاشرط الساعۃ ص ۲۰۰، البرزنجی)  
۳..... مہدی کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کرتہ شمشیر اور علم ہوگا اور یہ نشان بعد  
آنحضرت ﷺ کے کسی نہ نکلا ہوگا۔ اس جہنڈے پر لکھا ہوگا۔ ”البیعة اللہ“ بیعت اللہ کے  
واسطے۔ (الاشیاء لاشرط الساعۃ ص ۱۹۸، البرزنجی)  
۴..... امام مہدی کے سر پر ایک بادل سایہ کرے گا۔ اس میں سے پکارنے والا  
پکارے گا۔ ”ھذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ“ یہ مہدی خلیفہ خدا ہے اس کا اتباع کرو۔  
(الحادی للفتاویٰ المعروف الوردی فی اخبار المہدی ص ۶۱)

۵..... ایک سوکھی شاخ خشک زمین میں لگائیں گے۔ وہ ہری ہو جائے گی۔ اس میں برگ دہارا آجائے گا۔  
(الاشیاء لاشرط الساعۃ ص ۱۹۸، البرزنجی)

۶..... کعبہ کے خزانہ کو نکال کر تقسیم کر دیں گے۔

(الاشیاء لاشرط الساعۃ ص ۱۹۹، البرزنجی)

۷..... دریا ان کے لئے یوں پھٹ جائے گا جیسا کہ بنی اسرائیل کے وقت پھٹا

تھا۔  
(الاشیاء لاشرط الساعۃ ص ۱۹۹، البرزنجی)

۸..... ان کے پاس تابوت سکیڑ ہوگا۔ جسے دیکھ کر یہود ایمان لاویں گے مگر چند۔

(الاشیاء لاشرط الساعۃ ص ۱۹۹، البرزنجی)

۹..... امام مہدی اہل بیت نبوی میں سے ہوں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں دنیا

ختم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص جس کا نام میرے نام پر محمد ہوگا۔ دنیا کا مالک نہ ہو جائے اور ایسا ہی ایک دوسری حدیث (ابودودج ص ۱۳۱، باب کتاب المہدی) میں ہے۔

”یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی“ اس کا نام میرے نام پر اس کے باپ کا نام

میرے باپ کے نام پر ہوگا۔ یعنی ”محمد بن عبد اللہ المہدی من عترتی من ولد

فاطمہ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱، کتاب المہدی)“ اور ایسا ہی ”حاکم، ابن ماجہ

(ص ۳۰۰، باب خروج المہدی) عن ام سلمہ ”مہدی میرے کنبہ میں سے فاطمہ کی اولاد سے ہوں گے۔

۱۰..... مہدی کا مولد مدینہ طیبہ ہے۔

(رواہ ابو نعیم عن علی کرم اللہ وجہہ الاشیاء لاشرط الساعۃ ص ۱۹۳، البرزنجی)

۱۱..... مہدی کا مقام ہجرت بیت المقدس ہوگا۔

(الاشیاء لاشرط الساعۃ ص ۱۹۳، البرزنجی)

۱۲..... حلیہ مسیح حسب ذیل بیان فرمایا۔

گندم رنگ، کم گوشت، میانہ قد، کشادہ پیشانی، بلند بینی، کمان ابرو، دونوں ابرو میں

فرق۔ بزرگ اور سیاہ چشم، سرگمین آنکھ، دانت روشن اور جدا جدا، داہنے رخسار پر تل، چہرہ نورانی

ایسا روشن جیسا کہ کوکب دری، ریش گھنی، کشادہ ران، عربی رنگ، اسرائیلی بدن، زبان میں لکنت

جب بات کرنے میں دیر ہوگی تو ران چپ پر ہاتھ ماریں گے۔ کف دست میں نبی کریم ﷺ کی

نشانی ہوگی۔  
(الاشیاء لاشرط الساعۃ ص ۱۹۳، البرزنجی)

### پیش گوئی سرکارِ دو عالم ﷺ

”عن حذیفہ بن اسید اشرف علینا رسول اللہ ﷺ ونحن نتذاکر الساعة قال لا تقوم الساعة حتی تروا عشايات طلوع الشمس من مغربها الدخان والدجال الدابة یاجوج ماجوج نزول عیسیٰ ابن مریم..... الخ! (مسلم ج ۲ ص ۳۹۳، کتاب الفتن و اشراط الساعة)“ ﴿جناب حذیفہ بن اسید روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ دریاں حالیکہ ہم صحابہ قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دس علامات سے پیشتر قیامت کا آنا ناممکن ہے۔ سورج کا مغرب سے طلوع کرنا۔ الدخان، دجال، دابۃ الارض یا جوج ماجوج نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام۔﴾

اونیم یہودیو! گئے گزرے ایمان سے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ کیا یہ علامات سرکارِ مدینہ ﷺ نے یونہی بیان کر دیں۔ کیا حضور ﷺ کی پیش گوئی یونہی رائیگاں جائے گی۔ کیا مہدی معبود رئیس قادیان ہی ہے اور وہ ان تمام اوصاف کا تو کیا کسی ایک کا بھی حامل ہے۔ کیا اس کے لئے یہ تمام واقعات ظہور پذیر ہو گئے۔ کیا اس کا چہرہ مہر متذکرہ حلیمے سے ملتا جلتا ہے۔ آہ! تمہیں افسوس سے کہنا پڑے گا اور بجز اس اقرار کے اور کوئی دوسرا جواب ہی نہیں کہ مرزا قادیانی میں یہ چیزیں مفقود تھیں۔ ہاں یہ علیحدہ امر ہے کہ تم استعارہ مجاز و محاورہ تشبیہ و ظن میں ڈوب جاؤ اور عقیدت کو ہر پہ کھاج ہو جائے۔ مگر یاد رکھو اس الجھن سے کبھی نجات حاصل نہ کر سکو گے کہ مرزا قادیانی مہدی اور مسیح دونوں تو بن گئے۔ یعنی یا مظہر العجایب مسیحیت میں مہدیت غائب مگر یہ کیا تماشہ ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معبود کے علامات نشانات ایک دوسرے سے بالکل جدا گانہ ہیں اور اسی پر بس نہیں مہدی کی جائے پیدائش و مقام ہجرت کے علاوہ حلیہ میں بہت سا فرق ہے۔ مہدی ماں اور باپ دونوں رکھتا ہے۔ مگر مسیح بلا باپ کے بطور نشان پیدا ہوئے اور اب آسمان سے نازل ہو رہے ہیں۔ کاش تم لوگ کبھی ان باتوں کو ٹھنڈے دل سے سوچو کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کو تم سے ہمدردی و خیر خواہی ہے یا حسد و دشمنی۔ انہیں کیا ضرورت تھی کہ ایک شخص کی آمد کو دو مختلف آدمیوں پر تقسیم کریں اور بار بار حلف اٹھائیں کہ خدا کی قسم یہ ضرور تشریف لائیں گے۔ لوگو! قیامت قائم ہی نہ ہوگی جب تک یہ پیش گوئیاں وقوع میں نہ آئیں۔ خبردار گمراہ نہ ہو جانا۔ جو کچھ کہہ دیا، وہ ضرور ہو کر رہے گا اور یہ بھی تو کہو کہ بھلا اگر مرزا ہی ایسا ویسا ہوتا تو انہیں کیا بھل تھا۔ وہ صاف بیان فرماتے ہیں کہ قادیان میں مرزا سندھی بیک غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ اور والدہ کا نام چراغ بی بی ہوگا۔ وہ ظلی اور بروز ہی ہوگا۔ وہ علماء وقت کو نام بنام گن گن کر گندی گالیاں دے گا۔ تمام

میں میں لگائیں گے۔ وہ ہری ہو جائے گی۔ اس (الاشیاء لاشراط الساعۃ ص ۱۹۸، البرزنجی) نسیم کر دیں گے۔

(الاشیاء لاشراط الساعۃ ص ۱۹۹، البرزنجی) منٹ جائے گا جیسا کہ بنی اسرائیل کے وقت پھٹا (الاشیاء لاشراط الساعۃ ص ۱۹۹، البرزنجی) ہوگا۔ جسے دیکھ کر یہودی ایمان لا دیں گے مگر چند۔ (الاشیاء لاشراط الساعۃ ص ۱۹۹، البرزنجی) میں سے ہوں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں دنیا بیک شخص جس کا نام میرے نام پر محمد ہوگا۔ دنیا کا (ابودودج ص ۱۳۱، باب کتاب المہدی) میں ہے۔ ”اس کا نام میرے نام پر اس کے باپ کا نام عبد اللہ المہدی من عتوقی من ولد مہدی“ اور ایسا ہی ”حاکم، ابن ماجہ لعلہ“ مہدی میرے کتبہ میں سے فاطمہ کی اولاد ہے۔

علی کرم اللہ وجہہ الاشیاء لاشراط الساعۃ ص ۱۹۳، البرزنجی) المقدس ہوگا۔

(الاشیاء لاشراط الساعۃ ص ۱۹۳، البرزنجی)

فرمایا۔

ہو پیدائشی، بلند بینی، کمان ابرو، دونوں ابرو میں روشن اور جدا جدا، واسپے رخسار پر تل، چہرہ نورانی، ان، عربی رنگ، اسرائیلی بدن، زبان میں لکنت ہماریں گے۔ کف دست میں نبی کریم ﷺ کی (الاشیاء لاشراط الساعۃ ص ۱۹۳، البرزنجی)



امت کو ولد الحرام کتے اور سور بنائے گا۔ جہاد بند کرے گا۔ نصاریٰ کی غلامی کا دم بھرے گا۔ بہت سے چندے لگائے گا۔ نل منارہ تیار کرے گا اور بہشتی قبرستان بنائے گا اور بچوں کو اس میں دفن کرنے سے منع کرے گا۔ اپنی کلام کو قرآن کریم سے بلند تر یقین کرے گا اور نیکے غلط اشعار کہے گا اور انہیں اعجازی سمجھے گا۔ اس کے معجزات پلگ ہیضہ اور زلزلے اور قحط ہوں گے۔ اس کے مکاشفات اس کے الہامات نیم دروں نیم بروں ہوں گے۔ اسے ان زبانوں میں الہام ہوں گے۔ جن کو وہ جانتا تک نہ ہوگا۔ اس کی وحی کا کاتب بند ہوگا۔ اس کے حاشیہ کے گواہ آریہ ہوں گے۔ اس کی خوارک کستوری زعفران، عنبرانیون، کچلے دلائی بسکٹ اور ٹانک وائن وغیرہ ہوگی۔ کہاں تک لکھوں اور کیا کیا گنواؤں۔ خدا را سوچو سمجھو اور فہم و تدبر سے کام لو۔ کدھر جا رہے ہو کسے چھوڑتے ہو اور کسے قبول کرتے ہو۔ کیا یہی صراط مستقیم ہے کہ فخر و دو عالم کے حلف اور پیش گوئیاں قابل اعتماد اور جزو ایمان نہ سمجھی جائیں اور قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال کر کذاب قادیان کی خرافات و اہیہ پر یقین کر لیا جائے۔ ذیل میں مسیح موعود کی بشارات وحلیہ ارشاد نبوی سے پیش کرتے ہیں۔ دیکھیں کون کون سعادت مند اسے قبول کرتا ہو قرآن پاک سے پیار کرتا ہے۔

”واطيعوا اللہ واطيعوا الرسول (مائدہ: ۹۲)“ پر عمل کرو اور سچے دل سے غیر کی اطاعت کو چھوڑ دو۔ یقیناً تمہارا بھلا ہوگا اور شافع محشر تم سے پیار کریں گے اور اگر شومنی قسمت ہی رہے تو یاد رکھو وہ روز محشر اللہ میاں سے کہہ دیں گے۔

”وقال الرسول يا رب ان قومي اتخذوا هذا القرآن مهجورا“ ﴿تیمم﴾  
 مکمل اللہ جناب باری میں کہہ دیں گے کہ یا اللہ یہ وہی قوم ہے جس نے قرآن کو ترک کر دیا تھا۔  
 ڈرو اس وقت سے جو ہے آنے والا۔ ﴿﴾  
 جب حقیقی ماں بچے کو بھول جائے گی اور لوگ باولے ہو جائیں گے اور سوائے عرش اور  
 لوائے محمد کے سایہ و سائگی نہ ہوگا۔

### بشارات مسیح ابن مریم علیہ السلام

۱..... نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ میرے اور عیسیٰ ابن مریم کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ تم میں ضرور نزول فرمائیں گے۔ جب ان کو دیکھو تو اس حلیہ سے پہچان لو۔ درمیانہ قدر تک سرخ و سفید، لباس زردی مائل، گویا ان کے سر سے باوجود تر نہ کرنے کے پانی ٹپکتا ہوگا۔ وہ دین اسلام کے لئے لوگوں سے جنگ و قتال کریں گے۔ خدا تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام مذاہب کو محو کر دے گا۔ صرف اسلام باقی رہ جائے گا۔ وہ دجال کو ہلاک کریں گے اور زمین پر چالیس سال

تک قیام کریں

۲۔ لڑتی رہے گی اور

آئیے نماز پڑھ

دی ہے۔ (مسلم)

پر بیان مسلم کی

مریم و امامک

مرزا قادیانی۔

۳۔ عیسیٰ علیہم السلام

پر اس تفسیر کو

خدائے کریم

میں شمشیر برہ

۷۔ قبضہ قدرت

اتریں گے۔

قبول کرنے

سجدہ کرنا بہت

ساتھ ارشاد

الایمؤمن

موت سے

زمین کو کھرد

ادبند کرے گا۔ نصاریٰ کی غلامی کا دم بھرے گا۔ بہت  
کا اور بہشتی قبرستان بنائے گا اور بچوں کو اس میں دفن  
مریم سے بلند تر یقین کرے گا اور نکلے غلط اشعار کہے گا  
پلیک ہیضہ اور زلزلے اور قحط ہوں گے۔ اس کے  
م بروں ہوں گے۔ اسے ان زبانوں میں الہام  
وہی کا کاتب ہند ہوگا۔ اس کے حاشیہ کے گواہ آریہ  
، غزنیوں، کچلے ولایتی بسکٹ اور ٹانک وائن وغیرہ  
راراسوچو سمجھو اور فہم و تدبر سے کام لو۔ کدھر جا رہے ہو  
یا یہی صراط مستقیم ہے کہ فخر و دو عالم کے حلف اور پیش  
میں اور قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال کر کذاب  
ذیل میں مسیح موعود کی بشارات وحلیہ ارشاد نبوی سے  
خدا سے قبول کرتا ہو قرآن پاک سے پیار کرتا ہے۔  
رسول (مائتہ: ۹۲) ”پر عمل کرو اور سچے دل سے  
ہوگا اور شافع محشر تم سے پیار کریں گے اور اگر شومنی  
سے کہہ دیں گے۔

قومی اتخذوا هذا القرآن مہجورا“ ﴿تیم  
لہ یہ وہی قوم ہے جس نے قرآن کو ترک کر دیا تھا۔

کی اور لوگ باولے ہو جائیں گے اور سوائے عرش اور

ہیں۔ میرے اور عیسیٰ ابن مریم کے درمیان کوئی نبی  
۔ جب ان کو دیکھو تو اس حلیہ سے پہچان لو۔ درمیانہ  
کے سر سے باوجود تہ نہ کرنے کے پانی ٹپکتا ہوگا۔ وہ  
ریں گے۔ خدا تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام مذاہب کو  
وہ دجال کو ہلاک کریں گے اور زمین پر چالیس سال

تک قیام کریں گے۔ پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۵، باب خروج الدجال)

۲..... آ حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ میری امت کی ایک جماعت حق پر  
لڑتی رہے گی اور قیامت تک غالب رہے گی۔ پس عیسیٰ بن مریم اتریں گے۔ امیر جماعت کہے گا  
آئیے نماز پڑھائیے۔ فرمائیں گے نہیں تم ایک دوسرے کے امام ہو، خدا نے اس امت کو یہ بزرگی  
دی ہے۔ (مسلم ج ۱ ص ۸۷، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) کی یہ حدیث جو بروایت جاڑ ہے۔ واضح طور  
پر بیان مسلم کی دوسری حدیث کو جو بروایت ابو ہریرہ مروی ہے۔ ”کیف اذا نزل فیکم ابن  
مریم واما کم منکم“ یعنی واما کم منکم سے دوسرا شخص عیسیٰ بن مریم کا مغاڑ مراد ہے نہ جیسا کہ  
مرزا قادیانی نے اپنے مطلب کے لئے دھوا ما کم ٹھونس کر اور ترجمہ میں امام بھی وہی جز دیا ہے۔

(مسلم ج ۱ ص ۸۷، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

۳..... جناب سرور دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں شب معراج میں ابراہیم و موسیٰ  
وعیسیٰ علیہم السلام سے ملا۔ قیامت کے بارہ میں گفتگو ہونے لگی۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
پر اس تصفیہ کو رکھا گیا۔ انہوں نے کہا قیامت کے وقت کی خبر تو خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ ہاں  
خدائے کریم نے میرے ساتھ یہ عہد کر رکھا ہے کہ قیامت سے قبل دجال نکلے گا اور میرے ہاتھ  
میں شمشیر برہنہ ہوگی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو گویا پھل جائے گا۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۳۷۵)

۴..... آ حضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے اس وحدہ لاشریک کی قسم جس کے  
بعضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک قریب ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر  
اتریں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ کو اٹھادیں گے۔ مال کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ اس کو کوئی  
قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ تمام دنیا اور اس کے مال و املاک سے خدا کے لئے ایک  
سجدہ کرنا بہتر معلوم ہوگا۔ اس حدیث کے راوی جناب ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اگر تم ارشاد نبوی کے  
ساتھ ارشاد الہی بطور دلیل چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو۔ ”وان من اهل الكتاب  
الا لیؤمنن به قبل موته“ یعنی یہود و نصاریٰ میں سے باقی کوئی نہ رہے گا۔ جو جناب مسیح کی  
موت سے پہلے ایمان نہ قبول کر لے۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام)

۵..... عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال قیام فرمائیں گے۔ اگر وہ پھر بیلی  
زمین کو کہہ دیں کہ شہد ہو کر بہ جاؤ تو وہ بہ چلے گی۔ (مسند احمد)

چنانچہ مندرجہ بالا احادیث کو جناب امام شوکانی کتاب التوضیح میں درج فرماتے ہوئے  
انہیں متواتر کہتے ہیں۔

### سیرت مسیح علیہ السلام

عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق میں مسلمانوں کے ساتھ نماز عصر پڑھیں گے۔ پھر  
اہل دمشق کو ساتھ لے کر طلب دجال میں نہایت اطمینان سے چلیں گے۔

۱..... زمین ان کے لئے سمٹ جائے گی۔ ان کی نظر قلعوں کے اندر گاؤں کے  
اندر تک اثر کرے گی۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

۲..... جس کا فرقہ ان کا سانس پہنچے گا وہ فوراً مر جائے گا۔ (ایضاً)

۳..... جناب مسیح بیت المقدس کو محصور پاویں گے۔ کیونکہ دجال نے اس کا محاصرہ  
کیا ہوگا اور اس وقت مسیح کی نماز کا وقت ہوگا۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

۴..... مسیح کے وقت میں یا جوج ماجوج خروج کریں گے اور تمام خشکی و تری پر  
پھیل جائیں گے۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

۵..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے۔

(مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

۶..... دجال ناپاک کو مقام لد پر قتل کریں گے اور اس کا خون اپنے نیزے پر  
لوگوں کو دکھائیں گے۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

۷..... مقام فج الروحا سے احرام باندھ کر عازم حج ہوں گے۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۰)

۸..... یتیم مکہ ﷺ کے روضہ پر جائیں گے اور سلام عرض کریں گے۔ حضور

اکرم ﷺ فرماتے ہیں میں ان کو ویکم السلام کہوں گا۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۵۵ حاشیہ)

۹..... جناب مسیح، خنزیر کو قتل کریں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۰)

۱۰..... جناب مسیح صلیب کو توڑیں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ایضاً)

۱۱..... مسیح کے وقت میں تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور صرف ایک دین باقی

رہ جائے گا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶)

۱۲..... جناب مسیح کے زمانہ میں جزیہ یعنی ٹیکس نہ لیا جائے گا۔ وہ اس کو بالکل

منسوخ کر دیں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۰)

۱۳.....

ہوں گے۔

۱۴.....

۱۵.....

۱۶.....

سکیں گے۔

۱۷.....

ہوگا کہ کنبہ بھر کے

۱۸.....

بکری کنبہ بھر کو کف

۱۹.....

۲۰.....

سرکارِ دو عالم ﷺ

مرزا

جاتے ہو اور اس

سرکارِ مدیہ ﷺ

ذریعے ذریعے

پکاریں گے۔ وہ

برے وقت سے

اولاد نہ وہاں کہ

سورج اپنی پوری

وقت میں ایک

محشر وہی ہوگا۔

کرتے ہو۔ سا

ب امام شوکانی کتاب التوضیح میں درج فرماتے ہوئے

ن میں مسلمانوں کے ساتھ نماز عصر پڑھیں گے۔ پھر بت اطمینان سے چلیں گے۔

مٹ جائے گی۔ ان کی نظر قلعوں کے اندر گاؤں کے (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

س پہنچے گا وہ فوراً مر جائے گا۔ (ایضاً)

س کو محصور پاویں گے۔ کیونکہ دجال نے اس کا محاصرہ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

یا جوج ماجوج خروج کریں گے اور تمام خشکی و تری پر (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

ام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے۔

(مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

م لہ پر قتل کریں گے اور اس کا خون اپنے نیزے پر (مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

حرام باندھ کر عازم حج ہوں گے۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۰)

ضہ پر جائیں گے اور سلام عرض کریں گے۔ حضور

ہوں گا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۵۵۵ حاشیہ)

کریں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۰)

ڑیں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ایضاً)

ام غدا ہب مٹ جائیں گے اور صرف ایک دین باقی

(مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶)

میں جزیہ یعنی ٹیکس نہ لیا جائے گا۔ وہ اس کو بالکل

(مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۰)

۱۳..... مسج کے وقت میں کوئی غریب و بے زر نہ ہوگا۔ تمام لوگ مستغنی ہوں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ایضاً)

۱۴..... مسج کے وقت بغض و عناد کی جگہ محبت و اخوت ہوگی۔ (مسند احمد ج ۲ ص ایضاً)

۱۵..... مسج کے وقت میں بغیر بکری ایک چراگاہ میں امن و امان سے چرے گی۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶)

۱۶..... مسج کے وقت میں بچے سانپوں سے کھلیں گے اور وہ ایذا نہ دے سکیں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶)

۱۷..... مسج کے زمانہ میں پیداوار کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ ایک ایک اناڑ اتنا بڑا ہوگا کہ کنبہ بھر کے لئے کافی ہوگا۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۲، باب ذکر الدجال)

۱۸..... مسج کے دور میں چوپائے اس کثرت سے دودھ دیں گے کہ ایک ایک بکری کنبہ بھر کو کفایت کرے گی۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۲، باب ذکر الدجال)

۱۹..... مسج موعود نکاح کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔

(مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

۲۰..... مسج موعود و روضہ اطہر میں سرکار مدینہ کے پاس دفن ہوں گے اور قیامت کو سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ اکٹھے اٹھیں گے۔ ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان۔ (ایضاً)

مرزا نیو! ایمان سے کہو کہ یہ کیا اندھیر ہے کہ تمام خصوصیات کو شیر مادر کی طرح بچے جاتے ہو اور اس شخص کو مسج موعود سمجھ بیٹھے ہو۔ جس میں ان صفات کا عشر عشر تو کیا ایک بھی نہیں۔

سرکار مدینہ ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ ڈرو اس مشکل و دشمن وقت سے جو آ کر رہے گا۔ جہاں ذرے ذرے اور دانے دانے پر باز پرس ہوگی۔ جہاں تمام معصومین یارب نفسی یارب نفسی

پکاریں گے۔ وہاں بیچارہ مرزا اور وہ بھی قادیان کا ظلی سرکاری نبی کس شمار میں ہوگا۔ ڈرو اس برے وقت سے جب اپنے ہاتھ پیر ہی اپنے خلاف شہادت دیں گے۔ وہاں مال کام آئے گا نہ

اولاد۔ نہ وہاں کوئی ظلی ولی کو پوچھے گا نہ بروزی برازی کو جانے گا۔ ہر تنفس کی جان پہ بنی ہوگی۔

سورج اپنی پوری تمازت سے آگ برسا رہا ہوگا۔ آہ! وہاں نہ پانی ملے گا نہ سایہ۔ ہاں اس مشکل وقت میں ایک اور صرف ایک ہی ہستی ایسی ہوگی جو مطمئن و مسرور اور وہی کام آئے گی۔ شافع

محشر وہی ہوگا جس کے فرمانوں کو چھوڑتے ہو۔ ساقی کو ٹرو ہی ہوگا جس کی پیش گوئیوں پر استہزاء کرتے ہو۔ سایہ اسی کے جھنڈے کے نیچے ہوگا جس کی بشارات کی تاویل میں گھڑتے ہو۔ رب

امتی رب امتی وہی پکارے گا جس کے الہام سے ٹھنھے کرتے ہو۔ او غافلوا سوچو کیا ظلم کرتے ہو جو اہرات کے عوض پتھر قبول کرتے ہو۔ کس کو چھوڑتے ہو اور کس کو لیتے ہو۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ ابھی وقت ہے اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ گزر گڑاؤ اس رب العالمین سے اور چھوڑ دو یہ بروزی و برازی جھیلے در نہ یاد رکھو روگے اور پچھتاؤ گے۔ مگر افسوس اس وقت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور سیدھے جہنم کو بلا حساب بھیج دیئے جاؤ گے۔ بخدا سرکار مدینہ ﷺ کا گستاخ کبھی جنت کی ہوا بھی نہ پائے گا۔ چہ جائیکہ مرزائی جس کے ہاتھوں حضور ﷺ کی عزت اچھالی گئی۔ ان نمازوں پہ ناز نہ کرو۔ ان روزوں کے دھوکے میں نہ رہو۔ ایسے ہی روزے اور نمازیں منافق بھی پڑھتے تھے اور تم سے زیادہ دکھلاوے کے ایثار دکھلاتے ہوئے جنگلوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن ابی کو حضور ﷺ نے اپنے پرانے پاک کا کفن دیا اور نماز جنازہ تک پڑھنے کی نیت کی تو آیت کریمہ (توبہ: ۸۰) اتری کہ میرے حبیب اگر تو ستر بار بھی اس کو مغفرت طلب کرے تو بھی نہ دی جائے گی۔ مگر رحمت عالم کی وسعت قلبی اور رحمت اللعالمین ملاحظہ ہو کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ کاش مجھے یہ علم ہوتا کہ ستر بار سے زائد مغفرت طلب کرنے سے اس کی نجات ہو جائے گی تو میں ضرور دعاء کرتا۔ اس لئے ادب سے کہتا ہوں کہ ابھی وقت ہے توبہ کرو تا کہ نجات مل جائے۔

وقت پر کافی ہے قطرہ ابر خوش ہنگام کا

جل گیا جب کھیت پھر برسا تو وہ کس کام کا

بھائیو! حیات مسیح کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو چھپا ہوا ہو یا جس کے متعلق کسی زمانے میں خیر القرون سے لے کر تا بائیں زماں کسی اہل اللہ نے اختلاف ہی کیا ہو۔ یہ مسئلہ تو تو اتر قومی سے متفقہ اجتماعی مسئلہ چلا آیا ہے۔ بلکہ فقیر کے خیال میں تو مرزا آجھما بی باوجود یکہ مراقی تھا اور حافظہ اچھا نہ تھا۔ لیکن بائیں ہمہ حیات مسیح و نزول مسیح کا اسی طرح قائل تھا۔ جس طرح کے حسب ذیل بزرگان ملت قائل چلے آتے ہیں۔ ہاں جب جلب زری اور پیٹ پوجا کا بخار ہائی ٹیر پچر سے تجاوز کر گیا تو انکار کر بیٹھا بھائی ظفر کیا خوب کہہ گئے۔

ظفر آدمی اس کو نہ جائیے گا گو ہو کیا ہی صاحب فہم و ذکا

جسے عیش میں یا خدا نہ رہے جسے تمیش میں خوف خدا نہ رہا

اسمائے گرامی قائلین حیات و نزول مسیح ابن مریم علیہ السلام

صاحب خیر القرون قرنی یعنی جناب رسول اکرم ﷺ اور جناب کے بہترین زمانہ کے

سعید لوگ جو جنار  
اسد اللہ، حضرت عک  
بن ابی العاص، ح  
بن سلام، حضرت  
کعب، حضرت ا  
حضرت سعد بن  
بنت ابی الفکر، ح  
بخاری، مسلم، ترمذی  
حبان، امام احمد، ا  
ملجہ، ابن مردویہ،  
حنفیہ۔ تمام آثار  
وسائر صوفیہ کرام  
اللہ علیہم اجمعین کا  
از قیامت آسارا  
ناظر

ملاحظہ فرمائیں:

رئیس قادیان

نہ

و مطالب سب

سے ہوتی ہو لیکن

نہ

اس میں کچھ شک

نبی حضرت رسو

کافرض ہے کہ

نہ

کچھ شک نہیں

الہام سے ٹھٹھے کرتے ہو۔ او غافلوا! سوچو کیا ظلم کرتے ہو۔ کس کو چھوڑتے ہو اور کس کو لیتے ہو۔ اب بھی کچھ نہیں کھلا ہے۔ گڑگڑاؤ اس رب العالمین سے اور چھوڑ دو یہ لے اور پچھتاؤ گے۔ مگر افسوس اس وقت تمہارے کچھ بھی کام بھیج دیئے جاؤ گے۔ بخدا سرکار مدینہ ﷺ کا گستاخ کبھی مرزائی جس کے ہاتھوں حضور ﷺ کی عزت اچھالی گئی۔ کے دھوکے میں نہ رہو۔ ایسے ہی روزے اور نمازیں منافق کے ایثار دکھلاتے ہوئے جنگوں میں بھی شریک ہوتے ﷺ نے اپنے پرانے پاک کا کفن دیا اور نماز جنازہ تک (۸۰) اتری کہ میرے حبیب اگر تو ستر بار بھی اس کو مغفرت رحمت عالم کی وسعت قلبی اور رحمت اللعالمینی ملاحظہ ہو کہ مجھے یہ علم ہوتا کہ ستر بار سے زائد مغفرت طلب کرنے سے دعاء کرتا۔ اس لئے ادب سے کہتا ہوں کہ ابھی وقت ہے

ہے قطرہ ابر خوش ہنگام کا

کھیت پھر برسا تو وہ کس کام کا

کی ایسا مسئلہ نہیں جو چھپا ہوا ہو یا جس کے متعلق کسی زمانے کسی اہل اللہ نے اختلاف ہی کیا ہو۔ یہ مسئلہ تو اترا تو می فقیر کے خیال میں تو مرزا آنجمانی باوجود یکہ مراقی تھا اور سچ و ذول سچ کا اسی طرح قائل تھا۔ جس طرح کے حسب ہاں جب جلب زری اور پیٹ پوجا کا بخار ہائی ٹمبر پچر سے ب کہہ گئے۔

جانیے گا گو ہو کیا ہی صاحب فہم و ذکا

انہ رہے جسے تیش میں خوف خدا نہ رہا

ذول سچ ابن مریم علیہ السلام

فی جناب رسول اکرم ﷺ اور جناب کے بہترین زمانہ کے

سعید لوگ جو جناب کے ہم جلس رہے۔ مثلاً جناب ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ اسد اللہ، حضرت عکرمہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عثمانؓ بن ابی العاصؓ، حضرت نعلہؓ انصاریؓ، حضرت حذیفہ بن اسیدؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن سلامؓ، حضرت ابوالامامہ الباہلیؓ، حضرت ربیعؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت انسؓ، حضرت کعبؓ، حضرت ابی العالیہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت ثوبانؓ، حضرت ابی مالکؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ، جناب ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ، جناب ام المؤمنین صفیہؓ، جناب ام شریک بنت ابی الفکر، حضرت عبداللہ بن سلامؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور قیم داریؓ وغیرہ اس کے علاوہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، بیہقی، طبرانی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، حاکم، ابن جریر، ابن حبان، امام احمد، ابن ابی حاتم، عبدالرزاق، قتادہ، سعید بن منصور، ابن عساکر، اسحاق بن بشر، ابن ماجہ، ابن مردویہ، بزاز، شرح السنہ، نعیم، شیخ سیوطی، علامہ ذہبی، ابن حجر عسقلانی، قسطلانی، امام ابو حنیفہ۔ تمام آئمہ شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ شیخ اکبر صاحب فتوحات، مجدد وقت حضرت امام ربانی و سائر صوفیہ کرام اور تابعین مثلاً ابن سیرین اور امام شوکانی اور ابن قیم اور ابن تیمیہ وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور قبل از قیامت آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گے۔

ناظرین! اب ہم آپ کے سامنے مرزا قادیانی کے چند ایک اصول پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

### رئیس قادیان کے مصدقہ اصول

نمبر: ۱ (برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸، ملخصاً) ”قرآن شریف کے وہ معانی و مطالب سب سے زیادہ قابل قبول ہوں گے۔ جن کی تائید قرآن شریف ہی میں دوسری آیات سے ہوتی ہو یعنی شواہد قرآنی۔“

نمبر: ۲ (برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) ”دوسرا معیار تفسیر رسول کریم ﷺ ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کریم کے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ ﷺ تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد و فلسفیت کی رگ ہے۔“

نمبر: ۳ (برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ۱۸) ”تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے نوروں کے حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے

پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الہی ان کی قوت مدد کے ساتھ تھی۔  
کیونکہ ان کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔“

نمبر: ۴: (شہاد القرآن ص ۲۸، خزائن ج ۶ ص ۳۳۳) ”یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کوئی  
کی بیشی نہیں کرتے۔ گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا  
کچھ فرض نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے۔ من کفر بعد ذالک  
فاولئک ہم الفاسقون“

نمبر: ۵: (ازالہ اوہام ص ۴۰۹، ۵۴۰، خزائن ج ۳ ص ۳۱۲، ۳۹۰) ”نصوص کو ظاہر پر حمل کرنے  
پر اجماع ہے۔“

نمبر: ۶: (حجۃ البشری ص ۱۵، حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) ”والقسم یدل علی ان الخیر  
محمول علی الظاہر لا تاویل فیہ ولا استثناء الا ای فایدة فی ذکر القسم“  
کسی حدیث میں قسم کا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کے ظاہری معنی ہی قابل  
قبول ہوں۔ اس میں تاویل کرنا یا استثناء جائز نہیں۔ ورنہ قسم میں فائدہ کیا رہا۔

نمبر: ۷: (انجام آقہم ص ۱۳۳، خزائن ج ۱۱ ص ۱۳۳) ”جو شخص کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو  
اس پر خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود  
ہے اور یہی میرا مدعا ہے۔ مجھے اپنی قوم سے اصول اجماعی میں کوئی اختلاف نہیں۔“

نمبر: ۸: (ازالہ اوہام ص ۳۲۸، خزائن ج ۳ ص ۲۶۷) ”مومن کا کام نہیں کہ تفسیر ہا لرائے  
کرے۔“

نمبر: ۹: (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۰۳، حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۳۷۶) ”صحابہ کا اجماع وہ چیز  
ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔“

نمبر: ۱۰: (براہین احمدیہ ص ۲۳۳، حصہ پنجم، خزائن ج ۲ ص ۳۱۰) ”شرعی حجت صرف صحابہ کا  
اجماع ہے۔“

نمبر: ۱۱: (تزیین القلوب ص ۱۳۷، حاشیہ، خزائن ج ۱۵ ص ۳۶۱) ”صحابہ کا اجماع حجت ہے۔ جو  
کبھی ضلالت پر نہیں ہو سکتا۔“

نمبر: ۱۲: (از حکیم نور دین اخبار بدر قادیان ۷ جنوری ۱۹۱۴ء) ”صحابہ کے روزانہ برتاؤ اور  
زندگی ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت ﷺ کی عکس  
تصویریں تھیں۔ پس اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ کیا ہوگا۔“

کذاب قادیانی

(از)

آسمان پر چڑھ

اس پر اجماع

شہادت دے

تاف

احادیث صحیحہ

یوں روایت کر

سرکار مدینہ

کتاب میں

مرزا قادیانی

اس میں بعض

نبویہ ہیں جو

لئے ہم نے

تا ایں زمانہ

شیریں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں

میں



پر بڑا فضل تھا اور نصرت الہی ان کی قوت مدد کے ساتھ تھی۔  
”فان“

۳۸۸، خزائن ج ۶ ص ۳۳۳) ”یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کوئی دیکھدلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا بے انحراف ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے من کفر بعد ذالک

۵۳۰، خزائن ج ۳ ص ۳۱۲، ۳۹۰) ”نصوص کو ظاہر پر حمل کرنے

۱۰ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲) ”والقسم يدل على ان الخبر ل فيه ولا استثناء الا اى فايده في ذكر القسم“  
پر دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کے ظاہری معنی ہی قابل اہم جائز نہیں۔ ورنہ قسم میں فائدہ کیا رہا۔

۱۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۳۳) ”جو شخص کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو لوگوں کی لعنت ہے۔ یہی میرا اعتقاد ہے اور یہی میرا مقصود سے اصول اجماعی میں کوئی اختلاف نہیں۔“

۱۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۷) ”مومن کا کام نہیں کہ تفسیر ہارائے

۲۰۲ حاشیہ، خزائن ج ۲۱ ص ۳۷۶) ”صحابہ کا اجماع وہ چیز

۱۳ حصہ پنجم، خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۰) ”شرعی حجت صرف صحابہ کا

حاشیہ، خزائن ج ۱۵ ص ۴۶۱) ”صحابہ کا اجماع حجت ہے۔ جو

مرزا قادیان ۷ جنوری ۱۹۱۳ء) ”صحابہ کے روزانہ برتاؤ اور راج گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت ﷺ کی عکسی نگاہ کیا ہوگا۔“

## کذاب قادیان کا چیلنج

(ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵، ۲۵۳) ”یہ بات کہ کج جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اترے گا۔ نہایت لغو اور بے اصل بات ہے۔ صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں بھلا اگر ہے تو کم از کم تین سو چار سو صحابہ کا نام تو لیجئے۔ جو اس بارہ میں اپنی شہادت دے گئے ہوں ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے۔“

ناظرین! مرزا قادیانی کے چیلنج کو بنظر غور ملاحظہ فرمائیں اور اس کے جواب میں احادیث صحیحہ کو ایمان کی روشنی میں دیکھیں۔ ایک ایک حدیث میں بیس بیس راوی یکے بعد دیگرے یوں روایت کرتے ہیں کہ ”عن فلاں ابن فلاں عن فلاں ابن فلاں“ یہ سلسلہ لگا تار چلتا سرکارِ مدینہ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ تب حدیث کے الفاظ شروع ہوتے ہیں۔ ہم نے اسی چھوٹی سی کتاب میں نہایت اختصار سے پچاس کے قریب احادیث نقل کی ہیں۔ اب حساب لگائیے کہ مرزا قادیانی کے مطالبے سے زیادہ راوی بیان ہوئے یا بقول مرزا قادیانی ایک دو، اس کے علاوہ اس میں بعض ایسی بھی احادیث ہیں جس میں چار چار ہزار صحابی موجود ہیں یا بعض ایسے خطبات نبویہ ہیں جس میں تمام ناموس ملت شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اجماع امت کو ثابت کرنے کے لئے ہم نے یہ انتظام کیا ہے کہ مرزا قادیانی کے مسلمہ اور صدقہ مجددین زمان یعنی قرون اولیٰ سے تائیں زمان کے فرداً فرداً عقائد آپ کے سامنے پیش کئے جائیں۔ چنانچہ جناب محمدی کے وہ شیریں مقال بوستانِ نغمہ سرا ہوتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

(امام لائبریری جناب نعمان بن ثابت ابو حنیفہ فقہ اکبر ص ۹، ۸) میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”وخرج الدجال ويأجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى عليه السلام من السماء وسائر علامات يوم القيمة على ماوردت به الاخبار صحيحة حق كائن“ ﴿دجال اور یا جوج ماجوج کا نکلنا سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع کرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر علامات قیامت جیسا کہ احادیث صحیحہ و آثار صحابہ میں آچکی ہیں۔ وہ سب کی سب حق ہیں اور واقع ہونے والی ہیں۔﴾

## مرزا قادیانی درمدح امام می گوید

(ازالہ اوہام ص ۵۳۰، ۵۳۱، خزائن ج ۳ ص ۳۸۵) ”حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب موصوف (ابو حنیفہ) اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور روایت اور فہم و فراست میں آئمہ ثلاثہ باقیہ

سے افضل و اعلیٰ تھے اور ان کی خدا داد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت و عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دست گاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد اور استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا۔ جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔ سبحان اللہ! امام موصوف بہت زیرک اور ربانی امام تھے۔“

فقیر کے خیال میں مرزا قادیانی کی اس قابل قدر و لائق حمد رائے کے بعد وہ بڑا ہی بد بخت انسان ہے جو ایسے پاک باز ربانی امام کے عقیدے پہ شک لائے یا کوئی جرح و قدح کرے۔ مبارک ہے وہ جو جناب امام کے حکم کو چومے اور سر آنکھوں پہ جگہ دے۔

امام مالکؒ

مرزا آنجنابی قادیانی ظلی و بروزی نبوت کے دعویدار کتاب ”مجمع البحار و شرح اکمال الاکمال“ کا حوالہ دیتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں۔ ”قال مالک مات عیسیٰ“ چنانچہ (ایام الصلح ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۱) پر لکھتے ہیں کہ: ”امام مالکؒ نے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے۔“

اور ایسا ہی ایک دوسری مقام (ایام الصلح ص ۳۹، خزائن ج ۱۴ ص ۲۶۹) پر یوں کہا: ”امام ابن حزمؒ اور امام مالکؒ بھی موت عیسیٰ کے قائل ہیں اور ان کا قائل ہونا گویا امت کے تمام اکابر کا قائل ہونا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کے اکابر علماء سے مخالفت منقول نہیں اور اگر مخالفت کرتے تو البتہ کسی کتاب میں اس کا ذکر ہوتا۔“

دندان شکن جوابات

ناظرین! مرزا قادیانی کو یوں تو بہت سی جسمانی بیماریاں تنگ کئے ہوئے تھیں۔ مگر قطع نظر اس کے انہیں دو عوارض اور ایسے لگے ہوئے تھے جو جنون کے مراتب تک پہنچ چکے تھے۔ یعنی عشق محمدی بیگم منکوحہ آسمانی اور خط مسیحیت۔ چنانچہ ہم اس وقت موخر الذکر پر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

نمبر: ۱..... مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ وہ انجیل قرآن حدیث و اقوال الرجال میں سے کوئی ایک لفظ چاہے اس کا سیاق و سباق کس قدر مخالف ہو اڑا کر اپنے حسب حال بناتے ہوئے مفید مطلب سمجھ کر اپنے پہ چسپاں کر لیا کرتے تھے اور ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا کرتے تھے کہ دیکھو انجیل میری صداقت میں کہہ رہی ہے کہ مسیح موعود کے وقت سخت طاعون پڑے گی۔ اب کس کو

ضرورت ہے کہ انجیل کو دیکھے  
محققین اس کی تلاش میں نکلے  
صداقت پر کبھی تھی وہی کذاب  
کے زمانہ میں ہوں گے۔

نمبر: ۲..... مرزا  
جب قرآن عزیز کو دیکھتے ہیں  
نمبر: ۳..... (منہ)

”عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے  
اترے گے۔ شادی کریں گے۔  
میں میرے ساتھ دفن ہوں

چنانچہ جن دنوں  
دنا جائز میں تمیز اٹھ گئی تھی  
دیکھتے ہوئے صرف دو الفاظ

پاک نے بھی پہلے ہی  
فرمائے۔ مگر افسوس ہوا کہ  
نکاح کچا ہی نکل گیا۔

نمبر: ۴.....  
ہوئے عام تذکرہ کرتے  
بزرگ کا مذہب ہے۔

انی متوفیک) میں لکھا  
”قبیلہ“  
النصارى“ یعنی یہ قور

کا قول ہے اور (معالم  
عیسیٰ ثلاثہ

اسحق ان النصارى  
ورفعہ الیہ“

ارادہ قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت و عدم ثبوت میں کی قوت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دست گاہ سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ ان میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا۔ جس تک پہنچنے سے ان اللہ! امام موصوف بہت زیرک اور ربانی امام تھے۔“

مرزا قادیانی کی اس قابل قدر دلائل حمد رائے کے بعد وہ بڑا ہی باز رہا۔ امام کے عقیدے پہ شک لائے یا کوئی جرح و قدح امام کے حکم کو چوڑے اور سر آنکھوں پہ جگہ دے۔

علی و بروزی نبوت کے دعویدار کتاب ”مجمع البحار و شرح اکمال کرتے ہیں۔“ قال مالک مات عیسیٰ“

خزانہ ج ۱ ص ۳۸۱ پر لکھتے ہیں کہ: ”امام مالکؒ نے کھلے طور سے“

مقام (ایام الصلح ص ۳۹، خزانہ ج ۱ ص ۲۶۹) پر یوں کہا: ”امام کے قائل ہیں اور ان کا قائل ہونا گویا امت کے تمام اکابر کا کا بر علماء سے مخالفت منقول نہیں اور اگر مخالفت کرتے تو البتہ

یوں تو بہت سی جسمانی بیماریاں تنگ کئے ہوئے تھیں۔ مگر ایسے لگے ہوئے تھے جو جنون کے مراتب تک پہنچ چکے اور خبط مسیحیت۔ چنانچہ ہم اس وقت موخر الذکر پر کچھ عرض

کی عادت تھی کہ وہ انجیل قرآن حدیث و اقوال الرجال میں باقی کس قدر مخالف ہوا کر اپنے حسب حال بناتے ہوئے کرتے تھے اور ڈنگے کی چوٹ اعلان کر دیا کرتے تھے کہ ہے کہ کج موعود کے وقت سخت طاعون پڑے گی۔ اب کس کو

ضرورت ہے کہ انجیل کو دیکھے۔ عوام اور لٹو سرید آ منا و صدقا کہتے ہوئے قبول کر لیتے ہیں۔ مگر جب محققین اس کی تلاش میں نکلتے ہیں تو انہیں یہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ جو چیز مرزا قادیانی نے اپنی صداقت پر کبھی تھی وہی کذابت پر دال ہے۔ یعنی وہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ مری اور کال جھوٹے مسیحوں کے زمانہ میں ہوں گے۔

نمبر ۲..... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ سورۃ تحریم میں میری پیش گوئی درج ہے۔ مگر جب قرآن عزیز کو دیکھتے ہیں تو وہ بلند آواز سے افتراء پردازی پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہتا ہے۔

نمبر ۳..... (مکتوٰۃ ص ۳۸۰، باب نزول عیسیٰ، فصل ثالث) میں ایک حدیث ہے۔ ”عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زمین کی طرف اتریں گے۔ شادی کریں گے ان کے ہاں اولاد پیدا ہوگی۔ اس کے بعد فوت ہو کر میرے مقبرے میں میرے ساتھ دفن ہوں گے۔“

چنانچہ جن دنوں مرزا قادیانی محمدی بیگم کے عشق میں بادلے ہو رہے تھے اور ہر جائز و ناجائز میں تمیز اٹھ گئی تھی۔ آپ نے اس ساری خلاف مضمون حدیث کو نہایت غصے کی نظر سے دیکھتے ہوئے صرف دو الفاظ کو پسند فرمایا۔ یعنی یتزوج ویولد لہ اور اعلان کیا کہ دیکھو رسول پاک نے بھی پہلے ہی سے میرے اس آسمانی نکاح کی تصدیق کرتے ہوئے مندرجہ بالا الفاظ فرمائے۔ مگر افسوس ہوا کہ نہ ڈھولک بجی نہ بندر ناچا۔ یعنی خیر سے یہ اللہ میاں کا باندھا ہوا آسمانی نکاح کچا ہی نکل گیا۔

نمبر ۴..... مفسرین نے جس امر کو نصاریٰ کا قول یا کسی ایک مسلم کی رائے قرار دیتے ہوئے عام تذکرہ کرتے ہوئے تنقید کی مرزا قادیانی نے جھٹ وہ قول اڑا لیا اور کہہ دیا دیکھو یہ فلاں بزرگ کا مذہب ہے۔ چنانچہ وہ فلاں کتاب میں لکھتا ہے۔ مثلاً (بیضاوی ج ۱ ص ۱۳۰، زیر آیت عیسیٰ انی متوفیک) میں لکھا ہوا دیکھا۔

”قیل اماتہ اللہ سبع ساعات ثم رفعہ اللہ الی السماء والیہ ذہب النصاری“ یعنی یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام رفع سے قبل سات ساعت تک مرے رہے۔ یہ نصاریٰ کا قول ہے اور (محالم ج ۱ ص ۱۶۲، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۹) میں ہے۔ ”قال وهب توفی اللہ عیسیٰ ثلاث ساعات من النهار ثم احیاه ثم رفعہ اللہ الیہ وقال محمد بن اسحق ان النصاری یزعمون ان اللہ توفاه سبع ساعات من النهار ثم احیاه ورفعہ الیہ“

مضمون کی طوالت سے ڈرتے ہوئے انہیں مسئلہ پر اکتفا کرتے ہیں اور اصل چیز پر روشنی ڈالتے ہیں۔ چنانچہ جس کتاب سے مرزا قادیانی نے یہ قول اڑایا ہے۔ اس عبارت کو نقل کرتے ہیں۔

(مجمع البحار ج ۱ ص ۵۳۳) میں مصنفہ امام محمد طاہر گجراتی نے اس قول کو نقل کیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے سیاق و سباق کو چھپاتے ہوئے دو دو نے چار روٹیاں پراکتفا کر لیا ہے۔ ”قال مالك مات لعله ارا درفعه على السماء وحقيقته ويجيبى اخر الزمان التواتر خبر النزول“ یعنی امام مالک کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ سو گئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔ کیونکہ ان کے نزول کی خبر احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

مرزا یو! ایمان سے کہو یہی قادیانی دیانت ہے کہ اگلا پچھلا ہضم اور پیغمبری ختم اور اگر مات کے معنی سونا کرنے سے رگ الحاد پھڑکے تو لغت عرب کو دیکھو۔ (قاموس)

قرآن عزیز میں ارشاد ہوتا ہے۔ ”وهو الذي يتوفاكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار (انعام: ۶۰)“ ﴿اللہ وہ ذات پاک ہے جو رات کو تمہیں سلا دیتا ہے اور جانتا ہے جو تم دن میں کتاتے ہو۔ بعض سلف کا یہ بھی مذہب ہے کہ جناب عیسیٰ آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل سلا دیئے گئے تھے۔ تاکہ اتنی دور دراز مسافت آرام سے سوتے میں کٹ جائے اور طبعا وحشت اثر انداز نہ ہو۔﴾

اور اگر اس آیت کریمہ پر بھی اعتبار نہ آئے تو اپنے گھر کی خبر لو اور مرزا قادیانی کے دستخط پہچاننے کی کوشش کرو۔

نمبر: ۱..... ”امات کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلا نا اور بیہوش کرنا بھی اس میں داخل ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۹۳۳، خزائن ج ۳ ص ۶۲۱)

نمبر: ۲..... ”لغت کی رو سے موت کے معنی نیند اور ہر قسم کی بیہوشی بھی ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۹۳۲، خزائن ج ۳ ص ۶۲۰)

نمبر: ۳..... ”لغت میں موت بمعنی نوم اور غشی بھی آتا ہے۔ دیکھو قاموس“

(ازالہ اوہام ص ۶۶۵، خزائن ج ۳ ص ۳۵۹)

”مات کے معنی لغت میں نام کے بھی ہیں۔ دیکھو قاموس“

(ازالہ اوہام ص ۶۳۰، خزائن ج ۳ ص ۳۳۵)

باقی رہا امام مالک کا مذہب تو وہ وہی ہے جس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی بتائی ہوئی وہی محبوب کتاب یعنی (مسلم شرح اکمال الاکمال جلد اول ص ۳۳۶، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) میں وضاحت یہ قول امام مالک کا درج ہے۔ ”وفی العتبية قال مالك بينما الناس قيام يستصفون لا قامة الصلوة فتغشاهم غمامة فاذا نزل عيسى“ یعنی کہا مالک نے لوگ نماز کے لئے تکبیر کہہ رہے ہوں گے کہ ایک بدلی چھا جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

اور لطف تو یہ ہے کہ تمام علماء مالکیہ نے جناب امام مالک کے قول کی پوری پوری وضاحت کرتے ہوئے ان کا مذہب صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔

(شرح مواہب قسطانی ج ۶ ص ۷۱) میں جناب علامہ زرقانی مالکی لکھتے ہیں کہ: ”جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ رسول کریم ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم دیں گے۔ الہام کی مدد سے یا درود محمدی کی وساطت سے یا اور جس طرح اللہ چاہے گا مثلاً کتاب اور سنت سے اجتہاد کر کے، پس اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدی کے خلیفہ ہوں گے۔ مگر وہ اپنی نبوت و رسالت پر بھی قائم رہیں گے اور اس طرح نہیں ہوگا جیسا کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ نبوت رسالت سے الگ ہو کر محض ایک امتی کی حیثیت سے ہوں گے۔ کیونکہ نبوت اور رسالت تو موت کے بعد بھی نئی اور رسول سے الگ نہیں ہوتی۔ پس اس شخص یعنی عیسیٰ بن مریم سے کیسے الگ ہو سکتی ہے۔ جو ابھی زندہ ہے ہاں وہ امتی ہوگا۔ مگر اس کی نبوت اور رسالت بھی اس کے ساتھ ہی رہے گی۔“

ناظرین! مرزا قادیانی کی بتائی ہوئی ایک چیز یعنی امام مالک کا مذہب آپ کے سامنے ہے۔ جو زبان قال سے مرزا قادیانی کے دروغ پر شاہد ہے۔ اب دوسری شق یعنی امام ابن حزم کا مذہب آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی بڑے ہی صادق ہیں۔ شاید قادیانی اصطلاح میں دروغ کوئی کو عین صداقت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

**ابو محمد ابن حزم محدث**

(کتاب الفصل واللیل والنحل ج ۷ ص ۷۷) میں زیر آیت ”وما قتلوه وما صلبوه“ میں حسب ذیل ارشاد فرماتے ہیں۔

”وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم . انما هو اخبار عن الذين يقولون بتقليد الا سلافهم من النصارى واليهود انه عليه السلام قتل وصلب فهؤلاء شبه لهم القول اي ادخلوا في شبهة منه وكان المشبهون لهم

انہیں اسلئے پراکتفا کرتے ہیں اور اصل چیز پر قادیانی نے یہ قول اڑایا ہے۔ اس عبارت کو نقل

محمد طاہر گجراتی نے اس قول کو نقل کیا ہے۔ مگر وہ نے چار روٹیاں پراکتفا کر لیا ہے۔ ”قال حقیقته ويجئیی اخر الزمان التواتر غرت عیسیٰ سو گئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہونے کا ثابت ہے۔“

ت ہے کہ اگلا پچھلا ہضم اور پیغبری ختم اور اگر عرب کو دیکھو۔ (قاموس)

والذی یتوفی اکم باللیل ویعلم ما پاک ہے جو رات کو تمہیں سلا دیتا ہے اور جانتا ہے کہ جناب عیسیٰ آسمان پر اٹھائے جانے سے آرام سے سوتے ہیں کٹ جائے اور طبعاً

ئے تو اپنے گھر کی خبر لو اور مرزا قادیانی کے

مارنا اور موت دینا نہیں بلکہ سلا نا اور بیہوش (ازالہ اوہام ص ۹۳۳، خزائن ج ۳ ص ۶۲۱)

حق نیند اور ہر قسم کی بیہوشی بھی ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۹۳۲، خزائن ج ۳ ص ۶۲۰)

رغشی بھی آتا ہے۔ دیکھو قاموس“

(ازالہ اوہام ص ۶۶۵، خزائن ج ۳ ص ۴۵۹)

دیکھو قاموس“

(ازالہ اوہام ص ۶۴۰، خزائن ج ۳ ص ۴۴۵)

شيوخ السوفى ذلك الوقت وشرطهم المدعون انهم قتلوه وصلبوه وهم يعلمون انه لم يكن ذلك وانما اخذوا من امكنهم فقتلوه وصلبوه فى استقارو منع من حضور الناس ثم انزلوه ودفنوه تمويها على العامة التى شبه الخبر لها“ ﴿يعنى حافظ ابن حزم آيت مجوسہ میں فرماتے ہیں یہ لوگ اپنے اسلاف کی تقلید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یعنی یہود و نصاریٰ کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے اور پھانسی دیئے گئے اور وہ شبہ میں پڑ گئے اور ان کو شبہ میں ڈالنے والے ان کے بڑے شیخ تھے جو اس وقت میں تھے اور ان مدعیوں نے یہ شرط کی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے ہیں۔ نہ کہ پھانسی اور وہ جانتے تھے کہ اس طرح نہیں۔ بلکہ ان کو ان کے مکان سے پکڑ کر کے قتل کیا اور پھانسی دیا کسی پردے میں اور لوگوں کو حاضر ہونے سے منع کر دیا۔ پھر وہاں سے اتار کر اس کو دفن کیا۔ درآ نکالیہ یہ طبع سازی کرنے والے تھے ان عوام پر جن کو شبہ تھا۔﴾

نمبر: ۲..... (کتاب السلسل مصری ج ۳ ص ۱۱۳، زیر آیت وکن رسول اللہ وخاتم النبیین) پر فرماتے ہیں۔ ”ان عیسیٰ ابن مریم سینزل..... فی الاثار المسنده الثابتة من نزول عیسیٰ بن مریم فی آخر الزمان“ ﴿تحقیق عیسیٰ ابن مریم نازل ہونے والا ہے اور آٹا ریحہ ثابتہ سے ثابت ہے کہ مسیح آخری زمانہ میں نازل ہوگا۔﴾

نمبر: ۳..... (کتاب الفصل فی السلسل والنحل ج ۱ ص ۹۵، الفرق بین البعۃ والبعث) ”انہ ای نبی ﷺ اخبرانه لا نبی بعده الا ما جاء ت الاخبار الصحاح عن نزول عیسیٰ علیہ السلام الذی بعث الی بنی اسرائیل وادعی الیہود قتله وصلبه فوجب الاقرار بهذه الجملة“ ﴿آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی بھی نبی نہیں ہوگا۔ بجز اس ہستی کے جس کا نام صحیح احادیث سے ثابت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف منسوب ہوئے اور یہود نے ان کے قتل اور سولی پر چڑھانے کا دعویٰ کیا۔﴾

نمبر: ۴..... (کتاب الفصل فی السلسل والنحل ج ۲ ص ۲۶۹، الکلام فیمن یکفر ولا یکفر) ”واما من قال ان اللہ عزوجل هو فلاں انسان بعینہ او ان اللہ تعالیٰ یحل فی جسم من اجسام خلقہ او ان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ لصحة قیام الحجة“ ﴿اور ایسا ہی جس کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص ہے یا یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے جسم میں حلول کر جاتا ہے یا یہ کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد عیسیٰ ابن مریم کے سوا اور نبی ہوگا تو اس کے کافر ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔﴾

اور  
نکذیب وہ تو صا  
بھی کوئی دوسرا  
اور جناب مسیح  
کہ اللہ تعالیٰ فرما  
مستقیم (ذخ  
تمہیں کوئی یہود  
آئیں گے اور  
مرزا آنجہانی  
(ان)  
ما ظہر ولا  
فغاب احد  
الوصلة وهو  
(ف)  
کی نقل کر کے  
مابودلت رئیس  
جیسا کہ جناب  
ہے کہ مرزا قاتل  
ترجمہ مرزا قاتل  
عقیدے پر  
ظاہر ہوا اور خود  
بن حزم محدث  
نظر نہ آیا۔ (۱)

رطهم المدعون انهم قتلوه وصلبوه وهم  
ما اخذوا من امكنهم فقتلوه وصلبوه في  
ثم انزلوه ودفنوه تمويها على العامة التي  
تبعوه في فرماتے ہیں یہ لوگ اپنے اسلاف کی تقلید  
کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے اور پھانسی  
میں ڈالنے والے ان کے بڑے شیخ تھے جو اس وقت  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے ہیں۔ نہ کہ پھانسی  
ان کے مکان سے پکڑ کر قتل کیا اور پھانسی دیا کسی  
دیا۔ پھر وہاں سے اتار کر اس کو دفن کیا۔ درآنحالیکہ  
شعبہ تھا۔ ﴿

ج ۳ ص ۱۱۳، زیر آیت وکن رسول اللہ وخاتم النبیین ( پر  
سینزل..... فی الآثار المسندہ الغابۃ من  
ن ” تحقیق عیسیٰ ابن مریم نازل ہونے والا ہے  
مانہ میں نازل ہوگا۔ ﴿

واصل ج ۹۵، الفرق بین المعجز والحر) ”انہ ای  
جاءت الاخبار الصحاح عن نزول عیسیٰ  
اثیل وادعی الیہود قتلہ وصلبہ فوجب  
تہ فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی بھی نبی نہیں ہوگا۔  
بت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نبی اسرائیل  
ن اور سولی پر چڑھانے کا دعویٰ کیا۔ ﴿

واصل ج ۳۶۹، الکلام فیہن یکرو ولا یکفر) ”واما من  
بعینہ اوان اللہ تعالیٰ یحل فی جسم من  
نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم فانہ لا یختلف  
اور ایسا ہی جس کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص  
بول کر جاتا ہے یا یہ کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد عیسیٰ  
نے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ ﴿

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں  
زیلخانے کیا خوب چاک دامن ماہ کنعاں کا

اونیم یہودیو! کچھ تو کہو کہ جناب ابن حزمؒ مرزا قادیانی کی تصدیق فرما رہے ہیں یا  
تکذیب وہ تو صاف الفاظ میں تمہیں کافر کہہ گئے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سوا  
بھی کوئی دوسرا نبی سرکارِ دو عالم ﷺ کے عہد رسالت میں آ سکتا ہے۔ وہ پکا مشرک و بے ایمان ہے  
اور جناب مسیح کیوں آ سکتے ہیں اس لئے کہ وہ قیامت کے نشانات میں سے ایک نشانی ہیں۔ جیسا  
کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ”وانہ لعلم للساعة فلا تمترن بها فاتبعون هذا صراط  
مستقیم (زخرف: ۶۱)“ یعنی جناب مسیح علامات قیامت کی ایک خاص علامت ہیں۔ خبردار  
تمہیں کوئی یہودی بہکانہ دے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میرے ارشادات کی پیروی کرو وہ ضرور  
آئیں گے اور ان کی آمد پر صدق دل سے ایمان رکھو یہی سیدھا راستہ ہے۔ ﴿

مرزا آنجمانی ورمذح امام ابن حزمؒ کی گوید

(ازالہ اوہام ص ۲۶۲، خزائن ج ۳ ص ۲۳۲) ”غایۃ الوصلۃ ان یکون الشیخ عین  
ما ظہر ولا یعرف کما رایت رسول اللہ ﷺ وقد عانق ابن حزم المحدث  
فغاب احدهما فی آحر فلم نرالا واحد او هو رسول اللہ ﷺ فہذہ غایۃ  
الوصلۃ وهو المعبر عنہ بالاتحاد“

(فتوحات مکیہ باب ۲۲۳) مندرجہ بالا عبارت رئیس المکاشفین حضرت محی الدین ابن عربیؒ  
کی نقل کر کے مرزا قادیانی ترجمہ فرماتے ہیں۔ یہ عبارت صرف اس لئے بیان کرتے ہیں کہ  
مابدولت رئیس قادیان بھی اکثر بیداری کی حالت میں آنحضور ﷺ سے ملتے ہیں۔ (معاذ اللہ)  
جیسا کہ جناب ابن حزمؒ محدث معانقہ فرمایا کرتے تھے۔ بہر حال ہمیں اس وقت یہ جملانا مقصود  
ہے کہ مرزا قادیانی کی نظر میں ابن حزمؒ کے لئے کس قدر عظمت و بزرگی ہے۔ اب عبارت بالا کا  
ترجمہ مرزا قادیانی کی قلم کا ملاحظہ فرمائیں اور خدا را انصار کریں کہ کیا ایسا بزرگ بھی کسی غلط  
عقیدے پر رہ سکتا ہے۔

ترجمہ: ”یعنی نہایت درجہ کا اتصال یہ ہے کہ ایک چیز ہمینہ وہ چیز ہو جائے۔ جس میں وہ  
ظاہر ہو اور خود نظر نہ آوے۔ جیسا کہ میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ابو محمد  
بن حزمؒ محدث سے معانقہ کیا۔ پس ایک دوسرے میں غائب ہو گیا۔ بجز ایک رسول اللہ ﷺ کے  
نظر نہ آیا۔ (ایضاً)“



### جناب امام احمد بن حنبلؒ مجدد صدی دوم

مسند امام احمد میں بہت سی احادیث جناب عیسیٰ بن مریم کے صعود و نزول کے متعلق لکھی ہوئی ہیں۔ جن میں نہایت شرح و بسط سے حیات مسیح کو ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ سابقہ اوراق میں ہم نے کئی ایک ان میں سے ہدیہ پیش کی ہیں۔ اس لئے ہم یہاں صرف ایک اور حدیث پر اکتفا کرتے ہیں۔

”قال ابن عباس لقد علمت آية من القرآن وانه لعلم للساعة قال هو خروج عيسى ابن مريم عليه السلام قبل يوم القيامة“ حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے قرب کا ایک نشان ہے۔ (رواہ مسند احمد ج ۱ ص ۳۱۸)

### جناب امام محمد بن ادریس شافعیؒ مجدد صدی دوم

جناب امام شافعیؒ اور امام مالکؒ جناب امام محمدؒ کے شاگردوں میں سے ہیں اور جناب امام محمدؒ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔

جناب امام شافعیؒ کا وہی مذہب ہے جو امام محمدؒ اور جناب ابو حنیفہؒ کا تھا۔ چونکہ اس مسلک میں ان کو کلی اتفاق تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہ لکھا اور خاموشی اختیار کی اور اگر انہیں اس میں کچھ اختلاف ہوتا تو وہ ضرور اظہار کرتے اور یہ مسئلہ بھی کچھ ایسا پیچیدہ نہیں۔ کیونکہ یہ اجماعی مسئلہ ہے اور تابعین تبع تابعین کا اس پر پورا پورا اتفاق ہے اور قرآن کریم اس کی شہادت کا پوری اہمیت سے ذمہ دار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب امام شافعیؒ خاموش رہے اور آپ کی خاموشی نے گویا یہ ثابت کیا کہ آپ کا اس مسئلہ پر سکوتی اجماع ہے اور اگر جناب امام کو اس میں کچھ بھی شک ہوتا تو وہ ضرور لکھتے اور تردید کرتے۔ ان کا خاموش رہنا اور تردید نہ کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان کا یہی مذہب تھا کہ مسیح ابن مریم قیامت کے علامات سے ایک نشانی ہیں اور وہ قرب قیامت میں ضرور نزول فرمائیں گے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ متواترہ سے روشن ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی ہمارے اس نظریے کی خود داد دیتے ہوئے (مباحث الحق ص ۱۱۶، خزائن ج ۳ ص ۱۱۸) پر اجماع سکوتی کو تسلیم کیا ہے۔

مرزا قادیانی آنجنمائی نے مندرجہ بالا بیان میں جہاں سکوتی اجماع پر دستخط کر دیئے کہ جو کچھ خالد وزیر آبادی کہتے ہیں۔ درست و صحیح ہے اور میرا اس پر ایمان ہے۔ وہاں ایک جھوٹ بھی بول دیا۔ یعنی رسول کریم ﷺ پر بہتان بھی باندھ دیا کہ ”انہوں نے جناب عمر کے حلفیہ بیان پر کچھ نہ فرمایا“ (ازالہ اوہام ص ۲۲۳، خزائن ج ۳ ص ۲۱۱) سو یہ غلط و قطعاً بے بنیاد ہے۔

حضرت جناب عیسیٰ بن مریم کے صعود و نزول کے متعلق  
اس سے حیات مسیح کو ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ سابقہ  
بیعت پیش کی ہیں۔ اس لئے ہم یہاں صرف ایک اور

معت آیت من القرآن وانه لعلم للساعة قال  
سلام قبل يوم القيامة“ حضرت ابن عباسؓ  
ن ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے  
(رواہ مسند احمد ج ۱ ص ۳۱۸)

جناب امام محمدؒ کے شاگردوں میں سے ہیں اور جناب

جو امام محمدؒ اور جناب ابو حنیفہؒ کا تھا۔ چونکہ اس مسلک  
کے متعلق کچھ نہ لکھا اور خاموشی اختیار کی اور اگر انہیں  
نے اور یہ مسئلہ بھی کچھ ایسا پیچیدہ نہیں۔ کیونکہ یہ اجماعی  
را اتفاق ہے اور قرآن کریم اس کی شہادت کا پوری  
امام شافعیؒ خاموش رہے اور آپ کی خاموشی نے گویا  
ہے اور اگر جناب امام کو اس میں کچھ بھی شک ہوتا تو وہ  
ور تردید نہ کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان کا یہی مذہب تھا  
نشانہ ہیں اور وہ قرب قیامت میں ضرور نزول  
روشن ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی ہمارے اس نظریے  
ج ۳ ص ۱۱۸) پر اجماع سکوتی کو تسلیم کیا ہے۔

الایمان میں جہاں سکوتی اجماع پر دستخط کر دیئے  
وہی ہے اور میرا اس پر ایمان ہے۔ وہاں ایک  
بتان بھی ہاندھ دیا کہ ”انہوں نے جناب عمر کے  
نوائن ج ۳ ص ۲۱۱) سو یہ غلط و قطعاً بے بنیاد ہے۔

اب ذیل میں مرزا قادیانی کے کلام ہی سے اس کا دندان شکن جواب بھی سن لیجئے۔ جو  
مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کی خود تردید کرتا ہے اور آپ کی پارسائی کا شاہد ہے۔

جادو وہ جو سر پر جڑھ کر بولے

تو یہ مرزائے قادیانی اور وہ سچ بولے

(ازالہ اوہام ص ۲۲۵، خزائن ج ۳ ص ۲۱۲) ”آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر کو ابن صیاد کے  
قتل سے منع فرمایا اور نیز فرمایا کہ ہمیں اس کے حال میں ابھی اشتباہ ہے۔ اگر یہی دجال معبود ہے  
تو اس کا صاحب عیسیٰ ابن مریم ہے جو اسے قتل کرے گا۔ ہم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔“

مندرجہ بالا بیان سے مرزا قادیانی کے سابقہ دجل بھی آشکارا ہوئے کہ دجال قوموں کا  
نام نہیں بلکہ ایک واحد شخص ہے۔ دوئم یہ کہ اس کا قاتل غلام احمد بن چراغ بی بی نہیں۔ بلکہ عیسیٰ ابن  
مریم ہے۔ سوئم دلائل سے نہیں تلواریں قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ امام شافعیؒ کا وہی مذہب ہے جو تمام  
آئمہ فقہاء اور آئمہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا ہے۔

امام الکاشغین رئیس المجد دین امام حسن بصریؒ۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۰۱) ”قال ابن جریر..... عن الحسن وان من اهل  
الكتاب الا ليؤمنن به قبل موت عيسى والله انه لحي الان عند الله ولكن  
اذ انزل امنوا به اجمعون“ جناب امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ امام حسن بصریؒ نے فرمایا  
کہ سب اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے  
آئیں گے۔ خدا کی قسم وہ اب تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور جب وہ نازل ہوں گے تو سب  
اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔“

(در منثور ج ۲ ص ۳۶) ”عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ لليهود ان  
عيسى لم يموت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة“ جناب امام حسن بصریؒ روایت  
کرتے ہیں کہ آنحضور سرکارِ مدینہ ﷺ نے یہود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تحقیق عیسیٰ علیہ  
السلام فوت نہیں ہوئے اور یقیناً وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف واپس تشریف لائیں گے۔

ایسا (در منثور ج ۲ ص ۲۰) میں ایک روایت منقول ہے۔ ”اخرج ابن جرير عن  
الحسن وانه لعلم للساعة قال نزول عيسى عليه السلام“ جناب امام ابن جریر امام  
حسن بصریؒ سے روایت فرماتے ہیں کہ ”وانه لعلم للساعة“ سے کیا مراد ہے وہ جواب میں  
فرماتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا۔

جناب امام حسن بصریؒ نے قسم کھا کر بیان کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے۔ جناب امام نے علاوہ فرمان رسالت کے دو آیات کریمہ سے استدلال کیا۔ اب کون مردود ہے جو شک کرے، اور یہ بھی عرض کر دوں کہ مرزائی نکتہ نگاہ میں ان کی کیا وقعت ہے سو وہ بھی سنئے۔

عسل مصطفیٰ مصنفہ خدا بخش قادیانی منظور نظر صحابی مرزا قادیانی (جلد اول ص ۹۱) پر درج امام موصوف عرض کرتے ہیں۔ ”امام حسن بصریؒ دنیائے اسلام میں صوفیائے کرام کے سلسلہ کے سر تاج مسلم ہیں۔ بیسویں مجددین امت کو ان کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔ امام حسن بصریؒ ابن عباس کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔“

اونیم یہودیو! کسی ایک بزرگ کے فرمان کو تو قبول کرو۔ میں نہ مانوں میں نہ مانوں کی رٹ کب تک لگاؤ گے۔

”جناب امام ابو عبد الرحمن نسائیؒ مجدد صدی سوئم“

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ پس آپ نے ان پر بددعائی فرما دی۔ پس وہ بندر اور سور ہو گئے۔ اس لئے یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے جمع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خبر دی کہ میں تمہیں آسمان پر اٹھاؤں گا اور یہودی کی محبت سے ہلکی پاک کر دوں گا۔ (مظہری آل عمران: ۵۳) اور ایسا ہی ایک دوسرے مقام پر ایک اور حدیث بیان ہوئی۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب وہ شخص جو مسیح کو پکڑنے کے لئے اندر گیا تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور اس بد بخت یہودی کو مسیح کی شکل پر بنا دیا۔ پس یہود نے اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا۔

(نسائی الکبریٰ ج ۶ ص ۲۸۹، حدیث نمبر ۱۱۵۹۱، باب قوله تعالى فامنت الطائف من بني اسرائيل)

رئیس المحدثین جناب امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

یہ وہ امام عالی مقام ہیں جن کا نام بھی مرزا قادیانی کو نہ آتا تھا۔ جیسا کہ ہم اسی کتاب میں پہلے لکھ چکے ہیں۔ تاہم ان کی عزت و حرمت کے مرزا قادیانی قائل ہیں۔ پہلے وہی سنئے اس کے بعد عقیدہ بیان ہوگا۔

ازالہ اوہام کے مختلف مقامات پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

”عن

فلیقراہ منی  
حضرت انسؓ رو  
مریم کو پس ضرور انج

چنانچہ

میرے لئے سلام  
لئے اور جب وہ آ

جناب مجدد  
(تفسیر)

ایک شرط ہیں

میں ہے کہ حضرت

میں ایک حربہ ہو

حالیہ لوگ صبح آ

عیسیٰ علیہ السلام

اور

ترجہ

اٹھائے گئے سا

پہنچے تھے۔ اس

ہے کہ مراد کہا

باتیں کرے گا

ہے۔ اس بات

آ

عیسیٰ الہ

سے ثابت شد

”عن انس قال قال رسول الله ﷺ من ادرك منكم عيسى ابن مريم فليقرأه مني السلام (حاکم ج ۵ ص ۷۰۰، ذکر نفع الصور وانبیاء الاسجاد)“  
حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے جو شخص تم میں سے پاوے حضرت ابن مریم کو پس ضرور انہیں میرا سلام پہنچا دے۔

چنانچہ حضور ﷺ کے اس سلام کے متعلق مرزا قادیانی خود شاہد ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے لئے سلام کا پیغام کہا ہے۔ مگر افسوس وہ کذاب قادیان کے لئے نہیں۔ بلکہ مسیح ابن مریم کے لئے اور جب وہ آئیں گے ضرور ان کی خدمت میں یہ امانت پہنچادی جائے گی۔

عجب تیری قدرت عجب تیرے کھیل

چھوہندر کے سر میں جنبیلی کا تیل

جناب مجددزماں امام فخر الدین صاحب رازی مجدد صدی ششم

(تفسیر کبرج ص ۲۷ ص ۲۲۲) ”عیسیٰ علیہ السلام قیامت معلوم کرنے کی شرطوں میں سے ایک شرط ہیں۔۔۔۔۔ ابن عباسؓ نے علم للسلۃ پڑھا ہے۔ جس کے معنی نشانی کے ہیں۔۔۔۔۔ اور حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارض مقدس میں اقیق کے مقام پر نازل ہوں گے۔ ان کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا۔ اس سے دجال کو قتل کریں گے۔ پس وہ بیت المقدس میں آئیں گے۔ دریاں حالیکہ لوگ صبح کی نماز میں ہوں گے اور امام ان کو نماز پڑھا رہا ہوگا۔ پس وہ پیچھے ہٹیں گے۔ پس عیسیٰ علیہ السلام ان کو آگے کر دیں گے اور اسلامی طریقہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔“

اور ایسا ہی وہ ایک دوسری مقام پر لکھتے ہیں کہ:

ترجمہ: ”اس پر اتفاق کیا گیا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی عمر جب وہ آسمان پر اٹھائے گئے ساڑھے تینتیس برس تھی۔ اس صورت میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ دنیا میں کہولت تک نہیں پہنچے تھے۔ اس کا جواب دو طریقوں سے ہے۔“ دوسرا جواب امام حسین بن الفضل الجعفی کا قول ہے کہ مراد کہلا سے یہ ہے کہ وہ کہل ہوگا۔ جب کہ وہ نازل ہوگا۔ آسمان سے آخری زمانہ میں اور باتیں کرے گا لوگوں سے اور قتل کرے گا دجال کو امام حسین بن الفضل کہتے ہیں کہ یہ آیت نص ہے۔ اس بات پر کہ عیسیٰ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے۔

ایک دوسرے مقام پر زیر آیت ”بل رفعہ اللہ الیہ“ فرماتے ہیں۔ ”رفع عیسیٰ الی السماء ثابت بهذه الایۃ“ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا اس آیت سے ثابت شدہ ہے۔ (تفسیر کبرج ص ۱۲ ص ۱۰۳)

بیان کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود۔ جناب امام نے علاوہ فرمان رسالت کے دو ہے جو شک کرے، اور یہ بھی عرض کر دوں کہ

نور نظر صحابی مرزا قادیانی (جلد اول ص ۹۱) پر درج نیائے اسلام میں صوفیائے کرام کے سلسلہ کے غلامی کا فخر حاصل ہے۔ امام حسن بصریؒ ابن

ن کو قبول کرو۔ میں نہ مانوں میں نہ مانوں کی

نسائی مجدد صدی سوئم

کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ پس وہ بندر اور سور ہو گئے۔ اس لئے یہودی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خیر دی سے ہلکی پاک کروں گا۔ (مظہری آل عمران: ۵۴) رحیث بیان ہوئی۔

کہ جب وہ شخص جو مسیح کو پکڑنے کے لئے اندر آئے علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور اس بد بخت کی اور صلیب پر چڑھایا۔

لہ تعالیٰ فامنت الطائف من بنی اسرائیل) بخاری

مرزا قادیانی کو نہ آتا تھا۔ جیسا کہ ہم اسی کتاب کے مرزا قادیانی قائل ہیں۔ پہلے وہی سنئے اس

دیانی لکھتے ہیں کہ:

”امام بخاری کی کتاب بخاری شریف اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۲، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱)

یعنی قرآن کریم کے بعد اس کا درجہ ہے۔

امام بخاری فن حدیث میں ناقد بصیر ہیں۔

امام بخاری رئیس المحدثین ہیں۔

ایسا ہی (تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲۵) پر لکھتے ہیں کہ:

”صحیحین، بخاری اور مسلم کو تمام کتب پر مقدم رکھا جائے اور اصح الکتاب بعد کتاب اللہ

ہے۔ لہذا اس کو مسلم پر مقدم رکھا جائے۔“

ناظرین! مندرجہ بالا تاثرات کو پڑھ کر دل میں رکھئے اور جناب امام بخاری جن پر بہتان لگایا گیا ہے کہ وہ ممت مسیح کے قائل تھے کے پاکیزہ خیالات ملاحظہ فرمائیے۔

امام بخاریؒ پیدائش مسیح سے لے کر نزول مسیح تک مختلف ایوب باندھے ہیں اور ہر ایک باب پر قرآن شریف سے استدلال کیا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری شریف ان سب کے آخر میں انہوں نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔ مگر اس کے شروع میں کوئی آیت اس لئے نہیں لکھی کہ اس حدیث کے آخر میں ہی آیت موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

ترجمہ: ”جناب ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ البتہ تحقیق ضرور نازل ہوگا۔ تمہاری طرف بیٹا مریم کا (عیسیٰ علیہ السلام) حاکم عادل ہو کر وہ غلبہ صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کرے گا۔ اس کے زمانہ عدل میں جزیہ یعنی کوئی ٹیکس نہ لیا جائے گا اور مال کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ گویا ایک نہر بہ رہی ہے۔ اس کے باہر کت زمانے میں کوئی صدقہ قبول کرنے والا ڈھونڈے سے نہ ملے گا۔ لوگ اس قدر مستغنی و عابد ہوں گے کہ ایک ایک سجدہ کو تمام دنیا سے بہتر سمجھیں گے۔ جناب ابو ہریرہؓ اس حدیث کو بیان فرما کر صحابہ کرام سے کہتے ہیں کہ اگر تم اس حدیث کی قرآن کریم سے صحت و تصدیق چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو۔ ”وان من اهل الكتاب الا لیسؤمنن به قبل موتہ“ یعنی یہود و نصاریٰ سے کوئی باقی ایسا بے ایمان نہ رہے گا۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پیشتر ان پر ایمان نہ لائے۔ (بخاری ج ۳ ص ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

گو ایسی زبردست حدیث کے بیان کرنے کے بعد کسی اور حوالے کی ضرورت باقی

نہیں رہتی۔ مگر  
میں ایک حدیث  
”  
وقت مارے خوف  
ہوں گے اور حاکم  
تسل کے لئے آ  
(د)  
عیسیٰ ابن  
بخاریؒ عبد اللہ  
کے پاس رسول  
نا  
اور جس کی تار  
ہے۔ حیف۔  
خوروں کی جا  
سن لیا اور تسلیہ  
جناب سید  
صحیح مسلم پر کا  
(  
مکرم ہوں.....  
بار اس کو پیش  
الہامی تھیلائے  
ہے کہ حضرت

ی شریف اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۲، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱)

کا درجہ ہے۔

قد بصیر ہیں۔

یہ۔

پر لکھتے ہیں کہ:

”قراۃ کتب پر مقدم رکھا جائے اور اصح الکتاب بعد کتاب اللہ

“

ت کو پڑھ کر دل میں رکھئے اور جناب امام بخاری جن پر

اکل تھے کے پاکیزہ خیالات ملاحظہ فرمائیے۔

لے کر نزول مسج تک مختلف ایوب باندھے ہیں اور ہر ایک

ہے۔ دیکھو صحیح بخاری شریف ان سب کے آخر میں انہوں

اس کے شروع میں کوئی آیت اس لئے نہیں لکھی کہ اس

ہے اور وہ یہ ہے۔

یان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے قسم ہے مجھے اس

میں میری جان ہے کہ البتہ تحقیق ضرور نازل ہوگا۔ تمہاری

عالم عادل ہو کر وہ غلبہ صلیب کو توڑے گا۔ خنزیر کو قتل کرے

کی ٹیکس نہ لیا جائے گا اور مال کی اس قدر فراوانی ہوگی کہ گویا

مانے میں کوئی صدقہ قبول کرنے والا ڈھونڈے سے نہ ملے

کہ ایک ایک سجدہ کو تمام دنیا سے بہتر سمجھیں گے۔ جناب

کرام سے کہتے ہیں کہ اگر تم اس حدیث کی قرآن کریم سے

”و ان من اهل الكتاب الا لیسؤمنن به قبل

قی ایسا بے ایمان نہ رہے گا۔ جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے

(بخاری ج ۱ ص ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

کے بیان کرنے کے بعد کسی اور حوالے کی ضرورت باقی

نہیں رہتی۔ مگر بہائی یہ مرزا کی نہ مانیں کہ عادی ہیں ایک اور سہی۔ بخاری شریف جلد اول

میں ایک حدیث ہے کہ:

”جناب ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ اے امت مرحومہ اس

وقت مارے خوشی کے تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان نازل

ہوں گے اور حالت اس وقت یہ ہوگی کہ تمہارا امام صلوٰۃ تمہیں میں سے ہوگا۔“ اس کے علاوہ مزید

تسل کے لئے ایک اور چیز پیش کر دوں سنئے۔

(در منثور ج ۲ ص ۲۳۵، بحوالہ تاریخ امام بخاری) ”عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن

عیسیٰ ابن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبہ فیکون قبرہ رابعاً“ امام

بخاری عبد اللہ بن سلام سے فرماتے ہیں کہ جناب عیسیٰ ابن مریم حضرت عمرؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ

کے پاس رسول کریم ﷺ کے ساتھ دفن کئے جائیں گے اور یہ حجرہ نبویہ میں چوتھی قبر ہوگی۔ ﴿

ناظرین! غور کا مقام ہے جو شخص نزول مسج کے لئے اپنی صحیح میں احادیث نقل کر رہا ہے

اور جس کی تاریخ جناب مسج علیہ السلام کی قبر کی جگہ بتلائی ہے وہ کس طرح حیات مسج کا منکر ہو سکتا

ہے۔ حیف ہے ان لوگوں پر جو دیکھتے ہوئے اندھے ہیں اور سنتے ہوئے بہرے ہیں۔ ان کا اس

خوروں کی جانے بلا کہ جناب امام بخاری کون تھے کیا کہہ گئے۔ بس انہوں نے مرزا قادیانی سے

سن لیا اور تسلیم کر لیا اللہ اور خیر سلا۔

جناب سید احمد شین امام مسلمؒ

مرزائے قادیانی آنجناب امام مسلم کی شخصیت کے پورے پورے قائل ہیں اور

صحیح مسلم پر کامل اعتبار رکھتے ہوئے بڑے وثوق سے حسب ذیل اظہار خیال کرتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۸۸۳، خزائن ج ۳ ص ۵۸۲) ”میرے پر یہ بہتان ہے کہ گویا میں صحیحین کا

منکر ہوں..... سو اگر میں بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ ہوتا تو میں اپنی تائید دعویٰ میں کیوں بار

بار اس کو پیش کرتا۔“

اس لئے فقیر کے خیال میں یہی نسب ہے کہ جناب امام مسلم کا مذہب مرزا کی پٹارہ یا

الہامی تھیلا ہی پیش کرنے پر ہی قناعت کی جائے۔

نمبر ۱: (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۳۲) ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود

ہے کہ حضرت مسج علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“

نمبر: ۳۰ (اخبار البدو قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء) ”آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔“

مرزا یو! ایمان سے کہو کوئی بات بھی تمہارے لئے قابلِ حجت ہے یا نہیں۔ قرآن کریم کو تم جھٹلاتے ہو۔ حدیث صحیحہ کی تم پھینکیں اڑاتے ہو۔ یہ اقوال تو بے شک بہادر قادیانی کے ہیں۔ جو تمہارے لئے قابلِ قدر اور لائقِ حجت ہیں۔ کیا ان کا بھی انکار کر دو گے۔ آہ کیا ازل ہی سے تمہیں الٰہی عقل اور اوندھی کھوپڑی ایسی تفویض ہوئی۔ جس میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر سکو۔ مبارک ہیں وہ جو قادیانی کے فرمان پر سر تسلیم کو خم کریں اور حیاتِ مسیح پر ایمان رکھیں۔

یوں تو مسلم شریف میں بہت سے ایسے فرمان رسالت موجود ہیں۔ جن سے حیاتِ مسیح و نزولِ مسیح روزِ روشن کی طرح ہوتا ہے۔ مگر طوالت کے خوف ہم یہاں صرف ایک حدیثِ تہرکا پیش کرتے۔ ملاحظہ فرمائیں:

”عن حذیفة بن اسید اشرف علینا رسول اللہ ﷺ ونحن نتذاکر الساعة قال لا تقوم الساعة حتی ترو عشر آیات طلوع الشمس من مغربها والدخان والدابة ویاجوج ماجوج ونزول عیسیٰ ابن مریم (مسلم ج ۲ ص ۳۹۳، باب کتاب الفتن و اشراط الساعة)“

جناب شیخ الحدیثین حافظ ابو نعیمؒ مجدد صدی چہارم

”قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیرہم (المہدی) تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة هذا لامة (مسلم ج ۱ ص ۸۷، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)“ ﴿جناب رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ جناب عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ امیر المؤمنین مہدی عرض کریں گے۔ تشریف لائیے اور امامت کیجئے۔ جناب عیسیٰ معذوری بیان کرتے ہوئے فرمائیں گے۔ یہ بزرگی امتِ خیر الا نام کو ہی سزاوار ہے۔ جو بعض کے بعض امیر ہیں۔﴾

ایسا ہی کتاب الفتن میں ایک حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ جناب مسیح ابن مریم نازل ہو کر شادی کریں گے اور صاحبِ اولاد ہوں گے۔ آپ کی شادی قومِ شعیب میں ہوگی۔ جو حضرت موسیٰ کے سرال ہیں۔ ان کی نبی حزام کہتے ہیں۔ (ابو نعیم فی کتاب الفتن حوالہ کا دیہ ص ۲۸۱)

ہے۔ سجان الہ  
اور کیا ہو سکتی  
کا ہیضہ ہوا  
مرزا قادیانی  
اخبار نور نشان  
اور روسیاء ہی  
یہ آسمانی نثار  
بروزی شعیبی  
است۔  
رئیس التحریر

لقی ابراہ  
فلم یکن  
السی عیسی  
فلنکر ذ  
ما جہ ص  
مسنو و محالی  
موسیٰ اور عی  
ابراہیم علیہ  
فرمائی۔ آ  
مریم نے؛  
اور ٹھیک وا  
فرمایا پھر  
ترجمان۔



آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب  
ی۔

لے لئے قابلِ حجت ہے یا نہیں۔ قرآن کریم  
ہو۔ یہ اقوال تو بے شک بہادر قادیانی کے  
یا ان کا بھی انکار کر دو گے۔ آہ کیا ازل ہی  
نہ جس میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ سچ اور  
فرمان پر تسلیم کو خم کریں اور حیات مسیح پر

ن رسالت موجود ہیں۔ جن سے حیات مسیح  
کے خوف ہم یہاں صرف ایک حدیث تبرکاً

فارسول اللہ ﷺ ونحن نتذکر  
ر ایات طلوع الشمس من مغربها  
سنى ابن مريم (مسلم ج ۲ ص ۳۹۳،

رم

سنى ابن مريم فيقول اميرهم  
على بعض امراء تكريمة هذا لامة  
لام) ”جناب رسول کریم ﷺ ارشاد  
امیر المؤمنین مہدی عرض کریں گے۔  
ن کرتے ہوئے فرمائیں گے۔ یہ بزرگی

ما۔

ما سے مروی ہے۔

جناب مسیح ابن مریم نازل ہو کر شادی  
شعیب میں ہوگی۔ جو حضرت موسیٰ کے  
(ابو نعیم فی کتاب الغن حوالہ کا دیس ۲۸۱)

مرزا نیو! ٹھنڈے دل سے سوچو اور جواب دو کہ نزول مسیح کا یہ شاندار اہتمام کیوں ہو رہا  
ہے۔ سبحان اللہ یہاں تو عیسیٰ علیہ السلام کے سرالِ تک کا پتہ موجود ہے۔ اس سے زیادہ وضاحت  
اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہاں ایک بات بھی کہتا جاؤں برا نہ ماننا تمہارے قادیانی کو جب محمدی کے عشق  
کا ہیضہ ہوا اور چاہت نے ذاتِ الحجب کا سماں پیدا کیا۔ محبت نے ہوش و حواس کو خیر باد کہا تو  
مرزا قادیانی نے ایک بڑے الحاح و زاری کے ساتھ اپنے آسمانی خسر مرزا احمد بیگ کو چٹھی لکھی جو  
اخبار نور فشاں نے پنجابی نبوت کے آئے دال کا بھاؤ دیتا تھے ہوئے شائع کی اور جو آج تک رسوائی  
اور روسیائی کا باعث ہو رہی ہے اور جس کا حشر دنیا جانتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی ہی مسیح موعود ہوتا تو  
یہ آسمانی نکاح اللہ میاں کا کیا ہوا بیجوگ کیوں ٹوٹا اور مرزا احمد بیگ قوم شعیب سے تھے اور کیا مغل  
بروزی شعیبی ہیں یا ظلی۔ نبی حزام؟ عقل کے ناخن لو اور سوچو کہ اس راہ کہ تو میردی بہ کفرستان  
است۔

رئیس التحریر مجدد زمان جناب امام بیہقی مجدد صدی چہارم

”عن عبد الله بن مسعود قال لما كان ليلة اسرى برسول الله ﷺ  
لقى ابراهيم وموسى وعيسى فتذاكروا الساعة فبدق ابراهيم نسالوه عنها  
فلم يكن عنده منها علم ثم سالوا موسى فلم يكن عنده علم فسر والحدث  
السى عيسى ابن مريم فقال قد عهد الى فيما دون وجتها فلا يعلمها الا الله  
فذكر خروج الدجال قال فانزل فاقتله (البیهقی، درمنثور ج ۴ ص ۳۳۶، ابن  
ماجہ ص ۲۹۹، باب فتنة الدجال وخروج عيسى عليه السلام) ”جناب عبد اللہ بن  
مسعود صحابی نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے جناب ابراہیم  
موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔ پس قیامت کا ذکر چھڑ گیا اور حضرت  
ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے اس کے وقت سے لاعلمی  
فرمائی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاعلمی بیان کی۔ بالآخر جناب عیسیٰ علیہ السلام ابن  
مریم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ قرب قیامت کا ایک وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا صحیح  
اور ٹھیک وقت سوائے ذات باری تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔ پس انہوں نے دجال کا ذکر کیا اور  
فرمایا پھر میں اتروں گا۔

یہ حدیث (مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۱۷) میں مرفوعاً مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ زبان فیض  
ترجمان کے اپنے مذکور ہیں۔ ”ان الدجال خارج ومعى قضيبان فاذا ارانى ذاب كما

يَذُوبُ الرِّصَاصُ قَالِ فِيهِلِكَ اللَّهُ اِذَا رَانِي“ یعنی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس تیز تلوار ہوگی۔ پس جب وہ مجھے دیکھے گا تو اس طرح پچھلے گا جس طرح سکہ پچھلتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے میرے دیکھنے سے ہلاک کر دیں گے۔

اور ایسا ہی ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ (شعب الایمان ج ۱ ص ۱۵۳) پر رفع مسیح کا واضح تذکرہ ہے۔ (مطبوعہ بیروت)

سبحان اللہ! یہ ہے وجہ نزول مسیح کی۔ یعنی ہر ایک نبی کا ایک مبشر اور ایک مصدق ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ یہ سلسلہ ابوالبشر آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا اور آدم کی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے خود دی۔ ارشاد ہوتا ہے۔ ”وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (بقرہ: ۳۰)“ یعنی اللہ تعالیٰ بطور مبشر ملائکہ کو فرماتے ہیں۔ تحقیق میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ یہ سلسلہ یہاں سے شروع ہوا اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے پیامبر مبشر و مصدق ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ جناب عیسیٰ ابن مریم کے مبشر ہونے کی باری آئی۔ چنانچہ فرقان حمید شاہد ہے۔

”وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (صف: ۶)“ یعنی میں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد احمد مجھے تشریف لائیں گے۔ اس کے بعد سرور دو جہاں آئے۔ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق فرمائی۔

سرور کائنات ﷺ پر پیامبری ختم ہوئی۔ آپ ﷺ کو عہد رسالت کا قیام زمانہ عطاء ہوا۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی وہ ظلی ہو یا بروزی مبعوث نہ کیا جائے گا۔ یوں سمجھئے کہ وہ الہی دستاویز جو انبیاء کے لئے مخصوص تھی۔ اس پر نبی کریم ﷺ کی آخری مہر تمام سابقہ انبیاء کی تصدیق کراتے ہوئے لگوا دی گئی۔ اب اس مہر کے نیچے جو بد بخت بھی اپنا نام لکھنا پسند کرے گا کذاب ٹھہرے گا۔ کیونکہ خط پر مہر کے بعد کی عبارت جعلی تصور سمجھی جاتی ہے۔ ایسی حالت میں مشیت ایزدی یتیم مکہ کی تصدیق کراتی تو کس سے اس لئے حکمت بالغہ نے یہی مناسب سمجھا کہ آپ کے مبشر جناب عیسیٰ علیہ السلام ہی کو ایک لمبی عمر عطا فرماتے ہوئے آسمان پر اٹھالیا جائے۔ یہی وجہ کہ ان میں صفات ملکیہ رکھے گئے اور یہی وجہ ہے جو ان کی پیدائش رخ جبرائیلیہ سے ہوئی۔ یہ تمام اہتمام صرف یتیم مکہ کے لئے ہاں اسی محبوب یزدانی کے لئے کئے گئے۔ جس کے لئے بزم عالم پیدا کی۔ چنانچہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُوْرِي“ یعنی سب سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا اور ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آدم کا

پتلا ابھی پانی اور مٹی  
علیہ السلام کی پیش  
نبیوں میں بطور ارادہ  
اور یہ خدا کی آخر  
عرب پر چودھویں  
مرزا  
تشریف لے آئے  
کریں اور انہیں  
عزت ہے۔ کون  
کی مہر لوتی ہے  
دعاویٰ کو دیکھتے  
آنت سے کچھ  
سوال تو یہ ہے کہ  
آئے گا اور ایک  
گی۔ اب حضور  
نبوت کے باب  
کا قیام زمانہ یاد  
جسے کسی ایک  
ہے اور وہ سعادت  
فرمان رسالت  
مرد  
اقرار کرتا ہے  
اور شان نبوت  
نمبر  
کی طرف سے

لہ اذارانی“ یعنی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دجال جب وہ مجھے دیکھے گا تو اس طرح پچھلے گا جس طرح سکہ بھینے سے ہلاک کر دیں گے۔

م پر فرماتے ہیں۔ (شعب الایمان ج ۱ ص ۱۵۳) پر رفع مسیح

سبح کی۔ یعنی ہر ایک نبی کا ایک مبشر اور ایک مصدق دم مفی اللہ سے شروع ہوا اور آدم کی خوشخبری اللہ تعالیٰ ربك للملائكة انی جاعل فی الارض نبی بطور مبشر ملائکہ کو فرماتے ہیں۔ تحقیق میں زمین پر اپنا سے شروع ہوا اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے پیامبر جناب عیسیٰ ابن مریم کے مبشر ہونے کی باری آئی۔

تقی من بعدی اسمہ احمد (صف: ۶)“ یعنی میں ﷺ تشریف لائیں گے۔ اس کے بعد سرور دو جہاں فرمائی۔

ختم ہوئی۔ آپ ﷺ کو عہد رسالت تا قیام زمانہ عطاء یا بروزی مبعوث نہ کیا جائے گا۔ یوں سمجھئے کہ وہ الہی اس پر نبی کریم ﷺ کی آخری مہر تمام سابقہ انبیاء کی مہر کے نیچے جو بد بخت بھی اپنا نام لکھنا پسند کرے گا مد کی عبارت جعلی متصور سمجھی جاتی ہے۔ ایسی حالت میں اس سے اس لئے حکمت بالغہ نے یہی مناسب سمجھا کہ ایک لمبی عمر عطا فرماتے ہوئے آسمان پر اٹھالیا جائے۔ ﷺ اور یہی وجہ ہے جو ان کی پیدائش ﷺ جبرائیلیہ سے نئے ہاں اسی محبوب یزدانی کے لئے کئے گئے۔ جس کے مانتے ہیں۔ ”اول ما خلق اللہ نوری“ یعنی پیداکیا اور ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آدم کا

پتلا ابھی پانی اور مٹی میں گوندھا پڑا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ چنانچہ اسی نور کو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا گیا اور اسی کے سامنے ملائکہ سر بسجود ہوئے۔ اس کے بعد یہ نور تمام نبیوں میں بطور امانت آتا رہا۔ یہاں تک کہ آل اسماعیل سے عبداللہ بن مطلب کے پاس پہنچا اور یہ خدا کی آخری امانت جناب سیدہ بی بی آمنہ کو ودیعت فرمائی گئی اور اس طریق سے یتیم مکہ آفاق عرب پر چودھویں کا چاند ہو کر چکا۔ جس کے بے پناہ نورانیت سے بزم عالم کا چہ چہ جگمگا اٹھا۔

مرزا نیو! ایمان سے کہو اگر حضور سرور دو عالم ﷺ کی تصدیق کے لئے جناب مسیح تشریف لے آویں۔ مسلمانوں کے امیر کے پیچھے نماز پڑھیں۔ یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا رد کریں اور انہیں علم اسلام کے نیچے لے آئیں تو حضور ﷺ کی اس میں عزت ہے۔ یا ہتک یقیناً عزت ہے۔ کون جاہل ہے جو اس کو سرشان سمجھے اور مرزا قادیانی کا یہ کہہ کر دہل دینا کہ ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے اور دین محمدی میں رخسہ اندازی ہوتی ہے۔ کاش اس اعتراض سے قبل وہ اپنے دعادی کو دیکھتے کہ ہزار نبیوں کا بنڈل یعنی رئیس قادیان آجائے۔ جس کا الہامی سلسلہ شیطان کی آنت سے کچھ لمبا ہی ہو۔ مگر ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ یہ تناختی یعنی بروزی نبی ہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ بروزی و برازی ظلی و کلی نبی آئیں گے۔ تو ختم نبوت میں فرق نہ آئے گا اور ایک سابقہ نبی مشیت ایزدی اور وعدہ الہی کے مطابق آئے تو ختم نبوت ٹوٹ جائے گی۔ اب حضور ﷺ فخر رسل کی تصدیق کی ضرورت ہے۔ کیا کذاب قادیان سے کرائیں؟ جو نبوت کے باب میں نیم دروں نیم بروں ہو رہا ہے اور اتنے بڑے جلیل القدر پیامبر کی تصدیق جس کا قیام زمانہ یا دور رسالت یا قیام زمانہ ہے کی تصدیق وہ کرے جو سیمابی فطرت لے کر آیا ہے۔ جسے کسی ایک حالت میں قرار ہی نہیں۔ نہیں فخر رسل کی تصدیق کوئی صاحب کتاب نبی ہی کر سکتا ہے اور وہ سعادت روز ازل سے مسیح ابن مریم ہی کے حصہ میں آئی ہے اور انشاء اللہ وہی اس کو فرمان رسالت کی رو سے ہاں یتیم مکہ ﷺ کی بتائی ہوئی پیش گوئی کے مطابق گواہی دیں گے۔

مرزا نیو! کہیں کم بختی سے مرزا قادیانی کو صاحب کتاب نہ کہہ دینا۔ جیسا کہ وہ خود اقرار کرتا ہے۔ او نیم یہود یواذیل کا مضمون چشم بصیرت سے پڑھو اور خدا را سوچو کہ ہر جا رہے ہو اور شافع محشر ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

نمبر ۱: (تلخیص رسالت ج ۱ ص ۳۱) ”مؤلف یعنی مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔“

نمبر: ۲: (تحریر حقیقت الوحی ص ۵۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸۵) ”اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔“

اس کے آخر میں جناب امام بیہقی کی ایک فیصلہ کن حدیث اور کہتا جاؤں۔ سنئے:

”عن ابی ہریرۃ انه قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا انزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم (کتاب الاسماء والصفات ص ۳۰۱)“

ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (مارے خوشی کے) اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب کہ ابن مریم آسمان سے تم میں نازل ہوگا۔ دراصل حالیکہ تمہارا امام تمہیں میں سے ایک شخص ہوگا۔

اس حدیث کی صحت پر مرزا قادیانی کے چہیتے صحابی مرزا خدا بخش قادیانی نے اپنی کتاب غسل مصطفیٰ ص ۱۵۶ جلد دوم پر دستخط تو کر دیے مگر لفظ من السماء ہضم کر گیا۔ یہودی کہیں کا ہٹ تیرے کی۔

جناب مجدد زماں و محدث دوراں امام حاکم صاحب نیشاپوریؒ صدی چہارم

”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان روح اللہ عیسیٰ نازل فیکم فاذا راہتموه فاعرفوه فانہ رجل مربوع الی الحمرة والبياض..... ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون (رواہ حاکم ج ۳ ص ۴۵۰، حدیث نمبر ۴۲۱۹)“

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے۔ جب ان کو دیکھو تو پہچانو اس کو، کیونکہ وہ مرد ہے۔ میلان رکھتا ہے سرخی اور سفیدی کی طرف پھر فوت ہوگا اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

اس حدیث کی صحت پر خدا بخش قادیانی صحابی و منظور نظر مرزا قادیانی نے اپنی کتاب موسومہ غسل مصطفیٰ ص ۱۵۱ ج ۲ پر دستخط کئے۔ اس لئے مرزائیوں کے نزدیک قابل حجت ہے۔

”عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ وان اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موته قال خروج عیسیٰ علیہ السلام (حاکم فی المستدرک ج ۳ ص ۲۳)“

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب سے مگر ضرور ایمان لائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے، فرمایا حضرت ابن عباسؓ نے کہ مراد اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ہے۔

اور ایسا ہی ایک دوسرے مقام پر ارشاد کرتے ہیں۔

اور ایسا  
علیہ السلام جاتا تھا  
کہ وہ آسمان پر چڑھتا  
پہلے بیان ہو چکیں  
میں چار آیات قرآن  
دنزل کی گواہی دے  
کفر لازم آتا ہے  
جناب شیخ الاسلام  
(تفسیر)  
کے مکان کو گھیر لیا  
آپ کو نکال لیا اور  
اس مکان میں آ  
کیا۔ پس اسے  
بچا لیا اور اسے  
ایسا  
تر:۔  
ہلکی ہے کہ مراد  
تندرست کرنا  
نا قابل قبول و  
طرف راجع۔  
انہیں کے ذکر  
نے ”وان ما  
السلام کی موت  
قرأت تائید کا  
واقع ہونے

تذکرہ ج ۲۲ ص ۳۸۵) ”اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں

کی ایک فیصلہ کن حدیث اور کہتا جاؤں۔ سنئے:

ال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا انزلکم منکم (کتاب الاسماء والصفات ص ۳۰۱) ”تم نے (مارے خوشی کے) اس وقت تمہاری کیا حالت میں نازل ہوگا۔ دریاں حالیکہ تمہارا امام تمہیں میں

یانی کے چہیتے صحابی مرزا خدا بخش قادیانی نے اپنی نوکر دیے مگر لفظ من السماء ہضم کر گیا۔ یہودی کہیں

م حاکم صاحب نیشاپوری ”صدی چہارم

رسول اللہ ﷺ ان روح اللہ عیسیٰ نازل رجل مربوع الى الحمرة والبياض..... ثم واه حاکم ج ۳ ص ۴۵۰، حدیث نمبر ۴۶۱۹) ”

اصلاً والسلام نے فرمایا کہ روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام فواس کو، کیونکہ وہ مرد ہے۔ میلان رکھتا ہے سرخی اور نماز جنازہ پڑھیں گے۔

دیانی صحابی منظور نظر مرزا قادیانی نے اپنی کتاب اس لئے مرزائیوں کے نزدیک قابل حجت ہے۔

ﷺ وان اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل (حاکم فی المستدرک ج ۳ ص ۳۳) ”جناب ﷺ نے نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب سے مگر ضرور موت سے پہلے فرمایا حضرت ابن عباسؓ نے کہ

ما کرتے ہیں۔

اور ایسا ہی (تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۱۷) زیر آیت ”وايدنساہ“ لکھتے ہیں کہ: اور جبرائیل علیہ السلام جاتا تھا جہاں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جاتے تھے اور جبرائیل ان کے ہمراہ تھا۔ جب کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے۔

ناظرین! جناب امام فخر الدین رازی نے علاوہ احادیث صحیحہ کے جو اس کتاب میں پہلے بیان ہو چکیں اور قطع نظر دیگر آیات کے جو آپ نے دیگر مواقعہ پہ بیان کیں۔ اس مختصر بات میں چار آیات قرآنی سے استدلال کرتے ہوئے صاف الفاظ میں وضاحت مسیح علیہ السلام کے صعود و نزول کی گواہی دی۔ اب کون بد بخت ہے جو انکار کرے اور مجدد کے انکار سے بطور مرزا قادیانی کفر لازم آتا ہے۔ اس لئے مرزائیو! کہیں انکار کر کے منہ پر کالک نہ لگا بیٹھنا۔

جناب شیخ الاسلام امام حافظ ابن کثیر ”مجدد صدی ششم

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۹، وکروا وکر اللہ) کی تحت میں لکھتے ہیں کہ: جب یہود نے آپ کے مکان کو گھیر لیا اور گمان کیا کہ آپ پر غالب ہو گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے آپ کو نکال لیا اور اس مکان کی کھڑکی سے آسمان پر اٹھالیا اور آپ کی شاہت اس پر ڈال دی جو اس مکان میں آپ کے پاس تھا۔ سو جب وہ اندر گئے تو اس کورات کے اندھیرے میں عیسیٰ خیال کیا۔ پس اسے پکڑا اور سولی دیا اور سر پر کانٹے رکھے اور ان کے ساتھ خدا کا یہی مکر تھا کہ اپنے نبی کو بچالیا اور اسے ان کے درمیان سے اوپر اٹھالیا اور ان کو ان کی گمراہی میں حیران چھوڑ دیا۔

ایسا ہی ایک دوسرے مقام (تفسیر ابن کثیر ج ۷ ص ۲۱۷) پر ارشاد کرتے ہیں کہ: ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے قول ”وانه لعلم للساعة“ کے متعلق ابن اسحاق کی تفسیر گذر چکی ہے کہ مراد اس سے حضرت عیسیٰ کے معجزات مثل مردوں کا زندہ کرنا، کوڑھوں اور برص والوں کو تندرست کرنا اور علاوہ اس کے دیگر امراض سے شفا دینا۔ اس میں اعتراض ہے اور اس سے زیادہ ناقابل قبول وہ ہے جو قتادہ نے حسن بھری، سعید ابن جبیر سے بیان کیا ہے کہ انہ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے۔ کیونکہ سیاق و سباق انہیں کے ذکر میں ہے۔ پس مراد اس سے ان کا قیامت سے پہلے نازل ہونا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته“ میں فرمایا ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ان معنوں سے دوسری قرأت تائید کرتی ہے جو یہ ہے۔ ”وان لعلم للساعة“ یعنی نشانی ہے اور دلیل ہے قیامت کے واقع ہونے پر، مجاہد کہتے ہیں اس کے معنی ہیں قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا

قیامت کی نشانی ہے۔ اسی طرح ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، ابو عالیہؓ، ابو مالکؓ، عکرمہؓ، حسنؓ، قتادہؓ، ضحاکؓ وغیرہم بزرگان دین سے روایت ہے۔ احادیث رسول کریم ﷺ سے جد تو اتر امام تک پہنچ چکی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عادل حاکم اور منصف کی حالت میں نازل ہونے کی خبر دی ہے۔“

ایسا ہی (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۱) زیر آیت ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک“ فرماتے ہیں۔ ”یعنی اے مسیح اس نعمت کو یاد کرو جو ہم نے یہود کو تم سے دور ہٹانے میں کی تھی۔ جب تم ان کے پاس اپنی نبوت و رسالت کے ثبوت میں تین دلائل اور قطعی ثبوت لے کر آئے تھے تو انہوں نے تمہاری تکذیب کرتے ہوئے تم پر جادوگر ہونے کا بہتان لگایا تھا اور تمہارا قتل و صلیب دینے میں سعی لا حاصل کرنے لگے تو ہم نے تجھ کو ان میں سے نکال کر اپنی طرف اٹھالیا اور تجھے ان کی صحبت سے پاک رکھا اور ان کی شرارت سے محفوظ کیا۔“

چنانچہ ایک دوسرے مقام (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۱) پر ایک فیصلہ کن قول پیش کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: ”ابن جریر کہتا ہے کہ صحت کے لحاظ سے ان سب اقوال سے اوّل درجہ یہ قول ہے کہ اہل کتاب میں سے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد کوئی ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن جریر کا یہ قول بالکل صحیح ہے۔“

”تحقیق یہود کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بنادی گئی اور انہوں نے اس شبیہ کو قتل کیا۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور بے شک وہ ابھی زندہ ہے اور قیامت سے پہلے نازل ہوگا۔ جیسا کہ احادیث متواترہ اس پر دلالت کرتی ہیں اور قیامت کے دن وہ شہادت دیں گے۔ ان کے ان اعمال کی جن کو عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر چڑھنے سے پہلے اور زمین پر اترنے کے بعد دیکھا۔“ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۲)

### مرزا قادیانی در مدح امام می گوید

”جناب حافظ ابن کثیر ان اکابر و محققین میں سے ہیں۔ جن کی آنکھوں کو خدا تعالیٰ نے نور معرفت عطاء کیا تھا۔ محدث و مفسر اعظم ابن جریر۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً) اونہم یہود یو! پراپوں کی نہیں تو انہوں کی تو سنو۔ مرزا قادیانی کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا ان اوصاف کے مالک بھی کفریہ شرکیہ عقیدہ رکھتے یا جھوٹ بولتے ہیں اور طرفہ یہ کہ وہ چھٹی صدی کے مسلمہ مجدد بھی ہیں۔ کیا اب بھی نہ مانو گے کیوں شائیں آئی ہیں ہوش کی دو الوتا کہ نجات اخروی نصیب ہو جائے۔

جناب مجدد

مریم الی الا

معنی فی قب

(کتاب الوفا

صحابی نبی کریم

اترین گے پھر

فرمائیں گے۔

پس میں اور عیسیٰ

ناظر

کرے اور خواہ

اگر کو مغزی ستر

متعلق دیکھو اور

حاشیہ، خزائن ج ۸

حقیقت الوحی ص

کے کان کا منج

پردہ۔

قطب الاقط

محققہ اہل اسلام

کی قطعہ محتاج

بے نظیر کتاب

نادیں بات یہ کہ

رکبہ

قال ان الن

بن عباسؓ، ابو عالیہؓ، ابو مالکؓ، عکرمہؓ، حسنؓ، قتادہؓ،  
- احادیث رسول کریم ﷺ سے حد تو اترا امام تک پہنچ  
ہے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عادل حاکم اور  
”ہے۔“

”یٰ آیت“ واذ کشفنا بنی اسرائیل عنک  
جو ہم نے یہود کو تم سے دور ہٹانے میں کی تھی۔ جب  
ت میں تین دلائل اور قطعی ثبوت لے کر آئے تھے تو  
جادوگر ہونے کا بہتان لگایا تھا اور تمہارا قتل و صلیب  
کو ان میں سے نکال کر اپنی طرف اٹھالیا اور تجھے ان  
میں محفوظ کیا۔“

ن کی طرح ۲ ص ۴۰۱) پر ایک فیصلہ کن قول پیش کرتے  
کہ صحت کے لحاظ سے ان سب اقوال سے اوّل درجہ  
۱ ص کے نزول کے بعد کوئی ایسا نہیں ہوگا جو عیسیٰ علیہ  
مان نہ لے آئے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ابن

سلام کی شبیہ بنادی گئی اور انہوں نے اس شبیہ کو قتل  
پر اٹھالیا اور بے شک وہ ابھی زندہ ہے اور قیامت  
وہ اس پر دلالت کرتی ہیں اور قیامت کے دن وہ  
عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر چڑھنے سے پہلے اور  
(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۲)

یقین میں سے ہیں۔ جن کی آنکھوں کو خدا تعالیٰ نے  
جرم پر۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۸، خزائن ج ۵ ص ایضا)  
تو سنو۔ مرزا قادیانی کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا ان اوصاف  
لتے ہیں اور طرفہ یہ کہ وہ چھٹی صدی کے مسلمہ مجدد بھی  
ہوش کی دوا لیا کہ نجات اخروی نصیب ہو جائے۔

### جناب مجدد اسلام امام عبدالرحمن صاحب ابن جوزیؒ مجدد صدی ششم

”عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یُنزل عیسیٰ ابن  
مریم الی الارض فیتزوج ویولنہ یمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن  
معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد بین ابوبکرؓ وعمرؓ  
(کتاب الوفا ص ۸۳۲ الباب فی حشر عیسیٰ ابن مریم مع نبینا)“ ﴿جناب عبداللہ بن عمرؓ  
صحابی نبی کریم ﷺ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا سرکار دو عالم ﷺ نے عیسیٰ ابن مریمؑ زمین پر  
اتریں گے پھر وہ شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی وہ پینتالیس برس زمین پر قیام  
فرمائیں گے۔ اس کے بعد وہ فوت ہو کر میرے مقبرے میں میرے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔  
پس میں اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کو اکٹھے اٹھیں گے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان۔﴾

ناظرین! ایسے صریح فرمان رسالت کے بعد وہ کون سا بد بخت ہے جو چون و چرا  
کرے اور خواہ مخواہ دجل کے چکر میں پھنس جائے۔ مرزا یحیٰٰ دیدہ و اسے پڑھو اور جواب دو۔ ہاں  
اگر کوہ مغزی ستیا ناسی کرے کہ حدیث صحیح نہیں تو ذیل میں مرزا جی کے شوقیٹ حدیث مذکور کے  
متعلق دیکھو اور شرم و ندامت کو دعوت دو مرزا قادیانی نے اس حدیث کو (نزول المسحط طبع اوّل ص ۳  
حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱، کشتی نوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶، ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷،  
حقیقت الوحی ص ۷۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰) میں اپنی فطری جبلت سے مجبور ہو کر یہودیوں کے باوا  
کے کان کاٹے ہوئے اور تحریف کار یکا ڈماتے کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ان کتب کے ان صفحات کو  
پڑھو۔

### قطب الاقطاب حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

میران میر صاحبؒ کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ ان کا مرتبہ سبھی مذاہب کو مسلم ہے۔ وہ  
متفقہ اہل اسلام کے نزدیک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ اس لئے ان کی شخصیت کسی تعارف  
کی قطعاً محتاج نہیں۔ مرزا قادیانی بھی ان کی بزرگی اور تقدس کے پوری طرح سے قائل ہیں وہ اپنی  
بے نظیر کتاب (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵۵) میں فرماتے ہیں۔

”واللہ ما سمع رفعہ اللہ عزوجل عیسیٰ ابن مریم الی السماء“ ﴿اور  
نادیں بات یہ کہ اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریمؑ کو آسمان کی طرف۔﴾

رئیس المفسرین، امام ابن جریرؒ، أخرج ابن جریرؒ وابن ابی حاتم عن الربیع  
قال ان النصاراء: ”قال رسول اللہ ﷺ فخاصموہ فی عیسیٰ ابن مریم وقالوا لہ



من ابوه وقالوا على الله الكذب والبهتان فقال لهم النبي ﷺ وسلم الستم تعلمون ان ربنا حي لا يموت وان عيسى يأتى عليه الفنا فقالوا بلى (در منشور ج ۲ ص ۳، اول آل عمران) ”حضرت ربیع کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ (یعنی توحید و ملیت میں بحث شروع کر دی اور کہنے لگے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بیٹا نہیں تو بتاؤ اس کا باپ کون ہے) لگے اللہ پر جھوٹ جڑنے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے مشابہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ حالانکہ یقیناً عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہوگی تو انہوں نے جواب میں کہا ہاں کیوں نہیں۔“

مرزا یو! ایمان سے کہو کہ یہ فیصلہ کن حدیث ایک ہی کافی نہیں۔ زبان فیض ترجمان سے یہ روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ جناب مسیح نے ابھی موت کا ذائقہ نہیں چکھا اور وہ ضرور چھکس گئے۔ کیا اس فرمان پاک سے حیات مسیح ثابت نہ ہوئی۔ بتاؤ اور کیا چاہتے ہو کن الفاظ سے تم کو تسلی ہو سکتی ہے۔ مرزا قادیانی تو یہ کہہ کر بری ہوئے۔ قول مرزا:

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو

جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو اس بد نصیب کو

(تحدہ گولڈیہ میں ۲۷، خزائن ج ۷ ص ۷۸)

اس کے علاوہ ”وان اهل الكتاب الا ليقؤمنن به قبل موته“ کے تحت میں فرماتے ہیں کہ: ”اور جو کہتا ہے کہ یؤمنن بہ قبل موتہ کے معنی ہیں اہل کتاب اپنی موت سے پہلے محمد ﷺ پر ایمان لے آتا ہے۔ یہ بالکل بلا دلیل ہے۔ کیونکہ کتابی کی موت سے پہلے معنی کرنے سے سخت فساد لازم آتا ہے۔ کیونکہ یہ معنی کلام اللہ اور حدیث نبوی کے خلاف ہیں۔ پس محض خیالی باتوں سے دلیل قائم نہیں ہوا کرتی۔ معنی ليقؤمنن بہ قبل موته کے یہ ہیں کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ضروران کی رسالت کو قبول کر لیں گے۔“

ایسا ہی (تفسیر ابن جریر ج ۳ ص ۲۹۱) ”انسی متوفیک ورافعک الی“ کے ضمن میں

فرماتے ہیں کہ: ”اقوال مفسرین میں ہے ہمارے نزدیک یہ سب سے اچھا ہے کہ اس متوفیک کے معنی یہ ہیں۔ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے

والا ہوں  
علیہ السلام  
ہوں گے

جرت فرما  
ہے۔“

جب حضر  
در بار میں

والا ہوں  
قل کر

اس کے

میں سے  
رکس

جالورہ  
متعلق

پر در شر  
نہیں

خدا کے  
دعویٰ

والا ہوں۔ کیونکہ اس بارہ میں رسول کریم ﷺ کی احادیث تو اتر تک پہنچی ہوئی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور ۴۰ یا ۴۵ سال تک دنیا میں رہ کر فوت ہوں گے۔“

”ایسا ہی اس کے ضمن میں ابن جریج رومی کا قول نقل کرتے ہیں۔ یعنی حضرت ابن جریج فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی سے مراد ان کا رفع جسمانی اور کفار سے علیحدگی ہے۔“

اور ایسا ہی ابن جریر ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ: ”حضرت کعب فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کی قلت اور منکرین کی کثرت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکایت کی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی کی کہ اے عیسیٰ میں تجھے اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور یقیناً تجھے دجال کانے کے خلاف بھیجوں گا اور تو اسے قتل کرے گا۔“ (ایضاً)

مرزا ابوالکھیں ابن جریر کے متعلق کوئی برا عقیدہ یا الزام لگا کر منہ پر کالک نہ لگا بیٹھنا۔ اس کے لئے وہ عند المرزا بڑے محترم ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو دیکھو۔

(چشمہ معرفت ص ۲۵۱ حاشیہ، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱) ”ابن جریر نہایت معتبر اور آئمہ حدیث میں سے ہیں۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ابن جریر رئیس المفسرین ہیں۔

رئیس المفسرین جناب امام ابن تیمیہؒ مجدد صدی ہفتم

مرزا قادیانی کی مثال بحینہ شتر مرغ کی ہے۔ پرندوں میں حیوان اور حیوانوں میں جانور۔ چنانچہ وہ اپنی (کتاب البریہ ص ۲۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱) کے حاشیے پر امام موصوف کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ”امام ابن تیمیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔“

مندرجہ بالا الفاظ اور ان کی صحت کی ذمہ دار وہ زبان ہے جس نے نصرانیت کی گود میں پرورش پاتے ہوئے اتالیقی کہا۔ مگر افسوس سزا نہ پائی۔ آہ! رئیس قادیان کے دعاوی کوئی چھپے ہوئے نہیں۔ بہر حال وہ موجودہ وقت کے بہت بڑے موٹے تازے سرکاری پیغمبر تھے۔ گوان کا حامیہ خدا کے سپرد ہو چکا۔ مگر بھائی پیغمبر جھوٹ توڑا ہی بولتے اور پھر بروز محمد عربیؐ کے خاک بدہن دعویدار جو یہاں تک کہہ گئے۔ ”وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى“

(کتاب البریہ ص ۸۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۵)

بہتان فقال لهم النبي ﷺ وسلم الستم  
ن عيسى يأتى عليه الفنا فقالوا بلى  
حضرت ربیعؒ کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی رسول  
سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں  
سچ کر دی اور کہنے لگے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کا  
وٹ جڑنے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں  
نے کہا کیوں نہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے  
رکھی کیوں نہیں مرے گا۔ حالانکہ یقیناً عیسیٰ علیہ السلام  
کیوں نہیں۔

حدیث ایک ہی کافی نہیں۔ زبان فیض ترجمان  
سچ نے ابھی موت کا ذائقہ نہیں چکھا اور وہ ضرور  
بت نہ ہوئی۔ بتاؤ اور کیا چاہتے ہو کن الفاظ سے  
ئے۔ قول مرزا:

و نمی کی حدیث کو

و اس بد نصیب کو

(تختہ کوثر دیہ ص ۲۷، خزائن ج ۷ ص ۷۸)

الا ليقؤمن به قبل موته“ کے تحت میں  
تہ کے معنی ہیں اہل کتاب اپنی موت سے پہلے  
ہے۔ کیونکہ کتابی کی موت سے پہلے معنی کرنے  
اور حدیث نبوی کے خلاف ہیں۔ پس محض خیالی  
ن بہ قبل موته کے یہ ہیں کہ اہل کتاب  
موت سے پہلے ضرور ان کی رسالت کو قبول کر  
(تفسیر ابن جریر ج ۷ ص ۲۳)

ی متوفيك ورافعك الی“ کے ضمن میں  
دیک یہ سب سے اچھا ہے کہ اس متوفیک کے  
میں لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے

یعنی رئیس قادیان کی زبان نطق ہی نہیں کرتی۔ جب تک اللہ میاں نطق نہ کراوے۔  
یعنی وہ خود تھوڑا ہی بولتے ہیں۔ اللہ میاں مرزے میں بول رہا ہے۔ اس لئے جھوٹ کا یہاں گذر  
ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹ کی مذمت میں بہت کچھ کہہ گئے۔  
..... ”جھوٹ بولنے سے بدتر گناہ دنیا میں اور کوئی نہیں۔“

(تحریر حقیقت الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۹)

۲..... ”اے بے باک لوگو جھوٹ بولانا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔“

(حقیقت الوحی ص ۲۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

۳..... ”جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔“

(تبلیغ رسالت ص ۳۰ ج ۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۳)

۴..... ”جھوٹے پر خدا کی لعنت۔“ (ضمیمہ برائین احمدیہ، نجم ص ۱۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)

۵..... ”دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔“

(نزول اسحٰی ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۰)

(اب اس قادیانی روشنی میں کسے یقین آئے گا کہ مرزا قادیانی جھوٹ کہیں گے۔)  
اب سنئے جناب مجددِ مہتمم کے خیالات پاکیزہ کہ وہ حیاتِ مسیح کے کس عہدگی  
سے قائل ہیں۔

(الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح جلد اول ص ۱۱۵) میں ہے۔

”روم اور یونان وغیرہ میں اشکالِ علویہ اور بتانِ راضیہ کو پوجتے تھے۔ پس مسیح علیہ  
السلام نے اپنے نائب بھیجے جو ان کو دینِ الہی کی طرف دعوت دیتے تھے۔ پس بعض تو ان کے پاس  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زمینی زندگی میں گئے اور بعض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر  
اٹھائے جانے کے بعد گئے اور انہوں نے لوگوں کو خدا کے دین کی طرف دعوت دی۔“

(الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح جلد اول ص ۳۴۱)

”مسلمان اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ دو مسیحوں کے وجود پر متفق ہیں۔ مسیحِ ہدایت  
دواؤ کی اولاد میں سے ہے اور اہل کتاب کے نزدیک مسیحِ الصلوات یوسف کی اولاد میں سے ہے  
اور اس بات پر بھی متفق ہیں کہ مسیحِ ہدایت عنقریب آئے گا جب کہ آئے گا مسیح الدجال۔ لیکن  
مسلمان اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیحِ ہدایت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں کہ خدا نے ان کو  
رسول کیا اور پھر دوبارہ وہی آئیں گے۔ لیکن مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ قیامت سے پہلے

اتریں گے  
دین باقی  
اللہ فرماتا۔  
حضرت عیسیٰ  
امت کا آواز  
بھی ہوتی

مطابق عمل

آسمان۔

آسمان کی

یہ کی ہے  
سے پہلے  
بھی معنی  
نفع نہیں

اگر یہ کہنا  
کے وقت

نہرعی اور

مراد ہوتی

یہودی۔

نہی نہیں کرتی۔ جب تک اللہ میاں نطق نہ کراوے۔  
مرزے میں بول رہا ہے۔ اس لئے جھوٹ کا یہاں گذر  
کی مذمت میں بہت کچھ کہہ گئے۔

سے بدتر گناہ دنیا میں اور کوئی نہیں۔“

(تہذیب الوہی ص ۲۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۹)

کو جھوٹ بولانا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔“

(حقیقت الوہی ص ۲۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

سے مرنا بہتر ہے۔“

(تہذیب رسالت ص ۳۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۲)

حقت۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۱۱، خزائن ج ۲۱ ص ۲۷۵)  
مدگی جیسی کوئی لفظ زندگی نہیں۔“

(نزدل المسیح ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۰)

یقین آئے گا کہ مرزا قادیانی جھوٹ کہیں گے۔  
م کے خیالات پاکیزہ کہ وہ حیات مسیح کے کس عہدگی

ین المسیح جلد اول ص ۱۱۰) میں ہے۔  
ال علویہ اور بتان راضیہ کو پوجتے تھے۔ پس مسیح علیہ  
کی طرف دعوت دیتے تھے۔ پس بعض تو ان کے پاس  
گئے اور بعض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر  
وں کو خدا کے دین کی طرف دعوت دی۔“

(ین المسیح جلد اول ص ۳۴۱)

دو نصاریٰ دو مسیحوں کے وجود پر متفق ہیں۔ مسیح ہدایت  
کے نزدیک مسیح بالصلوات یوسف کی اولاد میں سے ہے  
مقریب آئے گا جب کہ آئے گا مسیح الدجال۔ لیکن  
حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں کہ خدا نے ان کو  
لیکن مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ قیامت سے پہلے

اتریں گے اور مسیح الدجال کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور کوئی  
دین باقی نہ رہے گا مگر اسلام، یہود اور نصاریٰ ان کی رسالت پر ایمان لائیں گے۔ جیسا کہ  
اللہ فرماتا ہے۔ ”وان من اهل الكتاب الا ليقومنن به قبل موته“ یعنی تمام اہل کتاب  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے اور قول صحیح جس پر جمہور  
امت کا اتفاق ہے۔ وہ یہ ہے کہ موت کی ضمیر عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے۔ اس کی تائید اس امت سے  
بھی ہوتی ہے۔ ”وانه لعلم للساعة“ یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہے۔“

(الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح جلد اول ص ۳۴۹)

”جب مسیح ابن مریم آنحضرت ﷺ کی امت میں نازل ہوں گے تو شرح محمدی کے  
مطابق عمل کریں گے۔“

(الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح جلد اول ص ۱۷۷)

”اور صحیح میں یہ بھی ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
آسمان سے دمشق کی مسجد کے شرقی سفید منارہ پر اتریں گے۔“

(الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح جلد اول ص ۱۸۴)

”اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ معجزات ظاہر کئے اور تحقیق وہ  
آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں خبر دی۔“

(الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح جلد دوم ص ۲۸۴)

”وان من اهل الكتاب الا ليقومنن به قبل موته“ اس کی تفسیر اکثر علماء نے  
یہ کی ہے کہ مراد قبل موت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ہے اور یہودی کی موت  
سے پہلے بھی کسی نے معنی کئے ہیں اور یہ ضعیف ہیں۔ جیسا کہ کسی نے محمد ﷺ کی موت سے پہلے  
بھی معنی کئے ہیں اور یہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہیں۔ کیونکہ اگر ایمان موت سے پہلے لایا جائے تو  
نفع نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے۔ جب تک بندہ غرغره تک نہ پہنچا ہو اور  
اگر یہ کہا جائے کہ ایمان سے مراد ایمان بعد غرغره ہے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے کہ غرغره  
کے وقت وہ ہر ایک امر پر جس کا کہ وہ منکر ہے ایمان لاتا ہے۔ پس مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت  
نہ رہی اور ایمان سے مراد ایمان نافع اس لئے اللہ تعالیٰ نے قبل موت فرمایا ہے۔ اگر ایمان بعد غرغره  
مراد ہوتا تو بعد موت فرماتا۔ کیونکہ بعد موت کے ایمان باسح یا با محمد میں کوئی فرق نہیں ہے اور  
یہودی یہودیت پر مرتا ہے۔ اس لئے وہ کافر مرتا ہے۔ مسیح اور محمد سے منکر ہوتا ہے اور اس آیت

میں یؤمن بہ مقسم علیہ ہے۔ یعنی قسمیہ خبر دی گئی ہے اور یہ مستقبل ہی میں ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا یہ ایمان اس خبر کے بعد ہوگا اور اگر موت کتابی کی مراد ہوتی تو اللہ تعالیٰ یؤمن فرماتے ”وان من اهل الكتاب الا من یؤمن بہ“ اور ”لیؤمنن بہ“ نہ فرماتے اور نیز ”وان من اهل الكتاب“ یہ لفظ عام ہے۔ ہر ایک یہودی اور نصرانی اس میں شامل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام اہل کتاب یہود اور نصاریٰ مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے مسیح پر ایمان لائیں گے اور مسیح ابن مریم اللہ کا رسول کوئی ایسا نہیں۔ جیسے یہودی کہتے ہیں اور وہ خدا نہیں جیسے نصاریٰ کہتے ہیں۔“

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد چہارم ص ۱۶۹)

”میں یہ کہتا ہوں کہ آدمی کا جسم عصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ جانا یقیناً مسیح علیہ السلام کے بارہ میں پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ پس وہ آسمان پر چڑھ گئے اور عنقریب زمین پر اتریں گے اور نصاریٰ بھی اس بیان میں مسلمانوں سے موافق ہیں۔ وہ بھی مسلمانوں کی طرح یہی کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے اور عنقریب زمین پر اتریں گے۔“ (زیارت القہور ص ۷۵) ”اور عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق حکم دیں گے۔“

مرزا نیو! ایمان سے کہو ابن تیمیہ کیا مذہب رکھتے ہیں۔ کیا قادیانی سچا ہے یا جھوٹا۔ یقیناً جھوٹا ہے اور جو صاحب سے اس بیان میں سچا کر دکھائیں موعودہ انعام کے علاوہ سوا نہ اور انعام میں پائیں۔ لیجئے ہم ان کی اپنی قیمت ان کی اپنی زبان سے بتاتے ہیں۔ (چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱) ”جو ایک میں جھوٹا ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

وہ تو بیچارہ خود کہتا ہے اب میرا اعتبار نہ کرو۔ تم کئے جاؤ تو تمہاری مرضی۔ یہ بھی بتا دوں کہ امام موصوف مرزا قادیانی کے زاویہ نگاہ میں کس مرتبے کے تھے۔ لو وہ بھی سن لو چاہئے عمل نہ بھی کرو مگر سن تو لو۔

(کتاب البریہ ص ۲۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱) ”فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہ جو اپنے وقت کے امام ہیں۔“

فاضل اجل علامہ بے بدل جناب حافظ ابن قیمؒ

مرزا قادیانی کی جانے بلا کہ امام موصوف کون تھے۔ انہوں نے کون کون سی کتابیں لکھیں اور کیا کیا خدمت دیں فرمائی۔ فقیر کے خیال میں مرزا قادیانی کو اس گہرائی تک پہنچنے

اور ان کے  
دینا تھا کہ وہ  
آزاد کریں  
اسی خط میں  
تھی۔ وہ جو  
قرآن عز  
اور اسی پر  
یا مجددہ محمد

جو فضائل  
سمجھا دیکھ  
سرقہ شدہ

”لوکا  
ہوا کہ عیسیٰ

سامنے نہ  
یہودیوں

جمعیہ

موسس

بحک

کے لئے

کی طرف

عمل کرنا

اور ان کے حالات کا اندازہ کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ انکا وقت عزیز انہیں کب اجازت دیتا تھا کہ وہ دجل کے چکر سے جسے وہ بڑی مستعدی سے چلا رہے تھے۔ خود لکھیں اور دوسروں کو آزاد کریں۔ میں کہہ چکا ہوں کہ انہیں مراق کی وجہ سے مسیح موعود بننے کا ایک جنون ہو چکا تھا اور وہ اسی خبط میں ایسے جتلاتے تھے جیسے شہدائے اکہمی یا دلدل میں گدھا۔ اس لئے ان کی حالت قابل رحم تھی۔ وہ جو کچھ بھی کر رہے تھے جنون کے تابع اور عشق کی غلامی کر رہی تھی۔ جہاں آپ نے قرآن عزیز کی آیات کی سن مانی فرضی و بے ربط تفسیر کی وہاں احادیث صحیحہ کی تحریف کو شیر مادر سمجھا اور اسی پر بس نہیں۔ قرون اولیٰ سے لے کر تمام وہ صحابی ہوں یا تابعی یا تبع تابعی وہ امام ہوں یا مجدد، محدث ہوں یا مفسر۔ غرضیکہ سبھی آمنہ مجتہدین کو ہم نوا بنانے کی سعی مذموم فرمائی۔

چنانچہ اسی زمرے میں جناب ابن قیم بھی آتے ہیں۔ مرزا قادیانی ان کی ایک عبارت جو فضائل سرکار مدینہ کے ضمن میں تھی۔ جس سے حاشا دکان کا یہ مطلب نہ تھا جو مرزا قادیانی نے سمجھا دیکھ پائی، جھٹ کہہ دیا کہ امام ابن قیم بھی مہمات مسیح کے قائل تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی وہ سرقہ شدہ عبارت پیش کرتے ہیں۔ سنئے اور خدا را انصاف فرمائیے۔

عدو شر برا نگیز دکہ خیر مادران باشد

مرزا قادیانی مدارج السالکین سے یہ عبارت حدیث بتلاتے ہوئے نقل فرمائی۔ ”لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین..... الخ!“ یعنی اگر موسیٰ یا عیسیٰ زندہ ہوتے۔ پس ثابت ہوا کہ عیسیٰ مر گئے اور یہ ابن قیم کا مذہب ہے۔

ناظرین! مرزا قادیانی کی بتائی ہوئی کتاب میں سے اب ہم پوری عبارت آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جس سے قادیانی صداقت و امانت کا پتہ چل جائے گا کہ یہ غلی نبی یہودیوں کا بھی باواہی ہے۔ کوئی تحریف کرنا آپ سے سیکھے۔

(مدارج السالکین ج ۲ ص ۳۱۳) پر ارشاد ہوتا ہے کہ: ”و محمد ﷺ مبعوث الی جمیع الثقلین فرسالته عامة لجميع الجن والانس فی کل زمان ولو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لکاننا من اتباعه واذ انزل عیسیٰ ابن مریم فانما یحکم بشریعة محمد ﷺ“ ﴿فرماتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی نبوت تمام جن و انس کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے بالفرض اگر موسیٰ اور عیسیٰ بھی زندہ ہوں تو وہ ضرور آنحضرت ﷺ کی پیروی فرمائیں اور جب عیسیٰ ابن مریم نزول فرمائیں گے تو وہ بھی شریعت محمدی ﷺ پر ہی عمل کریں گے۔﴾

اور یہ مستقبل ہی میں ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا اور ہوتی تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ”وان من یمن بہ“ نہ فرماتے اور نیز ”وان من اهل سرانی اس میں شامل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ تمام سے پہلے مسیح پر ایمان لائیں گے اور مسیح ابن مریم روہ خدا نہیں جیسے نصاریٰ کہتے ہیں۔“

(مسیح جلد چہارم ص ۱۶۹)

ری کے ساتھ آسمان پر چڑھ جانا یقیناً مسیح علیہ السلام وہ آسمان پر چڑھ گئے اور عنقریب زمین پر سے موافق ہیں۔ وہ بھی مسلمانوں کی طرح یہی چڑھ گئے اور عنقریب زمین پر اتریں گے۔“

السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ گئے۔“

بہب رکھتے ہیں۔ کیا قادیانی سچا ہے یا جھوٹا۔ پکا کر دکھائیں موعودہ انعام کے علاوہ سوا نہ اور اپنی زبان سے بتاتے ہیں۔

(۲۲) ”جو ایک میں جھوٹا ہو جائے تو پھر دوسری

برو۔ تم کئے جاؤ تو تمہاری مرضی۔ یہ بھی بتادوں

م مرتبے کے تھے۔ لو وہ بھی سن لو چاہئے عمل نہ

(۲۲) ”فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہ جو اپنے

ابن قیم

وصوف کون تھے۔ انہوں نے کون کون سی

کے خیال میں مرزا قادیانی کو اس گہرائی تک پہنچنے

اس کے آگے وضاحت فرماتے ہیں کہ: ”فمن ادعی انه مع محمد كالخضر مع موسیٰ اوجوز ذالك لاحد من الامة فيلجدد اسلامه ويشهد انه مفارق لساکن الاسلام بالکلیة فضلاً ان یکون من خاصة اولیاء الله وانما هو من اولیاء الشیطان“ اور جو کوئی اس بات کا دعویٰ کرے کہ عیسیٰ ابن مریم جناب سرور الانبیاء کے ساتھ اسی طرح ہوں گے۔ جیسا کہ موسیٰ کے ساتھ خضر یا اگر کوئی شخص امت محمدیہ میں سے کسی شخص کے لئے ایسا تعلق جائز قرار دے تو ضرور ہے کہ ایسا شخص اپنے اسلام کی تجدید کرے اور اسے اپنے ہی خلاف اس امر کی شہادت دینی پڑے گی کہ وہ دین اسلام سے کلیتہً علیحدہ ہونے والا ہے۔ چہ جائیکہ وہ اولیاء الرحمن میں سے ہو سکے۔ نہیں بلکہ ایسا شخص شیطان کا دوست ہے۔ ﴿

جناب امام کی دور بین نگاہ اور ان کی خدا داد ذہانت و قابلیت نے آج سے چھ سو سال قبل امت مرزائیہ کے لئے اعلان فرمایا کہ دینیم یہودیو! مرزا قادیانی کو ظلی بروزی سمجھنے والو اپنے ایمان کی تجدید کرو۔

فقیر کے خیال میں یہی مضمون کافی ہے۔ مگر یہ ادنیٰ بھی کھوپڑی والے شک کریں گے۔ اس لئے تمہارے ایک دو اور حوالے ایسے دے دوں جو رگ الحاد پر تیز چاقو کا کام دیں۔

(کتاب التبیان مصنفہ ابن قیم ص ۱۳۹) میں ارشاد کرتے ہیں۔ ”وهذا المسيح ابن مريم حیى لم یمت و غذاہ من جنس غذاہ المملکة“ ﴿جناب مسیح ابن مریم زندہ ہیں۔ فوت نہیں ہوئے اور ان کی غذا وہی ہے جو فرشتوں کی ہے۔ ﴿

ناظرین! انصاف فرمائیں کہ جناب امام موصوف حیات ثابت کر رہے ہیں یا ممات وہ تو مرزا قادیانی کے دجل کو بھی ساتھ ساتھ آشکارا کرتے ہوئے قلع وقوع فرما رہے ہیں۔ کہ خبردار تمہیں کوئی یہود بہکانہ دے کہ مسیح آسمان پر چڑھ گئے۔ اب وہاں کھیتی باڑی کرتے ہیں یا ہوٹل کھلے ہوئے ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں وہ فرشتوں کی خوراک پر اکتفا فرماتے ہیں۔ ایک فیصلہ کن بات اور سنئے۔

ہدایۃ الہیاری مصنفہ ابن قیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ: ”وہ مسیح جس کی انتظار مسلمان کر رہے ہیں وہ عبد اللہ ہے۔ اللہ کا رسول ہے۔ روح اللہ ہے اور کلمتہ اللہ ہے جو اس نے جنابہ مریم بتول کی طرف نازل فرمایا۔ یعنی جناب عیسیٰ ابن مریم اللہ کے بندے اور اس کے رسول جناب محمد ﷺ بن عبد اللہ کے بھائی ہیں۔ وہ اللہ کے دین اور اس کی توحید کو غالب کرے گا اور اپنے ان دشمنوں کو قتل کرے گا۔ جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اسے اور اس کی ماں کو معبود بنالیا ہے اور انہیں قتل

کرے گا جو اس پر اور اور وہ دمشق میں شرقی فرشتوں کے کاندھے دیکھیں گے۔ آپ اللہ مرزا ایمو! کافر ہو جاؤ گے۔ کیونکہ بڑے ہی مداح تھے۔ (کتاب) وقت کے امام تھے۔ جناب امام مرزا قادیانی کے ہمنوا حدیث نقل کی ہے۔ ”زندہ ہوتے تو بجز میرا قارئین اس لئے اور کچھ کہنے قابل ہیں۔ سواس کا (الیہ الوقت) بھلا یہ یا قوت و جواہر کی لاج نہیں سنئے۔ جناب امام پر کیا کیا دلائل ہیں اور ہے کہ نہیں ہوگا۔ کوئی وہ اہل کتاب جو نزول کے آسمان پر اٹھانے ضمیر انہ کی مسیح کی طر ہے اس پر ایمان لانا



کہ: ”فمن ادعی انہ مع محمد کالخضر  
الامة فیلجدد اسلامہ ویشهد انہ مفارق  
نوں من خاصة اولیاء اللہ وانما هو من  
کا دعویٰ کرے کہ عیسیٰ ابن مریم جناب سرور الانبیاء  
ساتھ خضر یا اگر کوئی شخص امت محمدیہ میں سے کسی  
ہے کہ ایسا شخص اپنے اسلام کی تجدید کرے اور اسے  
کہ وہ دین اسلام سے کلیتہً علیحدہ ہونے والا ہے۔  
لہذا ایسا شخص شیطان کا دوست ہے۔“

خدا داد و ہانت و قابلیت نے آج سے چھ سو سال  
یہودیوں! مرزا قادیانی کو غلطی بروزی سمجھنے والو اپنے

ہے۔ مگر یہ اوندھی کھوپڑی والے شک کریں گے۔  
ورگ الحاد پر تیز چاقو کا کام دیں۔

س ارشاد کرتے ہیں۔ ”وہذ المسیح ابن  
ذہ الملکة“ جناب مسیح ابن مریم زندہ ہیں۔  
کی ہے۔“

امام موصوف حیات ثابت کر رہے ہیں یا ممت  
را کرتے ہوئے قلع و قمع فرما رہے ہیں۔ کہ خیر دار  
ہ گئے۔ اب وہاں کھیتی باڑی کرتے ہیں یا ہوٹل  
رشتوں کی خوراک پر اکتفا فرماتے ہیں۔ ایک

اد ہوتا ہے کہ: ”وہ مسیح جس کی انتظار مسلمان کر  
ح اللہ ہے اور کلمتہ اللہ ہے جو اس نے جنابہ مریم  
مریم اللہ کے بندے اور اس کے رسول جناب  
نا اور اس کی توحید کو غالب کرے گا اور اپنے ان  
سے اور اس کی ماں کو معبود بنا لیا ہے اور انہیں قتل

کرے گا جو اس پر اور اس کی والدہ پر اتہام لگاتے ہیں۔ پس اسی مسیح کے انتظار مسلمان کر رہے ہیں  
اور وہ دمشق میں شرقی منارہ پر اس حالت میں نازل ہونے والے ہیں کہ اپنے دونوں ہاتھ دو  
فرشتوں کے کاندھے پر رکھے ہوں گے۔ لہٰذا آپ کو اپنی آنکھوں سے آسمان پر سے آتے ہوئے  
دیکھیں گے۔ آپ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق حکم کریں گے۔“

مرزا یوں! کہیں جاتے جاتے جناب امام کے تقدس پر حرف نہ رکھ دینا۔ ہاں بھیا کپے  
کافر ہو جاؤ گے۔ کیونکہ وہ ساتویں صدی کے مسلمہ مجدد تھے اور اس کے علاوہ مرزا قادیانی ان کے  
بڑے ہی مداح تھے۔

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۲۰۳، خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱) ”فاضل و محدث و مفسر ابن قیم جو اپنے  
وقت کے امام تھے۔“

جناب امام عبدالوہاب شعرائی۔ ان حضرت پر بھی مرزا قادیانی کا یہ گمان ہے کہ یہ بھی  
مرزا قادیانی کے ہموار تھے۔ یعنی وفات مسیح کے قائل تھے اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ آپ نے یہ  
حدیث نقل کی ہے۔ ”لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین..... الخ!“ یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ  
زندہ ہوتے تو بجز میری متابعت کے انہیں کچھ چارہ ہی نہ تھا۔“

قارئین! اس حدیث کی صحت و عدم کے متعلق پچھلے اوراق میں مفصل بحث ہو چکی۔  
اس لئے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ باقی رہا سوال امام موصوف کے عقیدہ کا کہ وہ ممت مسیح کے  
قابل ہیں۔ سو اس کا جواب سنئے اور قادیانی دیانت کو شمع ہدایت دکھائیے۔

(الہدایت والجاہر ج ۲ ص ۱۴۶) سبحان اللہ! کتاب کا نام ہی قابل تعریف ہے۔ پھر  
بھلا یہ یا قوت و جواہر کا خزینہ قادیانی روڑے اور کنکروں کو کوڑی کے ہزار ہزار نہ بتا دے تو نام  
کی لاج نہیں سنئے۔

جناب امام اپنی اس انمول کتاب میں خود ہی سائل بن کر پوچھتے ہیں کہ ”سبح کے نزول  
پر کیا کیا دلائل ہیں اور خود ہی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ دلیل نزول مسیح پر اللہ تعالیٰ کا قول  
ہے کہ نہیں ہوگا۔ کوئی اہل کتاب مگر ایمان لائے گا۔ ساتھ عیسیٰ کے پیشتر اس کے مرنے کے، یعنی  
وہ اہل کتاب جو نزول کے وقت جمع ہوں گے، اور منکر ہیں معتزلی اور فلاسفہ اور یہود اور نصاریٰ مسیح  
کے آسمان پر اٹھائے جانے کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کے متعلق کہ وہ نشانی ہے قیامت کی اور  
ضمیرانہ کی مسیح کی طرف بھرتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ وہ بمعہ جسم کے آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اور واجب  
ہے اس پر ایمان لانا کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ بلکہ اٹھا لیا اللہ نے اس کو اپنی طرف۔

۱..... ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته  
(نساء: ۱۵۹)“

۲..... ”وانه لعلم للساعته (نساء: ۶۱)“

۳..... ”وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه (نساء: ۱۵۷، ۱۵۸)“  
مندرجہ بالا تراجم کی آیات مندرجہ بالا سے جناب امام صاحب نے استدلال فرمایا۔  
اس کے علاوہ اور بیسوں ارشاد ہیں۔ مگر عاقل را اشارہ کا فیصہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔  
بہر حال قادیانی صداقت کا انداز معلوم ہو گیا۔ اب مرزا قادیانی کی امام موصوف کے  
حق میں عقیدت بھی سن لیں۔

(ازالہ اوہام ص ۱۳۹، خزائن ج ۳ ص ۱۷۶) ”محدث اور صوفی ہونے کے علاوہ معروف  
کامل اور تفقہ تام کے رنگ سے رنگین تھے۔“

اونیم یہودیو! کچھ تو کہو کیا اب بھی نہ مانوں نہ مانوں کی بال ہٹ رہے گی۔ کیا ایسے  
لوگ بھی جھوٹ بولتے ہیں اور کچھ نہیں تو مرزا قادیانی کے الفاظ ہی سے شرماء۔

**جناب حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ**

قادیان والو! خدا تمہیں ہدایت نصیب کرے اور راہ راست پر لائے۔ مگر یہ کیا حماقت  
ہے کہ بلا تحقیق کسی بزرگ کے عقیدے پر حملہ ہو رہا ہے اور اس جہالت کا کیا ٹھکانہ ہے کہ جناب شیخ  
کو اپنی حمايت میں لایا جا رہا ہے۔ حالانکہ جس قدر شرح وسط سے حیات مسیح میں انہوں نے کہا وہ  
غلو تک پہنچا ہوا ہے۔ اونیم یہودیو! میدان میں آؤ اور اسی بزرگ کے عقائد پر فیصلہ کر لو۔

کس قدر دیدہ دلیری اور افسوس ہے جو اس بزرگ کو بھی اپنے شمار میں لانے کے لئے  
کہا جاتا ہے کہ وہ بھی حیات مسیح کے قائل نہ تھے اور دلیل میں تفسیر عرائس البیان کا حوالہ دیا جاتا  
ہے۔ حالانکہ یہ بات ہی مشکوک ہے کہ یہ تفسیر ان کی ہے یا نہیں۔ بھلے مانسو جب ان کی اور کتابیں  
ایسی موجود ہیں جس پر کسی قسم کا شک و شبہ نہیں تو کیوں نہیں انہیں اٹھاتے اور دیکھتے اور اگر اسی تفسیر  
پر ضد ہے تو یہ بھی تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ اس میں لکھا ہی کیا ہے جو تم ڈوبتے کو جھکے کا سہارا  
لے رہے ہو۔ سنو وہ تو یہ کہتی ہے کہ مسیح دوسرے بدن کے ساتھ اترے گا۔ اس میں وفات مسیح کا  
کون سا مفہوم ہے۔ ہاں اگر دوسرے بدن کے الفاظ تسلی دیتے ہو تو سنو اس کا مطلب یہ ہے کہ  
حضرت مسیح جب تک مشیت ایزدی سے زمین پر رہے۔ بوجہ طعام ارضی ان میں کثافت موجود  
تھی۔ مگر اب صد ہا برس گزرنے اور آسمان پر بود و باش رکھنے کے بعد جب نازل ہوں گے تو ظاہر

ہے وہ کثافت نہ ہوگی  
آئے اور عینک ایمانی۔  
(نوحات بکا)

السلام نے دوسرا آسمان  
عیسیٰ ابن مریم کو پایا کہ  
ہوئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ  
ایسا ہی (نوحات بکا)

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
(نوحات بکا)

ہے تو جواب یہ ہے کہ  
قبل موتہ ”معتزل  
کرتے ہیں وہ سب ال  
للساعته“ ظاہر۔

ہے اور حدیث مسیح میں  
کے شرعی مسند  
فرشتوں کے کندھوں  
ساتھ آسمان پر اٹھا  
ارشاد ہے۔ ”معتزل  
قادیانی در مذہب

(۱)  
ہونے کے

(۲)  
حاجت پڑتی ہے  
ہوتے ہیں اور  
بتا دیتے ہیں۔  
فرمایا ہے کہ ہم اس

الكتاب الا لیؤمنن به قبل موتہ

بقہ (نساء: ۶۱)“

بل دفعہ اللہ الیہ (نساء: ۵۷، ۱۵۸)“  
بالا سے جناب امام صاحب نے استدلال فرمایا۔  
اشارہ کافیت پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔  
علوم ہو گیا۔ اب مرزا قادیانی کی امام موصوف کے

(۱۷) ”محدث اور صوفی ہونے کے علاوہ معروف

نہ مانوں نہ مانوں کی بال ہٹ رہے گی۔ کیا ایسے  
ادیانی کے الفاظ ہی سے شرماؤ۔

ب کرے اور راہ راست پر لائے۔ مگر یہ کیا حماقت  
رہا ہے اور اس جہالت کا کیا ٹھکانہ ہے کہ جناب شیخ  
تدر شرح وسط سے حیات مسیح میں انہوں نے کہا وہ  
اور اسی بزرگ کے عقائد پر فیصلہ کرلو۔

ہے جو اس بزرگ کو بھی اپنے شمار میں لانے کے لئے  
تھے اور دلیل میں تفسیر عرائس البیان کا حوالہ دیا جاتا  
ن کی ہے یا نہیں۔ بھلے مانسو جب ان کی اور کتابیں  
کیوں نہیں انہیں اٹھاتے اور دیکھتے اور اگر اسی تفسیر  
اس میں لکھا ہی کیا ہے جو تم ڈوبتے کو تنکے کا سہارا  
ے بدن کے ساتھ اترے گا۔ اس میں وفات مسیح کا  
لے الفاظ تسلی دیتے ہو تو سنو اس کا مطلب یہ ہے کہ  
پر رہے۔ بوجہ طعام اراضی ان میں کثافت موجود  
دوہا بش رکھنے کے بعد جب نازل ہوں گے تو ظاہر

ہے وہ کثافت نہ ہوگی اور یہی دوسرا بدن ہے۔ اس میں تمہیں کیا فائدہ ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اب  
آئیے اور عینک ایمانی سے ان کی مشہور و معتبر کتاب ملاحظہ فرمائیے۔

(فتوحات مکیہ باب ۳۶، ج ۳ ص ۳۴۱) میں فرماتے ہیں کہ: ”پس کھولا جبرائیل علیہ  
السلام نے دوسرا آسمان جس طرح کے کھولا تھا پہلا جب داخل ہوئے رسول کریم ﷺ تو اچانک  
عیسیٰ ابن مریم کو پایا کہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ موجود تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں  
ہوئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کو وہیں رکھا ہوا ہے۔“

ایسا ہی (فتوحات مکیہ باب ۳۷ ص ۳۷۳) میں فرماتے ہیں کہ: ”اس بارہ میں کسی کا اختلاف نہیں  
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں نازل ہوں گے۔“

(فتوحات مکیہ باب ۳۶ ص ۳۶۹) ”اگر تو سوال کرے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر کیا دلیل  
ہے تو جواب یہ ہے کہ وہ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به  
قبل موتہ“ معتزلہ اور فلسفی یہودی اور عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کا انکار  
کرتے ہیں وہ سب ان پر ایمان لائیں گے اور دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ ”وانہ لعلم  
للساعۃ“ ظاہر ہے کہ اند کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے۔ کیونکہ یہاں صرف وہی مذکور  
ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ مسلمان نماز پڑھ رہے ہوں گے کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام جامع دمشق  
کے شرقی سفید منارہ کے پاس اتریں گے اور ان پر دو چادریں ہوں گی اور ان کے دونوں ہاتھ دو  
فرشتوں کے کندھوں پر ہوں گے۔ حق بات یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جسم عنصری کے  
ساتھ آسمان پر اٹھالئے گئے اور اس کی صداقت پر ایمان لانا واجب ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ کا  
ارشاد ہے۔ ”بل دفعہ اللہ الیہ“ یعنی اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف۔“

قادیانی درمدح امام می گوید

(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۵۸) ”شیخ ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ بڑے محقق اور فاضل  
ہونے کے علاوہ اہل زبان بھی تھے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۵۲، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷) ”جب اہل دلالت کو کسی واقعہ میں حدیث کی  
حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ پھر جبرائیل نازل  
ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ سے وہ مسئلہ جس کی ولی کو حاجت ہوتی ہے پوچھ کر اس ولی کو  
بتا دیتے ہیں۔ یعنی ظلی طور پر وہ مسئلہ بزول جبرائیل منکشف ہو جاتا ہے۔ پھر شیخ ابن عربی نے  
فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت ﷺ سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہیں۔“

مرزا نیو! انصاف و دیانت سے کام لو اور مندرجہ بالا واقعات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ بخدا ہم تمہارے بھلے کی کہتے ہیں۔ اللہ تمہیں صراطِ مستقیم پہ لائے۔ آمین!

### جناب حافظ ابن حجر عسقلانی

(فتح الباری ج ۶ ص ۴۹۳) ”اس سے ظاہر ہے کہ جناب ابو ہریرہؓ کا مذہب یہ ہے کہ قول الہی قبل موتہ میں ضمیر (ہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ پس معنی اس آیت کے یہ ہوئے کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی بات پر عبد اللہ بن عباسؓ نے جزم کیا ہے۔ مطابق اس کے جو امام جریر نے آپ سے بطریق سعید بن جبیر باسناد صحیح روایت کیا ہے اور نیز بطریق ابی رجاہ حضرت امام حسن بصری سے روایت کیا۔ کہا انہوں نے کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے اور خدا کی قسم آپ یقیناً اس وقت تک زندہ ہیں جب آپ نازل ہوں گے تو سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔“

ایسا ہی (فتح الباری میں ایک حدیث ابو داؤد ج ۲ ص ۱۳۵، باب خروج الدجال) سے نقل فرماتے ہیں۔ ”عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال الانبیاء اخوة لعلات امہاتہم شتی و دینہم واحد و لانی اولی الناس بعیسی ابن مریم لا نہ لم یکن بینی و بینہ نبی و انہ نازل فاذا ارأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرة و البیاض علیہ ثوبان ممصران رأسہ یقطر و ان لم یصبہ بلل فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یدعو الناس الی الاسلام فتہلک فی زمانہا الملل کلہا الا الاسلام و ترتع الا سود مع الابل، و النما مع البقر و الذیاب مع الغنم و تلعب الصبیان بالحدیث فلا تضرہم فیمکث اربعین سنہ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون“ ﴿جناب ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے انبیاء علاقائی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے اور میں عیسیٰ ابن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں۔ کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ نازل ہونے والا ہے۔ پس جب اسے دیکھو تو اسے ان صفات سے پہچان لو۔ درمیانہ قامت، سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد کپڑے پہنے ہوئے۔ سر کے بالوں سے قدرتی طور پر پانی ٹپکتا ہوا۔ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ کو موقوف کر دے گا۔ کنارے جہاد کرے گا اور دجال کو قتل کر دے گا۔ لوگوں کو اسلام کی دعوت دے گا۔ اس کے زمانہ میں سب مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور صرف اسلام ہی باقی رہ جائے گا۔﴾

مرزا قادیانی

اس واقعہ کی حدیث بھی

زبردست و البیہ ص ۱۹۲ صحیح مانتے ہیں

اٹھائے جاں جسم غصری جسمانی ت

”ینزل ہوں گے۔ ملت پر ہوں جناب اہل

لاحظہ فرما یہاں صرف

طالب کا

الساعة نازل ہوں

یہ کام لو اور مندرجہ بالا واقعات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ بخدا  
مراط مستقیم پہلائے۔ آمین!

سے ظاہر ہے کہ جناب ابو ہریرہؓ کا مذہب یہ ہے کہ قول  
یہ السلام کی طرف پھرتی ہے۔ پس معنی اس آیت کے یہ  
ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان لے  
نے کا جزم کیا ہے۔ مطابق اس کے جو امام جریر نے آپ  
تک کیا ہے اور نیز بطریق ابی رجا حضرت امام حسن بصری  
کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ایمان  
تک زندہ ہیں جب آپ نازل ہوں گے تو سب آپ

ہٹ ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۵، باب خروج الدجال) سے نقل فرماتے  
ی علیہ السلام قال الانبياء اخوة لعلات امهاتهم شتى  
بعيسى ابن مريم لا نه لم يكن بينى وبينه نبى  
جل مربوع الى الحمرة والبياض عليه ثوبان  
به بلل فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع  
فتهلك في زمانها الملل كلها الا الاسلام وترتغ  
قر والذباب مع الغنم وتلعب الصبيان بالحيات  
نه ثم يتوفى ويصلى عليه المسلمون ﴿جناب  
ﷺ نے انبیاء عطا کی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کی  
ہے اور میں عیسیٰ ابن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے  
کی کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ نازل ہونے والا ہے۔ پس جب  
درمیانہ قامت، سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ، زرد کپڑے پہنے  
ن پکٹتا ہوا۔ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور  
ہے گا اور دجال کو قتل کر دے گا۔ لوگوں کو اسلام کی دعوت دے  
جو جائیں گے اور صرف اسلام ہی باقی رہ جائے گا۔ ﴿

مندرجہ بالا حدیث کی صحت پر مرزا قادیانی کے دستخط کرا دوں۔ سو وہ بھی سنو  
مرزا قادیانی اس حدیث کو اپنی صداقت پر ناکام چسپاں کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۸۹۳، خزائن ج ۳ ص ۵۸۷، ۵۸۸) ”امام بخاری نے..... ظاہر کیا ہے کہ  
اس واقعہ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو مسیح ابن مریم سے ایک مشابہت ہے۔ چنانچہ ص ۲۸۹ میں  
حدیث بھی بروایت ابو ہریرہؓ لکھ دی ہے۔ انا اولی الناس بابن مریم والا نبیاء..... الخ“  
اور چھوٹے مرزا قادیانی یعنی موسیٰ بشیر خلیفہ دوم نے بھی اس حدیث کی صحت پر بڑے  
زبردست دستخط کرتے ہوئے باپ پر لگانے کی تمس مارنی کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب (حقیقت  
النبوة ص ۱۹۲) پر چند الفاظ کی تحریف کرنے کے بعد بہت کچھ فرماتے ہیں۔ بہر حال حدیث کو نہایت  
صحیح مانتے ہیں۔

(تفہیم الجمع ج ۳ ص ۴۶۲، طبع بیروت) میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ: ”عیسیٰ کے  
اٹھائے جانے کے بارہ میں محدثین اور مفسرین امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ  
جسم غصری کے ساتھ اٹھائے گئے تھے۔ اگر کسی نے اختلاف کیا ہے تو اس بارہ میں کہ آیا وہ رفیع  
جسمانی سے پہلے فوت ہوئے تھے یا سو گئے تھے۔“

اور ایسا ہی (فتح الباری ج ۶ ص ۳۹۱، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) میں فرماتے ہیں۔  
”ینزل عیسیٰ ابن مریم مصدقاً بمحمد ﷺ ملتہ“ ﴿عیسیٰ ابن مریم نازل  
ہوں گے۔ دریاں حالیکہ وہ تعذیب کرنے والے ہوں گے۔ رسول اکرم ﷺ کی اور آنحضرت کی  
ملت پر ہوں گے۔ ﴿

جناب امام جلال الدین سیوطیؒ مجدد صدی نہم

ناظرین! سابقہ اوراق میں جناب امام موصوف کی قرآنی تفسیر ہر آیت کی تحت میں  
ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس لئے طوالت مضمون سے ڈرنے کی وجہ سے دہرانے کی ضرورت نہیں۔  
یہاں صرف حیر کا ایک دو حوالے دینا مقصود ہیں۔ پس وہ سنئے:

(تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۲۴۱ زیر آیت وان من الی الکتاب) میں حضرت امام محمد بن علی بن ابی  
طالب کا ایک قول نقل کرتے ہیں۔

”ان عیسیٰ لم یمت وانہ رفع الی السماء وهو نازل قبل ان تقوم  
الساعة“ بالتحقیق عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور تحقیق وہ اٹھائے گئے طرف آسمان کے اور  
نازل ہوں گے۔ قیامت سے پہلے۔“

ایسا ہی کتاب الاعلام میں فرماتے ہیں کہ: ”عیسیٰ ہمارے نبی ﷺ کی شرح کے مطابق حکم کریں گے نہ کہ اپنی شرح سے جیسا کہ نص کیا اس پر علماء امت نے اور اس کی تاکید میں احادیث وارد ہوئی اور اس پر امت محمدی کا اجماع بھی قائم ہو چکا ہے۔“

### مرزا قادیانی درمدح امام می گوید

(ازالہ اوہام ص ۱۵۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷) میں مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”پھر امام شعرانی صاحب نے ان لوگوں کے نام لئے ہیں۔ جن میں سے ایک امام محدث جلال الدین سیوطی بھی ہیں۔ (اور امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں)..... کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تصحیح احادیث کے لئے جن کو محدثین ضعیف کہتے ہیں حاضر ہوا کرتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت تک مجھے دفعہ حالت بیداری میں حاضر خدمت ہو چکا ہوں۔“

مرزا! ایمان سے کہو ایسی بزرگ ہستی جسے مجھے دفعہ بیداری میں سرکارِ دو عالم ﷺ ملیں۔ کسی کفریہ عقیدے پر قائم رہ سکتی ہے اور قرآن عزیز کے استدلال کو غلط استعمال کر سکتی ہے ہر گز نہیں۔ اب سوچو یہ کیا اندھیر ہے کہ تمام کے تمام ایک لائن پر سیدھے جا رہے ہیں اور اس مسئلہ کو اجماع امت قرار دے رہے ہیں۔ کیا یہ سب مشرک ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک! اس لئے سوچو اور سمجھو کہ قادیانی غلط راستے پر بلاتا ہے اور یقیناً کذاب ہے۔

### جناب ملا علی قاری مجدد صدی دہم

(شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو اس وقت دجال اس طرح پچھلے گا جس طرح پانی میں نمک۔“

(شرح شفا ج ۲ ص ۵۱۹) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد نازل ہوں گے اور شریعت محمدی پر عمل کریں گے۔“

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۳۳) پس نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے۔ (جمع الوسائل مصری ص ۵۶۳) بالتحقیق جناب عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ ابو بکر و عمر کے درمیان۔

### جناب شیخ محمد طاہر گجراتی مجدد صدی دہم

(مجمع البحار ج ۱ ص ۵۳۴) ”وقال مالك مات وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة ولعله اراد رفعه الى السماء او حقيقة ويجئني آخر الزمان لتواتر خبر النزول“

”اور امام

ان کو آسمان پر اٹھانے

احادیث ان کے نزول

جناب امام ربانی

(کتوبات

فرما کر آنحضرت ﷺ

علائم جن کی نسبت

سورج کا عادت کے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

”حدیث

حضرت عیسیٰ ان

موافقت کریں گے

ہیں۔ حضرت عیسیٰ

شریعت کی متابعت

قادیانی درمدح

(کتاب

و کرامات بزرگ

(۱۶

سے ہیں۔“

مرزا

ہیں۔ یا مشرک

ان کا خاتمہ ہوا۔

ریس المحدثین

فوز

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

راقل گمان کرد۔“

ہیں کہ: ”عیسیٰ ہمارے نبی ﷺ کی شرح کے مطابق اس کی اس پر علماء امت نے اور اس کی تاکید میں رع بھی قائم ہو چکا ہے۔“

(۱۷) میں مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”پھر امام شعرانی میں سے ایک امام محدث جلال الدین سیوطی بھی (۱۸)..... کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں صحیح ہوں حاضر ہوا کرتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت تک ”مکھڑ“

ہستی جسے ”مکھڑ“ دفعہ بیداری میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے عزیز کے استدلال کو غلط استعمال کر سکتی ہے ہر تمام ایک لائن پہ سیدھے جارہے ہیں اور اس مسئلہ میں مشرک ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک! راستے پر بلاتا ہے اور یقیناً کذاب ہے۔“

علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو اس نمک۔“

علی علیہ السلام آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں محمدی پر عمل کریں گے۔“

نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پہلو میں

ہم

مالك مات وهو ابن ثلاث وثلاثين وحقيقة ويجئني آخر الزمان لتواتر

”اور امام مالک نے فرمایا کہ سو گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آئیں گے۔ کیونکہ احادیث ان کے نزول کے بارہ میں متواتر ہیں۔“

جناب امام ربانی مجدد الف ثانی جناب شیخ احمد سرہندی

(مکتوبات امام ربانی دفتر ۲ ص ۱۸۹، ۱۹۰، مکتوب ص ۶۷) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرما کر آنحضرت ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور آپ کے امتی ہو کر رہیں گے۔ قیامت کی علامتیں جن کی نسبت خبر صادق نے خبر دی ہے۔ سب حق ہیں۔ ان میں کسی قسم کا خلاف نہیں۔ یعنی سورج کا عادت کے خلاف مغرب سے طلوع کرنا حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا۔“

”حدیث میں آیا ہے کہ اصحاب کھف حضرت امام مہدی کے مددگار ہوں گے اور حضرت عیسیٰ ان کے زمانے میں نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کرنے میں ان کے ساتھ موافقت کریں گے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ متفق ہے کہ ان کے دین کے اصول واحد ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کی متابعت کریں گے۔“

قادیانی در مدح می گوید

(کتاب البریہ ص ۷۲، خزائن ج ۱۳ ص ۹۲) ”مجدد الف ثانی کامل ولی اور صاحب خوارق و کرامات بزرگ تھے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۰، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”حضرت مجدد الف ثانی اولیاء کبار میں سے ہیں۔“

مرزا یحیٰ! سوچو اور ٹھنڈے دل سے جواب دو کیا ایسے بزرگ بھی نعوذ باللہ بھوٹ بولتے ہیں۔ یا مشرکانہ عقائد کی تلقین کرتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے وہی کہا جو اجماع امت ہے اور اسی پر ان کا خاتمہ ہوا۔

رئیس المحدثین جناب حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

فوز الکبیر میں فرماتے ہیں کہ: ”و نیز از ضلالت ایشان یکے آنست کہ جزم می کنند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول شدہ است و فی الواقع در حق عیسیٰ اشتباہ واقعہ شدہ بود و رفع بر آسمان را قتل گمان کرد۔“



ایسا ہی (تذیل الاحادیث ص ۶۰) میں فرماتے ہیں کہ: ”اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو گویا ایک فرشتہ تھے کہ زمین پر چلتے تھے پھر یہودیوں نے ان پر زندقہ ہونے کی تہمت لگائی اور قتل پر جمع ہو گئے۔ پس انہوں نے تدبیر کی اور خدا نے بھی تدبیر فرمائی اور اللہ بہترین تدبیر کنندہ ہے۔ سو اللہ نے ان کے واسطے ایک صورت مثالیہ بنادی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور ان کے گروہ میں سے یا ان کے دشمن کے ایک آدمی کو ان کی صورت کا بنادیا۔ پس وہ قتل کیا گیا اور یہودی اسی کو عیسیٰ سمجھتے تھے۔“

اور ایسا ہی فتح الرحمن میں فرماتے ہیں کہ ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا وناشد فيجس كس از اهل كتاب البتہ ایمان آوردہ عیسیٰ علیہ السلام پیش از مردن عیسیٰ و روز قیامت باشد عیسیٰ گواہ برایشان۔“

اور ایسا ہی زیر آیت ”انسی متوفيك ورافعك الی“ فرماتے ہیں کہ: ”اے عیسیٰ میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے ان کافروں کی صحبت سے پاک کرنے والا ہوں۔“

اور زیر آیت ”وما قتلوه وما صلبوه“ فرماتے ہیں کہ: ”وہ یقین تکفیر اندازا بلکہ برداشت خدا تعالیٰ اور اسوائے خود۔“

اور زیر آیت ”وانه لعلم للساعه“ فرماتے ہیں کہ: وہ آئینہ عیسیٰ نشان ہست قیامت را۔

اور اسی کتاب کے حاشیہ پر ارشاد کرتے ہیں کہ: مترجم گوید یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ ”البتہ ایمان آرند۔“

**قادیانی در مدح شاہ صاحب می گوید**

(کتاب البریہ ص ۷۳، خزائن ج ۱۳ ص ۹۲) ”شاہ ولی اللہ کامل ولی صاحب خوارق و کرامات بزرگ تھے۔“

(ازالہ ابہام ص ۱۵۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹) ”شاہ ولی اللہ رئیس المحدثین تھے۔“

**مرزائی فرشتے کی بھی سنئے**

(ازالہ ابہام ص ۹۳۸، خزائن ج ۳ ص ۶۲۷، اشتہار نور الابصار صداقت آثار عیسائی صاحبوں کی ہدایت) ”میرے پیارے ولی اللہ محدث دہلوی۔“ حکیم نور دین!

(میں فرماتے ہیں کہ: ”اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو گویا یوں نے ان پر زندیق ہونے کی تہمت لگائی اور قتل پر جمع نے بھی تدبیر فرمائی اور اللہ بہترین تدبیر کنندہ ہے۔ سو اللہ کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور ان کی آدمی کو ان کی صورت کا بنا دیا۔ پس وہ قتل کیا گیا اور

نے ہیں کہ ”وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به ليهم شهيدا وباشدیح کس ازال کتاب البتہ ایمان وز قیامت باشد عیسیٰ گواہ برایشان۔“

وفیک ورافعلک الی“ فرماتے ہیں کہ: ”اے عیسیٰ نے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے ان کافروں کی

ما صلبوه“ فرماتے ہیں کہ: ”و یقین نکشتہ اند اور

ساعته“ فرماتے ہیں کہ: ”و ہر آئینہ عیسیٰ نشان ہست

کرتے ہیں کہ: مترجم کو یہ یہودی کہ حاضر شوند نزول

(۹۲) ”شاہ ولی اللہ کامل ولی صاحب خوارق و کرامات

(۱۷) ”شاہ ولی اللہ رئیس المحدثین تھے۔“

۱۶۲۷، اشتهار نور الابصار صداقت آثار عیسائی صاحبوں کی  
حکیم نور دین!

حضرت امام حافظ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے متعلق میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر روز جزا اللہ تبارک و تعالیٰ زمین ہند کو قوت نطق دے کر پوچھے کہ بتلا کہ تیرا نیک عمل کیا ہے تو سرزمین ہند بڑے سرور و اطمینان سے یہی جواب دے گی۔ بلکہ مجسم علم و عمل میں حضرت شاہ صاحب موصوف کو پیش کرے گی۔ خوف طوالت مانع ہے درندہ شاہ ولی اللہ کے متعلق لکھتے۔ البتہ اتنا کہہ دیتے ہیں کہ آپ کے خلوص کا یہ نتیجہ ہے۔ ہندوستان چھوڑ کر عرب و عجم میں آپ کے تلامذہ ہیں اور آپ کی تصانیف کا درجہ اور مقبولیت جو امت کے ہاں ہے۔ وہ فریق ثانی کو بلا چون و چرا بلکہ بلا اضطراب تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے صرف حجتہ اللہ البالغہ کو دیکھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ ہمارا لکھنا شاہ صاحب کے متعلق بالکل تھوڑا ہے۔ ”رحمہ اللہ تعالیٰ و ادخلہ فی جنات النعیم آمین“

اور اگر ایسا ہی بد بختی کے متعلق پوچھا گیا تو وہ ندامت سے مرزائے قادیانی کا دکھرا روئے گی اور عرض کرے گی کہ یا اللہ کاش میرے دامن پر قادیان کی نحوست کا بدنما دھبہ نہ ہوتا۔ فقیر کے خیال میں گلزار ہند کو اتنا مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ پھولوں کے ساتھ کانٹوں کا چولی دامن کا رشتہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ حتیٰ کہ خطہ عرب نے جہاں فخر و عالم ﷺ کے پاؤں چومے وہاں اسود عیسیٰ و مسلمہ کذاب کی چہرہ و ستیاں بھی دیکھیں۔ ایسا ہی جہاں رحمانی طاقتوں کی خیر و برکت نے عشرہ مبشرہ پیدا کئے۔ وہاں طاغوتی قوتیں بھی خاموش نہ رہیں۔ انہوں نے بھی عبد اللہ بن ابی جیسے منافق اور عبد الرحمن بن ملجم جیسے بد نصیب اور یزید بن معاویہ جیسے شقی پیدا کرنے میں کی نہیں کی۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے  
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

جناب امام شوکانی مجدد صدی دوازدهم

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ جسم عسری کے ساتھ نازل ہونے کے بارے میں حدیثیں متواتر تک پہنچ چکی ہیں۔“  
(بحوالہ تفسیر فتح البیان ج ۱)  
”یعنی وہ احادیث نبی کریم ﷺ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں آئی ہیں۔ تو اتر کر پہنچ چکی ہیں۔“  
(کتاب الاذاعۃ للشوکانی)

جناب حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی مجدد صدی سیزدہم

تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ میں ایک روایت بیان فرماتے ہیں۔

”جناب ام المؤمنین حضرت صفیہؓ بیہ۔ المقدس کو تشریف لے گئیں اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھ کر فارغ ہوئیں تو طور زیتا پر تشریف لے گئیں اور وہاں بھی نماز ادا کی اور کنارہ پہاڑ پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ یہ وہی پہاڑ ہے کہ جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔“

جناب حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی مجدد صدی سیزدہم

اپنے نہایت ہی بہتر (ترجمہ قرآن ص ۷۸) میں لکھتے ہیں کہ: ”یا عیسیٰ انسی متوفیک ورافعک الی“ ﴿اے عیسیٰ تحقیق میں لینے والا ہوں تجھ کو اٹھانے والا ہوں۔ تجھ کو اپنی طرف۔﴾

”وانہ لعلم للساعة“ کی تحت (ترجمہ قرآن ص ۶۶) میں فرماتے ہیں کہ: ”اور تحقیق وہ البتہ علامت قیامت کی ہے۔“

جناب حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی

موضع القرآن میں فرماتے ہیں کہ: ”وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ“ اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لائے گا پہلے موت اس کے۔

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں۔ جب یہود میں دجال پیدا ہوگا تب اس جہاں میں آکر اس کو ماریں گے اور یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے کہ یہ نہ مرے تھے۔“ ”وانہ لعلم للساعة“

اور وہ نشان ہے اس گھڑی کا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا نشان قیامت ہے۔

”انی متوفیک ورافعک الی و مطہرک من الذین کفروا“ ﴿اے عیسیٰ میں تجھ کو بھروسوں گا اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کروں گا تجھ کو کافروں سے۔﴾

”وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم“ ﴿اور نہ اس کو (یہود نے) مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ہے۔ لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور اس کو مارا نہیں۔ بے شک بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف۔﴾

فوائد میں لکھتے ہیں کہ: ”یہود کہتے ہیں ہم نے مارا عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اور رسول خدا نہیں کہتے۔ یہ اللہ نے ان کی خطا ذکر فرمائی اور فرمایا کہ اس کو ہرگز نہیں مارا حق تعالیٰ نے ایک صورت ان کو بنا دی اس کو یہود نے سولی چڑھایا۔“

ث دہلوی مجدد صدی سیزدہم

ان فرماتے ہیں۔

قدس کو تشریف لے گئیں اور مسجد اقصیٰ میں نماز  
روہاں بھی نماز ادا کی اور کنارہ پہاڑ پر کھڑے  
علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔

ث دہلوی مجدد صدی سیزدہم

(میں لکھتے ہیں کہ: ”یسا عیسیٰ انسی  
س لینے والا ہوں تجھ کو اٹھانے والا ہوں۔ تجھ کو

ترجمہ قرآن ص ۶۶۷) میں فرماتے ہیں کہ: ”اور

ن من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل  
ئے گا پہلے موت اس کے۔

ہیں۔ جب یہود میں دجال پیدا ہوگا تب اس  
رہی ان پر ایمان لائیں گے کہ یہ نہ مرے

علیہ السلام کا آنا نشان قیامت ہے۔

لہوک من الذین کفروا“ اے عیسیٰ میں  
ن کا تجھ کو کافروں سے۔

شبه لهم“ اور نہ اس کو (یہود نے) مارا ہے  
ان کے آگے اور اس کو مارا نہیں۔ بے شک بلکہ

ہم نے مارا عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اور رسول خدا  
رہا یا کہ اس کو ہرگز نہیں مارا حق تعالیٰ نے ایک

جناب حافظ محمد لکھوی

(تفسیر محمدی ص ۱۷۲۹) زیر آیت ”ومکروا وامکر اللہ واللہ خیر  
الماکرین“ فرماتے ہیں کہ:

منظوم پنجابی

تاجہرائل کھلیا رب لے گیا عیسیٰ دج چوہارے  
اس چھت اندراک موری او تھوں دل آسمان سدھارے  
سردار تہاندے طیطانوس کیتا حکم زبانوں  
جو چڑھیں چوہارے قتل کریں عیسیٰ نوں ماری جانوں  
جاں چڑھ ڈھس دج چوہارے عیسیٰ نظر نہ آیا  
شکل شبہت عیسیٰ دی رب طیطانوس بنایا  
انہاں ظن عیسیٰ استوں کٹھا سولی غیر چڑھایا  
ہک کہن جو مرد حواریاں تھیں ہک سولی مار دویا  
ایسا ہی زیر آیت ”اننی متوفیک ورافعک الی“ فرماتے ہیں کہ:

جد کہیا خدا اے عیسیٰ ٹھیک میں تینوں پورا لیاں  
تے اپنی طرف اٹھاواں کنوں کفاراں پاک کر لیاں  
تونی معنی قبض کرن شے صحیح سلامت پوری  
تے عیسیٰ نوں اب صحیح سلامت لے گیا آپ حضوری  
بخاری زمان، ابوحنیفہ دوران، جناب علامہ الشیخ محمد انور کاشمیری

مجدد صدی چہار دہم

کہاں سے لاؤں وہ زبان جو بزرگان امت مرحومہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا شمار  
کرے اور کس کے قلم کو یہ جرأت و طاقت ہے کہ وہ ان کے اوصاف کو رقم کرے۔ محمدی کان کے یہ  
بے مثال موتی یہ لازوال ہیرے صفحہ دہر پر کندن کی طرح چمکے اور معیار صداقت پر سونے کی طرح  
دکے۔ شمع رسالت کے یہ انمول پروانے گو حیات مستعار کو شمع پر شاد کر گئے۔ مگر ان کی یہ بے مثال  
قربانی رہتی دنیا تک مشعل ہدایت کا کام دے گی۔ گلزار محمدی کے یہ شیریں مقال بلبل کچھ اس شان  
بے نیازی سے باغ عالم میں چھپھائے کہ شاخ شاخ و ڈال ڈال عالم وجد میں جھو میں اور چوں اور  
کونپلوں نے مرحبا کہی۔ قطرات شبنم نے ان کے منہ کو چوما اور نسیم سحر نے انہیں گودی میں کھلا کر

مرحبا کی۔ میں نے ان بزرگان ملت میں سے چند ایک حضرات کے دستخط فقیر کتاب پر اس لئے کرائے ہیں کہ مرزا قادیانی انہیں نحوذبا لہنا ہوا کہتا ہے کہ یہ مہمات مسیح کے قائل تھے۔ فقیر کو اگر یہ نقطہ پیش نہ ہوتا تو وہ ان تمام معصومین کے حتی الامکان پاکیزہ خیالات تہرکا پیش کرتا۔ ذیل میں وہ جلیل القدر و عظیم الشان عبدالرحمن کا مختصر اوتہرکا ذکر پیش کرتے ہوئے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اس کے بعد اکیلے مرزا آنجمانی باقی رہ جائیں گے۔ سوان کے دستخط بھی علیحدہ ہی کی ضرورت ہے وہ کرا دیئے جائیں گے اور اس طریق سے صحیفہ تقدیر اختتام پذیر ہو جائے گی۔ و ما توفیقی الا باللہ!

زمانہ حال کے مجدد و محدث، فقیہ و فیلسوف قبلہ علامہ محمد انور کاشمیری ثم الدیوبندی کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بطل حریت و مجاہد دین کی شخصیت و قابلیت کا بچہ بچہ معترف ہے۔ ان کے علم و فضل کی ڈھاک اور زہد و اتقا کی ساکھ کا لوہا تمام ممالک اسلامی میں مانا اور جانا ہوا ہے۔ مرحوم میں اتنی خوبیاں تھیں کہ بیان کرنے سے زبان قاصر ہے۔ جناب شیخ الہند حضرت مولانا قبلہ سید محمود حسن صاحب اسیر مالٹا نور اللہ مرقدہ نے ایک عالمی مجلس میں برکسٹیل تذکرہ فرمایا۔ میری دلی خواہش تھی کہ اسلامیات کے لئے ایک ایسی جامع کتاب بطور یادگار لکھوں جو رہتی دنیا تک کے کام آئے۔ مگر افسوس مشاغل درس و تدریس اور ہومو کار نے فرصت نہ دی۔ تاہم مجھے افسوس نہیں میں اپنی یادگار میں ایک بولتی ہوئی کتاب چھوڑے جاتا ہوں۔ جو اس کتاب صامت سے بدرجہا بہتر ہے۔ حکیم الامتہ جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے کسی نے اسلام کی صداقت پر دلیل پوچھی تو فرمایا اگر صداقت اسلام میں کوئی شک کا شائبہ ہوتا تو انور شاہ کشمیریؒ اسے کبھی قبول نہ فرماتے۔ زمانہ حال میں سید انور شاہ کشمیریؒ کا وجود اسلام کا درخشندہ معجزہ ہے۔

فقیر کے خیال میں اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا اور لانی بعدی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تالہ نہ ہوتا تو وہ اس صدی کے پیغمبر ہوتے۔ مگر چونکہ دین کامل ہو چکا۔ اس لئے معجائش کا کوئی موقع ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے جو مرزائے قادیانی ظلی اور بردی دلدل میں غوطے کھا رہا ہے۔

علامتہ العصر شیخ الاسلام مولانا قبلہ شبیر احمد صاحب عثمانی کو شاہ صاحب مرحوم سے ایک خاص انس تھا۔ ایک سچا پیار تھا۔ شاہ جی کی مفارقت کی نسبت کوئی ان سے پوچھے اس صدمے کا مزا دہی ٹھیک جانتے ہیں جنہیں اب تک اس درد کی لذت نہیں لگاتی ہے۔ آہ! شاہ صاحب کی یاد کو وہ دم واپسین تک نہ بھولیں گے اور یہ یاد بھی کیسے ہو سکتی ہے۔ جب کہ وہ ان کے قائم مقام اسی مسند کو زینت دے رہے ہیں۔ بھائی! لعل کی قیمت جو ہری ہی خوب جانتا ہے۔ علم کی قدر کسی صاحب

دماغ کو پوچھو  
نثار ہے۔  
تھی۔ سچ۔  
مقامات در  
دناز سے فر  
جنہوں نے  
صاحب محمد  
صاحب مرحوم  
کیا سائل  
فلاں مقام  
سمندر کو کوڑ  
خوش اسلوبی  
لوگوں کا خلیہ  
رموز و معارف  
پر مبنی نہیں۔  
لکھے ہوئے  
پڑھنا اور سمجھ  
کرنا ناممکن  
مدحہ لم نہ  
ہیں اور زمانہ  
سمندر کے  
ہوتا تھا۔ مگر  
مثلاً اگر شوکا  
دختری۔ غ

ند ایک حضرات کے دستخط حقیر کتاب پر اس لئے  
اٹلاتا ہوا کہتا ہے کہ یہ مہمات مسیح کے قائل تھے۔  
کے حتی الامکان پاکیزہ خیالات تمہارے پیش کرتا۔  
تمہارا ذکر پیش کرتے ہوئے اس مضمون کو ختم  
رہ جائیں گے۔ سوان کے دستخط بھی علیحدہ ہی کی  
جتن سے صحیفہ تقدیر اختتام پذیر ہو جائے گی۔ و ما

قبلہ علامہ محمد انور کاشمیری ثم الدیوبندی کی ذات  
ہدین کی شخصیت و قابلیت کا بچہ بچہ معترف ہے۔  
لوہاتمام ممالک اسلامی میں مانا اور جانا ہوا ہے۔  
اقاصر ہے۔ جناب شیخ الہند حضرت مولانا قبلہ سید  
، عالمی مجلس میں برسیل تذکرہ فرمایا۔ میری دلی  
کتاب بطور یادگار لکھوں جو رہتی دنیا تک کے کام  
نے فرصت نہ دی۔ تاہم مجھے افسوس نہیں میں اپنی  
جو اس کتاب صامت سے بدرجہا بہتر ہے۔

حب تھاوی سے کسی نے اسلام کی صداقت پر  
کا شائبہ ہوتا تو انور شاہ کشمیریؒ اسے کبھی قبول نہ  
سلام کا درخشندہ معجزہ ہے۔

دوندہ ہوتا اور لانی بعدی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے  
یونکہ دین کامل ہو چکا۔ اس لئے گنجائش کا کوئی  
ور بروز دل دل میں غوطے کھا رہا ہے۔

نصاحب عثمانی کو شاہ صاحب مرحوم سے ایک  
کی نسبت کوئی ان سے پوچھے اس صدمے کا مزا  
تہ نہیں لگاتی ہے۔ آہ! شاہ صاحب کی یاد کو وہ  
لتی ہے۔ جب کہ وہ ان کے قائم مقام اسی مسند  
ری ہی خوب جانتا ہے۔ علم کی قدر کسی صاحب

دماغ کو پوچھو۔ عاشق سے پوچھو کہ معشوق کی جدائی میں کیا مزا ہے۔ چکور سے پوچھو کہ چاند پہ کیوں  
نثار ہے۔ شمع پہ قربانی کی قدر پروانہ ہی جانتا ہے۔ قیس سے پوچھو کہ لیلیٰ سیاہ فام میں کیا جاذبیت  
تھی۔ سچ ہے ولی راوی می شناسد! انور کی قدر شبیر ہی جانتے ہیں۔ آہ! ان کی یاد اب بھی مشکل  
مقامات درس کے موقعوں پر اکثر خراج تحسین لیتی ہی رہتی ہے۔ چنانچہ مولانا شبیر احمد عثمانی اکثر فخر  
دناز سے فرماتے ہیں کہ ہمارے علمی خاندان میں الحمد للہ تین مبارک ہستیاں ایسی گزری ہیں  
جنہوں نے کسی علمی و ادبی ضخیم سے ضخیم کتاب کو پڑھے بغیر نہیں چھوڑا۔ یعنی حضرت شاہ عبدالعزیز  
صاحب محدث دہلوی، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند اور قبلہ شاہ  
صاحب مرحوم آپ کی معلومات کا دائرہ اتنا وسیع و بے پایاں تھا کہ کوئی مسئلہ کسی علم کا جب بھی پوچھا  
گیا سائل کے سوال کے ختم ہونے سے پہلے بغیر کسی گہری سوچ کے فرمایا بھائی فلاں کتاب کے  
فلاں مقام پر دیکھو۔ آپ کی وسعت علم کا پتہ آپ کے ان مختصر رسالوں سے چلتا ہے کہ کس طرح  
سمندر کو کوزے میں بھرتے ہوئے اہل علم کے لئے اشارے کر دینے میں گویا صحیح نصب العین اس  
خوش اسلوبی سے پیش فرمادیا ہے۔ جو رہتی دنیا تک کے لئے مشعل ہدایت کا کام دے۔ بعض  
لوگوں کا خیال ہے کہ شاہ صاحب کی ذات گرامی کو حدیث میں ہی یدِ طولیٰ حاصل تھا اور اس کے  
رموز و معارف ہی شرح الصدر تھے۔ منطق و فلسفہ میں ایسی دسترس نہ تھی۔ سوان کا یہ خیال حقیقت  
پر مبنی نہیں۔ بلکہ خیال خام ہے۔ جن علم دوستوں نے ان کے وہ دونوں رسالے جو حدوٹ عالم پر  
لکھے ہوئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائے ہوں گے وہ جانتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی کیا لکھے گا۔ اس کا  
پڑھنا اور سمجھنا ہی کارے دارو۔

غرضیکہ شاہ صاحب کی ذات گرامی ایسی بے نظیر و بے مثال ہستی تھی جس کا بدل تلاش  
کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ ”والنعم ما قال علامة العصر شبیر احمد عثمانی فی  
مدحہ لم تر العیون مثله ولم یرہو مثل“ ایسے بزرگ زمانہ ماضی میں خال خال گزرے  
ہیں اور زمانہ ان کے ہم عصر پیدا کرنے سے عاجز و قاصر رہے گا۔ ہاں اس وسعت قلبی اور علمی  
سمندر کے ہوتے ہوئے وہ امام ابو حنیفہؒ کے مقلد اور سلف صالحینؒ کے تابع تھے۔

آپ کے آخری دور عمر میں جو ۵ سال سے زیادہ نہیں نام کو تو بخاری شریف کا درس ہی  
ہوتا تھا۔ مگر تلامذہ خوب جانتے ہیں کہ وہ کیا کیا پڑھ جاتے تھے اور کن کن علوم کی سیر ہو جاتی تھی۔  
مثلاً اگر نحو کا مسئلہ آیا تو وہاں متاخرین کی کتابوں کے نام بیان نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ سیبویہ، جرجانی  
و زبیری۔ غرضیکہ آپ کی درس گاہ میں ہر علم کے امام سے براہ راست آپ کی گفتگو ہوتی تھی اور یہ

طرز کلام سامعین کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بالمشافہ فن کے اماموں سے استفادہ حاصل ہو رہا ہے۔ طلباء ہی خوب جانتے ہیں کہ وہ کیا کیا فیض لے کر اٹھ رہے ہیں اور ان کے قلوب پر نہ بھولنے والے کیسے نقوش ہویدا ہیں۔ کیا کیا بیان کروں اور کیا کیا گواہوں۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

فرقہ ضالہ مرزائیہ سے بھی آپ کی دلچسپی قابل تعریف ہے۔ آپ نے رومرزاہیت پر گو ایک دو کتابیں لکھیں۔ مگر حق یہ ہے کہ قلم ہی توڑ گئے۔ اب کوئی اور کیا لکھے گا۔ آہ! ضعیفی کے عالم میں مشہور مقدمہ تنبیخ نکاح میں بنفس نفیس بہاولپور تشریف لے جاتے اور عدالت میں وہ وہ نکات بیان فرماتے کہ معترضین ساکت و صامت، تصویر حیرت، انگشت بدندان محو تماشا ہوتے اور اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ مقدمہ ختم ہوا اور فیصلہ ابھی محفوظ تھا کہ آپ اپنے دارالعلوم کو تشریف فرما ہوئے۔ مگر وصیت فرمائی کہ اگر میری عمر بیوفائی کرے تو میرے مرقد پر کھڑے ہو کر فیصلہ سنا دیجو۔ الحمد للہ! کہ فیصلہ اسلام کے حق میں ہوا اور یہ آخری خواہش اس طریق سے پہنچادی گئی۔

اسلام کا یہ درخشندہ ستارا افق عالم پر ستاون سال ضوافشاں رہا۔ محمدی کان کا یہ بے مثال موتی اسلامی دنیا میں مدتوں چمکتا اور دمکتا رہا۔ گلزار احمد کا یہ انمول بلبل باغ وحدت میں بے مثال کیف آور ترنم ریزیاں اور شیریں ترانے کا تاہواکل من علیہا فان کو لبیک کہتا ہوا امت مرحومہ کو داغ مفارقت دے گیا اور سرزمین دیوبند میں راحت کی ابدی گہری نیند سویا۔

مثل ایوان سحر مرقد فردزاں ہوتا

نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہوتا

آساں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مگر آہ! آپ کی مفارقت سے امت مرحومہ کے دلوں پر ایک نہ فراموش ہونے والا اور ناقابل تلافی صدمہ جس نے دل میں ناسور، جگر کو چھلنی، دماغ کو پریشان اور اوسان کو تھتل کیا، موجود ہے اور رہے گا۔

مگر مرضی مولا ہمد اولی کے مصداق بیچاری امت سرد آہیں اور سسکیاں لیتے ہوئے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ کہنے پر مجبور ہوئی۔

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کف دست ساقی چھلک پڑا

رہی دل کی دل ہی میں حسرتیں کہ نشان قضا نے مٹا دیا



### مرزا قادیانی

ستم ظریف زماں، دجال اکبر دوراں، مرکبات کل و بروز جہاں، جناب سیماں  
النفرت، مرزا غلام احمد ابن چراغ بی بی قادیانی ثم الحجابی ثم الخو کا شتہ پودائے سرکار انگلیشیہ،  
المعروف بہ جے سنگھ بہادر، آمین الملک، وہے رودر گوپال، تانخی نبی، وبراہمن، اوتارو آریوں کا  
بادشاہ وغیرہ تشریف ہی رسول والکپ محض مجدد صدی چہار دہم ثم الکپ مہدی وامام آخر زمان للعجب مسیح  
موعود بلا دلیل الا پلک و ہیضہ و نمونیا و زلزلات و حوادث دنیا ثم العجب عیسیٰ ابن مریم بہ سینہ زوری  
و نا کام عاشق حدیث السن عذرا، و مجموعہ امراض و خوفناک مثلاً دوران سر، تشنج قلب، نسیان و حافظہ  
خراب، نامردی و مراق وغیرہ، و شاعر بے لذت، و گلدستہ اغلاط نثر و نظم، تک تک دیدم و دم نہ کشیدن  
کے ارشادات گرامی در بارہ اثبات حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام و صلوات۔

۱..... (ازالہ ص ۵۵۷ تا ۵۵۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰، ۴۰۱) ”یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح  
ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا  
ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہموزن  
ثابت نہیں ہوتی۔ تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر  
ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو  
خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی، بخراہ اور حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان  
کے دلوں میں ”قال اللہ و قال الرسول“ کی عظمت باقی نہیں رہی۔ اس لئے جو بات ان کی  
اپنی سمجھ سے بالاتر ہو۔ اس کو محالات اور مستعانت میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک  
حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے۔ مگر ہر قسم کی آزمائش کا اسی پر مدار نہیں..... بلکہ  
سچ پوچھو تو قانون قدرت مصطلح حکماء کے ذریعہ جو صداقتیں معلوم ہوئی ہیں۔ وہ ادنیٰ درجے کی  
صداقتیں ہیں۔ لیکن اس فلسفی قانون قدرت سے ذرا اوپر چڑھ کر ایک اور قانون قدرت بھی ہے۔  
جو نہایت دقیق اور غامض اور باعث وقت و غموض موٹی نظروں سے چھپا ہوا ہے۔ جو عارفوں پر ہی  
کھلتا ہے اور فانیوں پر ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اس دنیا کی عقل اور اس دنیا کے قوانین شناس اس کو  
شناخت نہیں کر سکتے اور اس سے منکر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو امور اس کے ذریعہ سے ثابت  
ہو چکے ہیں اور جو سچائیاں اس کی طفیل سے پایہ ثبوت پہنچ چکی ہیں۔ وہ ان سفلی فلاسفوں کی نظر  
میں باطل میں داخل ہیں۔ ”مسلمانوں کی بدقسمتی سے یہ فرقہ (مرزائی) بھی اسلام میں پیدا ہو گیا  
ہے۔ جس کا قدم الحاد کے میدانوں میں آگے ہی آگے چل رہا ہے۔

ن کے اماموں سے استفادہ حاصل ہو رہا ہے۔  
رہے ہیں اور ان کے قلوب پر نہ بھولنے والے  
نواہیں۔

میں مرنے والے میں  
قابل تعریف ہے۔ آپ نے رد مرزائیت پر گو  
اب کوئی اور کیا لکھے گا۔ آہ! ضعیفی کے عالم میں  
لے جاتے اور عدالت میں وہ وہ نکات بیان  
، انگشت بدندان محو تماشہ ہوتے اور اعتراض  
میں بھی محفوظ تھا کہ آپ اپنے دارالعلوم کو تشریف  
کرے تو میرے مرقد پر کھڑے ہو کر فیصلہ سنا  
ری خواہش اس طریق سے پہنچادی گئی۔

اون سال ضوائفشاں رہا۔ محمدی کان کا یہ بے  
ظنرا احمد کا یہ اصول بلبل باغ وحدت میں بے  
اکل من علیہا فان کو لبیک کہتا ہوا امت مرحومہ  
ت کی ابدی گہری نیند سو یا۔

فردزاں ہوتا  
کی شبستان ہوتا  
نم افشانی کرے  
کی تمہبانی کرے

وہ کے دلوں پر ایک نہ فراموش ہونے والا اور  
پھٹتی، دماغ کو پریشان اور اوسان کو جھٹل کیا،

ری امت سرد آہیں اور سسکیاں لیتے ہوئے

دست ساتی چھلک پڑا  
ن کہ نشان قضا نے مٹا دیا

۲..... (انجام آتھم ص ۱۶۸، خزائن ج ۱ ص ایضاً) ”تعلّمون ان النّزول فرع للصّود تم جانتے ہو کہ نازل ہونا عیسیٰ کا ان کے آسمان پر چڑھنے کی فرع ہے۔“

۳..... (انجام آتھم ص ۱۵۸، خزائن ج ۱ ص ایضاً) ”والنّزول الیضاً حق نظراً علی تواتر الاثار وقد ثبت من طرق فی الاخبار“ اور نازل ہونا عیسیٰ ابن مریم کا بسبب متواتر احادیث صحیحہ کے بالکل حق ہے اور یہ امر حدیث میں مختلف طریقوں سے ثابت ہو چکا۔

۴..... (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص ۲۸۳، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جو رد کی تلاش میں تھے۔ مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔ معلوم ہوا ۱۵۳ سالہ عمر والا معاملہ محض ڈھکوسلہ جھوٹ و افتراء ہے۔“

۵..... (ازالہ ادہام ص ۲۴۸، خزائن ج ۳ ص ۲۲۵) ”تمام فرقے نصاریٰ کے اس قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور چاروں انجیلوں سے یہی ثابت ہوتا ہے اور خود حضرت عیسیٰ انجیلوں میں اپنی تین دن کی موت کا اقرار بھی کرتے ہیں۔“

معلوم ہوا کہ روح عیسیٰ کا دجل محض فریب ہے۔ کیونکہ تین دن تک روح کا زمین پر رہنا کیا معنی رکھتا ہے وہ تو دم واپسین پر ہی پرواز کراتی ہے اور نیز مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام تین دن کی موت کا خود اقرار کرتے ہیں سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی جسد غصری سے زندہ ہوئے تھے۔ تبھی تو وہ آپ اپنی شہادت دیتے ہیں۔

۶..... (اربعین نمبر ص ۱۰، خزائن ج ۱ ص ۳۹۴) ”یہودیوں نے حضرت مسیح کے لئے قتل و صلیب کا حیلہ سوچا تھا۔ خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا رفع کروں گا۔“ معلوم ہوا صلیب دینے اور ہاتھ پاؤں میں کیل ٹھونکنے والا معاملہ محض دجل و بکواس ہے اور بچانے کا وعدہ عیسیٰ علیہ السلام سے ہو رہا ہے جو مرکب روح مع الجسد تھے اور رفع کا وعدہ بھی روح مع الجسد سے ہی ہو رہا ہے۔

۷..... (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً) ”ماسوا اس کے یہ بھی تو سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کہ میں ایسا کرنے کو ہوں خود یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ وہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور اس میں کچھ توقف نہیں۔“

(چپ)  
علیہ السلام کو بچالہ  
مرزا  
اس سے صاف  
۸.....  
موعود (عیسیٰ ابن مریم)  
معلوم  
۹.....  
رسولہ بالہد  
معلوم  
۱۰.....  
کے نزول کے وقت  
راست بازی تر  
معلوم  
آیا۔ کیونکہ ابھی  
میں اور اضافہ کر  
۱۱.....  
موجود ہے کہ حضرت  
”م“  
نے پہنی ہوں گی  
معلوم  
۱۲.....  
(عیسیٰ علیہ السلام)  
چند روایتوں کی بنا  
مسلمانوں کے رگ  
تھے۔ اسی قدر اثر

(چشمہ معرفت ص ۱۶۶، خزائن ج ۲۳ ص ۱۷۴) ”خدا نے ان کے منصوبوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا۔“

مرزا قادیانی ”یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی“ کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ سو اس سے صاف معلوم ہوا کہ ۸۷ برس کی عمر کشمیر میں گزارنے کا واقعہ محض دجل و لغو ہے۔

۸..... (ازالہ اوہام ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹) ”تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود (عیسیٰ ابن مریم) کا آنا ایک اجتماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔“

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا اجماع امت کو کورانہ کہنا بھی محض جھوٹ و فریب تھا۔

۹..... (ازالہ اوہام ص ۲۷۵، خزائن ج ۳ ص ۲۶۴) ”یہ آیت کہ ”هو الذی ارسل رسولہ بالهدی و دین الحق“ درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے تعلق ہے۔“

معلوم ہوا مسیح ابن مریم ہی مسیح موعود ہے۔ مرزا قادیانی بس یونہی ہیں یونہی۔

۱۰..... (ایام صلح طبع دوم ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۱) ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں کثرت سے پھیل جائے گا اور مل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے اور راست بازی ترقی کرے گی۔“

معلوم ہوا کہ وہ وقت سعید جس کا وعدہ دیا گیا ہے اور جس پر اتفاق ہو گیا ہے ابھی نہیں آیا۔ کیونکہ ابھی مل باطلہ ویسے ہی بدستور چلے آتے ہیں۔ بلکہ طرد پنجابی علامہ مشرقی نے اس کڑی میں اور اضافہ کر دیا ہے اور راست بازی ابھی مفقود ہے۔

۱۱..... (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲) ”صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“

”آحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔“ (اخبار بدر جون ۱۹۰۶ء، مرزا غلام احمد قادیانی رئیس قادیان)

معلوم ہوا کہ مسیح موعود آسمان سے اترے گا نہ کہ چراغ بی بوڑواں جنیں گی۔

۱۲..... (شہادۃ القرآن طبع پنجم ص ۸، خزائن ج ۶ ص ۳۰۴) ”مسیح موعود کے بارہ میں (عیسیٰ علیہ السلام) جو احادیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف آئمہ حدیث نے

چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو و بس۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیش گوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ دریشہ میں داخل چلی آتی ہے۔ گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے۔ اسی قدر اس پیش گوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں۔ کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء

ج ۱ ص ۱۱۵) ”تعلمون ان النزول فرع آسمان پر چڑھنے کی فرع ہے۔“

ج ۱ ص ۱۱۵) ”والنزول ایضاً حق من طرق فی الاخبار“ اور نازل ہونا عیسیٰ کل حق ہے اور یہ امر حدیث میں مختلف طریقوں

یہ ص ۲۸۳، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”انجیل کے بعض رو کی تلاش میں تھے۔ مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے مزم پر چلے۔ معلوم ہوا ۱۵۳ سالہ عمر والا معاملہ محض

ج ۳ ص ۲۲۵) ”تمام فرقے نصاریٰ کے اس قول علیہ السلام مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی ثابت ہوتا ہے اور خود حضرت عیسیٰ انجیلوں میں

فریب ہے۔ کیونکہ تین دن تک روح کا زمین پر زکراتی ہے اور نیز مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی جسد عنصری سے جیتے ہیں۔

ج ۱ ص ۳۹۴) ”یہودیوں نے حضرت مسیح کے لئے دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا رفع کروں گا۔“

پاؤں میں کیل ٹھونکنے والا معاملہ محض دجل و بکواس رہا ہے جو مرکب روح مع الجسد تھے اور رفع کا وعدہ

ج ۶ ص ۴۶، خزائن ج ۵ ص ۵۵) ”ما سوا اس کے یہ بھی تو ایسا کرنے کو ہوں خود یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ توقف نہیں۔“

سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔“ اگر نعوذ باللہ یہ افتراء ہے تو اس افتراء کی مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی اور کیوں انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور کس مجبوری نے ان کو اس افتراء پر آمادہ کیا تھا۔

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے  
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

مرزا یو! جواب دو کیا اب بھی اجماع امت کو نہ مانو گے اور کچھ نہیں تو مرزا قادیانی کے

الفاظ ہی سے شرماؤ۔

۱۳..... (شہادۃ القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸) ”واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود کی کھلی کھلی پیش گوئی موجود ہے۔ بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا اور یہ پیش گوئی بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے۔“

مرزا یو! اب بھی تسلی میں کچھ شک باقی ہے تو آؤ آپ کو اس کتاب سے حیات مسیح دکھلائیں جو تمہارے لئے بمنزلہ قرآن کے ہے۔ وہ کتاب جس میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں یوں فرماتا ہے۔“ وہ کتاب جو سرکار مدینہ سے بقول مرزا رجسٹری ہو چکی ہے۔ وہ کتاب جسے مرزا قادیانی نے ملہم و مامور من اللہ ہو کر لکھا۔ وہ کتاب جسے مرزا قادیانی قطعی کے نام سے قطب ستارا کی طرح اٹل غیر متزلزل قرار دیتے ہیں۔ ہاں بھائی وہ کتاب جس کی پچاس جلدوں کے وعدے پر غریب امت کو لوٹا گیا اور نام کو پانچ دیں۔ مگر میرے خیال میں ایک بھی نہ تھی۔ کیونکہ اس میں سوائے تمہید اشتہار اور مقدمہ و دیباچہ اور چند جھوٹے خواب و کشف اور بے جوڑ سربریدہ الہاموں کے اور کیا ہے۔ وہ کتاب جس کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا کہ اب براہین احمدیہ کی تالیف کا کام خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ کتاب جسے نعوذ باللہ حضرت علیؑ شیر خدا نے لکھا اور نعوذ باللہ جنت خاتون جگر پارہ رسول نے مرزا کے پیش کیا۔ ذیل کا دجل پڑھو اور شرماؤ اس کے بعد اس محکم کتاب کو تمہارے سامنے اتمام حجت میں پیش کریں گے۔

کشف قادیانی اور مرجائے اس کی تانی

(براہین احمدیہ ص ۵۰۳، خزائن ج ۱ ص ۵۹۸، ۵۹۹) ”ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت جس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی۔ ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد

آنے کی آواز  
پھر اس وقت  
خدا تعالیٰ وحی  
ایسا یاد پڑتا۔  
سر اپنی ران  
تفسیر قرآن  
علی ذالک  
مروا عرو  
کھول کر سنا  
فوائد براہین

مہات دینیہ  
مشتمل ہیں  
و مرقوم ہیں  
اور کسی مغویہ  
ہدایت کر۔

مخالف ہر  
سب کے  
نیک پہنچا  
ہے کہ جگر  
کہ جس۔

اور پھر وہ  
کیا ہے۔  
اور تہذیب  
ہیں۔ بر

نحوذ باللہ یہ افتراء ہے تو اس افتراء کی مسلمانوں کو کیا ضرورت  
ہا کر لیا اور کس مجبوری نے ان کو اس افتراء پر آمادہ کیا تھا۔

وہ کہ غالب کون ہے

ہم بتلائیں کیا

بھی اجماع امت کو نہ مانو گے اور کچھ نہیں تو مرزا قادیانی کے

ن ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸) ”وضع ہو کہ اس امر سے دنیا میں  
مسح موعود کی کھلی کھلی پیش گوئی موجود ہے۔ بلکہ قریباً تمام  
احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام  
ری، مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب میں اس کثرت سے پائی جاتی  
لئے کافی ہے۔“

کچھ شک باقی ہے تو آؤ آپ کو اس کتاب سے حیات مسیح  
نا کے ہے۔ وہ کتاب جس میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:  
”وہ کتاب جو سرکار مدینہ سے بقول مرزا رجسٹری  
مانے ٹیم و ماسور من اللہ ہو کر لکھا۔ وہ کتاب جسے مرزا قادیانی  
اٹل غیر متزلزل قرار دیتے ہیں۔ ہاں بھائی وہ کتاب جس کی  
ست کو لوٹا گیا اور نام کو پانچ دیں۔ مگر میرے خیال میں ایک  
اشتبہ اور مقدمہ و دیباچہ اور چند جھوٹے خواب و کشف اور  
ہے۔ وہ کتاب جس کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا کہ اب  
کے ہاتھ میں ہے۔ وہ کتاب جسے نحوذ باللہ حضرت علی شیر خدا  
رہ رسول نے مرزا کے پیش کیا۔ ذیل کا دجل پڑھا اور شرماء  
انے اتمام حجت میں پیش کریں گے۔

کی ثانی

ن ۱ ص ۵۹۸، ۵۹۹) ”ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور  
بعد میں بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت جس سے جو  
ب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد

آنے کی آواز آئی۔ جیسی سرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔  
پھر اس وقت پانچ آدمی نہایت وجہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے۔ یعنی جناب پیغمبر  
خدا ﷺ و حضرت علی و حسین و فاطمہ رضی زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں سے اور  
ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا  
سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی۔ جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ  
تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تھہ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ  
علی ذالک! پھر اس بعد یہ الہام ہوا۔ ”انک علی صراط مستقیم فاصدع بما تنق  
مروا عرض عن الجاہلین“ اے مرزا تو سیدھی راہ پر ہے۔ پس جو حکم کیا جاتا ہے اس کو  
کھول کر سنا اور جاہلوں سے کنارہ کر۔

فوائد براہین احمدیہ

(براہین احمدیہ ص ۱۳۶، خزائن ج ۱ ص ۱۲۹) ”اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب  
مہمات دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص البیان نہیں۔ بلکہ وہ تمام صداقتیں جن پر اصول علم دین کے  
مشتمل ہیں اور وہ تمام حقائق عالیہ کہ جن کی ہیئت اجماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ اس میں مکتوب  
و مرقوم ہیں اور یہ ایسا فائدہ ہے کہ جس کے پڑھنے والوں کو ضروریات دین میں احاطہ ہو جائے گا  
اور کسی مغوی اور بہکانے والے کے بیچ میں نہیں آئیں گے۔ بلکہ دوسروں کو وعظ اور نصیحت اور  
ہدایت کرنے کے لئے ایک کامل استاد اور ایک طیار رہبر بن جائیں گے۔“

(براہین احمدیہ ص ۱۳۶، ۱۳۷، خزائن ج ۱ ص ۱۲۹، ۱۳۰) ”تیسرا یہ فائدہ ہے کہ جتنے ہمارے  
مخالف ہیں۔ یہودی، عیسائی، مجوسی، آریہ، برہمنو، بت پرست، دہریہ، طبعیہ، اباہتی، لامذہب  
سب کے شبہات اور وسوسوں کا اس میں جواب ہے اور جواب بھی ایسا جواب کہ دروٹلو کو اس کے گھر  
تک پہنچایا گیا ہے اور پھر صرف رفع اعتراض پر کفایت نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ ثابت کر کے دکھایا گیا  
ہے کہ جس امر کو مخالف ناقص الفہم نے جائے اعتراض سمجھا ہے۔ وہ حقیقت میں ایک ایسا امر ہے  
کہ جس سے تعلیم قرآنی کی دوسری کتابوں پر فضیلت اور ترجیح ثابت ہوتی ہے نہ کہ جائے اعتراض  
اور پھر وہ فضیلت بھی ایسی دلائل واضح سے ثابت کی گئی ہے کہ جس سے معترض خود معترض الیہ ظہر  
گیا ہے۔ چوتھا یہ فائدہ ہے جو اس میں بمقابلہ اصول اسلام کے مخالفین کے اصول پر بھی کمال تحقیق  
اور تدقیق سے عقلی طور پر بحث کی گئی ہے اور تمام وہ اصول اور عقائد ان کے جو صداقت سے خارج  
ہیں۔ بمقابلہ اصول حقہ قرآنی کے ان کی حقیقت باطلہ کو دکھلایا گیا ہے۔ کیونکہ قدر ہر ایک جو ہر

بیش قیمت کے مقابلہ سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق اور معارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے..... تمام وہ دلائل اور براہین جو اس میں لکھی گئی ہیں۔ وہ تمام کامل صداقتیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں وہ سب آیات بیانات قرآن شریف ہی سے لی گئی ہیں..... یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کے اعلیٰ فلسفہ ظاہر کرنے کے لئے ایک عالی بیان تفسیر ہے۔“

(تبیخ رسالت ج ۱ ص ۱۴) ”مؤلف نے براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔“

(تمہ حقیقت الوحی ص ۵۱، خزائن ج ۲۲ ص ۳۸۵، ۳۸۶) ”اللہ تعالیٰ جبکہ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے کہ: الرحمن علم القرآن..... یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا۔“

اب آئیے اور ایسی پرہیز و عظمت کتاب سے حیات مسج کو ملاحظہ کیجئے۔  
جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے

(برائین احمدیہ ص ۳۹۸ تا ۵۰۰ء حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۵۹۴) ”هو الذی ارسل  
 رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کلہ“ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی  
 کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ  
 دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا  
 میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن  
 اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رو  
 سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی قشابہ  
 واقع ہوئی ہے۔ چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح علیہ السلام سے مشابہت تامہ ہے۔ اس لئے خداوند  
 کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح علیہ  
 السلام پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقول  
 طور پر اس کا مکمل اور مورد ہے۔“

الہام ربانی بر قلب مرزا آنجہانی

(برائین احمدی ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱، ۶۰۲) ”عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا“ خدا تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ

ہے جو تم پر رحم کرے اور رجوع کریں گے اور حضرت مسیح کے جلالی قبول نہیں کریں گے رہیں گے تو وہ زمانہ بھی کو استعمال میں لائے راہوں اور سڑکوں کو خس اور جلال الہی گمراہی بطور ارہاس کے واقع اس کے جلالی طور پر یلہ توجہوا و علی اللہ (مرزا بیہ اصلاح کرو اور خدا کا (براہین ناقص ہی چھوڑ آسان او نیم یو تمہیں کوئی چون کہے۔ اس کو کون ہوئے بری الذمہ مرزا قادیانی کا دجل کافر و مشرک ہونے بچارے کریں بھی ان کے لئے گنجائش دردوں نیم بروں کی ادہامی دلائل یہ تذبذب میں حصار

وم ہوتی ہے۔ پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے مابانی کے معلوم ہو جائیں گے..... تمام وہ دلائل اور براہین جو صدائیں جو اس میں دکھائی گئی ہیں وہ سب آیات پینات قرآن ناب قرآن شریف کے دقائق اور حقائق اور اس کے اسرار عالیہ فی فلسفہ ظاہر کرنے کے لئے ایک عالی بیان تفسیر ہے۔“

”مؤلف نے براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملیم اور بن تالیف کیا ہے۔“

۵۰ خزائن ج ۲۲ ص ۲۸۵، ۲۸۶) ”اللہ تعالیٰ جبکہ براہین القرآن..... یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھایا اور

بیت و عظمت کتاب سے حیات مسیح کو ملاحظہ کیجئے۔

۵۰ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۵۹۴) ”هو الذی ارسل لیظہرہ علی الدین کلہ“ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ پور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا سے دین اسلام مسیح آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن مارا اپنی غربت اکسار اور توکل اور ایمان اور آیات اور انوار کی رو اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی تشابہ فرمت مسیح علیہ السلام سے مشابہت تامہ ہے۔ اس لئے خداوند سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح علیہ اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقول

نی

ج ۱ ص ۶۰۱، ۶۰۲) ”عسی ربکم ان یرحم علیکم وان فزین حصیرا“ خدا تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ

ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر اترنے کا ظاہر اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفیع اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے مکمل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ بحرین کے لئے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی گمراہی کے خم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا اور یہ زمانہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاس کے واقع ہوا ہے۔ یعنی اس وقت جلالی طور پر خدا تعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔ اب بجائے اس کے جلالی طور پر یعنی رفیع اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔ ”توبو واصلحو والی اللہ توجہوا وعلی اللہ توکلوا واستعینوا بالصبر والصلوۃ“

(مرزا نیو!) توبہ کرو اور فسق اور فجور اور کفر اور معصیت سے باز آؤ اور اپنے حال کی اصلاح کرو اور خدا کی طرف متوجہ کرو۔

(براہین احمدیہ ص ۳۶۱ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱) ”حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ آسمانوں پر جا بیٹھے۔“

اونیم یہودیو! گئے گذرے ایمان سے ٹھنڈے پیٹ سینے پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ اب بھی تمہیں کوئی چون و چرا کرنے کا موقعہ باقی ہے۔ ہاں آدمی جب حیا کو چھوڑ دے تو جو چاہے وہ کہے۔ اس کو کون روک سکتا ہے۔ مرزا قادیانی تو ہر طریق و ہر لحاظ سے معتد و متشدد سر کلر دیتے ہوئے بری الذمہ ہو گئے اور مرزائی مذہبین ہو گئے۔ ان کی حالت قابل رحم ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا دجل انہیں کچھ نہیں کرنے دیتا۔ اگر وہ حیات مسیح کے عقیدہ کو مانتے ہیں تو بقول مرزا کافر و مشرک ہوتے ہیں نہ مانیں تو ایمان سے بہرہ اور آیات اللہ کے منکر ٹھہرتے ہیں۔ وہ بچارے کریں بھی تو کیا کریں اور جائیں تو کہاں؟ خدا کی زمین ان پر تنگ ہو چکی۔ اندرون اسلام ان کے لئے گنجائش کا کوئی موقعہ ہی نہیں اور بیرون اسلام اطمینان قلب نصیب ہی نہیں۔ اب یہ نیم درودوں نیم بروں کے مصداق کبھی براہین احمدیہ کو دیکھتے ہوئے مایوس ہوتے ہیں تو کبھی ازالہ اوہام کی اوہامی دلائل میں پھنس کر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں اور کان کھول کر سن لیں کہ وہ اسی تذبذب میں حیات مستعار کو ختم کر دیں گے اور ایمان کی دولت اور اطمینان کی زندگی سے بے



نصیب جواب دیہی کے لئے طلب کئے جائیں گے۔ آہ! ہاں کوئی دجل کام آئے گا نہ عذر اور مرزا قادیانی تو اپنی حیرانی میں سرگرداں اپنی جان کے فکر میں محو ہوں گے اور سرکارِ دو عالم ﷺ ان کے منہ دیکھنے کے روادار نہ ہوں گے۔ بلکہ صاف کہہ دیں گے۔ ”وقال الرسول یارب ان قومى اتخذوا هذا القرآن مهجورا“ یعنی نبی کریم ﷺ جناب باری میں صاف عرض کریں گے کہ مولا یہی وہ بد بخت قوم ہے جس نے تیرے کلام کو جھٹلایا تھا۔ اس لئے ڈرو اور توبہ کرو اور اس بد عقیدگی سے باز آؤ۔ کیوں شامتیں آئی ہیں کیا سوچ رہے ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نہ ڈر خدا سے اور اس کے عتاب سے لیکن

نبی کی غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈر

وجہ تالیف براہین احمدیہ

(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۴) ”کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔“

(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۳۹) ”ہم نے صد ہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا۔“

(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۴۸) ”اب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر و باطن حضرت رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ تک اس کو پہچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام کے ظاہر کئے ہیں۔ یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہے۔“ (ازالہ ادہام ص ۱۹۵، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷) ”جو خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کرتے۔“

ناظرین! غور فرمائیں ایسی شاندار کتاب جس کو اللہ میاں لکھوائے اور ملہم و مامور تجدید دین کے لئے فتور و فساد کو دیکھ کر لکھے اور آفتاب سے زیادہ روشن دلائل سے بیان کرے اور جس کتاب کا متولی ظاہر و باطن میں رب العالمین ہو۔ ایسی کتاب سے روگردانی کرنے والا کون ہوگا۔ سو یہ مجھ سے نہ پوچھئے:

عقل حیران ہے کہ اسے کیا لکھئے

خامہ انگشت بدندان ہے اسے کیا کہئے

جائیں گے۔ آہ! ہاں کوئی دجل کام آئے گا نہ عذر اور  
 ن جان کے فکر میں جو ہوں گے اور سرکارِ دو عالم ﷺ ان  
 صاف کہہ دیں گے۔ ”وقال الرسول یارب ان  
 ودا“ یعنی نبی کریم ﷺ جناب باری میں صاف عرض  
 نے تیرے کلام کو جھٹلایا تھا۔ اس لئے ڈر اور توبہ کرو  
 آئی ہیں کیا سوچ رہے ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔  
 اس کے عتاب سے لیکن  
 ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈر

براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف  
 تالیف کیا ہے۔

نے صد ہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین  
 کو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی  
 کیا۔

کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر و باطن حضرت رب  
 اس کو پہچانے کا ارادہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس  
 کئے ہیں۔ یہ بھی اتمام حجت کے لئے کافی ہے۔  
 (۱۹) ”جو خدا تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر  
 بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف

ب جس کو اللہ میاں لکھوائے اور اہم و مہمور تجدید دین  
 روشن دلائل سے بیان کرے اور جس کتاب کا متولی  
 گردانی کرنے والا کون ہوگا۔ سو یہ مجھ سے نہ پوچھئے:

کہ اسے کیا لکھے  
 ہے اسے کیا کہئے

اب یہ مرحلہ بھی مرزا قادیانی ہی کا مرہونِ منت رہے گا اور وہی اسے سلجھانے کی کوشش  
 کریں گے۔ سابقہ اقتباسات میں آپ نے شورہ شوری ملاحظہ کی۔ اب تمکا تمکی بھی دیکھئے۔  
 عذرات مرزا

(اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) ”پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز  
 ہے۔ بالکل اس بات سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین احمدیہ میں  
 مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے رسی عقیدہ پر جما رہا۔“  
 (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰) ”میں نے مسلمانوں کا رسی عقیدہ براہین احمدیہ  
 میں لکھ دیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا۔ محض رسی تھا۔  
 مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ  
 مجھے نہ سمجھا دے۔“

(ضمیمہ کلاویہ ص ۳۱، خزائن ج ۱۷ ص ۸۳) ”وانسی اننا المسیح النازل من  
 السماء“ اور آسمان سے نازل ہونے والا مسیح ابن مریم میں ہی ہوں۔“

بانی مہدویت کے ہم مشرب بھائی مرزا قادیانی بھی عجیب دل و دماغ کے مالک تھے۔  
 کامل بارہ برس اللہ میاں منت گذار رہا۔ بچپن ہی الہام لاتا لاتا تھک کر چور ہو گیا۔ الہامات  
 کی بارش سے قادیان کے چھت ٹوٹ پڑے۔ بہشتی مقبرے کا مشرقی چھتر لبالب بھر گیا اور غنوت  
 اور چمکروں کی بہتات سے اہل قادیان کا دم ناک میں آ گیا۔

قادیان کے مسلمان ہندو سکھ اور عیسائی حیران تھے کہ الہامات کی بارش اس ارزانی اور  
 فردوانی سے کیوں ہو رہی ہے۔ ان کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ آخر اس کا باعث کیا ہے۔ مگر وہ اس  
 بہتات سے اس قدر گھبرا چکے تھے کہ شہر کو خبر باد کہہ کر کوئی پناہ کی جگہ تلاش کریں۔

مقام شکر ہے کہ اس نزاکت کو مرزا قادیانی نے تاڑ لیا اور ان کی تکلیفات کا صحیح اندازہ  
 کرتے ہوئے اللہ میاں کی بارہ سالہ التجائیں قادیانی رسول کی سمجھ میں آنے لگیں۔ یعنی  
 مرزا قادیانی کے احسانات کو محسوس ہونے لگا کہ مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم جس کے متعلق قرآن  
 وحدیث میں متواتر پیش گوئیاں اور خوشخبریاں دی گئی ہیں وہ میں ہی ہوں۔

افسوس! مرزا قادیانی کس سادگی اور بھولے پن سے گردن نیچی کئے سر جھکائے انداز  
 معصومیت سے کہتے ہیں کہ میں نے حیات عیسیٰ کی آمد ثانی کا رسی عقیدہ جس پر باون سالہ زندگی  
 تک گامزن رہا براہین احمدیہ میں یونہی بلا سوچے سمجھے لکھ دیا تھا۔

سوال تو یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی کی اس بودی علمی ناکارہ اور واہیات دلیل کو مان لیا جائے تو قرآن کریم کی ان آیات کو جن سے مرزا قادیانی استدلال کرتے ہیں کہاں چھپائیں اور مرزا قادیانی کے الہامات کو کہاں اور کیسے ڈیوئیں۔

مرزا قادیانی وہ آپ کی ملہمیت کدھر گئی اور ماموریت کیا ہوئی اور محکمیت کو کیا عارضہ ہوا۔ آپ تو بن بلائے نہیں بولتے اور بن سمجھائے نہیں سمجھتے کا دعویٰ کرتے ہوئے یہاں تک کہہ گذرے ہیں کہ ”وما یمنظن علیٰ اللہوائی ان ہو الا وحی یوحی“ اب ان دلائل کو کیا سانپ سونگھ گیا ہے۔ جو یوں گھاس خوری کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔

از رشحات قلم غشی محمد عبداللہ صاحب معمار فاضل مرزا سیت امرتسری

بحث نزول

عموماً مرزائی پارٹی یہ اعتراض کیا کرتی ہے کہ قرآن مجید میں نزول کا لفظ اور اس کے مشتقات متعدد جگہ استعمال ہوئے ہیں اور وہاں آسمان سے اترنے کے کسی جگہ بھی ہمارے مخالف لوگ معنی نہیں لیتے۔ دل میں آیا کہ اتمام حجت کے لئے ان کا یہ کٹا بھی نکال دیا جائے تاکہ ان کو کسی قسم کا شکوہ و شکایت کا دنیا میں اور عذر کا آخرت میں موقع نہ ملے۔ ”یہلک من ہلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة (انفال: ۴۲)“

سب سے پہلے اس مشکل کو ہم لغتہ حل کرنا چاہتے ہیں۔ صراح میں ہے کہ نزول ”فردو آمدن“ اور انزال فردو آوردن (مجمعی الارب ص ۲۱۰، ۲۰۹) میں بھی اس طرح ہے۔ یعنی نزول کے معنی نیچے آنا اور انزال کے معنی نیچے لانا ہیں۔ مصباح منیر میں ہے نزول من علوہ الی سفلی یعنی نزول کے معنی اوپر سے نیچے آنا کے ہیں۔

مشہور لغوی علامہ راغب اصفہانی (مفردات ص ۷۵) میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”النزول فی الاصل هو انحطاط من علوہ..... وانزال اللہ تعالیٰ اما بانزال الشیء نفسه واما بالنزال اسبابہ والهدایۃ الیہ کانزال الحدید واللباس ونحو ذالک“ یعنی نزول کے اصل معنی اوپر سے نیچے کو اترنا ہیں..... اللہ تعالیٰ کا اتارنا یا تو شے بنفسہ کا اتارنا ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کا اتارنا یا اس شے کے اسباب و ذرائع اور اس کی طرف (توفیق) ہدایت کا اتارنا جیسے انزال حدید، انزال لباس اور اس کے مثل (انزال رزق، انزال انعام، انزال میزان، انزال رجز و عذاب وغیرہ)

کریں۔ لیکن  
دیکھ لیں گے کہ یہ  
دفریب، مکر و خدع اور  
مخالفت  
یتلوا علیکم آیات  
لفظ استعمال ہوا ہے  
جواب

کی کوئی گنجائش ہی  
ان کو مجبور و معذور  
ہیں۔ ملاحظہ ہو۔  
”قد

بفعل مقدر  
اللہ تعالیٰ نے (آ)  
آیات میں آیا ہے

.....۱

.....۲

.....۳

.....۴

.....۵

.....۶

.....۷

.....۸

.....۹

.....۱۰

.....۱۱

.....۱۲

.....۱۳

.....۱۴

.....۱۵

.....۱۶

.....۱۷

.....۱۸

.....۱۹

.....۲۰

.....۲۱

.....۲۲

.....۲۳

.....۲۴

.....۲۵

.....۲۶

.....۲۷

.....۲۸

.....۲۹

.....۳۰

.....۳۱

.....۳۲

.....۳۳

.....۳۴

.....۳۵

.....۳۶

.....۳۷

.....۳۸

.....۳۹

.....۴۰

دیانی کی اس بودی نگہی ناکارہ اور وہیات دلیل کو مان لیا  
سے مرزا قادیانی استدلال کرتے ہیں کہاں چھپائیں اور  
بلیوئیں۔

کدھر گئی اور ماموریت کیا ہوئی اور حکمیت کو کیا عارضہ  
سمجھائے نہیں سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہوئے یہاں تک کہہ  
ہوئی ان ہوا الا وحی یوحی "اب ان دلائل کو کیا  
مظاہرہ ہو رہا ہے۔

بمعمار فاضل مرزا نیت امر تسری

کیا کرتی ہے کہ قرآن مجید میں نزول کا لفظ اور اس کے  
وہاں آسمان سے اترنے کے کسی جگہ بھی ہمارے مخالف  
فت کے لئے ان کا یہ کاغذ بھی نکال دیا جائے تاکہ ان کو  
آخرت میں موقع نہ ملے۔ "یہلک من ہلک عن  
فعل: ۴۲)"

م لفظ عمل کرنا چاہتے ہیں۔ صراح میں ہے کہ نزول  
الارب م ۲۱۰:۲۰۹) میں بھی اس طرح ہے۔ یعنی نزول  
میں۔ مصباح منیر میں ہے نزول من علوہ الی  
کے ہیں۔

ن (مفردات ص ۷۰۵) میں تحریر فرماتے ہیں۔ "النزول  
وہ..... وانزال اللہ تعالیٰ اما بانزال الشیعی  
لہدایۃ الیہ کالفرال الحدید واللباس ونحو  
نیچے کو اترنا ہیں..... اللہ تعالیٰ کا اتارنا یا تو شے ہضمہ کا  
شے کے اسباب و ذرائع اور اس کی طرف (توفیق)  
اور اس کے مثل (انزال رزق، انزال انعام، انزال

اب اس تفریح کے بعد کسی قسم کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس سے زیادہ ہم کچھ وضاحت  
کریں۔ لیکن پاس خاطر ناظرین اس کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ انشاء اللہ ناظرین  
دیکھ لیں گے کہ یہ لوگ جو جو اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ ان میں سراسر مغالطہ دہی، دجل  
و فریب، مکر و خدع اور تحریف و تاویل ہی ہوتی ہے۔

مغالطہ نمبر: ۱..... قرآن مجید میں ہے کہ "قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً  
یتلوا علیکم آیات اللہ (طلاق: ۱۱۰، ۱۱۱)" اس آیت میں حضرت محمد ﷺ کے لئے انزل کا  
لفظ استعمال ہوا ہے۔

جواب..... اگر مشہور اور درسی کتاب جلالین کے اسی مقام کو دیکھ لیا جاتا تو اعتراض  
کی کوئی گنجائش ہی نہ نکلتی۔ لیکن یا لوگ چونکہ علم عربی سے ناواقف اور بے بہرہ ہیں۔ اس لئے  
ان کو مجبور و معذور قرار دیتے ہوئے ہم خود ہی اسی مقام کو یہاں نقل کر کے اسی پر اکتفا کرتے  
ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

"قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً ای محمد ﷺ منصوب  
بفعل مقدر ای ارسل (جلالین ص ۴۶۴)" یعنی ذکر اسے مراد قرآن کریم ہے۔ جسے  
اللہ تعالیٰ نے (آسمان سے) نازل کیا۔ (ذکر قرآن مجید کا دوسرا نام ہے۔ اس کا نزول بہت سی  
آیات میں آیا ہے۔ چودھویں پارے کے تین مقام ملاحظہ ہوں۔)

- ۱..... "انا نحن نزلنا الذکر (حجر: ۹)"
- ۲..... "یا یہا الذی نزل علیہ الذکر (حجر: ۶)"
- ۳..... "وانزلنا الیک الذکر (نحل: ۴۴)"
- ۴..... "هذا ذکر مبارک انزلناه (انبیاء: ۵۰)"
- ۵..... "اونزل علیہ الذکر (ص: ۸)"
- ۶..... "ان الذین کفروا بالذکر لما جاءهم وانه لکتاب عزیز (حم  
سجدہ: ۴۱)"

- ۷..... "ان هو الا ذکر وقران مبین (یسین: ۶۹)"
- ۸..... "ان هو الا ذکر للعلمین (انعام: ۹۰)"
- ۹..... "ان هو الا ذکر للعلمین (یوسف: ۱۰۴)"
- ۱۰..... "وما هو الا ذکر للعلمین (قلم: ۵۲)" تلك عشرة کامله!

اور رسولا کے پہلے ارسل محذوف ہے۔ یعنی محمد ﷺ کو رسول بنایا۔ اسی لئے قرآن مجید میں ذکر کے بعد آیت کا گول نشان بنا ہوا ہے، اور رسولا الگ دوسری آیت میں ہے۔ (خازن ج ۷ ص ۹۵)، (مدارک ص ۲۰۲)، (سراج منیر ج ۷ ص ۲۸۳) اور (کشاف ج ۳ ص ۵۶۰) میں بھی اسی طرح ہے۔ بصورت دیگر اگر رسولا کو منصوب پہ فعل مقدر نہ مانا جائے۔ بلکہ ذکر اُسے بدل یا عطف بیان مان لیں تو اس صورت میں رسولا سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہوں گے۔ (کشاف ج ۳ ص ۵۶۰، بیضاوی ص ۳۸۳) جو بواسطہ محمد ﷺ کے بندوں پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام کا نزول من السماء متفق علیہ ہے۔

مخالطہ نمبر ۲:..... خدا تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ ”انزلنا الحديد (حديد: ۲۵)“ یعنی ہم نے لوہا اتارا۔ اب غور کیجئے کہ کیا لوہا آسمان سے نازل ہوتا ہے یا کانوں سے نکلتا ہے؟

جواب:..... آیت مذکور میں انزال سے مراد انزال امر ہے۔ جیسا کہ اوپر (مفردات راغب ص ۷۰۵) سے عبارت ”والهداية اليه كانزال الحديد“ نقل کی جا چکی ہے۔ یعنی لوہے کے استعمال کی ہدایت اور حکم اللہ نے نازل فرمایا۔ تفسیر سراج منیر اور (کشاف ج ۳ ص ۳۸۰) میں ہے۔ ”ان او امره تنزل من السماء قضاياه واحكامه“ (بیضاوی ص ۳۶۲) میں ہے ”الا مربا غداہ“ یعنی استعمال جدید کا امر و حکم آسمان سے اترتا ہے۔ جو قرآن مجید فرقان حمید میں دوسرے مقامات میں موجود ہے۔ ”واعذو لهم ما استطعتم من قوة“ (انفال: ۶۰) ”ولياخذوا حذرهم واسلحتهم“ (نساء: ۱۰۲) ”ان آیات میں لوہے کے ہتھیار اور ذوال وغیرہ کے استعمال کا حکم اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اسی کی طرح ”وانزلنا الحديد (حديد: ۲۵)“ میں اشارہ فرمایا ہے۔ پس چونکہ آہنی اسلحہ کے استعمال اور تیار کرنے کے سبب امر منزل من اللہ ہے۔ لہذا ”انزلنا الحديد من قبيل اطلاق المسبب والمراد به السبب“ جس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ جواب میں بھی ہوگی۔

مخالطہ نمبر ۳:..... قرآن شریف میں آتا ہے کہ ”يا بني آدم قد انزلنا عليك لباساً“ (اعراف: ۲۶) ”یعنی اے نبی آدم! ہم نے تم پر لباس اتارا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کپڑے جو ہم لوگ پہنتے ہیں کیا وہ آسمان سے اترتے ہیں؟

جواب:..... میں کہتا ہوں کہ محاورات عرب جاننے والوں سے مخفی نہیں کہ کلام میں کبھی سبب بولتے ہیں اور مراد سبب لیتے ہیں۔ مثلاً ”عيننا الغيث اي النبات الذي سببه الغيث

(مطلوب) ”یعنی ہیں اور مراد سبب نے آسمان سے مراد سبب ہوا۔ اسی طرح اس کا بارش ہے۔ التي منها يحصل الارض والنبات (تفسیر خازن ج ۳ ص ۹۵) ”اللباس“ (تفسیر سراج منیر ج ۳ ص ۳۸۰) کلام یہ کہ وجود لباس ہے۔ روٹی سے اور زنب پلتا ہے گم درختوں کی چٹار سے ریشمی لباس مل کر ہوتا ہے۔ الارض (یوں) سورہ جاثیہ کی آیت توعدون (نار) شقاء فلنبت معيشة كاحصوا (اعراف: ۲۶) اتارنا اس آیت

ہے۔ یعنی محمد ﷺ کو رسول بنایا۔ اسی لئے قرآن مجید میں  
سوالا لگ دوسری آیت میں ہے۔ (خازن ج ۷ ص ۹۵)،  
شاف ج ۳ ص ۵۶۰) میں بھی اسی طرح ہے۔

پہلے فعل مقدر نہ مانا جائے۔ بلکہ ذکر اُسے بدل یا عطف  
مراد جبرائیل علیہ السلام ہوں گے۔ (کشاف ج ۳  
کے بندوں پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور  
ہے۔

آن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ ”انزلنا الحديد  
اور کیجئے کہ کیا لوہا آسمان سے نازل ہوتا ہے یا کانوں

سے مراد انزال امر ہے۔ جیسا کہ اوپر (مفردات  
ہے کہ انزال الحديد“ نقل کی جا چکی ہے۔ یعنی  
زل فرمایا۔ تفسیر سراج منیر اور (کشاف ج ۳ ص ۴۸۰)  
قضا یاہ و احکامہ“ (بیضاوی ص ۳۶۲) میں ہے  
رو حکم آسمان سے اترتا ہے۔ جو قرآن مجید فرقان حمید  
دوالہم ما استطعتم من قوة (انفال: ۶۰)“  
نفسہ: ۱۰۲)“ ان آیات میں لوہے کے ہتھیار اور  
ل فرمایا ہے۔ اسی کی طرح ”وانزلنا الحديد  
لما ہنی السہ کے استعمال اور تیار کرنے کے سبب امر  
د من قبیل اطلاق المسبب والمراد بہ  
میں بھی ہوگی۔

آتا ہے کہ یا ”یا بنی آدم قد انزلنا علیکم  
نے تم پر لباس اتارا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کپڑے جو

عرب جاننے والوں سے مخفی نہیں کہ کلام میں کبھی  
عینا الغیث ای النبات الذی سببه الغیث

(مطلوب)“ یعنی ہم نے بارش چرائی یعنی گھاس جس کے اگنے کا سبب بارش ہے اور کبھی مسبب بولتے  
ہیں اور مراد سبب لیتے ہیں۔ جیسے ”وما انزل اللہ من السماء من رزق (جاثیہ: ۵)“ یعنی اللہ  
نے آسمان سے رزق نازل فرمایا۔ یعنی بارش برسائی جو سبب ہے رزق کے پیدا کرنے کا۔ پس رزق  
مسبب ہوا۔ اسی طرح ”انزلنا علیکم لباساً (اعراف: ۲۶)“ فرمایا۔ لباس مسبب ہے اور سبب  
اس کا بارش ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۵۱) میں ہے۔ ”انزل المطر وبالمطر تتكون الاشياء  
التي منها يحصل اللباس“ تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔ ”اللباس يكون من نبات  
الارض والنبات يكون بما ينزل من السماء فمعنى قوله انزلنا ای انزلنا اسبابہ“  
(تفسیر خازن ج ۳ ص ۸۵ فتح البیان) میں ہے۔ ”انزل المطر من السماء وهو سبب نبات  
اللباس“ (تفسیر مدارک ج ۳ ص ۳۸) میں ہے۔ ”لان اصله من الماء وهو منها“ اسی طرح  
(سراج منیر ج ۲ ص ۱۸۷، ابوالسود ج ۳ ص ۲۲۲، بیضاوی ص ۳۸۹) میں بھی اسباب نازلہ مرقوم ہیں۔ حاصل  
کلام یہ کہ وجود لباس کا سبب بارش ہے۔ آسمان سے پانی برستا ہے۔ اس سے روئی کا درخت پیدا ہوتا  
ہے۔ روئی سے سوت اور سوت سے لباس تیار ہوتا ہے۔ ادنیٰ لباس بنتے ہیں۔ بھیڑ اور دنبے سے بھیڑ  
اور دنبہ پلتا ہے گھاس پر، گھاس پیدا ہوتی ہے بارش کے سبب سے۔ بارش ہوتی ہے، شہوت اور پیر کے  
درختوں کی چٹیاں ہری بھری ہوتی ہیں۔ ان کو ریشم کے کیڑے کھاتے ہیں اور ریشم نکالتے ہیں۔ جس  
سے ریشمی لباس وجود میں آتے ہیں۔ غرضیکہ لباس و رزق کا وجود حصول اسباب مساویہ و مواد رضیہ سے  
مل کر ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ یونس میں ارشاد باری ہوتا ہے۔ ”قل من رزقکم من السماء  
والارض (یونس: ۳۱)“ اس کے آگے ہے۔ ”وما انزل اللہ لکم من رزق (یونس: ۵۹)“  
سورہ جاثیہ کی آیت بیان ہو چکی ہے۔ سورہ ذاریات میں آتا ہے۔ ”وفی السماء رزقکم وما  
توعدون (ذاریات: ۲۲)“ سورہ یحس میں فرمایا ”انا صببنا الماء صباً ثم شققنا الارض  
شققاً فانبتنا فیہا حباً (عبس: ۲۵)“ ان آیات سے آسمانی بارش اور نبات ارضی سے انسانی  
معیشت کا حصول ثابت ہے۔ اسی قبیل سے یہ آیت بھی ہے۔ ”انزلنا علیکم لباساً  
(اعراف: ۲۶)“ اس کو کہتے ہیں۔ ”تسمیة الشئ باسم المسبب“ پر انزال کے معنی آسمان سے  
اتارنا۔ اس آیت میں بھی اسی طرح ثابت ہوئے جس طرح اوپر کی دونوں آیتوں میں۔

ستیزہ کا رتھا ہے ازل سے تا امروز  
چراغ معطفوی سے شرار بولہبی

ذیل میں اس بزرگ و واجب الاحترام ہستی کے گرامی خیالات پیش کئے جاتے ہیں۔ جس نے اپنی متاع عزیز کا بیشتر حصہ کذاب قادیان کے دجل کے نیچے ادھیڑنے میں صرف کیا اور فقیر کے خیال میں تو حضرت شاہ صاحب قبلہ کی ذات گرامی لکل دجال موسیٰ کی مصداق ثابت ہوئی۔ آپ نے جس خوبی و عمدگی سے قلمے سخن درے مقابلہ کیا۔ اس کی مثال ہی نہیں۔ سجادہ نشین حضرات میں شاہ صاحب کی ذات گرامی کو ایک خصوصی امتیاز حاصل تھا کہ آپ ہادئی حقیقت و راہی طریقت کے ساتھ بڑے زبردست عالم دین بھی تھے اور قال کے ساتھ ساتھ حال بھی تھا۔ میرا روئے سخن اس بطل جلیل بزرگ و محترم عالم بے بدل جناب پیر سید مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے ہے۔ جن کا وصال زمانہ حال میں ہوا ہے۔ آپ کی مساعی جیلہ کے برکات و فیوض ہر اس علم دولت سلیم الفطرت انسان کے لئے مشعل ہدایت ہیں۔ جس نے آپ کی تصنیفات سے استفادہ حاصل کیا اور قابلیت و علم کا اعتراف کوئی مرزائیوں کے سینے چر کر دیکھے کہ جگر داغ داغ پنیہ کجا نیم ہو رہے ہیں۔ آپ کی وہ دقائق و معارف میں ڈوبی ہوئی کتاب موسومہ سیف چشتیائی جس نے ایوان مرزائیت میں زلزلہ و ہیجان پیدا کرتے ہوئے مرزا کو بے موت مارنے کا سامان پیدا کر دیا۔ مرزا قادیانی جب تک جیئے دانت پیٹتے اور لوہے کے چنے چباتے اور جواب میں مغلفات کہتے گزاری۔ مگر حق یہ ہے کہ شاہ جی نے ان بیہودہ و لچر روایات کے جواب میں اپنے نانا پاک کے اسوہ حسنہ کے مطابق دعائیہ کلمات ہی پر اکتفا فرمایا۔

آہ! شاہ جی نے وہ سینکڑوں بکواس گواتے ہوئے کچھ نہ کہا۔ بلکہ ہدایت کے لئے دعاء فرمائی۔ افسوس مرزا قادیانی نے اس متبرک ہستی کو بلاوجہ پانی پی پی کر کوسا۔ جس کا مواخذہ درگاہ رب العزت میں انشاء اللہ ضرور لیا جا رہا ہوگا۔ یہ غیر مہذبانہ طریق مرزا قادیانی کی کامل شکست اور اخلاق فاضلہ کا جیتا جاگتا فوٹو ہے۔

ہم تم کا ان کے زرین اقوال سے قارئین کی ضیافت کرتے ہیں اور اسی مقدس مضمون پر کتاب صحیفہ تقدیر کا اختتام ہوتا ہے۔

مرزائے قادیانی کی ایمانداریاں

بھائی مسلمانو! تفسیروں میں مفسرین نے جس امر کو نصاریٰ کا قول یا کسی ایک مسلم کا یعنی وفات مسیح ٹھہرایا ہے۔ اس کو قادیانی بمعہ جیلوں چانٹوں اپنے کے، مجمع علیہ اہل اسلام کا بنایا ہے۔ دیکھو (بیضادی ص ۱۴۰) ”قیل اما تہ اللہ سبع ساعات ثم رفعہ اللہ الی السماء والیہ ذہب النصاری“ یعنی یہ قول کہ عیسیٰ علیہ السلام رفع کے قبل سات سات تک مرے رہے۔ یہ

نصاری کا قول ہے اور عالم عیسیٰ ثلاث ساعدا اسحاق ان النصاری ورفعه الیہ “اور شیخ الا کیا ہے۔ ابتداء کتاب ہذا ہے کہ عیسیٰ ایک سو برس آحضرت ﷺ نے فرمایا نصاریٰ کی طرف منسوب کر ٹھہرایا اور کہا کہ صحیح یہی ہے ثابت کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نظر ڈالی جاوے تو ہرگز یہ قادیانی نے نہ

ثبوت ..... لفظ من السماء عن ابن عباس قال من السماء “الحديث السلام من السماء ہیں” فانہ لم یحت حاتم عن ربیع تعلمون دینا حق رب زندہ ہے۔

کاذمہ



نصاری کا قول ہے اور محالم تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰ میں ہے کہ ”قال وهب توفى الله عيسى ثلاث ساعات من النهار ثم احياه ثم رفعه الله اليه وقال محمد بن اسحاق ان النصاري يزعمون ان الله توفاه سبع ساعات من النهار ثم احياه ورفع الله اليه“ اور شیخ الاسلام حرافی کی عبارت جس میں قول بالوفا کو نصاریٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ ابتداء کتاب ہذا میں نقل کی گئی ہے اور جیسے کہ حاکم نے مستدرک میں عائشہ سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ ایک سو برس تک زندہ رہے اور ہر نبی اپنے ماقبل نبی کے نصف عمر پاتا ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ساٹھ برس کے سرے پر جانے والا ہوں۔ پہلے قول کو سب نے نصاریٰ کی طرف منسوب کیا اور حدیث عائشہ گو ذکر کر کے حافظ ابن حجر عسقلانی نے خود غیر معتبر ٹھہرایا اور کہا کہ صحیح یہی ہے کہ عیسیٰ زندہ اٹھایا گیا اور ابن عساکر کی حدیث اس کے بعد نقل کر کے ثابت کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ میں فوت ہوں گے۔ اگر کتب سیر و تواریخ پر بالاستقرار نظر ڈالی جاوے تو ہرگز یہ قضیہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر نبی اپنے ماقبل نبی کے نصف عمر پاتا ہے اور فساد مضمون کا من جملہ علامات وضع حدیث کے ہوتا ہے۔

قادیانی نے اپنے مکتوب میں جن امور کی نسبت ساری امت کو مفتری ٹھہرایا ہے ان کو ثبوت ..... لفظ من السماء کا ثبوت صریح ”یا دلالة روى اسحق بن بشر وابن عساكر عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فعند ذلك ينزل اخی عيسى بن مريم من السماء“ الحدیث ۲ ..... فقہ اکبر میں ”امام الاثمہ ابو حنیفہ و نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء“ فرماتے ہیں۔ چنانچہ پہلے نقل کیا گیا۔ ۳ ..... شیخ اکبر فتوحات میں فرماتے ہیں ”فانه لم يمت الى الان بل رفعه الله الى هذا السماء روى ابن جرير وابن حاتم عن ربيع قال ان النصاري اتوا النبي ﷺ وسلم الى ان قال الستم تعلمون ربنا حي لا يموت وان عيسى يأتي عليه الفناء“ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے۔ جس پر موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی۔ درۃ الدرانی بخاری کا مذہب ”أخرج البخاري في تاريخه والطبراني (درمنثور ج ۲ ص ۲۴۵) عن عبد الله بن سلام قال يدفن عيسى بن مريم مع رسول الله وصاحبيه فيكون قبره رابعا“ ۲ ..... (رجوع کا لفظ) ”قال الحسن قال رسول الله ﷺ لليهود ان عيسى لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيمة (درمنثور ج ۲ ص ۱۳۶)“

امروہی صاحب اس (لم يمت) کی تاویل فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ سولی پر نہیں

سستی کے گرامی خیالات پیش کئے جاتے ہیں۔ کے دجل کے نیچے اوچھڑنے میں صرف کیا اور اس گرامی لکل دجال موسیٰ کی مصداق ثابت ہے مقابلہ کیا۔ اس کی مثال ہی نہیں۔ سجادہ نشین موسیٰ اختیار حاصل تھا کہ آپ ہادی حقیقت بھی تھے اور قال کے ساتھ ساتھ حال بھی تھا۔ بدل جناب پیر سید مہر علی شاہ صاحب سجادہ سال زمانہ حال میں ہوا ہے۔ آپ کی مساعی انسان کے لئے مشعل ہدایت ہیں۔ جس نے علم کا اعتراف کوئی مرزائیوں کے سینے چیر کر کی وہ دقائق و معارف میں ڈوبی ہوئی کتاب زلزلہ و ہيجان پیدا کرتے ہوئے مرزا کو بے بے تک جیسے دانت پیٹتے اور لوہے کے چنے یہ ہے کہ شاہ جی نے ان بیہودہ و لچر روایات کی دعائیہ کلمات ہی پر اکتفاء فرمایا۔

نے ہوئے کچھ نہ کہا۔ بلکہ ہدایت کے لئے دعاء اوجہ پانی پی پی کر کوسا۔ جس کا مواخذہ درگاہ ہند ہانہ طریق مرزا قادیانی کی کامل شکست اور

کی ضیافت کرتے ہیں اور اسی مقدس مضمون

س امر کو نصاریٰ کا قول یا کسی ایک مسلم کا یعنی اپنے کے، مجمع علیہ اہل اسلام کا بتایا ہے۔ ساعات ثم رفعه الله الى السماء واليه کے نقل سات ساعت تک مرے رہے۔ یہ

مرے۔ دیکھو (میں بازو من ۲۰۰۷) مگر آگے جا کر ”وانہ راجع الیکم قبل يوم القيامة“ میں سکتہ عارض ہو جاتا ہے۔ شاید اس لئے کہ کیا کروں اگر انہ راجع میں اند کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف عائد کرتا ہوں تو خود عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا ثابت ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو روپیہ چندہ کا میرے پاس بجدہ العصری پہنچایا گیا تھا۔ وہی بعینہ دوبارہ لوٹ کر جس جگہ سے آیا تھا۔ وہاں پر ہی نازل ہوگا اور اگر انہ کا مرجع قادیانی ٹھہراتا ہوں تو آیہ میں اس کا ذکر ہی نہیں۔ اب ذرا دم کھا جانا مصلحت وقت معلوم ہوتا ہے۔ نزول و رجوع بروزی کی تاویل اور اس کی تردید ابتداء کتاب میں مفصل گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو اور حاکم نے اس حدیث معاہدہ کے اخیر میں جس کو امام احمد نے اخراج کیا ہے۔ اپنی مستدرک میں کہا ہے۔ ”فذكر من خروج الدجال فاهبط فاقتله لا انزلكم تيامي اني اتى اليكم بعد قليل واما انتم فتدرونني الى اناحي“ (انجیل مطبوعہ بیروت ۱۸۷۲ء کے ص ۱۸۷۲)

خیر الدین افندی جواب فصیح میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول آحضرت ﷺ کا قول کہ ابن مریم تم میں حکم و عادل ہو کر نزول کرے گا اور حسی اور بیل دفعہ اللہ الیہ کو ملاحظہ فرماویں۔

ہبوط کا لفظ ”لیهبطن عیسیٰ بن مریم حکما وعدلا“ ابو ہریرہ، ابن عساکر اسی حدیث کے اخیر میں ”حاجاً او معتمراً اولیقفن علی قبری و لیسلمن علی ولا ردن علیہ“ موجود ہے اور ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زاد ہا اللہ شرفاً میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا اور جواب سلام سے مشرف ہونا۔ یہ نعمت قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی۔ شمس الہدایت میں ”زریٹ بن برثملا وصی عیسیٰ“ والی حدیث مذکور ہے۔ جس کو ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے۔ ”کما فی ازالة التحفا“ اس حدیث میں (الی حین نزولہ من السماء) کا لفظ بھی موجود ہے۔ اس حدیث سے برخلاف مشن قادیانی کے کئی امور پائے جاتے ہیں۔

۱..... زریٹ بن برثملا کا اس قدر زمانہ دراز تک بغیر اکل و شرب کے زندہ رہنا۔

۲..... عیسیٰ علیہ السلام کے نزول بنفسہ کی بشارت دینا۔

۳..... حضرت عمرؓ کا بیع اور تین سو سواری کی روایت وصی عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کر

کے اپنا سلام وصی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجنا۔

۴..... حضرت عمرؓ کا بچہ چار ہزار صحابہ مہاجرین و انصار کے عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ

کے نزول من السماء کو صحیح سمجھنا۔ نہ یہ کہ کوئی اس کا مثیل آدے گا۔

۵..... یہ کہ آنحضرت ﷺ کے وفات شریف کے دن ”کما رفع عیسیٰ“ کا فقرہ صدیق اکبر اور حضرت عمرؓ بلکہ سائر صحابہ جو اس وقت حاضر تھے سب کا تسلیم شدہ تھا۔ ورنہ حضرت عمرؓ اگر ”کما رفع عیسیٰ“ کو بھی مثل رفع محمدی کے محکمہ صدیقی غلط و مردود سمجھے ہوتے۔ تو نعلہ کی روایت وحی عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کر کے سلام نہ بھیجتے اور معلوم ہو کہ وفات شریف کے دن محل کلام صرف یہی تھا کہ حضرت عمرؓ سے بسبب اضطراب و قلق کے وفات شریف کے بارے میں اور کچھ نہیں بن پڑتی تھی۔ بغیر اس کے کہ ”رفع کما رفع عیسیٰ بن مریم“ کہتے تھے۔ یعنی آنحضرت ﷺ زندہ ہیں اور اٹھائے گئے ہیں۔ چنانچہ ابن مریم اٹھایا گیا۔ ازالۃ الخفاء کے مقصد دوم میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ”چون آنحضرت ﷺ از عالم دنیا بر فیض اعلیٰ انتقال فرمود تو شہا پیشا رخا طر مردم راہ یافت، ظن بعضے آنکہ ایں موت نیست حالتیست کہ عند الوئے پیش می آید و گمان بعضے آنکہ موت منافی مرتبہ نبوت است“ حضرت عمرؓ کے اس خیال کی تردید کے لئے صدیق اکبرؓ نے ”ایہا الرجال اربع علی نفسک“ فرما کر کہا ”فان رسول اللہ ﷺ قدمات الم تسمع اللہ یقول: انک میت وانہم میتون وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد فان مت فہم الخالدون“ پھر منبر پر چڑھ کر بعد حمد و ثناء فرمایا۔ ”ایہا الناس ان کان محمد الہکم الذی تعبدون فان الہکم قدمات وان کان الہکم الذی فی السماء فان الہکم لم یمت“ پھر یہ آیت پڑھی ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم“ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کا خیال تشویش کے باعث اسی طرف تھا کہ آنحضرت ﷺ نے وفات نہیں پائی۔ بلکہ عیسیٰ بن مریم کی طرح زندہ ہیں۔ اس کی تردید حضرت صدیقؓ نے ”فان رسول اللہ ﷺ قدمات“ سے فرمائی اور پھر اس وہم کو (کہ موت منافی نبوت کے ہے) اس آیت ”انک میت وانہم میتون ونظائرہا“ سے دور فرمایا۔ یعنی موت منافی نبوت کے نہیں اور یہی ہے ”ما سبقت لا جملہ الآیات۔“ یعنی آیات کا سوق صرف اتنی ہی مضمون کے لئے ہے کہ یہ خیال تمہارا کہ انبیاء بھلا کب مرتے ہیں۔ غلط ہے پیغمبری اور موت باہم متنافی نہیں۔ رہا یہ امر کہ سب انبیاء مر چکے نہ تو مفاد آیات کا ہے اور نہ اس پر موعوم مخاطبین کی تردید موقوف ہے۔ انک میت ظاہر ہے کہ تحقق موت کا افادہ نہیں دیتا اور نہ لازم آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بروقت نزول اس آیت کے وفات پا چکے ہوں اور ایسا ہی ”وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد“ کیونکہ مفاد اس کا غلو و کی نفی ہے اور صبح بھی چونکہ

وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ“ اس اگر اندراج میں اندکی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں آنا ثابت ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ کی پہنچایا گیا تھا۔ وہی بعینہ دوبارہ لوٹ کر جس مرجع قادیانی ٹھہراتا ہوں تو آیت میں اس کا ذکر آتا ہے۔ نزول و رجوع بروزی کی تاویل اور اس نقطہ ہو اور حاکم نے اس حدیث معاہدہ کے اخیر میں کہا ہے۔ ”فذكر من خروج می انی اتی الیکم بعد قلیل و اما انتم (انجیل مطبوعہ بیروت ۱۸۷۲ء کے ص ۱۷۸)“

مریم حکما وعدلا“ ابو ہریرہؓ، ابن عساکر لایقظن علی قبرہ و لیسلمن علی ولا ہیں کہ مدینہ منورہ زاد ہا اللہ شرفا میں حاضر ہو کر یہ نعمت قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی۔ شمس عیسیٰ“ والی حدیث مذکور ہے۔ جس کو ابن عباسؓ حدیث میں (الی حین نزولہ من السماء) کا لفظ نبی کے کئی امور پائے جاتے ہیں۔

زمانہ دراز تک بغیر اکل و شرب کے زندہ رہنا۔

فسرہ کی بشارت دینا۔

سوار کی روایت وحی عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کر

بہ مہاجرین و انصار کے عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ

س آوے گا۔

اپنی ہستی کے لئے ابتداء اور انتہاء رکھتا ہے۔ لہذا غلو سے بے بہرہ ہے اور ”قد خلت من قبلہ الرسل“ دال ہونا کل انبیاء کی موت پر موقوف ہے۔ غلت کے بمعنی مات اور لام (الرسل) میں استغراقی ہونے پر سو یہ دونوں ممنوع ہیں۔ بلکہ غلت کا بمعنی مضیعت ہونا اور لام کا جنسی ہونا متعین ہے۔ پہلا لغت اور شہادت نظر سے ثابت ہے۔ ”مثل قد خلت من قبلکم سنن الایام الخالیۃ“ وغیرہا اور لام کے استغراقی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ”قد خلت من قبلہ الرسل“ عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں بھی نازل ہوا ہے۔ ”قال تعالیٰ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل“ پس بر تقدیر استغراق معنی یہ ہوا کہ مسیح سے پہلے سارے رسول مر چکے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے۔ لہذا ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل“ میں بھی لام استغراقی نہ ہوا تا کہ مسیح کی وفات پر دلالت کرے۔ الغرض اس آیت کا مسیح کی وفات پر دال ہونا دوا امر پر موقوف ہے۔ جو دونوں ہی ثابت نہیں۔ ”کما عرفت بناء علیہ“ صدیقی خطبہ میں محل استشہاد صرف ”افان مات“ اور ”انک میت“ ہے۔ نہ ”قد خلت من قبلہ الرسل“ تو معلوم ہوا کہ نزول آیات مذکورہ کے وقت مسیح بن مریم کا زندہ رہنا مفاد آیات مذکورہ کے لئے منافی نہیں۔ ہاں دائمی حیات بے شک منافی ہے آیات مذکورہ کو، سو مسیح بن مریم کو بلکہ کسی کو مخلوق میں سے ہم بھی حی قیوم نہیں جانتے۔ ہم بھی قائل ہیں کہ بعد النزول میں گے اور یہی مطلب ہے امام ہمام محمد بن عبدالکریم شہرستانی صاحب کتاب الملل والنحل کا اس عبارت سے ”وقال عمر بن الخطاب من قال ان محمد اقدامات قتلته بسیفہ هذا وانه رفع کما رفع عیسیٰ بن مریم وقال ابوبکر بن قہافۃ من کان یعبد محمد افان محمد اقدامات“ نہایت افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ مرزا قادیانی اسی خطبہ صدیقی کو اپنی ایام الصلح وغیرہ اور امر وہی صاحب قسطاس میں دلیل ٹھہراتے ہیں۔ اجماع کے اس امر پر کہ مسیح بن مر گیا۔ دیکھو قسطاس کے ص ۷۷ سطر ۲ کہ بھلا تم اس اپنے خیال عقیدہ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ یا حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ سے ہی ثابت کر دو۔ جو دعویٰ اجماع صحابہ وغیرہم کا کئے جاتے ہو کہ حضرت عیسیٰ اس جسد خاکی کے ساتھ باجماع آسمانوں پر چڑھائے گئے اور وہاں پر اسی جسد خاکی کے ساتھ آسمانوں پر سے نزول فرماویں گے۔ اگر صادق ہو۔ تو کوئی ایک روایت ہی ان خلفاء اربعہ سے پیش کرو۔ (اس بیچارہ لایعقل کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اگر کسی صحابی کا یہ خیال ثابت بھی ہو تو وہ فہم صحابہ بمقابل نصوص بینہ قرآنیہ کے کب حجت ہو سکتا

ہے) علاوہ یہ کہ بروز و ہا کیا ہے۔ چنانچہ امام ہا ”وقال عمر بن ال جہالت الثامنون سمجھ کہ قرآنیہ کے برخلاف جہ کے ایک مضمون مخالف صدیقی کا مطلب وہی استغراقی خیال کرتے ہو سکتا۔ مہذب جمع پر لا یا مریم ان اللہ اصطفاک الایۃ علیہ ٹھہرایا۔ جس کی عا تنبیہ بعد ظہور اس امر اہل اسلام کا جس پر آ ہیں اور مراد نزول ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ قادیانی صاحب اپنا وہی مسیح جو نبی ہے نزو کریں یا یہ ثابت کر قادیانی صاحب ہر رہتے ہیں۔ شق اولی غلام احمد قادیانی ہر بکواس کی نسبت گنا نے امت مرحومہ کی اس پیشین گوئی اور ا فتنہ دجال سے محفوظ

لہذا اخلود سے بے بہرہ ہے اور ”قد خلت من  
ہی موت پر موقوف ہے۔ خلت کے بمعنی مات اور لام  
وں ممنوع ہیں۔ بلکہ غلت کا بمعنی مضت ہونا اور لام کا  
نظائر سے ثابت ہے۔ ”مثل قد خلت من  
نیر ہا اور لام کے استغراقی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ”قد  
مریم کے بارہ میں بھی نازل ہوا ہے۔ ”قال تعالیٰ  
د خلت من قبلہ الرسل“ پس بر تقدیر استغراق  
مرچکے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ اس آیت کے  
حمد الارسل قد خلت من قبلہ الرسل“  
مات پر دلالت کرے۔ الغرض اس آیت کا مسیح کی  
دلوں ہی ثابت نہیں۔ ”کما عرفت بناء علیہ“  
بات“ اور ”انک میت“ ہے۔ نہ ”قد خلت من  
مذکورہ کے وقت مسیح بن مریم کا زندہ رہنا مفاد آیات  
بے شک منافی ہے آیات مذکورہ کو، سو مسیح بن مریم کو  
سننے۔ ہم بھی قائل ہیں کہ بعد النزول مریم گے اور  
شہرستانی صاحب کتاب الملل والنحل کا اس عبارت  
ان محمد اقد مات قتلته بسیفہ هذا وانه  
ل ابو بکر بن قہافہ من کان یبعد محمد  
رجب کا مقام ہے کہ مرزا قادیانی اسی خطبہ صدیقی کو  
س میں دلیل ٹھہراتے ہیں۔ اجماع کے اس امر پر  
مرا کہ بھلا تم اس اپنے خیال عقیدہ کو حضرت ابوبکر  
ت علی سے ہی ثابت کر دو۔ جو دعویٰ اجماع صحابہ  
سد خاکی کے ساتھ باجماع آسمانوں پر چڑھائے  
نوں پر سے نزول فرمادیں گے۔ اگر صادق ہو۔ تو  
م کرو۔ (اس بیچارہ لاپرواہ کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اگر  
ابہ بمقابلہ نصوص بینہ قرآنیہ کے کب حجت ہو سکتا

ہے) علاوہ یہ کہ بروز وفات رسول مقبول ﷺ کے اس خیال سے سب حاضرین صحابہ نے رجوع  
کیا ہے۔ چنانچہ امام ہمام محمد بن عبد الکریم شہرستانی اپنی کتاب (ملل النحل ج ۱ ص ۲۱) میں لکھتے ہیں۔  
”وقال عمر بن الخطاب“ اے سجان اللہ قرآن حدیث میں مہارت ہو تو ایسی ہو کہ بوجہ  
جہالت النامضون سمجھ کر امر اجماعی کو غیر اجماعی و بالعکس قرار دیا۔ بھلا یہ کب ہو سکتا ہے کہ آیات  
قرآنیہ کے برخلاف حیات مسیح الی لآن پر اجماع ہو اور آنحضرت ﷺ برخلاف آیات قرآنیہ  
کے ایک مضمون مخالف کو نہایت اہتمام سے کرات مرات ارشاد فرمادیں۔ ہرگز نہیں بلکہ خطبہ  
صدیقی کا مطلب وہی ہے جو بیان کیا گیا قادیانی مع اجماع بوجہ جمع ہونے الرسل کے لام کو  
استغراقی خیال کرتے ہیں۔ ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ لام استغراقی بوجہ مذکورہ بالا ہرگز نہیں  
ہو سکتا۔ معہ اجماع پر لام کا استغراقی ہونا شہادت نظائر ضروری بھی نہیں۔ ”واذ قالت الملائكة  
یا مریم ان اللہ یشکک الایۃ وایضاً واذ قالت الملائكة یا مریم ان اللہ  
اصطفاک الایۃ“ الغرض قادیانی نے اسی تفسیر دانی پر نازاں ہو کر وفات مسیح کو منصوصی اور مجمع  
علیہ ٹھہرایا۔ جس کی علت عائلی یہ تھی کہ احادیث نزول مسیح میں میری (قادیانی) بشارت ہے۔  
تنبیہ بعد ظہور اس امر کے کہ رفع جسمی مسیح بحالت حیات اور ایسا ہی نزول ایک اجماعی عقیدہ ہے۔  
اہل اسلام کا جس پر آج تک بل رفیعہ اللہ الیہ کو سب اہل اسلام نص قطعی خیال کرتے چلے آتے  
ہیں اور مراد نزول سے احادیث متواترہ میں نزول جسمی اسی مسیح کا ہے۔ جو نبی اور مریم کا بیٹا ہے  
اور چونکہ آنحضرت ﷺ کے فہم مبارک اور سب امت مرحومہ کے اذہان میں یہی مرکوز ہے۔ لہذا  
قادیانی صاحب اپنا مدعی بغیر اس کے حاصل نہیں کر سکتے کہ آنحضرت ﷺ کے اس خیال کو کہ  
وہی مسیح جو نبی ہے نزول کرے گا۔ یا تو العیاذ باللہ غلط ٹھہرا کر آپ کو آیات قرآنی سے بے خبر تصور  
کریں یا یہ ثابت کریں کہ آنحضرت ﷺ کا خیال بھی ہمارے مطابق تھا۔ ان دو شقوں میں سے  
قادیانی صاحب بمعہ اپنے چیلوں کے ہر ایک کو ہاتھ ڈالتے ہیں۔ مگر الحمد للہ! کہ ناکامیاب ہی  
رہتے ہیں۔ شق اول کی نسبت لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تعبیر کشف میں غلطی ہو گئی ہے۔ یعنی  
غلام احمد قادیانی برنگ عیسیٰ ابن مریم مکشوف ہوا۔ آپ ﷺ نے عیسیٰ بن مریم بحینہ سمجھ لیا۔ سو اس  
بکو اس کی نسبت گزارش ہے کہ یہ خیال بالکل لغو اور منافی بحکمت تبلیغ ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ  
نے امت مرحومہ کی خیر خواہی کے لئے بڑی تفصیل و بسط و علامات و خصوصیات و تاکیدات سے  
اس پیشین گوئی اور ایسا ہی سائر علامات قیامت کو بیان فرمایا ہے تاکہ میری امت جھوٹے مسیح اور  
فتنہ دجال سے محفوظ رہیں اور بر تقدیر خطا فی التعمیر کے اس خیر خواہی کا ثمرہ یہ نکلا کہ خدائے جل

و علا سے لے کر موجودہ اہل اسلام تک خطا ہی خطا ہو گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو بھی یہ نہ سوجھی کہ واضح طور پر وحی بھیجوں یا بکرم فینسنگ اللہ ما یلقی الشیطان کے خطا کی ترمیم و تصویب کر دوں اور اسی تائیدی پر آنحضرت ﷺ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و اہل بیت و اہل بیت کے مرزا قادیانی کے اس مسیح کے دوبارہ آنے کے قائلین یا محکم مشرک ٹھہرے۔ کیونکہ ایک بشر انہوں نے جی قیوم مان لیا۔ دیکھو ایام الصلح و شمس بازغہ وغیرہ وغیرہ اور نیز دورود اور خطوہ خطاء کا کشف یا تعبیر میں گو کہ منافی نہیں شان نبوت کو، مگر بقاء علی الخطاء بالکل نازیبا اور ناجائز ہے۔ بکرم فینسنگ اللہ ما یلقی الشیطان اور نیز اس وجہ سے کہ بقاء علی الخطاء متصادم ہے عصمت کو، جس پر رسالت و اتباع کے کارخانہ کا دار و مدار ہے۔ اس اجماع کے بارہ میں مرزا قادیانی کبھی تو اجماع کو راند لکھتے ہیں۔ دیکھو ازالہ جلد اول جس سے رفع جسمی کے اجماع ہونے پر ان کا اقرار پایا جاتا ہے اور جب اجماع امت کے کورانہ کو ٹھہرانے پر چاروں طرف سے لعن نظر آتے ہیں تو جھٹ کروٹ بدل کر اس طرف منہ کر لیتے ہیں کہ رفع و نزول جسمی اس مسیح پر امت کا اجماع ہی نہیں۔ بلکہ اس کی موت پر اجماع ہے۔ دیکھو مکتوب عربی وغیرہ وغیرہ۔

رہا یہ دعویٰ کہ کل اکابر معتزلہ کا عیسیٰ کے مرنے پر یعنی وہ مر گیا اتفاق سے، ناظرین علامہ زبیری معتزلی کا قول (کشاف ج ۱ ص ۳۶۶) میں ملاحظہ کریں۔

”انی متوفیک لے مستوفی اجلك ومعناه انی عاصمک من ان یقتلک الکفار ومؤخرک الی اجل کتبه لك ومیتک حتف انفک لا قتلا بایدیدہم ورافعک الی سمائی ومقر ملائکتی“ متوفیک کے معنی میں اتنا طول (کہ میں تیری اجل پوری کروں گا۔ یعنی میں تجھے کفار کے ہاتھوں سے بچالوں گا اور تجھ کو اس اجل اور زمانہ تک مہلت اور وقفہ دوں گا۔ جو تیرے لئے میں نے لکھ دیا ہے) اور اس کا معنی میچک نہ لینا۔ جیسا کہ بعد اس کے قبل میچک بھینڈہ ترمیم لکھا ہے۔ اسی لئے تو ہے کہ احادیث متواترہ و عقیدہ اجماعی و نص قطعی بل رفعہ اللہ الیہ کا مفاد متوفیک کے مطابق بلا تکلف تقدیم و تاخیر کے ہو۔ امام بخاری کی طرف یہ نسبت کہ اس کا مذہب عقیدہ اجماعیہ کے برخلاف تھا۔ بالکل لغو اور جہالت ہے۔ کیونکہ امام بخاری نے کتاب الانبیاء میں ایک باب بعنوان باب نزول عیسیٰ بن مریم مرتب کیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۹۰)

جس میں ایک حدیث ابی ہریرہ کی روایت سے نقل کی ہے۔ ”والذی نفسی بیدہ“ جس کے اخیر میں ابو ہریرہ آیت ”وان من اهل الكتاب“ استشہاد کے طور پر ذکر فرماتے ہیں اور دوسری حدیث ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم“

اس باب کا عنوان  
امت کا ہے۔ ہاں اس میں  
متوفیک کی تفسیر فقط میچک  
سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ  
اور مسیح بن مریم مرچ کا اور کہ  
ہے۔ اصحاب روایت کے  
کرنے سے یہ نہیں ثابت  
اس تفسیر کے کہ متوفیک میچک  
کا مذہب بوجہ روایت  
لہذا ”قال ابن  
کے متعلق کسی  
متعلق نفی کا معنی مریم  
قد تو نفی میں بھی اگر  
سے لہذا اوقات قبل  
مذہب کی ہے کہ  
بر تقدیر ارادہ  
کتب صحاح میں پیسے  
سے حضرت عیسیٰ بن مریم  
ان رھطاً من الیہ  
فاجتنب  
صحابہ النبی  
سید  
علاوہ تفسیر  
”فانہ“

اس باب کا عنوان اور معنوں صاف بتلا رہے ہیں کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے۔ جس پر اجماع امت کا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ امام بخاری نے کتاب التفسیر میں سورہ آل عمران کے لفظ متوفیک کی تفسیر فقط ممیک سے کر دی ہے۔ ”وقال ابن عباس متوفیک ممیک“ اور اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے کہ اس آیت میں توفی کے معنی موت ہیں اور مسیح بن مریم مرچکا اور کیونکر ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر باب کے عنوان و معنوں سے صاف ظاہر ہے۔ اصحاب روایت کے مد نظر فقط روایت کے اس سلسلہ کو بیان کرنا ہے جو ان کو ملا۔ اس روایت کرنے سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ان کا مذہب بھی یہی ہے۔ کیونکہ جب ابن عباس کی نسبت بوجہ اس تفسیر کے کہ متوفیک ممیک یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ ان کا مذہب بھی وفات مسیح ہے۔ تو امام بخاری کا مذہب بوجہ روایت کیونکر ہو سکتا ہے اور نیز چونکہ متوفیک میں وعدہ وفات کا ہے۔ نہ تحقیق وفات لہذا ”قال ابن عباس متوفیک ممیک“ وفات مسیح کا افادہ نہیں دیتا۔ جب تک قلما توفیتی کے متعلق کسی صحابی یا مفسر سے معنی موت کا نقل نہ کیا جاوے۔ بلکہ ابن عباسؓ سے قلما توفیتی کے متعلق رفتنی کا معنی مروی ہے۔ ”کما فی الدر المنثور ونقل فی شمس الہدایت“ اور قلما توفیتی میں بھی اگر معنی موت کا ہی لیا جاوے تو بھی یہ آیت چونکہ ہدایت ہے مابعد النزول سے، لہذا وفات قبل النزول پر دلالت نہیں کرتی۔ ”کما سیبجینی مفصلاً ابن عباس“ کا مذہب یہی ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ فوت نہیں ہوئے اور دوبارہ آسمان سے نزول کریں گے۔ اسی لئے بر تقدیر ارادہ معنی موت کے متوفیک سے ابن عباسؓ آیت میں تقدیم و تاخیر فرماتے ہیں اور دوسری کتب صحاح میں جیسے صحیح نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اپنے تراجم میں حضرت ابن عباسؓ سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔ ”عن ابن عباس ان رھطا من الیھود سبوه وامر فد عا علیھم فمسخھم قردة وخنازیر فاجتمعت الیھود علی قتله فاخبره اللہ بانہ یرفعہ الی السماء ویطھرہ من صحبة الیھود صحیح نسائی“ ابن ابی حاتم ابن مردویہ قال ابن عباس سیدرک اناس من اهل الکتاب عیسیٰ حین یبعث فیؤمنون بہ فتح البیان“ علاوہ تفسیر ابن عباسؓ کے ایک اور وجہ بھی ہے جو قادیانی صاحب نے بزعم خود دستاویز بنا رکھی ہے۔ ”فاقول کما قال العبد الصالح“ کی حدیث جو بخاری میں بروایت ابن عباسؓ ذکر کی ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے اپنے اور مسیح بن مریم کے قصہ کو ایک ہی رنگ کا قصہ قرار دے کر وہی لفظ قلما توفیتی اپنے حق میں استعمال فرمایا۔ جو عیسیٰ بن مریم نے اپنے حق میں کہا اور

لیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو بھی یہ نہ سوجھی کہ واضح یطمان کے خطا کی ترمیم و تصویب کر دوں بیچ تابعین و اہل علم جہاں آج تک رہی اور بخیاں نا باجمہم مشرک ٹھہرے۔ کیونکہ ایک بشر وغیرہ وغیرہ اور نیز دور و دور اور خطوہ خطا کا ام علی الخطاء بالکل نازیبا اور ناجائز ہے۔ اس وجہ سے کہ بقاء علی الخطاء متصادم ہے رومدار ہے۔ اس اجماع کے بارہ میں جلد اول جس سے رفع جسمی کے اجماع کے کورانہ کو ٹھہرانے پر چاروں طرف سے کر لیتے ہیں کہ رفع و نزول جسمی اس مسیح پر دیکھو مکتوب عربی وغیرہ وغیرہ۔

نے پر یعنی وہ مر گیا اتفاق سے، ناظرین غلط کریں۔

معناه انی عاصمک من ان یقتلک ف انفک لا قتلا بایدیدھم ورافعک فی اتناطول (کہ میں تیری اہل پوری اور تحفہ کو اس اجل اور زمانہ تک مہلت اور معنی ممیک نہ لینا۔ جیسا کہ بعد اس کے بحث متواترہ و عقیدہ اجماعی و نص قطعی بل کے ہو۔ امام بخاری کی طرف یہ نسبت کہ

الت ہے۔ کیونکہ امام بخاری نے کتاب کیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰)

فلن کی ہے۔ ”والذی نفسی الکتاب“ استشہاد کے طور پر ذکر سن مریم فیکم و امامکم منکم“



ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا میں آنحضرت ﷺ کا مزار شرف موجود ہے۔ اس لئے ہنگامی  
 مشکف ہو گیا کہ دونوں برابر طور پر آیت ”فلما توفیتنی“ کے اثر سے متاثر ہیں۔ اس تقریر کو  
 قادیانی صاحب نے بوجہ خود غرضی سیاق سے آنکھ بند کر کے دستاویز بنالیا ہے۔ فی الواقع یہ ہے کہ  
 فلما توفیتنی کا تعلق قیامت کے دن سے ہے۔ جیسا کہ (درمنثور ج ۲ ص ۳۴۹) میں مذکور ہے کہ  
 قتادہؓ سے کسی نے کہا کہ اس آیت کا قصہ کب ہوگا۔ کہا قیامت کے دن اس پر دلیل یہ فرمائی کہ کیا تو  
 نہیں دیکھتا خدا خود فرماتا ہے کہ یہ تمام باتیں اسی دن ہوں گی۔ جس میں بچوں کو سچائی نفع دے گی۔  
 ”هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم“ حاصل یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب  
 اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے فرمائے گا کہ تم کو معلوم نہیں کہ تیرے اصحاب نے تیرے بعد کیا  
 کچھ بنایا۔ تو بجواب اس کے میں کہوں گا جیسا کہ کہے گا بندہ صالح (یعنی مسیح) کو وکنت علیہم  
 شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم“ اور میں ان کا نگران  
 تھا۔ جب تک کہ ان کے سچ تھا میں۔ پھر جب کہ ماریا تو نے تو ہی ان پر نگہبان رہا۔ اس حدیث  
 میں ”كما قال العبد الصالح“ میں قال بمعنی یقول ہے۔ فلما توفیتنی بمعنی موت ہوا مگر وہ  
 موت ہے۔ جو بعد النزل من السماء مسیح پر وارد ہوگی۔ جس کے سارے اہل اسلام صحابہ سے لے  
 کر آج کے علماء تک قائل ہیں۔ ہاں اگر قال بمعنی ماضی ہی ہوتا تو فلما توفیتنی مسیح کے موت  
 پر بروقت تحقیق رفعہ اللہ علیہ کے دلالت کرتا۔ کیونکہ اس تقدیر پر مطلب یہ پھر ا کہ آنحضرت ﷺ  
 فرماتے ہیں کہ میں کہوں گا قیامت کے دن جیسا کہ کہا تھا مسیح بن مریم نے بعد اٹھائے جانے کے  
 دنیا سے جب کہ اس سے عیسائیوں کی نسبت سوال کیا گیا تھا کہ ”نت قلت للناس“ دلیل اس کی  
 کہ امام بخاری نے بھی اس آیت کو متعلق قیامت ہی کے سمجھ رکھا تھا۔ یہ ہے کہ امام بخاری نے اس  
 حدیث کے قبل اپنا مذہب بیان کر دیا کہ اس حدیث میں جو مسیح ابن مریم کے حق میں اتری ہے۔  
 لفظ ”واذ قال اللہ“ بمعنی یقول ہے اور اذ صلاہ یعنی زائدہ ہے۔ یعنی امام بخاری نے اپنے اجتہاد  
 سے اپنا مذہب متعلق اس آیت اور اس حدیث کے بیان کر دیا کہ یہ سارا قصہ اور کل سوال جواب  
 قیامت کے دن ہوگا اور کلمہ اذ نے یہاں معنی ماضی میں کوئی اثر مخالف نہیں دکھایا۔ جیسا کہ  
 مرزا قادیانی اپنے متعدد تالیفات میں اذ قال کی ماضویت کے منصوبی کرنے کے لئے لکھتے ہیں۔  
 بلکہ کلیہ کے طور پر لکھ دیا کہ ہر جگہ ماضی اذ کے تحت واقع ہوتا ہے بالضرور اس سے معنی ماضی کا لیا جاتا  
 ہے اور جس نے کہ یہاں ماضی کے بمعنی مضارع کہا۔ اس کو ظالمین اور کاذبین میں سے شمار کیا۔  
 دیکھو (مکتوب عربی ص ۳۵) امام بخاری کو اس مخالف کا یہ انعام ملا۔ جیسا کہ ابن عباسؓ کو بروقت ظاہر

کرنے مذہب  
 تھے کہ بڑے زہا  
 اظہار مذہب اس  
 جو مکتوب عربی  
 ان لوگوں کے  
 الشان جلیل اللہ  
 سے روز روشن  
 باز مذہب متعلق  
 اپنے مریدوں  
 مرزا قادیانی  
 ہونے سے  
 اور مردود نہیں  
 مولوی نور الدین  
 یعنی جو لوگ  
 خداوندی توبہ  
 نے یہ دیا۔  
 تھا۔ ان کا  
 ہے کہ  
 ہوں۔  
 عیسائیوں  
 اس کے  
 سارا  
 انت  
 جرائم

کرنے مذہب اپنے کے۔ یعنی قول بالتقدیم والآخر فی لایۃ کو تحریف ٹھہرایا۔ وہی امام بخاری تھے کہ بڑے زور سے ان کا نام اپنے موافقین سے لیا جاتا تھا اور وہی امام بخاری ہیں کہ باعث اظہار مذہب اپنے یعنی حیات مسیح کے جو قال کو بمعنی یقول کے لکھا ہے۔ ان کو وہ انعام دیا جاتا ہے جو مکتوب عربی میں موجود ہے اور ابن عباسؓ کو افتد الناس اور صمدہ الامۃ کا لقب دے کر بمقابلہ ان لوگوں کے جو متوفیک سے معنی غیر موت کا لیتے تھے۔ چلا کر کہا جاتا تھا کہ ایسے بڑے صحابی عظیم الشان جلیل القدر کے تفسیر کو تم نہیں مانتے اور جب ان کا مذہب ان کے مرویات فی التفسیر والحدیث سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوا تو وہ محرفین میں اور غلط کاروں سے شمار کی جا رہی ہیں۔ دیکھو شمس بازغہ متعلق آیت ”وانہ علم للساعۃ“ جو عنقریب آئے گا۔ ازالہ اوہام وغیرہ مرزا قادیانی کا اپنے مریدوں کے ساتھ بھی دتیرہ ہے۔ جب تک وہ مرزا قادیانی کے گیت گاتے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی ان کی ثناء خوانی تحریرات میں شائع کر دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمسکلام ہونے سے بچنے نہیں چھوڑتے اور جب الگ ہو گئے تو سارے جہاں میں کوئی ان کے برابر ملعون اور مردود نہیں ہوتا۔ وقت اور بھی ہے کہ مرزا قادیانی قال سے ماضی کا معنی لیتے ہیں اور جناب مولوی نور الدین صاحب بمعنی مضارع لیتے ہیں۔ دیکھو (مقدمہ اہل کتاب ص ۱۷۸) ہاں ہمارے پر یعنی جو لوگ اس قصہ کو قیامت سے متعلق سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا ایک اعتراض ہے کہ سوال خداوندی تو یہ تھا کہ تو نے اپنے اور اپنی والدہ کی الوہیت کی طرف ان کو ملایا تھا۔ جس کا جواب مسیح نے یہ دیا۔ ”سبحانک ما یكون لی ان اقول“ جس میں یہ بھی کہا کہ جب تک میں ان میں تھا۔ ان کا گمان حال تھا اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ مسیح کو عیسائیوں کے شرک کی کوئی خبر نہیں اور یہ جب ہی صحیح ہو سکتا ہے کہ اب مسیح زندہ نہ ہوں۔ کیونکہ اگر زندہ ہیں اور دنیا میں آویں گے۔ جیسا کہ مسلمانوں کا عام طور پر یہی عقیدہ ہے۔ تو عیسائیوں کے کفر و شرک سے ان کا بے خبر رہنا کوئی وجہ نہیں رکھتا پھر انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ بجواب اس کے گزارش ہے کہ مسیح کے ذمہ پر جواب صرف اتنا ہی ہے کہ یا اللہ تو شرک سے پاک ہے جو بات مجھے لائق نہیں وہ میں نے کیوں کہنی تھی۔ بعد اس کے مسیح کو اس سے بیزار کی کا اظہار بھی مقصود ہے۔ چنانچہ ”ما قلت لهم الا ما امرتني به“ شہیدا تک اس پر دال ہے اور ان کے لئے سفارش بھی کرنی منظور ہے۔ جیسا کہ ضمننا ”ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفر لهم فانک انت العزيز الحكيم“ سے مفہوم ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ سفارش کے مقام میں معفوع لہ کے جرائم کی تصریح مقتضی مقام کے برخلاف ہے۔ معہذا ان کے شرک کرنے نہ کرنے سے سوال ہی

اللہ کا حذر شرف موجود ہے۔ اس لئے ہلکی بقتنی کے اثر سے متاثر ہیں۔ اس تقریر کو کے دستاویز بنالیا ہے۔ فی الواقع یہ ہے کہ ماکہ (در منثور ج ۲ ص ۳۳۹) میں مذکور ہے کہ بامت کے دن اس پر دلیل یہ فرمائی کہ کیا تو کی۔ جس میں بچوں کو سچائی نفع دے گی۔ ہوا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب نہیں کہ تیرے اصحاب نے تیرے بعد کیا وہ صالح (یعنی مسیح) کو ”وکنت علیہم الرقیب علیہم“ اور میں ان کا گمان کرنے تو ہی ان پر نگہبان رہا۔ اس حدیث ہے۔ فلما توفیتنی بمعنی موت ہوا مگر وہ کے سارے اہل اسلام صحابہ سے لے ہوتا تو فلما توفیتنی مسیح کے موت پر پر مطلب یہ ٹھہرا کہ آنحضرت ﷺ مسیح بن مریم نے بعد اٹھائے جانے کے کہ ”نت قلت للناس“ دلیل اس کی رکھا تھا۔ یہ ہے کہ امام بخاری نے اس مسیح ابن مریم کے حق میں اتری ہے۔ ہے۔ یعنی امام بخاری نے اپنے اجتہاد دیا کہ یہ سارا قضیہ اور کل سوال جواب کوئی اثر مخالف نہیں دکھایا۔ جیسا کہ کے منصوی کرنے کے لئے لکھتے ہیں۔ ہے بالضرور اس سے معنی ماضی کا لیا جاتا و خالین اور کا ذین میں سے شمار کیا۔ ملا۔ جیسا کہ ابن عباسؓ کو بروقت ظاہر

نہ تھا۔ بلکہ سوال صرف اتنا ہی تھا کہ تو نے ان کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بنا لو۔ پس جب کہ سوال ہی اس سے نہیں اور مسیح کا بالتصریح ذکر کرنا مقتضی مقام شفاعت کے برخلاف بھی ہے تو مسیح کو کیا ضرورت ہے کہ اس کا ذکر کرے۔ الغرض قادیانی و امروہی صاحبان کا سب آیات و احادیث کے متعلق چار کونسل خیال ہے۔ علمی لیاقت سے بالکل بے بہرہ ہیں اور اسی بناء فاسد سے انہوں نے امام بخاری کی حدیث ابن عباسؓ میں قال کے ماضی ہونے سے یہ اعتقاد کر لیا کہ آنحضرت ﷺ اور عیسیٰ بن مریم دونوں توفی کے اثر سے متاثر ہو گئے ہیں۔ چنانچہ خطبہ صدیقیؒ مذکورہ بالا سے ساری امت سے الگ بیحد جہالت النامیہ سمجھ لیا اور اس اعتقاد پر جہالت کا فضاء توفی کا اطلاق مشترک طور پر بھی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ خیال میں نہیں آیا کہ جیسا کہ سورہ زمر کی آیت ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسلك التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی“ انفس کے اوپر ایک ہی طور پر اطلاق توفی کا ہوا ہے۔ لیکن نفوس مائتہ یعنی مرنے والوں کے توفی اور ہے اور نفوس نامتہ کی توفی اور ہے۔ اسی طرح اس حدیث میں متنوع ہے۔ کیونکہ حالات خاصہ ہر ایک کے تنوع کو تقاضا کرتے ہیں۔ اب ناظرین کو اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ مکتوب عربی وغیرہ تصانیف میں قادیانی صاحب فرماتے ہیں کہ تم اگر حسرت سے مر بھی جاؤ تب توفی کا معنی بغیر موت کے نہ بتا سکو گے۔ لیجئے صاحب توفی کے معانی کتب لاف سے۔

۱..... ایک چیز کو بالتمام پکڑنا (لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۵۹) میں ہے۔ ”توفیت المال منه واستعافیتہ اذا اخذتہ کلہ“

۲..... پوری کتنی کرنا (لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۵۹) میں ہے۔ ”توفیت عدد القوم اذا عددتہم کلہم ومن ذلک قولہ عزوجل اللہ یتوفی الانفس حین موتھا ای یتوفی عدد احوالہم فی الدنیا وقیل یتوفی تمام عددهم الی یوم القیمة واما توفی النائم فہو استیفاء وقت عقلہ وتمیزہ الی ان نام“ اور صاحب (ہجج العروس ج ۲ ص ۳۰۳) نے اس کی شہادت میں لکھا ہے۔ ”وانشد ابو عبیدۃ المنظور الیوری او الغبری“

ان نبی الا درد لیسوا من احد

ولا توفاهم قریش فی العدد

”ای لا تجعلہم قریش تمام عددهم ولا تستوفی بہم عددهم“

۳..... سوال کرنا (لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۶۰) میں ہے۔ ”قال الزجاج فی

فما کہ تو نے ان کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بنا لو۔ پس جب کہ  
کا با تصریح ذکر کرنا مقتضی مقام شفاعت کے برخلاف بھی ہے تو مسیح  
کرے۔ الغرض قادیانی داور ہی صاحبان کا سب آیات و احادیث  
علمی لیاقت سے بالکل بے بہرہ ہیں اور اسی بناء فاسد سے انہوں  
بن عباسؓ میں قال کے ماضی ہونے سے یہ اعتقاد کر لیا کہ  
یم دونوں توفی کے اثر سے متاثر ہو گئے ہیں۔ چنانچہ خطبہ صدیقی  
الک بیچہ جہالت النامیہ مضمون سمجھ لیا اور اس اعتقاد پر جہالت کا منشاء  
ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ خیال میں نہیں آیا کہ جیسا کہ سورہ زمر کی  
س حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسلك الی  
سل الاخری الی اجل مسمی“ انفس کے اوپر ایک ہی طور پر  
س مائتہ یعنی مرنے والوں کے توفی اور ہے اور نفوس نامہ کی توفی اور  
متنوع ہے۔ کیونکہ حالات خاصہ ہر ایک کے تنوع کو تقاضا کرتے  
توجہ دلائی جاتی ہے کہ مکتوب عربی وغیرہ تصانیف میں قادیانی  
مرت سے مر بھی جاؤ تب توفی کا معنی بغیر موت کے نہ بتا سکو گے۔

پاغت سے۔

توفیت (سان العرب ج ۱۵ ص ۳۵۹) میں ہے۔ ”توفیت  
الخذتہ کلہ“

توفی کرنا (سان العرب ج ۱۵ ص ۳۵۹) میں ہے۔ ”توفیت عدد القوم  
ذلک قولہ عزوجل اللہ یتوفی الانفس حین موتہا ای  
الدنیا وقیل یستوفی تمام عددهم الی یوم القیمة واما  
وقت عقلہ وتمیزہ الی ان نام“ اور صاحب (معجم العروس ج ۲۰  
لکھا ہے۔ ”وانشد ابو عبیدۃ المنظور الیوری او الغبری“  
الی الا درد لیسوا من احد

وفاهم قریش فی العدد

قریش تمام عددهم ولا تستوفی بہم عددهم“

رنا (سان العرب ج ۱۵ ص ۳۶۰) میں ہے۔ ”قال الزجاج فی

قوله تعالیٰ حتیٰ اذا جاء تہم رسلنا یتوفنہم ای سألوہم ملائکۃ الموت عند  
المعینة فیعترفون عند موتہم انہم کانوا کافرین“

۳..... ”عذاب دنیا قال الزجاج ویجوز ان یکون حتیٰ اذا جاء تہم  
ملائکۃ العذاب یتوفون ہم عذاباً وهذا کما تقول قد قتلت فلانا بالعذاب وان  
لم یمت ودلیل هذا القول قوله تعالیٰ ویاتیہ الموت من کل مکان وما ہو بمیت“  
۵..... جیسے کہ ابو نواس نے کہا ہے۔

فلما توفیہ رسول الکرئ

ودبت العینان فی الجفن

اور اسی معنی میں ہے ”هو الذی یتوفکم باللیل“ (معجم البحار ج ۵ ص ۹۹) میں ہے۔  
اے تمہیکم اس آیت کریمہ میں بعید مرزا قادیانی کے سوال کا جواب موجود ہے۔ کیونکہ فاعل اللہ  
ہے اور مفعول ذی الروح انسان۔ حالانکہ موت کا معنی مراد نہیں۔ اسی طرح ”اللہ یتوفی الا  
نفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا“ میں بلکہ بمعنی قبض کے ہے۔ اس آیت  
نے قطعاً فیصلہ کر دیا ہے کہ توفی اور چیز ہے اور موت اور چیز اور نیند اور چیز۔

۶..... مجاز امیت پر بعد تحقق موت بولا جاتا ہے۔ ”(تاج العروس ج ۲۰  
ص ۳۰۱) ومن المجاز ادرکتہ الوفاۃ ای الموت والمینة وتوفی فلان اذا مات  
وتوفیہ اللہ عزوجل اذا قبض نفسه وفی الصحاح روحہ (معجم البحار ج ۵  
ص ۹۹) میں ہے۔ ”وقد یکون الوفاۃ قبضاً لیس بنوت“ اگر کل تصریفات، توف  
ی پر یعنی شخصی و منفی و نوعی نظر ڈالی جاوے تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ موت توفی کے لئے معنی حقیقی  
نہیں۔ اس تحقیق سے ناظرین پر واضح ہو گیا ہے کہ قال کو بمعنی یقول کے لینا امام بخاری کا مسلک  
ہے۔ جس سے ان کو اجماعی عقیدہ اور احادیث نزول سے تطبیق دینی منظور ہے۔ ورنہ بتا بر تحقیق  
مذکور متعلق بمعنی توفی قال اگر اپنے معنی حقیقی میں ہی لیا جاوے اور تنویع وفات اس حدیث میں بھی  
مثل آیت اللہ یتوفی الانفس کی ملحوظ ہو تو بھی حدیث ”اقول کما قال العبد الصالح“  
اور اسی طرح آیت ”فلما توفیتنی“ ہرگز اجماعی عقیدہ کے برخلاف افادہ نہیں دیتی۔ کیونکہ  
”فلما توفیتنی“ کا معنی فلما قبضتنی ہوگا۔

پنجابی نبی کی یاد میں

ہمارے پنجابی نبی جناب مرزا غلام احمد قادیانی معارف قرآنی اور رموز یزدانی کی

ڈینگیں تو بہت مار گئے۔ مگر عملی ثبوت میں چوری خور مجنوں ہی ثابت ہوئے۔ براہین احمدیہ کی اشاعت کا اشتہار اس شد و مد اور عزم و ثبات سے دیا کہ دنیا پھڑک اٹھی۔ اس کا پروپیگنڈا اور تشہیر اس خوبی اور عمدگی سے کی کہ دنیا کھجی آئی اور ہر طرف سے واہ واہ تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی اور ظاہر میں اس کی وجوہات ہی کچھ ایسی تھیں۔ جس میں کمال جاذبیت اور کشش کے جوہر مرکوز تھے۔ مثلاً کتاب براہین احمدیہ کا مسودہ تیار ہے۔ اس کی پچاس ضخیم جلدیں ہوں گی اور اس کے پچاس حصے صرف اس لئے کئے گئے ہیں کہ آسانی سے چھپ سکیں۔ کیونکہ اس کی طباعت پر نو ہزار روپیہ خرچ آتا ہے۔ اس میں تین سو ایسے قوی ساطع اور قاطع دلائل ہیں۔ جو اسلام کی خوبی پر اس خوبی سے دیئے گئے ہیں۔ جن کا جواب ہی نہیں اور یہ وہ دلائل ہیں جو مؤلف نے بطور ہم لکھے ہیں اور یہی وجہ ہے جو اس اچھوتے طرز اور دلائل سے لکھی ہوئی کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ اس لئے صاحب ثروت احباب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس پیشگی قیمت جو صرف پچیس روپیہ ہے بھیج دیں اور جوق در جوق خریداری میں شامل ہوں۔ تاکہ یہ کام چل لکے۔ جیسے جیسے کتاب کے حصص شائع ہوتے رہیں گے احباب کو برابر پہنچتے رہیں گے۔ قوم نے مرزا قادیانی کی درد بھری آواز کو سنا اور لبیک کہتے ہوئے ہزاروں بھیجے۔ مگر آہ اس کا کیا حشر ہوا۔ بس کچھ نہ پوچھئے۔

اک چاک ہو تو سی لوں اپنا گریباں یا رب

ظالم نے پھاڑ ڈالا ہے تار تار کر کے

پہلا حصہ شائع ہوا۔ جس میں جلی قلم سے صرف اس کی خوبیوں کے اشتہار پر ہی اکتفا تھا۔ یعنی اس کتاب میں یہ ہو گا وہ ہو گا۔ یہ کتاب ایسی ہے ویسی ہے۔ اس کتاب کا دس ہزار روپیہ انعام ہے۔ مگر یہ انعام وہ لے سکے گا جو اس کے تمام و کمال یا نصف یا ربع یا خمس دلائل کو توڑے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ میری پوری تحریر کو پہلے نوٹ کرے۔ بعد میں اس کے سامنے اس کا جواب دے۔ انصاف کیجئے کہ جس کتاب پر مرزا قادیانی کا نو ہزار گھر سے نہیں قوم سے مانگ کر خرچ آئے۔ اس کے جواب میں وہ کون سا لال بھکڑ ہے جو مفت میں سر دردی بھی لے اور نو ہزار مرزا کی کتاب پر اور نو ہزار اپنے دلائل پر یعنی اٹھارہ ہزار خرچ کرے تو کہیں جا کر یہ شرط پوری ہو۔ اس کے بعد مرزا قادیانی دس ہزار نقد کی بنک میں انعام تھوڑا ہی رکھتے ہیں۔ جو اتنی محنت کے بعد کوئی لے لے۔ نہیں کتاب لکھنے کے بعد مرزا قادیانی سے پھر الجھے اور مرزا قادیانی کی میں نہ مانو گا جواب لکھے اور اس سلسلہ نا اتمنا ہی میں اگر عموماً کرے۔ تو مرزا قادیانی کی وہ بنجر زمین ہے۔ جس کرنے کے لئے عدالت کا رخ کرے۔ مقدمات دیوانی میں دیوانہ ہو جائے تو کہیں۔ اس

زمین کا وارث بنے اور پھر یہ زمین بے سر آئین ہے۔ یہ تھی مرزا قادیانی کے انعام کی حقیقت۔ جس پر امت کپڑے پھاڑے پھولی نہیں ساتی۔

اس کے بعد دوسرا حصہ شائع ہوا جو تہذیب میں ختم ہوا۔

تیسرے اور چوتھے حصے میں مقدمہ کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی غلط آیات مع غلط ترجمے کے شائع ہوئیں اور اس کے ساتھ ساتھ حاشیہ در حاشیہ قائم کئے گئے۔ گویا داڑھی سے مونچھیں بڑھ گئیں اور براہین کا مضمون صرف ایک سطر سرورق پر رہ گیا اور ان حاشیوں میں بے ربط تفسیر جس کا سر ہے نہ پیر، الٹی تیری خیر، چند جموں نے من گھڑت غیر مسلم اعتراضات اور ان کے بودے جوابات جو ناقابل تسلی ہیں کے ساتھ ساتھ اپنے بناوٹی کشوف اور مضحکہ خیز خواہات اور ردالانہ پیش گوئیاں بے ذلت سربریدہ الہام جو آیات قرآنی سے سرقہ شدہ ہیں اور جن کے ساتھ پنجابی عربی کا بے جوڑ جوڑ گاتھ دیا ہے اور انگریزی وہ بھی غلط اور اس میں الہام اور مسکرت کی آہوتیاں جو مضحکہ خیز ہیں اور عبرانی کے فقرے جو انجیل سے اڑائے گئے ہیں اور ایسی باتیں اور لطف تو یہ ہے جن کی تفہیم سے ملہم عاجز ہے اور بیس بیس سال بعد ان سربریدہ مقطعات کے مطالب مرزا قادیانی کی سمجھ میں آتے ہیں۔ مگر سوال تو یہ ہے یہ کیا اندھیر ہے کہ پیغام ربانی تو بیس سال پہلے آئے اور قلیل بیس سال بعد ہو۔ عجیب ہنہری ہے۔ کیا ایسی دیانت و امانت و رسالت کی تکمیل ہے۔ جو مرزا قادیانی نے کی اور کیا نبیوں کو ایسے ہی الہام ہوتے ہیں اور پھر یہ کس قدر اندھیر ہے کہ مرزا قادیانی پچاس حصص کے وعدے پر قوم سے سودا کر کے روپیہ بٹورتے ہیں اور پانچ سے زیادہ دینے کی توفیق و ہمت نہیں ہوتی۔ بقیہ بیس تالیس جلدیں ہی غائب ہیں اور دلائل تین سو سے تین بھی تو نہیں ملتے۔ اب کوئی جواب کیا دے اور کس کو دے۔ جب کہ مرزا قادیانی نے یہ کہہ کر اپنا دامن چھڑانے کی ناکام کوشش کی کہ اب براہین احمدیہ کا کام خدا نے اپنے ذمے لے لیا۔ گویا خدا اب براہین احمدیہ لکھا کرے گا۔ مرزا قادیانی تو چل بے اور عرصہ تیس سال سے غائب ہیں۔ کیا امت مرزائیہ یہ بتانے کی زحمت گوارہ کرے گی کہ ان کے خدا نے براہین احمدیہ کا کوئی حصہ شائع کیا۔ یا وہ بھی دلائل کے ایفا کی مشکلات کو سوچ رہا ہے اور وہ مسودہ جس کا تذکرہ مرزا قادیانی نے کیا تھا۔ کیا ہوا کیا زمین کھا گئی یا آسمان نکل گیا اور اگر اس وقت نہیں تو اب کیوں نہیں شائع ہوتا اور وہ دلائل کیا ہوئے۔ آہ! اس کا جواب قیامت تک کوئی مرزائی نہ دے سکے گا۔

۱۱۔ معارف قرآنی کو مرزا بھلا کیا جانے تفسیر اتقان و روح المعانی و تفسیر کبیر و تفسیر ابن کثیر

و تفسیر مدنی و تفسیر حازن و تفسیر مدارک اور فتح القدیر اور تفسیر کشاف کے مطالعہ کرنے

کی خور مجنوں ہی ثابت ہوئے۔ براہین احمدیہ کی دیا کہ دنیا پھڑک اٹھی۔ اس کا پروپیگنڈا اور تشہیر صرف سے واہ واہ تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی جس میں کمال جاذوبیت اور کشش کے جوہر مرکوز۔ اس کی پچاس ضخیم جلدیں ہوں گی اور اس کے سارے چھپ سکیں۔ کیونکہ اس کی طباعت پر نو ہزار طبع اور قاطع دلائل ہیں۔ جو اسلام کی خوبی پر اس دور یہ وہ دلائل ہیں جو مؤلف نے بطور ملہم لکھے ہیں لکھی ہوئی کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ کہ وہ اس پیشگی قیمت جو صرف پچیس روپیہ ہے۔ تاکہ یہ کام چل نکلے۔ جیسے جیسے کتاب کے تہ رتے رہیں گے۔ قوم نے مرزا قادیانی کی درد بھری آہ اس کا کیا حشر ہوا۔ بس کچھ نہ پوچھئے۔

۱۲۔ اپنا گریباں یا رب

ہے تار تار کر کے

سے صرف اس کی خوبیوں کے اشتہار پر ہی اکتفا کی ہے ویسی ہے۔ اس کتاب کا دس ہزار روپیہ نام و کمال یا نصف یا ربع یا خمس دلائل کو توڑے۔ کرے۔ بعد میں اس کے سامنے اس کا جواب کی کا نو ہزار گھر سے نہیں قوم سے مانگ کر خرچ ہے جو مفت میں سروردی بھی لے اور نو ہزار مرزا کی خرچ کرے تو کہیں جا کر یہ شرط پوری ہو۔ اس تم توڑ اسی رکھتے ہیں۔ جو اتنی محنت کے بعد کوئی سے پھر الجھے اور مرزا قادیانی کی میں نہ مانو گا دے۔ تو مرزا قادیانی کی وہ خبر زمین کے۔ مس دیوانی میں دیوانہ ہو جائے تو کہیں۔

والے جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی حیثیت کیا پدی اور کیا پدی کا شور با سے زیادہ نہ تھی۔ امت مرزائیہ کے لئے چند ایک مثالیں ذیل میں درج کرتے ہیں۔ شاید کسی کی بصیرت راہنمائی کرے اور مقدر اوہام کی دلدل سے نجات بخشنے۔

ہر جگہ قرآن کریم میں بعل کے معنی زوج بیان ہوئے۔ مگر اذعون بعل میں بت مراد لیا گیا اور ایسا ہی ہر جگہ قرآن کریم میں آسف کے معنی حزن بیان ہوئے۔ مگر فلما اسفونا کے معنی فلما اغضبونا لئے جاتے ہیں اور ایسا ہی ہر جگہ مصباح مراد کو کب ہی ہر جگہ لیا گیا۔ مگر سورہ نور میں اس کے معنی چراغ کے لئے گئے اور ایسا ہی صلوٰۃ کے معنی تقریباً ہر جگہ عبادت یا رحمت لئے گئے۔ مگر بیچ و صلوٰۃ و مساجد میں صلوٰۃ کے معنی مقدمات کئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی کنز کے معنی مال ہر جگہ مال کئے گئے۔ سورہ کہف میں ایس کنز سے مراد سمجھ علم لیا گیا۔ ایسا ہی ہر جگہ قرآن میں قنوت سے مراد اطاعت ہے۔ مگر کل لہ قانتون میں معنی اقرار کرنے والے کئے جاتے ہیں۔ مگر فی بدوچ مشیدۃ میں اس سے مراد گل پختہ ہیں۔ ایسا ہی اکثر جگہ قرآن کریم میں توفی کے معنی بہ قرینہ موت یا نیند لئے گئے ہیں۔ مگر فلما توفیتنی میں قبضتنی یا رفعتنی یا اخذتنی و افیہ مراد ہے۔ آہ! مرزا قادیانی نا بھگی اور کم نہی سے حیات مسیح پر ایک یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آیت ”وما جعلناہم جسدا الا یاكلون الطعام“ اور ایسا ہی ”کانا یا کلان الطعام“ نص صریح ہیں۔ ممات مسیح پر کہ وہ بلا خور و نوش آسمان پر کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ مگر آہ! انہیں آقائے نامدار سرکار مدینہ علیہ السلام یاد دوسرے لفظوں میں ناظر قرآن کے ارشاد گرامیہ یاد نہیں اور حضور ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں۔

دنیا خوب جانتی ہے اور انشاء اللہ تا قیام زمان نہ بھولے گی۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ اصحابہ کرام کو متصل روزے رکھنے سے منع فرماتے ہوئے فرمایا۔

”وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی“ یہ متفق علیہ حدیث ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تمہاری مرغ آب و دانہ نہیں ہوں کہ ماکولات متعادہ ہی میری حیات کا ذریعہ ہو۔ رات گزارتا ہوں اور میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ ایسا ہی ایک دوسری حدیث جس کو ابو داؤد اور امام احمد ضعیف اور طیالسی نے روایت کیا ہے۔ ”فہ کیف بالمؤمنین یومئذ فقال یجزیہم اهل السماء من التسبیح والتقدیس“ راوی حدیث سرکارِ دو عالم ﷺ سے سوال کرتا ہے۔ یا رسول اللہ کیا حال ہوگا جس دن دجال کے ہاتھ میں طعام ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح آسمان پر رہنے والوں کا مایہ حیات ذکر الہی اور تسبیح



ت کیا پدی اور کیا پدی کا شور با سے زیادہ نہ تھی۔ امت  
دروج کرتے ہیں۔ شاید کسی کی بصیرت راہنمائی کرے

معنی زوج بیان ہوئے۔ مگر اندھون بعل میں بت مراد  
ف کے معنی حزن بیان ہوئے۔ مگر فلما اسفونا کے معنی فلما  
صبح مراد کو کب ہی ہر جگہ لیا گیا۔ مگر سورہ نور میں اس  
ق کے معنی تقریباً ہر جگہ عبادت یا رحمت لئے گئے۔ مگر بیچ  
کئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی کنز کے معنی مال ہر جگہ مال کئے  
علم لیا گیا۔ ایسا ہی ہر جگہ قرآن میں قنوت سے مراد  
نئی اقرار کرنے والے کئے جاتے ہیں۔ مگر فی بدو ج  
بایں اکثر جگہ قرآن کریم میں توفی کے معنی بہ قرینہ موت  
یا قبضتہنی یا رفعتہنی یا اخذتہنی وافیاً مراد ہے۔

سے حیات کج پر ایک یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آیت  
طعام“ اور ایسا ہی ”کاننا یا کلان الطعام“ نص  
آسمان پر کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ مگر آہ! انہیں آقائے  
ناطق قرآن کے ارشاد گرامیہ یاد نہیں اور حضور ﷺ کی

لہ تا قیام زمان نہ بھولے گی۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ  
جاتے ہوئے فرمایا۔

ت یطعمنی ربی ویسقینی“ یہ متفق علیہ حدیث  
تمہاری مرغ آب و دانہ نہیں ہوں کہ ماکولات معقودہ  
ہوں اور میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ ایسا ہی  
محمد خلیل اور طیلسی نے روایت کیا ہے۔ ”فہ کیف  
اہل السماء من التسبیح والتقدیس“ راوی  
ہے۔ یا رسول اللہ کیا حال ہوگا جس دن دجال کے ہاتھ  
روح آسمان پر رہنے والوں کا مایہ حیات ذکر الہی اور شیخ

ونقدیس ہے۔ اسی طرح مؤمنین بھی سبحان الملك القدوس کا ذکر کریں گے اور یہی ذکر ان کا طعام  
اور مایہ حیات ہوگا۔ اس کے علاوہ اصحاب کہف کا واقعہ ۳۰۹ سال غار میں بلا کھائے بچے زندہ رہنا  
اور جناب عزیز کا واقعہ اور ایسے ہی بیسوں واقعات قرآن مجید میں مرقوم و مرکوز ہیں۔ مگر قوت ایمانی  
اور سلیم الفکری کی ضرورت ہے۔

آہ! مرزا قادیانی تمہاری کس کس بات کا ماتم کریں۔ کسی نے پوچھا اونٹ رے اونٹ  
تیری کون سی کل سیدھی۔ وہی معاملہ یہاں ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام اور ایام اس میں ایک عجیب  
نظریہ پیش کیا ہے۔ حیرت آتی ہے کیا جواب دیں اور کیا کہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ملائکہ اللہ اجرام  
فلکیہ ہیں اور وہ کبھی اپنے مرکز سے جدا نہیں ہوتے اور کبھی ان کا زمین پر آنا ثابت نہیں ہوتا۔  
اللہ اللہ اس برتے پر رموز محارف کی لاف زنی ہوتی ہے۔ کہتے ان آیات کو کہاں لے جائیں۔

۱..... ”فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشراً سویاً“

۲..... ”اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمکم ربکم ثلثة الاف  
من الملائکة منزلین“

۳..... ”ولقد جاء ت رسلنا ابراهیم بالبشری قالوا سلماً“

۴..... ”اذ دخلوا علیہ فقالوا سلماً قال سلم قوم منکرون“

کیوں مرزا! ان آیات کریمہ سے ملائکہ اللہ کا زمین پر چلنا پھرنا ثابت ہوتا ہے یا  
نہیں۔ کیا یہ آیات کریمہ منسوخ ہو چکیں اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر مرزا قادیانی کا خیال مذموم کیا  
ٹھہر آتم ہی کہو اگر یہ ارواح کو اکب ہیں۔ تو روح کے جدا ہونے کے بعد وہ ستارے زمین پر کیوں  
نہیں ٹوٹ پڑتے اور سیاہ کیوں نہیں ہو جاتے۔ اس لئے لاحالہ ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کا خیال  
باطل بس یونہی گھاس خوری کا عادی ہو چکا ہے۔ کیونکہ فرقان حمید نفس صریح سے یہ اعلان کر رہا ہے کہ  
جنابہ مریم کا پیامی جو مرد صالح کی صورت میں خوشخبری لایا فرشتہ تھا اور جنگ بدر اور احد میں تین ہزار اور  
پانچ ہزار مومنے گھوڑوں پر سوار فرشتے تھے۔ جو سرکار مدینہ ﷺ کی مدد کو رب العالمین نے بھیجے تھے اور  
ایسا ہی جناب ابراہیم خلیل اللہ کو خوشخبری ملائکہ نے سنائی اور یہی فرشتے جناب لوط علیہ السلام کی خدمت  
میں نوحیز جوان بچوں کی صورت میں بطور مہمان آئے۔ جنہیں قوم نے نگاہ غیر سے دیکھنے کی کوشش  
کی۔ ایسے ہی بہت سے مقامات سے فرشتوں کا انسانی شکل میں آنا قرآن عزیز سے ثابت ہے۔

فقیر کا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی کو حدیث پر قطعاً عبور نہ تھا اور نہ ہی سرکارِ دو عالم ﷺ  
سے دور کا واسطہ یا محبت تھی۔ کاش انہیں قال کے ساتھ حال بھی ہوتا تو حدیث شریف میں بہت

سے ایسے فرمان رسالت موجود تھے۔ جن سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اکثر ملائکہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ چند ایک ایشیہ چند حیاتی ہوئی آنکھوں کے سرمہ کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ شاید کوئی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

نبی کریم ﷺ طائف میں تبلیغ حقہ کی خاطر زخمی ہوئے تو فرشتے نے حاضر ہو کر عرض کی حضور حکم دو تو ان دونوں پہاڑوں کو کھرا کر اس کے درمیان میں اعداء اللہ کو پیش دوں۔

”عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ یوم بدر ہذا جبرائیل اخذ برأس فرسہ علیہ ارداد الحرب“ یعنی آپ نے بدر کے روز فرمایا۔ یہ جبرائیل ہیں۔ مسلح کھڑے ہوئے گھوڑے کی لگام کو تھامے ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ایک اجنبی ایسے حاضر ہوئے جو نہایت خوش منظر اور کمال خوبصورت تھے۔ ان کے سیاہ چمکیلے بال اور سفید لباس تھا۔ جس پر سفر کا کچھ بھی اثر نہ تھا اور حضار مجلس نبوی ﷺ اس سے محض ناواقف تھے۔ اس نے حضور ﷺ کے سامنے زانو ادب کوٹہ کرتے ہوئے عرض کیا۔ ”ما الاسلام ما الایمان ما الاحسان“ جوابات گرامیہ سننے کے بعد چلا گیا تو حضور ﷺ نے صحابہ سے دریافت کیا جانتے ہو یہ کون تھا۔ تو صحابی بولے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا ”فانہ جبرائیل علیہ السلام اتاکم یعلکم دینکم“ فرمایا یہ جبرائیل تھے۔ اس لئے آئے تھے کہ تمہیں تمہارا دین سکھلا دیں۔

ہاں وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ دور قرآن کرنے والا کون تھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ جبرائیل تھے اور ایسا ہی وجہ کلبی کی صورت میں کون آیا۔ جس نے ابو بکر صدیق کو سلام کہی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ جبرائیل تھے۔

آہ! کس کا منہ ہے اور کس کو طاقت ہے کہ وہ مسلمان کہلاتے ہوئے ان ناپاک و فاسد کلمات کا اعادہ کرے کہ یہ حدیثیں جھوٹی ہیں اور آیات وضعی ہیں اور پھر اس برے پر اتراتے ہوئے پیغمبری کا دم بھرے۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ مرزا قادیانی کی جھولی روپیوں سے بھرنے والا جس کو مرزا قادیانی نے اضطراب کی حالت میں پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے جواب میں کہا کچھ نہیں۔ مکرر اصرار کیا تو ٹپچی کہا کون تھا۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں فرشتہ تھا۔ ایسا ہی جاءنی آئل جس کا ترجمہ مرزا قادیانی نے فارسی میں یہ کیا۔ آمد نزد من جبرائیل علیہ السلام، کون تھا۔ مرزا قادیانی آئل کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں بار بار آنے والا یہ کون تھا۔ جو مرزا قادیانی کو بار بار ستاتا اور تنگ کرتا رہا اور خیرایتی اور شیر علی مرزائی فرشتے اگر فرشتے نہ تو کیا گدھے تھے۔

عالمی مجلس  
کراچی  
ہے۔ ان  
شان کا

صاحب

زر

دفتر



# عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مطبوعات



## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت